قرآن حکیم کی اولین جامع اور مقبول ترین تفسیر

تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہما

جلد دوم

مفسرِ اعظم ترجمان القرآن حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما

مؤلف

ابو طاہر محمد بن یعقوب الفیروز آبادی الشیرازی الشافعی صاحب القاموس المتوفی ۸۱۷ھ

مع کتاب

"لباب النقول فی اسباب النزول" از علامہ جلال الدین سیوطی المتوفی ۹۱۱ھ

ترجمہ قرآن حکیم حضرت مولانا فتح محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ تفسیر و مقدمہ

مولانا پروفیسر حافظ محمد سعید احمد عاطف

فاضل دورۃ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور، ایم اے عربی، اسلامیات، پنجاب یونیورسٹی لاہور

صدر شعبہ علوم اسلامیہ گورنمنٹ [illegible]

مکی دار الکتب

37 - مزنگ روڈ، بک سٹریٹ، لاہور، پاکستان

تفسیر ابن عباسؓ : جلد دوم

مؤلف : ابو طاہر محمد بن یعقوب الفیروز آبادیؒ

مترجم : مولانا پروفیسر محمد سعید احمد عاطف

اشاعت : 2009ء

کمپیوٹر ورک : طاہر مقصود

مطبع : علی فرید پرنٹرز، لاہور

ناشر : مکی دارالکتب، 37 مزنگ روڈ، لاہور

اہتمام : محمد عباس شاد

042-7239138,0300-9426395,0321-9426395

E-mail:m_d7868@yahoo.com

www.ahlehaq.org

ترتیب تفسیر ابن عباسؓ اردو جلد دوم

يَعْتَذِرُونَ إِلَيْكُمْ إِذَا رَجَعْتُمْ إِلَيْهِمْ قُلْ لَا تَعْتَذِرُوا لَنْ نُؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّأَنَا اللَّهُ مِنْ أَخْبَارِكُمْ وَسَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ ثُمَّ تُرَدُّونَ إِلَى عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ سَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوا عَنْهُمْ فَأَعْرِضُوا عَنْهُمْ إِنَّهُمْ رِجْسٌ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝ يَحْلِفُونَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَرْضَى عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ ۝ الْأَعْرَابُ أَشَدُّ كُفْرًا وَنِفَاقًا وَأَجْدَرُ أَلَّا يَعْلَمُوا حُدُودَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ وَمِنَ الْأَعْرَابِ مَنْ يَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا وَيَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَائِرَ عَلَيْهِمْ دَائِرَةُ السَّوْءِ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ وَمِنَ الْأَعْرَابِ مَنْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبَاتٍ عِنْدَ اللَّهِ وَصَلَوَاتِ الرَّسُولِ أَلَا إِنَّهَا قُرْبَةٌ لَهُمْ سَيُدْخِلُهُمُ اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝

جب تم اُن کے پاس واپس جاؤ گے تو تم سے عذر کریں گے تم کہنا کہ عذر مت کرو ہم ہرگز تمہاری بات نہیں مانیں گے خدا نے ہم کو تمہارے سب حالات بتا دیے ہیں۔ اور ابھی خدا اور اُس کا رسول تمہارے عملوں کو (اور) دیکھیں گے پھر تم غائب وحاضر کے جاننے والے (خدائے واحد) کی طرف لوٹائے جاؤ گے اور جو عمل تم کرتے رہے ہو وہ سب تمہیں بتائے گا (۹۴)۔ جب تم اُن کے پاس لوٹ کر جاؤ گے تو تمہارے روبرو خدا کی قسمیں کھائیں گے تاکہ تم اُن سے درگزر کرو سو اُن کی طرف التفات نہ کرنا یہ ناپاک ہیں اور جو کام یہ کرتے رہے ہیں اُن کے بدلے اُن کا ٹھکانا دوزخ ہے (۹۵)۔ یہ تمہارے آگے قسمیں کھائیں گے تاکہ تم ان سے خوش ہو جاؤ لیکن اگر تم ان سے خوش ہو جاؤ گے تو خدا تو نافرمان لوگوں سے خوش نہیں ہوتا (۹۶)۔ دیہاتی لوگ سخت کافر اور سخت منافق ہیں اور اس قابل ہیں کہ جو احکام (شریعت) خدا نے اپنے رسول پر نازل فرمائے ہیں ان سے واقف (ہی) نہ ہوں۔ اور خدا جاننے والا (اور) حکمت والا ہے (۹۷)۔ اور بعض دیہاتی ایسے ہیں کہ جو کچھ خرچ کرتے ہیں اُسے تاوان سمجھتے ہیں اور تمہارے حق میں مصیبتوں کے منتظر ہیں۔ انہی پر بُری مصیبت (واقع) ہو۔ اور خدا سننے والا (اور) جاننے والا ہے (۹۸)۔ اور بعض دیہاتی ایسے ہیں کہ خدا پر اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں اس کو خدا کی قربت اور پیغمبر کی دعاؤں کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ دیکھو وہ بےشبہ ان کے لیے (موجب) قربت ہے۔ خدا ان کو عنقریب اپنی رحمت میں داخل کرے گا۔ بےشک خدا بخشنے والا مہربان ہے (۹۹)۔ جن لوگوں نے سبقت کی (یعنی سب سے پہلے ایمان لائے) مہاجرین میں سے بھی اور انصار میں سے بھی اور جنہوں نے نیکوکاری کے ساتھ اُن کی پیروی کی خدا اُن سے خوش ہے اور وہ خدا سے خوش ہیں اور اس نے ان کے لئے باغات تیار کیے ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں (اور) ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ یہ بڑی کامیابی ہے (۱۰۰)

تفسیر سورة التوبة آیات (۹٤) تا (۱۰۰)

(۹۴) غزوہ تبوک سے جب آنحضرت ﷺ مدینہ منورہ واپس تشریف لائیں گے تو یہ آپ کے سامنے عذر پیش کریں گے کہ ہم آپ کے ساتھ نہیں جا سکتے تھے۔ لہٰذا اے محمد ﷺ آپ ان کو صاف جتلا دیں کہ بس عدم شرکت کا بہانہ نہ پیش کرو جو تم باتیں کہتے ہو ہم کبھی تمہیں سچا نہیں جانیں گے کیوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں تمہاری اصل حالت اور تمہارے نفاق کے بارے میں اطلاع کر چکے ہیں۔

البتہ اس کے بعد بھی اگر تم توبہ کرلو گے تو تمہارے اعمال دیکھیں گے اور پھر آخرت میں اس کے پاس لوٹ کر جاؤ گے جو پوشیدہ اور ظاہر سب کا جاننے والا ہے اور پھر وہ تمہیں تمہاری نیکی اور بدی سب بتا دے گا۔ غیب جو بندوں سے چھپا ہوا ہو یا یہ کہ جس کو بندے نہ جان سکیں یا یہ کہ جو ہوگا اور شہادۃ جس کو بندے جانتے ہوں یا یہ کہ جو ہو چکا ہو۔

(۹۵) جب آپ اس غزوۂ تبوک سے مدینہ منورہ واپس ہوں گے تو عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھی آکر قسمیں کھائیں گے کہ ہم مجبور تھے۔

(۹۶) تاکہ آپ ان کو معاف کردیں اور ان سے کوئی مواخذہ نہ کریں سو تم بھی ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو یہ لوگ وہ بالکل بیہودہ ہیں اور آخرت میں ان کا ٹھکانا دوزخ ہے ان کاموں کے بدلے میں جو کہ وہ کہتے اور کرتے تھے اور یہ آپ کی رضا حاصل کرنے کے لیے قسمیں کھائیں گے۔ بالفرض آپ ان کی جھوٹی قسموں سے ان سے راضی ہو بھی جائیں تو اللہ ان منافقین سے راضی نہیں ہوتا۔

(۹۷) اور ان منافقین میں اسد و غطفان کے دیہاتی سخت مزاجی کی وجہ سے کفر و نفاق میں بہت ہی پکے ہیں اور ان کو ایسا ہونا بھی چاہیے کیونکہ انھیں ان احکامات اور فرائض کا علم . جو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اپنے نبی پر نازل فرمائے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان منافقین کے بارے میں خوب جانتے ہیں اور بڑی حکمت والے ہیں، ان سزاؤں پر جو ان کے لیے تجویز کی ہیں یا یہ کہ ان شخص کی جہالت کا علم رکھنے والے ہیں جو علم دین کے حصول کو چھوڑے اور اس فیصلہ فرمانے میں کہ جو علم کو چھوڑے وہ جاہل ہے، حکمت والے ہیں۔

(۹۸) اور ان اسد و غطفان میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جو مسلمانوں کی خاطر کچھ جہاد کے موقع پر خرچ کرتے ہیں، اسے پیسے کا ضیاع سمجھتے ہیں اور مسلمانوں کے خاتمے کے منتظر رہتے ہیں۔ ان منافقین پر برا وقت پڑنے والا ہے اور ان کا انجام برا ہونے والا ہے، اللہ تعالیٰ ان کے کفر و نفاق کی باتوں کو سننے والے اور ان کی عاقبت جاننے والے ہیں۔

(۹۹) اور قبیلہ مزینہ، جہینہ اور اسلم میں سے بعض دیہاتی ایسے بھی ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ اور روز جزا پر پورا پورا ایمان رکھتے ہیں اور جو کچھ جہاد وغیرہ میں خرچ کرتے ہیں، قرب الٰہی کا ذریعہ اور آنحضرت ﷺ کی دعا کا ذریعہ بناتے ہیں یاد رکھو کہ ان کا یہ خرچ اللہ کی راہ میں کرنا بلاشبہ ان کے لیے اللہ کی قربت حاصل کرنے کا ذریعہ ہے، اللہ تعالیٰ ان کو جنت میں داخل کردیں گے، وہ بڑے غفور و رحیم ہیں۔

شان نزول: وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ (الخ)

ابن جریرؒ نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت بنی مقرن کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ جن کے بارے میں یہ آیت وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَا اَتَوْكَ . الخ نازل ہوئی تھی۔

نیز عبدالرحمن بن معقل مزنیؓ سے روایت کیا گیا ہے کہ ہم بنی مقرن کے دس لوگ تھے، ہمارے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۱۰۰) یعنی جو اولین ایمان لانے والے اور مقدم ہیں اور جنھوں نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی ہے اور بدر میں شریک ہوئے ہیں اور قیامت تک فرض ادا کرنے اور گناہ سے بچنے میں جتنے لوگ ان کے پیرو ہیں، اللہ رب العزت ان سب سے راضی ہوئے اور وہ سب اللہ رب العزت سے اجر وثواب کے ملنے سے راضی ہوئے اور رب العزت کی طرف سے ان کے لیے ایسے باغ ہیں جن کے درختوں اور مکانات کے نیچے سے دودھ، شہد، شراب اور پانی کی نہریں جاری ہوں گی، وہ جنت میں سدا رہیں گے، وہ موت وحیات کی کشمکش سے آزاد ہوں گے اور اللہ رب العزت کی خوشنودی اور باغات بہت بڑی کامیابی ہے۔

وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْأَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ ۚ وَمِنْ
أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ۛ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ ۖ لَا تَعْلَمُهُمْ ۖ نَحْنُ
نَعْلَمُهُمْ ۚ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ إِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ
وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا
عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ ۚ إِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ خُذْ
مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ۖ
إِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ۗ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ أَلَمْ يَعْلَمُوْا أَنَّ
اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَأْخُذُ الصَّدَقٰتِ
وَأَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى
اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۖ وَسَتُرَدُّوْنَ إِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ
وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ
لِأَمْرِ اللّٰهِ إِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَإِمَّا يَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝
وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًا بَيْنَ
الْمُؤْمِنِيْنَ وَإِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ
قَبْلُ ۚ وَلَيَحْلِفُنَّ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا الْحُسْنٰى ۚ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ
إِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ لَا تَقُمْ فِيْهِ أَبَدًا ۚ لَمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى
التَّقْوٰى مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ۚ فِيْهِ رِجَالٌ
يُّحِبُّوْنَ أَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ۚ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ۝ أَفَمَنْ أَسَّسَ
بُنْيَانَهٗ عَلٰى تَقْوٰى مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ أَمْ مَّنْ أَسَّسَ
بُنْيَانَهٗ عَلٰى شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ ۗ وَاللّٰهُ
لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

اور تمہارے گردو نواح کے بعض دیہاتی منافق ہیں اور بعض مدینے والے بھی نفاق پر اڑے ہوئے ہیں تم انہیں نہیں جانتے ہم جانتے ہیں۔ ہم اُن کو دوہرا عذاب دیں گے۔ پھر وہ بڑے عذاب کی طرف لوٹائے جائیں گے (۱۰۱)۔ اور کچھ اور لوگ ہیں کہ اپنے گناہوں کا (صاف) اقرار کرتے ہیں۔ انہوں نے اچھے اور بُرے عملوں کو ملا جلا دیا تھا۔ قریب ہے کہ خدا ان پر مہربانی سے توجہ فرمائے۔ بے شک خدا بخشنے والا مہربان ہے (۱۰۲)۔ اُن کے مال میں سے زکوٰۃ قبول کرلو کہ اس سے تم اُن کو (ظاہر میں بھی) پاک اور (باطن میں بھی) پاکیزہ کرتے ہو اور ان کے حق میں دعائے خیر کرو کہ تمہاری دعا اُن کے لیے موجب تسکین ہے اور خدا سننے والا جاننے والا ہے (۱۰۳) کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ خدا ہی اپنے بندوں سے توبہ قبول فرماتا اور صدقات (وخیرات) لیتا ہے اور بے شک خدا ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے (۱۰۴) اور ان سے کہہ دو کہ عمل کیے جاؤ۔ خدا اور اُس کا رسُول اور مومن (سب) تمہارے عملوں کو دیکھ لیں گے۔ اور تم غائب وحاضر کے جاننے والے (خدائے واحد) کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ پھر جو کچھ تم کرتے رہے ہو وہ سب تم کو بتا دے گا (۱۰۵) اور کچھ اور لوگ ہیں جن کا کام خدا کے حکم پر موقوف ہے چاہے اُن کو عذاب دے اور چاہے معاف کردے۔ اور خدا جاننے والا اور حکمت والا ہے (۱۰۶) اور (ان میں ایسے بھی ہیں) جنہوں نے اس غرض سے مسجد بنائی ہے کہ ضرر پہنچائیں اور کفر کریں اور مومنوں میں تفرقہ ڈالیں اور جو لوگ خدا اور اس کے رسُول سے پہلے جنگ کرچکے ہیں اُن کے لیے گھات کی جگہ بنائیں۔ اور قسمیں کھائیں گے کہ ہمارا مقصود تو صرف بھلائی تھی مگر خدا گواہی دیتا ہے کہ یہ جھوٹے ہیں (۱۰۷) تم اس (مسجد) میں کبھی (جا کر) کھڑے بھی نہ ہونا۔ البتہ وہ

مسجد جس کی بنیاد پہلے دن سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے اس قابل ہے کہ اس میں جایا (اور نماز پڑھا) کرو اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاک رہنے کو پسند کرتے ہیں اور خدا پاک رہنے والوں ہی کو پسند کرتا ہے (۱۰۸) بھلا جس شخص نے اپنی عمارت کی بنیاد خدا کے خوف اور اس کی رضا مندی پر رکھی وہ اچھا ہے یا وہ جس نے اپنی عمارت کی بنیاد گر جانے والی کھائی کے کنارے پر رکھی کہ وہ اس کو دوزخ کی آگ میں لے گری اور خدا ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا (۱۰۹)

تفسیر سورۃ التوبۃ آیات (۱۰۱) تا (۱۰۹)

(۱۰۱) اور قبیلہ اسد و غطفان کے کچھ لوگ اور مدینہ والوں میں سے عبداللہ بن اُبی اور اس کے ساتھی ایسے منافق ہیں کہ جو نفاق کی آخری حدوں کو پہنچے ہوئے ہیں اور اس پر ثابت قدم ہیں۔ آپ بھی ان کے نفاق کو نہیں جانتے، ان کے نفاق کو بس ہم ہی جانتے ہیں ہم ان کو ایک بار ان کی جانیں قبض کرنے کے وقت اور دوسری بار ان کو عذاب قبر دیں گے پھر یہ عذاب جہنم کی طرف بھیجے جائیں گے۔

(۱۰۲) اور اہل مدینہ میں سے کچھ اور لوگ ہیں یعنی ودیعہ بن حذام انصاری، ابولبابہ بن عبدالمنذر انصاری، ابوثعلبہ انہوں نے اپنی غلطی کا اقرار کر لیا جو ان سے غزوۂ تبوک میں شریک نہ ہونے کی بنا پر سرزد ہوئی ہے اس سے پہلے جو غزوات ہو چکے ہیں، ان میں تو وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ شریک ہوئے اور اس غزوہ میں آپ کے ساتھ شرکت نہیں کی سو اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ ان کی غلطی معاف کر دی جائے گی، بے شک جو ان میں سے توبہ کرے اللہ رب العزت اس کی بخشش کرنے والے اور جو توبہ پر مرے اس پر رحم کرنے والے ہیں (جب ان لوگوں کی توبہ قبول ہوگئی) تو رسول کریم ﷺ کی خدمت میں اپنا مال و اسباب لے کر آئے اور عرض کی کہ اس کو اللہ کی راہ میں خرچ کیا جائے کیوں کہ ہم اسی مال و اسباب ہی کی وجہ سے غزوۂ تبوک میں نہیں گئے تو رسول اکرم ﷺ نے ان سے مال و اسباب نہیں لیا جب تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس چیز کا حکم نہیں دے دیا اور یہاں نہیں فرما دیا کہ یہاں پہنچ چکے۔

شانِ نزول: وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا (الخ)

ابن مردویہؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے عوفی کے واسطہ سے ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ جہاد کے لیے تشریف لے گئے، ابولبابہ اور ان کے پانچ ساتھیوں نے جہاد میں شرکت نہیں کی، اس کے بعد حضرت ابولبابہ اور ان کے ساتھ دو مزید حضرات کو اپنے اس فعل سے ندامت ہوئی اور ان حضرات کو اپنی ہلاکت کا پکا یقین ہو گیا اور کہنے لگے کہ ہم سکون و اطمینان کے ساتھ عورتوں سے مدت افزا رہے ہیں اور رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام ؓ جہاد میں مصروف ہیں، اللہ کی قسم اب ہم اپنے آپ کو ستونوں سے باندھ دیں گے اور ان کو نہیں کھولیں گے یہاں تک کہ رسول اکرم ﷺ ہی خود نہ کھولیں، چنانچہ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا اور تین لوگ یونہی حالت پر باقی رہ گئے، انہوں نے اپنے آپ کو ستونوں سے نہیں باندھا۔

جب رسول اکرم ﷺ جہاد سے واپس تشریف لائے اور پوچھا کہ یہ ستونوں کے ساتھ کون حضرات بندھے ہوئے ہیں تو ایک شخص نے کہا یہ ابولبابہ ؓ اور ان کے ساتھی ہیں جو جہاد میں شریک نہیں ہو سکے انھوں نے اللہ تعالیٰ سے یہ عہد کرلیا ہے کہ اپنے آپ کو ستونوں سے نہیں کھولیں گے جب تک کہ آپ خود ان کو ستونوں سے نہ کھولیں۔ آپ نے یہ سن کر فرمایا میں تو اس وقت تک نہیں کھولوں گا جب تک کہ ان کے کھولنے کا مجھے حکم نہیں دیا جائے گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی کچھ اور لوگ ہیں جو اپنی خطا کا اقرار کرتے ہیں جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی آپ نے ان کو کھول دیا اور ان کے عذر کو قبول فرمایا۔

اور وہ تین حضرات باقی رہ گئے جنھوں نے اپنے آپ کو ستونوں کے ساتھ نہیں باندھا تھا۔ انھوں نے کوئی عذر نہیں بیان کیا یہ وہی حضرات ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور کچھ اور لوگ ہیں جن کا معاملہ اللہ کے حکم کے آنے تک ملتوی ہے الخ۔

چنانچہ ان تینوں حضرات کے بارے میں ایک جماعت کہنے لگی کہ یہ لوگ جب ان کے عذر کے بارے میں کوئی حکم الٰہی نازل نہیں ہوا تو یہ لوگ ہلاک ہوگئے اور دوسری جماعت کہتی تھی کہ ممکن ہے اللہ تعالیٰ ان حضرات کی توبہ قبول فرمالے یہاں تک یہ آیت نازل ہوئی وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ الخ۔

اور ابن جریرؒ نے علی بن ابی طلحہ ؓ کے ذریعے سے ابن عباس ؓ سے اسی طرح روایت کی ہے اس میں اتنا اضافہ ہے کہ جب ابولبابہ ؓ اور ان کے ساتھی کھول دیے گئے تو وہ اپنے مال لے کر حاضر خدمت ہوئے اور عرض کرنے لگے یارسول اللہ ﷺ یہ ہمارے اموال ہیں، ہم سے ان کا صدقہ قبول فرمالیجیے اور ہمارے لیے بخشش طلب فرمایئے، آپ نے فرمایا مجھے تمہارے اموال میں سے کسی چیز کے لینے کا حکم نہیں دیا گیا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً (الخ) نیز یہ اتنی مقدار سعید بن جبیر، ضحاک، زید بن اسلم وغیرہ سے بھی نقل کی ہے۔

اور عبد نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ یہ آیت سات آدمیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جن میں سے چار آدمیوں نے یعنی ابولبابہ ؓ، فرداس ؓ، اوس بن جذام ؓ، اور ثعلبہ بن ودیعہ ؓ نے اپنے خود کو ستونوں سے باندھ لیا تھا۔

اور ابوالشیخ اور ابن مندہ نے صحابہ کے بیان میں، ثوری، اعمش، ابوسفیان کے ذریعہ سے جابر ؓ سے روایت کی ہے کہ غزوہ تبوک میں جن حضرات نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ شرکت نہیں کی، وہ چھ آدمی تھے، ابولبابہ ؓ اوس بن جذام ؓ، ثعلبہ بن ودیعہ ؓ کعب بن مالک ؓ، مرارہ بن ربیع ؓ، ہلال بن امیہ ؓ، چنانچہ ابولبابہ، اوس اور ثعلبہ نے آکر خود کو ستونوں سے باندھ لیا اور اپنے مال واسباب لے کر آئے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ یہ جہاد میں شریک نہ ہونے کے عوض ہے۔ آپ نے فرمایا جب تک کہ قتال نہ ہو میں ان کو نہیں کھولوں گا، اس پر قرآن کریم کی یہ

آیت نازل ہوئی۔ اس روایت کی اسناد قوی ہیں۔

اور ابن مردویہؒ نے اپنی سند کے ساتھ جس میں واقدی ہے ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے، فرماتی ہیں کہ ابولبابہ رضی اللہ عنہ کی توبہ میرے حجرے میں نازل ہوئی، میں نے سحر کے وقت رسول اکرم ﷺ کے ہنسنے کی آواز سنی تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا کافر لوگ آپ کو ہنسا رہے ہیں، آپ نے فرمایا ابولبابہ کی توبہ قبول ہوگئی۔

میں نے عرض کیا تو ان کو اطلاع کردوں، آپ نے فرمایا جیسے تمہاری مرضی۔ تو میں حجرے کے دروازہ پر کھڑی ہوئی اور یہ (واقعہ پردہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے کا ہے) میں نے کہا ابولبابہ رضی اللہ عنہ آپ کے لیے خوشخبری ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کی توبہ قبول فرمائی یہ سن کر صحابہ کرام ان کو کھولنے کے لیے دوڑے تو انھوں نے فرمایا جب تک رسول اکرم ﷺ مجھ کو آکر نہ کھولیں کوئی اور نہ کھولے، جب آپ صبح کی نماز کے لیے تشریف لے گئے تو آپ نے ان کو کھول دیا اور یہ آیت نازل ہوئی وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا (الخ) (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۱۰۳) چنانچہ ارشاد فرمایا کہ آپ ان کے مالوں میں سے جو یہ لائے ہیں تیسرا حصہ صدقہ لے لیجیے جس کے لینے سے آپ ان کو گناہ کے آثار سے پاک وصاف کردیں گے اور ان کے لیے استغفار بھی کیجیے اور دعا بھی فرمائیے کیوں کہ آپ کا استغفار اور آپ کی دعا ان کے لیے دلی سکون کا باعث ہے کہ ان کی توبہ قبول ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ ان کے اقرار اور ان کی درخواست کو کہ ہمارا مال اللہ کی راہ میں خرچ کر دیجیے، خوب سنتے اور ان کی توبہ اور نیت کو خوب جانتے ہیں۔

(۱۰۴) کیا ان کو یہ خبر نہیں کہ اللہ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا اور وہی صدقات کو قبول فرماتا ہے اور کیا ان کو خبر نہیں کہ اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے کی صفت میں اور تائب پر رحمت فرمانے کی صفت میں کامل ہیں۔

(۱۰۵) نبی کریم ﷺ آپ ان سے کہہ دیجیے کہ توبہ کے بعد جو چاہو نیک کام کرو، دل تو دیکھ ہی لیں اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اور مومنین تمہارے عمل کو دیکھ لیتے ہیں اور پھر مرنے کے بعد تمہیں ضرور اسی کے پاس جانا ہے جو تمام اچھی اور بری چیزوں کو جاننے والا ہے۔ وہ تمہیں تمہاری سب نیکیوں اور برائیوں سے آگاہ کردے گا۔

(۱۰۶) اور مدینہ والوں میں سے کعب بن مالک مرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ یہ لوگ اور ہیں کہ جن کا معاملہ حکم الٰہی کے آنے تک ملتوی ہے، خواہ عدم شرکت غزوہ تبوک پر ان کو سزا دے اور خواہ انھیں معاف فرمادے اور اللہ تعالیٰ ان کی توبہ کو خوب جاننے والا ہے اور اس فیصلہ فرمانے میں بڑی حکمت والا ہے۔

(۱۰۷) عبداللہ بن ابی، جد بن قیس، معتب بن قشیر اور ان کے ساتھی جو کہ تقریباً بارہ ہیں، انھوں نے اس مقصد کے لیے مسجد بنائی کہ اسلام اور مومنین کو نقصان پہنچائیں اور کفر و نفاق پر ثابت رہیں اور اس وجہ سے کہ ایمان والوں میں تفرقہ ڈالیں کہ ایک جماعت ان کی مسجد میں نماز پڑھے اور ایک جماعت رسول اکرم ﷺ کی مسجد میں نماز پڑھے اور

اس شخص کے قیام کا انتظار کریں جو ان سے پہلے ہی سے اللہ اور اس کے رسول کا دشمن ہے، مراد اس سے ابو عامر راہب ہے جس نے نعوذ باللہ رسول اکرم ﷺ کو فاسق کہا تھا اور پوچھو تو قسمیں کھائیں گے کہ اس مسجد کے بنانے سے ماسوا مسلمانوں کے ساتھ بھلائی اور نیکی کے ہماری اور کوئی نیت نہیں تاکہ جس کی مسجد قبا میں نماز رہ جائے اور اسے وہاں جماعت نہ مل سکے وہ اس مسجد میں آکر نماز پڑھ لے اور اللہ تعالیٰ گواہ ہے کہ یہ اپنی قسموں میں جھوٹے ہیں۔

(۱۰۸) جب اس مسجد کی یہ حالت ہے تو آپ اس تفرقہ پیدا کرنے والی مسجد میں کبھی نماز نہ پڑھیے۔

البتہ مسجد قبا جس کی بنیاد جب سے رسول اکرم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرماں برداری پر رکھی گئی ہے، وہ واقعی اس قابل ہے کہ آپ اس میں نماز پڑھیں اور کہا گیا ہے کہ یہ مدینہ منورہ کی سب سے پہلی مسجد ہے۔

اور مسجد قبا میں ایسے اچھے آدمی ہیں جو خوب پاک ہونے یعنی کہ پتھروں کے بعد پانی کے ساتھ استنجا کرنے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو ایسے ہی لوگ کو جو پانی کے ساتھ استنجا کرتے ہیں پسند ہیں۔

شان نزول: وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا (الخ) لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا (الخ)

ابن مردویہؒ نے ابن اسحاقؒ کے طریق سے روایت کیا ہے کہ ابن شہاب زہریؒ نے بواسطہ اکیمہ لیثی، ابورہم غفاریؓ سے روایت کی ہے اور ابورہم غفاری ان حضرات میں سے ہیں، جنھوں نے درخت کے نیچے رسول اکرم ﷺ سے بیعت کی تھی۔ بیان کرتے ہیں کہ جنھوں نے مسجد ضرار بنائی تھی وہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ تبوک کی طرف روانگی کی تیاری کر رہے تھے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ﷺ ہم نے یہ مسجد ضرورت مند اور حاجت مندوں اور سرد راتوں اور بارش والی راتوں کے لیے بنائی ہے اور ہماری یہ خواہش ہے کہ آپ ہمارے لیے اس مسجد میں تشریف لاکر نماز پڑھ دیجیے۔

آپ نے فرمایا اس وقت تو ہم سفر کی تیاری میں ہیں، سفر سے واپس پر آئیں گے تو انشاء اللہ تمہاری مسجد میں آکر نماز پڑھیں گے، جب آپ تبوک سے واپس ہوئے تو ذی اوان مقام پر پڑاؤ فرمایا، جہاں سے مدینہ منورہ کا ایک گھنٹے کا راستہ تھا، اس وقت اللہ تعالیٰ نے اس مسجد کے بارے میں یہ آیات نازل فرمائیں۔

تو آپ نے مالک بن دخشم اور معن بن عدی یا اس کے بھائی عاصم بن عدی کو بلایا اور فرمایا اس مسجد کی طرف چلو جس کے بنانے والے ظالم ہیں اور اس کو گرادو اور جلادو چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کر دیا۔

اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے عوفی کے ذریعے سے ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ جب رسول اکرم ﷺ نے مسجد قبا بنائی تو انصار میں سے کچھ آدمی گئے، ان میں سے کچھ اختلاف کرتے تھے، چنانچہ انھوں نے جا کر

لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِي بَنَوْا
رِيبَةً فِي قُلُوبِهِمْ إِلَّا أَنْ تَقَطَّعَ قُلُوبُهُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ ع
إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ
لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ
وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ
وَمَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ فَاسْتَبْشِرُوا بِبَيْعِكُمُ
الَّذِي بَايَعْتُمْ بِهِ وَذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝
التَّائِبُونَ الْعَابِدُونَ الْحَامِدُونَ السَّائِحُونَ الرَّاكِعُونَ
السَّاجِدُونَ الْآمِرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّاهُونَ عَنِ الْمُنْكَرِ
وَالْحَافِظُونَ لِحُدُودِ اللَّهِ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ۝ مَا كَانَ
لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ
كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ
أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ۝ وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ
إِلَّا عَنْ مَوْعِدَةٍ وَعَدَهَا إِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ
لِلَّهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ ۝ وَمَا كَانَ اللَّهُ
لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ إِذْ هَدَاهُمْ حَتَّىٰ يُبَيِّنَ لَهُمْ مَا
يَتَّقُونَ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝ إِنَّ اللَّهَ لَهُ مُلْكُ
السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَمَا لَكُمْ مِنْ
دُونِ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ۝ لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى
النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي
سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيغُ قُلُوبُ فَرِيقٍ
مِنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ إِنَّهُ بِهِمْ رَءُوفٌ رَحِيمٌ ۝
وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا حَتَّىٰ إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ
الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ أَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوا أَنْ
لَا مَلْجَأَ مِنَ اللَّهِ إِلَّا إِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوبُوا إِنَّ
اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ۝ ع

یہ عمارت جو انہوں نے بنائی ہے ہمیشہ اُن کے دلوں میں (موجب) خلجان رہے گی (اور ان کو متردد رکھے گی) مگر یہ کہ ان کے دل پاش پاش ہو جائیں۔ اور خدا جاننے والا حکمت والا ہے (۱۱۰)۔ خدا نے مومنوں سے اُن کی جانیں اور اُن کے مال خرید لیے ہیں (اور اس کے) عوض میں ان کے لئے بہشت (تیار کی) ہے یہ لوگ خدا کی راہ میں لڑتے ہیں تو مارتے بھی ہیں اور مارے جاتے بھی ہیں۔ یہ تورات اور انجیل اور قرآن میں سچا وعدہ ہے جس کا پورا کرنا اُسے ضرور ہے۔ اور خدا سے زیادہ وعدہ پورا کرنے والا کون ہے تو جو سودا تم نے اُس سے کیا ہے اُس سے خوش رہو۔ اور یہی بڑی کامیابی ہے (۱۱۱)۔ توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، حمد کرنے والے، روزہ رکھنے والے، رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے، نیک کاموں کا امر کرنے والے، بری باتوں سے منع کرنے والے، خدا کی حدوں کی حفاظت کرنے والے (یہی مومن لوگ ہیں) اور اے پیغمبر مومنوں کو (بہشت) کی خوشخبری سنا دو (۱۱۲)۔ پیغمبر اور مسلمانوں کو شایاں نہیں کہ جب ان پر ظاہر ہو گیا کہ مشرک اہل دوزخ ہیں تو اُن کے لئے بخشش مانگیں۔ گو وہ اُن کے قرابت دار ہی ہوں (۱۱۳)۔ اور ابراہیم کا اپنے باپ کے لئے بخشش مانگنا تو ایک وعدے کے سبب تھا جو وہ اُس سے کر چکے تھے لیکن جب اُن کو معلوم ہو گیا کہ وہ خدا کا دشمن ہے تو اُس سے بیزار ہو گئے۔ کچھ شک نہیں کہ ابراہیم بڑے نرم دل اور متحمل تھے (۱۱۴)۔ اور خدا ایسا نہیں کہ کسی قوم کو ہدایت دینے کے بعد گمراہ کر دے جب تک ان کو وہ چیز نہ بتا دے جس سے وہ پرہیز کریں۔ بے شک خدا ہر چیز سے واقف ہے (۱۱۵)۔ خدا ہی ہے جس کے لیے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے وہی زندگانی بخشتا اور (وہی) موت دیتا ہے اور خدا کے سوا تمہارا کوئی دوست اور مددگار نہیں ہے (۱۱۶)۔ بے شک خدا نے پیغمبر پر مہربانی کی اور مہاجرین اور انصار پر جو باوجود اس کے کہ ان میں سے بعض کے دل جلد پھر جانے کو تھے مشکل کی گھڑی میں پیغمبر کے ساتھ رہے۔ پھر خدا

مانے ان پر مہربانی فرمائی ۔ بے شک وہ ان پر نہایت شفقت کرنے والا (اور) مہربان ہے (۱۱۷)۔ اور ان تینوں پر بھی جن کا معاملہ ملتوی کیا گیا تھا۔ یہاں تک کہ جب زمین باوجود فراخی کے ان پر تنگ ہوگئی اور ان کی جانیں بھی ان پر دوبھر ہوگئیں اور انہوں نے جان لیا کہ خدا (کے ہاتھ) سے خود اس کے سوا کوئی پناہ نہیں۔ پھر خدا نے ان پر مہربانی کی تاکہ توبہ کریں ۔ بے شک خدا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے (۱۱۸)

تفسیر سورة التوبة آیات (۱۱۰) تا (۱۱۸)

(۱۱۰) ان کی یہ عمارت گرنے کے بعد اس کی حسرت و ندامت ان کے دلوں میں ہمیشہ کھٹکتی رہے گی، ہاں اگر ان کے دل ہی فنا ہو جائیں تو خیر! اور اللہ تعالیٰ ان کی مسجد ضرار بنانے اور ان کی نیتوں سے اچھی طرح واقف ہیں اور اس مسجد کو ختم کروانے اور اس کے جلا دینے کا فیصلہ فرمانے میں بڑی حکمت والے ہیں۔

غزوہ تبوک سے جب حضور ﷺ تشریف لائے تو آپ نے عامر بن قیس ؓ اور معن بن عدی ؓ کو روانہ کیا، انھوں نے اس مسجد ضرار کو گرا کر اسے جلا دیا۔

(۱۱۱) اللہ تعالیٰ نے خاص مسلمانوں سے ان کی جانوں اور مالوں کو جنت کے بدلہ خرید لیا یعنی وہ لوگ اطاعت خداوندی میں لڑتے ہیں جس میں کبھی دشمن کو قتل کرتے ہیں اور کبھی دشمن ان کو قتل کر دیتا ہے، اس قتال اور جہاد پر ان سے اپنے سچا وعدہ کیا گیا ہے جس کو اللہ تعالیٰ ضرور پورا کریں گے۔ اور یہ بات طے شدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ اپنے وعدہ کو اور کون پورا کرنے والا ہے تو اب تم اپنی تجارت پر جس کا تم نے اللہ تعالیٰ سے معاہدہ ٹھہرایا ہے، جنت کی خوشخبری مناؤ اور جنت کا ملنا تمہارے حق بہت ہی بڑی کامیابی ہے۔

شان نزول: اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی (الخ)

ابن جریرؒ نے محمد بن کعب قرظیؒ سے روایت کیا ہے کہ عبداللہ بن رواحہ ؓ نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ اپنے پروردگار کے لیے اور اپنی ذات کے لیے جو آپ چاہیں شرط قرار دے دیں، آپ نے فرمایا اپنے پروردگار کے لیے تو یہ شرط قرار دیتا ہوں کہ صرف اسی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ اور اپنی ذات کے لیے یہ شرط قرار دیتا ہوں کہ جس سے اپنی حفاظت کرتے ہو ان سے میری حفاظت کرو، صحابہ نے عرض کیا کہ اگر ہم ان شرائط پرکاربند ہو جائیں تو پھر ہمارا اجر کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا جنت ملے گی، صحابہ ؓ یہ سن کر بولے یہ تجارت تو بہت ہی کامیاب ہے نہ ہم اس کو واپس دیں گے اور نہ واپس لیں گے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی یعنی بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جانیں جنت کے بدلے خرید لی ہیں۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۱۱۲) اب اللہ تعالیٰ ان مجاہدین کی صفات کو بیان فرماتے ہیں کہ وہ ان اوصاف کمال کے ساتھ بھی موصوف ہیں

کہ گناہوں سے توبہ کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والے اور اس کی حمد و ثناء بیان کرنے والے اور روزہ رکھنے والے اور پانچوں نمازوں میں رکوع و سجدہ کرنے والے اور توحید و احسان کا حکم کرنے والے اور کفر اور ان باتوں سے جن کا شریعت اور سنت میں کہیں ذکر نہیں باز رہنے والے اور فرائض خداوندی کو قائم کرنے والے ہیں آپ ایسے مسلمانوں کو جنت کی خوشخبری سنا دیجیے۔

(۱۱۳) حضور اکرم ﷺ اور ان حضرات کے لیے جو کہ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لانے والے ہیں یہ جائز نہیں کہ وہ مشرکین کے لیے مغفرت کی دعا مانگیں خواہ وہ رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں تاکہ یہ ظاہر ہو جائے کہ یہ لوگ جہنمی ہیں، اس وجہ سے کہ یہ لوگ حالت کفر میں مرے ہیں۔

شانِ نزول: مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ (الخ)

حضرت امام بخاریؒ و مسلمؒ نے حضرت سعید بن مسیبؒ بواسطہ ان کے والد سے نقل کیا ہے کہ جب ابو طالب کی موت کا وقت قریب آیا تو رسول اکرم ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے، ابو طالب کے پاس ابو جہل اور عبداللہ بن ابی امیہ بیٹھا تھا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا، اے چچا کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھ لو تاکہ اللہ تعالیٰ کے سامنے تمہاری سفارش کرسکوں، یہ سن کر ابو جہل اور عبداللہ کہنے لگے، اے ابو طالب کیا عبدالمطلب کے مذہب سے اعراض کرتے ہو، یہ دونوں مسلسل ابو طالب سے گفتگو کرتے رہے، بالآخران کا آخری کلام یہی تھا کہ ملت عبدالمطلب پر مرتا ہوں۔

اس پر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میں تمہارے لیے برابر استغفار کرتا رہوں گا جب تک کہ مجھے اس سے روک نہ دیا جائے، تب یہ آیت اتری۔

اور ابو طالب ہی کے واقعہ میں یہ آیت بھی نازل ہوئی ہے۔ اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ (الخ)۔ اس حدیث کا سیاق اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ یہ آیت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام ترمذیؒ نے تحسین کے ساتھ اور امام حاکم نے حضرت علی ﷺ سے روایت کیا ہے کہ میں نے ایک شخص سے سنا کہ وہ اپنے والدین کے لیے استغفار کر رہا ہے حالاں کہ وہ مشرک تھے، میں نے اس سے کہا کہ کیا اپنے مشرک والدین کے لیے بخشش طلب کرتے ہو، وہ کہنے لگا کہ ابراہیم ﷺ نے بھی اپنے والد کے لیے بخشش طلب کی تھی، حالاں کہ وہ مشرک تھے میں نے اس کا رسول اکرم ﷺ سے ذکر کیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی یعنی پیغمبر کو اور دوسرے مسلمانوں کو جائز نہیں کہ مشرکین کے لیے الخ۔

امام حاکمؒ نے اور بیہقیؒ نے دلائل میں اور ان کے علاوہ دیگر حضرات نے حضرت عبداللہ ابن مسعود ﷺ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن قبرستان تشریف لے گئے اور ایک قبر کے پاس بیٹھ کر بہت لمبی دعا فرمائی، اس کے بعد روئے اور آپ کے رونے کے ساتھ میں بھی رویا، اس کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ جس قبر کے پاس میں بیٹھا تھا

وہ میری ماں کی قبر تھی۔ میں نے اپنے پروردگار سے ان کے لیے دعائے مغفرت کی اجازت طلب کی مگر مجھے اس کی اجازت نہیں ملی، پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

حضرت امام احمد اور ابن مردویہ نے بریدہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ تھا آپ نے مقام عسفان پر قیام فرمایا پھر اپنی ماں کی قبر دیکھی تو وضو فرما کر نماز پڑھی اور روئے اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے پروردگار سے ان کے لیے دعائے مغفرت کرنے کی اجازت مانگی تھی مگر اس کی مجھے اجازت نہیں ملی، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

حضرت امام طبرانی اور ابن مردویہ حضرت نے ابن عباس ؓ سے اسی طرح روایت کیا ہے، باقی اس میں یہ ہے کہ یہ واقعہ تبوک سے واپسی کا ہے جب کہ آپ مکہ مکرمہ کی طرف عمرہ کا احرام باندھ کر تشریف لے جا رہے تھے تو آپ نے عسفان کی گھاٹی پر ٹھہرے۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں ممکن ہے کہ نزول آیت کے چند اسباب ہوں جن میں سے پہلا سبب ابو طالب کا واقعہ اور آخری سبب حضرت آمنہ کا واقعہ اور حضرت علی ؓ کا واقعہ ہو اور دیگر حضرات نے ان متعدد اسباب نزول کو جمع فرما دیا ہے۔

حضرت امام بخاری وغیرہ نے حضرت کعب بن مالک ؓ سے روایت کیا بدر کے علاوہ رسول اکرم ﷺ نے جو بھی غزوہ کیا ہے میں آپ سے پیچھے نہیں رہا، جب غزوہ تبوک کا وقت آیا اور یہ آخری جہاد ہے جو آپ نے فرمایا اور لوگوں کو جہاد کے لیے روانہ ہونے کا اعلان فرمایا الخ۔ اس کے بعد پوری روایت بیان کی اور اسی میں ہے، پھر اللہ تعالیٰ نے ہماری توبہ کی قبولیت نازل فرمائی یعنی اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کے حال پر توجہ فرمائی اور مہاجرین و انصار کے حال پر بھی نیز اسی میں ہے کہ ہمارے بارے میں یہ آیت بھی نازل ہوئی اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ۔

(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۱۱۴) اور باقی رہا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دعا کرنا تو وہ اسلام لانے کے وعدہ کی وجہ سے تھا، پھر جب ان کے والد کافر ہو کر فوت ہوئے تو وہ اپنے والد اور ان کے دین سے بالکل بے تعلق ہو گئے، واقعی حضرت ابراہیم علیہ السلام بہت دعا فرمانے والے حلیم الطبع تھے۔

یا یہ کہ حلیم اور ان یا یہ کہ بہت زیادہ آہ و زاری کرنے والے یا یہ کہ آگ میں داخل ہونے سے پہلے آگ سے پناہ چاہی۔

(۱۱۵) اور اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کرتا کہ کسی قوم کو ہدایت اور ایمان کے بعد گمراہی میں ڈال دے یا یہ کہ کسی قوم سے علم

کو باطل قرار دے دے جب تک کہ ناسخ ومنسوخ کو واضح طور پر نہ بتلا دے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ناسخ ومنسوخ کو اچھی طرح جاننے والے ہیں۔

(۱۱۶) بلاشک اللہ ہی کی سلطنت ہے آسمانوں کے تمام خزانوں یعنی چاند، سورج، ستاروں وغیرہ پر اور زمین کے تمام خزانوں یعنی درخت، جانور، پہاڑ اور دریاؤں وغیرہ پر وہی قبروں سے اٹھائے گا اور وہی دنیا میں موت دیتا ہے اور عذاب الٰہی سے نہ کوئی قریبی رشتہ دار تمہاری حفاظت کرنے والا ہے اور نہ ہی کوئی مددگار۔

(۱۱۷) اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ اور ان مہاجرین وانصار کے حال پر بھی توجہ فرمائی جنھوں نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی اور بدر میں حاضر رہے۔

اب اللہ تعالیٰ ان حضرات کے اوصاف بیان کرتے ہیں ہے کہ جنھوں نے تنگی اور سختی کے وقت میں رسول اکرم ﷺ کا ساتھ دیا جس وقت کے زادراہ اور سواریوں کی کمی اور تنگی تھی گرمی کی اور دشمن کی سختی تھی اور راستہ کی درازی کی سختی تھی، اس کے بعد مومنین مخلصین میں سے کچھ لوگوں کے دلوں میں رسول اکرم ﷺ کے ساتھ چلنے کے بارے میں تذبذب آ گیا تھا مگر پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے اس تذبذب کو دور کر دیا اور ان کے دلوں کو پختگی عطا فرمائی، آخر کار وہ رسول اکرم ﷺ کے ساتھ چلنے کے لیے آمادہ ہو گئے۔

(۱۱۸) اور ان تین حضرات یعنی حضرت کعب بن مالک ؓ اور ان کے ساتھیوں کی حالت پر بھی توجہ فرمائی جن کی توبہ کا معاملہ زیر التوا تھا۔ اس توبہ کی تاخیر سے زمین باوجود اتنی فراخی کے ان پر تنگی کرنے لگی اور وہ خود اپنی جانوں سے عاجز آ گئے اور انھوں نے سمجھ لیا اور اس بات کا کامل یقین کر لیا کہ اللہ کی گرفت سے کہیں پناہ نہیں مل سکتی نجات صرف اسی میں تھی کہ غزوۂ تبوک میں شریک نہ ہونے پر سچی توبہ کر لی جائے۔ پھر ان کے حال پر توجہ فرمائی اور ان کو معاف فرمایا تاکہ آئندہ بھی جن سے اس قسم کی غلطی صادر ہو جائے وہ اسی کی طرف رجوع کیا کریں۔ بے شک اللہ تعالیٰ بہت توجہ فرمانے والے اور جو توبہ کرے اس کے حال پر بہت رحم فرمانے والے ہیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ ﴿۱۱۹﴾ مَا كَانَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ وَمَنْ حَوْلَهُم مِّنَ الْأَعْرَابِ أَن يَتَخَلَّفُوا عَن رَّسُولِ اللَّهِ وَلَا يَرْغَبُوا بِأَنفُسِهِمْ عَن نَّفْسِهِ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ لَا يُصِيبُهُمْ ظَمَأٌ وَلَا نَصَبٌ وَلَا مَخْمَصَةٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَطَئُونَ مَوْطِئًا يَغِيظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُونَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا إِلَّا كُتِبَ لَهُم بِهِ عَمَلٌ صَالِحٌ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ﴿۱۲۰﴾ وَلَا يُنفِقُونَ نَفَقَةً صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً وَلَا يَقْطَعُونَ وَادِيًا إِلَّا كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللَّهُ أَحْسَنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۱۲۱﴾ وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُوا كَافَّةً ۚ فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ ﴿۱۲۲﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُم مِّنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوا فِيكُمْ غِلْظَةً ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ﴿۱۲۳﴾ وَإِذَا مَا أُنزِلَتْ سُورَةٌ فَمِنْهُم مَّن يَقُولُ أَيُّكُمْ زَادَتْهُ هَٰذِهِ إِيمَانًا ۚ فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فَزَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَهُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ﴿۱۲۴﴾ وَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا إِلَىٰ رِجْسِهِمْ وَمَاتُوا وَهُمْ كَافِرُونَ ﴿۱۲۵﴾ أَوَلَا يَرَوْنَ أَنَّهُمْ يُفْتَنُونَ فِي كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوبُونَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُونَ ﴿۱۲۶﴾ وَإِذَا مَا أُنزِلَتْ سُورَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ هَلْ يَرَاكُم مِّنْ أَحَدٍ ثُمَّ انصَرَفُوا ۚ صَرَفَ اللَّهُ قُلُوبَهُم بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُونَ ﴿۱۲۷﴾ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿۱۲۸﴾ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۖ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ﴿۱۲۹﴾

اے اہل ایمان خدا سے ڈرتے رہو اور راست بازوں کے ساتھ رہو (۱۱۹)۔ اہل مدینہ کو اور جو ان کے آس پاس دیہاتی رہتے ہیں ان کو شایاں نہ تھا کہ پیغمبر خدا سے پیچھے رہ جائیں اور نہ یہ کہ اپنی جانوں کو ان کی جان سے زیادہ عزیز رکھیں۔ یہ اس لئے کہ خدا کی راہ میں جو تکلیف پہنچتی ہے پیاس کی یا محنت کی یا بھوک کی یا وہ ایسی جگہ چلتے ہیں کہ کافروں کو غصہ آئے یا دشمنوں سے کوئی چیز لیتے ہیں تو ہر بات پر ان کے لئے نیک عمل لکھا جاتا ہے۔ کچھ شک نہیں کہ خدا نیکوکاروں کا اجر ضائع نہیں کرتا (۱۲۰)۔ اور (اسی طرح) وہ جو خرچ کرتے ہیں تھوڑا یا بہت یا کوئی میدان طے کرتے ہیں تو یہ سب کچھ ان کے لئے (اعمال صالح میں) لکھ لیا جاتا ہے تاکہ خدا ان کو ان کے اعمال کا بہت اچھا بدلہ دے (۱۲۱)۔ اور یہ تو ہو نہیں سکتا کہ مومن سب کے سب نکل آئیں تو یوں کیوں نہ کیا کہ ہر ایک جماعت سے چند اشخاص نکل جاتے تاکہ دین (کا علم سیکھتے اور اس) میں سمجھ پیدا کرتے۔ اور جب اپنی قوم کی طرف واپس آتے تو ان کو ڈر سناتے تاکہ وہ حذر کرتے (۱۲۲)۔ اے اہل ایمان اپنے نزدیک کے (رہنے والے) کافروں سے جنگ کرو۔ اور چاہیے کہ وہ تم میں سختی (یعنی محنت وقوت جنگ) معلوم کریں۔ اور جان رکھو کہ خدا پرہیزگاروں کے ساتھ ہے (۱۲۳)۔ اور جب کوئی سورت نازل ہوتی ہے تو بعض منافق (استہزا کرتے اور) پوچھتے ہیں کہ اس سورت نے تم میں سے کس کا ایمان زیادہ کیا ہے۔ سو جو ایمان والے ہیں ان کا تو ایمان زیادہ کیا اور وہ خوش ہوتے ہیں (۱۲۴)۔ اور جن کے دلوں میں مرض ہے۔ ان کے حق میں خبث زیادہ کیا۔ اور وہ مرے بھی تو کافر کے کافر (۱۲۵)۔ کیا یہ دیکھتے نہیں کہ یہ ہر سال ایک یا دو بار بلا میں پھنسا دیئے جاتے ہیں پھر بھی توبہ نہیں کرتے اور نہ نصیحت پکڑتے ہیں (۱۲۶)۔ اور جب کوئی سورت نازل ہوتی ہے تو ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگتے ہیں (اور پوچھتے ہیں کہ) بھلا تمہیں کوئی دیکھتا ہے؟ پھر پھر جاتے ہیں۔ خدا نے ان کے دلوں کو پھیر رکھا ہے کیونکہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ سمجھ سے کام نہیں لیتے ۱۲۷۔ (لوگو) تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک پیغمبر آئے ہیں۔ تمہاری تکلیف ان کو گراں معلوم ہوتی ہے اور تمہاری بھلائی کے بہت خواہش مند ہیں۔ اور مومنوں پر نہایت شفقت کرنے والے (اور) مہربان ہیں

(۱۲۸)۔ پھر اگر یہ لوگ پھر جائیں (اور نہ مانیں) تو کہہ دو کہ خدا مجھے کفایت کرتا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اسی پر میرا بھروسا ہے اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے (۱۲۹)

تفسیر سورة التوبة آيات (۱۱۹) تا (۱۲۹)

(۱۱۹) یعنی حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھیوں اور دیگر مومنوں کو جن باتوں کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے، ان باتوں میں اس کی اطاعت کرو اور اٹھنے بیٹھنے اور اللہ کے راستہ میں جانے میں حضرت ابوبکر صدیق ؓ، حضرت عمر فاروق ؓ اور ان کے ساتھیوں کا ساتھ دو۔

(۱۲۰) مدینہ کے رہنے والوں کو قبیلہ مزینہ، جہینہ اور اسلم والوں کو یہ مناسب نہیں تھا کہ جہاد میں رسول اکرم ﷺ کا ساتھ نہ دیں اور نہ یہ درست تھا کہ یہ اپنی جانوں کو رسول اکرم ﷺ کی جان سے زیادہ قیمتی سمجھیں۔

ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ یا یہ کہ نہ یہ مناسب تھا کہ جہاد میں رسول اکرم ﷺ کے ساتھ چلنے اور آپ کا ساتھ دینے سے اپنی جانوں کی حفاظت کریں اور یہ ساتھ جانے کا ضروری ہونا اس بنا پر ہے کہ ان کو جہاد میں آنے جانے میں جو پیاس لگی اور جو ماندگی پہنچی اور جو بھوک لگی اور جس مقام پر چلے جو کفار کے لیے موجب غیظ ہوا ہو اور دشمنوں کو قتل کرکے اور ان کو شکست دے کر جو کچھ ان کی خبر لی تو جہاد میں سب پر ان کے نام ایک ایک نیک کام کا ثواب لکھا گیا کیوں کہ بے شک اللہ تعالیٰ جہاد میں مومنین مخلصین کا اجر ضائع نہیں فرماتے۔

(۱۲۱) نیز جو کچھ آنے جانے میں کم یا زیادہ جو کچھ انھوں نے خرچ کیا اور دشمن کی تلاش میں جتنے میدان ان کو طے کرنے پڑے یہ سب بھی ان کے نام نیکیوں کے ثواب میں لکھا گیا تاکہ اللہ تعالیٰ ان کو ان کے جہاد میں سب کاموں کا نیک بدلہ دے۔

(۱۲۲) اور ہمیشہ کے لیے مسلمانوں کو یہ بھی نہ چاہیے کہ جہاد کے لیے سب کے سب ہی نکل کھڑے ہوں اور (آپ کے زمانہ میں) نبی اکرم ﷺ کو تنہا مدینہ منورہ میں چھوڑ دیں۔

ایسا کیوں نہ کیا جائے کہ ان کی ہر ہر بڑی جماعت میں سے ایک ایک چھوٹی جماعت (یعنی کچھ لوگ) جہاد میں جایا کریں اور کچھ جماعت مدینہ منورہ میں رہ جایا کرے تاکہ یہ باقی ماندہ لوگ رسول اکرم ﷺ سے آپ کے وقت میں (اور آپ کے بعد علماء شہر سے) دینی معلومات حاصل کرتے رہیں اور تاکہ یہ لوگ اس قوم کو جو جہاد میں گئی ہے، جب کہ وہ جہاد سے ان کے پاس آئیں ان کو دین کی باتیں سنا کر اللہ کی نافرمانی سے ڈرا دیں تاکہ ان کو معلوم ہو جائے کہ کن کن باتوں کا حکم دیا گیا ہے اور کن کن باتوں سے منع کیا گیا ہے۔

اور کہا گیا ہے کہ یہ آیت کریمہ بنی اسد کے بارے میں نازل ہوئی، وہ قحط سالی میں گرفتار ہوئے، تو مدینہ منورہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آکر مدینہ منورہ میں چیزیں مہنگی کر دیں اور فسادات سے مدینہ منورہ کے رستوں کو خراب کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اس کی ممانعت فرما دی۔

نیز حضرت عبداللہ بن عبید بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ سے روایت کیا گیا ہے کہ مومنین جہاد کے جذبہ و شوق میں

جب رسول اکرم ﷺ کسی لشکر کو روانہ فرماتے تو سب کے سب نکل کھڑے ہوتے۔
اور رسول اکرم ﷺ کو مدینہ منورہ میں چند کمزور آدمیوں کے ساتھ چھوڑ جاتے، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

شان نزول: وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا نازل ہوئی اور دیہات میں سے کچھ لوگ جہاد میں نہیں گئے تھے اور اپنی قوم کو دین کی باتیں سکھا رہے تھے، اس پر منافقین کہنے لگے کہ دیہاتیوں میں سے کچھ لوگ جہاد میں نہیں گئے۔ یہ دیہاتی ہلاک ہو گئے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۱۲۳) رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان رکھنے والو بنی قریظہ، نضیر، فدک اور خیبر سے لڑو اور ان کو تمہارے اندر سختی پانا چاہیے اور اے مومنین کی جماعت یہ یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ رسول اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام کا ان کے دشمنوں کے مقابلہ کے وقت مددگار ہے۔

(۱۲۴) اور جب کوئی نئی سورت اتاری جاتی ہے اور رسول اکرم ﷺ ان لوگوں کو پڑھ کر سناتے ہیں تو بعض منافقین بطور فریب مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ کہو اس نئی سورت یا آیت نے کس کے خوف، ایمان، امید و یقین میں اضافہ کیا ہے جیسا کہ محمد ﷺ کہتے تھے کہ جو ایمان دار ہیں اس سورت نے ان کے تو ایمان و یقین کو خوف و امید میں ترقی دی اور وہ قرآن کریم کی اس سورت کے نزول سے خوش ہو رہے ہیں۔

(۱۲۵) اور جن کے دلوں میں شک و نفاق کا مرض ہے تو اس نازل ہونے والی سورت نے ان کے شک کے ساتھ اتنا ہی اور شک بڑھا دیا اور وہ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کا کفر کرنے ہی کی حالت میں مر گئے۔

(۱۲۶) اور کیا ان منافقین کو سمجھ نہیں دیتا کہ یہ اپنے کر و خیانت اور بدعہدی کی وجہ سے ہر سال میں ایک بار دو بار کسی نہ کسی آفت میں پھنسے رہتے ہیں مگر پھر بھی ان خیانتوں اور بدعہدیوں سے باز نہیں آتے اور نہ کچھ سمجھتے ہیں۔

(۱۲۷) اور جس وقت بذریعہ جبریل امین کوئی نئی سورت نازل ہوتی ہے اور اس میں ان منافقین کی غلط حرکات کا ذکر ہوتا ہے اور رسول اکرم ﷺ وہ سورت ان کے سامنے پڑھ کر سناتے ہیں تو منافقین ایک دوسرے کو دیکھنے لگتے ہیں (اور اشارہ سے باتیں کرتے ہیں) کہ کہیں تمہیں صحابہ کرام میں سے تو کوئی نہیں دیکھ رہا اور پھر نماز اور خطبہ حق و ہدایت سے اٹھ کر چلے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ نے بھی ان کا دل حق و ہدایت سے پھیر دیا ہے یہ یہ کہ حق و ہدایت سے انھوں نے روگردانی کی ہے تو اس روگردانی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو حق و ہدایت سے پھیر دیا اس بنا پر کہ وہ احکام خداوندی کو سمجھتے ہیں اور نہ اس کی تصدیق کرتے ہیں۔

(۱۲۸۔۱۲۹) اے لوگو! اور خصوصیت سے مکہ والو! تمہارے پاس عربی پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس سے ہیں جن کو تمہارے نقصان کی بات نہایت گراں گزرتی ہے، تمہاری منفعت اور ایمان کے بڑے خواہشمند رہتے ہیں اور

خاص کر تمام اہل ایمان کے ساتھ تو بہت ہی شفیق اور مہربانی فرمانے والے ہیں۔

پھر اس کے بعد بھی اگر یہ لوگ ایمان لانے، توبہ کرنے اور آپ کی پیروی کرنے سے اعراض کریں تو آپ کہہ دیجیے میرا کوئی نقصان نہیں میرے لیے تو اللہ تعالیٰ حافظ و ناصر کافی ہے۔ اسی پر میں نے بھروسہ کرلیا اور وہ بڑے عرش کا مالک ہے۔

سُوْرَةُ يُوْنُسَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّتِسْعُ اٰيَاتٍ وَّاَحَدَ عَشَرَ رُكُوْعًا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۝ اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ ۝ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ اِنَّهٗ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالْقِسْطِ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ؕ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ اِنَّ فِي اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَّقُوْنَ ۝

سُوْرَةُ يُوْنُسَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّتِسْعُ اٰيَاتٍ وَّاَحَدَ عَشَرَ رُكُوْعًا

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

(الٓر) یہ بڑی دانائی کی کتاب کی آیتیں ہیں (۱)۔ کیا لوگوں کو تعجب ہوا کہ ہم نے انہی میں سے ایک مرد کو حکم بھیجا کہ لوگوں کو ڈر سنا دو اور ایمان لانے والوں کو خوشخبری دے دو کہ ان کے پروردگار کے ہاں ان کا سچا درجہ ہے۔ (ایسے شخص کی نسبت) کافر کہتے ہیں کہ یہ تو صریح جادوگر ہے (۲)۔ تمہارا پروردگار تو خدا ہی ہے جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں بنائے پھر عرش (تخت شاہی) پر قائم ہوا وہی ہر ایک کام کا انتظام کرتا ہے۔ کوئی (اس کے پاس) اس کا اذن حاصل کیے بغیر (کسی کی) سفارش نہیں کر سکتا۔ یہی خدا تمہارا پروردگار ہے تو اسی کی عبادت کرو۔ بھلا تم غور کیوں نہیں کرتے (۳)۔ اسی کے پاس تم سب کو لوٹ کر جانا ہے۔ خدا کا وعدہ سچا ہے۔ وہی خلقت کو پہلی بار پیدا کرتا ہے۔ پھر وہی اس کو دوبارہ پیدا کرے گا تاکہ ایمان والوں اور نیک کام کرنے والوں کو انصاف کے ساتھ بدلہ دے۔ اور جو کافر ہیں ان کے لیے پینے کو نہایت گرم پانی اور درد دینے والا عذاب ہوگا کیونکہ (خدا سے) انکار کرتے تھے (۴)۔ وہی تو ہے جس نے سورج کو روشن اور چاند کو منور بنایا اور چاند کی منزلیں مقرر کیں تاکہ تم برسوں کا شمار اور (کاموں کا) حساب معلوم کرو یہ (سب کچھ) خدا نے تدبیر سے پیدا کیا ہے سمجھنے والوں کے لیے وہ اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان فرماتا ہے (۵)۔ رات اور دن کے (ایک دوسرے کے پیچھے) آنے جانے میں اور جو چیزیں خدا نے آسمان اور زمین میں پیدا کی ہیں (سب میں) ڈرنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں (۶)

تفسیر سورۃ یونس آیات (۱) تا (٦)

یہ پوری سورت مکی ہے سوائے اس آیت وَمِنْهُمْ مَّنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ (الخ) کے، کیونکہ یہ آیت یہودیوں کے متعلق اتری ہے صرف یہ آیت مدنی ہے اور یہ آیت چالیس آیتوں کے بعد ہے۔

نیز اس سورت میں ایک سو نو آیات اور ایک ہزار آٹھ سو دو کلمات اور چھ ہزار پانچ سو ستر حروف ہیں۔

(۱) یعنی میں اللہ تعالیٰ ہوں جو سب کو دیکھ رہا ہوں یا یہ کہ یہ قسم ہے۔ یہ سورت قرآن کریم کی محکم آیات ہیں جو حلال و حرام کو بیان کر رہی ہیں۔

(۲) کیا مکہ والوں کو اس بات پر حیرانی ہوئی کہ ہم نے ان ہی جیسے ایک انسان کے پاس وحی بھیجی ہے کہ مکہ والوں کو بھی قرآن کریم کے ذریعے ڈرائے۔

اور مومنوں کو بہترین ثواب کی خوشخبری سنائیے یا یہ کہ ان کو دنیا میں ایمان لانے کے صلہ میں آخرت میں اپنے پروردگار کے پاس پہنچ کر پورا مرتبہ ملے گا یا یہ کہ ان کے لیے شرافت و بزرگی والے نبی ہیں یا یہ کہ بلند مرتبہ والے شفیع ہیں مگر کفار مکہ کہنے لگے کہ (نعوذ باللہ) یہ قرآن کریم تو کھلا جادو ہے۔

شان نزول: اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا (الخ)

ابن جریرؒ نے ضحاک کے ذریعہ سے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو رسول بنا کر بھیجا تو تمام عرب نے یا عرب میں سے کچھ لوگوں نے اس بات کا انکار کیا اور کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ کی شان کے یہ خلاف ہے کہ کوئی انسان اس کا رسول ہو۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، اَكَانَ لِلنَّاسِ یعنی کیا ان لوگوں کو اس بات سے تعجب ہوا کہ ہم نے ان میں سے ایک شخص کے پاس وحی بھیج دی اور یہ آیت نازل فرمائی وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا (الخ)۔ چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے ان کے سامنے کئی دلیلیں پیش کیں تو کہنے لگے کہ اگر انسان ہی کو رسول بنا کر بھیجنا تھا تو معاذ اللہ محمد ﷺ کے علاوہ دوسرا اس کا زیادہ مستحق تھا ان کا خیال تھا کہ مکہ والوں میں سے ولید بن مغیرہ اور طائف والوں میں سے مسعود بن عمرو ثقفی ہوتا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَةَ رَبِّكَ (الخ)۔

(۳) بلاشبہ تمہارے رب حقیقی نے دنیا کے پہلے چھ دنوں میں جس کا پہلا دن اتوار اور آخری دن جمعۃ المبارک ہے جن میں سے ہر ایک دن کی لمبائی ایک ہزار سال کے برابر ہے، آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا پھر عرش پر قائم ہوا یا یہ کہ پھر عرش پر غالب اور متمکن ہوا۔

اور وہ بندوں کے ہر ایک کام کی تدبیر کرتا ہے یا یہ کہ بندوں کے ہر کام میں غور فرماتا ہے یا یہ کہ وہ فرشتوں کو وحی تنزیل اور مصیبت کے ساتھ بھیجتا ہے۔

اس کے سامنے کوئی مقرب فرشتہ اور نہ کوئی نبی مرسل کسی کی سفارش کر سکتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کی اجازت کے ساتھ۔ جو ان تمام امور کو انجام دیتا ہے وہ تمہارا پروردگار ہے سو تم اسی کی توحید بیان کرو کیا تم پھر بھی نصیحت حاصل نہیں کرتے۔

(۴) مرنے کے بعد تم سب لوگوں کو اللہ ہی کے پاس جانا ہے اس نے سچا وعدہ کر رکھا ہے جو یقیناً پورا ہونے والا ہے، بے شک وہی پہلی بار نطفہ سے پیدا کرتا ہے، پھر وہی مرنے کے بعد بھی پیدا کرے گا۔

(۵) تا کہ اس طرح لوگوں کو جو رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور حقوق اللہ انصاف کے ساتھ ادا کیے ایسے لوگوں کو بدلہ میں جنت دے۔ اور جن لوگوں نے رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کا انکار کیا ان کو کھولتا ہوا پانی ملے گا اور ایسا دردناک عذاب ہوگا جس کی شدت ان کے دلوں تک پہنچ جائے گی کیوں کہ وہ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کا انکار کرتے تھے۔

وہ اللہ ایسا ہے جس نے تمام جہانوں کو دن میں روشنی کے لیے سورج اور رات کو روشنی کے لیے چاند دیا اور ان کی چال کے لیے منزلیں رکھیں تا کہ تم برسوں، مہینوں اور دنوں کی گنتی اور حساب رکھ سکو۔

یہ چیزیں اللہ تعالیٰ نے حق اور باطل کے بیان کرنے کے لیے پیدا کی ہیں اور یہ دلائل قرآنیہ ان لوگوں کو جو کہ تصدیق کرتے ہیں، واضح علامات توحید بیان کر رہے ہیں۔

(۶) بلاشبہ دن اور رات کی تبدیلی اور ان کی کمی بیشی اور ان کے آنے جانے میں اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں میں چاند سورج اور ستارے وغیرہ اور جو کچھ زمین میں درخت، جانور، پہاڑ اور دریا پیدا کیے ان سب میں وحدانیت خداوندی کے دلائل ہیں ان لوگوں کے واسطے جو اللہ کی اطاعت کرتے ہیں۔

إِنَّ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا وَرَضُوا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَأَنُّوا بِهَا وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُونَ ۝ أُولٰٓئِكَ مَأْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ يَهْدِيهِمْ رَبُّهُمْ بِإِيمَانِهِمْ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمُ الْأَنْهٰرُ فِي جَنّٰتِ النَّعِيمِ ۝ دَعْوٰىهُمْ فِيهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلٰمٌ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ ۝ وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ إِلَيْهِمْ أَجَلُهُمْ فَنَذَرُ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ۝ وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْبِهِ أَوْ قَاعِدًا أَوْ قَائِمًا فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهُ مَرَّ كَأَنْ لَمْ يَدْعُنَا إِلٰى ضُرٍّ مَسَّهُ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِينَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝

جن لوگوں کو ہم سے ملنے کی توقع نہیں اور دنیا کی زندگی سے خوش اور اسی پر مطمئن ہو بیٹھے اور ہماری نشانیوں سے غافل ہو رہے ہیں (۷)۔ ان کا ٹھکانہ ان (اعمال) کے سبب سے جو وہ کرتے ہیں دوزخ ہے (۸)۔ (اور) جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے ان کو پروردگار ان کے ایمان کی وجہ سے (ایسے محلوں کی) راہ دکھائے گا (کہ) ان کے نیچے نعمت کے باغوں میں نہریں بہہ رہی ہوں گی (۹)۔ (جب وہ) ان میں (ان نعمتوں کو دیکھیں گے تو بیساختہ) کہیں گے سُبحان اللہ۔ اور آپس میں ان کی دعا سلام علیکم ہوگی۔ اور ان کا آخری قول یہ (ہوگا) کہ خدائے رب العالمین کی حمد اور اس کا شکر ہے (۱۰)۔ اور اگر خدا لوگوں کی بُرائی میں جلدی کرتا جس طرح وہ طلب خیر میں جلدی کرتے ہیں تو ان کی (عمر کی) میعاد پوری ہو چکی ہوتی۔ سو جن لوگوں کو ہم سے ملنے کی توقع نہیں انہیں ہم چھوڑے رکھتے ہیں کہ اپنی سرکشی میں بہکتے رہیں (۱۱)۔ اور جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے تو لیٹا اور بیٹھا اور کھڑا (ہر حال میں) ہمیں پکارتا ہے۔ پھر جب ہم اس تکلیف کو اس سے دور کر دیتے ہیں تو (بے لحاظ ہو جاتا اور) اس طرح گزر جاتا ہے کہ گویا کسی تکلیف پہنچنے پر ہمیں کبھی پکارا ہی نہ تھا۔ اسی طرح حد سے نکل جانے والوں کو ان کے اعمال آراستہ کرکے دکھائے گئے ہیں (۱۲)

تفسیر سورۃ یونس آیات (۷) تا (۱۲)

(۷۔۸) جن لوگوں کو مرنے کے بعد کا ڈر نہیں اور مرنے کے بعد کا وہ اقرار نہیں کرتے اور آخرت کے مقابلہ میں دنیاوی زندگی کو انہوں نے اختیار کر رکھا ہے اور اس پر وہ خوش ہو گئے اور جو لوگ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کے منکر ہیں اور اس سے روگردانی کر رہے ہیں، ان لوگوں کا ٹھکانا ان کے اقوال و اعمال شرکیہ کی وجہ سے جہنم ہے۔

(۹) اور یقینا جو لوگ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور انھوں نے اطاعت خداوندی کی تو بوجہ ان کے مومن ہونے کے ان کا پروردگار ان کو جنت میں پہنچے گا جس کے محلات اور درختوں کے نیچے سے دودھ، شہد، پانی اور شراب کی نہریں جاری ہوں گی۔

(۱۰) اور جنت میں جب وہ کسی چیز کی آرزو کریں گے تو ان کے منہ سے سبحان اللہ نکلے گا جس کو سن کر خدام جو وہ چاہیں گے لے کر حاضر ہو جائیں گے اور ان کا ملاقات کے وقت باہمی سلام، السلام علیکم ہو گا اور کھانے اور پینے کے بعد ان کی آخری بات یہ ہو گی۔ الحمدللہ رب العلمین۔

(۱۱) اور اگر لوگوں کی برائی کے لیے جلدی چاہنے کے مطابق جیسا کہ وہ فائدے کے لیے جلدی چاہتے ہیں، اللہ تعالیٰ نقصان واقع کر دیا کرتا تو سب کے سب ہلاک ہو چکے ہوتے، سو ہم ان لوگوں کو جن کو مرنے کے بعد کا کھٹکا نہیں، ان کے حال پر چھوڑے رکھتے ہیں کہ اپنے کفر اور گمراہیوں میں اندھوں کی طرح بھٹکتے رہیں۔

(۱۲) اور جب کافر یعنی ہشام بن مغیرہ مخزومی کو کوئی تکلیف یا بیماری پہنچتی ہے تو بستر پر بھی ہمیں پکارنے لگتا ہے پھر جب ہم اس سے اس کی وہ تکلیف دور کر دیتے ہیں تو پھر دعا کو چھوڑ کر اپنی پہلی حالت پر آجاتا ہے، گویا جو تکلیف اس کو پہنچی تھی اس کے ہٹانے کے لیے کبھی ہمیں پکارا ہی نہ تھا، ان مشرکین کو ان کے اعمال شرکیہ اسی طرح اچھے معلوم ہوتے ہیں کہ سختی اور تکلیف میں ہمیں پکارتے ہیں اور فراخی و خوشحالی میں ہمیں بھول جاتے ہیں۔

وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا ۙ وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰۗىِٕفَ فِي الْاَرْضِ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ۝ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَاۗءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ ۭ قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَاۗئِ نَفْسِيْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۚ اِنِّىْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ قُلْ لَّوْ شَاۗءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ڮ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَي اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ ۝ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّھُمْ وَلَا يَنْفَعُھُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَاۗءِ شُفَعَاۗؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ۭ قُلْ اَتُنَبِّـــــُٔوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّآ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَھُمْ فِيْمَا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝ وَيَقُوْلُوْنَ لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۚ فَقُلْ اِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ فَانْتَظِرُوْا ۚ اِنِّىْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ۝ وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِّنْۢ بَعْدِ ضَرَّاۗءَ مَسَّتْھُمْ اِذَا لَھُمْ مَّكْرٌ فِيْٓ اٰيَاتِنَا ۭ قُلِ اللّٰهُ اَسْرَعُ مَكْرًا ۭ اِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُوْنَ مَا تَمْكُرُوْنَ ۝

اور تم سے پہلے ہم کئی امتوں کو جب انہوں نے ظلم کا رستہ اختیار کیا ہلاک کر چکے ہیں۔ اور ان کے پاس پیغمبر کھلی نشانیاں لے کر آئے مگر وہ ایسے نہ تھے کہ ایمان لاتے۔ ہم گنہگار لوگوں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں (۱۳)۔ پھر ہم نے ان کے بعد تم لوگوں کو ملک میں خلیفہ بنایا تاکہ دیکھیں کہ تم کیسے کام کرتے ہو (۱۴)۔ اور جب ان کو ہماری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو جن لوگوں کو ہم سے ملنے کی امید نہیں وہ کہتے ہیں کہ (یا تو) اس کے سوا کوئی اور قرآن (بنا) لاؤ یا اس کو بدل دو۔ کہہ دو کہ مجھ کو اختیار نہیں ہے کہ اسے اپنی طرف سے بدل دوں۔ میں تو اسی حکم کا تابع ہوں جو میری طرف آتا ہے۔ اگر میں اپنے پروردگار کی نافرمانی کروں تو مجھے بڑے (سخت) دن کے عذاب سے خوف آتا ہے (۱۵)۔ (یہ بھی) کہہ دو کہ اگر خدا چاہتا تو (نہ تو) میں ہی یہ (کتاب) تم کو پڑھ کر سناتا اور نہ وہی تمہیں اس سے واقف کرتا۔ میں اس سے پہلے تم میں ایک عمر رہا ہوں (اور کبھی ایک کلمہ بھی اس طرح کا نہیں کہا) بھلا تم سمجھتے کیوں نہیں (۱۶)۔ تو اس سے بڑھ کر ظالم کون جو خدا پر جھوٹ افترا کرے اور اس کی آیتوں کو جھٹلائے۔ بے شک گنہگار فلاح نہیں پائیں گے (۱۷)۔ اور یہ (لوگ) خدا کے سوا ایسی چیزوں کی پرستش کرتے ہیں جو نہ ان کا کچھ بگاڑ ہی سکتی ہیں اور نہ کچھ بھلا ہی کر سکتی ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ خدا کے پاس ہماری سفارش کرنے والے ہیں۔ کہہ دو کہ کیا تم خدا کو ایسی چیز بتاتے ہو جس کا وجود اسے نہ آسمانوں میں معلوم ہوتا ہے نہ زمین میں۔ وہ پاک ہے اور (اس کی شان) ان کے شرک کرنے سے بہت بلند ہے (۱۸)۔ اور (سب) لوگ (پہلے) ایک ہی امت (یعنی ایک ہی ملت پر) تھے پھر جدا جدا ہو گئے۔ اور اگر ایک بات جو تمہارے پروردگار کی طرف سے پہلے ہو چکی ہے نہ ہوتی تو جن باتوں میں وہ اختلاف کرتے ہیں ان میں فیصلہ کر دیا جاتا (۱۹)۔ اور کہتے ہیں کہ اس پر اس کے پروردگار کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نازل نہ ہوئی۔ کہہ دو کہ غیب (کا علم) تو خدا ہی کو ہے سو تم انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں (۲۰)۔ اور جب ہم لوگوں کو تکلیف دینے کے بعد (اپنی) رحمت (سے آسائش) کا مزا چکھاتے ہیں تو وہ ہماری آیتوں میں حیلے کرنے لگتے ہیں۔ کہہ دو کہ خدا بہت جلد حیلہ کرنے والا ہے۔ اور جو حیلے تم کرتے ہو ہمارے فرشتے ان کو لکھتے جاتے ہیں (۲۱)

تفسیر سورۃ یونس آیات (۱۳) تا (۲۱)

(۱۳) اور ہم نے تم سے پہلے بہت سی قوموں کو ہلاک کر دیا جب کہ انہوں نے کفر و شرک اختیار کیا حالانکہ ان

کے پیغمبر بھی ان کے پاس اوامر ونواہی اور دلائل لے کر آئے تھے اور وہ ایسے کب تھے کہ ایمان لے آتے جب کہ پہلے ہی اس چیز کو جھٹلا چکے تھے، ہم مشرکوں کو اس طرح ہلاک کر دیا کرتے ہیں۔

(۱۴) پھر اے امت محمدیہ ﷺ ان لوگوں کی ہلاکت کے بعد دنیا میں ہم نے تمہیں آباد کیا تا کہ ہم دیکھ لیں کہ تم کس طرح نیک اعمال کرتے ہو۔

(۱۵) اور جب ان ٹھٹھہ کرنے والوں یعنی ولید بن مغیرہ اور اس کی جماعت کے سامنے ہماری آیات پڑھی جاتی ہیں جو بالکل واضح طور پر اوامر ونواہی کو بیان کرنے والی ہیں۔

تو یہ لوگ جن کو مرنے کے بعد کا خوف ہی نہیں اور وہ اسکا مذاق اڑاتے ہیں تو یوں کہتے ہیں کہ محمد ﷺ یا تو اس کے سوا کوئی پورا دوسرا قرآن ہی لے آؤ یا کم سے کم اسی میں کچھ ترمیم کر دو، یعنی آیت رحمت کو آیت عذاب اور آیت عذاب کو آیت رحمت سے بدل دیں، اے محمد ﷺ آپ ان سے یوں فرما دیجیے کہ مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا کہ میں اپنے پاس سے اس میں کچھ ترمیم کروں، میں تو وحی کو اور اسی پر عمل کروں گا جو قرآن حکیم بذریعہ وحی میرے پاس پہنچا ہے، اگر میں اس میں تبدیلی کر دوں تو میں ایک بڑے بھاری دن کے عذاب کا خوف رکھتا ہوں۔

(۱۶) اے محمد ﷺ آپ ان سے یوں فرما دیجیے کہ اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا کہ میں اس کا رسول نہ ہوں تو نہ میں تمہیں یہ قرآن حکیم پڑھ کر سنا سکتا اور نہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس قرآن حکیم کے ملنے کی اطلاع کرتا کیونکہ آخر اس کلام پاک کے ظاہر کرنے سے پہلے بھی میں چالیس سال تک تم میں رہ چکا ہوں اور اس وقت اس کے متعلق ایک جملہ بھی نہیں نکالا تو پھر کیا تم انسانوں جیسی اتنی عقل بھی نہیں رکھتے کہ یہ قرآن کریم میری اپنی طرف سے نہیں ہے بلکہ اللہ کا کلام ہے۔

(۱۷) اس شخص سے بڑا ظالم اور دلیر کون ہو سکتا ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا رسول اکرم ﷺ اور قرآن حکیم کو جھٹلائے یقیناً مشرکین عذاب الٰہی سے اصلاً فلاح اور نجات پانے والے بالکل نہیں ہوں گے۔

(۱۸) یہ کفار مکہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں کہ عبادت نہ کرنے کی صورت میں نہ ان کو دنیا وآخرت میں نقصان پہنچا سکیں، اور نہ عبادت کرنے کی صورت میں دنیا وآخرت میں ان کو کوئی نفع پہنچا سکیں اور اپنی طرف سے بلا دلیل کہتے ہیں کہ یہ معبود ہمارے سفارشی ہیں۔

اے محمد ﷺ آپ ان سے فرما دیجیے کہ کیا تم لوگ اللہ تعالیٰ کو ایسی چیز کی خبر دیتے ہو جو اس کو معلوم نہیں نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں کہ کوئی معبود اور بھی ہے جو نفع ونقصان کا مالک بھی ہو، اس کی ذات اولاد وشریک اور ان لوگوں کے شرک سے پاک اور بالا ہے۔

(۱۹) حضرت ابراہیم علیہ السلام یا حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ میں سب لوگ ایک ہی ملت پر تھے (یعنی سب موحد تھے) یا یہ کہ ملت کفر پر تھے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کو بھیجا جو کہ بشارت دینے والے اور ڈرانے والے ہیں تو اپنے گمراہی سے بعض مومن ہو گئے اور بعض مشرک اور اگر اس امت سے تاخیر عذاب نہ ہوتا جو کہ پہلے سے ٹھہر چکا ہے تو جس چیز میں یہ لوگ اختلاف کر رہے ہیں یہ ہلاک اور برباد ہو چکے ہوتے۔

(۲۰) اور یہ کفار مکہ یوں کہتے ہیں کہ محمد ﷺ پر کوئی معجزہ کیوں نازل نہیں ہوا، جیسا کہ یہ نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں، آپ ﷺ فرما دیجیے نزول معجزہ کا علم صرف اللہ کو ہے تم بھی میرے ہلاک ہونے کا انتظار کرو، میں بھی تمہاری ہلاکت کا انتظار کرتا ہوں۔

(۲۱) اور جب ہم ان کفار کو کسی مصیبت کے بعد کسی نعمت کا مزہ چکھا دیتے ہیں تو فوراً رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کی تکذیب کرنے لگتے ہیں، آپ فرما دیجیے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس شرارت کی سخت ترین سزا دے گا، چنانچہ بدر میں اللہ تعالیٰ نے ان کافروں کو ہلاک کر دیا۔

هُوَ الَّذِي يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ حَتَّىٰ إِذَا كُنتُمْ فِي الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِم بِرِيحٍ طَيِّبَةٍ وَفَرِحُوا بِهَا جَاءَتْهَا رِيحٌ عَاصِفٌ وَجَاءَهُمُ الْمَوْجُ مِن كُلِّ مَكَانٍ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ أُحِيطَ بِهِمْ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ لَئِنْ أَنجَيْتَنَا مِنْ هَٰذِهِ لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ ۝ فَلَمَّا أَنجَاهُمْ إِذَا هُمْ يَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلَىٰ أَنفُسِكُم مَّتَاعَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ثُمَّ إِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ إِنَّمَا مَثَلُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَاءٍ أَنزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَاءِ فَاخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الْأَرْضِ مِمَّا يَأْكُلُ النَّاسُ وَالْأَنْعَامُ حَتَّىٰ إِذَا أَخَذَتِ الْأَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ أَهْلُهَا أَنَّهُمْ قَادِرُونَ عَلَيْهَا أَتَاهَا أَمْرُنَا لَيْلًا أَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنَاهَا حَصِيدًا كَأَن لَّمْ تَغْنَ بِالْأَمْسِ كَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۝ وَاللَّهُ يَدْعُو إِلَىٰ دَارِ السَّلَامِ وَيَهْدِي مَن يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۝ لِّلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوهَهُمْ قَتَرٌ وَلَا ذِلَّةٌ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ وَالَّذِينَ كَسَبُوا السَّيِّئَاتِ جَزَاءُ سَيِّئَةٍ بِمِثْلِهَا وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ مَّا لَهُم مِّنَ اللَّهِ مِنْ عَاصِمٍ كَأَنَّمَا أُغْشِيَتْ وُجُوهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ اللَّيْلِ مُظْلِمًا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝

وہی تو ہے جو تم کو جنگل اور دریا میں چلنے پھرنے اور سیر کرنے کی توفیق دیتا ہے۔ یہاں تک کہ جب تم کشتیوں میں سوار ہوتے ہو اور کشتیاں پاکیزہ ہوا (کے نرم نرم جھونکوں) سے سواروں کو لے کر چلنے لگتی ہیں اور وہ ان سے خوش ہوتے ہیں تو ناگہاں زناٹے کی ہوا چل پڑتی ہے اور لہریں ہر طرف سے ان پر (جوش مارتی ہوئی) آنے لگتی ہیں اور وہ خیال کرتے ہیں کہ (اب تو) لہروں میں گھر گئے تو اس وقت خالص خدا ہی کی عبادت کر کے اس سے دعا مانگنے لگتے ہیں کہ (اے خدا) اگر تو ہم کو اس سے نجات بخشے تو ہم (تیرے) بہت ہی شکر گزار ہوں (۲۲)۔ لیکن جب وہ ان کو نجات دے دیتا ہے تو ملک میں ناحق شرارت کرنے لگتے ہیں۔ لوگو! تمہاری شرارت کا وبال تمہاری ہی جانوں پر ہوگا تم دنیا کی زندگی کے فائدے اٹھا لو پھر تم کو ہمارے ہی پاس لوٹ کر آنا ہے۔ اس وقت ہم تم کو بتائیں گے جو کچھ تم کیا کرتے تھے (۲۳)۔ دنیا کی زندگی کی مثال مینہ کی سی ہے کہ ہم نے اس کو آسمان سے برسایا۔ پھر اس کے ساتھ سبزہ جسے آدمی اور جانور کھاتے ہیں مل کر نکلا یہاں تک کہ زمین سبزے سے خوشنما اور آراستہ ہو گئی۔ اور زمین والوں نے خیال کیا کہ وہ اس پر پوری دسترس رکھتے ہیں۔ ناگہاں رات کو یا دن کو ہمارا حکم (عذاب) آ پہنچا تو ہم نے اس کو کاٹ (کر ایسا کر) ڈالا کہ گویا کل وہاں کچھ تھا ہی نہیں۔ جو لوگ غور کرنے والے ہیں ان کے لیے ہم (اپنی قدرت کی) نشانیاں اسی طرح کھول کھول کر بیان کرتے ہیں (۲۴)۔ اور خدا سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے۔ اور جس کو چاہتا ہے سیدھا رستہ دکھاتا ہے (۲۵)۔ جن لوگوں نے نیکوکاری کی ان کے لیے بھلائی ہے اور (مزید برآں) اور بھی۔ اور ان کے مونہوں پر نہ تو سیاہی چھائے گی اور نہ رسوائی۔ یہی جنتی ہیں کہ اس میں ہمیشہ رہیں

ہے (۲۹)۔ اور جنھوں نے برے کام کیے تو برائی کا بدلہ ویسا ہی ہوگا اور ان کے مونہوں پر ذلت چھا جائے گی۔ اور کوئی ان کو خدا سے
بچانے والا نہ ہوگا۔ ان کے مونہوں (کی سیاہی) کا یہ عالم ہوگا کہ ان پر گویا اندھیری رات کے ٹکڑے اوڑھا دیے گئے ہیں۔ یہی دوزخی
ہیں کہ ہمیشہ اس میں رہیں گے (۲۷)

تفسیر سورۂ یونس آیات (۲۲) تا (۲۷)

(۲۲) ہمارے فرشتے، جو کچھ تم جھوٹ گھڑ رہے ہو اور جو خداوند کی نافرمانیاں کر رہے ہو سب کچھ لکھ رہے ہیں یعنی
جس وقت تم خشکی میں سواری پر سفر کرتے ہو اور دریا میں کشتیوں میں سفر کرتے ہو، وہ تمھاری حفاظت کرتا ہے۔ یہاں
تک کہ بعض اوقات جب تم کشتی میں سوار ہوتے ہو اور وہ کشتیاں لوگوں کو موافق ہوا کے ذریعے سے لے کر چلتی ہیں
اور کشتی چلانے والے موافق ہوا سے خوش ہوتے ہیں اس حالت میں اچانک ایک جھونکا ان کشتیوں پر سخت ترین باد
مخالف کا آتا ہے اور ہر طرف سے ان لوگوں پر موجیں بھی چلی آتی ہیں، اس وقت انھیں اس بات کا قطعی یقین اور علم
ہو جاتا ہے کہ سب ہلاک ہو جائیں گے، تب سب خالص اعتقاد کر کے اللہ ہی کو پکارنے لگتے ہیں کہ اگر آپ ہمیں اس
مصیبت اور اس سخت ہوا سے بچالیں تو ہم ضرور فرمانبردار اور مومن بن جائیں گے۔

(۲۳) پھر جب اللہ تعالیٰ ان کو اس ہوا اور غرق ہونے سے بچا لیتا ہے تو وہ فوراً ناحق سے سرکشی کرنے لگتے ہیں۔
اے لوگو! یہ تمھاری سرکشی اور ایک دوسرے پر ظلم و ستم تمھارے لیے وبال جان بن جانے والا ہے اور
دنیاوی منافع عارضی ہیں ان کو بقا نہیں اور مرنے کے بعد ہمارے پاس تمھیں آنا ہے پھر جو کچھ تم نیکیاں اور برائیاں
کرتے تھے ہم سب تمھیں بتلا دیں گے۔

(۲۴) دنیاوی زندگی کی بقا اور فنا کی حالت تو ایسی طرح ہے جس طرح کہ ہم نے بارش برسائی جس سے زمین پر پھل
اور دانے اور گھاس پھوس خوب گنجان ہو کر نکلے، یہاں تک کہ جب وہ زمین اپنی رونق کا پورا حصہ لے چکی اور وہ نباتات
سرسبز اور پھلے ہو گئے اور کاشتکاروں نے سمجھ لیا کہ اب نباتات ان کے قبضہ میں آگئی تو ایسی حالت میں ہماری
طرف سے عذاب آ گیا جس طرح کہ ٹڈیاں اپنے پیروں سے روند کر کاشتکاروں کی کھیتیوں کو تباہ و برباد کر دیتی ہیں تو ہم
نے ایسا صاف کر دیا جیسا کہ وہ کل یہاں موجود ہی نہ تھی، جیسا کہ زمینوں میں کھیتی کٹ جاتی ہے۔
ہم اسی طرح قرآن میں دنیا کے فانی ہونے کو واضح طور پر بیان کرتے ہیں ایسے لوگوں کے لیے جو امور دنیا و
آخرت میں سوچتے ہیں۔

(۲۵) اور اللہ تعالیٰ مخلوق کو توحید کے ذریعے دار البقاء کی طرف بلاتا ہے، سلام اللہ تعالیٰ کا نام اور جنت اس کا گھر
ہے اور جسے چاہتا ہے دین مستقیم یعنی دین اسلام پر چلنے کی توفیق عطا فرماتا ہے۔

(۲۶) جو لوگ توحید کے قائل ہوئے ان کے لیے جنت ہے اور مزید برآں اللہ تعالیٰ کا دیدار بھی ہے کہ ثواب میں

زیادتی ہے اور ان کے چہروں پر نہ کدورت اور سیاہی چھائے گی اور نہ ذلت۔ یہی لوگ جنت میں رہنے والے ہیں۔

(۲۷) اور جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر اور شرک کیا تو اس کے بدلے میں انہیں جہنم ملے گی اور ان پر ذلت و غم سوار ہوگا اور انہیں اللہ کے عذاب سے کوئی نہ بچا سکے گا گویا کہ غم سے ان کے چہروں پر اندھیری رات کے پردے چڑھا دیے گئے یہ لوگ دوزخی ہیں اور اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ

جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا مَكَانَكُمْ أَنْتُمْ وَشُرَكَاؤُكُمْ
فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ وَقَالَ شُرَكَاؤُهُمْ مَا كُنْتُمْ إِيَّانَا تَعْبُدُونَ ﴿٢٨﴾
فَكَفَى بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ إِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ
لَغَافِلِينَ ﴿٢٩﴾ هُنَالِكَ تَبْلُو كُلُّ نَفْسٍ مَا أَسْلَفَتْ وَرُدُّوا إِلَى
اللَّهِ مَوْلَاهُمُ الْحَقِّ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿٣٠﴾ قُلْ
مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَمَّنْ يَمْلِكُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ
وَمَنْ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ
يُدَبِّرُ الْأَمْرَ فَسَيَقُولُونَ اللَّهُ فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿٣١﴾ فَذَلِكُمُ اللَّهُ
رَبُّكُمُ الْحَقُّ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ فَأَنَّى تُصْرَفُونَ ﴿٣٢﴾ كَذَلِكَ
حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِينَ فَسَقُوا أَنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٣٣﴾
قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَائِكُمْ مَنْ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ قُلِ
اللَّهُ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ فَأَنَّى تُؤْفَكُونَ ﴿٣٤﴾ قُلْ هَلْ مِنْ
شُرَكَائِكُمْ مَنْ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ قُلِ اللَّهُ يَهْدِي لِلْحَقِّ أَفَمَنْ
يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ أَحَقُّ أَنْ يُتَّبَعَ أَمَّنْ لَا يَهِدِّي إِلَّا أَنْ يُهْدَى فَمَا
لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ ﴿٣٥﴾ وَمَا يَتَّبِعُ أَكْثَرُهُمْ إِلَّا ظَنًّا إِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي
مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا يَفْعَلُونَ ﴿٣٦﴾ وَمَا كَانَ هَذَا
الْقُرْآنُ أَنْ يُفْتَرَى مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَكِنْ تَصْدِيقَ الَّذِي
بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ الْكِتَابِ لَا رَيْبَ فِيهِ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٣٧﴾

اور جس دن ہم ان سب کو جمع کریں گے پھر مشرکوں سے کہیں گے کہ تم اور تمہارے شریک اپنی اپنی جگہ ٹھہرے رہو۔ تو ہم ان میں تفرقہ ڈال دیں گے اور ان کے شریک (ان سے) کہیں گے کہ تم ہم کو تو نہیں پوجا کرتے تھے (۲۸)۔ ہمارے اور تمہارے درمیان خدا ہی گواہ کافی ہے۔ ہم تمہاری پرستش سے بالکل بے خبر تھے (۲۹)۔ وہاں ہر شخص (اپنے اعمال کی) جو اس نے آگے بھیجے ہوں گے آزمائش کرلے گا اور وہ اپنے سچے مالک کی طرف لوٹائے جائیں گے اور جو کچھ وہ بہتان باندھا کرتے تھے سب ان سے جاتا رہے گا (۳۰)۔ (ان سے) پوچھو کہ تم کو آسمان اور زمین میں رزق کون دیتا ہے یا (تمہارے) کانوں اور آنکھوں کا مالک کون ہے اور بے جان سے جاندار کون پیدا کرتا ہے اور جاندار سے بے جان کون پیدا کرتا ہے اور دنیا کے کاموں کا انتظام کون کرتا ہے۔ جھٹ کہہ دیں گے کہ خدا۔ تو کہو کہ پھر تم (خدا سے) ڈرتے کیوں نہیں؟ (۳۱) یہی خدا تو تمہارا پروردگار برحق ہے اور حق بات کے ظاہر ہونے کے بعد گمراہی کے سوا ہے ہی کیا؟ تو تم کہاں پھرے جاتے ہو (۳۲) اسی طرح خدا کا ارشاد ان نافرمانوں کے حق میں ثابت ہو کر رہا کہ یہ ایمان نہیں لائیں گے (۳۳)۔ (ان سے) پوچھو کہ بھلا تمہارے شریکوں میں کوئی ایسا ہے کہ مخلوقات کو ابتداءً پیدا کرے (اور) پھر اسکو دوبارہ بنائے؟ کہہ دو کہ خدا ہی پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر وہی اس کو دوبارہ پیدا کرے گا تو تم کہاں الٹے جارہے ہو (۳۴)۔ پوچھو کہ بھلا تمہارے شریکوں میں کون ایسا ہے کہ حق کا رستہ دکھائے۔ کہہ دو کہ خدا ہی حق کا رستہ دکھاتا ہے بھلا جو حق کا رستہ دکھائے وہ اس قابل ہے کہ اس کی پیروی کی جائے یا وہ کہ جب تک کوئی اسے رستہ نہ بتائے رستہ نہ پائے۔ تو تم کو کیا ہوا ہے کیسا انصاف کرتے ہو؟ (۳۵) اور ان میں کے اکثر صرف ظن کی پیروی کرتے ہیں۔ اور کچھ شک نہیں کہ ظن حق

کے مقابلے میں کوئی کلام نہیں ہو سکتا۔ بے شک خدا تمہارے (سب) احوال سے واقف ہے (۳۶)۔ اور یہ قرآن ایسا نہیں کہ خدا کے سوا کوئی اس کو اپنی طرف سے بنا لائے ہاں (ہاں یہ خدا کا کلام ہے) جو (کتابیں) اس سے پہلے (کی) ہیں ان کی تصدیق کرتا ہے اور انہی کتابوں کی (اس میں) تفصیل ہے اس میں کچھ شک نہیں (کہ) یہ رب العالمین کی طرف سے (نازل ہوا) ہے (۳۷)

تفسیر سورۃ یونس آیات (۲۸) تا (۳۷)

(۲۸) اور جس روز ہم ان کافروں اور ان کے تمام معبودوں کو جمع کریں گے اور ان لوگوں سے جنھوں نے بتوں کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنا رکھا تھا کہیں گے کہ تم اور تمہارے معبود اپنی جگہ پر ٹھہرو، پھر ہم ان کے اور ان کے معبودوں کے درمیان پھوٹ ڈال دیں گے۔

تب کافر کہیں گے کہ انھوں نے ہمیں اس بات کا حکم دیا تھا کہ آپ کو چھوڑ کر ان کی ہم عبادت کریں اور ان کے معبود ان کی تردید کر کے کہیں گے کہ کیا تم ہماری عبادت نہیں کرتے تھے، کفار ان کے جواب میں کہیں گے بے شک تم نے ہمیں اپنی عبادت کا حکم دیا تھا۔

(۲۹) پھر ان کے معبود کہیں گے سو ہمارے اور تمہارے درمیان اللہ کافی گواہ ہے کہ ہمیں تمہاری عبادت کی خبر بھی نہ تھی اور ہم سے بے خبر تھے۔

(۳۰) اس موقع پر ہر ایک انسان اپنے کیے ہوئے کاموں کو جان لے گا کہ کیا اس نے نیکیاں کی ہیں اور کیا کیا برائیاں اور یہ لوگ اللہ کی طرف جو ان کا معبود حقیقی ہے لوٹا دیے جائیں گے اور انھوں نے جھوٹے معبود تراش رکھے تھے وہ سب باطل اور ان سے علیحدہ اور غائب ہو جائیں گے۔

(۳۱) اے محمد ﷺ آپ کفار مکہ سے فرما دیجیے کہ وہ کون ہے جو آسمان سے بارش برساتا ہے اور زمین سے نباتات اور پھل اگاتا ہے یا یہ بتاؤ کہ وہ کون ہے جسے کان اور آنکھیں پیدا کرنے پر پوری قدرت حاصل ہے اور وہ کون ہے جسے جاندار چیز کو بے جان چیز سے نکالنے پر قدرت حاصل ہے جیسے کہ پھول اور جانوروں کا نطفہ سے پیدا کرتا ہے یا یہ کہ پرندوں کو انڈوں سے نکالتا ہے یا یہ کہ گندم کی بالیوں کو دانوں سے اگاتا ہے۔

اور وہ کون ہے جو بندوں کے تمام کاموں کی تدبیر کرتا اور ان کے معاملات میں تصرف فرماتا ہے اور فرشتوں کے ذریعے وحی تنزیل اور مصیبت بھیجتا ہے۔

وہ ضرور جواب میں یہی کہیں گے کہ اس سب کچھ کا کرنے والا اللہ ہے تو اے محمد ﷺ آپ ان سے فرمائیے کہ پھر تم اللہ تعالیٰ کی کیوں اطاعت نہیں کرتے۔

(۳۲) جو یہ تمام امور سرانجام دیتا ہے وہی تمہارا رب حقیقی ہے اور اسی کی عبادت حق اور ضروری ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کی عبادت کے بعد اور کس کی عبادت کی گنجائش رہ گئی، ماسوا شیطان کی پوجا کے پھر اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان جھوٹے معبودوں کو کہاں لاتے ہو۔

(۳۳) اسی طرح آپ کے رب کا عذاب ان کافروں کے لیے ہے کیوں کہ یہ ایمان نہیں لائیں گے، علم ازلی میں ثابت ہو چکا ہے۔

(۳۴) اے محمد ﷺ آپ ان سے یوں بھی کہیے کہ کیا تمہارے معبودوں میں کوئی ایسا بھی ہے کہ جو پہلی بار مخلوق کو نطفہ سے پیدا کر کے اس میں جان ڈالے، پھر مرنے کے بعد قیامت کے دن دوبارہ بھی زندہ کرے اگر وہ اس کا جواب دے سکیں تو ٹھیک ہے ورنہ ان سے فرما دیجیے کہ اللہ ہی پہلی بار نطفہ سے پیدا کرتا ہے، پھر وہی دوبارہ بھی قیامت کے دن اٹھائے گا پھر تم کہاں کا جھوٹ باندھتے پھرتے ہو۔

(۳۵) یا یہ کہ اے محمد ﷺ آپ دیکھیے تو یہ کہاں کی جھوٹ باتیں ملاتے ہیں۔

اور آپ ان سے یوں بھی فرمائیے کہ کیا تمہارے معبودوں میں کوئی ایسا بھی ہے جو امر حق اور ہدایت کا راستہ بتائے اگر وہ اس کا کچھ جواب دے سکیں تو خیر اور نہ ان سے فرما دیجیے کہ اللہ ہی امر حق اور ہدایت کا بھی راستہ بتاتا ہے۔

تو پھر جو شخص امر حق اور ہدایت کا راستہ بتلاتا ہو تو وہ زیادہ اتباع اور اطاعت کے لائق ہے یا وہ شخص جس کو امر حق اور ہدایت کا بغیر بتلائے ہوئے اور اس پر چلائے بغیر راستہ نہ سوجھے، تمہیں کیا ہوا کہ اپنے لیے بدترین تجویزیں کرتے ہو۔

(۳۶) بلکہ ان میں سے بہت لوگ اپنے معبودوں کی صرف بے بنیاد خیالات پر پرستش کر رہے ہیں۔ یقیناً ان کی محض اپنے خیالات کے مطابق پرستش عذاب الٰہی سے نجات دلانے میں ذرا بھی کارگر نہیں۔ یہ جو کچھ شرک اور بتوں وغیرہ کی پوجا کر رہے ہیں یقیناً اللہ تعالیٰ کو اس سب کی خبر ہے۔

(۳۷) اور یہ قرآن کریم جس کی رسول اکرم ﷺ تمہارے سامنے تلاوت فرماتے ہیں افتراء کیا ہوا نہیں ہے بلکہ یہ تو توریت، انجیل، زبور اور تمام آسمانی کتب کی توحید اور صفات رسول اکرم ﷺ میں تصدیق کرنے والا ہے اور نیز قرآن حکیم حلال وحرام اور اوامر ونواہی کی تفصیل بیان کرنے والا ہے، اس میں کوئی بات بھی شک وشبہ کی نہیں ہے اور وہ تمام جہانوں کے آقا ومالک کی طرف سے نازل کیا ہوا ہے۔

تفسیر سورة یونس آیات (۳۸) تا (۵۰)

(۳۸) باوجود اس کے مکہ کے کافریوں کہتے ہیں کہ نعوذ باللہ رسول اکرم ﷺ نے قرآن حکیم کو اپنی طرف سے گھڑ لیا ہے، آپ ان سے کہہ دیجیے تو پھر تم بھی قرآن کریم جیسی ایک سورت تو بنالاؤ اور اپنے معبودان باطل میں سے جن جن کو اپنی مدد کے لیے بلانا چاہو، ان کو بلالو اگر تم اپنے اس دعوے میں سچے ہو کہ (نعوذ باللہ) رسول اکرم ﷺ نے قرآن حکیم اپنی طرف سے از خود بنالیا ہے۔

(۳۹) بلکہ یہ کفار ایک ایسی چیز کی تکذیب کرنے لگے جس کو اپنے احاطہ علمی میں نہیں لائے اور ابھی تک ان کو اس قرآن حکیم کی تکذیب کا جس سے ان کو قرآن حکیم میں ڈرایا گیا ہے، آخری نتیجہ نہیں پہنچا جو کفار ان سے پہلے ہوئے انھوں نے بھی اسی طرح آسمانی کتب اور رسولوں کو جھٹلایا تھا، جیسا کہ آپ کی قوم، آپ اور قرآن کریم کو جھٹلا رہے ہیں سو دیکھ لیجیے کہ ان مشرکین کا جنھوں نے اللہ تعالیٰ کی کتابوں اور اس کے رسولوں کو جھٹلایا، کیسا برا انجام ہوا یا یہ کہ اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول اکرم ﷺ کو تسلی دی گئی ہے تاکہ کفار کی ایذا رسانی پر آپ صبر کریں اور اس کی وجہ سے غمگین اور پریشان نہ ہوں۔

(۴۰) اور ان یہودیوں میں سے بعض لوگ ایسے بھی ہیں، جو اپنے مرنے سے پہلے رسول اللہ ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لے آئیں گے۔

اور ان یہودیوں میں سے بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اپنے مرنے سے پہلے رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان نہیں لائیں گے اور حالت کفر ہی میں مر جائیں گے اور اللہ تعالیٰ ان یہودیوں کو اچھی طرح جانتا ہے کہ کون ان میں سے ایمان لائے گا اور کون ایمان نہیں لائے گا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ آیت مشرکین کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

(۴۱) اے محمد ﷺ اگر آپ کی قوم آپ کے ارشادات کو جھٹلاتی رہے تو یہ فرما دیجیے کہ میرا کیا ہوا اور میرا دین مجھ کو ملے گا اور تمھارا کیا ہوا اور تمھارا دین تمھیں ملے گا، تم میرے کیے ہوئے کے جواب دہ نہیں ہو اور میں تمھارے کیے ہوئے کا جواب دہ نہیں ہوں۔

(۴۲) اور ان یہود میں سے بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو ظاہرا آپ کے کلام اور گفتگو کو سنتے ہیں یا یہ کہ ان مشرکین عرب میں سے بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو ظاہرا آپ کے کلام اور گفتگو کو سنتے ہیں۔ اے محمد ﷺ کیا آپ بہروں کو سناتے ہیں جو سمجھنے کا ارادہ بھی نہیں رکھتے۔

(۴۳) اور ان یہود اور مشرکین عرب میں سے بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو ظاہرا آپ کو دیکھ رہے ہیں تو کیا آپ اندھوں کو ہدایت کا راستہ دکھلا رہے ہیں گو ان کو بصیرت بھی نہیں اور حق و ہدایت کو دیکھنے کا وہ ارادہ بھی نہیں رکھتے۔

(۴۴) اللہ تعالیٰ لوگوں کی نیکیوں میں سے کچھ کمی نہیں فرماتے اور نہ ان کے گناہوں میں زیادتی فرماتے ہیں لیکن لوگ کفر و شرک اور گناہوں کی وجہ سے خود ہی اپنے آپ کو تباہ و برباد کرتے ہیں۔

(۴۵) اور جس دن اللہ تعالیٰ ان یہود و نصاریٰ اور مشرکین کو اس کیفیت سے جمع کرے گا گویا کہ وہ قبروں میں سارے دن کی ایک آدھ گھڑی رہے ہوں گے اور بعض مقامات میں آپس میں ایک دوسرے کو پہچان بھی رہے ہوں گے۔ گھاٹے میں وہ لوگ رہے جنھوں نے اللہ کے پاس جانے کو جھٹلایا کہ دنیا و آخرت سب ان کے ہاتھ سے جاتی رہی اور یہ کفر و ضلالت سے ہدایت پانے والے نہ تھے۔

(۴۶) اے محمد ﷺ جس عذاب کا ہم ان سے وعدہ کر رہے ہیں اس میں سے کچھ تھوڑا سا اگر ہم آپ کو دکھلا دیں، یہ اس عذاب کے دکھلانے سے پہلے ہی ہم آپ کو وفات دے دیں تو ہر صورت میں ان کو بعد از موت ہمارے پاس تو آنا ہی ہے پھر یہ کہ اللہ تعالیٰ ان کی نیکیوں اور برائیوں سب کو جانتا ہے۔

(۴۷) اور ہر ایک دین والوں (یعنی قوم) کے لیے ایک رسول ہوا ہے جو ان کو اللہ تعالیٰ اور اس کے دین کی دعوت دیتا رہا سو جب ان کا وہ رسول ان کے پاس آ چکتا ہے اور وہ اس کی تکذیب کرتے ہیں تو ان کے اور ان کے رسول کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جاتا ہے یا کہ ایسی نافرمان قوم کو ہلاک اور ان کے رسول کو بچا لیا جاتا ہے اور ان کی نیکیوں میں سے ذرا بھی کمی نہیں کی جاتی اور نہ ان کی برائیوں میں کچھ اضافہ کیا جاتا ہے۔

(۴۸) اور ہر ایک قوم اپنے اپنے رسولوں سے یوں کہتی ہے کہ اگر تم سچے ہو تو یہ وعدہ عذاب کب پورا ہوگا۔

(۴۹) سو آپ ان سے فرما دیجیے کہ میں اپنی ذات خاص کے لیے کسی نفع کے حاصل کرنے کا اور کسی نقصان کے دفع کرنے کا اختیار نہیں رکھتا مگر جتنا اختیار نفع حاصل کرنے اور ضرر کے دور کرنے کا اللہ کو منظور ہے۔

ہر ایک دین والوں کے لیے ایک وقت مقرر اور مہلت ہے سو جب ان کی ہلاکت کا وہ وقت آ پہنچتا ہے تو اس وقت ایک گھڑی بھی نہ پیچھے ہٹ سکتے ہیں اور نہ آگے بڑھ سکتے ہیں۔

(۵۰) اے محمد ﷺ ان کفار مکہ سے آپ فرما دیجیے یہ تو بتاؤ کہ اگر تم پر اللہ کا عذاب رات کو آ پڑے یا دن کو واقع ہو جائے تو پھر تم کیا کرو گے اور پھر عذاب الٰہی میں کون چیز ایسی ہے جسے یہ مشرک لوگ جلدی مانگ رہے ہیں، اس پر اگر وہ کہیں کہ ہم ایمان لے آئیں گے تو آپ ان سے فرما دیجیے۔

۞ ۞ ۞

أَثُمَّ إِذَا مَا وَقَعَ آمَنْتُمْ بِهِ ۚ آلْآنَ وَقَدْ كُنْتُمْ بِهِ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۵۱﴾ ثُمَّ قِيْلَ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ ۚ هَلْ تُجْزَوْنَ إِلَّا بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَيَسْتَنْبِئُوْنَكَ أَحَقٌّ هُوَ ۖ قُلْ إِيْ وَرَبِّيْ إِنَّهُ لَحَقٌّ ۖ وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۵۳﴾ وَلَوْ أَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِي الْأَرْضِ لَافْتَدَتْ بِهِ ۗ وَأَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ ۖ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ۚ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۵۴﴾ أَلَا إِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۗ أَلَا إِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۵﴾ هُوَ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۵۶﴾ يٰأَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْكُمْ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۷﴾ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ۗ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿۵۸﴾ قُلْ أَرَأَيْتُمْ مَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا ۗ قُلْ آٰللّٰهُ أَذِنَ لَكُمْ ۖ أَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَمَا ظَنُّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ إِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۶۰﴾ وَمَا تَكُوْنُ فِيْ شَأْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ إِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا إِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ۚ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَلَا أَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَا أَكْبَرَ إِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۶۱﴾

کیا جب وہ آ واقع ہوگا تب اس پر ایمان لاؤ گے۔ (اس وقت کہا جائے گا کہ) اور اب (ایمان لائے؟) اسی کے لیے تو تم جلدی مچایا کرتے تھے (۵۱)۔ پھر ظالم لوگوں سے کہا جائے گا کہ عذاب دائمی کا مزا چکھو (اب) تم انہی (اعمال) کا بدلہ پاؤ گے جو (دنیا میں) کرتے رہے (۵۲)۔ اور تم سے دریافت کرتے ہیں کہ آیا یہ سچ ہے۔ کہہ دو ہاں خدا کی قسم سچ ہے اور تم (بھاگ کر خدا کو) عاجز نہیں کرسکو گے (۵۳)۔ اور اگر ہر ایک نافرمان شخص کے پاس روئے زمین کی تمام چیزیں ہوں تو (عذاب سے بچنے کے) بدلے میں (سب) دے ڈالے اور جب وہ عذاب کو دیکھیں گے تو (پچھتائیں گے اور) ندامت کو چھپائیں گے۔ اور ان میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کردیا جائے گا اور (کسی طرح کا) ان پر ظلم نہیں ہوگا (۵۴)۔ سن رکھو کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب خدا ہی کا ہے۔ اور یہ بھی سن رکھو کہ خدا کا وعدہ سچا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے (۵۵)۔ وہی جان بخشتا اور وہی موت دیتا ہے اور تم لوگ اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے (۵۶)۔ لوگو تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے نصیحت اور دلوں کی بیماریوں کی شفا اور مومنوں کے لئے ہدایت اور رحمت آپہنچی (۵۷)۔ کہہ دو کہ (یہ کتاب) خدا کے فضل اور اس کی مہربانی سے (نازل ہوئی ہے) تو چاہیے کہ لوگ اس سے خوش ہوں یہ اس سے کہیں بہتر ہے جو وہ جمع کرتے ہیں (۵۸)۔ کہو کہ بھلا دیکھو تو۔ خدا نے تمہارے لئے جو رزق نازل فرمایا تم نے اس میں سے (بعض کو) حرام ٹھیرایا اور (بعض کو) حلال (ان سے) پوچھو کیا خدا نے اس کا تمہیں حکم دیا ہے یا تم خدا پر افترا کرتے ہو؟ (۵۹)۔ اور جو لوگ خدا پر افترا کرتے ہیں وہ قیامت کے دن کی نسبت کیا خیال رکھتے ہیں؟ بے شک خدا لوگوں پر مہربان ہے لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے (۶۰)۔ اور تم جس حال میں ہوتے ہو۔ یا قرآن میں سے کچھ پڑھتے ہو یا تم لوگ کوئی (اور) کام کرتے ہو جب اس میں مصروف ہوتے ہو تو ہم تمہارے سامنے ہوتے ہیں اور تمہارے پروردگار سے ذرہ برابر بھی کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے نہ زمین میں نہ آسمان میں اور نہ کوئی چیز اس سے چھوٹی ہے یا بڑی مگر کتاب روشن میں (لکھی ہوئی) ہے (۶۱)

تفسیر سورۃ یونس آیات (۵۱) تا (۶۱)

(۵۱) کہ اب تو جھٹلا رہے ہو اور جس وقت تم پر وہ عذاب آئے گا، تب تصدیق کرو گے، اس پر بھی وہ ہاں کہیں تو آپ ان سے کہہ دیجیے کہ نزول عذاب کے وقت تم سے کہا جائے گا ہاں اب عذاب کے خوف سے ایمان لاتے ہو حالانکہ پہلے سے تم بطور مذاق اور تکذیب کے اس کی جلدی مچایا کرتے تھے۔

(۵۲) پھر ان مشرکوں سے کہا جائے گا کہ ہمیشہ کا عذاب چکھو۔ دنیا میں جو کچھ تم کرتے اور کہتے تھے آخرت میں اب تمہیں اسی کا بدلہ ملا ہے۔

(۵۳) (تعجب سے) آپ سے پوچھتے ہیں کہ اے محمد ﷺ کیا یہ عذاب اور قرآن کریم واقعی امر ہے۔ آپ فرما دیجیے کہ ہاں قسم ہے میرے رب کی وہ عذاب واقعی امر ہے جو ہونے والا ہے اور تم کسی طریقہ سے عذاب الٰہی سے بچ نہیں سکتے۔

(۵۴) اور اگر ہر ایک مشرک کے پاس اتنا مال ہو کہ اس سے ساری زمین بھر جائے تب بھی اس سارے مال کو دے کر عذاب الٰہی سے اپنی جان بچانے پر راضی ہو جائے اور جب یہ لوگ عذاب خداوندی دیکھیں گے تو شرم سے پشیمانی کو پوشیدہ رکھیں گے اور ان رؤسا اور غربا کے درمیان فیصلہ انصاف کے ساتھ ہوگا نہ ان کی نیکیوں میں سے کسی قسم کی کمی کی جائے گی اور نہ ہی ان کے گناہوں میں کچھ زیادتی اور اضافہ ہوگا۔

(۵۵) یاد رکھو کہ تمام مخلوقات اور عجائبات خداوندی سب اللہ ہی کی ملک ہیں اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ یاد رکھو کہ مرنے کے بعد پھر دوبارہ زندہ ہونا ہے سچا ہے اور متحقق ہونے والا ہے لیکن بہت سے آدمی تصدیق ہی نہیں کرتے۔

(۵۶) وہی اللہ دوبارہ زندہ کرنے کے لیے جان ڈالتا ہے اور وہی دنیا میں انسانوں کی جان نکالتا ہے اور مرنے کے بعد تم سب اسی کے پاس لائے جاؤ گے۔

(۵۷) اے لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک ایسی چیز آئی ہے جو ان برے کاموں سے روکنے کے لیے نصیحت ہے جن پر تم قائم ہو اور دلوں میں جو ان کاموں سے بیماری پیدا ہو گئی ہے ان کے لیے شفا ہے اور گمراہیوں سے نیک کاموں کی طرف رہنمائی کرنے والی ہے اور عذاب کے لیے باعث رحمت ہے اور یہ سب برکات ایمان والوں کے لیے ہیں۔

(۵۸) اے محمد ﷺ آپ اپنی جماعت صحابہ سے فرما دیجیے کہ لوگو اللہ کے انعام سے جو کہ قرآن حکیم عطا کر دیا ہے، اور اس کی رحمت پر جس کی بذریعہ اسلام تمہیں توفیق دی گئی ہے خوش ہونا چاہیے، اور قرآن کریم اور دین اسلام اس دنیاوی اموال سے بہت بہتر ہے جس کو یہ یہود اور مشرک جمع کر رہے ہیں۔

(۵۹) آپ ان مکہ والوں سے فرما دیجیے کہ یہ تو بتلاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے جو تمہارے لیے کھیتیاں اور جانور پیدا کیے تھے پھر تم نے اس کے کچھ حصہ سے فائدہ حاصل کرنا عورتوں پر حرام کر دیا یعنی بحیرہ و سائبہ اور حام اور مردوں کے لیے حلال قرار دے لیا تو آپ ان سے پوچھیے کیا اس چیز کی تمہیں تمہارے پروردگار نے اجازت دی تھی یا محض اللہ تعالیٰ پر اپنی ہی طرف سے جھوٹ باندھتے ہو۔

(۶۰) اور جو لوگ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں ان کا قیامت کے متعلق کیا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ کیا معاملہ کرے گا۔ واقعی لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے کہ اس نے ان سے عذاب کو ٹال رکھا ہے لیکن اکثر اس احسان کی بے قدری کرتے ہیں اور اس پر ایمان نہیں لاتے۔

(۶۱) اے محمد ﷺ آپ خواہ کسی حال میں ہوں اور منجملہ ان احوال کے آپ کہیں سے قرآن کریم کی سورت یا

آیت پڑھتے ہوں اور اسی طرح اور لوگ بھی جو نیکیاں اور برائیاں کرتے ہیں۔

ہمیں تمہاری سب حالتوں اور تمہاری تلاوت اور تمہارے سب کاموں کی خبر رہتی ہے۔ جب تم اس کام کو کرنا شروع کرتے ہو اور قرآن کریم کی تکذیب میں لگتے ہو اور بندوں کے اعمال میں سے آپ کے رب کے علم سے کوئی چیز بھی ذرہ برابر غائب نہیں اور نہ کوئی چیز اس مقدار مذکور سے چھوٹی ہے اور نہ کوئی چیز اس سے بڑی اور بھاری ہے مگر یہ سب بوجہ احاطہ علم الٰہی کے لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے۔

أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَآءَ ٱللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ۝ لَهُمُ ٱلْبُشْرَىٰ فِى ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا وَفِى ٱلْءَاخِرَةِ ۚ لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَٰتِ ٱللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ ٱلْفَوْزُ ٱلْعَظِيمُ ۝ وَلَا يَحْزُنكَ قَوْلُهُمْ ۘ إِنَّ ٱلْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا ۚ هُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْعَلِيمُ ۝ أَلَآ إِنَّ لِلَّهِ مَن فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَمَن فِى ٱلْأَرْضِ ۗ وَمَا يَتَّبِعُ ٱلَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ شُرَكَآءَ ۚ إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا ٱلظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ۝ هُوَ ٱلَّذِى جَعَلَ لَكُمُ ٱلَّيْلَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَٱلنَّهَارَ مُبْصِرًا ۚ إِنَّ فِى ذَٰلِكَ لَءَايَٰتٍ لِّقَوْمٍ يَسْمَعُونَ ۝ قَالُوا ٱتَّخَذَ ٱللَّهُ وَلَدًا ۗ سُبْحَٰنَهُۥ ۖ هُوَ ٱلْغَنِىُّ ۖ لَهُۥ مَا فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَمَا فِى ٱلْأَرْضِ ۚ إِنْ عِندَكُم مِّن سُلْطَٰنٍۭ بِهَٰذَآ ۚ أَتَقُولُونَ عَلَى ٱللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝ قُلْ إِنَّ ٱلَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى ٱللَّهِ ٱلْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ ۝ مَتَٰعٌ فِى ٱلدُّنْيَا ثُمَّ إِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِيقُهُمُ ٱلْعَذَابَ ٱلشَّدِيدَ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ۝ وَٱتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ نُوحٍ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِۦ يَٰقَوْمِ إِن كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُم مَّقَامِى وَتَذْكِيرِى بِـَٔايَٰتِ ٱللَّهِ فَعَلَى ٱللَّهِ تَوَكَّلْتُ فَأَجْمِعُوٓا أَمْرَكُمْ وَشُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ أَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ ٱقْضُوٓا إِلَىَّ وَلَا تُنظِرُونِ ۝ فَإِن تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَأَلْتُكُم مِّنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِىَ إِلَّا عَلَى ٱللَّهِ ۖ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ ٱلْمُسْلِمِينَ ۝

سن رکھو کہ جو خدا کے دوست ہیں ان کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گے (۶۲)۔ (یعنی) وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگار رہے (۶۳)۔ اُن کے لئے دُنیا کی زندگی میں بھی بشارت ہے اور آخرت میں بھی۔ خدا کی باتیں بدلتی نہیں۔ یہی تو بڑی کامیابی ہے (۶۴)۔ اور (اے پیغمبر) ان لوگوں کی باتوں سے آزردہ نہ ہونا (کیونکہ) عزت سب خدا ہی کی ہے وہ (سب کچھ) سُنتا (اور) جانتا ہے (۶۵)۔ سُن رکھو کہ جو مخلوق آسمانوں میں ہے اور جو لوگ زمین میں ہیں سب خدا کے (بندے اور اسکے مملوک) ہیں اور یہ جو خدا کے سوا (اپنے بنائے ہوئے) شریکوں کو پکارتے ہیں وہ (کسی اور چیز کے) پیچھے نہیں چلتے۔ صرف ظن کے پیچھے چلتے ہیں اور محض اٹکلیں دوڑا رہے ہیں (۶۶)۔ وہی تو ہے جس نے تمھارے لئے رات بنائی تاکہ اس میں آرام کرو اور روز روشن بنایا (تاکہ اس میں کام کرو) جو لوگ (مادہ) سماعت رکھتے ہیں ان کے لیے اس میں نشانیاں ہیں (۶۷)۔ (بعض لوگ) کہتے ہیں کہ خدا نے بیٹا بنا لیا ہے (اس کی) ذات (اولاد سے) پاک ہے (اور) وہ بے نیاز ہے۔ جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کا ہے (اے افترا پردازو) تمھارے پاس اس (قول باطل) کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ تم خدا کی نسبت ایسی باتیں کیوں کہتے ہو جو جانتے نہیں (۶۸)۔ کہہ دو کہ جو لوگ خدا پر جھوٹ بہتان باندھتے ہیں فلاح نہیں پائیں گے (۶۹)۔ (اُن کے لیے) جو فائدے ہیں دنیا میں (ہیں) پھر ان کو ہماری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے اُس وقت ہم ان کو عذاب شدید (کے مزے) چکھائیں گے کیونکہ کفر (کی باتیں) کیا کرتے تھے (۷۰)۔ اور ان کو نوح کا قصہ پڑھ کر سُنا دو۔ جب اُنہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ اے قوم! اگر تم کو میرا تم میں رہنا اور خدا کی آیتوں سے نصیحت کرنا ناگوار ہو تو میں تو خدا پر بھروسہ رکھتا ہوں۔ تم اپنے شریکوں کے ساتھ مل کر ایک کام (جو میرے بارے میں

کرنا چاہو) مقرر کرلو اور وہ تمہاری تمام جماعت (کو معلوم ہو جائے اور کسی) سے پوشیدہ نہ رہے پھر وہ کام میرے حق میں کر گزرو اور مجھے مہلت نہ دو (۷۱) اور اگر تم نے منہ پھیر لیا تو (تم جانتے ہو کہ) میں نے تم سے کچھ معاوضہ نہیں مانگا میرا معاوضہ تو خدا کے ذمے ہے اور مجھے حکم ہوا ہے کہ میں فرمانبرداروں میں رہوں (۷۲)

تفسیر سورۃ یونس آیات (۶۲) تا (۷۲)

(۶۲-۶۳) یہ بات یاد رکھو کہ مومنین کی جماعت کو نہ کسی عذاب کے آنے کا خطرہ ہے اور نہ وہ کسی مطلوب کے فوت ہونے پر غمگین ہوتے ہیں۔

(۶۴) اور وہ کون لوگ ہیں؟ اب اللہ تعالیٰ ان کا بیان فرماتا ہے کہ جو رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور کفر و شرک اور فواحش سے بچتے ہیں، ان کے لیے دنیاوی زندگی میں بھی کہ وہ رویائے صادقہ دیکھتے ہیں یا ان کو دکھلائے جاتے ہیں اور آخرت میں بھی کہ ان کو جنت ملے گی، خوشخبری ہے اور جنت کا جو وعدہ فرمایا ہے اس میں کچھ فرق ہوا نہیں کرتا اور یہ بشارت بہت بڑی کامیابی ہے جس کی بدولت جنت اور اس کی نعمتیں حاصل ہوں گی اور دوزخ اور اس کی سختیوں سے چھٹکارا ملے گا۔

(۶۵) اے محمد ﷺ خاص طور پر آپ کو ان لوگوں کا جھٹلانا غم میں نہ ڈالے، ان کو ہلاک کرنے کی تمام تر قدرت اور غلبہ اللہ تعالیٰ ہی کو حاصل ہے، وہ ان کی باتیں سنتا اور ان کی حالت اور ان کے انجام کو جانتا ہے۔

(۶۶) یاد رکھو کہ تمام مخلوقات اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے جس طرح وہ چاہے اس کو ان پر تسلط کا حق حاصل ہے اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسرے معبودان باطل بتوں وغیرہ کی پوجا کر رہے ہیں یہ محض بے بنیاد خیال کا بغیر یقین کے اتباع کر رہے ہیں اور یہ ان کا صرف عوام کو دھوکا دینے کے لیے فرضی باتیں اور جھوٹ بول رہے ہیں۔

(۶۷) اور تمہارا اللہ ایسا ہے جس نے تمہارے لیے رات کو پیدا کیا تاکہ تم اس میں آرام کرو اور دن کو بھی اسی طرح پیدا کیا کہ وہ آنے جانے کے لیے روشنی کا ذریعہ ہے، اس بنانے میں ایسے لوگوں کے لیے عبرت کی چیزیں ہیں جو نصائح قرآنی کو سنتے اور اس پر عمل کرتے ہیں۔

(۶۸) اہل مکہ کہتے ہیں کہ فرشتے (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ کی لڑکیاں ہیں، سبحان اللہ اس کی ذات بابرکات تو ولد اور شریک سے ماورا اور پاک ہے اور وہ ولد و شریک کی محتاج نہیں، تمام مخلوقات اور عجائبات قدرت اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں، تمہارے پاس تمہارے اس دعوے پر جو کہ تم اللہ تعالیٰ پر افترا پردازی کرتے ہو کوئی دلیل اور حجت نہیں بلکہ تم اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہو۔

(۶۹) اے محمد ﷺ آپ فرما دیجیے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ پر افترا پردازی کرتے ہیں وہ کبھی عذاب الٰہی سے نجات نہیں پائیں گے اور نہ وہ اس کے عذاب سے محفوظ رہیں گے۔

(۷۰) یہ دنیا میں چند روزہ زندگی گزار رہے ہیں پھر مرنے کے بعد ان کو ہمارے ہی پاس آنا ہے۔ پھر ہم ان کو ان کے قرآن اور رسول اکرم ﷺ کی تکذیب اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے کے بدلے سخت سزا کا مزہ چکھائیں گے۔

(۷۱) اور آپ ان کو بذریعہ قرآن کریم نوح علیہ السلام کا واقعہ پڑھ کر سنائیے جب کہ انھوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ اگر تمہیں میرا رہنا اور میرا زیادہ قیام اور عذاب الٰہی سے میرا تمہیں ڈرانا بھاری اور ناگوار معلوم ہوتا ہے تو میرا تو اللہ ہی پر بھروسا ہے اور میں نے اپنے تمام کام اس کے سپرد کر دیے ہیں۔ سو تم اپنی تدبیر اور اپنا معاملہ مع اپنے شرکا کی مدد کے پختہ کر لو پھر تمہارا معاملہ تمہاری تنگی کا باعث نہ ہو اور تمہاری وہ تدبیر تمہارے نقصان کا باعث نہ ہو اور میرے ساتھ جو کچھ کرنا ہے وہ کر گزرو اور مجھے ذرا بھی مہلت نہ دو۔

(۷۲) پھر بھی اگر تم اس بات پر جس کو میں تمہارے پاس لے کر آیا ہوں ایمان لانے سے اعراض کیے جاؤ تو میں نے تم سے اس تبلیغ ایمان پر کوئی معاوضہ تو نہیں مانگا کیوں کہ میں تمہیں جو ایمان کی دعوت دے رہا ہوں، اس پر ثواب و معاوضہ تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کے ذمے ہے اور چوں کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اطاعت کرنے والوں کے ساتھ ان کے دین پر قائم رہوں۔

فَكَذَّبُوهُ فَنَجَّيْنَاهُ وَمَن مَّعَهُ فِي الْفُلْكِ وَجَعَلْنَاهُمْ خَلَائِفَ وَأَغْرَقْنَا الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنذَرِينَ ۝ ثُمَّ بَعَثْنَا مِن بَعْدِهِ رُسُلًا إِلَىٰ قَوْمِهِمْ فَجَاءُوهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا بِمَا كَذَّبُوا بِهِ مِن قَبْلُ كَذَٰلِكَ نَطْبَعُ عَلَىٰ قُلُوبِ الْمُعْتَدِينَ ۝ ثُمَّ بَعَثْنَا مِن بَعْدِهِم مُّوسَىٰ وَهَارُونَ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ بِآيَاتِنَا فَاسْتَكْبَرُوا وَكَانُوا قَوْمًا مُّجْرِمِينَ ۝ فَلَمَّا جَاءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِندِنَا قَالُوا إِنَّ هَٰذَا لَسِحْرٌ مُّبِينٌ ۝ قَالَ مُوسَىٰ أَتَقُولُونَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَاءَكُمْ أَسِحْرٌ هَٰذَا وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُونَ ۝ قَالُوا أَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا وَتَكُونَ لَكُمَا الْكِبْرِيَاءُ فِي الْأَرْضِ وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِينَ ۝ وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُونِي بِكُلِّ سَاحِرٍ عَلِيمٍ ۝ فَلَمَّا جَاءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُم مُّوسَىٰ أَلْقُوا مَا أَنتُم مُّلْقُونَ ۝ فَلَمَّا أَلْقَوْا قَالَ مُوسَىٰ مَا جِئْتُم بِهِ السِّحْرُ إِنَّ اللَّهَ سَيُبْطِلُهُ إِنَّ اللَّهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِينَ ۝ وَيُحِقُّ اللَّهُ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ ۝ فَمَا آمَنَ لِمُوسَىٰ إِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّن قَوْمِهِ عَلَىٰ خَوْفٍ مِّن فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِمْ أَن يَفْتِنَهُمْ وَإِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِي الْأَرْضِ وَإِنَّهُ لَمِنَ الْمُسْرِفِينَ ۝

لیکن ان لوگوں نے ان کی تکذیب کی تو ہم نے ان کو اور جو لوگ ان کے ساتھ کشتی میں سوار تھے سب کو (طوفان سے) بچا لیا اور انھیں (زمین میں) خلیفہ بنا دیا اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا ان کو غرق کر دیا تو دیکھو کہ جو لوگ ڈرائے گئے تھے ان کا کیا انجام ہوا (۷۳)۔ پھر نوح کے بعد ہم نے اور پیغمبر اپنی اپنی قوم کی طرف بھیجے۔ تو وہ ان کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے۔ مگر وہ لوگ ایسے نہ تھے کہ جس چیز کی پہلے تکذیب کر چکے تھے اس پر ایمان لے آتے۔ اسی طرح ہم زیادتی کرنے والوں کے دلوں پر مہر لگا دیتے ہیں (۷۴)۔ پھر ان کے بعد ہم نے موسیٰ اور ہارون کو اپنی نشانیاں دے کر فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس بھیجا تو انہوں نے تکبر کیا اور وہ گنہگار لوگ تھے (۷۵)۔ تو جب ان کے پاس ہمارے ہاں سے حق آیا تو کہنے لگے کہ یہ تو صریح جادو ہے (۷۶)۔ موسیٰ نے کہا کیا تم حق کے بارے میں جب وہ تمہارے پاس آیا یہ کہتے ہو کہ یہ جادو ہے حالانکہ جادوگر فلاح نہیں پانے کے (۷۷)۔ وہ بولے کیا تم ہمارے پاس اس لیے آئے ہو کہ جس (راہ) پر ہم اپنے باپ دادا کو پاتے رہے ہیں اس سے ہم کو پھیر دو۔ اور (اس) ملک میں تم دونوں ہی کی سرداری ہو جائے اور ہم تم پر ایمان لانے والے نہیں ہیں (۷۸)۔ اور فرعون نے حکم دیا کہ سب کامل فن جادوگروں کو ہمارے پاس لے آؤ (۷۹)۔ جب جادوگر آئے تو موسیٰ نے ان سے کہا کہ جو تم کو ڈالنا ہو ڈالو (۸۰)۔ جب انہوں نے

(اپنی رسموں) اور طریقوں کو چھوڑ دو۔ تو موسیٰ نے کہا کہ جو چیز تم (بنا کر) لائے ہو جادو ہے خدا اس کو ابھی نیست و نابود کر دے گا۔ خدا شریروں کے کام سنوارا نہیں کرتا (۸۱) اور خدا اپنے حکم سے سچ کو سچ ہی کر دے گا اگرچہ گنہگار برا ہی مانیں (۸۲)۔ تو موسیٰ پر کوئی ایمان نہ لایا مگر اس کی قوم میں سے چند لڑکے (اور وہ بھی) فرعون اور اس کے اہل دربار سے ڈرتے ڈرتے کہ کہیں وہ ان کو آفت میں نہ پھنسا دے اور فرعون ملک میں متکبر و متغلب اور (کبر و کفر میں) حد سے بڑھا ہوا تھا (۸۳)

تفسیر سورۃ یونس آیات (۷۳) تا (۸۳)

(۷۳) سو وہ لوگ حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت یعنی توحید کو جھٹلاتے رہے، نتیجہ یہ ہوا کہ ہم نے ان کو اور جو ان کے ساتھ کشتی میں مومن لوگ تھے غرق ہونے سے نجات دی اور ان کو زمین پر دوبارہ آباد کیا اور ان کو زمین میں حکمران بنایا اور جنھوں نے ہماری کتاب اور ہمارے رسول یعنی حضرت نوح علیہ السلام کو جھٹلایا تھا ان کو غرق کر دیا، سو دیکھنا چاہیے کیسا برا انجام ہوا ان لوگوں کا جن کو ان کے رسولوں نے خدا کے عذاب سے ڈرایا تھا مگر اس کے باوجود بھی وہ ایمان نہ لائے۔

(۷۴) پھر حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کی ہلاکت کے بعد اور رسولوں کو ان کی قوموں کی طرف بھیجا سو وہ ان کے پاس اوامر و نواہی اور معجزات لے کر آئے پھر بھی جس چیز کے عہد میثاق سے پہلے انھوں نے تکذیب کر دی تھی یہ نہ ہوا کہ پھر اس کو مان لیں اسی طرح ہم بے باک لوگوں کے دلوں پر جو کہ حلال و حرام سے تجاوز کرتے ہیں مہر لگا دیتے ہیں۔

(۷۵) پھر ہم نے ان رسولوں کے بعد حضرت موسیٰ و حضرت ہارون کو فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس اپنی کتاب یا یہ کہ اپنے نو معجزات یعنی عصا، طوفان، ٹڈی اور جوئیں، مینڈک، خون، ید بیضاء، سنین، نقص من الثمرات یا یہ کہ مالوں کو برباد کرنے کی دعا کا قبول ہونا دے کر بھیجا سو انھوں نے کتاب خداوندی، رسول اور معجزات پر ایمان لانے سے انکار کیا۔

(۷۶) اور وہ لوگ مشرک تھے، جب ان کے پاس کتاب، رسول اور معجزات آئے تو وہ لوگ کہنے لگے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جس چیز کو لے کر آئے ہیں (نعوذ باللہ) وہ صریح جھوٹ جادو ہے اور اگر ساحر پڑھا جائے تو پھر مقصود یہ کہ نعوذ باللہ حضرت موسیٰ علیہ السلام صریح جھوٹے جادوگر ہیں۔

(۷۷) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کیا تم کتاب اور رسول اور ان معجزات کے بارے میں جب کہ وہ تمھارے پاس پہنچے ایسی بات کہتے ہو حالاں کہ جادوگر عذاب الٰہی سے محفوظ نہیں رہا کرتے۔

(۷۸-۷۹) ان لوگوں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کیا تم ہمارے پاس اس لیے آئے ہو کہ ہمیں ان بتوں کی پوجا سے ہٹا دو اور تم دونوں کو سرزمین مصر میں ریاست اور بادشاہت مل جائے، ہم تو تم دونوں کی کبھی تصدیق نہ کریں گے اور فرعون کہنے لگا میرے سامنے تمام ماہر جادوگروں کو حاضر کرو۔

(۸۰-۸۱-۸۲) جب وہ جادوگر آ گئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ لکڑیاں اور رسیاں جو کچھ سامان جادو تمھیں ڈالنا ہو ڈال دو چنانچہ جب انھوں نے اپنی لکڑیاں اور رسیاں ڈالیں تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا جو یہ

جو کچھ تم نے ڈالا ہے۔ حق کی طاقت اس کو بھی درہم برہم کر دے گی کیوں کہ اللہ تعالیٰ جادوگروں کا کام بننے نہیں دیتا اور اللہ تعالیٰ دین صحیح کو اپنے وعدوں کے موافق ثابت کر دیتا ہے، خواہ مشرکین کو یہ چیز کتنی ہی ناگوار اور بری لگے۔

(۸۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام جس چیز کو لے کر آئے تھے، اس پر فرعون کی قوم میں تھوڑے آدمی جن کے آباء و اجداد قبطی اور اولاد ان کی، کچھ بنی اسرائیل سے تھیں، موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے، وہ بھی فرعون سے اور اپنے حکام سے ڈرتے رہے کہ کہیں ان کو قتل نہ کر دے اور واقعی فرعون دین موسیٰ کا سخت مخالف اور مشرکوں کا دوست اور سرغنہ بھی تھا۔

وَقَالَ مُوسَىٰ يَا قَوْمِ إِن كُنتُمْ آمَنتُم بِاللَّهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوا إِن كُنتُم مُّسْلِمِينَ ۝ فَقَالُوا عَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْنَا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ۝ وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ وَأَخِيهِ أَن تَبَوَّآ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوتًا وَاجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ قِبْلَةً وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ ۗ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ۝ وَقَالَ مُوسَىٰ رَبَّنَا إِنَّكَ آتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَأَهُ زِينَةً وَأَمْوَالًا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا رَبَّنَا لِيُضِلُّوا عَن سَبِيلِكَ ۖ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلَىٰ أَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوا حَتَّىٰ يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ۝ قَالَ قَدْ أُجِيبَت دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيمَا وَلَا تَتَّبِعَانِّ سَبِيلَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۝ وَجَاوَزْنَا بِبَنِي إِسْرَائِيلَ الْبَحْرَ فَأَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُودُهُ بَغْيًا وَعَدْوًا ۖ حَتَّىٰ إِذَا أَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ آمَنتُ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا الَّذِي آمَنَتْ بِهِ بَنُو إِسْرَائِيلَ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۝ آلْآنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنتَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ ۝ فَالْيَوْمَ نُنَجِّيكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُونَ لِمَنْ خَلْفَكَ آيَةً ۚ وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ آيَاتِنَا لَغَافِلُونَ ۝ وَلَقَدْ بَوَّأْنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ مُبَوَّأَ صِدْقٍ وَرَزَقْنَاهُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ فَمَا اخْتَلَفُوا حَتَّىٰ جَاءَهُمُ الْعِلْمُ ۚ إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۝ فَإِن كُنتَ فِي شَكٍّ مِّمَّا أَنزَلْنَا إِلَيْكَ فَاسْأَلِ الَّذِينَ يَقْرَءُونَ الْكِتَابَ مِن قَبْلِكَ ۚ لَقَدْ جَاءَكَ الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ ۝

اور موسیٰ نے کہا کہ بھائیو! اگر تم خدا پر ایمان لائے ہو تو اگر (دل سے) فرمانبردار ہو تو اسی پر بھروسا رکھو (۸۴) تو وہ بولے کہ ہم خدا ہی پر بھروسا رکھتے ہیں۔ اے ہمارے پروردگار ہم کو ظالم لوگوں کے ہاتھ سے آزمائش میں نہ ڈال (۸۵) اور اپنی رحمت سے قوم کفار سے نجات بخش (۸۶)۔ اور ہم نے موسیٰ اور اس کے بھائی کی طرف وحی بھیجی کہ اپنے لوگوں کے لئے مصر میں گھر بناؤ اور اپنے گھروں کو قبلہ (یعنی مسجدیں) ٹھہراؤ۔ اور نماز پڑھو اور مومنوں کو خوشخبری سنا دو (۸۷)۔ اور موسیٰ نے کہا اے ہمارے پروردگار تو نے فرعون اور اس کے سرداروں کو دنیا کی زندگی میں (بہت سا) ساز و برگ اور مال و زر دے رکھا ہے۔ اے پروردگار ان کا مآل یہ ہے کہ تیرے رستے سے گمراہ کر دیں۔ اے پروردگار ان کے مال کو برباد کر دے اور ان کے دلوں کو سخت کر دے کہ ایمان نہ لائیں جب تک عذاب الیم نہ دیکھ لیں (۸۸)۔ (خدا نے) فرمایا کہ تمہاری دعا قبول کر لی گئی تو تم ثابت قدم رہنا اور بے عقلوں کے رستے نہ چلنا (۸۹)۔ اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا کے پار کر دیا تو فرعون اور اس کے لشکر نے سرکشی اور تعدی سے ان کا تعاقب کیا۔ یہاں تک کہ جب اس کو غرق (کے عذاب) نے آ پکڑا تو کہنے لگا میں ایمان لایا کہ جس (خدا) پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں فرمانبرداروں میں ہوں (۹۰)۔ (جواب ملا کہ) اب (ایمان لاتا ہے) حالانکہ تو پہلے نافرمانی کرتا رہا اور مفسد بنا رہا (۹۱)۔ تو آج ہم تیرے بدن کو (دریا سے) نکال لیں گے تاکہ تو پچھلوں کے لئے عبرت ہو۔ اور بہت سے لوگ ہماری نشانیوں سے بے خبر ہیں (۹۲)۔ پھر ہم نے بنی اسرائیل کو رہنے کو عمدہ جگہ دی اور کھانے کو پاکیزہ چیزیں عطا کیں۔ لیکن وہ باوجود علم ہونے کے اختلاف کرتے رہے۔ بے شک جن باتوں میں وہ اختلاف کرتے رہے ہیں تمہارا پروردگار قیامت کے دن ان میں ان باتوں کا فیصلہ کر دے گا (۹۳)

تفسیر سورۃ یونس آیات (۸۴) تا (۹۳)

(۸۴) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ حالت دیکھ کر فرمایا کہ اسی پر بھروسہ کرو جب کہ تم مومن ہو۔

(۸۵-۸۶) وہ کہنے لگے ہم نے اللہ پر توکل کیا کہ اے ہمارے پروردگار ہم پر ان مشرکین کو مسلط نہ فرما کہ پھر وہ ہمیں باطل پر اور اپنے کو حق پر جانیں اور ہمیں فرعون اور اس کی قوم سے نجات عطا فرما۔

اور ہم نے حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کے پاس وحی بھیجی کہ اپنے گھروں کے اندر مسجدیں بناؤ اور اپنی مسجدوں کو قبلہ کی طرف کرو اور پانچوں نمازوں کی پابندی کرو اور آپ مسلمانوں کو مدد اور مصیبت سے نجات اور جنت کی بشارت دے دیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے (دعا میں عرض کیا) اے ہمارے پروردگار آپ نے فرعون کو اور اس کے سرداروں کو سامان تجمل اور طرح طرح کے مال، اے ہمارے پروردگار اسی واسطے دیے ہیں کہ وہ اس مال سے آپ کے بندوں کو آپ کی اطاعت اور آپ کے دین سے گمراہ کردیں، سو ان کے مالوں کو نیست و نابود کر دیجیے اور ان کے دلوں کو سخت کر دیجیے تاکہ یہ ایمان نہ لانے پائیں تاوقتیکہ یہ غرق ہونے کے عذاب کو نہ دیکھ لیں۔

(۸۹) اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام سے فرمایا کہ تم دونوں کی دعا قبول کر لی گئی سو تم ایمان، اطاعت خداوندی اور تبلیغ رسالت پر قائم رہو اور ان لوگوں کے طریقہ کو مت اختیار کرنا، جو توحید خداوندی کو نہیں سمجھتے اور نہ اس کی تصدیق کرتے یعنی فرعون اور اس کی قوم۔

(۹۰) اور جب ہم نے بنی اسرائیل کو اس دریا سے پار کر دیا تو ان کے پیچھے پیچھے فرعون اپنے لشکر کے ساتھ ظلم اور ان کے قتل کے ارادہ سے چلا لیکن وہ دریا سے پار نہ ہو سکا یہاں تک کہ جب ڈوبنے لگا تو کہنے لگا کہ میں اب ایمان لاتا ہوں کہ بجز اس کے جس پر موسیٰ اور ان کی قوم ایمان لائی، کوئی معبود نہیں اور میں مسلمانوں کے دین میں داخل ہوتا ہوں۔

(۹۱) تب حضرت جبریل امین علیہ السلام نے اس سے فرمایا اب غرق ہونے کے وقت ایمان لاتا ہے (جب کہ اس کا اعتبار نہیں) اور غرق ہونے سے پہلے تو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا رہا اور ارض مصر میں قتل و شرک اور غیر اللہ کی طرف لوگوں کو دعوت دے کر فساد پھیلاتا رہا۔

(۹۲) سو آج ہم تیری لاش کو تیری مع زرہ کے ساتھ زمین پر پھینک کر نجات دیں گے تاکہ بعد میں آنے والے کفار کے لیے نشان عبرت ہو کہ پھر وہ تیری باتوں پر عمل نہ کریں اور قطعی طور پر یہ جان لیں کہ تو خدا نہیں ہے اور بہت سے کفار ہماری کتاب اور ہمارے رسول کے منکر ہیں۔

(۹۳) اور ہم نے بنی اسرائیل کو فرعون کی ہلاکت کے بعد عمدہ سرزمین یعنی اردن اور فلسطین میں رہائش دی اور ہم

نے من وسلویٰ اور نعمتیں ان کو کھانے کو عطا کیں۔

اور یہود و نصاریٰ نے رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کے بارے میں اختلاف نہیں کیا یہاں تک کہ ان کے پاس ان کی کتاب میں رسول اللہ ﷺ کی نعت وصفت کے بارے میں علم پہنچ گیا۔

محمد ﷺ آپ کا پروردگار قیامت کے دن یہود و نصاریٰ میں اس دین کے بارے میں فیصلہ کر دے گا جس میں یہ اختلاف کیا کرتے تھے۔

وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ فَتَكُونَ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿۹۵﴾ إِنَّ الَّذِينَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿۹۶﴾ وَلَوْ جَاءَتْهُمْ كُلُّ آيَةٍ حَتَّىٰ يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ﴿۹۷﴾ فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ آمَنَتْ فَنَفَعَهَا إِيمَانُهَا إِلَّا قَوْمَ يُونُسَ لَمَّا آمَنُوا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنَاهُمْ إِلَىٰ حِينٍ ﴿۹۸﴾ وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَآمَنَ مَنْ فِي الْأَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيعًا ۚ أَفَأَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتَّىٰ يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ﴿۹۹﴾ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تُؤْمِنَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ ﴿۱۰۰﴾ قُلِ انْظُرُوا مَاذَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَمَا تُغْنِي الْآيَاتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿۱۰۱﴾ فَهَلْ يَنْتَظِرُونَ إِلَّا مِثْلَ أَيَّامِ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ قُلْ فَانْتَظِرُوا إِنِّي مَعَكُمْ مِنَ الْمُنْتَظِرِينَ ﴿۱۰۲﴾ ثُمَّ نُنَجِّي رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا ۚ كَذَٰلِكَ حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۰۳﴾ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنْ كُنْتُمْ فِي شَكٍّ مِنْ دِينِي فَلَا أَعْبُدُ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَٰكِنْ أَعْبُدُ اللَّهَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُمْ ۖ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۰۴﴾

اگر تم کو اس (کتاب کے) بارے میں جو ہم نے تم پر نازل کی ہے کچھ شک ہو تو جو لوگ تم سے پہلے کی (اتری ہوئی) کتابیں پڑھتے ہیں ان سے پوچھ لو۔ تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس حق آچکا ہے تو تم ہرگز شک کرنے والوں میں نہ ہونا (۹۴)۔ اور نہ ان لوگوں میں ہونا جو خدا کی آیتوں کی تکذیب کرتے ہیں نہیں تو نقصان اٹھاؤ گے (۹۵)۔ جن لوگوں کے بارے میں خدا کا حکم (عذاب) قرار پا چکا ہے وہ ایمان نہیں لانے کے (۹۶)۔ جب تک کہ عذاب الیم نہ دیکھ لیں خواہ ان کے پاس ہر (طرح کی) نشانی آجائے (۹۷)۔ تو کوئی بستی ایسی کیوں نہ ہوئی کہ ایمان لاتی تو اس کا ایمان اسے نفع دیتا۔ ہاں یونس کی قوم کہ جب ایمان لائی تو ہم نے دنیا کی زندگی میں ان سے ذلت کا عذاب دور کر دیا اور ایک مدت تک (فوائد دنیاوی سے) ان کو بہرہ مند رکھا (۹۸)۔ اور اگر تمہارا پروردگار چاہتا تو جتنے لوگ زمین پر ہیں سب کے سب ایمان لے آتے۔ تو کیا تم لوگوں پر زبردستی کرنا چاہتے ہو کہ وہ مومن ہو جائیں (۹۹)۔ حالانکہ کسی شخص کو قدرت نہیں ہے کہ خدا کے حکم کے بغیر ایمان لائے اور جو لوگ بے عقل ہیں ان پر وہ (کفر و ذلت کی) نجاست ڈالتا ہے (۱۰۰)۔ (ان کفار سے) کہو کہ دیکھو تو آسمانوں اور زمین میں کیا کچھ ہے مگر جو لوگ ایمان نہیں رکھتے ان کے نشانیاں اور ڈراوے کچھ کام نہیں آتے (۱۰۱)۔ سو جیسے (برے) دن ان سے پہلے لوگوں پر گزر چکے ہیں اسی طرح کے (دنوں کے) یہ منتظر ہیں۔ کہہ دو کہ تم بھی انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں (۱۰۲)۔ اور ہم اپنے پیغمبروں کو اور مومنوں کو نجات دیتے رہے ہیں اسی طرح ہمارا ذمہ ہے کہ مسلمانوں کو نجات دیں (۱۰۳)۔ (اے پیغمبر) کہہ دو کہ لوگو اگر تم کو میرے دین میں کسی طرح کا شک ہو تو (سن رکھو کہ) جن لوگوں کی تم خدا کے سوا عبادت کرتے ہو میں ان کی عبادت نہیں کرتا۔ بلکہ میں خدا کی عبادت کرتا ہوں جو تمہاری روحیں قبض کر لیتا ہے۔ اور مجھ کو یہی حکم ہوا ہے کہ ایمان لانے والوں میں ہوں (۱۰۴)

تفسیر سورۃ یونس آیات (۹۴) تا (۱۰۹)

(۹۴) اے محمد ﷺ اگر بالفرض آپ اس کتاب یعنی قرآن کریم کے بارے میں کسی شک میں ہوں جس کو ہم نے بذریعہ جبریل امین آپ پر اتارا ہے تو آپ توریت کے پڑھنے والوں یعنی حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں سے پوچھ لیجیے۔ چنانچہ رسول اکرم ﷺ کو تو قرآن کریم کے کتاب خداوندی ہونے میں کسی قسم کا ذرہ برابر بھی شک نہیں تھا اس لیے آپ نے کسی سے نہیں پوچھا بلکہ اللہ تعالیٰ کا مقصود اس خطاب خصوصی سے ذات اقدس ﷺ نہیں ہیں بلکہ مراد آپ کی قوم ہے۔

(۹۵) اے محمد ﷺ بے شک آپ کے رب کی طرف سے جبریل امین قرآن کریم آپ پر لے کر آئے ہیں جس میں گزشتہ اقوام کی بھی باتیں ہیں سو آپ ہرگز شک کرنے والوں میں سے نہ ہوں (خطاب خاص ہے مراد وہ لوگ ہیں) اور نہ ان لوگوں میں سے ہوں جنھوں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسول کو جھٹلایا کہیں نعوذ باللہ آپ اس سے اپنی ذات کو نقصان پہنچا بیٹھیں۔

(۹۶) بے شک جن لوگوں کے متعلق علم ازلی میں عذاب ثابت ہو چکا ہے وہ ہرگز ایمان نہیں لائیں گے۔

(۹۷) خواہ ان کے پاس تمام دلائل پہنچ جائیں جن کا وہ آپ سے مطالبہ کرتے ہیں، پھر بھی وہ ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ بدر واحد اور احزاب کے واقعات نہ دیکھ لیں۔

(۹۸) چنانچہ جن بستیوں والوں پر عذاب نازل ہو چکا ہے نزول عذاب کے وقت ان میں سے کوئی بھی ایمان نہیں لایا کہ ایمان لانا اس کو نفع بخش ہوتا مگر نزول عذاب کے وقت کسی نے بھی بذریعہ ایمان نفع حاصل نہیں کیا ہاں مگر حضرت یونس علیہ السلام کی قوم کہ ان کا ایمان لانا ان کو فائدہ مند ہوا جب وہ ایمان لائے تو ہم نے سخت ترین عذاب کو دنیاوی زندگی میں ان سے ٹال دیا اور مرنے تک بغیر عذاب کے ان کو رہنے دیا۔

(۹۹) اے محمد ﷺ اگر آپ کے پروردگار کی مرضی ہوتی تو تمام کفار ایمان لے آتے لہٰذا جب یہ بات ہے تو کیا آپ لوگوں کو مجبور کر سکتے ہیں کہ وہ ایمان لائیں۔

(۱۰۰) حالانکہ کسی کافر کا ایمان لانا بغیر مشیت خداوندی اور اس کی توفیق کے ممکن نہیں اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے دلوں میں جو توحید خداوندی کو نہیں سمجھتے کفر اور تکذیب کی گندگی کو بھر دیتا ہے۔

یہ آیت ابوطالب کے بارے میں اتری ہے رسول اکرم ﷺ ان کے ایمان لانے کے متمنی اور خواہش مند تھے مگر مشیت خداوندی ان کے ایمان لانے کے بارے میں نہ ہوئی۔

(۱۰۱) اے محمد ﷺ آپ ان سے کہہ دیجیے کہ تم چاند، سورج اور ستاروں کو دیکھو اور غور کرو کہ کیا کیا چیزیں زمین میں

ہیں درخت، جانور، پہاڑ، دریا ان میں غور و فکر کرنے سے تمھارے لیے توحید پر دلیل عقلی قائم ہوگی اور علم ازلی میں جو لوگ ایمان لانے والے نہیں ان کو رسولوں کی دھمکیاں اور دلائل کچھ فائدہ نہیں دے سکتے۔

(۱۰۲) تو کیا ان کے لیے اور کوئی نشانی باقی رہ گئی ہے جس کی بنا پر یہاں کفار جیسے عذاب کا انتظار کر رہے ہیں جو ان سے پہلے گزرے ہیں۔

اے محمد ﷺ آپ ان سے کہہ دیجیے کہ تم بھی نزولِ عذاب اور میری ہلاکت کے منتظر رہو میں بھی تمھارے ساتھ نزول عذاب اور تمھاری ہلاکت کا منتظر ہوں۔

(۱۰۳) پھر ہم ان قوموں کو ہلاک کرنے کے بعد اپنے رسولوں کو اور ان لوگوں کو جو ہمارے رسولوں پر ایمان لائے بچا لیتے ہیں ہم اسی طرح رسولوں کے ساتھ سب ایمان والوں کو نجات دیا کرتے ہیں وہ ہمارے ذمہ ہے۔

(۱۰۴) اے محمد ﷺ آپ کفار مکہ سے کہہ دیجیے کہ اگر تمھیں دین اسلام کے بارے میں شک ہے تو میں ان معبودوں کی عبادت نہیں کرتا، جن بتوں کی تم اللہ کی بجائے عبادت کرتے ہو لیکن ہاں اس معبود کی عبادت کرتا ہوں جو تمھاری ارواح کو قبض کرتا ہے اور پھر مرنے کے بعد وہ تمھیں دوبارہ زندہ کرے گا اور مجھے یہ حکم ہوا ہے کہ میں مومن لوگوں کے ساتھ ان کے دین پر ہوں۔

وَأَنْ أَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ وَلَا تَدْعُ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۖ فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِنَ الظَّالِمِينَ ۝ وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ ۖ وَإِنْ يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ ۚ يُصِيبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۚ وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۝ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ ۖ فَمَنِ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۖ وَمَا أَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيلٍ ۝ وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتَّىٰ يَحْكُمَ اللَّهُ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ ۝

اور یہ کہ (اے محمد سب سے) یکسو ہو کر دین (اسلام) کی پیروی کیے جاؤ اور مشرکوں میں ہرگز نہ ہونا (۱۰۵)۔ اور خدا کو چھوڑ کر ایسی چیز کو نہ پکارنا جو نہ تمھارا کچھ بھلا کر سکے اور نہ کچھ بگاڑ سکے۔ اگر ایسا کرو گے تو ظالموں میں ہو جاؤ گے (۱۰۶)۔ اور اگر خدا تم کو کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا اس کا کوئی دور کرنے والا نہیں۔ اور اگر تم سے بھلائی کرنی چاہے تو اس کے فضل کو کوئی روکنے والا نہیں۔ وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے فائدہ پہنچاتا ہے۔ اور وہ بخشنے والا مہربان ہے (۱۰۷)۔ کہہ دو کہ لوگو تمھارے پروردگار کے ہاں سے تمھارے پاس حق آ چکا ہے تو جو کوئی ہدایت حاصل کرتا ہے تو ہدایت سے اپنے ہی حق میں بھلائی کرتا ہے۔ اور جو گمراہی اختیار کرتا ہے تو گمراہی سے اپنا ہی نقصان کرتا ہے۔ اور میں تمھارا وکیل نہیں ہوں (۱۰۸)۔ اور (اے پیغمبر) تم کو جو حکم بھیجا جاتا ہے اس کی پیروی کیے جاؤ اور (تکلیفوں پر) صبر کرو۔ یہاں تک کہ خدا فیصلہ کر دے وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے (۱۰۹)

تفسیر سورۃ یونس آیات (١٠٥) تا (١٠٩)

(١٠٥) اور مجھے اس چیز کا حکم ہوا ہے کہ مسلمان ہونے کی حالت میں اپنے دین اور ملت کو خاص اللہ تعالیٰ ہی کے لیے کروں اور یہ حکم صادر ہوا ہے کہ کبھی مشرکین کے ساتھ ان کے دین کو اختیار نہ کروں۔

(١٠٦) اور یہ حکم ہوا ہے کہ اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت نہ کروں کہ جو تجھ کو نہ عبادت کی حالت میں کوئی نفع دنیوی واخروی پہنچا سکے اور نہ ترک عبادت کی حالت میں کوئی دنیاوی واخروی نقصان پہنچا سکے پھر اگر بالفرض ایسا کیا تو تم اپنے آپ کو نقصان پہنچانے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔

(١٠٧) اور اگر اللہ تعالیٰ تمہیں کوئی تکلیف یا خلاف مرضی کوئی چیز پہنچا دے تو ما سوا اس کی ذات کے اور کوئی اس تکلیف کو دور کرنے والا نہیں اور اگر وہ تمہیں کوئی نعمت اور راحت پہنچانا چاہے تو اس کے فضل کو کوئی روکنے والا نہیں۔

وہ اپنے فضل سے اپنے بندوں میں جو اس فضل کا اہل ہو جس کو چاہیں نوازیں اور جو توبہ کرے اس کی مغفرت فرمانے والے ہیں اور جو توبہ کی حالت میں فوت ہو جائے اس پر رحم کرنے والے ہیں۔

(١٠٨) آپ یہ بھی فرما دیجیے کہ اے اہل مکہ کتاب الٰہی اور رسول تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس پہنچ چکا ہے سو جو کتاب اور رسول کے ذریعے راہ راست پر آجائے گا اس کا ثواب اسی کو ملے گا اور جو شخص کتاب اور رسول کا انکار کرے گا تو اس کی سزا اسی منکر کو ملے گی بدر میں تمہارا ذمہ دار مقرر نہیں کیا گیا، یہ آیت، آیت قتال سے منسوخ ہوگئی۔

(١٠٩) اے محمد ﷺ قرآن کریم میں تبلیغ رسالت کے بارے میں جو احکامات آپ کو دیے جاتے ہیں، آپ اسی کی اتباع کیجیے اور اسی پر صبر کیجیے، تاوقتیکہ اللہ تعالیٰ بدر کے دن ان کی ہلاکت اور خاتمہ کا تمہارے اور ان کے درمیان فیصلہ فرمادیں اور وہ ان کی ہلاکت اور تمہاری مدد فرمانے میں تمام فیصلہ کرنے والوں میں سب سے زیادہ مستحکم فیصلہ فرمانے والے ہیں۔

سُوْرَةُ هُوْدٍ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَّثَلٰثٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّعَشْرُ رُكُوْعَاتٍ

الٓرٰ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ۙ﴿۱﴾ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنَّنِيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ ۙ﴿۲﴾ وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ؕ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ ﴿۳﴾ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴﴾ اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ ؕ اَلَا حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ ۙ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۚ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۵﴾

سُوْرَةُ هُوْدٍ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَّثَلٰثٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّعَشْرُ رُكُوْعَاتٍ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

الرا۔ یہ وہ کتاب ہے جس کی آیتیں مستحکم ہیں اور خدائے حکیم و خبیر کی طرف سے بہ تفصیل بیان کر دی گئی ہیں (۱)۔ (وہ یہ) کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور میں اس کی طرف سے تم کو ڈر سنانے والا اور خوشخبری دینے والا ہوں (۲) اور یہ کہ اپنے پروردگار سے بخشش مانگو اور اس کے آگے توبہ کرو وہ تم کو ایک وقت مقرر تک متاع نیک سے بہرہ مند کرے گا اور ہر صاحب بزرگی کو اس کی بزرگی (کی داد) دے گا۔ اور اگر روگردانی کرو گے تو مجھے تمہارے بارے میں (قیامت کے) بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے (۳) تم (سب) کو خدا کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے (۴) دیکھو یہ اپنے سینوں کو دوہرا کرتے ہیں تاکہ خدا سے پردہ کریں۔ سن رکھو جس وقت یہ کپڑوں میں لپٹ کر پڑتے ہیں (تب بھی) وہ ان کی چھپی اور کھلی باتوں کو جانتا ہے۔ وہ تو دلوں تک کی باتوں سے آگاہ ہے (۵)

تفسیر سورۃ ھود آیات (۱) تا (۵)

یہ پوری سورت مکی ہے۔ اس میں ایک سو تیئیس آیات اور ایک ہزار چھ سو پچیس کلمات اور نو ہزار نو سو پانچ حروف ہیں۔

الر ۔ یعنی میں وہ اللہ ہوں جو تمام چیزوں کو دیکھ رہا ہوں یا یہ کہ یہ قسم ہے جو کہ اللہ تعالیٰ نے کھائی ہے۔

(۱) یہ قرآن کریم ایک ایسی کتاب ہے جس کی آیات میں حلال و حرام اوامر و نواہی کا حکم دیا گیا ہے کہ اس میں کسی قسم کا کوئی رد و بدل نہیں ہو سکتا اور ان کو صاف صاف بھی بیان کیا گیا اور وہ کتاب ایک عالم باخبر کی طرف سے آئی ہے۔

(۲) جس نے اس بات کا حکم دیا ہے کہ اسکے علاوہ اور کسی کی عبادت نہ کی جائے اور جو اس کی عبادت کرتا ہے اور جو عبادت نہیں کرتا اس کو ان سب کی پوری خبر ہے اور اس کا بڑا مقصد یہی ہے کہ تم توحید خداوندی کو مانو اور میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے دوزخ سے ڈرانے والا اور جنت کی خوشخبری سنانے والا ہوں۔

(۳) اور تم اللہ تعالیٰ کی توحید پر قائم ہو جاؤ، پھر اسی کی طرف توبہ اور اخلاص کے ساتھ متوجہ ہو جاؤ، وہ تمہیں وقت مقررہ یعنی موت تک بغیر کسی عذاب کے خوشحال زندگی دے گا اور اسلام میں ہر ایک زیادہ عمل کرنے والے کو آخرت میں زیادہ ثواب دے گا اور اگر تم ایمان لانے اور توبہ کرنے سے اعراض ہی کرتے ہو تو میں جانتا ہوں کہ تم پر ایک بڑے دن کا عذاب واقع ہوگا۔

(۴) تم سب کو مرنے کے بعد اللہ ہی کے پاس جانا ہے اور وہ جزا و سزا پر پوری قدرت رکھتا ہے۔

(۵) یاد رکھو کہ اخنس بن شریق اور اس کے ساتھی اپنے دلوں میں رسول اکرم ﷺ کی دشمنی اور آپ سے بغض چھپائے رکھتے ہیں تاکہ رسول اکرم ﷺ کے پاس اٹھتے بیٹھتے میں اور آپ سے اظہار محبت کرتے آپ سے بغض اور دشمنی کو پوشیدہ رکھیں، یاد رکھو جس وقت وہ اپنے سینوں کو اپنے کپڑوں میں چھپاتے ہیں اور جو کچھ ان کے دلوں میں بغض و عداوت ہے وہ اس کو بھی جانتا ہے اور جو کچھ وہ قول اور عمل وغیرہ کے ساتھ یا یہ کہ آپ سے اظہار محبت اور اٹھنے بیٹھنے میں ظاہر کرتے ہیں وہ بھی جانتا ہے اور جو کچھ دلوں میں نیکی اور برائی پوشیدہ ہے وہ سب جانتا ہے۔

شان نزول: اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ (الخ)

حضرت امام بخاری نے حضرت عبداللہ ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ کچھ لوگ ننگے ہو کر قضائے حاجت کرنے میں آسمان کی طرف ستر کھولنے میں، اسی طرح صحبت کرتے وقت آسمان کی طرف ستر کھولنے میں (اللہ تعالیٰ سے شرماتے تھے) انہی کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ہے اور ابن جریر وغیرہ نے عبداللہ بن شداد سے روایت کیا ہے کہ ان میں سے جب کسی کا رسول اکرم ﷺ کے پاس سے گزر ہوتا تھا تو وہ اپنا سینہ دوہرا کر لیتا تھا تاکہ آپ اس کو نہ دیکھیں تب یہ آیت نازل ہوئی۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ۚ كُلٌّ فِي كِتَابٍ مُبِينٍ ﴿٦﴾ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ۗ وَلَئِنْ قُلْتَ إِنَّكُمْ مَبْعُوثُونَ مِنْ بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُولَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُبِينٌ ﴿٧﴾ وَلَئِنْ أَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ إِلَىٰ أُمَّةٍ مَعْدُودَةٍ لَيَقُولُنَّ مَا يَحْبِسُهُ ۗ أَلَا يَوْمَ يَأْتِيهِمْ لَيْسَ مَصْرُوفًا عَنْهُمْ وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ﴿٨﴾ وَلَئِنْ أَذَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنَاهَا مِنْهُ إِنَّهُ لَيَئُوسٌ كَفُورٌ ﴿٩﴾ وَلَئِنْ أَذَقْنَاهُ نَعْمَاءَ بَعْدَ ضَرَّاءَ مَسَّتْهُ لَيَقُولَنَّ ذَهَبَ السَّيِّئَاتُ عَنِّي ۚ إِنَّهُ لَفَرِحٌ فَخُورٌ ﴿١٠﴾ إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ ﴿١١﴾ فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ بَعْضَ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَضَائِقٌ بِهِ صَدْرُكَ أَنْ يَقُولُوا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ أَوْ جَاءَ مَعَهُ مَلَكٌ ۚ إِنَّمَا أَنْتَ نَذِيرٌ ۚ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ ﴿١٢﴾ أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ۖ قُلْ فَأْتُوا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِثْلِهِ مُفْتَرَيَاتٍ وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿١٣﴾ فَإِلَّمْ يَسْتَجِيبُوا لَكُمْ فَاعْلَمُوا أَنَّمَا أُنْزِلَ بِعِلْمِ اللَّهِ وَأَنْ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ فَهَلْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ﴿١٤﴾

اور زمین پر کوئی چلنے پھرنے والا نہیں مگر اس کا رزق خدا کے ذمے ہے وہ جہاں رہتا ہے اُسے بھی جانتا ہے اور جہاں سونپا جاتا ہے اُسے بھی۔ یہ سب کچھ کتاب روشن میں (لکھا ہوا) ہے (۶)۔ اور وہی تو ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں بنایا اور (اُس وقت) اُس کا عرش پانی پر تھا (تمہارے پیدا کرنے سے) مقصود یہ ہے کہ وہ تم کو آزمائے کہ تم میں عمل کے لحاظ سے کون بہتر ہے۔ اور اگر تم کہو کہ تم لوگ مرنے کے بعد (زندہ کر کے) اُٹھائے جاؤ گے تو کافر کہہ دیں گے کہ یہ تو کھلا جادو ہے (۷)۔ اور اگر ایک مدت معین تک ہم اُن سے عذاب روک دیں تو کہیں گے کہ کون سی چیز عذاب کو روکے ہوئے ہے۔ دیکھو جس روز وہ اُن پر واقع ہوگا (پھر) ٹلنے کا نہیں۔ اور جس چیز کے ساتھ یہ استہزاء کیا کرتے تھے وہ اُن کو گھیر لے گی (۸)۔ اور اگر ہم انسان کو اپنے پاس سے نعمت بخشیں پھر اس سے اس کو چھین لیں تو نا اُمید (اور) ناشکرا (ہو جاتا) ہے (۹)۔ اور اگر تکلیف پہنچنے کے بعد آسائش کا مزا چکھائیں تو (خوش ہو کر) کہتا ہے کہ (آہا) سب سختیاں مجھ سے دور ہو گئیں۔ بے شک وہ خوشیاں منانے والا (اور) فخر کرنے والا ہے (۱۰)۔ ہاں جنہوں نے صبر کیا اور عمل نیک کیے یہی ہیں جن کے لئے بخشش اور اجر عظیم ہے (۱۱)۔ شاید تم کچھ چیز وحی میں سے جو تمہارے پاس آتی ہے چھوڑ دو اور اس (خیال) سے تمہارا دل تنگ ہو کہ (کافر) یہ کہنے لگیں کہ اس پر کوئی خزانہ کیوں نہیں نازل ہوا یا اس کے ساتھ کوئی فرشتہ کیوں نہیں آیا۔ (اے محمد ﷺ) تم تو صرف نصیحت کرنے والے ہو۔ اور خدا ہر چیز کا نگہبان ہے (۱۲)۔ یہ کیا کہتے ہیں کہ اس نے قرآن از خود بنا لیا ہے؟ کہہ دو کہ اگر سچے ہو تو تم بھی ایسی دس سورتیں بنا لاؤ اور خدا کے سوا جس جس کو بلا سکتے ہو بلا بھی لو (۱۳)۔ اگر وہ تمہاری بات قبول نہ کریں تو جان لو کہ وہ خدا کے علم سے اُترا ہے اور یہ کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں تو تمہیں بھی اسلام لے آنا چاہیے (۱۴)

تفسیر سورۃ ھود آیات (۶) تا (۱۴)

(۶) سب کے رزق کا ذمہ دار اور کفیل اللہ تعالیٰ ہے وہ ہر ایک کی رات کو آرام کرنے کی جگہ اور مرنے کے بعد دفن ہونے کی جگہ سب جانتا ہے ہر ایک جاندار کا رزق اور اس کی موت و زندگی سب لوح محفوظ میں معینہ مدت تک محفوظ ہے۔

(۷) اور تمہارا معبود برحق وہی ہے جس نے تمام آسمانوں اور زمینوں کے دنیا کے ابتدائی دنوں میں سے چھ دن کے اندر پیدا کیا ان میں سے ہر ایک دن کا رزق ہزار سال کے برابر تھا، ان چھ دنوں کی ابتدا اتوار کے دن سے تھی اور

ان ایام میں آخری دن جمعہ کا تھا اور آسمان و زمین کے پیدا کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر تھا اور اللہ تعالیٰ عرش اور پانی کے پیدا کرنے سے بھی پہلے موجود تھا اور تمہیں پیدا کرنا اس لیے ہے تاکہ تمہیں آزمائے کہ موت وحیات کے درمیان تم میں اچھا عمل کرنے والا کون ہے اور اگر آپ ان کفار مکہ سے کہتے ہیں کہ تم مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیے جاؤ گے تو کفار مکہ کہتے ہیں کہ محمد ﷺ تو جو کچھ بیان کر رہے ہیں یہ تو کھلا جادو ہے ایسا نہیں ہوگا۔

(۸) اور اگر ہم ان سے مقررہ مدت یعنی غزوہ بدر تک عذاب ملتوی رکھتے ہیں تو یہ اہل مکہ بطور مذاق اور انکار کے کہتے ہیں کہ اس عذاب کو ہم سے کون چیز روک رہی ہے یاد رکھو جس وقت وہ عذاب ان پر آ پڑے گا تو وہ عذاب کسی کے ٹالے نہ ٹلے گا اور رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کے ذریعے جس عذاب کے ساتھ یہ مذاق کیا کرتے تھے وہ ان کو اچانک آ پکڑے گا۔

شان نزول: وَلَئِنْ اَخَّرْنَا عَنْهُمُ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے قتادہؓ سے روایت کیا ہے کہ جب آیت کریمہ اقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ نازل ہوئی تو کچھ لوگوں نے کہا کہ قیامت قریب آ رہی ہے لہٰذا رک جاؤ تو لوگوں میں سے کچھ حضرات رک گئے اس کے بعد پھر اپنے مکر و فریب اور برائیوں میں مبتلا ہو گئے ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی اور اگر تھوڑے دنوں تک ہم ان سے عذاب کو ملتوی رکھتے ہیں۔ اور ابن جریرؒ نے ابن جریجؒ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔
(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۹) اور اگر ہم کافر کو اپنی نعمت کا مزہ چکھا کر پھر اس سے چھین لیتے تو وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بہت ہی مایوس اور ناامید اور نعمت خداوندی کا منکر اور ناشکرا ہو جاتا۔

(۱۰) اور اگر اس کافر کو کسی تکلیف کے بعد جو کہ اس پر واقع ہوئی ہے کسی نعمت کا مزہ چکھائیں تو وہ کافر کہنے لگتا ہے کہ میری سب تکلیف دور ہوئی اور اترانے لگتا ہے اور نعمت خداوندی کی ناشکری کر کے شیخی بگھارنے لگتا ہے۔

(۱۱) مگر رسول اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرامؓ جو کہ ایمان پر مستقل مزاج ہیں اور انہوں نے اطاعت خداوندی پورے کمال کے ساتھ کی ہے وہ ایسا نہیں کرتے بلکہ وہ تکلیف پر صبر اور نعمت پر اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں ان کے لیے دنیا میں بخشش اور جنت میں اجر عظیم ہے۔

(۱۲) محمد ﷺ قرآن کریم میں جو تبلیغ رسالت اور ان کفار کے معبودوں کی تردید اور برائی بیان کرنے کا حکم دیا گیا ہے سو شاید ان کے مذاق سے تنگ آ کر آپ اس کو چھوڑ دینا چاہتے ہیں۔

اور ان امور کے پورا کرنے میں آپ کا دل کفار مکہ کی اس بات سے تنگ ہوتا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ محمد ﷺ پر آسمان سے کوئی خزانہ کیوں نہیں نازل ہوا تاکہ آپ عیش و عشرت کے ساتھ زندگی گزارتے یا ان کے ساتھ کوئی فرشتہ کیوں نہیں آیا جو ان کی نبوت کی گواہی دیتا آپ تو اے محمد ﷺ صرف ڈرانے والے پیغمبر ہیں اور ان کی باتوں اور ان کو عذاب دینے پر پورا اختیار رکھنے والا اور اس کا علم رکھنے والا اللہ ہی ہے۔

(۱۳) بلکہ مکہ کے کافر تو نعوذ باللہ یوں کہتے ہیں کہ قرآن کریم کو رسول اکرم ﷺ نے خود گھڑ لیا ہے اور پھر ہمارے پاس لے کر آئے ہیں۔

اے محمد ﷺ آپ ان سے جواب میں کہہ دیجیے کہ تم بھی قرآن کریم جیسی دس سورتیں ذرا بنا کر لے آؤ جیسا کہ سورۂ بقرہ، آل عمران، نساء، مائدہ، انعام، اعراف، انفال، توبہ، یونس اور ہود ہیں۔

اور اپنے تمام معبودوں سے بھی اس بات میں مدد طلب کر لو اگر تم سچے ہو کہ محمد ﷺ نے اس قرآن کو اپنے پاس سے بنایا، چنانچہ اس کے بعد وہ خاموش ہو گئے۔

(۱۴) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ پھر اگر یہ ظالم تم لوگوں کا کہنا نہ کر سکیں تو کفار مکہ یقین کر لو کہ یہ قرآن کریم بذریعہ جبریل امین بحکم الٰہی نازل ہوا ہے تو پھر اب بھی رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کا اقرار کرتے ہو یا نہیں۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا
وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ۝
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا
صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى
بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى
اِمَامًا وَّرَحْمَةً ۭ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ
الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ ۚ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۤ اِنَّهُ الْحَقُّ
مِنْ رَّبِّكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَمَنْ اَظْلَمُ
مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۭ اُولٰٓئِكَ يُعْرَضُوْنَ عَلٰى رَبِّهِمْ
وَيَقُوْلُ الْاَشْهَادُ هٰٓؤُلَاۗءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ۚ اَلَا
لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ
اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۭ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝
اُولٰٓئِكَ لَمْ يَكُوْنُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ وَمَا كَانَ لَهُمْ
مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَاۗءَ ۘ يُضٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ ۭ مَا كَانُوْا
يَسْتَطِيْعُوْنَ السَّمْعَ وَمَا كَانُوْا يُبْصِرُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ
خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝ لَا جَرَمَ
اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ وَاَخْبَتُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ ۙ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ
فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ مَثَلُ الْفَرِيْقَيْنِ كَالْاَعْمٰى وَالْاَصَمِّ وَالْبَصِيْرِ
وَالسَّمِيْعِ ۭ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝

جو لوگ دنیا کی زندگی اور اس کی زیب و زینت کے طالب ہوں ہم ان کے اعمال کا بدلہ انہیں دنیا ہی میں دے دیتے ہیں اور اس میں ان کی حق تلفی نہیں کی جاتی (۱۵)۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے لیے آخرت میں آتش (جہنم) کے سوا اور کچھ نہیں اور جو عمل انہوں نے دنیا میں کیے سب برباد اور جو کچھ وہ کرتے رہے سب ضائع ہوا (۱۶)۔ بھلا جو لوگ اپنے پروردگار کی طرف سے دلیل (روشن) رکھتے ہوں اور ان کے ساتھ ایک (آسمانی) گواہ بھی اس کی جانب ہو اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب ہو جو پیشوا اور رحمت ہے (تو کیا وہ قرآن پر ایمان نہیں لائیں گے) یہی لوگ تو اس پر ایمان لاتے ہیں اور جو کوئی اور فرقوں میں سے اس سے منکر ہو تو اس کا ٹھکانا آگ ہے۔ تو تم اس (قرآن) سے شک میں نہ ہونا۔ یہ تمہارے پروردگار کی طرف سے حق ہے لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے (۱۷)۔ اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو خدا پر جھوٹ افترا کرے؟ ایسے لوگ خدا کے سامنے پیش کیے جائیں گے اور گواہ کہیں گے کہ یہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار پر جھوٹ بولا تھا۔ سن رکھو کہ ظالموں پر خدا کی لعنت ہے (۱۸) جو خدا کے رستے سے روکتے ہیں اور اس میں کجی چاہتے ہیں اور وہ آخرت سے بھی انکار کرتے ہیں (۱۹) یہ لوگ زمین میں (کہیں بھاگ کر خدا کو) ہرا نہیں سکتے اور نہ خدا کے سوا کوئی ان کا حامی ہے۔ (اے پیغمبر) ان کو دگنا عذاب دیا جائے گا۔ کیونکہ یہ (شدت کفر سے تمہاری

بات) نہیں سن سکتے تھے اور نہ (حق کو) دیکھ سکتے تھے (۲۰)۔ یہی ہیں جنہوں نے اپنے تئیں خسارے میں ڈالا اور جو کچھ وہ افترا کیا کرتے تھے اُن سے جاتا رہا (۲۱)۔ بلاشبہ یہ لوگ آخرت میں سب سے زیادہ نقصان پانے والے ہیں (۲۲)۔ جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کیے اور اپنے پروردگار کے آگے عاجزی کی یہی صاحب جنت ہیں۔ ہمیشہ اس میں رہیں گے (۲۳)۔ دونوں فرقوں (یعنی کافر و مومن) کی مثال ایسی ہے جیسے ایک اندھا اور بہرا ہو اور ایک دیکھتا سنتا۔ بھلا دونوں کا حال یکساں ہو سکتا ہے؟ پھر تم سوچتے کیوں نہیں (۲۴)

تفسیر سورة هود آیات (۱۵) تا (۲۴)

(۱۵) جو شخص اپنے اعمال سے جو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ذمہ فرض کیے ہیں محض حیات دنیوی اور اس کی رونق حاصل کرنا چاہتا ہے تو ہم ان کے ان اعمال کا ثواب دنیا ہی میں دے دیتے ہیں اور ان کے اعمال کے ثواب میں دنیا میں کچھ کمی نہیں کرتے۔

(۱۶) یہ لوگ جو دنیا میں اللہ کے سوا جھوٹے معبودوں کے لیے نیکیاں کرتے ہیں وہ سب نیکیاں آخرت میں ان کے منہ پر ماری جائیں گی اور آخرت میں ان کو ان کے اعمال کا کچھ بدلہ نہیں ملے گا جو انھوں نے دنیا میں کیے تھے کیوں کہ انھوں نے یہ نیکیاں غیر اللہ کے لیے کی تھیں۔

(۱۷) کیا منکر قرآن ایسے شخص کی برابری کر سکتا ہے جو قرآن پر قائم ہو جو کہ اس کے رب کی طرف سے آیا ہے۔

اور اس کے ساتھ ایک گواہ اللہ کی طرف سے یعنی جبریل امین تو اسی میں موجود ہے اور ایک قرآن حکیم سے پہلے موسیٰ ﷺ کی کتاب توریت ہے جو ان پر جبریل امین کے ذریعے نازل ہوئی ہے جو پیروی کرنے والوں کے لیے امام اور جو اس پر ایمان لائے اس کے لیے رحمت ہے۔

جو حضرات یعنی حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھ جو کتاب موسیٰ پر ایمان رکھتے ہیں، وہ رسول اکرم ﷺ اور اس قرآن کریم پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔

اور جو کفار میں سے ہے اور وہ اس قرآن حکیم اور رسول اکرم ﷺ کا انکار کرے گا تو جہنم اس کا ٹھکانا ہے سو اے محمد ﷺ جو شخص قرآن کریم کا انکار کر رہا ہے اس کی وجہ سے قرآن کی طرف سے شک میں مت پڑنا کیوں کہ قرآن حکیم کے منکر کا ٹھکانا دوزخ ہے یا یہ مطلب ہے کہ تم قرآن کریم کی طرف سے شک میں مت پڑنا، بے شک وہ سچی کتاب ہے تمہارے رب کی طرف سے بذریعہ جبریل امین نازل ہوئی ہے مگر اہل مکہ ایمان نہیں لاتے۔

(۱۸) اور ایسے شخص سے زیادہ کا ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ کی افترا کرے، ایسے لوگ اپنے رب کے سامنے پیش کیے جائیں گے اور فرشتے اور انبیاء کرام علیہم السلام یوں کہیں گے کہ یہ وہ کافر ہیں جنھوں نے اللہ تعالیٰ کی نسبت جھوٹی باتیں لگائی تھیں ایسے مشرکوں پر اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے۔

(۱۹) جو کہ دوسروں کو بھی اللہ کے دین سے اور اللہ کی اطاعت سے روکتے ہیں اور اس میں شکوک و شبہات نکالنے کی فکر میں رہا کرتے تھے اور مرنے کے بعد پھر زندہ ہونے کے بھی منکر تھے۔

(۲۰) یہ لوگ کسی مقام پر اللہ کے عذاب سے بچ نہیں سکتے اور عذاب الٰہی سے اللہ کے علاوہ کوئی انھیں بچا نہیں سکتا ایسے سرداروں کو دوہری سزا ہوگی۔

یہ لوگ رسول اکرم ﷺ سے بغض کی وجہ سے آپ کے کلام کو سن نہ سکتے تھے یا یہ کہ آپ کے کلام کی طرف توجہ نہیں کرتے تھے اور نہ دشمنی کی غرض سے رسول اکرم ﷺ کی طرف دیکھتے تھے یا یہ کہ بغض کی وجہ سے آپ کو دیکھ نہیں سکتے تھے۔

یہ امراء وہ لوگ ہیں جو اپنے آپ کو برباد کر بیٹھے نہ ان کو جنت میں اہل و عیال ملیں گے اور نہ محلات اور نہ شان شوکت بلکہ ان کے علاوہ دوسرے مومنین ان نعمتوں کے وارث ہوں گے۔

(۲۱۔۲۲) اور جو جھوٹے معبود انھوں نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ تراش رکھے تھے وہ ان سے دور ہو گئے اور اپنے اندر مصروف ہو گئے اور لازمی بات ہے کہ آخرت میں جنت اور اس کی نعمتیں نہ ملنے کے باعث سب سے زیادہ نقصان میں یہی لوگ ہوں گے۔

(۲۳) یقیناً جو لوگ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور کامل طریقہ پر اطاعت خداوندی کی اور اپنے رب کی طرف جھکے اور دل سے فرمانبرداری خشوع کو ظاہر کیا ایسے حضرات اہل جنت ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

(۲۴) کافر اور مومن کی حالت ایسی ہے جیسے ایک شخص اندھا ہو اور بہرہ بھی یعنی کافر اندھے کی طرح نہ حق و ہدایت کی طرف دیکھتا ہے اور بہرے کی طرح حق و ہدایت کی کوئی بات نہیں سنتا اور مومن کی حالت دیکھنے والے اور سننے والے کی طرح ہے کہ حق و ہدایت کو دیکھتا بھی ہے اور سنتا بھی ہے، سو کیا کافر اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور ثواب میں مومن کی برابری کرسکتا ہے کیا تم قرآن کریم کی ان نصیحتوں کو نہیں سمجھتے کہ پھر ایمان لے آؤ۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ اِنِّیْ لَكُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۲۵﴾ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ اَلِیْمٍ ﴿۲۶﴾ فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِیْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِیَ الرَّاْیِ ۚ وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَیْنَا مِنْ فَضْلٍۢ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِیْنَ ﴿۲۷﴾ قَالَ یٰقَوْمِ اَرَءَیْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَاٰتٰىنِیْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ فَعُمِّیَتْ عَلَیْكُمْ ؕ اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَاَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَیٰقَوْمِ لَاۤ اَسْــَٔلُكُمْ عَلَیْهِ مَالًا ؕ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَمَاۤ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ؕ اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَلٰكِنِّیْۤ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ﴿۲۹﴾ وَیٰقَوْمِ مَنْ یَّنْصُرُنِیْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ طَرَدْتُّهُمْ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَلَاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآىِٕنُ اللّٰهِ وَلَاۤ اَعْلَمُ الْغَیْبَ وَلَاۤ اَقُوْلُ اِنِّیْ مَلَكٌ وَّلَاۤ اَقُوْلُ لِلَّذِیْنَ تَزْدَرِیْۤ اَعْیُنُكُمْ لَنْ یُّؤْتِیَهُمُ اللّٰهُ خَیْرًا ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ ۚۖ اِنِّیْۤ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۳۱﴾ قَالُوْا یٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ اِنَّمَا یَاْتِیْكُمْ بِهِ اللّٰهُ اِنْ شَآءَ وَمَاۤ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِیْنَ ﴿۳۳﴾ وَلَا یَنْفَعُكُمْ نُصْحِیْۤ اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ یُرِیْدُ اَنْ یُّغْوِیَكُمْ ؕ هُوَ رَبُّكُمْ ۫ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۳۴﴾ اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ اِنِ افْتَرَیْتُهٗ فَعَلَیَّ اِجْرَامِیْ وَاَنَا بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُجْرِمُوْنَ ﴿۳۵﴾

اور ہم نے نوح کو اُن کی قوم کی طرف بھیجا (تو انہوں نے اُن سے کہا) کہ میں تمہیں کھول کھول کر ڈر سنانے (اور یہ پیغام پہنچانے) آیا ہوں (۲۵) کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ مجھے تمہاری نسبت عذاب الیم کا خوف ہے (۲۶) تو اُن کی قوم کے سردار جو کافر تھے کہنے لگے کہ ہم تم کو اپنے ہی جیسا ایک آدمی دیکھتے ہیں اور یہ بھی دیکھتے ہیں کہ تمہارے پیرو وہی لوگ ہوئے ہیں جو ہم میں ادنیٰ درجے کے ہیں۔ اور وہ بھی رائے ظاہر سے (نہ غور وتعمق سے) اور ہم تم میں اپنے اوپر کسی طرح کی فضیلت نہیں دیکھتے بلکہ تمہیں جھوٹا خیال کرتے ہیں (۲۷) انہوں نے کہا کہ اے قوم! دیکھو تو اگر میں اپنے پروردگار کی طرف سے دلیل (روشن) رکھتا ہوں اور اس نے مجھے اپنے ہاں سے رحمت بخشی ہو جس کی حقیقت تم سے پوشیدہ رکھی گئی ہے تو کیا ہم اس کے لیے تمہیں مجبور کرسکتے ہیں اور تم ہو کہ اس سے ناخوش ہو رہے ہو (۲۸) اور اے قوم! میں اس (نصیحت) کے بدلے تم سے مال وزر کا خواہاں نہیں ہوں میرا صلہ تو خدا کے ذمے ہے اور جو لوگ ایمان لائے ہیں میں اُن کو نکالنے والا بھی نہیں ہوں۔ وہ تو اپنے پروردگار سے ملنے والے ہیں لیکن میں دیکھتا ہوں کہ تم لوگ نادانی کر رہے ہو ۲۹۔ اور برادران ملت! اگر میں ان کو نکال دوں تو (عذاب) خدا سے (بچانے کیلئے) کون میری مدد کرسکتا ہے۔ بھلا تم غور کیوں نہیں کرتے (۳۰) میں نہ تم سے یہ کہتا ہوں کہ میرے پاس خدا کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں اور نہ ان لوگوں کی نسبت جن کو تم حقارت کی نظر سے دیکھتے ہو یہ کہتا ہوں کہ خدا ان کو بھلائی (یعنی اعمال کی جزائے نیک) نہیں دے گا جو ان کے دلوں میں ہے اُسے خدا خوب جانتا ہے۔ اگر میں ایسا کہوں تو بے انصافوں میں ہوں (۳۱) انہوں نے کہا کہ نوح تم نے ہم سے جھگڑا تو کیا اور جھگڑا بھی بہت کیا لیکن اگر سچے ہو تو جس چیز سے ہمیں ڈراتے ہو وہ ہم پر لا نازل کرو (۳۲) نوح نے کہا کہ اس کو خدا ہی چاہے گا تو نازل کرے گا اور تم (اس کو کسی طرح) ہرا نہیں سکتے (۳۳) اور اگر میں یہ چاہوں کہ تمہاری خیر خواہی کروں اور خدا یہ چاہتا ہے کہ تمہیں گمراہ کرے تو میری خیر خواہی تمہیں کچھ فائدہ نہیں دے سکتی۔ وہی تمہارا پروردگار ہے اور تمہیں اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے (۳۴) کیا یہ کہتے ہیں کہ اس (پیغمبر) نے قرآن اپنے دل سے بنا لیا ہے۔ کہہ دو کہ اگر میں نے دل سے بنا لیا ہے تو میرے گناہ کا وبال مجھ پر اور جو گناہ تم کرتے ہو اس سے میں بری الذمہ ہوں (۳۵)

تفسیر سورۃ ھود آیات (۲۵) تا (۳۵)

(۲۵) حضرت نوح علیہ السلام جس وقت اپنی قوم کے پاس آئے تو ان سے کہا کہ میں تمہارے پاس اللہ کی طرف سے رسول بنا کر یہ پیغام دے کر بھیجا گیا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کسی کی عبادت نہ کرو۔

(۲۶) اور میں تمہیں کھلے طور پر ڈراتا ہوں کیوں کہ میں جانتا ہوں کہ اگر تم ایمان نہ لائے تو تم پر کیا دردناک عذاب یعنی غرق ہونے کا عذاب نازل ہوگا۔

(۲۷) یہ سن کر قوم نوح کے سردار کہنے لگے کہ اے نوح ہم تو تمہیں اپنے جیسا آدمی دیکھتے ہیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ تمہاری پیروی لوگ ایمان لائے ہیں جو ہم میں بالکل کم تر اور کمزور ہیں اور وہ بھی سرسری رائے سے اور ان کی رائے بھی ٹھیک نہیں جو انھوں نے ایسا کیا ہے۔

اور ہم تم لوگوں کے دعوے میں کوئی بات خود سے زیادہ بھی نہیں پاتے تم بھی کھاتے پیتے ہو جیسا کہ ہم کھاتے پیتے ہیں بلکہ ہم تو تمہارے دعوے میں تمہیں بالکل جھوٹا سمجھتے ہیں۔

(۲۸) حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا اے میری قوم بھلا یہ تو بتاؤ کہ اگر میں ایسی دلیل پر قائم ہوں جو کہ میرے رب کی طرف سے نازل شدہ ہے اور اس نے مجھے اپنے پاس سے نبوت اور دولت اسلام عطا فرمائی ہو اور پھر میرے دین اور میری نبوت میں تمہیں شبہ ہو یا تمہارے نفس نے تمہیں شبہ میں ڈال دیا ہو تو کیا ہم اس دعویٰ کو تم پر مسلط کر دیں اور کسی طرح تمہارے حلق میں اس کو زبردستی اتار دیں اور تم اس کا انکار کیے جاؤ۔

(۲۹) اور اے قوم میں تم سے اس تبلیغ توحید پر کوئی معاوضہ نہیں مانگتا میرا معاوضہ تو صرف اللہ کے ذمہ ہے اور تمہارے کہنے سے میں تو ان ایمان والوں کو نہیں نکال سکتا یہ لوگ تو اپنے رب کے پاس جانے والے ہیں وہاں پہنچ کر وہاں جا کر یہ مجھ سے گلہ کریں گے لیکن تم ہی لوگ خوامخواہ جہالت کر رہے ہو۔

(۳۰) اور اگر تمہارے کہنے کے مطابق میں ان کو نکال بھی دوں تو عذاب الٰہی سے مجھے کون بچائے گا کیا میری ان باتوں سے بھی نصیحت نہیں حاصل کرتے کہ ایمان لے آؤ۔

(۳۱) اور میں اس بات کا بھی دعویٰ نہیں کرتا کہ اللہ تعالیٰ کے رزق کے تمام خزانوں کی چابیاں میرے پاس ہیں اور نہ غیب کی باتیں جاننے کا میں دعوے دار ہوں کہ کب عذاب نازل ہوگا اور نہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔

اور جو لوگ تمہاری نگاہوں میں کم تر ہیں اور تمہیں وہ حقیر لگتے ہیں میں ان کی بابت یہ نہیں کہتا کہ اللہ تعالیٰ تصدیق ایمان کے بدلے میں ان کو عزت و آرام نہ دے گا ان کے دلوں میں جو تصدیق ہے اس کو اللہ تعالیٰ ہی اچھی طرح جانتا ہے تو اگر میں ان کو اپنے سے دور کر دوں تو خود کو بہت ہی نقصان پہنچاؤں۔

(۳۲) وہ لوگ کہنے لگے کہ نوح علیہ السلام تم ہم سے بحث کر چکے اور آبائی دین کے بجائے دوسرے دین کی طرف دعوت دے چکے اور بحث اور دعوت بہت کر چکے بس اب تو عذاب لے آؤ جس سے تم ہمیں ڈراتے تھے کہ وہ ہمارے اوپر نازل ہوگا۔

(۳۳) حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ عذاب تو اللہ تعالیٰ ہی تم پر لائے گا اگر اس کو منظور ہوگا اور اس کے ذریعے وہی تمہیں عذاب دے گا اور اس وقت تم عذاب الٰہی سے بچ نہیں سکو گے۔

(۳۴) اور میری دعوت اور میرا عذاب الٰہی سے تمہیں ڈرانا تمہارے کام نہیں آ سکتا خواہ میں تمہیں کتنا ہی عذاب الٰہی سے ڈراؤں اور توحید کی دعوت دوں جب کہ اللہ ہی کو تمہارا گمراہ کرنا منظور ہو۔

وہی مجھ سے زیادہ تمہارا خیر خواہ اور تمہارا مالک ہے اور مرنے کے بعد تمہیں اسی تمہیں کی طرف لوٹ جانا ہے وہ تمہیں تمہارے اعمال کا بدلہ دے گا۔

(۳۵) بلکہ قوم نوح تو یہ کہتی ہے کہ نوح علیہ السلام جو پیغام ہمارے پاس لے کر آئے ہیں یہ انھوں نے خود بنایا ہے تو آپ فرما دیجیے کہ اگر بالفرض ایسا ہو تو اس کا گناہ مجھ پر ہوگا اور تمہارے گناہوں سے میں بری الذمہ رہوں گا اور کہا گیا کہ یہ آخری آیت رسول اکرم ﷺ کے متعلق میں نازل ہوئی ہے۔

وَاُوْحِیَ اِلٰی نُوْحٍ

اَنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَىِٕسْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ۝ وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَاٌ مِّنْ قَوْمِهٖ سَخِرُوْا مِنْهُ قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ ۝ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۝ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ اٰمَنَ وَمَاۤ اٰمَنَ مَعَهٗۤ اِلَّا قَلِيْلٌ ۝ وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَهِيَ تَجْرِيْ بِهِمْ فِيْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ وَنَادٰى نُوْحُ ابْنَهٗ وَكَانَ فِيْ مَعْزِلٍ يّٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ قَالَ سَاٰوِيْۤ اِلٰى جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ مِنَ الْمَآءِ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ ۝ وَقِيْلَ يٰۤاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ الْمَآءُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ وَقِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَنَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ ۝ قَالَ يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْـَٔلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنِّيْۤ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ۝

اور نوح کی طرف وحی کی گئی کہ تمہاری قوم میں جو لوگ ایمان لا چکے (لا چکے) ان کے سوا اور کوئی ایمان نہیں لائے گا تو جو کام یہ کر رہے ہیں ان کی وجہ سے غم نہ کھاؤ (۳۶)۔ اور ایک کشتی ہمارے حکم سے ہمارے روبرو بناؤ۔ اور جو لوگ ظالم ہیں ان کے بارے میں ہم سے کچھ نہ کہنا۔ کیونکہ وہ ضرور غرق کر دیے جائیں گے (۳۷)۔ تو نوح نے کشتی بنانی شروع کر دی۔ اور جب ان کی قوم کے سردار ان کے پاس سے گزرتے تو ان سے تمسخر کرتے۔ وہ کہتے کہ اگر تم ہم سے تمسخر کرتے ہو تو جس طرح تم ہم سے تمسخر کرتے ہو اسی طرح (ایک وقت) ہم بھی تمسخر کریں گے (۳۸)۔ اور تم کو جلد معلوم ہو جائے گا کہ کس پر عذاب آتا ہے جو اسے رسوا کرے گا اور کس پر ہمیشہ کا عذاب نازل ہوتا ہے؟ (۳۹)۔ یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آ پہنچا اور تنور جوش مارنے لگا۔ تو ہم نے (نوح کو) حکم دیا کہ ہر قسم (کے جانداروں) میں سے جوڑا جوڑا (یعنی) دو (دو جانور) ایک ایک نر اور ایک ایک مادہ) لے لو اور جس شخص کی نسبت حکم ہو چکا ہے (کہ ہلاک ہو جائیگا) اس کو چھوڑ کر اپنے گھر والوں کو اور جو ایمان لایا ہو اس کو کشتی میں سوار کر لو اور ان کے ساتھ ایمان بہت ہی کم لوگ لائے تھے (۴۰)۔ (نوح نے) کہا کہ خدا کا نام لے کر (کہ اسی کے ہاتھ میں) اس کا چلنا اور ٹھہرنا (ہے) اس میں سوار ہو جاؤ بیشک میرا پروردگار بخشنے والا اور مہربان ہے (۴۱)۔ اور وہ ان کو لے کر (طوفان کی) لہروں میں چلنے لگی (لہریں کیا تھیں) گویا پہاڑ (تھے) اس وقت نوح نے اپنے بیٹے کو کہ (کشتی سے) الگ تھا پکارا کہ بیٹا ہمارے ساتھ سوار ہو جا۔ اور کافروں میں شامل نہ ہو (۴۲)۔ اس نے کہا کہ

میں (ابھی) پہاڑ سے جالگوں گا وہ مجھے پانی سے بچالے گا۔ انہوں نے کہا کہ آج خدا کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہیں (اور نہ کوئی بچ سکتا ہے) مگر جس پر خدا رحم کرے۔ اتنے میں دونوں کے درمیان لہر آحائل ہوئی اور وہ ڈوب کر رہ گیا (۴۳)۔ اور حکم دیا گیا کہ اے زمین اپنا پانی نگل جا اور اے آسمان تھم جا۔ تو پانی خشک ہوگیا اور کام تمام کر دیا گیا اور کشتی کوہ جودی پر جا ٹھہری۔ اور کہہ دیا گیا کہ بے انصاف لوگوں پر لعنت (۴۴)۔ اور نوح نے اپنے پروردگار کو پکارا اور کہا کہ پروردگار کہ میرا بیٹا بھی میرے گھر والوں میں ہے (تو اس کو بھی نجات دے) تیرا وعدہ سچا ہے اور تو سب سے بہتر حاکم ہے (۴۵)۔ خدا نے فرمایا کہ نوح وہ تیرے گھر والوں میں نہیں ہے۔ وہ تو ناشائستہ افعال ہے تو جس چیز کی تم کو حقیقت معلوم نہیں اُس کے بارے میں مجھ سے سوال ہی نہ کرو۔ اور میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ نادان نہ ہو (۴۶)

تفسیر سورة هود آيات (٣٦) تا (٤٦)

(۳۶) اور نوح علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی گئی کہ اب تک جو ایمان لا چکے ہیں ان کے علاوہ اور کوئی ایمان نہیں لائے گا۔ لہٰذا ان کے بُرے اعمال اور ان کی ہلاکت پر کچھ غم نہ کیجیے۔

(۳۷) تم ہماری نگرانی میں اور ہمارے حکم سے کشتی تیار کرو اور مجھ سے ان کافروں کی نجات کے متعلق کچھ ذکر نہ کرنا کیوں کہ یہ سب طوفان کے ذریعے غرق کیے جائیں گے۔

(۳۸) چنانچہ نوح علیہ السلام کشتی تیار کرنے لگے اس دوران جب کسی سردار گروہ کا ان پر سے گزر ہوتا تو حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی بناتا ہوا دیکھ کر ان پر ہنستے تو آپ فرماتے کہ اگر آج تم ہم پر ہنس رہے ہو تو آج کے بعد ہم تم پر ہنسیں گے جیسے آج کے دن تم ہم پر ہنستے تھے۔

(۳۹) تم ابھی جان جاؤ گے کہ کس پر ہلاکت خیز اور ذلت آمیز عذاب آرہا ہے اور آخرت میں اس پر ابدی عذاب نازل ہوتا ہے۔

(۴۰) غرض کہ جب ہمارے عذاب کا وقت قریب آپہنچا اور زمین میں سے پانی ابلنا شروع ہوا یا یہ کہ صبح پھیل گئی تو ہم نے حضرت نوح علیہ السلام کو حکم دیا کہ ہر ایک قسم کے جانوروں میں سے کشتی میں ایک ایک جوڑا یعنی نر و مادہ چڑھا لو اور اپنے گھر والوں کو بھی ماسوا ان لوگوں کے جن پر حکم عذاب نافذ ہو چکا ہے اور اپنے ساتھ دوسرے ایمان والوں کو بھی کشتی میں چڑھا لو اور صرف اسی آدمی ان پر ایمان لائے تھے۔

(۴۱) حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے پیروکاروں سے فرمایا اس کشتی میں سوار ہو جاؤ اس کا چلنا اور اس کا ٹھہرنا سب اللہ ہی کے نام سے ہے یا یہ کہ اللہ تعالیٰ ہی جہاں چاہے گا اس کو چلائے گا اور جس مقام پر چاہے گا اس کو روکے گا، میرا رب بہت ہی معاف فرمانے والا اور توبہ کرنے والے پر بہت ہی رحمتیں فرمانے والا ہے۔

(۴۲) اور وہ کشتی ان کو لے کر عظیم الشان موجوں میں چلنے لگی اور حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کنعان کو پکارا جو کشتی سے الگ کسی پہاڑ کی چوٹی پر تھا کہ اے بیٹے کلمہ لا الہ الا اللہ کہہ کر ہمارے ساتھ سوار ہو جا اور عقیدہ میں کافروں کے ساتھ مت ہو کہ کہیں تو بھی طوفان میں غرق ہو جائے۔

(۴۳) وہ کہنے لگا کہ میں ابھی کسی پہاڑ کی پناہ لے لوں گا جو مجھے غرق ہونے سے بچا لے گا نوح علیہ السلام نے فرمایا آج اللہ تعالیٰ کے اس عذاب وقہر سے کوئی بچانے والا نہیں مگر جس پر اللہ تعالیٰ رحم کرے۔ یعنی مومنین پر اور کنعان اور کشتی کے درمیان ایک موج حائل ہو گئی اور وہ بھی طوفان میں غرق ہو گیا۔

(۴۴) اور جب کفار سب غرق ہو چکے تو حکم دیا گیا کہ اے زمین اپنا سارا پانی نگل لے اور اے آسمان تھم جا اور پانی گھٹ گیا اور قوم کی ہلاکت سے فراغت ہوئی جس کی قسمت میں ہلاک ہونا تھا وہ ہلاک ہو گیا اور جسے بچنا تھا وہ بچ گیا اور کشتی کوہ جودی پر آ ٹھہری اور یہ موصل کے قریب نصیبین میں ایک پہاڑ ہے اور کہہ دیا گیا کہ نوح علیہ السلام کی قوم میں سے مشرکین رحمت خداوندی سے دور۔

(۴۵) اور حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے پروردگار کو پکارا اے میرے رب میرا بیٹا کنعان میرے گھر والوں میں سے ہے جن کو نجات دینے کا آپ نے وعدہ فرمایا اور آپ کا وعدہ بالکل سچا ہے اور آپ احکم الحاکمین ہیں (کیوں کہ یہ نااہل ایمان والا نہیں آپ ایمان کی توفیق عطا فرما سکتے ہیں) آپ نے مجھے بچانے اور میرے گھر والوں میں سے جو مومن ہوں ان کے بچانے کا آپ نے وعدہ فرمایا ہے۔

(۴۶) اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے نوح یہ تمہارے ان گھر والوں میں سے نہیں ہے جن کے بچانے کا ہم نے وعدہ فرمایا ہے یہ غیر پسندیدہ کام یعنی شرک میں مبتلا ہے اس کی نجات کے بارے میں آپ کی دعا میری مرضی کے خلاف ہے سو مجھ سے ایسے لوگوں کی نجات کی درخواست مت کرو جن کی آپ کو خبر نہیں کہ یہ اہل نجات سے ہیں یا نہیں۔
میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ ایسی چیزوں کی درخواست کر کے جنہیں تم نہیں جانتے کہیں تم نادان نہ بن جاؤ۔

❁ ❁ ❁

تفسیر سورۃ هود آیات (۴۷) تا (۵۷)

(۴۷) حضرت نوح علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میں اس امر سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں کہ آئندہ ایسے شخص کی نجات کی درخواست کروں جس کے متعلق مجھے اطلاع نہ ہو۔ اگر آپ میری مغفرت نہ فرمائیں گے اور مجھ پر رحم نہ فرمائیں گے تو میں بالکل تباہ ہو جاؤں گا۔

(۴۸) جب پانی بالکل اتر گیا تب حضرت نوح علیہ السلام سے کہا گیا کہ اے نوح آپ کشتی پر سے اترو، ہماری طرف سے سلام اور برکتیں لے کر جو تم پر نازل ہوں گی اور اس اہل سعادت کے گروہ پر جو تمہارے ساتھ کشتی میں موجود ہے اور مردوں کی پشتوں میں بہت سی ایسی جماعتیں بھی ہوں گی کہ آباؤ اجداد کی پشتوں سے نکلنے کے بعد ہم انہیں چند روزہ عیش دیں گے اور ان کے کفر کی وجہ سے ہماری طرف سے ان پر سخت سزا ہو گی اور وہ بدبختوں سے ہوں گے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کے پاس وحی چار سو اسی سال کی عمر میں بھیجی، اس کے بعد وہ ایک سو بیس سال تک اپنی قوم کو دعوت دیتے رہے اور جس وقت وہ کشتی میں سوار ہوئے تو ان کی عمر چھ سو سال کی تھی اور کشتی کی لمبائی تین سو ہاتھ اور چوڑائی پچاس ہاتھ کی تھی اور تیس ہاتھ اونچی تھی اور کشتی کی اوپر نیچے تین منزلیں تھیں، پہلی منزل میں درندوں اور موذی جانوروں کو سوار کیا، دوسری منزل میں جنگلی جانوروں کو سوار کیا اور سب سے اوپر والی منزل میں انسانوں کو سوار کیا جو اسی آدمی تھے جن میں چالیس مرد اور چالیس عورتیں تھیں اور مرد و عورتوں کے درمیان حضرت آدم علیہ السلام کا جسم تھا اور کشتی میں حضرت نوح علیہ السلام کے تین لڑکے بھی تھے سام، حام، یافث واللہ اعلم۔

(۴۹) یہ قصہ آپ کو جو غیب سے خبریں دی جاتی ہیں ان میں سے ایک ہے جن کو اے محمد ﷺ آپ کے پاس جبریل امین کے ذریعے پچھلی امتوں کے واقعات کے سلسلے میں پہنچاتے ہیں اور قرآن حکیم سے قبل ان گزشتہ قوموں کے واقعات کو نہ آپ جانتے تھے اور نہ آپ کی قوم سو آپ اپنی قوم کی ایذا رسانی اور تکذیب پر صبر کیجیے یقیناً نیک انجامی بذریعہ نصرت اور جنت ان ہی لوگوں کے لیے ہے جو کفر و شرک اور تمام فواحش سے بچنے والے ہیں۔

(۵۰) اور ہم نے قوم عاد کی طرف ان کے نبی ہود علیہ السلام کو بھیجا انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی توحید کے قائل ہو جاؤ اس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں جس پر تمہیں ایمان لانے کا حکم دیا جائے تم بتوں کی عبادت کر کے اللہ تعالیٰ کی تکذیب کرتے ہو کیوں کہ تمہیں ان کی عبادت کا حکم نہیں دیا گیا۔

(۵۱) اور میں تم سے اس دعوت توحید پر کوئی معاوضہ نہیں مانگتا میرا معاوضہ تو اسی اللہ کے ذمہ ہے جس نے مجھ کو پیدا کیا پھر کیوں تم اس چیز کی تصدیق نہیں کرتے کیا تمہارے پاس دماغ نہیں۔

(۵۲) اے میری قوم اپنے پروردگار کی توحید کے قائل ہو جاؤ اور اسی سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو توبہ اور اخلاص

کے ساتھ اس کے سامنے جھک جاؤ وہ تم پر جب بھی تمہیں ضرورت پیش آئے گی ہمیشہ خوب بارشیں برسائے گا اور تمہیں بادشاہت اور اولاد کے ذریعے تمہاری قوت میں اضافہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کر کے توبہ اور ایمان منہ مت پھیرو۔

(۵۳) اور ان کی قوم نے کہا آپ نے اپنے دعوے پر ہمارے سامنے کوئی دلیل تو پیش نہیں کی اور ہم صرف آپ کے کہنے سے تو اپنے بتوں کی عبادت کو چھوڑنے والے نہیں اور ہم کسی طرح آپ کی رسالت کا یقین کرنے والے نہیں۔

(۵۴) اور آپ جن باتوں سے روکتے ہیں ہمارا تو خیال یہ ہے کہ ہمارے معبودوں نے آپ کے دماغ پر کچھ اثر ڈال دیا ہے اسی وجہ سے ان بتوں کو آپ برا کہتے ہیں۔

حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں اور تم بھی گواہ رہو کہ میں تمہارے بتوں سے اور جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو بیزار ہوں۔

(۵۵) لہٰذا تم اور تمہارے معبود سب مل کر میری ہلاکت کی تدابیر کرلو اور پھر مجھ کو بالکل مہلت مت دو اور میرے معاملہ میں کسی کا انتظار مت کرو۔

(۵۶) میں نے اپنے تمام معاملات کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا ہے جو میرا بھی خالق ہے اور تمہارا بھی اور میرا بھی رازق ہے اور تمہارا بھی، جتنے روئے زمین پر چلنے والے ہیں، سب کی ڈور اس کے ہاتھ میں ہے۔ وہی موت وحیات دیتا ہے یا یہ کہ تمام چیزیں اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں جو چاہتا ہے سو کرتا ہے یقیناً میرا رب صراط مستقیم پر چلنے سے ملتا ہے یا یہ کہ وہ مخلوق کو صراط مستقیم کی طرف دعوت دیتا ہے جو اسکے نزدیک پسندیدہ راستہ ہے اور وہ دین اسلام ہے۔

(۵۷) پھر بھی اگر تم ایمان اور توبہ سے منہ پھیرتے ہو تو رسالت اور تمہاری ہلاکت کا پیغام جو مجھے دے کر بھیجا گیا تھا وہ میں تمہیں پہنچا چکا ہوں اور تمہاری جگہ میرا رب تم سے بہترین اور اطاعت گزار لوگوں کو آباد کرے گا اور اپنی ہلاکت سے اللہ تعالیٰ کا تم کچھ نقصان نہیں کر رہے ہو میرا پروردگار تمہارے تمام اعمال کی نگرانی کرتا ہے اور وہ اس سے باخبر ہے۔

ہی سخت عذاب سے بچا لیا۔

(۵۹) اور یہ قوم عاد تھی جنھوں نے اپنے رب کی ان آیات کا انکار کیا جو حضرت ہود علیہ السلام ان کے پاس لے کر آئے تھے اور توحید میں رسولوں کی نافرمانی کی اور تمام تر ایسے لوگوں کے کہنے پر چلتے رہے جو ظالم وضدی اور حق سے دور ہونے والے تھے۔

(۶۰) اور اس دنیا میں بھی لعنت ان کے ساتھ رہی کہ آندھی کے ذریعے ہلاک کر دیے گئے اور دوسری لعنت دوزخ ہے۔ سن لو کہ قوم عاد نے اپنے رب کا انکار کیا اور وہ اللہ کی رحمت سے دور ہو گئی۔

(۶۱) اور ہم نے قوم ثمود کی جانب ان کے نبی کو بھیجا انھوں نے فرمایا اے قوم توحید خداوندی کے قائل ہو جاؤ، اس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں جس پر ایمان لانے کے لیے تمہیں کہا جائے۔

اللہ تعالیٰ نے تمہیں آدم علیہ السلام سے اور آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا اور تمہیں زمین میں آباد کیا اور تمہارے لیے اس نے سکونت کی جگہ بنائی۔ اسی کی توحید کے قائل ہو جاؤ اور توبہ اور اخلاص کے ساتھ اسی کے سامنے جھک جاؤ، بے شک میرا رب قبولیت کے قریب ہے اور موحد کی توبہ کو قبول فرمانے والا ہے۔

(۶۲) قوم ثمود کہنے لگی اے صالح تم تو ہمارے آباء کے دین کے علاوہ دوسرے دین کی دعوت دینے سے پیشتر ہم میں سے ہونہار اور لیاقت والے تھے کیا تم ہمیں ان بتوں کی پوجا سے روکتے ہو ہم تو تمہارے دین کے متعلق بہت شکوک میں ہیں جس نے ہمیں تردد میں ڈال رکھا ہے۔

(۶۳) حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اپنے رب کی جانب سے دلیل پر قائم ہوں اور اس نے مجھے نبوت و اسلام کی دولت سے نوازا ہے، اگر میں حکم الٰہی کی نافرمانی کروں تو پھر مجھے عذاب الٰہی سے کون بچائے گا تم تو سراسر میرا نقصان ہی کر رہے ہو کہ تم تو اپنے خسارہ میں میری بصیرت کو اور بڑھا رہے ہو۔

(۶۴) اور اے قوم یہ اونٹنی ہے اللہ کی جو تمہارے لیے دلیل بنا کر ظاہر کی گئی، اس کو حجر کی سرزمین میں چھوڑ دو تمہارے ذمہ اس کی کسی قسم کی کوئی دیکھ بھال نہیں اور اس کو تکلیف دینے کی نیت سے ہاتھ بھی نہ لگانا، کہیں تمہیں فوراً یعنی تین دن کے بعد عذاب آ گھیرے۔

(۶۵) انھوں نے اس اونٹنی کو، رذال، قدار بن سالف اور مصدع بن دہر نے اس کو قتل کیا اور پھر دو سو مکانات میں اس کے گوشت کو تقسیم کیا، حضرت صالح علیہ السلام نے اونٹنی کے قتل ہو جانے کے بعد فرمایا تم اپنے شہروں میں تین دن اور رہ لو اور پھر چوتھے دن تم پر عذاب آ جائے گا قوم کہنے لگی اے صالح عذاب کی علامت کیا ہے، حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا پہلے دن تمہارے چہرے زرد اور دوسرے دن سرخ اور تیسرے دن سیاہ ہو جائیں گے اور پھر چوتھے دن عذاب نازل ہو جائے گا اور یہ عذاب ٹلنے والا نہیں۔

(۶۶) چنانچہ جب ہمارا عذاب نازل ہوا تو ہم نے حضرت صالح علیہ السلام اور اہل ایمان کو اپنے عذاب سے بچا لیا اور اس دن کے عذاب سے نجات دی۔ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کے بچانے میں طاقتور اور اپنے دشمنوں سے انتقام لینے میں

غلبے والا ہے۔

(۶۷-۶۸) اور ان مشرکین کو عذاب نے پکڑا جس سے وہ مردہ بے حس و حرکت اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے اور ایسے فنا ہوئے جیسا کہ وہ زمین پر کبھی تھے ہی نہیں، قوم صالحؑ نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ صالحؑ کی قوم اللہ کی رحمت سے دور ہوئی۔

وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا ۭ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ۝ فَلَمَّا رَآٰ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ۭ قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ ۝ وَامْرَاَتُهٗ قَاۗىِٕمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ وَّرَاۗءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ۝ قَالَتْ يٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِيْ شَيْخًا ۭ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ ۝ قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ۭ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝ فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ وَجَاۗءَتْهُ الْبُشْرٰى يُجَادِلُنَا فِيْ قَوْمِ لُوْطٍ ۝ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ ۝ يٰٓاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۚ اِنَّهٗ قَدْ جَاۗءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۚ وَاِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ ۝ وَلَمَّا جَاۗءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِيْۗءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالَ هٰذَا يَوْمٌ عَصِيْبٌ ۝ وَجَاۗءَهٗ قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ ۭ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۭ قَالَ يٰقَوْمِ هٰٓؤُلَاۗءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِيْ ضَيْفِيْ ۭ اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ ۝ قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِيْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ ۚ وَاِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيْدُ ۝

اور ہمارے فرشتے ابراہیم کے پاس بشارت لے کر آئے تو انہوں نے سلام کہا۔ انہوں نے (جواب میں) سلام کہا۔ ابھی کچھ وقفہ نہیں ہوا تھا کہ (ابراہیم) ایک بھنا ہوا بچھڑا لے آئے (۶۹)۔ جب دیکھا کہ ان کے ہاتھ کھانے کی طرف نہیں جاتے (یعنی وہ کھانا نہیں کھاتے) تو ان کو اجنبی سمجھ کر دل میں خوف کیا۔ فرشتوں نے کہا کہ خوف نہ کیجیے ہم قوم لوط کی طرف (ان کے ہلاک کرنے کو) بھیجے گئے ہیں (۷۰)۔ اور ابراہیم کی بیوی (جو پاس کھڑی تھی) ہنس پڑی تو ہم نے اس کو اسحاق کی اور اسحاق کے بعد یعقوب کی خوشخبری دی (۷۱)۔ اس نے کہا اے ہے میرے بچہ ہوگا؟ میں تو بڑھیا ہوں اور یہ میرے میاں بھی بوڑھے ہیں یہ تو بڑی عجیب بات ہے (۷۲)۔ انہوں نے کہا کیا تم خدا کی قدرت سے تعجب کرتی ہو؟ اے اہل بیت تم پر خدا کی رحمت اور اس کی برکتیں ہیں۔ وہ سزاوار تعریف اور بزرگوار ہے (۷۳)۔ جب ابراہیم سے خوف جاتا رہا اور ان کو خوشخبری بھی مل گئی تو قوم لوط کے بارے میں لگے ہم سے بحث کرنے (۷۴)۔ بے شک ابراہیم بڑے تحمل والے نرم دل اور رجوع کرنے والے تھے (۷۵)۔ اے ابراہیم اس بات کو جانے دو تمہارے پروردگار کا حکم آپہنچا ہے۔ اور ان لوگوں پر عذاب آنے والا ہے جو کبھی نہیں ٹلنے کا (۷۶)۔ اور جب ہمارے فرشتے لوط کے پاس آئے تو وہ ان (کے آنے) سے غمناک اور تنگ دل ہوئے اور کہنے لگے کہ آج کا دن بڑی مشکل کا دن ہے (۷۷)۔ اور لوط کی قوم کے لوگ ان کے پاس بے تحاشا دوڑتے ہوئے آئے اور یہ لوگ پہلے ہی سے فعل شنیع کیا کرتے تھے۔ (لوط نے) کہا کہ اے قوم! یہ جو میری (قوم کی) لڑکیاں ہیں یہ تمہارے لئے (جائز اور) پاک ہیں تو خدا سے ڈرو اور میرے مہمانوں (کے بارے) میں میری آبرو نہ کھوؤ۔ کیا تم میں کوئی بھی شائستہ آدمی نہیں؟ (۷۸)۔ وہ بولے تم کو معلوم ہے کہ تمہاری (قوم کی) بیٹیوں کی ہمیں کچھ حاجت نہیں۔ اور جو ہماری غرض ہے اسے تم (خوب) جانتے ہو (۷۹)

تفسیر سورة ھود آیات (۶۹) تا (۷۹)

(۶۹) جبریل امین اور ان کے ساتھ بارہ فرشتے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس اور ان کے بیٹے حضرت اسحاق

ؑ کی بشارت لے کر آئے اور آتے ہی انھوں نے حضرت ابراہیم ؑ کو سلام کیا، ابراہیم ؑ نے ان کو سلام کیا اور اگر بغیر الف کے سلم پڑھا جائے تو مقصود سلامتی اور عافیت ہوئی، پھر حضرت ابراہیم ؑ فوراً ایک پکا ہوا فربہ بچھڑا لائے اور ان کے سامنے کھانے کے لیے پیش کیا۔

(۷۰) جب حضرت ابراہیم ؑ نے دیکھا کہ ان کے ہاتھ اس کھانے تک نہیں بڑھتے کیوں کہ ان کو تو کھانے کی احتیاج نہیں تھی تو حضرت ابراہیم ؑ کو ان سے وحشت ہوئی اور ان سے دل میں خوف زدہ ہوئے اور سمجھے کہ کوئی مخالف نہ ہوں کیوں کہ کھانا نہیں کھا رہے ہیں، جب فرشتوں نے حضرت ابراہیم ؑ کے خوف زدہ ہونے کا احساس کیا تو کہنے لگے ابراہیم ڈرو مت ہم قوم لوط کی ہلاکت کے لیے بھیجے گئے ہیں۔

(۷۱) اور حضرت ابراہیم ؑ کی بیوی حضرت سارہ اوٹ سے مہمانوں کی خدمت کے لیے کھڑی ہوئی تھیں، وہ یہ منظر دیکھ کر کہ حضرت ابراہیم مہمانوں سے خوف زدہ ہو رہے ہیں، متعجب ہوئیں۔

پھر ہم نے ان کو اسحاق فرزند اور یعقوب پوتے کی خوشخبری دی۔

(۷۲) یہ سن کر حضرت سارہ ہنسیں (اور ان کو حیض کی شکایت ہوئی) اور کہنے لگیں کہ اب میں اٹھانوے سال کی بڑھیا ہو کر بچہ کیسے پیدا کروں گی اور میاں ابراہیم ننانوے سال کے بوڑھے ہیں، واقعی یہ بھی عجیب بات ہے۔

(۷۳) فرشتوں نے ان سے کہا کہ اب بھی (خاندان نبوت میں رہ کر) اللہ کی قدرت میں تعجب کرتی ہو اور خصوصاً ابراہیم ؑ کے گھر والو تم پر تو اللہ تعالیٰ کی برکتیں اور رحمتیں نازل ہوتی رہتی ہیں۔ بے شک وہ اللہ تعالیٰ تمھارے کاموں میں تعریف کے لائق اور بڑی شان والا ہے کہ تمھیں نیک لڑکے کی وجہ سے اعزاز عطا کیا۔

(۷۴) پھر جب حضرت ابراہیم ؑ کا وہ خوف زائل ہوا اور ان کو لڑکے کی بشارت ملی تو ادھر سے بے فکر ہو کر ہم سے قوم لوط کی ہلاکت کے بارے میں سفارش کرنا شروع کی۔

(۷۵) واقعی ابراہیم بڑے حلیم الطبع رحیم المزاج اور اللہ تعالیٰ کی طرف بہت متوجہ ہونے والے تھے۔

(۷۶) ارشاد ہوا ابراہیم اس سفارش پر اصرار مت کرو، قوم لوط کی ہلاکت کے بارے میں تمہارے پروردگار کا حکم آچکا، ان پر ضرور ایسا عذاب آنے والا ہے جو کسی طرح ٹلنے والا نہیں۔

(۷۷) اور جب جبریل امین اور ان کے ساتھ دوسرے فرشتے لوط ؑ کے پاس آئے تو لوط ؑ ان کے آنے کی وجہ سے مغموم اور پریشان ہوئے (کیوں کہ وہ بہت حسین تھے اور لوط ؑ نے ان کو آدمی سمجھا کیونکہ ان کی قوم کی غلط حرکات تھیں اور بہت غمگین ہوئے اور اپنی قوم کے برے افعال کی وجہ سے ڈرے اور دل میں کہنے لگے آج کا دن بہت ہی بھاری ہے۔

(۷۸) اور لوط ؑ کی قوم یہ خبر سن کر (کہ نوجوان مہمان آئے ہیں) لوط ؑ کے پاس بہت تیزی کے ساتھ دوڑتے ہوئے آئے اور جبریل امین کی تشریف آوری کے قبل ہی سے وہ نامعقول حرکتیں کیا کرتے تھے۔

لوط ؑ ان سے فرمانے لگے، اے میری قوم یہ میری بیٹیاں ہیں یا میری قوم کی لڑکیاں ہیں میں تم سے ان

کی شادی کر دیتا ہوں (فعل حرام کے ارتکاب سے) اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میرے مہمانوں کے بارے میں مجھے شرمندہ مت کرو کیا تم میں کوئی بھلا مانس نہیں کہ صحیح راستے پر تمہیں چلائے، نیکیوں کا حکم دے اور برائیوں سے روکے۔

(۷۹) وہ کہنے لگے اے لوط آپ کو معلوم ہے کہ ہمیں آپ کی ان بیٹیوں کی کوئی ضرورت نہیں اور آپ جانتے ہیں کہ جو ہمارا مطلب اور ارادہ ہے۔

قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِيْٓ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ ۝ قَالُوْا يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ ۭ اِنَّهٗ مُصِيْبُهَا مَآ اَصَابَهُمْ ۭ اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ۭ اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ ۝ فَلَمَّا جَاۗءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ڏ مَّنْضُوْدٍ ۝ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ ۭ وَمَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ ۝ وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۭ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ اِنِّىْٓ اَرٰىكُمْ بِخَيْرٍ وَّاِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيْطٍ ۝ وَيٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْـيَاۗءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۝ بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ڬ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ۝ قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَاۗؤُنَآ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِيْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰۗؤُا ۭ اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ ۝ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰي بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَرَزَقَنِيْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ۭ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰي مَآ اَنْهٰىكُمْ عَنْهُ ۭ اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ۭ وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ۭ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ۝ وَيٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِيْٓ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِّثْلُ مَآ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ ۭ وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيْدٍ ۝

لوط نے کہا کہ اے کاش مجھ میں تمہارے مقابلے کی طاقت ہوتی یا کسی مضبوط قلعے میں پناہ پکڑ سکتا (۸۰)۔ فرشتوں نے کہا کہ لوط ہم تمہارے پروردگار کے فرشتے ہیں یہ لوگ ہرگز تم تک نہیں پہنچ سکیں گے تو کچھ رات رہے سے اپنے گھر والوں کو لے کر چل دو اور تم میں سے کوئی شخص پیچھے پھر کر نہ دیکھے۔ مگر تمہاری بیوی کہ جو آفت ان پر پڑنے والی ہے وہی اس پر پڑے گی۔ ان کے (عذاب کے) وعدے کا وقت صبح ہے اور کیا صبح کچھ دور ہے (۸۱)۔ تو جب ہمارا حکم آیا ہم نے اس (بستی) کو (الٹ کر) نیچے اوپر کر دیا۔ اور ان پر پتھر کی تہ بہ تہ (یعنی پے درپے) کنکریاں برسائیں (۸۲)۔ جن پر تمہارے پروردگار کے ہاں سے نشان کیے ہوئے تھے۔ اور وہ (بستی ان) ظالموں سے کچھ دور نہیں (۸۳)۔ اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو (بھیجا) تو انہوں نے کہا اے قوم اخدا ہی کی عبادت کرو کہ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ اور ماپ تول میں کمی نہ کیا کرو میں تو تم کو آسودہ حال دیکھتا ہوں اور (اگر تم ایمان نہ لاؤ گے تو) مجھے تمہارے بارے میں ایک ایسے دن کے عذاب کا خوف ہے جو تم کو گھیر کر رہے گا (۸۴)۔ اور اے قوم ماپ اور تول انصاف کے ساتھ پوری پوری کیا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دیا کرو۔ اور زمین خرابی کرتے نہ پھرو (۸۵)۔ اگر تم کو میرے (کہنے کا) یقین ہو تو خدا کا دیا ہوا نفع ہی تمہارے لئے بہتر ہے اور میں تمہارا نگہبان نہیں ہوں (۸۶)۔ انہوں نے کہا کہ شعیب کیا تمہاری نماز تمہیں یہ سکھاتی ہے کہ جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے آئے ہیں ہم ان کو ترک کر دیں یا اپنے مال میں تصرف کرنا چاہیں تو نہ کریں۔ تم تو بڑے نرم دل اور راست باز ہو (۸۷)۔ انہوں نے کہا کہ اے قوم! دیکھو تو اگر میں اپنے پروردگار کی طرف سے دلیل روشن پر ہوں اور اس نے اپنے ہاں

سے مجھے نیک روزی دی ہو (تو کیا میں ان کے خلاف کروں گا ؟) اور میں نہیں چاہتا کہ جس امر سے میں تمہیں منع کروں خود اس کو کرنے لگوں میں تو جہاں تک مجھ سے ہو سکے (تمہارے معاملات کی) اصلاح چاہتا ہوں اور (اس بارے میں) مجھے توفیق کا ملنا خدا ہی (کے فضل) سے ہے۔ میں اسی پر بھروسہ رکھتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں (۸۸)۔ اور اے قوم! میری مخالفت تم سے کوئی ایسا کام نہ کرادے کہ جیسی مصیبت نوح کی قوم یا ہود کی قوم یا صالح کی قوم پر واقع ہوئی تھی ویسی ہی مصیبت تم پر واقع ہو اور لوط کی قوم (کا زمانہ تو) تم سے کچھ دور نہیں (۸۹)

تفسیر سورۃ هود آیات (۸۰) تا (۸۹)

(۸۰) حضرت لوط علیہ السلام دل میں فرمانے لگے کیا اچھا ہوتا اگر بدن اور اولاد کی قوت کے ذریعہ میرا تم پر کچھ زور چلتا یا کسی بڑے خاندان کے ساتھ میرا تعلق ہوتا کہ وہاں میں پناہ لے کر تم سے اپنی حفاظت کر لیتا حضرت لوط کی قوم کی زیادتی پر حضرت جبریل امین اور دیگر فرشتوں نے جب حضرت لوط علیہ السلام کو اس قدر مضطراب دیکھا۔

(۸۱) تو کہنے لگے اے لوط ہم آپ کے رب کے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں ہم تو کیا آپ تک ان کی رسائی نہیں ہو سکتی کہ آپ کو کچھ تکلیف پہنچائیں، ہم ہی ان کو ہلاک کرنے کے لیے آئے ہیں۔

تو آپ رات کے کسی حصہ میں یعنی سحر کے وقت اپنے گھر والوں کو لے کر یہاں سے کسی اور مقام پر چلے جایئے اور آپ میں سے کوئی پیچھے نہ رہے مگر ہاں آپ کی بیوی واہلہ مسلمان نہ ہونے کے باعث نہ جائے گی اس پر بھی وہ عذاب نازل ہوگا جو اوروں پر ہوگا ان کی ہلاکت کا وقت صبح کا وقت ہے۔

تب لوط علیہ السلام نے فرمایا جبریل ابھی ہو جائے، جبریل امین نے فرمایا کیا صبح کا وقت قریب نہیں کیوں کہ جبریل امین تو اس منظر کو دیکھ رہے تھے اور لوط علیہ السلام کے سامنے ابھی تک یہ منظر نہیں آیا تھا۔

(۸۲) سو جب ہمارا عذاب ان کے ہلاک کرنے کے لیے آپہنچا تو ہم نے اس زمین کو الٹ کر اوپر کا تختہ نیچے اور نیچے کا تختہ اوپر کر دیا اور ان کے مسافروں اور بکھرے ہوئے لوگوں پر کنکر کے پتھر برسانا شروع کیے جو مسلسل گر رہے تھے جن پر سیاہی، سفیدی اور سرخی کی لکیریں تھیں یا یہ کہ ہر ایک پتھر پر ہلاک ہونے والے کا نام لکھا ہوا تھا۔ محمد ﷺ یہ پتھر ان لوگوں پر آپ کے پروردگار کی طرف سے برس رہے تھے۔

(۸۳) اور یہ پتھر ان ظالموں سے چوک نہیں سکتے بلکہ ان پر برسیں گے یا یہ کہ آپ کی امت کے ظالم ان لوگوں کے اعمال کی پیروی میں ان سے دور نہیں ہیں۔

(۸۴) اور ہم نے مدین والوں کی طرف ان کے نبی شعیب علیہ السلام کو بھیجا، انھوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کرو اس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں، جس پر ایمان لانے کا میں تمہیں حکم دوں اور ناپ تول میں لوگوں کے حقوق میں کمی مت کیا کرو۔ میں تمہیں مال کے پھیلاؤ اور فراوانی اور بھاؤ کی تیزی کی حالت میں دیکھتا ہوں اگر تم مجھ پر ایمان نہ

لائے اور ناپ تول ٹھیک طریقہ سے نہ کیا تو مجھے تم پر ایک ایسے دن کے عذاب کا اندیشہ ہے جو تم پر نازل ہوگا اور پھر تم میں سے کوئی تختی اور قحط سالی وغیرہ سے نہیں بچ سکتا۔

(۸۵) اور اے میری قوم تم ناپ تول پورا پورا کیا کرو اور ناپ تول میں لوگوں کے حقوق مت مارا کرو اور زمین میں فساد کرتے ہوئے اور بتوں کی پوجا کرتے ہوئے اور لوگوں کو اس کی دعوت دیتے ہوئے اور ناپ تول میں کمی کرتے ہوئے توحید وعدل کی حد سے مت نکلو۔

(۸۶) ناپ تول کو پورے طریقہ پر ادا کرنے میں جو اللہ کی طرف سے ثواب مل جائے، وہ تمھارے لیے بہتر ہے یا یہ کہ ناپ تول کو پورا کرنے کے بعد جو حلال رزق تمھارے لیے بچ جائے، وہ اس مال سے بہتر ہے جو ناپ تول کی کمی میں تمھیں ملتا ہے، اگر تمھیں میری باتوں کا یقین آئے اور میں تمھارا پہرہ دینے والا تو ہوں نہیں کہ تمھاری نگرانی کروں۔

(۸۷) ان کی قوم کہنے لگی اے شعیب ﷺ کیا تمھاری نمازوں کی کثرت تمھیں اس بات کی تعلیم دے رہی ہے کہ ہم ان بتوں کی پوجا چھوڑ دیں یا ہم ناپ تول میں کمی کرنے کو چھوڑ دیں اور بطور مذاق بولے آپ واقعی ہیں بڑے عقل مند دین پر چلنے والے یعنی نعوذ باللہ بے وقوف بے راہ ہیں۔

(۸۸) شعیب ﷺ کہنے لگے یہ تو بتاؤ کہ اگر میں اپنے رب کی نازل کردہ دلیل پر قائم ہوں اور اس نے مجھے اپنی طرف سے نبوت اور اسلام کے ساتھ نوازا ہے اور پاکیزہ مال عطا کیا ہے تو پھر کیسے تبلیغ نہ کروں اور میں وہ نہیں کہ تمھارے برخلاف ان کاموں کو کروں، جن سے تمھیں منع کرتا ہوں یعنی ناپ تول میں کمی کرنا۔

میں تو جہاں تک میرے امکان میں ہے، ناپ تول میں عدل وانصاف اور اصلاح چاہتا ہوں اور مجھ کو جو کچھ توفیق ہوتی ہے صرف اللہ ہی کی مدد سے ہوتی ہے، میں نے تمام امور اسی کے سپرد کر دیے ہیں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

(۸۹) اور اے میری قوم میری ضد اور دشمنی تمھارے لیے اس چیز کا باعث نہ ہو جائے کہ تم نہ ایمان لاؤ اور نہ ناپ تول کو پورا کرو کہ پھر تم پر بھی قوم نوح جیسا غرق کر دینے والا عذاب یا قوم ہود جیسی آندھی کے ذریعہ ہلاکت یا قوم صالح جیسا عذاب نازل ہو اور قوم لوط کی تو خبر تم سے دور نہیں تمھیں معلوم ہے جو ان پر عذاب نازل ہوا۔

وَاسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ إِنَّ رَبِّي رَحِيمٌ وَدُودٌ ﴿٩٠﴾ قَالُوا يَا شُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيرًا مِّمَّا تَقُولُ وَإِنَّا لَنَرَاكَ فِينَا ضَعِيفًا وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنَاكَ وَمَا أَنتَ عَلَيْنَا بِعَزِيزٍ ﴿٩١﴾ قَالَ يَا قَوْمِ أَرَهْطِي أَعَزُّ عَلَيْكُم مِّنَ اللَّهِ وَاتَّخَذْتُمُوهُ وَرَاءَكُمْ ظِهْرِيًّا إِنَّ رَبِّي بِمَا تَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ﴿٩٢﴾ وَيَا قَوْمِ اعْمَلُوا عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ إِنِّي عَامِلٌ سَوْفَ تَعْلَمُونَ مَن يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ وَارْتَقِبُوا إِنِّي مَعَكُمْ رَقِيبٌ ﴿٩٣﴾ وَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَأَخَذَتِ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ جَاثِمِينَ ﴿٩٤﴾ كَأَن لَّمْ يَغْنَوْا فِيهَا أَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُودُ ﴿٩٥﴾ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا وَسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ﴿٩٦﴾ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ فَاتَّبَعُوا أَمْرَ فِرْعَوْنَ وَمَا أَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيدٍ ﴿٩٧﴾ يَقْدُمُ قَوْمَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَوْرَدَهُمُ النَّارَ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُودُ ﴿٩٨﴾ وَأُتْبِعُوا فِي هَٰذِهِ لَعْنَةً وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُودُ ﴿٩٩﴾ ذَٰلِكَ مِنْ أَنبَاءِ الْقُرَىٰ نَقُصُّهُ عَلَيْكَ مِنْهَا قَائِمٌ وَحَصِيدٌ ﴿١٠٠﴾ وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلَٰكِن ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ فَمَا أَغْنَتْ عَنْهُمْ آلِهَتُهُمُ الَّتِي يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مِن شَيْءٍ لَّمَّا جَاءَ أَمْرُ رَبِّكَ وَمَا زَادُوهُمْ غَيْرَ تَتْبِيبٍ ﴿١٠١﴾

اور اپنے پروردگار سے بخشش مانگو اور اسکے آگے توبہ کرو۔ بے شک میرا پروردگار رحم والا (اور) محبت والا ہے (۹۰)۔ انہوں نے کہا کہ شعیب تمہاری بہت سی باتیں ہماری سمجھ میں نہیں آتیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ تم ہم میں کمزور بھی ہو اور اگر تمہارے بھائی بند نہ ہوتے تو ہم تم کو سنگسار کر دیتے اور تم ہم پر (کسی طرح بھی) غالب نہیں ہو (۹۱)۔ انہوں نے کہا کہ اے قوم! کیا میرے بھائی بندوں کا دباؤ تم پر خدا سے زیادہ ہے اور اس کو تم نے پیٹھ پیچھے ڈال رکھا ہے۔ میرا پروردگار تو تمہارے سب اعمال پر احاطہ کیے ہوئے ہے (۹۲)۔ اور برادران ملت! تم اپنی جگہ کام کیے جاؤ میں اپنی (جگہ) کام کیے جاتا ہوں تم کو عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ رسوا کرنے والا عذاب کس پر آتا ہے اور جھوٹا کون ہے اور تم بھی انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں (۹۳)۔ اور جب ہمارا حکم آپہنچا تو ہم نے شعیب کو اور جو لوگ ان کے ساتھ ایمان لائے تھے ان کو تو اپنی رحمت سے بچا لیا اور جو ظالم تھے ان کو چنگھاڑ نے آدبوچا تو وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے (۹۴)۔ گویا ان میں کبھی بسے ہی نہ تھے۔ سن رکھو کہ مدین پر (ویسی ہی) پھٹکار ہے جیسی ثمود پر پھٹکار تھی (۹۵)۔ اور ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں اور دلیل روشن دے کر بھیجا (۹۶)۔ (یعنی) فرعون اور اسکے سرداروں کی طرف تو وہ فرعون ہی کے حکم پر چلے۔ اور فرعون کا حکم درست نہیں تھا (۹۷)۔ وہ قیامت کے دن اپنی قوم کے آگے آگے چلے گا اور ان کو دوزخ میں جا اتارے گا۔ اور جس مقام پر وہ اتارے جائیں گے وہ بُرا ہے (۹۸)۔ اور اس جہان میں بھی لعنت ان کے پیچھے لگا دی گئی اور قیامت کے دن بھی (پیچھے لگی رہے گی) جو انعام ان کو ملا ہے بُرا ہے (۹۹)۔ یہ (پرانی) بستیوں کے تھوڑے سے حالات ہیں جو ہم تم سے بیان کرتے ہیں۔ ان میں سے بعض تو باقی ہیں اور بعض کا تہس نہس ہو گیا (۱۰۰)۔ اور ہم نے ان لوگوں پر ظلم نہیں کیا بلکہ انہوں نے خود اپنے اوپر ظلم کیا۔ غرض جب تمہارے پروردگار کا حکم آپہنچا تو جن معبودوں کو وہ خدا کے سوا پکارا کرتے تھے وہ ان کے کچھ بھی کام نہ آئے۔ اور تباہ کرنے کے سوا ان کے حق میں اور کچھ نہ کر سکے (۱۰۱)

تفسیر سورة ھود آیات (۹۰) تا (۱۰۱)

(۹۰) لہٰذا اپنے رب سے توحید کے ذریعے اپنے گناہوں کو معاف کراؤ اور توبہ و اخلاص کے ساتھ اسی کی طرف رجوع کرو اور میرا پروردگار اپنے مومن بندوں پر بڑا ہی رحم کرنے والا اور بذریعہ مغفرت و ثواب کے ان پر بڑا ہی شفقت کرنے والا ہے یا یہ کہ بڑا ہی محبت والا ہے اور طاعت کو قبول کرنے والا ہے۔

(۹۱) وہ کہنے لگے اے شعیب! بہت سی باتیں تمہاری کہی ہوئی ہماری سمجھ میں نہیں آتیں اور ہم تو آپ کو اپنے میں کمزور دیکھ رہے ہیں اور اگر آپ کی قوم کا پاس نہ ہوتا تو ہم آپ کو قتل کر ڈالتے اور ہماری نظر میں تمہاری کچھ وقعت اور عزت نہیں۔

(۹۲) حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا کیا میرا خاندان نعوذ باللہ تمہارے نزدیک اللہ تعالیٰ کے دین اور اس کی کتاب سے بھی زیادہ صاحب توقیر ہے یا یہ کہ کیا میرے خاندان کی سزا تمہارے نزدیک اللہ کی سزا سے زیادہ بڑی ہے۔
اور میں تمہارے پاس جو کتاب لے کر آیا ہوں اسے تم نے بھلا دیا ہے میرا پروردگار تمہارے اعمال کی سزا سے اچھی طرح واقف ہے۔

(۹۳) حضرت شعیب نے کہا اے میری قوم تم اپنے گھروں میں اپنے دین کے مطابق میری ہلاکت کی تدابیر کرتے رہو میں بھی تمہاری ہلاکت کا منتظر ہوں۔ اب جلدی تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ وہ کون شخص ہے جس پر ایسا عذاب آنے والا ہے جو اس کو ذلیل اور ہلاک کر دے گا اور کون شخص ہے جو جھوٹا تھا تم بھی میری ہلاکت کا انتظار کرو میں بھی تمہاری ہلاکت کا منتظر ہوں۔

(۹۴-۹۵) چنانچہ جب ہمارا عذاب آیا تو ہم نے حضرت شعیب علیہ السلام کو اور جو ان کے ساتھی اہل ایمان تھے ان کو اپنی خصوصی رحمت سے نجات دی اور ان مشرکوں یعنی قوم شعیب کو ایک سخت آواز کے عذاب نے آ گھیرا سو وہ اپنے گھروں میں مردہ خاک بن کر رہ گئے۔ جیسے وہ کبھی زمین پر تھے ہی نہیں، حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کو رحمت خداوندی سے دوری ہوئی جیسا کہ قوم صالح کو رحمت خداوندی سے دوری ہوئی اور قوم صالح اور قوم شعیب کا عذاب دونوں کا برابر ہے ایک سخت آواز نے ان دونوں قوموں کو آ گھیرا تھا باقی قوم صالح پر نیچے کی طرف سے عذاب آیا تھا اور قوم شعیب کو ان کے اوپر کی طرف سے عذاب آیا تھا۔

(۹۶-۹۷) اور ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نو معجزے اور دلیل روشن دے کر فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس بھیجا تھا اور معجزات خود دلیل روشن ہیں، چنانچہ فرعون کی قوم نے بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بات کو چھوڑ کر فرعون ہی کی راہ اختیار کی اور فرعون کی رائے کچھ درست نہ تھی۔

(۹۸) وہ قیامت کے دن اپنی قوم کی قیادت کرتا ہوا اپنی قوم سے آگے ہوگا اور پھر ان کو دوزخ میں جا داخل کرے گا بہت ہی بری جگہ ہے، یہ فرعون اور اس کی قوم کے اترنے کی جگہ ہے یہ اس کی قوم کے لیے بہت ہی بری جگہ ہے یا یہ کہ فرعون اور اس کی قوم بہت ہی برے اترنے والے ہیں اور یہ دوزخ بہت ہی بری جگہ ہے جس میں یہ لوگ اتارے جائیں گے۔

(۹۹) اور اس دنیا میں بھی یہ غرق کے ذریعے ہلاک کیے گئے اور قیامت کے دن بھی۔ دوسری لعنت دوزخ کی ان پر مسلط رہے گی اور یہ غرق اور دوزخ بہت ہی برا بدلہ ہے جو ان کو دیا گیا یا یہ کہ یہ بہت بری معیت ہے اور یہ بہت ہی بری معیت کی جگہ ہے۔

(۱۰۰) یہ اوپر جو کچھ واقعات بیان کیے گئے یہ ان گزری ہوئی بستیوں کے چند واقعات تھے جن کی اطلاع بذریعہ

جبریل امین ہم آپ کو کرتے ہیں بعض بستیاں تو ان میں اب بھی قائم ہیں کہ ان کے رہنے والے نیست و نابود ہو چکے اور بعض کا مع ان کے رہنے والوں کے بالکل خاتمہ ہو چکا۔

(۱۰۱) اور ہم نے ان کو ہلاک کر کے ان پر ظلم نہیں کیا مگر خود انھوں نے کفر و شرک اور بتوں کی پوجا کر کے اپنے آپ پر ظلم کیا ہے، چنانچہ جب ان لوگوں پر آپ کے رب کا عذاب آیا تو ان کے وہ معبود جن کی یہ اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے تھے، عذاب الٰہی سے کچھ حفاظت نہ کر سکے اور ان بتوں کی پرستش نے اور الٹا ان کو نقصان پہنچایا۔

وَكَذٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ ۚ إِنَّ أَخْذَهٗٓ أَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ﴿١٠٢﴾ إِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ۚ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ﴿١٠٣﴾ وَمَا نُؤَخِّرُهٗٓ إِلَّا لِأَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ ﴿١٠٤﴾ يَوْمَ يَأْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ إِلَّا بِإِذْنِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ ﴿١٠٥﴾ فَأَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ ﴿١٠٦﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْأَرْضُ إِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ۚ إِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ﴿١٠٧﴾ وَأَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْأَرْضُ إِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ۖ عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ﴿١٠٨﴾ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ هٰٓؤُلَآءِ ۚ مَا يَعْبُدُوْنَ إِلَّا كَمَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُهُمْ مِّنْ قَبْلُ ۚ وَإِنَّا لَمُوَفُّوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ غَيْرَ مَنْقُوْصٍ ﴿١٠٩﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ۚ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۚ وَإِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿١١٠﴾ وَإِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ أَعْمَالَهُمْ ۚ إِنَّهٗ بِمَا يَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿١١١﴾ فَاسْتَقِمْ كَمَآ أُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا ۚ إِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿١١٢﴾ وَلَا تَرْكَنُوْٓا إِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ أَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿١١٣﴾ وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ۚ إِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ﴿١١٤﴾

اور تمھارا پروردگار جب نافرمان بستیوں کو پکڑا کرتا ہے تو اُس کی پکڑ اسی طرح کی ہوتی ہے۔ بے شک اس کی پکڑ دکھ دینے والی (اور) سخت ہے (۱۰۲)۔ ان (قصوں) میں اس شخص کے لیے جو عذاب آخرت سے ڈرے عبرت ہے۔ یہ وہ دن ہوگا جس میں سب اکٹھے کیے جائیں گے اور یہی وہ دن ہوگا جس میں سب (خدا کے روبرو) حاضر کیے جائیں گے (۱۰۳)۔ اور ہم انکے لانے میں ایک وقت معین تک تاخیر کر رہے ہیں (۱۰۴)۔ جس روز وہ آ جائے گا تو کوئی متنفس خدا کے حکم کے بغیر بول بھی نہیں سکے گا۔ پھر ان میں سے کچھ بدبخت ہوں گے اور کچھ نیک بخت (۱۰۵)۔ تو جو بدبخت ہوں گے وہ دوزخ میں (ڈال دیے جائیں گے) اُس میں اُن کو چلانا اور دھاڑنا ہوگا (۱۰۶)۔ (اور) جب تک آسمان اور زمین ہیں اُسی میں رہیں گے۔ مگر جتنا تمھارا پروردگار چاہے۔ بے شک تمھارا پروردگار جو چاہتا ہے کر دیتا ہے (۱۰۷)۔ اور جو نیک بخت ہوں گے وہ بہشت میں داخل کیے جائیں گے اور جب تک آسمان اور زمین ہیں ہمیشہ اسی میں رہیں گے مگر جتنا تمھارا پروردگار چاہے یہ (خدا کی) بخشش ہے جو کبھی منقطع نہیں ہوگی (۱۰۸)۔ تو یہ لوگ جو (غیر خدا کی) پرستش کرتے ہیں۔ اس سے تم خلجان میں نہ پڑنا۔ یہ اسی طرح پرستش کرتے ہیں جس طرح پہلے سے ان کے باپ دادا پرستش کرتے آئے ہیں۔ اور ہم ان کو ان کا حصہ پورا پورا بلا کم و کاست دینے والے ہیں (۱۰۹)۔ اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اس میں اختلاف کیا گیا۔ اور اگر تمھارے پروردگار کی طرف سے ایک بات پہلے نہ ہو چکی ہوتی تو ان میں فیصلہ کر دیا جاتا۔ اور وہ تو اس سے قوی شبہے میں (پڑے ہوئے) ہیں (۱۱۰)۔ اور تمھارا پروردگار ان سب کو (قیامت کے دن) ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دے گا۔ بے شک جو عمل یہ کرتے ہیں وہ اس

سے واقف ہے (۱۱۱)۔ سو (اے پیغمبر) جیسا تم کو حکم ہوتا ہے (اس پر) تم اور جو لوگ تمہارے ساتھ تائب ہوئے ہیں قائم رہو اور حد سے تجاوز نہ کرنا۔ وہ تمہارے سب اعمال کو دیکھ رہا ہے (۱۱۲)۔ اور جو لوگ ظالم ہیں انکی طرف مائل نہ ہونا نہیں تو تمہیں (دوزخ) کی آگ آ لپٹے گی۔ اور خدا کے سوا تمہارے اور دوست نہیں ہیں۔ اگر تم ظالموں کی طرف مائل ہو گئے تو پھر تم کو (کہیں سے) مدد نہیں مل سکے گی۔ اور دن کے دونوں سروں (یعنی صبح اور شام کے اوقات میں) اور رات کی چند (پہلی) ساعات میں نماز پڑھا کرو۔ کچھ شک نہیں کہ نیکیاں گناہوں کو دور کر دیتی ہیں۔ یہ ان کے لیے نصیحت ہے جو نصیحت قبول کرنے والے ہیں (۱۱۴)

تفسیر سورة هود آیات (۱۰۲) تا (۱۱۴)

(۱۰۲) اور آپ کے پروردگار کا عذاب ایسا ہی سخت ہے جب وہ کسی بستی کے لوگوں پر عذاب نازل کرتا ہے جب کہ وہ کفر و شرک میں مبتلا ہوں۔ بے شک اس کی پکڑ بہت سخت ہے۔

(۱۰۳) ان مذکورہ واقعات میں ایسے شخص کے لیے عبرت ہے جو آخرت کے عذاب سے ڈرتا ہو کہ ان نافرمانوں کی اتباع نہ کرے یہ قیامت کا دن ایسا دن ہے کہ اس میں تمام اگلے پچھلے لوگ جمع کیے جائیں گے اور اس روز سب آسمان و زمین والے حاضر کیے جائیں گے۔

(۱۰۴۔۱۰۵) اور ہم اس دن کو ایک معلوم مدت کے لیے ملتوی کیے ہوئے ہیں جس وقت وہ دن آئے گا تو کوئی نیکوکار بھی اللہ کی اجازت کے بغیر کسی کی سفارش نہیں کر سکے گا۔

(۱۰۶۔۱۰۷) اور پھر اس دن بعض لوگ تو شقی ہوں گے کہ ان کے لیے شقاوت لکھ دی ہو گی اور بعض سعید کہ ان کے لیے سعادت لکھی ہوئی ہو گی، سو جو لوگ شقی ہیں وہ دوزخ میں ایسے حال سے ہوں گے کہ اس میں ان کی چیخ و پکار پڑے گی نعوذ باللہ جیسا کہ گدھا پہلی مرتبہ اپنے [illegible] سے آواز نکال کر چیختا ہے اور آخر میں چیختا ہے اور وہ ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے، جیسا کہ آسمان و زمین پیدا [illegible] کے وقت سے لے کر فنا تک موجود ہیں اور آپ کے پروردگار کی مشیت ان کے جہنم میں رہنے کے بارے میں ہے۔ یا یہ کہ اہل شقاوت ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے جیسا کہ دوزخ کا آسمان اور دوزخ کی زمین موجود ہے، یا پھر یہ کہ آپ کا پروردگار ان لوگوں میں سے اس توحید والے کو نکال لے جس کی شقاوت کسی گناہ کی وجہ سے ہو کفر کے سبب سے نہ ہو، پھر اس کو اس کے ایمان خالص کی وجہ سے جنت میں داخل کر دے آپ کا رب جو کچھ چاہے اس کو پورے طور سے کر سکتا ہے۔

(۱۰۸) اور رہ گئے وہ لوگ جو سعید ہیں، وہ جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، جیسا کہ آسمان و زمین پیدائش کے وقت سے لے کر اب تک موجود ہیں۔ تاہم اگر اللہ ہی کو منظور ہو کہ وہ اہل سعادت کو نکال کر اہل شقاوت میں داخل کر دے کیوں کہ اس کا فرمان ہے کہ جس چیز کو وہ چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے تو اسے پورا اختیار ہے کہ وہ سعادت کے زمرہ سے نکال کر شقاوت کے زمرہ میں داخل کر دے۔

آیت کریمہ کا یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ وہ جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے جب تک جنت کے آسمان و زمین باقی رہیں گے البتہ اگر آپ کے رب ہی کو منظور ہو کہ وہ دخول جنت سے پہلے گناہوں سے پاک کرنے کے لیے دوزخ میں داخل فرمائے پھر دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کر دے تو اب دخول جنت کے بعد ہمیشہ جنت میں رہیں گے۔

(۱۰۹) مگر یقیناً یہ ثواب مسلسل ہو گا اور اس میں کسی قسم کی کوئی کمی نہ ہو گی (اور اللہ تعالیٰ جنت میں بھیجنے کے بعد پھر دوبارہ وہاں سے نہ نکالے گا سو اے محمد جن چیزوں کی یہ پرستش کر رہے ہیں اس کے بارے میں ذرا شبہ نہ کرنا کیوں کہ یہ لوگ بھی اسی طرح عبادت کر رہے ہیں جیسا کہ اس سے قبل ان کے باپ دادا کرتے تھے اور اسی وجہ سے ہلاک ہو جائیں گے اور ہم ان کی سزا ان کو پوری پوری بغیر کمی بیشی کے دیں گے۔

کہا گیا ہے کہ یہ آیت فرقہ قدریہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(۱۱۰) اور ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو توریت دی تو کتاب موسیٰ میں لوگوں نے اختلاف کیا بعض اس کتاب پر ایمان لائے اور بعض نے اس کتاب کا انکار کیا۔

اور اگر آپ کی امت کے بارے میں تاخیر عذاب کی بات پہلے سے مقرر نہ ہو چکی ہوتی تو ابھی تک ان کی ہلاکت ہو چکی ہوتی اور کب کا عذاب ان پر آ چکا ہوتا اور یہ لوگ ابھی تک شک و شبہ میں پڑے ہوئے ہیں۔

(۱۱۱) اور دونوں جماعتوں میں سے ہر ایک کو آپ کا پروردگار ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دے گا۔ نیکی کا ثواب کے ساتھ اور برائی کا عذاب کے ساتھ وہ خیر و شر ثواب و عذاب سے پوری طرح واقف ہے۔

(۱۱۲) سو اطاعت خداوندی پر جیسا کہ آپ کو قرآن حکیم میں حکم ہوا ہے مستقیم رہیے اور وہ حضرات بھی جو کفر و شرک سے توبہ کر کے آپ کی ہمراہی میں آ چکے ہیں، آپ کے ساتھ مستقیم رہیں اور کفر و شرک نہ کرو اور قرآن کریم میں جو حلال و حرام کے بارے میں احکامات ہیں ان کی نافرمانی نہ کرو، اللہ تعالیٰ خیر و شر کو خوب دیکھتا ہے۔

(۱۱۳) اور اے مسلمانو! ان لوگوں کی طرف مت جھکو جنھوں نے کفر و شرک اور گناہ کر کے اپنے اوپر ظلم کیا ہے کہیں تمہیں دوزخ کی آگ لگ جائے، جیسا کہ ان لوگوں کو لگی ہوئی ہے اور اللہ کے علاوہ تمہارے رشتہ داروں اور ساتھیوں میں کوئی نہیں جو تمہیں عذاب الٰہی سے بچائے اور پھر تمہارے حق میں جس چیز کا ارادہ ہو چکا ہے وہ ٹالا جائے۔

(۱۱۴) اور آپ نماز کی پابندی رکھیں دن کے دونوں کناروں میں یعنی نماز صبح اور ظہر یا یہ کہ صبح، ظہر، عصر کی اور رات کے داخل ہونے پر یعنی مغرب اور عشاء کی نماز کی، بے شک پانچوں نمازوں سے صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں یا یہ کہ حسنات سے مراد یہ کلمات ہیں سُبْحَانَ اللّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ اللّٰهُ أَكْبَرُ۔

اور یہ تلقین کے لیے توبہ کا طریقہ ہے یا یہ کہ توبہ کرنے والوں کے گناہوں کے لیے یہ کفارات ہیں۔

یہ آیت کریمہ ابوالیسر بن عمر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

شانِ نزول: وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ (الخ)

بخاری ومسلم نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے ایک عورت کا بوسہ لے لیا پھر اس کے بعد آکر رسول اکرم ﷺ کو اس کی اطلاع دی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ (الخ) یعنی نیک کام برے کاموں کو مٹا دیتے ہیں۔ انھوں نے عرض کیا یہ حکم خاص میرے لیے ہے، آپ ﷺ نے فرمایا تمام امت کے لیے ہے اور امام ترمذیؒ وغیرہ نے ابوالیسر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ میرے پاس ایک عورت کھجوریں خریدنے کے لیے آئی، میں نے اس سے کہا اندر گھر میں اس سے اچھی ہیں، چنانچہ وہ میرے ساتھ اندر گھر میں گئی اور میں نے جھک کر اس کا بوسہ لے لیا، اس کے بعد میں رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو اس بارے میں بتایا، آپ نے ارشاد فرمایا کیا مجاہد فی سبیل اللہ کی عدم موجودگی میں اس کے گھر والوں کے ساتھ ایسا معاملہ کیا ہے؟ تا آنکہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر وحی بھیجی کہ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ سے لِلذّٰکِرِیْنَ اور اسی کے ہم معنی ابوامامہؓ، معاذ بن جبلؓ، ابن عباسؓ، بریدہؓ وغیرہ سے روایات مروی ہیں۔

وَاصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْاَرْضِ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ ۚ وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَآ اُتْرِفُوْا فِيْهِ وَكَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ۝ وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ ۝ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ ۝ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ ۚ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ ۚ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۝ وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ۚ وَجَآءَكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ ۭ اِنَّا عٰمِلُوْنَ ۝ وَانْتَظِرُوْا ۚ اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ۝ وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ۭ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ ع

اور صبر کیے رہو کہ خدا نیکوکاروں کا اجر ضائع نہیں کرتا (۱۱۵)۔ تو جو امتیں تم سے پہلے گزر چکی ہیں ان میں ایسے ہوشمند کیوں نہ ہوئے جو ملک میں خرابی کرنے سے روکتے۔ ہاں (ایسے) تھوڑے سے (تھے) جن کو ہم نے ان میں سے مخلصی بخشی۔ اور جو ظالم تھے وہ انہی باتوں کے پیچھے لگے رہے جن میں عیش وآرام تھا اور وہ گناہوں میں ڈوبے ہوئے تھے (۱۱۶)۔ اور تمہارا پروردگار ایسا نہیں ہے کہ بستیوں کو جب کہ وہاں کے باشندے نیکوکار ہوں ازراہِ ظلم تباہ کر دے (۱۱۷)۔ اور اگر تمہارا پروردگار چاہتا تو تمام لوگوں کو ایک ہی جماعت کر دیتا لیکن وہ ہمیشہ اختلاف کرتے رہیں گے (۱۱۸)۔ مگر جن پر تمہارا پروردگار رحم کرے اور اسی لئے اس نے ان کو پیدا کیا ہے اور تمہارے پروردگار کا قول پورا ہو گیا کہ میں دوزخ کو جنوں اور انسانوں سب سے بھر دوں گا (۱۱۹)۔ (اے محمد ﷺ) اور پیغمبروں کے وہ سب حالات جو ہم تم سے بیان کرتے ہیں ان سے ہم تمہارے دل کو قائم رکھتے ہیں اور ان (قصص) میں تمہارے پاس حق پہنچ گیا اور (یہ) مومنوں کے لئے نصیحت اور عبرت ہے (۱۲۰)۔ اور جو لوگ ایمان نہیں لائے ان سے کہہ دو کہ تم اپنی جگہ عمل کیے جاؤ ہم (اپنی جگہ) عمل کیے جاتے ہیں (۱۲۱)۔ اور (نتیجۂ اعمال کا) تم بھی انتظار کرو ہم بھی انتظار کرتے ہیں (۱۲۲)۔ اور آسمانوں اور زمین کی چھپی چیزوں کا علم خدا ہی کو ہے اور تمام امور کا رجوع اسی کی طرف ہے۔ تو اسی کی عبادت کرو اور اسی پر بھروسہ رکھو۔ اور جو کچھ تم کر رہے ہو تمہارا پروردگار اس سے بےخبر نہیں (۱۲۳)

تفسیر سورۃ هود آیات (۱۱۵) تا (۱۲۳)

(۱۱۵) اے محمد ﷺ آپ اوامر خداوندی پر مستقیم رہیے اور ان کی تکالیف پر صبر کیجیے، اللہ تعالیٰ ایسے مومن برگزیدہ بندوں کے اجر کو ضائع نہیں فرماتا جو قول وفعل ہر ایک طریقہ سے نیک ہوں۔

(۱۱۶) اور گزشتہ قوموں میں ایسے مومن حضرات نہ ہوئے جو لوگوں کو کفر وشرک، بتوں کی پوجا اور دیگر تمام گناہوں سے روکتے ماسوا ان چند مومنوں کے جن کو ہم نے ان میں سے بچالیا اور مشرکین دنیاوی مال کے جس ناز ونعمت میں تھے اسی میں مشغول ہو رہے ہیں اور یہ شرک کے عادی ہیں۔

(۱۱۷) اور آپ کا پروردگار ایسا نہیں کہ بستی والوں کو ان کے کفر کی وجہ سے ہلاک کر ڈالے جب کہ ان میں ایسے حضرات بھی ہوں جو کہ دوسروں کو نیکیوں کا حکم دے رہے ہوں اور برائیوں سے روک رہے ہوں۔

یا مطلب یہ ہے کہ آپ کا رب ایسا نہیں کہ بستی والوں کو کفر کی وجہ سے جب کہ وہاں کے بعض لوگ اصلاح کی فکر میں ہوں اور اطاعت خداوندی پر قائم ہوں اور اس کو مضبوطی کے ساتھ پکڑے ہوئے ہوں۔

(۱۱۸) اور اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو تمام لوگوں کو ایک ہی ملت یعنی ملت اسلامی پر قائم کر دیتا اور آئندہ بھی ہمیشہ لوگ دین حق اور باطل میں اختلاف کرتے رہیں گے۔

(۱۱۹) مگر جس کی آپ کا پروردگار باطل اور مختلف طریقوں سے حفاظت فرمالے۔ وہ مومن لوگ ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اہل رحمت کو رحمت کرنے کے لیے اور اہل اختلاف کو اختلاف کرنے کے لیے پیدا فرمایا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کے رب کی یہ بات پوری ہوگئی کہ میں جہنم کو کافر جنوں اور کافر انسانوں سے بھروں گا۔

(۱۲۰) اور پیغمبروں کے واقعات میں سے جیسا کہ بیان کیے گئے یہ سارے قصے ہم آپ سے بیان کرتے ہیں تاکہ آپ کے دل کو مضبوطی حاصل ہو کہ جو آپ کے ساتھ آپ کی قوم کر رہی ہے، آپ کے علاوہ اور انبیاء کرام کے ساتھ بھی ان کی قوموں نے یہی معاملہ کیا اور آپ کے پاس اس صورت میں ایسی بات پہنچی ہے جو خود بھی حق ہے اور گناہوں سے بچنے کے لیے نصیحت اور مومنین کے لیے یاددہانی ہے۔

(۱۲۱_۱۲۲) اور جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے انبیاء کرام اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں لاتے آپ ان سے کہہ دیجیے کہ تم اپنی حالت پر اپنے گھروں میں میری مخالفت کی تدابیر کرتے رہو ہم بھی اپنے طور پر تمہاری ہلاکت کے لیے عمل کر رہے ہیں اور تم بھی اس کے نتیجہ کے منتظر رہو اور ہم بھی تمہاری ہلاکت کے منتظر ہیں۔

(۱۲۳) اور بندوں سے جو چیزیں پوشیدہ ہیں اس کا علم اللہ ہی کو ہے اور بندوں کے سب امور آخرت میں اسی کی طرف لوٹ کر جائیں گے لہٰذا اسی کی اطاعت کیجیے اور اسی پر بھروسہ رکھیے اور آپ کا رب ان کی نافرمانیوں سے بے خبر نہیں یا یہ کہ ان کے اعمال کی سزا سے وہ فروگزاشت کرنے والا نہیں جس طرح کہ وہ ان سے غافل نہیں۔

سُوْرَةُ يُوْسُفَ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿۱﴾ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۲﴾ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ ۖ وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ ﴿۳﴾ اِذْ قَالَ يُوْسُفُ لِاَبِيْهِ يٰٓاَبَتِ اِنِّيْ رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ لِيْ سٰجِدِيْنَ ﴿۴﴾ قَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰٓى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا ۖ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۵﴾ وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَآ اَتَمَّهَا عَلٰٓى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ ۗ اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۶﴾ لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖٓ اٰيٰتٌ لِّلسَّآئِلِيْنَ ﴿۷﴾ اِذْ قَالُوْا لَيُوْسُفُ وَاَخُوْهُ اَحَبُّ اِلٰٓى اَبِيْنَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ ۗ اِنَّ اَبَانَا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۸﴾ اقْتُلُوْا يُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا يَّخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِيْنَ ﴿۹﴾ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوْا يُوْسُفَ وَاَلْقُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿۱۰﴾ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مَا لَكَ لَا تَاْمَنَّا عَلٰى يُوْسُفَ وَاِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ ﴿۱۱﴾ اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا يَّرْتَعْ وَيَلْعَبْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۱۲﴾ قَالَ اِنِّيْ لَيَحْزُنُنِيْٓ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَاَخَافُ اَنْ يَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ وَاَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ ﴿۱۳﴾ قَالُوْا لَئِنْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّآ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۱۴﴾ فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ وَاَجْمَعُوْٓا اَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ ۚ وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵﴾

سُوْرَةُ يُوْسُفَ مَكِّيَّةٌ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓرٰ۔ یہ کتاب روشن کی آیتیں ہیں (۱)۔ ہم نے اس قرآن کو عربی میں نازل کیا ہے تاکہ تم سمجھ سکو (۲)۔ (اے پیغمبر) ہم اس قرآن کے ذریعے سے جو ہم نے تمہاری طرف بھیجا ہے تمہیں ایک نہایت اچھا قصہ سناتے ہیں اور تم اس سے پہلے بے خبر تھے (۳)۔ جب یوسف نے اپنے والد سے کہا کہ ابا میں نے (خواب میں) گیارہ ستاروں اور سورج اور چاند کو دیکھا ہے۔ دیکھتا (کیا) ہوں کہ وہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں (۴)۔ انہوں نے کہا کہ بیٹا اپنے خواب کا ذکر اپنے بھائیوں سے نہ کرنا نہیں تو وہ تمہارے حق میں کوئی فریب کی چال چلیں گے۔ کچھ شک نہیں کہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے (۵)۔ اور اسی طرح خدا تمہیں برگزیدہ (وممتاز) کرے گا اور (خواب کی) باتوں کی تعبیر کا علم سکھائے گا۔ اور جس طرح اس نے اپنی نعمت پہلے تمہارے دادا پردادا ابراہیم اور اسحاق پر پوری کی تھی اسی طرح تم پر اور اولاد یعقوب پر پوری کرے گا۔ بے شک تمہارا پروردگار سب کچھ جاننے والا (اور) حکمت والا ہے (۶)۔ ہاں یوسف اور ان کے بھائیوں (کے قصے) میں پوچھنے والوں کے لیے (بہت سی) نشانیاں ہیں (۷)۔ جب انہوں نے (آپس میں) تذکرہ کیا کہ یوسف اور اس کا بھائی ابا کو ہم سے زیادہ پیارے ہیں حالانکہ ہم جماعت (کی جماعت) ہیں۔ کچھ شک نہیں کہ ابا صریح غلطی پر ہیں (۸)۔ تو یوسف کو (یا تو جان سے) مار ڈالو یا کسی ملک میں پھینک آؤ۔ پھر ابا کی توجہ صرف تمہاری طرف ہو جائے گی۔ اور اس کے بعد تم اچھی حالت میں ہو جاؤ گے (۹)۔ ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا کہ یوسف کو جان سے نہ مارو کسی گہرے کنویں میں ڈال دو کہ کوئی راہ گیر نکال (کر اور ملک میں) لے جائے گا۔ اگر تم کو کرنا ہے (تو یوں کرو) (۱۰)۔ (یہ مشورہ کر کے وہ یعقوب سے) کہنے لگے کہ ابا جان کیا سبب ہے کہ آپ یوسف کے بارے میں ہمارا اعتبار نہیں کرتے حالانکہ ہم اس کے خیر خواہ ہیں (۱۱)۔ کل اسے ہمارے ساتھ بھیج دیجیے کہ خوب میوے کھائے اور کھیلے کودے ہم اس کے نگہبان ہیں (۱۲)۔ انہوں نے کہا کہ یہ امر مجھے غمناک کیے دیتا ہے کہ تم اسے لے جاؤ (یعنی وہ مجھ سے جدا

ہو جائے) اور مجھے یہ بھی خوف ہے کہ تم (کھیل میں) غافل ہو جاؤ اور اسے بھیڑیا کھا جائے (۱۳)۔ وہ کہنے لگے کہ اگر ہماری موجودگی میں کہ ہم ایک طاقتور جماعت ہیں اُسے بھیڑیا کھا گیا تو ہم بڑے نقصان میں پڑ گئے (۱۴)۔ غرض جب وہ ان کو لے گئے اور اس بات پر اتفاق کر لیا کہ اس کو گہرے کنویں میں ڈال دیں تو ہم نے یوسف کی طرف وحی بھیجی کہ (ایک وقت ایسا آئے گا کہ) تم ان کے اس سلوک سے آگاہ کرو گے اور ان کو (اس وحی کی) کچھ خبر نہ ہو گی (۱۵)

تفسیر سورۃ یوسف آیات (۱) تا (۱۵)

یہ تمام سورت مکی ہے، اس میں ایک سو گیارہ آیات اور ایک ہزار سات سو چھہتر کلمات اور سات ہزار ایک سو چھیانوے حروف ہیں۔

(۱) الٓـر ۔ میں اللہ ہوں جو کچھ تم کہہ رہے ہو اور کر رہے ہو میں سب کچھ دیکھ رہا ہوں اور اے محمد ﷺ جو کچھ تمہارے سامنے پڑھ کر سناتے ہیں وہ میرا کلام ہے یا یہ کہ قسم ہے جو کہ اللہ تعالیٰ نے کھائی ہے۔

(۲) یہ سورت قرآن کریم کی آیات ہیں جو کہ حلال وحرام اوامر و نواہی کو واضح طور پر بیان فرما رہا ہے۔

(۳) ہم نے قرآن کریم کو بذریعہ جبریل امین رسول اکرم ﷺ پر عربی میں نازل کیا ہے تاکہ جن چیزوں کا بذریعہ قرآن کریم ہم نے تمہیں حکم دیا ہے اور جن چیزوں سے تمہیں کو روکا ہے تم ان کو سمجھو ہم آپ سے یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کے واقعات میں سے اس قرآن کریم کے ذریعے جو بذریعہ جبریل امین ہم نے آپ کے پاس بھیجا ہے ایک بڑا عمدہ قصہ بیان کرتے ہیں۔

اور آپ اس قرآن کریم کے نزول سے پہلے جو بذریعہ جبریل امین آپ پر نازل کیا گیا ہے یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کے واقعہ سے بالکل لاعلم تھے۔

شان نزول: نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ (الخ)

امام حاکمؒ نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ پر قرآن کریم نازل کیا گیا، آپ قرآن کریم لوگوں کو ایک زمانہ تک پڑھ کر سناتے رہے، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کچھ اور واقعات بیان کیجیے، اس پر اللہ تعالیٰ نے اس بڑے عمدہ واقعہ کی اطلاع دی۔

اور ابن جریرؒ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کوئی واقعہ ہم سے بیان کیجیے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ واقعہ نازل فرمایا ہم نے جو یہ قرآن آپ کے پاس بھیجا ہے، اس کے ذریعے ہم آپ سے ایک بڑا عمدہ واقعہ بیان کرتے ہیں، نیز ابن مردویہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

(۴) چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام جب دوپہر کو سوئے تو خواب میں دیکھا کہ گیارہ ستاروں نے اپنے مقامات سے اتر کر ان کو سجدہ تحیت کیا ہے اور ان ستاروں سے مراد ان کے گیارہ بھائی ہیں اور ایسے چاند و سورج کو دیکھا کہ وہ اپنی جگہ سے آئے اور مجھ کو سجدہ تحیت کیا، چاند و سورج سے ان کے والدین حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت راحیل مراد ہیں۔

(۵) حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام سے فرمایا بیٹا اس خواب کے بعد اگر اور بھی خواب دیکھو تو اپنے بھائیوں کے سامنے مت بیان کرنا کہ کہیں وہ تمہاری موت کی کوئی تدبیر کریں، بلاشبہ شیطان آدمی کا کھلا دشمن ہے کہ لوگوں کو حسد پر اکساتا ہے۔

(۶) اسی طرح تمہارا پروردگار تمہیں نبوت کے لیے منتخب کرے گا اور خوابوں کی تعبیر کا علم بھی دے گا اور نبوت واسلام دے کر تم پر اور تمہارے ذریعے یعقوب علیہ السلام کے خاندان پر انعام کامل کرے گا اور اسی نعمت پر تمہارا انتقال ہوگا۔
جیسا کہ اس سے پہلے تمہارے دادا پردادا ابراہیم و اسحاق کو نبوت واسلام کی نعمت سے نوازا، واقعی تمہارا پروردگار ان نعمتوں کو جاننے والا اور اس کی تکمیل میں حکمت والا ہے یا یہ کہ وہ تمہارے خواب کو جاننے والا اور جو پریشانی تمہیں لاحق ہوگی اس میں حکمتوں والا ہے۔

(۷) یوسف علیہ السلام اور ان کے واقعہ میں سوال کرنے والوں کے لیے دلائل موجود ہیں، یہ آیت علماء یہود کی ایک جماعت کے بارے میں نازل ہوئی ہے انھوں نے اس کے متعلق سوال کیا تھا۔

(۸) وہ وقت قابل ذکر ہے جب ان سوتیلے بھائیوں نے باہم مشورہ کیا کہ یوسف اور ان کے حقیقی بھائی بنیامین ہمارے باپ کو ہم سے زیادہ عزیز ہیں اور ہم اس کی ایک جماعت ہیں، واقعی ہمارے باپ یوسف علیہ السلام سے محبت کرنے اور ان کو ہم پر ترجیح دینے میں ایک فاش غلطی پر ہیں۔

(۹) پھر ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ یوسف کو قتل کردو یا کسی دور دراز علاقے میں چھوڑ آؤ، اس صورت میں تمہارے باپ کا رخ صرف تمہاری طرف ہوجائے گا اور تم یوسف کے قتل کے بعد ان کے قتل کے گناہ سے توبہ کرلینا یا یہ کہ پھر تمہارے باپ کے ساتھ تمہارے سب معاملات ٹھیک ہوجائیں گے۔

(۱۰) یوسف علیہ السلام کے بھائیوں میں سے یہودا نے اپنے بھائیوں سے کہا کہ یوسف علیہ السلام کو قتل مت کرو بلکہ ان کو کسی گہرے یا اندھے کنویں میں ڈال دو تاکہ ان کو کوئی مسافر چلتا ہوا نکال لے جائے اگر تمہیں یہ کام کرنا ہے تو اس طرح کرو۔

(۱۱-۱۲) چنانچہ سب نے اپنے باپ کے سامنے آکر گزارش کی اور کہا کہ ہم ان کے خیر خواہ ہیں، آپ ان کو ہمارے ساتھ جنگل بھیجئے تاکہ وہ جائیں آئیں کھائیں اور کھیلیں اور ہم ان پر مشفق و مہربان ہیں۔

(۱۳) ان کے باپ نے فرمایا مجھے تمہارے ساتھ بھیجنے میں دو امر مانع ہیں، ایک تم ان کو میری نظروں سے لے جاؤ اور میں ان کو نہ دیکھ سکوں اور دوسرا یہ کہ مجھے اس چیز کا اندیشہ ہے کہ اس کو کوئی بھیڑیا کھا جائے اور تم اپنے کھیل کود میں مصروف رہو۔

(۱۴) کیوں کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے خواب میں دیکھا تھا کہ ایک بھیڑیا ان پر حملہ آور ہو رہا ہے اسی وجہ سے انھوں نے یہ فرمایا انھوں نے اپنے باپ سے کہا کہ اگر ان کو بھیڑیا کھا جائے اور ہم دس لوگ ہیں تو ہم بالکل ہی گئے

گزرے ہوئے یا یہ کہ ہم باپ اور بھائی کی حرمت کو چھوڑ کر بالکل گھاٹے میں پڑ جائیں گے۔

(۱۵) چنانچہ جب حضرت یوسف کے لے جانے کی اجازت لے کر وہ ان کو جنگل میں لے گئے تو سب نے پختہ ارادہ کرلیا کہ ان کو کسی اندھے کنوئیں میں ڈال دیں گے۔

چنانچہ انھوں نے اپنا ارادہ پورا کیا تو اس وقت ہم نے جبریل امین کو یوسف علیہ السلام کے پاس بھیجا اور بذریعہ الہام ان کو تسلی دی کہ اے یوسف تم ان کو ان کی یہ بات جتلاؤ گے اور وہ تمھیں پہچانیں گے بھی نہیں کہ تم یوسف ہو حتی کہ تم خود ہی ان سے اپنا تعارف کراؤ گے اور کہ اس وقت ہم نے جو وحی بھیجی ان کے بھائیوں کو اس چیز کی قطعا کچھ خبر نہ ہوئی۔

وَجَآءُوْٓ اَبَاهُمْ عِشَآءً يَّبْكُوْنَ ۝ قَالُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّا ذَهَبْنَا
نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ ۚ وَمَآ
اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صٰدِقِيْنَ ۝ وَجَآءُوْ عَلٰى قَمِيْصِهٖ
بِدَمٍ كَذِبٍ ۭ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ۭ فَصَبْرٌ
جَمِيْلٌ ۭ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ۝ وَجَآءَتْ سَيَّارَةٌ
فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ فَاَدْلٰى دَلْوَهٗ ۭ قَالَ يٰبُشْرٰى هٰذَا غُلٰمٌ ۭ
وَاَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍۢ
بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ ۚ وَكَانُوْا فِيْهِ مِنَ الزّٰهِدِيْنَ ۝
وَقَالَ الَّذِي اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖٓ اَكْرِمِيْ مَثْوٰىهُ
عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ۭ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ
فِي الْاَرْضِ ۡ وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۭ وَاللّٰهُ
غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَلَمَّا بَلَغَ
اَشُدَّهٗٓ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝
وَرَاوَدَتْهُ الَّتِيْ هُوَ فِيْ بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ
وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ ۭ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّيْٓ اَحْسَنَ مَثْوَايَ ۭ
اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ
رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ۭ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْۗءَ وَالْفَحْشَاۗءَ ۭ
اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ۝ وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ
قَمِيْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ وَّاَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ ۭ قَالَتْ مَا جَزَاۗءُ
مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْۗءًا اِلَّآ اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

(یہ حرکت کرکے) وہ رات کے وقت باپ کے پاس روتے ہوئے آئے (۱۶)۔ (اور) کہنے لگے کہ ابا جان ہم تو دوڑنے اور ایک دوسرے سے آگے نکلنے میں مصروف ہو گئے اور یوسف کو اپنے اسباب کے پاس چھوڑ گئے تو اسے بھیڑیا کھا گیا۔ اور آپ ہماری بات کو گو کہ ہم سچ ہی کہتے ہوں باور نہیں کریں گے (۱۷)۔ اور ان کے کرتے پر جھوٹ موٹ کا لہو بھی لگا لائے یعقوب نے کہا (کہ حقیقت الحال یوں نہیں ہے) بلکہ تم اپنے دل سے (یہ) بات بنا لائے ہو۔ اچھا صبر (کہ وہی) خوب (ہے)۔ اور جو تم بیان کرتے ہو اس کے بارے میں خدا ہی سے مدد مطلوب ہے (۱۸)۔ (اب خدا کی شان دیکھو کہ اس کنوئیں کے قریب) ایک قافلہ آوارد ہوا اور انہوں نے (پانی کے لئے) اپنا سقا بھیجا اس نے کنوئیں میں ڈول لٹکایا (تو یوسف اس سے لٹک گئے۔ وہ بولا) زہے قسمت یہ تو (نہایت حسین) لڑکا ہے اور اس کو قیمتی سرمایہ سمجھ کر چھپا لیا اور جو کچھ وہ کرتے تھے خدا کو سب معلوم تھا (۱۹)۔ اور اس کو تھوڑی سی قیمت (یعنی) معدودے چند درہموں پر بیچ ڈالا اور انھیں ان (کے بارے) میں کچھ لالچ بھی نہ تھا (۲۰)۔ اور مصر میں جس شخص نے اس کو خریدا اس نے اپنی بیوی سے (جس کا نام زلیخا تھا) کہا کہ اس کو عزت واکرام سے رکھو۔ عجب نہیں کہ یہ ہمیں فائدہ دے یا ہم اسے بیٹا بنالیں۔ اس طرح ہم نے یوسف کو سرزمین (مصر) میں جگہ دی اور غرض یہ تھی کہ ہم ان کو (خواب کی) باتوں کی تعبیر سکھائیں۔ اور خدا اپنے کام پر غالب ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے (۲۱)۔ اور جب وہ اپنی جوانی کو پہنچے تو ہم نے ان کو دانائی اور علم بخشا اور نیکوکاروں کو ہم اسی طرح بدلا دیا کرتے ہیں (۲۲)۔ تو جس عورت کے گھر میں وہ رہتے تھے اس نے ان کو اپنی طرف

حاصل کرنا چاہا اور دروازے بند کرکے کہنے لگی (یوسف) جلدی آؤ۔ انہوں نے کہا کہ خدا پناہ میں رکھے وہ (یعنی تمہارے میاں) تو میرے آقا ہیں انہوں نے مجھے اچھی طرح سے رکھا ہے (میں ایسا ظلم نہیں کر سکتا) بے شک ظالم لوگ فلاح نہیں پائیں گے (۲۳)۔ اور اس عورت نے اُن کا قصد کیا اور انہوں نے اُس کا قصد کیا اگر وہ اپنے پروردگار کی نشانی نہ دیکھتے (تو جو ہوتا ہوتا)۔ یوں اس لئے (کیا گیا) کہ ہم اُن سے بُرائی اور بے حیائی کو روک دیں۔ بے شک وہ ہمارے خالص بندوں میں سے تھے (۲۴)۔ اور دونوں دروازے کی طرف بھاگے (آگے یوسف پیچھے زلیخا) اور عورت نے اُن کا کرتہ پیچھے سے (پکڑ کر جو کھینچا تو) پھاڑ ڈالا اور دونوں کو دروازے کے پاس عورت کا خاوند مل گیا تو عورت بولی کہ جو شخص تمہاری بیوی کے ساتھ برا ارادہ کرے اس کی اس کے سوا کیا سزا ہے کہ یا تو قید کیا جائے یا دکھ کا عذاب دیا جائے (۲۵)

تفسیر سورۃ یوسف آیات (۱۶) تا (۲۵)

(۱۶-۱۷) ادھر وہ لوگ ظہر کے بعد یعنی شام کو اپنے باپ کے پاس یوسف علیہ السلام پر روتے ہوئے پہنچے اور کہنے لگے کہ ابا جان ہم تو کھیل کود اور شکار میں لگ گئے اور یوسف کو ہم نے اپنی چیزوں کی حفاظت کے لیے چھوڑ دیا چنانچہ جس چیز کا آپ کو ڈر تھا وہی ہوا اور آپ کیوں ہم پر یقین کریں گے چاہے ہم کیسے ہی سچے کیوں نہ ہوں۔

(۱۸) اور آتے وقت کسی بکری کو ذبح کرکے حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص پر اس کا خون بھی لگا لائے تھے، حضرت یعقوب علیہ السلام نے دیکھ کر فرمایا تم نے یوسف کی ہلاکت کے لیے اپنے دل سے بات بنالی اور اس کو کر گزرے۔

خیر صبر ہی کروں گا جس میں شکایت کا کوئی نام نہ ہوگا اور تم جو کچھ یوسف علیہ السلام کے بارے میں کہہ رہے ہو اس میں اللہ ہی سے مدد طلب کروں گا۔

(۱۹-۲۰) اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان کی باتوں کی تصدیق نہیں کی کیوں کہ انہوں نے پہلی دفعہ کہا تھا کہ ان کو ڈاکوؤں نے مار ڈالا (کرتہ کہیں سے پھٹا ہوا نہیں تھا) اور ادھر مدین سے مسافروں کا ایک قافلہ آنکلا جو مصر جا رہا تھا، چنانچہ وہ راستہ بھول کر غلط راستہ پر آگئے یا اتفاقاً گشت کرتے کرتے مدین اور مصر کے درمیان دونوں کی زمینوں میں آ گئے وہاں کنواں تھا، چنانچہ اس سرزمین پر ٹھہر گئے اور یہاں ہر ایک قوم نے اپنے اپنے آدمیوں کو پانی کی تلاش میں بھیجا، اتفاق سے عربوں میں سے ایک شخص مالک بن دعر ہائی جو حضرت شعیب کے بھتیجے تھے اس کنویں پر آ پہنچے جس میں یوسف علیہ السلام تھے اور اس نے اپنا ڈول ڈالا، حضرت یوسف علیہ السلام نے ڈول کو پکڑ لیا تو وہ کنویں سے ڈول نہ کھینچ سکا تو اس نے کنویں کے اندر جھانکا، اچانک ایک لڑکے پر نظر پڑی جس نے ڈول کو پکڑ رکھا ہے، اس نے اپنے ساتھیوں کو پکارا کہ میرے ساتھیو بڑی خوشخبری ہے وہ کہنے لگے کہ کیا ہے اس نے کہا کہ یہ بڑا اچھا لڑکا ہے، چنانچہ اور ساتھی جمع ہوئے اور سب نے مل کر حضرت یوسف کو کنویں سے نکال لیا اور نکال کر قوم سے چھپا لیا اور قوم سے اس بات کا اظہار کیا کہ یہ مال تجارت ہے ہم نے پانی والوں سے مصر میں بیچنے کے لیے اس کو لیا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کو ان کی سب کارگزاریاں معلوم تھیں۔

غرض کہ یہاں حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی پہنچ گئے اور انہوں نے ان کو مالک بن دعر سے بہت ہی کم

قیمت یعنی بیس درہم یا بتیس درہم میں بیچ ڈالا یا یہ کہ قافلہ والوں نے ان کو بیچ ڈالا اور یوسف علیہ السلام کے بدلے جو انھوں نے قیمت لی وہ اس کے کچھ محتاج تو تھے نہیں یا یہ کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی ان کے کچھ قدر دان تو تھے ہی نہیں کیوں کہ ان کی قدر و منزلت کو نہیں پہچانا یا یہ کہ قافلہ والے حضرت یوسف علیہ السلام کے قدر دان نہیں تھے۔

(۲۱) مصر میں پہنچ کر مالک بن دعر سے یوسف علیہ السلام کو عزیز نے جو کہ بادشاہ کا خازن اور اس کے لشکروں کا افسر تھا خرید لیا اور عزیز کا نام قطفیر تھا اور زلیخا سے کہا کہ ان کو قدر و منزلت کے ساتھ رکھنا۔ ممکن ہے کہ یہ ہمارے کام آئے یا ہم اس کو اپنا لڑکا بنالیں اور عزیز نے مالک بن دعر سے حضرت یوسف علیہ السلام کو بیس درہم اور ایک کپڑوں کے اور ایک جوتوں کے جوڑے کے عوض خریدا تھا اور اسی طریقہ سے ہم نے حضرت یوسف علیہ السلام کو سرزمین مصر میں بادشاہت عطا کی۔

اور تاکہ ہم انھیں خوابوں کی تعبیر دینا بتائیں اور اللہ تعالیٰ اپنے ارادہ کیے ہوئے پر خوب غالب و قادر ہے اور کسی کو اس کے ارادہ پر غلبہ و قدرت نہیں لیکن مصر والے اس چیز کو نہیں جانتے اور نہ اس کی تصدیق کرتے ہیں یا یہ کہ وہ اس بات کو جانتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے ارادہ پر غالب ہے۔

(۲۲) اور جب وہ اپنی جوانی کو پہنچے (اشد اٹھارہ سال سے تیس سال تک کی عمر کو بولتے ہیں) تو ہم نے ان کو حکمت اور نبوت عطا فرمائی، اسی طرح ہم نیکوکاروں کو قول و فعل کے بدلے علم و حکمت کے ساتھ بدلہ دیا کرتے ہیں۔

(۲۳) اور جس عورت کے گھر میں حضرت یوسف علیہ السلام رہتے تھے وہ ان سے اپنا مطلب حاصل کرنے کے لیے ان کو پھسلانے لگی اپنے اور یوسف علیہ السلام پر گھر کے تمام دروازے بند کر دیے اور یوسف علیہ السلام سے کہنے لگی آجاؤ میں تمہارے ہی لیے ہوں یا یہ کہ چلے آؤ اور میں تم ہی سے کہتی ہوں، حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ میں ایسے کام سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں اور دوسرا یہ کہ میرا محسن عزیز جو ہے اس نے کس قدر و منزلت کے ساتھ مجھے رکھا ہے تو کیا میں اسی کے ناموس میں خیانت کروں، ایسے حق فراموشوں کو عذاب الٰہی سے نجات حاصل نہیں ہوا کرتی۔

(۲۴) اور اس عورت کے دل میں ان کا خیال تو جم ہی رہا تھا اور حضرت یوسف علیہ السلام کو بھی کچھ کچھ خیال امر طبعی کے درجہ ہو چلا تھا اگر ان کے سامنے اپنے پروردگار کے گناہ دینے کا مشاہدہ نہ ہوتا جو کہ اس فعل پر لازم ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ اس وقت انھوں نے اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام کی صورت کو دیکھا مگر ہم نے اسی طرح علم دیا تھا تاکہ ان سے صغیرہ اور کبیرہ گناہ کو دور رکھیں (کہ ارادہ سے بھی بچایا اور فعل سے بھی بچایا) کیوں کہ وہ ہمارے برگزیدہ بندوں میں سے تھے۔

یعنی اس کام سے معصوم و محفوظ رہنے والوں میں سے تھے۔

(۲۵) غرض کہ دونوں آگے پیچھے دروازے کی طرف دوڑے، اس وقت حضرت یوسف علیہ السلام وہاں سے جان بچا کر نکلنے کے لیے بھاگے اور وہ دروازہ بند کرنے کے لیے دوڑی اور دوڑنے میں اس عورت نے جو حضرت یوسف سے

دروازہ بند کرنے کے لیے سبقت کرنا چاہی تو حضرت یوسف کی قمیص پیچھے کی طرف پھاڑ ڈالی مگر یوسف علیہ السلام باہر نکل گئے تو دونوں نے اتفاقاً اس عورت کے شوہر کو جو کہ اس کا چچازاد بھائی تھا دروازہ پر کھڑا پایا تو وہ عورت فوراً بات بنا کر اپنے خاوند سے کہنے لگی کہ جو شخص تیری بیوی کے ساتھ بدکاری کا ارادہ کرے، اس کی سزا سوائے اس کے کیا ہو سکتی ہے کہ وہ جیل بھیج دیا جائے یا اسے اور کوئی دردناک جسمانی سزا دی جائے۔

قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِي عَن نَّفْسِي وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ أَهْلِهَا إِن كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِن قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ﴿٢٦﴾ وَإِن كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِن دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿٢٧﴾ فَلَمَّا رَأَىٰ قَمِيصَهُ قُدَّ مِن دُبُرٍ قَالَ إِنَّهُ مِن كَيْدِكُنَّ إِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيمٌ ﴿٢٨﴾ يُوسُفُ أَعْرِضْ عَنْ هَٰذَا وَاسْتَغْفِرِي لِذَنبِكِ إِنَّكِ كُنتِ مِنَ الْخَاطِئِينَ ﴿٢٩﴾ وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِينَةِ امْرَأَتُ الْعَزِيزِ تُرَاوِدُ فَتَاهَا عَن نَّفْسِهِ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا إِنَّا لَنَرَاهَا فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٣٠﴾ فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ أَرْسَلَتْ إِلَيْهِنَّ وَأَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَأً وَآتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّينًا وَقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ فَلَمَّا رَأَيْنَهُ أَكْبَرْنَهُ وَقَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلَّهِ مَا هَٰذَا بَشَرًا إِنْ هَٰذَا إِلَّا مَلَكٌ كَرِيمٌ ﴿٣١﴾ قَالَتْ فَذَٰلِكُنَّ الَّذِي لُمْتُنَّنِي فِيهِ وَلَقَدْ رَاوَدتُّهُ عَن نَّفْسِهِ فَاسْتَعْصَمَ وَلَئِن لَّمْ يَفْعَلْ مَا آمُرُهُ لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُونًا مِّنَ الصَّاغِرِينَ ﴿٣٢﴾ قَالَ رَبِّ السِّجْنُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا يَدْعُونَنِي إِلَيْهِ وَإِلَّا تَصْرِفْ عَنِّي كَيْدَهُنَّ أَصْبُ إِلَيْهِنَّ وَأَكُن مِّنَ الْجَاهِلِينَ ﴿٣٣﴾ فَاسْتَجَابَ لَهُ رَبُّهُ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٣٤﴾ ثُمَّ بَدَا لَهُم مِّن بَعْدِ مَا رَأَوُا الْآيَاتِ لَيَسْجُنُنَّهُ حَتَّىٰ حِينٍ ﴿٣٥﴾

(یوسف نے) کہا اسی نے مجھ کو اپنی طرف مائل کرنا چاہا تھا۔ اس کے قبیلے میں سے ایک فیصلہ کرنے والے نے یہ فیصلہ کیا کہ اگر اس کا کرتا آگے سے پھٹا ہو تو یہ سچی اور یوسف جھوٹا ہے (۲۶)۔ اور اگر کرتا پیچھے سے پھٹا ہو تو یہ جھوٹی اور وہ سچا ہے (۲۷)۔ جب اس کا کرتا دیکھا (تو) پیچھے سے پھٹا تھا (تب اس نے زلیخا سے کہا) کہ یہ تمہارا ہی فریب ہے۔ اور کچھ شک نہیں کہ تم عورتوں کے فریب بڑے (بھاری) ہوتے ہیں (۲۸)۔ یوسف اس بات کا خیال نہ کر۔ اور (زلیخا) تو اپنے گناہ کی بخشش مانگ۔ بے شک خطا تیری ہی ہے (۲۹)۔ اور شہر میں عورتیں گفتگو کرنے لگیں کہ عزیز کی بیوی اپنے غلام کو اپنی طرف مائل کرنا چاہتی ہے اور اس کی محبت اس کے دل میں گھر کر گئی ہے۔ ہم دیکھتی ہیں کہ وہ صریح گمراہی میں ہے (۳۰)۔ جب زلیخا نے ان عورتوں کی (گفتگو جو حقیقت میں دیدار یوسف کے لیے ایک) چال (تھی) سنی تو ان کے پاس (دعوت کا) پیغام بھیجا اور ان کے لیے ایک محفل مرتب کی۔ اور (پھل تراشنے کے لئے) ہر ایک کو ایک ایک چھری دی اور (یوسف سے) کہا کہ ان کے سامنے باہر آؤ۔ جب عورتوں نے ان کو دیکھا تو اُن کا رعب (حسن) اُن پر (ایسا) چھا گیا کہ (پھل تراشتے تراشتے) اپنے ہاتھ کاٹ لیے اور بیساختہ بول اٹھیں کہ سبحان اللہ (یہ حسن) یہ آدمی نہیں کوئی بزرگ فرشتہ ہے (۳۱)۔ تب (زلیخا نے) کہا یہ وہی ہے جس کے بارے میں تم مجھے طعنے دیتی تھیں۔ اور بے شک میں نے اس کو اپنی طرف مائل کرنا چاہا مگر یہ بچا رہا اور اگر یہ وہ کام نہ کرے گا جو میں اسے کہتی ہوں تو قید کر دیا جائے گا اور ذلیل ہوگا (۳۲)۔ یوسف نے دعا کی کہ پروردگار جس کام کی طرف یہ مجھے بلاتی ہیں اس کی نسبت مجھے قید پسند ہے۔ اور اگر تو مجھ سے ان کے فریب کو نہ ہٹائے گا تو میں ان کی طرف مائل ہو جاؤں گا اور نادانوں میں داخل ہو جاؤں گا (۳۳)۔ تو خدا نے ان کی دعا قبول کر لی اور ان سے عورتوں کا مکر دفع کر دیا۔ بے شک وہ سننے اور جاننے والا ہے (۳۴)۔ پھر باوجود اس کے کہ وہ لوگ نشان دیکھ چکے تھے۔ ان کی رائے یہی ٹھیری کہ کچھ عرصے کے لئے ان کو قید ہی کر دیں (۳۵)

تفسیر سورۃ یوسف آیات (۲۶) تا (۳۵)

(۲۶) حضرت یوسف علیہ السلام کہنے لگے یہ بالکل جھوٹ بول رہی ہے، اسی نے مجھے دعوت دی اور مجھی اپنا مطلب نکالنے کے لیے مجھ کو پھسلاتی تھی۔

(۲۷) چنانچہ اس عورت کے خاندان میں سے ایک حاکم نے فیصلہ کیا جو کہ اس کا حقیقی یا چچازاد بھائی تھا کہ اگر یوسف علیہ السلام کی قمیص آگے سے پھٹی ہو تو یہ سچی ہے اور وہ جھوٹے ہیں۔

اور اگر یوسف کی قمیص پیچھے سے پھٹی ہو تو عورت جھوٹی ہے اور یہ اپنے فرمان میں کہ اس عورت نے مجھے پھسلایا ہے سچے ہیں۔

(۲۸) چنانچہ جب اس کے بھائی یعنی خاوند نے ان کی قمیص پیچھے سے پھٹی ہوئی دیکھی تو کہنے لگا کہ تو نے اپنی برأت ظاہر کی تھی یہ تم عورتوں کی چالاکی اور باتیں ہیں، بے شک تمہاری چالاکیاں بھی غضب ہی کی ہوتی ہیں کہ بری اور غیر بری سب کو لپیٹ میں لے لیتی ہیں۔

(۲۹) پھر اس کے بھائی نے کہا کہ اے یوسف! اس بات کو جانے دو اور اس کا سر عام چرچا نہ کرنا پھر اس کے بھائی نے عورت کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ اے عورت! تو اپنے قصور کی معافی مانگ اور اپنے خاوند سے اپنے برے ارادے کی معذرت کر واقعی تو اپنے خاوند کی خائن ہے۔

(۳۰) غرض کہ زلیخا کی اس بات کی شہر میں شہرت ہوگئی اور چار عورتوں نے یعنی بادشاہ کے ساقی کی بیوی اور قید خانہ کے داروغہ کی بیوی اور صاحب مطبخ کی بیوی اور نگران کی بیوی نے کہا کہ زلیخا اپنے غلام سے ناجائز مطلب حاصل کرنے کے لیے اس کو پھسلاتی ہے اس کے دل میں یوسف علیہ السلام کا عشق جگہ پکڑ گیا ہے ہم تو اس کو صریح غلطی میں دیکھتے ہیں کہ اپنے غلام یوسف علیہ السلام سے عشق کرتی ہے۔

(۳۱) سو جب زلیخا نے ان عورتوں کی بات سنی تو ان کو دعوت پر بلایا اور ان کے تکیہ کے لیے تکیے لگائے، جب وہ آگئیں تو ان کے سامنے گوشت اور روٹی رکھی اور گوشت کاٹ کر کھانے کے لیے ان کو ایک ایک چاقو بھی دیا کیوں کہ بغیر چاقو سے کاٹ کر اس زمانہ میں گوشت نہیں کھاتے تھے اور ان تمام کارروائیوں کے بعد زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا کہ ذرا ان کے سامنے تو آجاؤ چنانچہ جب ان عورتوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو گھبرا گئیں اور حیران ہوگئیں اور یوسف علیہ السلام کے حسن و جمال کی بنا پر حیرانی اور وحشت میں چاقو سے اپنے ہاتھ کاٹ بیٹھیں اور کہنے لگیں ماشاء اللہ یہ شخص آدمی ہرگز نہیں یہ تو اپنے پروردگار کا کوئی بزرگ فرشتہ ہے۔

(۳۲) تب زلیخا نے ان عورتوں سے کہا کہ یہ وہی ہے جس کے بارے میں تم مجھے لعن طعن کرتی ہو اور واقعی میں نے ان کو اپنی طرف دعوت دی تھی اور اپنا مطلب حاصل کرنے کی خواہش کی تھی، مگر یہ عفت و پاک دامنی کے ساتھ علیحدہ رہے اور اگر آئندہ کو میرا کہنا نہ مانے گا تو جیل بھیجا جائے گا اور بے عزت بھی ہوگا۔ وہ سب عورتیں بھی حضرت یوسف علیہ السلام سے کہنے لگیں کہ تمہیں اپنی محسنہ سے ایسی بے اعتنائی مناسب نہیں۔

(۳۳) یوسف علیہ السلام نے جب یہ دیکھا تو اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی اے میرے پروردگار جس فضول کام کی طرف یہ مجھے بلا رہی ہیں اس سے تو جیل میں جانا ہی مجھے بہتر ہے۔
اور اگر آپ ان کے داؤ پیچ کو مجھ سے دفع نہ کریں گے تو ان کی صلاح کی طرف مائل ہو جاؤں گا اور آپ کی نعمت سے نادان ہو جاؤں گا یا یہ کہ نادانی کا کام کر بیٹھوں گا۔
(۳۴) چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور عورتوں کے مکروفریب سے ان کو دور رکھا۔ بے شک وہ دعاؤں کا سننے والا اور ان کی قبولیت کو جاننے والا ہے یا کہ ان عورتوں کی باتوں کا سننے والا اور ان کے داؤ پیچ کو جاننے والا ہے۔
(۳۵) پھر عزیز کو حضرت یوسف کی قمیص کے پھٹنے اور لڑکے کے فیصلے سے یہی مناسب معلوم ہوا کہ چند سالوں تک ان کو قید میں رکھیں یا یہ کہ اتنے وقت تک قید میں رکھیں جب تک کہ لوگوں کی باتیں ختم نہ ہو جائیں۔

وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيٰنِ ۭ قَالَ اَحَدُهُمَآ اِنِّىْٓ اَرٰىنِىْٓ اَعْصِرُ خَمْرًا ۚ وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنِّىْٓ اَرٰىنِىْٓ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِىْ خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ ۭ نَبِّئْنَا بِتَاْوِيْلِهٖ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ قَالَ لَا يَاْتِيْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖٓ اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِيْلِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَكُمَا ۭ ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ ۭ اِنِّىْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَاۗءِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۭ مَا كَانَ لَنَآ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَعَلَي النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ۝ يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَاۗءً سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَاۗؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۭ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ۭ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ۭ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ اَمَّآ اَحَدُكُمَا فَيَسْقِيْ رَبَّهٗ خَمْرًا ۚ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَيُصْلَبُ فَتَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ ۭ قُضِيَ الْاَمْرُ الَّذِيْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ ۝ وَقَالَ لِلَّذِيْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ ۡ فَاَنْسٰىهُ الشَّيْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِيْنَ ۝

اور ان کے ساتھ دو اور جوان بھی داخل زنداں ہوئے۔ ایک نے اُن میں سے کہا کہ (میں نے خواب دیکھا ہے) دیکھتا (کیا) ہوں کہ شراب (کے لیے انگور) نچوڑ رہا ہوں دوسرے نے کہا کہ (میں نے بھی خواب دیکھا ہے) میں یہ دیکھتا ہوں کہ اپنے سر پر روٹیاں اُٹھائے ہوئے ہوں اور جانور اُن میں سے کھا رہے ہیں (تو) ہمیں ان کی تعبیر بتا دیجئے کہ ہم تمہیں نیکوکار دیکھتے ہیں (۳۶)۔ یوسف نے کہا کہ جو کھانا تم کو ملنے والا ہے وہ آنے نہیں پائے گا کہ میں اس سے پہلے تم کو ان کی تعبیر بتا دوں گا۔ یہ اُن (باتوں) میں سے ہے جو میرے پروردگار نے مجھے سکھائی ہیں جو لوگ خدا پر ایمان نہیں لاتے اور روزِ آخرت سے انکار کرتے ہیں میں اُن کا مذہب چھوڑے ہوئے ہوں (۳۷)۔ اور اپنے باپ دادا ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کے مذہب پر چلتا ہوں۔ ہمیں شایاں نہیں کہ کسی چیز کو خدا کے ساتھ شریک بنائیں یہ خدا کا فضل ہے ہم پر بھی اور لوگوں پر بھی لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے (۳۸)۔ میرے جیل خانے کے رفیقو! بھلا کئی جدا جدا آقا اچھے یا (ایک) خدائے یکتا و غالب (۳۹)۔ جن چیزوں کی تم خدا کے سوا پرستش کرتے ہو وہ صرف نام ہی نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لیے ہیں خدا نے اُن کی کوئی سند نازل نہیں کی (سن رکھو کہ) خدا کے سوا کسی کی حکومت نہیں ہے اس نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر

لوگ نہیں جانتے (۴۰)۔ میرے جیل خانے کے رفیقو! تم میں سے ایک (جو پہلا خواب بیان کرنے والا ہے وہ) تو اپنے آقا کو شراب پلایا کرے گا۔ اور جو دوسرا ہے وہ سولی دیا جائے گا اور جانور اس کا سر کھا جائیں گے۔ جو امر تم مجھ سے پوچھتے تھے وہ فیصل ہو چکا ہے (۴۱)۔ اور دونوں شخصوں میں سے جس کی نسبت (یوسف نے) خیال کیا کہ وہ رہائی پا جائے گا اس سے کہا کہ اپنے آقا سے میرا ذکر بھی کرنا۔ لیکن شیطان نے ان کا اپنے آقا سے ذکر کرنا بھلا دیا اور (یوسف) کئی برس جیل خانے ہی میں رہے (۴۲)

تفسیر سورۂ یوسف آیات (۳۶) تا (۴۲)

(۳۶) اور حضرت یوسف علیہ السلام کے قید کے زمانہ میں یعنی ان کے جانے کے پانچ سال بعد بادشاہ کے دو غلام بھی جیل میں داخل ہوئے، ایک ان میں سے بادشاہ کا ساقی تھا اور دوسرا نانبائی۔ بادشاہ ان دونوں پر ناراض ہوا اور قید میں بھیج دیا ان میں سے ساقی نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا کہ میں نے خود کو خواب میں انگور کا شیرہ نچوڑتے ہوئے دیکھا ہے کہ بادشاہ کو شراب بنا کر پلا رہا ہوں۔ اور تفصیل خواب کی یہ ہے گویا کہ میں انگوروں کے باغ میں داخل ہوا اور وہاں ایک عمدہ انگوروں کی بیل پر نظر پڑی جس کی تین شاخیں ہیں اور ہر ایک شاخ پر انگوروں کے خوشے لٹک رہے ہیں تو میں ان سے انگور توڑ کر نچوڑ رہا ہوں اور انہیں بادشاہ کو پلا رہا ہوں۔

یہ سن کر حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ تو نے بہت اچھا خواب دیکھا ہے انگور کا باغ تو تیرا سابقہ پیشہ ہے اور اس کی بیل یہ پھر تیرے سپرد وہ کام ہوگا اور اس بیل کی خوبصورتی سے تیری عزت مراد ہے اور بیل کی تین شاخیں جو ہیں تو وہ یہ کہ تو تین دن تک جیل میں رہے گا اور پھر اپنے پہلے کام پر واپس چلا جائے گا اور انگور نچوڑ کر جو بادشاہ کو پلا رہا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ پھر عزت کے ساتھ بادشاہ کا ساقی بنے گا۔

اور نانبائی کہنے لگا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے گویا کہ میں بادشاہ کے مطبخ سے نکلا ہوں اور میرے سر پر روٹیوں کی تین ٹوکریاں لدی ہوئی ہیں اس پر سے پرندے نوچ نوچ کر کھا رہے ہیں، حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ تم نے بہت برا خواب دیکھا ہے، تمہارا پہلا پیشہ تم سے واپس لے لیا جائے گا اور تم تین دن تک جیل میں رہو گے، اس کے بعد بادشاہ تمہیں جیل سے نکال کر پھانسی دے گا اور پرندے تمہارا سر نوچ نوچ کر کھائیں گے۔

چنانچہ ان دونوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کے بتانے سے پہلے کہا کہ آپ ہمیں ان کی تعبیر بتائیے آپ قیدیوں پر احسان کرنے والے معلوم ہوتے ہیں یا یہ کہ ہم آپ کو اچھا سمجھتے ہیں۔

(۳۷) حضرت یوسف علیہ السلام نے ان دونوں سے فرمایا اور یوسف علیہ السلام کو جو علم کا معجزہ حاصل تھا اس سے بھی ان لوگوں کو آگاہ کر دیا کہ دیکھو جو کھانا تمہارے پاس آتا ہے کہ تمہیں کھانے کے لیے وہ ملتا ہے اس کے آنے سے پہلے ہی میں اس کی حقیقت اور رنگت تمہیں بتلا دیا کرتا ہوں تو پھر تمہارے خوابوں کی تعبیر سے کیوں کر واقف نہ ہوں گا، یہ بتانا اس علم کی بدولت ہے جو میرے پروردگار نے مجھے دیا ہے میں نے تو ایسے لوگوں کے مذہب کی اتباع کی ہی نہیں جو اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں لاتے اور موت کے بعد کی زندگی کے بھی منکر ہیں۔

میں نے تو اپنے ان بزرگوار باپ دادوں کے مذہب کو اختیار کر رکھا ہے یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام، اسحاق علیہ السلام، یعقوب علیہ السلام۔

(۳۸) ہمارے لیے کسی طرح یہ مناسب نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان بتوں میں سے کسی کو شریک عبادت قرار دیں اور یہ دین مستقیم اور نبوت و اسلام جس کی بدولت اللہ تعالیٰ نے ہمیں عزت دی۔ یہ ہم پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور دوسرے لوگوں پر بھی ان کی طرف اس نے ہمیں رسول بنا کر بھیجا۔ یا یہ مومنین پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ ان کو ایمان لانے کی توفیق عطا فرمائی۔

(۳۹) لیکن اہلِ مصر اس ذات پر ایمان نہیں لاتے اے قید خانے کے ساتھیو! ذرا سوچ کر بتاؤ کہ بہت سے معبودوں کی عبادت اچھی ہے یا ایک معبود برحق کی جو کہ وحدہ لاشریک اور سب سے زبردست اور تمام مخلوق پر غالب ہے اس کی عبادت بہتر ہے۔

(۴۰) تم لوگ تو اللہ کو چھوڑ کر چند مردہ بتوں کی عبادت کرتے ہو۔ جن کا تم نے اور تمہارے باپ دادا نے معبود ٹھہرا لیا ہے اللہ تعالیٰ نے تو ان کی عبادت کے بارے میں کوئی کتاب اور حجت یعنی دلیل عقلی نقلی نہیں اتاری۔

وہ امر و نواہی کے حکم کے دینے اور دنیا و آخرت میں فیصلہ فرمانے کا اختیار صرف اللہ ہی کو ہے اس نے تمام آسمانی کتابوں میں اسی چیز کا حکم دیا ہے کہ بجز اس کے اور کسی کی عبادت مت کرو یہ توحید خداوندی اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ سیدھا راستہ ہے یعنی دین اسلام اور مصر والے اس طریقہ کو نہیں جانتے اور نہ اس کی تصدیق کرتے ہیں۔

(۴۱) اب حضرت یوسف علیہ السلام ان غلاموں کو خواب کی تعبیر بتاتے ہیں کہ تم میں سے ساقی تو جرم سے بری ہو کر اپنی اصلی جگہ اور اصلی کام پر چلا جائے گا اور اپنے آقا کو پہلے کی طرح شراب پلایا کرے گا اور نانبائی جیل سے نکال کر سولی پر لٹکایا جائے گا، نانبائی کے بارے میں یہ خواب کی تعبیر سن کر دونوں غلام گھبرائے اور کہنے لگے ہمیں تو ایسی چیز نظر نہیں آئی، حضرت یوسف علیہ السلام نے ان سے فرمایا جس کے بارے تم پوچھتے ہو اور جو کچھ تم نے بیان کیا اور جو میں نے کا جواب دیا ہے وہ اسی طرح ہو کر رہے گا خواہ تمہیں یہ حقیقت نظر آئی ہو یا نہ۔

(۴۲) جو ساقی جس کے بارے میں قید اور قتل سے رہائی کا گمان تھا اس سے حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ اپنے آقا کے سامنے میرا بھی ذکر کرنا کہ میں مظلوم ہوں مجھ پر میرے بھائیوں نے زیادتی کر کے مجھے بیچ ڈالا اور حقیقت میں آزاد ہوں اور ناحق قید میں ہوں۔ چنانچہ رہائی کے بعد شیطان نے اس ساقی کو آقا سے حضرت یوسف علیہ السلام کا تذکرہ کرنا بھلا دیا۔ یا یہ کہ شیطان نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے پروردگار سے اس چیز کی دعا کرنا بھلا دیا چنانچہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ مخلوق کے سامنے اس چیز کا ذکر کیا۔

جس کی پاداش میں حضرت یوسف علیہ السلام سات سال تک اور قید خانہ میں قید رہے جو اس کے علاوہ ہیں جس سے پہلے پانچ سال سے قید میں تھے۔

وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّیْۤ اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ یَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّ سَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّ اُخَرَ یٰبِسٰتٍؕ یٰۤاَیُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِیْ فِیْ رُءْیَایَ اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْیَا تَعْبُرُوْنَ ۝ قَالُوْۤا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍۚ وَ مَا نَحْنُ بِتَاْوِیْلِ الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِیْنَ ۝ وَ قَالَ الَّذِیْ نَجَا مِنْهُمَا وَ ادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ اَنَا اُنَبِّئُكُمْ بِتَاْوِیْلِهٖ فَاَرْسِلُوْنِ ۝ یُوْسُفُ اَیُّهَا الصِّدِّیْقُ اَفْتِنَا فِیْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ یَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّ سَبْعِ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّ اُخَرَ یٰبِسٰتٍۙ لَّعَلِّیْۤ اَرْجِعُ اِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَعْلَمُوْنَ ۝ قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِیْنَ دَاَبًاۚ فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِیْ سُنْۢبُلِهٖۤ اِلَّا قَلِیْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ ۝ ثُمَّ یَاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ یَّاْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ اِلَّا قَلِیْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ ۝ ثُمَّ یَاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِیْهِ یُغَاثُ النَّاسُ وَ فِیْهِ یَعْصِرُوْنَ ۝ وَ قَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِیْ بِهٖۚ فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسْــٴَـلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ الّٰتِیْ قَطَّعْنَ اَیْدِیَهُنَّؕ اِنَّ رَبِّیْ بِكَیْدِهِنَّ عَلِیْمٌ ۝ قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ اِذْ رَاوَدْتُّنَّ یُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖؕ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَیْهِ مِنْ سُوْٓءٍؕ قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِیْزِ الْــٰٔنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ٘ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ ۝ ذٰلِكَ لِیَعْلَمَ اَنِّیْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَیْبِ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ كَیْدَ الْخَآىٕنِیْنَ ۝

اور بادشاہ نے کہا کہ میں (نے خواب دیکھا ہے) دیکھتا (کیا) ہوں کہ سات موٹی گائیں ہیں جن کو سات دُبلی گائیں کھا رہی ہیں۔ اور سات خوشے سبز ہیں اور (سات) خشک اے سردارو اگر تم خوابوں کی تعبیر دے سکتے ہو تو مجھے میرے خواب کی تعبیر بتاؤ (۴۳)۔ انہوں نے کہا کہ یہ تو پریشان سے خواب ہیں اور ہمیں ایسے خوابوں کی تعبیر نہیں آتی (۴۴)۔ اب وہ شخص جو دونوں قیدیوں میں سے رہائی پا گیا تھا اور جسے مدت کے بعد وہ بات یاد آ گئی بول اُٹھا کہ میں آپ کو اس کی تعبیر (لا) بتاتا ہوں مجھے (جیل خانے) جانے کی اجازت دیجئے (۴۵)۔ (غرض وہ یوسف کے پاس آیا اور کہنے لگا) یوسف اے بڑے سچے (یوسف) ہمیں (اس خواب کی تعبیر) بتایئے کہ سات موٹی گایوں کو سات دُبلی گائیں کھا رہی ہیں۔ اور سات خوشے سبز ہیں اور سات سوکھے تاکہ میں لوگوں کے پاس واپس جا (کر تعبیر بتاؤں) عجب نہیں کہ وہ (تمہاری قدر) جانیں (۴۶)۔ انہوں نے کہا کہ تم لوگ سات سال متواتر کھیتی کرتے رہو گے تو جو (غلہ) کاٹو تو تھوڑے سے غلے کے سوا جو کھانے میں آئے اُسے خوشوں میں ہی رہنے دینا (۴۷)۔ پھر اس کے بعد (خشک سالی کے) سات سخت (سال) آئیں گے کہ جو (غلہ) تم نے جمع کر رکھا ہوگا وہ اس سب کو کھا جائیں گے۔ صرف وہی تھوڑا سا رہ جائے گا جو تم احتیاط سے رکھ چھوڑو گے (۴۸)۔ پھر اس کے بعد ایک ایسا سال آئے گا کہ خوب مینہ برسے گا اور لوگ اس میں خوب رس نچوڑیں گے (۴۹)۔ (یہ تعبیر سُن کر) بادشاہ نے حکم دیا کہ یوسف کو میرے پاس لے آؤ۔ جب قاصد اُن کے پاس گیا۔ تو انہوں نے کہا کہ اپنے آقا کے پاس واپس جاؤ اور ان سے پوچھو کہ اُن عورتوں کا کیا حال ہے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے تھے۔ بے شک میرا پروردگار ان کے مکروں سے خوب واقف ہے (۵۰)۔ (بادشاہ نے عورتوں سے) پوچھا کہ بھلا اُس وقت کیا ہوا تھا جب تم نے یوسف کو اپنی طرف مائل کرنا چاہا؟ (سب) بول اُٹھیں کہ حاشاللہ ہم نے اس میں کوئی بُرائی معلوم نہیں کی۔ عزیز کی عورت نے کہا اب سچی بات تو ظاہر ہو ہی گئی ہے (اصل یہ ہے کہ) میں نے اس کو اپنی طرف مائل کرنا چاہا تھا اور وہ بیشک سچا ہے (۵۱)۔ (یوسف نے کہا کہ میں نے) یہ بات اس لیے (پوچھی ہے) کہ عزیز کو یقین ہو جائے کہ میں نے اس کی پیٹھ پیچھے اس کی (امانت میں) خیانت نہیں کی اور خدا خیانت کرنے والوں کے مکروں کو روبراہ نہیں کرتا (۵۲)

تفسیر سورۃ یوسف آیات (۴۳) تا (۵۲)

(۴۳) بادشاہ مصر نے بھی ایک خواب دیکھا اور وزراء و امراء کو جمع کر کے ان سے کہا کہ میں خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ سات تنومند گائیں نہر سے نکلیں اور ان کے بعد سات لاغر اور کمزور گائیں آئیں اور ان تنومند کو کھا گئیں اور ان پر کسی

چیز کا ظہور نہیں ہوا اور اسی طرح سات بالیں سبز ہیں اور دوسری سات خشک ہیں جو ان کو کھا گئیں اور ان کا کچھ ظہور نہ ہوا۔ جادوگر وار نجومیو اور کاہنو میرے اس خواب کی تعبیر بتاؤ اگر تم اس کی تعبیر جانتے ہو۔

(۴۴) ان لوگوں کا گروہ کہنے لگا یہ تو دیسے ہی باطل اور منتشر خیالات ہیں اور پھر ہم خوابوں کی تعبیر کا علم بھی نہیں رکھتے۔

(۴۵) اور وہ شراب پلانے والا جو قتل کی سزا سے رہا ہو گیا تھا وہ مجلس میں موجود تھا اور تقریباً سات سال کے بعد یوسف علیہ السلام کی بات کا خیال آیا جب اس نے بادشاہ سے کہا کہ آپ کے خواب کی تعبیر میں لا دیتا ہوں اور وزراء و امراء سے کہنے لگا کہ مجھے جیل خانہ جانے کی اجازت دو کیونکہ وہاں ایسے شخص ہیں جو کہ علم اور حلم میں کامل ہیں اور قیدیوں کے حال پر بہت ہی شفیق و مہربان ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ خوابوں کی تعبیر بہت ہی صحیح دیتے ہیں۔

(۴۶) چنانچہ وزراء سلطنت نے اس کو جیل خانہ جانے کی اجازت دی، چنانچہ وہ کہنے لگا اے یوسف اس خواب کی تعبیر دیجیے کہ سات موٹی گائیں ہیں جن کو سات کمزور گائیں کھا گئیں اور اس کے علاوہ سات ہری بالوں کو سات خشک بالیں کھا گئیں تاکہ میں بادشاہ کے پاس جاؤں اور ان لوگوں کو بھی بادشاہ کے خواب کی تعبیر معلوم ہو جائے۔

(۴۷) یوسف علیہ السلام نے فرمایا اچھا میں تعبیر بتا دیتا ہوں سات موٹی گائیں وہ سات خوشحالی اور پیداوار کے سال ہیں اور ایسے ہی سات سبز بالیں وہ پیداوار اور بارش اور فراخی کے سال ہیں اور سات کمزور گائیں وہ قحط سالی کے سال ہیں اور سات خشک بالیں وہ اس قحط سالی کے سات سالوں میں گرانی اور قحط کی طرف اشارہ ہیں، اس تعبیر کے بعد یوسف علیہ السلام نے ان کو قحط سالی کے زمانہ سے حفاظت کا طریقہ بھی بتا دیا، لہٰذا تم ان خوشحالی کے سات سالوں میں ہر سال خوب غلہ بونا اور جو فصل کاٹو اسے بالوں ہی میں رہنے دینا صاف مت کرنا تاکہ وہ غلہ گھن وغیرہ سے محفوظ رہے سوائے اس کے جو تھوڑا بہت تمہارے استعمال میں آئے۔

(۴۸-۴۹) پھر ان خوشحالی کے سات سالوں کے بعد قحط کے سخت ترین سات سال آئیں گے جو اس خوشحالی کے تمام جمع کردہ ذخیرہ کو کھا جائیں گے جس کو تم نے ان قحط کے سالوں کے لیے جمع کر رکھا تھا، البتہ تھوڑا سا جو محفوظ کر لو گے۔

اور پھر ان سات سالوں کے بعد ایک سال ایسا آئے گا جس میں مصر والوں کے لیے خوب بارش اور پیداوار ہوگی اور انگوروں کا رس بھی نچوڑیں گے اور زیتون وغیرہ کا تیل بھی نکالیں گے۔

(۵۰) غرض کہ وہ شخص تعبیر لے کر دربار میں پہنچا اور بادشاہ کو مطلع کیا بادشاہ نے حکم دیا یوسف علیہ السلام کو میرے پاس

لاؤ چنانچہ وہ ساقی حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس آیا اور آکر اطلاع دی کہ بادشاہ آپ کو بلا رہا ہے، حضرت یوسف علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ تو اپنے بادشاہ سے جا کر کہہ وہ ان عورتوں کو جا کر جنھوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے تھے پوچھے کہ میرا رب ان عورتوں کے مکر وفریب کو خوب جانتا ہے۔

(۵۱) چنانچہ اس قاصد نے آکر بادشاہ کو یہ پیغام پہنچایا تو بادشاہ نے ان عورتوں کو جمع کیا اور یہ چار عورتیں تھیں، شراب پلانے والے کی بیوی، باورچی کی بیوی، دربان کی بیوی اور جیل خانہ کے داروغہ کی بیوی اور زلیخا اور بادشاہ کے علاوہ مصر میں ان عورتوں پر کسی کا زور نہیں تھا۔

بادشاہ نے ان سے کہا کہ تمہارا کیا واقعہ ہے جب تم نے یوسف علیہ السلام سے اپنے مطلب کی خواہش کی۔

عورتوں نے جواب دیا نعوذ باللہ ہم نے ان میں کوئی برائی نہیں دیکھی۔

عزیز کی بیوی کہنے لگی اب تو یوسف علیہ السلام کے بارے میں سچی بات ظاہر ہو ہی گئی ہے کہ میں نے ہی خود ان سے اپنے مطلب کی خواہش کی تھی اور بے شک یوسف علیہ السلام ہی اپنے اس قول میں کہ میں نے اس سے خواہش نہیں کی سچے ہیں۔

(۵۲) چنانچہ ان تصریحات کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے یہ اہتمام اس لیے کیا ہے تاکہ عزیز کو تحقیقی طور پر معلوم ہو جائے کہ میں نے اس کی غیر موجودگی میں اس کی بیوی کے ساتھ خیانت نہیں کی اور اللہ تعالی خیانت کرنے والوں کے فریب کو چلنے نہیں دیتا۔

وَمَآ أُبَرِّئُ نَفْسِيٓ إِنَّ ٱلنَّفْسَ لَأَمَّارَةٌۢ بِٱلسُّوٓءِ إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيٓ إِنَّ رَبِّي غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٥٣﴾ وَقَالَ ٱلْمَلِكُ ٱئْتُونِي بِهِۦٓ أَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِي فَلَمَّا كَلَّمَهُۥ قَالَ إِنَّكَ ٱلْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِينٌ أَمِينٌ ﴿٥٤﴾ قَالَ ٱجْعَلْنِي عَلَىٰ خَزَآئِنِ ٱلْأَرْضِ إِنِّي حَفِيظٌ عَلِيمٌ ﴿٥٥﴾ وَكَذَٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي ٱلْأَرْضِ يَتَبَوَّأُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَآءُ نُصِيبُ بِرَحْمَتِنَا مَن نَّشَآءُ وَلَا نُضِيعُ أَجْرَ ٱلْمُحْسِنِينَ ﴿٥٦﴾ وَلَأَجْرُ ٱلْآخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ﴿٥٧﴾ وَجَآءَ إِخْوَةُ يُوسُفَ فَدَخَلُوا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهُۥ مُنكِرُونَ ﴿٥٨﴾ وَلَمَّا جَهَّزَهُم بِجَهَازِهِمْ قَالَ ٱئْتُونِي بِأَخٍ لَّكُم مِّنْ أَبِيكُمْ أَلَا تَرَوْنَ أَنِّيٓ أُوفِي ٱلْكَيْلَ وَأَنَا خَيْرُ ٱلْمُنزِلِينَ ﴿٥٩﴾ فَإِن لَّمْ تَأْتُونِي بِهِۦ فَلَا كَيْلَ لَكُمْ عِندِي وَلَا تَقْرَبُونِ ﴿٦٠﴾ قَالُوا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ أَبَاهُ وَإِنَّا لَفَاعِلُونَ ﴿٦١﴾ وَقَالَ لِفِتْيَانِهِ ٱجْعَلُوا بِضَاعَتَهُمْ فِي رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُونَهَآ إِذَا ٱنقَلَبُوٓا إِلَىٰٓ أَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿٦٢﴾ فَلَمَّا رَجَعُوٓا إِلَىٰٓ أَبِيهِمْ قَالُوا يَٰٓأَبَانَا مُنِعَ مِنَّا ٱلْكَيْلُ فَأَرْسِلْ مَعَنَآ أَخَانَا نَكْتَلْ وَإِنَّا لَهُۥ لَحَافِظُونَ ﴿٦٣﴾ قَالَ هَلْ آمَنُكُمْ عَلَيْهِ إِلَّا كَمَآ أَمِنتُكُمْ عَلَىٰٓ أَخِيهِ مِن قَبْلُ فَٱللَّهُ خَيْرٌ حَافِظًا وَهُوَ أَرْحَمُ ٱلرَّاحِمِينَ ﴿٦٤﴾

اور میں اپنے تئیں پاک صاف نہیں کہتا کیونکہ نفس امارہ (انسان کو) برائی ہی سکھاتا رہتا ہے۔ مگر یہ کہ میرا پروردگار رحم کرے۔ بے شک میرا پروردگار بخشنے والا مہربان ہے (۵۳)۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ اسے میرے پاس لاؤ میں اُسے اپنا مصاحب خاص بناؤں گا۔ پھر جب اُن سے گفتگو کی تو کہا کہ آج سے تم ہمارے ہاں صاحب منزلت اور صاحب اعتبار ہو (۵۴)۔ (یوسف نے) کہا کہ مجھے اس ملک کے خزانوں پر مقرر کر دیجیے کیونکہ میں حفاظت بھی کر سکتا ہوں اور اس کام سے واقف بھی ہوں (۵۵)۔ اس طرح ہم نے یوسف کو ملک (مصر) میں جگہ دی۔ اور وہ اس ملک میں جہاں چاہتے تھے رہتے تھے۔ ہم اپنی رحمت جس پر چاہتے ہیں کرتے ہیں اور نیکوکاروں کے اجر کو ضائع نہیں کرتے (۵۶)۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور ڈرتے رہے اُن کے لئے آخرت کا اجر بہت بہتر ہے (۵۷)۔ اور یوسف کے بھائی (کنعان سے مصر میں غلہ خریدنے کے لیے) آئے تو یوسف کے پاس گئے تو (یوسف نے) اُن کو پہچان لیا اور وہ اُن کو نہ پہچان سکے (۵۸)۔ جب یوسف نے اُن کے لیے اُن کا سامان تیار کر دیا تو کہا کہ (پھر آنا تو) جو باپ کی طرف سے تمہارا ایک اور بھائی ہے اُسے بھی میرے پاس لیتے آنا۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ میں ماپ بھی پوری پوری دیتا ہوں اور مہمانداری بھی خوب کرتا ہوں (۵۹)۔ اور اگر تم اُسے میرے پاس نہ لاؤ گے تو نہ تمہیں میرے ہاں سے غلہ ملے گا اور نہ تم میرے پاس ہی آ سکو گے (۶۰)۔ انہوں نے کہا کہ ہم اُس کے بارے میں اسکے والد سے تذکرہ کریں گے۔ اور ہم (یہ کام) کر کے رہیں گے (۶۱)۔ اور (یوسف نے) اپنے خدام سے کہا کہ ان کا سرمایہ (یعنی غلے کی قیمت) ان کے شلیتوں میں رکھ دو عجب نہیں کہ جب یہ اپنے اہل و عیال میں جائیں تو اسے پہچان لیں (اور) عجب نہیں کہ یہ پھر یہاں آئیں (۶۲)۔ جب وہ اپنے باپ کے پاس واپس گئے تو کہنے لگے کہ ابا (جب تک ہم بنیامین کو ساتھ نہ لے جائیں) ہمارے لئے غلے کی بندش کر دی گئی ہے تو ہمارے ساتھ ہمارے بھائی کو بھیج دیجیے تاکہ ہم پھر غلہ لائیں اور ہم اسکے نگہبان ہیں (۶۳)۔ (یعقوب نے) کہا کہ میں اس کے بارے میں تمہارا اعتبار نہیں کرتا مگر ویسا ہی جیسا اس کے بھائی کے بارے میں کیا تھا۔ سو خدا ہی بہتر نگہبان ہے اور وہ سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے (۶۴)

تفسیر سورۂ یوسف آیات (۵۳ تا ۶۴)

(۵۳) اس پر جبریل امین نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا کہ جب زلیخا نے آپ سے اصرار کیا تھا تب کیا ہوا تھا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا میں اپنے نفس کو بالذات وساوس سے بری اور پاک نہیں کہتا کیوں کہ دل تو ہر ایک کا پورے جسم کو بری ہی بات سکھاتا ہے ماسوا اس نفس کے یا جس کو میرا رب ان وساوس سے معصوم اور پاک رکھے اور میرا رب بڑی مغفرت والا ہے اور رحمتوں والا ہے کہ مجھ پر اس نے رحمت فرمائی۔

(۵۴) یہ باتیں سن کر بادشاہ نے کہا کہ ان کو (حضرت یوسف کو) میرے پاس لاؤ میں ان کو عزیز سے لے کر خاص اپنے کام کے لیے رکھوں گا چنانچہ لوگ ان کو بادشاہ کے پاس لائے اور بادشاہ کے سامنے پھر انھوں نے خواب کی تعبیر بیان کی، بادشاہ نے ان سے کہا تم ہمارے نزدیک آج سے بڑے معزز و معتبر اور صاحب امانت ہو (بادشاہ کو انتظام قحط کی فکر ہوئی)۔

(۵۵) حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا مجھے مصر کے خزانوں پر مقرر کر دیجیے میں اس کی مقدار وغیرہ کی حفاظت بھی رکھوں گا اور قحط سالی کے زمانہ وقوع سے بھی اچھی طرح واقف ہوں یا یہ کہ جو کام آپ میرے سپرد کریں گے میں اس کی حفاظت بھی کروں گا اور ان تمام لوگوں کی زبانوں سے بھی خوب واقف ہوں جو آپ کے پاس آتے ہیں۔

(۵۶) اور ہم نے ایسے عجیب طریقے پر حضرت یوسف علیہ السلام کو ملک مصر میں بااختیار بنا دیا کہ اس میں جہاں چاہیں رہیں۔

ہم اپنی خصوصی رحمت یعنی نبوت جس پر چاہیں کریں اور جو اس کا اہل ہو اسے متوجہ کر دیں اور ہم ایسے مومنین کے اجر کو ضائع نہیں کرتے جو قول و فعل میں نیکوکار ہیں۔

(۵۷) ایسے حضرات کے لیے جو اللہ تعالیٰ اور اس کی تمام کتابوں اور تمام احکامات پر ایمان رکھتے ہوں اور کفر و شرک اور تمام بری باتوں سے بچتے ہوں آخرت کا ثواب دنیا کے ثواب سے کہیں زیادہ ہے۔

(۵۸) چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام کے دس بھائی مصر پہنچے اور یوسف علیہ السلام کے پاس آئے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کو پہچان لیا اور انھوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو نہیں پہچانا۔

(۵۹) غرض کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے جب ان کو اناج تول دیا تو ان سے کہا کہ جیسا کہ تم کہہ رہے ہو کہ ہمارا ایک سوتیلا بھائی اور ہے تو اب اگر آنے کا ارادہ کرو تو اس کو بھی لانا تاکہ اس کا اناج بھی ملے تم دیکھتے نہیں ہو کہ میں پورا ناپ کر دیتا ہوں اور اناج کو ناپ تول کر تقسیم کرنا میرے اختیار میں ہے اور میں سب سے زیادہ مہمان نوازی کرتا

اؤں۔

(۶۰) اور اگر تم اپنے سوتیلے بھائی کو نہ لائے تو میں سمجھوں گا کہ تم دھوکے سے زیادہ اناج لینا چاہتے ہو اس کی سزا کے طور پر تمہیں آئندہ اناج نہ ملے گا اور تم دوبارہ میرے پاس آنے کا ارادہ کرتے۔

(۶۱) وہ کہنے لگے ہم اپنے باپ سے اس کو ساتھ لانے کی اجازت مانگیں گے اور کوشش کریں گے اور ہم ضرور اس کو لے کر آئیں گے ہم اس کی ضمانت لیتے ہیں۔

(۶۲) حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے نوکروں سے فرمایا ان کی جمع پونجی ان کے پالان ہی میں اس طرح چھپا کر رکھ دو کہ ان کو پتا نہ چلے۔

تا کہ یہ میرے احسان کو جان لیں یا یہ کہ ان کو معلوم ہو جائے کہ یہ ان ہی کی جمع پونجی ہے اور وہ جب اپنے والد کے پاس پہنچیں تو پھر اس رقم کو لے کر میرے پاس آئیں۔

(۶۳) چنانچہ کہ جب یہ بھائی کنعان آئے تو کہنے لگے کہ اب آئندہ آپ بنیامین کو ہمارے ساتھ نہیں بھیجیں گے تو اناج ہمیں نہیں ملے گا لہٰذا ہمارے ساتھ بنیامین کو روانہ کیجیے تا کہ وہ بھی اپنے لیے ایک اونٹ کے برابر اناج لا سکے اور اگر یہ لفظ نون کے ساتھ پڑھا جائے تو مطلب یہ ہوگا تا کہ پھر ہم اناج لا سکیں اور ہم بنیامین کی حفاظت کے پورے ضامن ہیں کہ صحیح سلامت پھر آپ کے پاس ان کو لے آئیں گے۔

(۶۴) یہ سن کر حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان سے کہا کیا میں بنیامین کے بارے میں بھی تم پر ویسا ہی اعتبار کروں جیسا کہ اس سے پہلے یوسف کے بارے میں تمہارا اعتبار کر چکا ہوں اور یوسف علیہ السلام کے بارے میں جو تم سے میں نے عہد لیا تھا اب اس سے زیادہ اور کیا عہد لے سکتا ہوں بس تمہاری نگہبانی سے کیا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ہی کے سپرد ہے اور وہی بنیامین پر اس کے والدین اور بھائیوں سے زیادہ مہربان ہے۔

وَلَمَّا فَتَحُوا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ إِلَيْهِمْ ۖ قَالُوا يَا أَبَانَا مَا نَبْغِي ۖ هَٰذِهِ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ إِلَيْنَا ۖ وَنَمِيرُ أَهْلَنَا وَنَحْفَظُ أَخَانَا وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيرٍ ۖ ذَٰلِكَ كَيْلٌ يَسِيرٌ ﴿٦٥﴾ قَالَ لَنْ أُرْسِلَهُ مَعَكُمْ حَتَّىٰ تُؤْتُونِ مَوْثِقًا مِّنَ اللَّهِ لَتَأْتُنَّنِي بِهِ إِلَّا أَن يُحَاطَ بِكُمْ ۖ فَلَمَّا آتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللَّهُ عَلَىٰ مَا نَقُولُ وَكِيلٌ ﴿٦٦﴾ وَقَالَ يَا بَنِيَّ لَا تَدْخُلُوا مِن بَابٍ وَاحِدٍ وَادْخُلُوا مِنْ أَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ۖ وَمَا أُغْنِي عَنكُم مِّنَ اللَّهِ مِن شَيْءٍ ۖ إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ ۖ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۖ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ ﴿٦٧﴾ وَلَمَّا دَخَلُوا مِنْ حَيْثُ أَمَرَهُمْ أَبُوهُم مَّا كَانَ يُغْنِي عَنْهُم مِّنَ اللَّهِ مِن شَيْءٍ إِلَّا حَاجَةً فِي نَفْسِ يَعْقُوبَ قَضَاهَا ۚ وَإِنَّهُ لَذُو عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنَاهُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٦٨﴾ وَلَمَّا دَخَلُوا عَلَىٰ يُوسُفَ آوَىٰ إِلَيْهِ أَخَاهُ ۖ قَالَ إِنِّي أَنَا أَخُوكَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٦٩﴾ فَلَمَّا جَهَّزَهُم بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِي رَحْلِ أَخِيهِ ثُمَّ أَذَّنَ مُؤَذِّنٌ أَيَّتُهَا الْعِيرُ إِنَّكُمْ لَسَارِقُونَ ﴿٧٠﴾ قَالُوا وَأَقْبَلُوا عَلَيْهِم مَّاذَا تَفْقِدُونَ ﴿٧١﴾ قَالُوا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَن جَاءَ بِهِ حِمْلُ بَعِيرٍ وَأَنَا بِهِ زَعِيمٌ ﴿٧٢﴾ قَالُوا تَاللَّهِ لَقَدْ عَلِمْتُم مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْأَرْضِ وَمَا كُنَّا سَارِقِينَ ﴿٧٣﴾ قَالُوا فَمَا جَزَاؤُهُ إِن كُنتُمْ كَاذِبِينَ ﴿٧٤﴾ قَالُوا جَزَاؤُهُ مَن وُجِدَ فِي رَحْلِهِ فَهُوَ جَزَاؤُهُ ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ ﴿٧٥﴾ فَبَدَأَ بِأَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَاءِ أَخِيهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِن وِعَاءِ أَخِيهِ ۚ كَذَٰلِكَ كِدْنَا لِيُوسُفَ ۖ مَا كَانَ لِيَأْخُذَ أَخَاهُ فِي دِينِ الْمَلِكِ إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ ۚ نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مَّن نَّشَاءُ ۗ وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ ﴿٧٦﴾

اور جب اُنہوں نے اپنا اسباب کھولا تو دیکھا کہ اُن کا سرمایہ واپس اُن کو کر دیا گیا ہے۔ کہنے لگے کہ ابّا ہمیں (اور) کیا چاہیے (دیکھیے) یہ ہماری پونجی بھی ہمیں واپس کر دی گئی ہے۔ اب ہم اپنے اہل وعیال کے لئے پھر غلّہ لائیں گے اور اپنے بھائی کی نگہبانی کریں گے اور ایک بار شتر زیادہ لائیں گے (کہ) یہ غلّہ (جو ہم لائے ہیں) تھوڑا ہے (۶۵)۔ (یعقوب نے) کہا کہ جب تک تم خدا کا عہد نہ دو کہ اس کو میرے پاس (صحیح سالم) لے آؤ گے میں اسے ہرگز تمہارے ساتھ نہیں بھیجنے کا۔ مگر یہ کہ تم گھیر لیے جاؤ (یعنی بے بس ہو جاؤ تو مجبوری ہے) جب اُنہوں نے اُن سے عہد کر لیا تو (یعقوب نے) کہا کہ جو قول وقرار ہم کر رہے ہیں اسکا خدا ضامن ہے (۶۶)۔ اور ہدایت کی کہ بیٹا ایک ہی دروازے سے داخل نہ ہونا بلکہ جدا جدا دروازوں سے داخل ہونا۔ اور میں خدا کی تقدیر کو تم سے روک نہیں سکتا۔ (بے شک) حکم اسی کا ہے۔ میں اسی پر بھروسا رکھتا ہوں اور اہل توکل کو اسی پر بھروسا رکھنا چاہیے (۶۷)۔ اور جب وہ اُن اُن مقامات سے داخل ہوئے جہاں جہاں سے (داخل ہونے کے لیے) باپ نے اُن سے کہا تھا تو وہ تدبیر خدا کے حکم کو ذرا بھی نہیں ٹال سکتی تھی۔ ہاں وہ یعقوب کے دل کی خواہش تھی جو اُنہوں نے پوری کی تھی اور بے شک وہ صاحب علم تھے کیونکہ ہم نے اُن کو علم سکھایا تھا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے (۶۸)۔ اور جب وہ لوگ یوسف کے پاس پہنچے تو یوسف نے اپنے حقیقی بھائی کو اپنے پاس جگہ دی اور کہا کہ میں تمہارا بھائی ہوں تو جو سلوک یہ (ہمارے ساتھ) کرتے رہے ہیں اس پر افسوس نہ کرنا (۶۹)۔ جب اُن کا اسباب تیار کر دیا تو اپنے بھائی کے شلیتے میں گلاس رکھ دیا۔ پھر (جب وہ آبادی سے باہر نکل گئے تو) ایک پکارنے والے نے آواز دی کہ قافلے والو! تم تو چور ہو (۷۰)۔ وہ اُن کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے کہ تمہاری کیا چیز کھو گئی ہے؟ (۷۱)۔ وہ بولے کہ بادشاہ (کے پانی پینے) کا گلاس کھو گیا ہے اور جو شخص اس کو لے آئے اس کے لئے ایک بار شتر (انعام) اور میں اس کا ضامن ہوں (۷۲)۔ وہ کہنے لگے کہ خدا کی قسم تم کو معلوم ہے کہ ہم (اس) ملک میں اس لئے نہیں آئے کہ خرابی کریں اور نہ ہم چوری کیا کرتے ہیں (۷۳)۔ بولے کہ اگر تم جھوٹے نکلے (یعنی چوری ثابت ہوئی) تو اس کی سزا کیا (۷۴)۔ اُنہوں نے کہا کہ

اسی کی سزا ہے کہ جس کے تھیلے میں وہ (مال) برآمد ہو وہی اس کا بدل قرار دیا جائے ہم ظالموں کو یہی سزا دیا کرتے ہیں (۷۵) پھر (یوسف) نے اپنے بھائی کے تھیلے سے پہلے ان کے تھیلوں کو دیکھنا شروع کیا۔ پھر اپنے بھائی کے تھیلے میں سے اس کو نکال لیا اسی طرح ہم نے یوسف کے لیے تدبیر کی (ورنہ) بادشاہ کے قانون کے مطابق وہ مشیت خدا کے سوا اپنے بھائی کو لے نہیں سکتے تھے۔ ہم جس کے چاہتے ہیں درجے بلند کرتے ہیں اور ہر علم والے سے دوسرا علم والا بڑھ کر ہے (۷۶)

تفسیر سورۂ یوسف آیات (۶۵) تا (۷۶)

(۶۵) (چنانچہ اس گفتگو کے بعد) جب انہوں نے اپنے سامان اور بالانوں کو کھولا تو اس میں ان کے اناج کی قیمت بھی ملی جو ان ہی کو واپس کردی گئی تھی تو کہنے لگے ابا جان لیجیے ہم نے جو کچھ اس بادشاہ کی شفقت اور احسان و کرم آپ سے آکر بیان کیا ہے وہ جھوٹ نہیں اور یہ قیمت کی پونجی تو ہم نے ان سے درخواست نہیں کی تھی اور ہم نے اناج کی جو قیمت ادا کی تھی وہ بھی ہمارے غلے کے ساتھ ہمیں کو واپس کردی گئی ہے یہ اس بادشاہ یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کا ہم پر مزید احسان و کرم ہے یہ دیکھ کر حضرت یعقوب نے ان سے فرمایا بلکہ اس شخص نے تمہیں اس طریقے سے آزمایا ہے۔

یہ قیمت بھی ان کے پاس واپس لے جاؤ اور ہمیں دوبارہ (ان کے بیٹے کہنے لگے ایسے مہربان بادشاہ سے) اپنے گھر والوں کے لیے اور راشن لائیں گے اور وہاں آنے جانے میں اب تو بنیامین کی بھی خوب دیکھ بھال کریں گے اور بنیامین جب ہمارے ساتھ ہوں گے تو ایک اونٹ بوجھ کا اور زیادہ لائیں گے یہ تھوڑا سا اناج ہے اور تو بنیامین ہی کی وجہ سے ملے گا اور یہ کام تو بہت ہی آسان ہے اور یہ تدبیر تو بہت ہی عمدہ ہے جس کی وجہ سے ہم ان سے زیادہ لے کر آئیں گے۔

(۶۶) یعقوب علیہ السلام نے ان سے فرمایا خیر! محض ان باتوں پر میں اس وقت تک تمہارے ساتھ بنیامین کو نہیں بھیجوں گا جب تک کہ اللہ کی قسم کھا کر مجھے پختہ قول نہ دو گے کہ تم اس کو ضرور میرے پاس لے کر آؤ گے ہاں اگر کوئی تم پر آسمانی آفت نازل ہو جائے یا یہ کہ سماوی یا دنیوی مصیبت میں گھر جاؤ تو مجبوری ہے، چنانچہ جب وہ اللہ کی قسم کھا کر بنیامین کے واپس لانے کا اپنے باپ سے وعدہ کر چکے تب حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا ہماری ان باتوں کا اللہ گواہ ہے۔

(۶۷) حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ سب کے سب ایک ہی دروازہ سے مت داخل ہونا، بلکہ الگ الگ دروازوں سے داخل ہونا تمہارے بارے میں قدرت کے فیصلے کو تو میں تم سے نہیں ٹال سکتا حکم تو بہرحال اسی کا چلتا ہے اسی پر بھروسہ کرتا ہوں اور اپنے اور تمہارے معاملہ کو اسی کے سپرد کرتا ہوں اور اسی پر سب کو بھروسہ کرنا چاہیے یا کہ مومنین پر یہی واجب و ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ پر توکل کریں۔

اور حضرت یعقوب علیہ السلام کو ان پر نظر بد کا خوف ہوا کیوں کہ یہ سب بھائی خوبصورت شخصیت والے اور خوبصورت چہروں والے تھے اسی وجہ سے اسی چیز کا ان کے متعلق خدشہ ہوا۔

(۶۸) چنانچہ مصر پہنچ کر جس طرح کہ ان کے والد نے ان کو حکم دیا تھا اسی طرح داخل ہوئے اور اس تدبیر سے حضرت یعقوب علیہ السلام کا ان سے حکم الٰہی کا ٹالنا مقصود نہیں تھا لیکن حضرت یعقوب علیہ السلام کے دل میں اس تدبیر کے

بارے ایک خیال آیا تھا جس کو انھوں نے اپنے بیٹوں پر ظاہر کر دیا۔

اور حضرت یعقوب علیہ السلام بے شک بڑے عالم (اور حدود شرعیہ کے) بڑے پاس رکھنے والے تھے کیوں کہ ہم نے ان کو احکام حدود قضا و قدر تمام باتوں کا علم دیا تھا اور وہ خوب جانتے تھے کہ حکم تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کا چلتا ہے مگر مصر والے نہ اس چیز کو جانتے تھے اور نہ اس کی تصدیق کرتے تھے۔

(۶۹) چنانچہ جب یہ سب حضرت یوسفؑ کے پاس پہنچے تو حضرت یوسفؑ نے اپنے اس سگے بھائی بنیامین کو اپنے ساتھ بٹھا لیا اور سب کو باہر دروازہ پر روک دیا اور ان سے کہہ دیا کہ میں تیرا گم شدہ بھائی ہوں، یہ دوسرے تیرے بھائی جو کچھ تیرے ساتھ بدسلوکی کرتے رہے ہیں اور برا بھلا کہتے رہے ہیں اس کا غم مت کرنا۔

(۷۰۔۷۱) چنانچہ ان لوگوں کا اناج تول کر تیار کر دیا (اور بنیامین اور حضرت یوسفؑ کے باہم مشورہ سے) وہ پیالہ جس میں حضرت یوسف علیہ السلام پانی پیا کرتے تھے اور غلہ ناپا کرتے تھے، بنیامین کے سامان میں رکھ دیا پھر ان کو روانگی کا حکم دیا اور ان کے پیچھے حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے ایک خادم کو بھیج دیا اس نے پکارا کہ قافلہ والو تم ضرور چور ہو تو سب بھائی تلاشی لینے والوں کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے تمہیں کس چیز کی تلاش ہے۔

(۷۲) وہ بولے ہم شاہی پیمانہ کی تلاش میں ہیں جس سے بادشاہ پانی پیتا اور اناج ناپ کر دیتا ہے اور پیمانہ سونے کا تھا اور اس پکارنے والے نے کہا کہ بادشاہ نے یہ کام میرے ذمہ لگایا ہے کہ جو اس پیمانہ کو حاضر کرے اس کو ایک اونٹ کے برابر اناج ملے گا اور حضرت یوسف کا خادم کہنے لگا میں اس کے دلوانے کا ذمہ دار ہوں۔

(۷۳) یہ لوگ بولے مصر والو اللہ کی قسم تمہیں اچھی طرح پتا ہے کہ ہم مصر میں چوری کرنے اور لوگوں کو نقصان پہنچانے کے لیے نہیں آئے ہیں اور جس چیز کی تم تلاش کر رہے ہو ہم نے اسے نہیں چرایا۔

(۷۴۔۷۵) حضرت یوسف علیہ السلام کے نوکروں نے کہا کہ اگر تم جھوٹے نکلے تو پھر چوری کی کیا سزا ہے، ان لوگوں نے جواب دیا کہ جس کے مال میں تمہاری گم شدہ چیز ہے وہی چور ہے اور اس کے لیے چوری کی سزا ہے (یعنی تم اسے اپنا غلام بنا لینا) ہم لوگ اپنی سرزمین میں چوروں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے تھے۔

(۷۶) چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام کے نوکروں نے بنیامین کے تھیلے سے پہلے دوسرے بھائیوں کے تھیلوں کی تلاشی لی ان میں وہ پیمانہ نہیں ملا پھر آخرکار انھوں نے اس برتن کو بنیامین کے تھیلے سے برآمد کیا اس تلاش کرنے والے نے بنیامین کو دعا دی کہ اللہ تعالیٰ تم پر آسانی فرمائے جیسا کہ تم نے مجھ پر آسانی کی۔ ہم نے یوسف علیہ السلام کی خاطر اس طرح تدبیر فرمائی اور ہم نے یوسف علیہ السلام کو علم و حکمت فہم و نبوت اور بادشاہت کے ذریعے عزت و کرامت عطا فرمائی۔ حضرت یوسف علیہ السلام اپنے بھائی کو بادشاہ مصر کے قانون سے نہیں لے سکتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی مشیت یہی تھی کہ حضرت یوسف علیہ السلام اپنے بھائی کو بادشاہ کے قانون سے نہیں کیوں کہ بادشاہ کے قانون کے مطابق چوری کی سزا تادیب اور تھوڑی پابندی تھی کہ ہاتھ کاٹنا اور قید تھی۔

اور اس کا یہ بھی مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اسی طرح دلوانا منظور تھا کیوں کہ اگر حضرت یوسف علیہ السلام کو اس

بات کا علم ہو جاتا کہ اللہ کی مرضی شاہی قانون ہی کے ذریعے سے لینے کی ہے تو پھر وہ اسی طرح اپنے بھائی کو لیتے ہم جسے چاہتے ہیں فضیلت میں کئی درجوں تک بڑھا دیتے ہیں جیسا کہ ہم نے دنیا میں بھی بڑھایا اور ہر ایک علم والے سے بڑھ کر دوسرا علم والا ہے یہاں تک کہ سلسلہ اللہ تعالیٰ تک پہنچ جاتا ہے وہ سب سے بڑھ کر علم والا ہے اور اس سے بڑھ کر اور کوئی نہیں۔

قرآن

يَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ أَخٌ لَّهُ مِنْ قَبْلُ فَأَسَرَّهَا يُوسُفُ فِي نَفْسِهِ وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ قَالَ أَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا تَصِفُونَ ﴿۷۷﴾ قَالُوا يَا أَيُّهَا الْعَزِيزُ إِنَّ لَهُ أَبًا شَيْخًا كَبِيرًا فَخُذْ أَحَدَنَا مَكَانَهُ إِنَّا نَرَاكَ مِنَ الْمُحْسِنِينَ ﴿۷۸﴾ قَالَ مَعَاذَ اللَّهِ أَنْ نَّأْخُذَ إِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهُ إِنَّا إِذًا لَّظَالِمُونَ ﴿۷۹﴾ فَلَمَّا اسْتَيْأَسُوا مِنْهُ خَلَصُوا نَجِيًّا قَالَ كَبِيرُهُمْ أَلَمْ تَعْلَمُوا أَنَّ أَبَاكُمْ قَدْ أَخَذَ عَلَيْكُمْ مَّوْثِقًا مِّنَ اللَّهِ وَمِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُمْ فِي يُوسُفَ فَلَنْ أَبْرَحَ الْأَرْضَ حَتَّى يَأْذَنَ لِي أَبِي أَوْ يَحْكُمَ اللَّهُ لِي وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ ﴿۸۰﴾ ارْجِعُوا إِلَى أَبِيكُمْ فَقُولُوا يَا أَبَانَا إِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ وَمَا شَهِدْنَا إِلَّا بِمَا عَلِمْنَا وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حَافِظِينَ ﴿۸۱﴾ وَاسْأَلِ الْقَرْيَةَ الَّتِي كُنَّا فِيهَا وَالْعِيرَ الَّتِي أَقْبَلْنَا فِيهَا وَإِنَّا لَصَادِقُونَ ﴿۸۲﴾ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ أَمْرًا فَصَبْرٌ جَمِيلٌ عَسَى اللَّهُ أَنْ يَّأْتِيَنِي بِهِمْ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ﴿۸۳﴾ وَتَوَلَّى عَنْهُمْ وَقَالَ يَا أَسَفَى عَلَى يُوسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنَاهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيمٌ ﴿۸۴﴾ قَالُوا تَاللَّهِ تَفْتَأُ تَذْكُرُ يُوسُفَ حَتَّى تَكُونَ حَرَضًا أَوْ تَكُونَ مِنَ الْهَالِكِينَ ﴿۸۵﴾ قَالَ إِنَّمَا أَشْكُو بَثِّي وَحُزْنِي إِلَى اللَّهِ وَأَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿۸۶﴾

(برادران یوسف نے) کہا کہ اگر اس نے چوری کی ہو تو (کچھ عجب نہیں کہ) اس کے ایک بھائی نے بھی پہلے چوری کی تھی۔ یوسف نے اس بات کو اپنے دل میں مخفی رکھا اور ان پر ظاہر نہ ہونے دیا (اور) کہا کہ تم بڑے بدقماش ہو۔ اور جو تم بیان کرتے ہو خدا اسے خوب جانتا ہے (۷۷)۔ وہ کہنے لگے کہ اے عزیز اس کے والد بہت بوڑھے ہیں (اور اس سے بہت محبت رکھتے ہیں) تو (اس کو چھوڑ دیجیے اور) اس کی جگہ ہم میں سے کسی کو رکھ لیجیے ہم دیکھتے ہیں کہ آپ احسان کرنے والے ہیں (۷۸)۔ (یوسف نے) کہا کہ خدا پناہ میں رکھے کہ جس شخص کے پاس ہم نے اپنی چیز پائی ہے اس کے سوا کسی اور کو پکڑ لیں۔ ایسا کریں تو ہم (بڑے) بےانصاف ہیں (۷۹)۔ جب وہ اس سے ناامید ہو گئے تو الگ ہو کر صلاح کرنے لگے۔ سب سے بڑے نے کہا کیا تم نہیں جانتے کہ تمہارے والد نے تم سے خدا کا عہد لیا ہے اور اس سے پہلے بھی تم یوسف کے بارے میں قصور کر چکے ہو تو جب تک والد صاحب مجھے حکم نہ دیں میں تو اس جگہ سے ہلنے کا نہیں یا خدا میرے لئے کوئی اور تدبیر کرے۔ اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے (۸۰)۔ تم سب والد صاحب کے پاس جاؤ اور کہو کہ ابا آپ کے صاحبزادے نے (وہاں جا کر) چوری کی۔ اور ہم نے تو اپنی دانست کے مطابق آپ سے (اس کے لے آنے کا) عہد کیا تھا مگر ہم غیب (کی باتوں) کے (جاننے اور) یاد رکھنے والے تو نہیں تھے (۸۱)۔ اور جس بستی میں ہم (ٹھہرے) تھے وہاں سے (یعنی اہل مصر سے) اور جس قافلے میں آئے ہیں اس سے دریافت کر لیجیے۔ اور ہم (اس بیان میں) بالکل سچے ہیں (۸۲)۔ (جب انہوں نے یہ بات یعقوب سے آ کر کہی تو) انہوں نے کہا (کہ حقیقت یوں نہیں

ہم ان کی نگرانی نہیں کر رہے تھے کہ انھوں نے کیا کیا۔

(۸۲) اور اگر یقین نہ ہو تو اس بستی والوں سے جو مصر کی ایک بستی ہے کسی سے پوچھ لیجیے اور اس قافلہ والوں سے پوچھ لیجیے جس میں شامل ہو کر ہم یہاں آئے ہیں اور ان کے ساتھ ہم کنعان کے لیے لوٹ آئے غرض ہم نے جو کچھ آپ سے بیان کیا اس میں ہم بالکل سچے ہیں، چنانچہ سب بھائیوں نے واپس آ کر حضرت یعقوب علیہ السلام سے یہ ساری بات بیان کر دی۔

(۸۳) یہ سن کر حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان سے فرمایا بات یوں نہیں بلکہ تم نے اپنے دل سے ایک بات گھڑ لی ہے بس میں صبر ہی کروں گا اور تم لوگوں سے کوئی شکایت نہیں کروں گا۔

مجھ کو اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ یوسف، بنیامین اور یہودا کو مجھ تک پہنچا دے گا وہ اس بات سے خوب واقف ہے کہ وہ کہاں ہیں اور وہ ان سب کو مجھ سے ملانے میں بڑی حکمت والا ہے۔

(۸۴) اور ان سے الگ ہو کر کہنے لگے ہائے یوسف اور رنج و غم سے ان کی آنکھیں سفید پڑ گئیں اور وہ غم سے دل ہی دل میں گھٹا کرتے تھے۔

(۸۵) اور ان کی اولاد کہنے لگی خدا کی قسم آپ ہمیشہ حضرت یوسف علیہ السلام کی یاد میں لگے رہیں گے یہاں تک کہ گھل گھل کر ہلاک ہو جائے۔

(۸۶) حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا میں تو اپنے رنج و غم کی صرف اللہ سے شکایت کرتا ہوں اور میں جانتا ہوں کہ یوسف علیہ السلام نے جو بچپن میں خواب دیکھا تھا وہ سچا ہے اور ہم ان کو سجدہ کریں گے اور اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم اور اس کے لطف کو جتنا میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے اور میں خوب جانتا ہوں کہ یوسف زندہ ہیں کیوں کہ مروی ہے کہ ملک الموت حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس آئے، حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان سے دریافت کیا کہ جن لوگوں کی تم نے روحیں قبض کی ہیں کیا ان میں یوسف علیہ السلام کی بھی روح قبض کی ہے، انھوں نے فرمایا نہیں۔

❁ ❁ ❁

يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ وَلَا تَايْــَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يَايْــــَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَيْهِ قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ ۝ قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ وَاَخِيْهِ اِذْ اَنْتُمْ جٰهِلُوْنَ ۝ قَالُوْٓا ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ ۭ قَالَ اَنَا يُوْسُفُ وَهٰذَآ اَخِيْ ۡ قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا ۭ اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِــِٕيْنَ ۝ قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ۭ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ۡ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰي وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ۚ وَاْتُوْنِيْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّىْ لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ لَوْلَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ ۝ قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ ۝ فَلَمَّآ اَنْ جَاۗءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰىهُ عَلٰي وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ۚ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ ۚ اِنِّىْٓ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَآ اِنَّا كُنَّا خٰطِــِٕيْنَ ۝ قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰي يُوْسُفَ اٰوٰٓى اِلَيْهِ اَبَوَيْهِ وَقَالَ ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَاۗءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۝

بیٹا (یوں کرو کہ ایک دفعہ پھر) جاؤ اور یوسف اور اُس کے بھائی کو تلاش کرو اور خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہو کہ خدا کی رحمت سے بے ایمان لوگ ناامید ہوا کرتے ہیں (۸۷)۔ جب وہ یوسف کے پاس گئے تو کہنے لگے کہ عزیز ہمیں اور ہمارے اہل وعیال کو بڑی تکلیف ہو رہی ہے اور ہم تھوڑا سا سرمایہ لائے ہیں آپ ہمیں (اس کے عوض) پورا غلہ دیجیے اور خیرات کیجیے کہ خدا خیرات کرنے والوں کو ثواب دیتا ہے (۸۸)۔ (یوسف نے) کہا تمہیں معلوم ہے کہ جب تم نادانی میں پھنسے ہوئے تھے تو تم نے یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا کیا تھا؟ (۸۹)۔ وہ بولے کیا تم ہی یوسف ہو؟ انہوں نے کہا ہاں میں ہی یوسف ہوں اور (بنیامین کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگے) یہ میرا بھائی ہے خدا نے ہم پر بڑا احسان کیا ہے۔ جو شخص خدا سے ڈرتا اور صبر کرتا ہے تو خدا نیکوکاروں کا اجر ضائع نہیں کرتا (۹۰)۔ وہ بولے خدا کی قسم خدا نے تم کو ہم پر فضیلت بخشی ہے اور بے شک ہم خطاکار تھے (۹۱)۔ (یوسف نے) کہا کہ آج کے دن (سے) تم پر کچھ عتاب (وملامت) نہیں ہے۔ خدا تم کو معاف کرے۔ اور وہ بہت رحم کرنے والا ہے (۹۲)۔ یہ میرا کرتہ لے جاؤ اور اسے والد صاحب کے منہ پر ڈال دو وہ بینا ہو جائیں گے۔ اور اپنے تمام اہل وعیال کو میرے پاس لے آؤ (۹۳)۔ اور جب قافلہ (مصر سے) روانہ ہوا تو اُن کے والد کہنے لگے کہ اگر مجھ کو یہ نہ کہو کہ (بوڑھا) بہک گیا ہے تو مجھے تو یوسف کی بُو آ رہی ہے (۹۴)۔ وہ بولے کہ واللہ آپ اُسی قدیم غلطی میں (مبتلا) ہیں (۹۵)۔ جب خوشخبری دینے والا آ پہنچا تو کرتہ یعقوب کے منہ پر ڈال دیا۔ اور وہ بینا ہو گئے (اور بیٹوں سے) کہنے لگے کہ میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میں خدا کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے (۹۶)۔ بیٹوں نے کہا کہ ابا ہمارے لیے ہمارے گناہ کی مغفرت مانگیے۔ بے شک ہم خطاکار تھے (۹۷)۔ انہوں نے کہا کہ میں اپنے پروردگار سے تمہارے لیے بخشش مانگوں گا۔ بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے (۹۸)۔ جب (یہ سب لوگ) یوسف کے پاس پہنچے تو (یوسف نے) اپنے والدین کو اپنے پاس بٹھایا اور کہا مصر میں داخل ہو جائیے خدا نے چاہا تو خاطر جمع سے رہیے گا (۹۹)

تفسیر سورۃ یوسف آیات (۸۷) تا (۹۹)

(۸۷) اسی لیے حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے بیٹو! جاؤ یوسف علیہ السلام اور بنیامین کو تلاش کرو اور ان کی خبر لاؤ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید مت ہو، کیوں کہ اللہ تعالیٰ سے اور اس کی رحمت سے وہی لوگ ناامید ہوتے ہیں جو کافر ہیں۔

(۸۸) چنانچہ جب دوسری مرتبہ پھر یہ سب مصر پہنچے تو کہنے لگے اے عزیز ہم اور ہمارے گھر والے قحط سے پریشان

ہیں۔ اور ہم کچھ کھوٹے پیسے لائے ہیں جن کے عوض غلہ نہیں مل سکتا ہے اور نہ وہ لوگوں کے درمیان چلتے ہیں اور کچھ پہاڑی چیزیں صنوبر، چلغوزے وغیرہ بطور تحفہ اور غیرہ لائے ہیں اور عرب کے استعمال کی چیزیں مثلاً اون، گھی وغیرہ لائے ہیں تو ہمیں اب بھی پورا اناج دے دیجیے جیسا کہ آپ نئے سکوں پر پورا اناج دیتے ہیں اور ان دونوں قیمتوں کے فرق اور ماپوں کے فرق کو کچھ نہ دیکھیے بلکہ ہمیں خیرات سمجھ کر دے دیجیے بے شک اللہ تعالیٰ خیرات دینے والوں کو دنیا و آخرت میں جزائے خیر دیتا ہے۔

(۸۹) یہ سن کر حضرت یوسف علیہ السلام ان سے فرمانے لگے وہ بھی تمہیں یاد ہے جو کچھ تم نے یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا تھا جب کہ تمہاری جہالت اور شباب کا زمانہ تھا۔

(۹۰) سوچ کر کہنے لگے کیا تم ہی یوسف ہو؟ فرمایا ہاں میں یوسف ہوں اور یہ بنیامین میرا سگا بھائی ہے اللہ تعالیٰ نے صبر کی دولت دے کر ہم پر بڑا احسان کیا ہے اور واقعی جو خوشحالی میں گناہوں سے بچتا ہے اور تنگی میں صبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ تقویٰ اور صبر کرنے والوں کے ثواب ضائع نہیں کرتے۔

(۹۱) چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی حضرت یوسف سے بطور معذرت کہنے لگے بخدا تمہیں اللہ تعالیٰ نے ہم پر فضیلت فرمائی ہے اور جو کچھ تم نے کیا بے شک اس میں ہم آپ کے ساتھ برائی کرنے والے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے والے تھے۔

(۹۲) حضرت یوسف علیہ السلام نے ان سے فرمایا تم پر آج کے بعد میری طرف سے کوئی الزام نہیں جو کچھ تم سے قصور ہوا اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرمائے وہ والدین سے زیادہ مہربان ہے۔

(۹۳) اب تم جا کر میرے باپ کو بشارت دو اور میری یہ قمیص بھی لے جاؤ اور یوسف علیہ السلام کی یہ قمیص جنت سے آیا ہوا باس تھا اور اس کو ان کے چہرہ پر ڈال دو اس سے ان کی آنکھیں روشن ہو جائیں گی اور باقی اپنے سب گھر والوں کو بھی جو تقریباً بہتر افراد تھے میرے پاس لے آؤ۔

(۹۴۔۹۵) چنانچہ جب قافلہ مقام عریش سے جو کہ مصر اور کنعان کے درمیان ایک بستی تھی قمیص لے کر چل پڑا تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے اردگرد کے لوگوں سے کہنا شروع کیا کہ اگر تم مجھ کو بہکی باتیں کرنے والا نہ سمجھو اور میری بات کو جھوٹ نہ سمجھو تو ایک بات کہتا ہوں کہ مجھے تو یوسف علیہ السلام کی خوشبو آرہی ہے ان کے پاس جو ان کے پوتے پڑپوتے موجود تھے وہ کہنے لگے بخدا آپ تو حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں اپنی اسی خام خیالی پر قائم ہیں۔

(۹۶۔۹۷) چنانچہ جب یہودا حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص لے کر ان کی سلامتی کی خوشخبری لے کر آ پہنچا تو اس نے وہ کرتا ان کے منہ پر لا کر ڈال دیا فوراً ہی ان کی آنکھیں کھل گئیں تو آپ نے اپنے بیٹوں اور پوتوں سے فرمایا کیوں میں نے تم سے کہا نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ کی باتوں کو جتنا میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے وہ یہ کہ حضرت یوسف علیہ السلام زندہ ہیں مرے نہیں تو ان کے بیٹوں اور پوتوں نے کہا کہ اے ہمارے باپ اللہ تعالیٰ سے ہمارے گناہوں کی مغفرت کے لیے دعا کیجیے ہم بے شک گناہگار اور اللہ تعالیٰ کے نافرمان تھے۔

(۹۸) حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان سے فرمایا تمہارے لیے جمعہ کی رات میں تہجد کے وقت مغفرت کی دعا کروں

گا بے شک وہ غفور الرحیم اور توبہ کرنے والوں پر مہربان ہے۔

(۹۹) چنانچہ جب یہ سب حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے تو انھوں نے اپنے باپ اور اپنی خالہ کو کیوں کہ ان کی والدہ پہلے ہی انتقال کر گئی تھیں اپنے پاس جگہ دی اور فرمایا کہ سب مصر چلیے اور وہاں ان شاء اللہ دشمن اور تکلیف سے امن میں رہیے۔

وَرَفَعَ أَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوا لَهُ سُجَّدًا ۖ وَقَالَ يَا أَبَتِ هَٰذَا تَأْوِيلُ رُؤْيَايَ مِن قَبْلُ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّي حَقًّا ۖ وَقَدْ أَحْسَنَ بِي إِذْ أَخْرَجَنِي مِنَ السِّجْنِ وَجَاءَ بِكُم مِّنَ الْبَدْوِ مِن بَعْدِ أَن نَّزَغَ الشَّيْطَانُ بَيْنِي وَبَيْنَ إِخْوَتِي ۚ إِنَّ رَبِّي لَطِيفٌ لِّمَا يَشَاءُ ۚ إِنَّهُ هُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ۞ رَبِّ قَدْ آتَيْتَنِي مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِي مِن تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ ۚ فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ أَنتَ وَلِيِّي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۖ تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ ۞ ذَٰلِكَ مِنْ أَنبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ ۖ وَمَا كُنتَ لَدَيْهِمْ إِذْ أَجْمَعُوا أَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُونَ ۞ وَمَا أَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِينَ ۞ وَمَا تَسْأَلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ ۞ وَكَأَيِّن مِّنْ آيَةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَمُرُّونَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُونَ ۞ وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُم بِاللَّهِ إِلَّا وَهُم مُّشْرِكُونَ ۞ أَفَأَمِنُوا أَن تَأْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللَّهِ أَوْ تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۞ قُلْ هَٰذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ ۚ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي ۖ وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۞ وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُّوحِي إِلَيْهِم مِّنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ ۗ أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۗ وَلَدَارُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ اتَّقَوْا ۗ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۞ حَتَّىٰ إِذَا اسْتَيْأَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوا جَاءَهُمْ نَصْرُنَا فَنُجِّيَ مَن نَّشَاءُ ۖ وَلَا يُرَدُّ بَأْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ ۞ لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ ۗ مَا كَانَ حَدِيثًا يُفْتَرَىٰ وَلَٰكِن تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۞

اور اپنے والدین کو تخت پر بٹھایا اور سب یوسف کے آگے سجدے میں گر پڑے اور (اسوقت یوسف نے) کہا ابا جان یہ میرے اس خواب کی تعبیر ہے جو میں نے پہلے (بچپن میں) دیکھا تھا۔ میرے پروردگار نے اسے سچ کر دکھایا۔ اور اس نے مجھ پر (بہت سے) احسان کیے ہیں کہ مجھ کو جیل خانے سے نکالا۔ اور اس کے بعد کہ شیطان نے مجھ میں اور میرے بھائیوں میں فساد ڈال دیا تھا آپ کو گاؤں سے یہاں لایا۔ بے شک میرا پروردگار جو چاہتا ہے تدبیر سے کرتا ہے وہ دانا (اور) حکمت والا ہے (۱۰۰)۔ (جب یہ سب باتیں ہو لیں تو یوسف نے خدا سے دعا کی کہ) اے میرے پروردگار تو نے مجھ کو حکومت سے بہرہ دیا اور خوابوں کی تعبیر کا علم بخشا۔ اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے تو ہی دنیا اور آخرت میں میرا کارساز ہے۔ تو مجھے (دنیا سے) اپنی اطاعت (کی حالت) میں اٹھائیو اور (آخرت میں) اپنے نیک بندوں میں داخل کیجیو (۱۰۱)۔ (اے پیغمبر) یہ اخبار غیب میں سے ہیں۔ جو ہم تمہاری طرف بھیجتے ہیں۔ اور جب برادران یوسف نے اپنی بات پر اتفاق کیا تھا اور وہ فریب کر رہے تھے تو تم ان کے پاس تو نہ تھے (۱۰۲)۔ اور بہت سے آدمی گو تم (کتنی ہی) خواہش کرو ایمان لانے والے نہیں ہیں (۱۰۳)۔ اور تم ان سے اس (خیر خواہی) کا کچھ صلہ بھی تو نہیں مانگتے۔ یہ (قرآن) اور کچھ نہیں تمام عالم کے لئے نصیحت ہے (۱۰۴)۔ اور آسمان اور زمین میں بہت سی نشانیاں ہیں جن پر یہ گذرتے ہیں اور ان سے اعراض کرتے ہیں (۱۰۵)۔ اور اکثر خدا پر ایمان نہیں رکھتے۔ مگر (اس کے ساتھ) شرک کرتے ہیں (۱۰۶)۔ کیا یہ اس (بات) سے بے خوف ہیں کہ ان پر خدا کا عذاب نازل ہو کر ان کو ڈھانپ لے یا ان پر ناگہاں قیامت آ جائے اور انہیں خبر بھی نہ ہو (۱۰۷)۔ کہہ دو کہ میرا رستہ تو یہ ہے میں خدا کی طرف بلاتا ہوں (از روئے یقین و برہان) سمجھ بوجھ کر۔ میں بھی (لوگوں کو خدا کی طرف بلاتا ہوں) اور میرے پیرو بھی۔ اور خدا پاک ہے اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں (۱۰۸)۔ اور ہم نے تم سے پہلے بستیوں کے رہنے والوں میں سے مرد ہی بھیجے تھے جن کی طرف ہم وحی بھیجتے تھے کیا ان لوگوں

نے ملک میں سیر (وسیاحت) نہیں کی کہ دیکھ لیتے کہ جو لوگ ان سے پہلے تھے اُن کا انجام کیا ہوا۔ اور متقیوں کے لئے آخرت کا گھر بہت اچھا ہے کیا تم سمجھتے نہیں (۱۰۹)۔ یہاں تک کہ جب پیغمبر ناامید ہو گئے اور انہوں نے خیال کیا کہ (اپنی نصرت کے بارے میں جو بات اُنہوں نے کہی تھی اس میں) وہ سچے نہ نکلے تو اُن کے پاس ہماری مدد آ پہنچی۔ پھر جسے ہم نے چاہا بچا دیا اور ہمارا عذاب (اتر کر) گنہگار لوگوں سے پھرا نہیں کرتا (۱۱۰)۔ ان کے قصے میں عقلمندوں کے لئے عبرت ہے۔ یہ (قرآن) ایسی بات نہیں ہے جو (اپنے دل سے) بنالی گئی ہو بلکہ جو (کتابیں) اس سے پہلے (نازل ہوئی) ہیں ان کی تصدیق (کرنے والا) ہے اور ہر چیز کی تفصیل (کرنے والا) اور مومنوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے (۱۱۱)

تفسیر سورة یوسف آیات (۱۰۰) تا (۱۱۱)

(۱۰۰) اور وہاں پہنچ کر اپنے والدین کو تخت شاہی پر اونچا بٹھایا اور عظمت کے غلبہ کے باعث والدین اور ان کے بھائی سب سجدہ میں جھک گئے اور اس زمانہ میں یہ سجدہ رکوع کے طریقہ پر ہوتا تھا جو کہ سلام کے قائم مقام تھا کہ کم تر باعزت کے اور نوجوان بوڑھے کے اور چھوٹا بڑے کے سامنے جھکتا جیسا کہ عجمی لوگ کرتے تھے حضرت یوسف علیہ السلام فرمانے لگے ابا جان یہ سجدہ میرے اس خواب کی تعبیر ہے جو میں نے پہلے دیکھا تھا میرے پروردگار نے اس کو سچا کر دکھایا اور مجھ پر قید سے نکلنے کے وقت بھی احسان فرمایا اور مجھے غلامی سے نجات دی اور اس کے بعد بھی کہ شیطان نے حسد میں میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان فساد ڈلوا دیا تھا پھر اللہ تعالیٰ آپ سب کو باہر سے لے آیا بے شک میرا پروردگار جو چاہتا ہے اس کی اچھی تدبیر کر دیتا ہے کہ اس طریقے سے ہم سب کو دوبارہ ملانے والا اور وہ ہماری پریشانیوں کو جاننے والا اور ملانے اور جدا کرنے میں حکمتوں والا ہے۔

(۱۰۱) اے میرے پروردگار آپ نے مجھ کو ملک مصر کی سلطنت عطا کی جس کا رقبہ چالیس فرسخ (فاصلے کا ایک ماپ جو اٹھارہ ہزار فٹ ہوتا ہے) اور مجھ کو خوابوں کی تعبیر دینا کا علم دیا اے آسمانوں اور زمین کے خالق آپ ہی میرے پروردگار خالق رازق و محافظ ہیں دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ مجھے عبادت توحید میں پورے خلوص کے ساتھ دنیا سے اٹھائیے اور میرے آباؤ اجداد و مرسلین کے ساتھ جو جنت میں ہیں شامل کر دیجیے۔

(۱۰۲) اے محمد ﷺ آپ سے جو حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کا قصہ بیان کیا گیا یہ آپ کے اعتبار سے غیب کی خبروں میں سے ہے اور بذریعہ جبریل امین آپ کو یہ قصہ بتلاتے ہیں اور ظاہر ہے کہ آپ برادران یوسف علیہ السلام کے زمانے میں موجود نہ تھے، جب انہوں نے یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں ڈالنے کا پختہ ارادہ کر لیا تھا اور وہ یوسف علیہ السلام کی ہلاکت کے بارے میں تدابیر کر رہے تھے۔

(۱۰۳) اور خواہ آپ کیسی ہی کیوں نہ کوشش کریں اہل مکہ میں سے اکثر آسمانی کتابوں اور اللہ کے رسولوں پر ایمان نہیں لاتے۔

(۱۰۴) اور محمد ﷺ آپ تبلیغ توحید پر ان سے کچھ معاوضہ تو نہیں لیتے یہ قرآن تو تمام جنات اور انسانوں کے لیے ایک نصیحت ہے۔

(۱۰۵) اور بہت سی نشانیاں ہیں، آسمانوں میں جیسا کہ چاند سورج، ستارے وغیرہ اور زمین میں جیسا کہ پہاڑ،

دریا، درخت، جانور وغیرہ جن پر اہل مکہ کا گزر ہوتا رہتا ہے اور وہ ان کی طرف توجہ اور غور نہیں کرتے، بلکہ الٹا جھٹلاتے ہیں۔

(۱۰۶) اور اکثر اہل مکہ جو دل میں اللہ کی معبودیت کو مانتے بھی ہیں مگر علانیہ وحدانیت خداوندی میں شرک کرتے ہیں۔

(۱۰۷) کیا پھر بھی مکہ والے اس بات سے مطمئن بیٹھے ہیں کہ بدر کی طرح عذاب الٰہی میں سے کوئی عذاب ان پر نازل ہو یا ان پر اچانک عذاب قیامت آپڑے اور ان کو اس کے آنے کی خبر بھی نہ ہو۔

(۱۰۸) محمد ﷺ آپ ان اہل مکہ سے فرما دیجیے کہ ملت ابراہیمی ہی میرا طریق ہے میں لوگوں کو اللہ کی طرف اس طور پر بلاتا ہوں کہ میں دلیل اور دین خداوندی پر قائم ہوں۔ میں بھی اور میرے اوپر جو ایمان لائے وہ بھی اللہ کی طرف اس طور پر دعوت دیتے ہیں کہ وہ بھی دلیل اور دین خداوندی پر قائم ہیں اور اللہ تعالیٰ شریک اور اولاد سے پاک ہے اور میں مشرکین کے ساتھ نہیں ہوں۔

(۱۰۹) اے محمد ﷺ ہم نے آپ سے پہلے مختلف بستی والوں میں جتنے رسول بنا کر بھیجے سب آدمی ہی تھے جس طرح اب ہم آپ کے پاس بذریعہ جبریل امین وحی بھیجتے ہیں اسی طرح ان کے پاس وحی بھیجتے تھے کیا مکہ والے کہیں چلے پھرے نہیں کہ اپنی آنکھوں سے دیکھ کر غور کر لیتے کہ ان سے پہلے جو کافر تھے ان کا کیسا برا انجام ہوا۔

البتہ جنت ان حضرات کے لیے جو کفر و شرک اور فواحش سے بچتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان رکھتے ہیں نہایت بھلائی کی چیز ہے۔

کیا تمہارے پاس انسانوں والا دماغ نہیں کہ سوچو آخرت دنیا سے بہتر ہے یا یہ کہ دنیا فانی اور آخرت باقی رہنے والی ہے یا یہ کہ کیا اس بات کو نہیں مانتے کہ گزشتہ قوموں پر جب انھوں نے رسولوں کو جھوٹا قرار دیا کیا کیا عذاب نازل ہوئے۔

(۱۱۰) چنانچہ جب پیغمبر اپنی قوم کی تصدیق کرنے سے مایوس ہو گئے اور ان پیغمبروں کو گمان غالب ہو گیا کہ ان کی قوم جو وہ اللہ کا پیغام اپنی قوم کے پاس لے کر آئے تھے جھٹلانے پر تلی ہوئی ہے اور اب ایمان نہیں لائے گی اور لفظ کذبوا کو تخفیف کے ساتھ پڑھا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ قوم کو غالب گمان ہوا کہ رسولوں نے جو وعدہ کیا تھا (نزول عذاب کا) اس کے خلاف کیا تو ایسی مایوسی کی حالت میں ان کی قوم کی ہلاکت کے لیے ہمارا عذاب آپہنچے گا، چنانچہ ہم نے اس عذاب سے رسولوں اور ان کے ماننے والوں کو بچا لیا اور ہمارا عذاب مشرکین سے نہیں ٹلتا۔

(۱۱۱) حضرت یوسف ؑ اور ان کے بھائیوں کے واقعہ میں سمجھدار لوگوں کے لیے بڑی عبرت ہے۔ یہ قرآن کریم کوئی خود سے بنائی ہوئی بات تو نہیں بلکہ یہ توریت انجیل اور تمام آسمانی کتب کی بیان توحید اور بعض دوسرے احکام اور واقعہ حضرت یوسف ؑ کی تصدیق کرنے والی ہے اور یہ قرآن کریم حلال و حرام میں سے ہر ایک چیز کو تفصیل سے بیان کرنے والا ہے اور ان حضرات کے لیے جو کہ رسول اکرم ﷺ اور اس قرآن کریم پر جو کہ آپ پر آپ کے پروردگار کی طرف سے نازل کیا گیا ہے ایمان رکھتے ہیں، گمراہی سے ہدایت اور عذاب سے رحمت ہے۔

سورۃ الرعد مدنیۃ وھی ثلاث واربعون آیۃ وستۃ رکوعات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓمّٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ ؕ وَالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْهٰرًا ؕ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِيْهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ وَفِي الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِيْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ ۫ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِي الْاُكُلِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ وَاِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

سورۂ رعد مدنی ہے اور اس میں تینتالیس آیتیں اور چھ رکوع ہیں

<u>شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے</u>

المرا (اے محمد ﷺ) یہ کتاب (الٰہی) کی آیتیں ہیں۔ اور جو تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر نازل ہوا ہے حق ہے۔ لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے (۱)۔ خدا وہی تو ہے جس نے ستونوں کے بغیر آسمان جیسا کہ تم دیکھتے ہو (اتنے) اونچے بنائے۔ پھر عرش پر جا ٹھہرا اور سورج اور چاند کو کام میں لگا دیا۔ ہر ایک ایک میعاد معین تک گردش کر رہا ہے۔ وہی (دنیا کے) کاموں کا انتظام کرتا ہے (اس طرح) وہ اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان کرتا ہے کہ تم اپنے پروردگار کے روبرو جانے کا یقین کرو (۲)۔ اور وہی ہے جس نے زمین کو پھیلایا اور اس میں پہاڑ اور دریا پیدا کیے۔ اور ہر طرح کے میووں کی دو دو قسمیں بنائیں وہی رات کو دن کا لباس پہناتا ہے۔ غور کرنے والوں کے لئے اس میں بہت سی نشانیاں ہیں (۳)۔ اور زمین میں کئی طرح کے قطعات ہیں۔ ایک دوسرے سے ملے ہوئے اور انگور کے باغ اور کھیتی اور کھجور کے درخت۔ بعض کی بہت سی شاخیں ہیں اور بعض کی اتنی نہیں ہوتیں (باوجودیکہ) پانی سب کو ایک ہی ملتا ہے۔ اور ہم بعض میووں کو بعض پر لذت میں فضیلت دیتے ہیں۔ اس میں سمجھنے والوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں (۴)۔ اگر تم عجیب بات سننی چاہو تو کافروں کا یہ کہنا عجیب ہے کہ جب ہم (مر کر) مٹی ہو جائیں گے تو کیا از سر نو پیدا ہوں گے؟ یہی لوگ ہیں جو اپنے پروردگار سے منکر ہوئے ہیں۔ اور یہی ہیں جن کی گردنوں میں طوق ہوں گے اور یہی اہل دوزخ ہیں کہ ہمیشہ اس میں (جلتے) رہیں گے (۵)

تفسیر سورۃ الرعد آیات (۱) تا (۵)

یہ سورت پوری مکی ہے سوائے ان دو آیات کے ولا یزال الذین کفروا (الخ) اور ویقول الذین کفروا (الخ) کیوں کہ یہ دونوں آیات مدنی ہیں۔

اس سورت میں تینتالیس آیات، آٹھ سو پچپن کلمات اور تین ہزار پانچ سو چھ حروف ہیں۔

(۱) یعنی جو کچھ تم کرتے اور کہتے ہو اللہ تعالیٰ ان سب باتوں کو خوب جانتا اور دیکھتا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ ایک قسم ہے۔
یہ سورت (رعد) قرآن کریم کی آیات ہیں اور قرآن کریم جو تم پر نازل ہوتا ہے یہ آپ کے پروردگار کی طرف سے بالکل حق ہے لیکن اکثر اہل مکہ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان نہیں لاتے۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو پیدا کیا اور بغیر ستون کے ان کو زمین پر کھڑا کر دیا۔ تم ان آسمانوں کو اسی طرح دیکھ رہے ہو یا ایسے ستون ہیں جن کو تم نہیں دیکھ رہے اور آسمانوں کے اونچا کرنے سے پہلے بھی اللہ تعالیٰ عرش پر تھا اور پھر عرش پر متمکن ہوا یعنی علم وقدرت کے اعتبار سے قریب وبعید سب اس کے نزدیک برابر ہیں اور چاند وسورج کی روشنی کو انسانوں کے لیے مسخر کر دیا ہر ایک۔ پنے مدار پر ایک وقت مقررہ میں چلتا رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ بندے کے تمام کاموں کی نگرانی کرتے ہیں وہی تنزیل مصیبت کو بذریعہ فرشتوں کے نازل فرماتا ہے یہ قرآن پاک اوامر ونواہی کو صاف صاف بیان کرتا ہے تاکہ تم مرنے کے بعد کی تصدیق کرو۔

(۳) اور اس نے زمین کو پانی پر پھیلایا اور زمین میں بڑے قائم رہنے والے پہاڑ کو جو کہ زمین کے لیے میخیں ہیں پیدا کیے اور نہریں جاری کیں اور اس میں ہر ایک قسم کے پھلوں سے دو دو قسم کے پھل مثلاً کھٹے، میٹھے، سفید، سرخ پیدا کیے، وہ دن کی روشنی سے رات کو رات کی تاریکی سے دن کی روشنی کو چھپا دیتا ہے یا یہ کہ وہ رات کو لے جاتا ہے ان کو لاتا ہے اور دن کو لے جاتا ہے اور رات کو لے آتا ہے۔

ان امور مذکورہ میں نشانیاں اور دلائل ہیں تاکہ ان میں غور کریں۔

(۴) اور زمین میں پاس پاس مختلف قطعے ہیں کہ کھاری اور خراب زمین کا حصہ ہے اور اسی کے ساتھ صاف شیریں اور ٹھنڈی زمین کا حصہ ہے کہ یہ حصے ایک دوسرے سے متصل ہیں اور انگوروں کے باغ ہیں اور مختلف کھیتیاں ہیں اور کھجور کے درخت ہیں کہ ان میں سے بعض تو ایسے ہیں کہ نیچے سے ایک ہی جڑ ہے اور دو پر جا کر دو اور اس سے زیادہ اور کم جڑیں ہو جاتی ہیں اور بعض میں جڑیں جدا جدا نہیں ہوتیں بلکہ ایک ہی جڑ رہتی ہے۔ سب کو بارش یا نہر ہی کا پانی دیا جاتا ہے، اس کے باوجود ہم ایک کو دوسرے پر وزن اور لذت میں فوقیت دیتے ہیں اور ان مزوں اور رنگوں کے اختلافات میں ان حضرات کے لیے دلائل ہیں جو ان تمام چیزوں کی منجانب اللہ ہونے کی تصدیق کرتے ہیں۔

(۵) اے محمد ﷺ اگر آپ کو ان لوگوں کی تکذیب پر تعجب ہو تو واقعی ان کا یہ قول تعجب کے لائق ہے کہ جب ہم مر کر مٹی میں مل جائیں گے تو کیا مرنے کے بعد ہم پھر دوبارہ زندہ ہو کر اٹھیں گے اور ہم میں پھر روح پھونکی جائے گی، یہ مرنے کے بعد زندہ ہونے کا انکار کرنے والے وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا۔ تو ان کافروں کی گردنوں میں بیڑیاں اور طوق باندھے جائیں گے اور یہ بیڑیوں اور طوق والے دوزخی ہیں اس میں ہمیشہ رہیں گے نہ ان کو وہاں موت آئے گی اور نہ یہ وہاں سے کبھی نکالے جائیں گے۔

✿✿✿

وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ ؕ وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ ۚ وَاِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۶﴾ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَاۤ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ﴿۷﴾ اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ؕ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ﴿۸﴾ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ﴿۹﴾ سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍۢ بِالَّيْلِ وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ ﴿۱۰﴾ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاِذَاۤ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ﴿۱۱﴾ هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ﴿۱۲﴾ وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ ۚ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ ۚ وَهُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ ﴿۱۳﴾ لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ؕ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ؕ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۱۴﴾

اور یہ لوگ بھلائی سے پہلے تم سے برائی کے جلد خواستگار (یعنی طالب عذاب) ہیں حالانکہ ان سے پہلے عذاب (واقع) ہو چکے ہیں۔ اور تمہارا پروردگار لوگوں کو باوجود ان کی بے انصافیوں کے معاف کرنے والا ہے۔ اور بے شک تمہارا پروردگار سخت عذاب دینے والا ہے (۶)۔ اور کافر لوگ کہتے ہیں کہ اس (پیغمبر) پر اس کے پروردگار کی طرف سے کوئی نشانی نازل نہیں ہوئی۔ سو (اے محمد ﷺ) تم تو صرف ہدایت کرنے والے ہو اور ہر ایک قوم کے لئے رہنما ہوا کرتا ہے (۷)۔ خدا ہی اس بچے سے واقف ہے جو عورت کے پیٹ میں ہوتا ہے اور پیٹ کے سکڑنے اور بڑھنے سے بھی (واقف ہے) اور ہر چیز کا اس کے ہاں ایک اندازہ مقرر ہے (۸)۔ وہ دانائے نہاں و آشکار ہے سب سے بزرگ (اور) عالی رتبہ (۹)۔ کوئی تم میں سے چپکے سے بات کہے یا پکار کر۔ یا رات کو کہیں چھپ جائے یا دن (کی روشنی میں) کھلم کھلا چلے پھرے (اس کے نزدیک) برابر ہے (۱۰)۔ اس کے آگے اور پیچھے خدا کے چوکیدار ہیں۔ جو خدا کے حکم سے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ خدا اس (نعمت) کو جو کسی قوم کو (حاصل) ہے نہیں بدلتا جب تک کہ وہ اپنی حالت کو نہ بدلے۔ اور جب خدا کسی قوم کے ساتھ برائی کا ارادہ کرتا ہے تو پھر وہ پھر نہیں سکتی۔ اور خدا کے سوا ان کا کوئی مددگار نہیں ہوتا (۱۱)۔ اور وہی تو ہے جو تم کو ڈرانے اور امید دلانے کے لئے بجلی دکھاتا ہے۔ اور بھاری بھاری بادل پیدا کرتا ہے (۱۲)۔ اور رعد اور فرشتے سب اس کے خوف سے اس کی تسبیح و تحمید کرتے رہتے ہیں۔ اور وہی بجلیاں بھیجتا ہے پھر جس پر چاہتا ہے گرا بھی دیتا ہے۔ اور وہ خدا کے بارے میں جھگڑتے ہیں اور وہ بڑی قوت والا ہے (۱۳)۔ سود مند پکارنا تو اسی کا ہے اور جن کو یہ لوگ اس کے سوا پکارتے ہیں وہ ان کی پکار کو کسی طرح قبول نہیں کرتے۔ مگر اس شخص کی طرح جو اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلا دے تاکہ (دور ہی سے) اس کے منہ تک آ پہنچے حالانکہ وہ (اس تک کبھی بھی) نہیں آ سکتا اور (اسی طرح) کافروں کی پکار بیکار ہے (۱۴)

تفسیر سورۃ الرعد آیات (۶) تا (۱۴)

(۶) اے محمد ﷺ یہ لوگ بطور مذاق کے آپ سے عافیت سے قبل نزول عذاب کا تقاضا کرتے ہیں اور آپ سے عافیت کی درخواست نہیں کرتے حالانکہ ان سے پہلے عقوبات کے واقعات گزر چکے جن کی بنا پر ہلاک ہونے والے ہلاک ہوئے اور آپ کا پروردگار ان مکہ کے کافروں کے شرک کو اگر یہ توبہ کر لیں اور ایمان لے آئیں تو معاف کر دے گا اور جو شرک سے توبہ نہ کرے تو یقیناً آپ کا پروردگار اس کو سخت سزا دے گا۔

(۷) اور رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کے منکر یہ بھی کہتے ہیں کہ ان پر خاص معجزہ کیوں نہیں اتارا گیا جیسا کہ پہلے انبیاء علیہم السلام پر معجزات نازل کیے گئے تھے۔ محمد ﷺ آپ تو صرف عذاب خدا سے ڈرانے والے رسول ہیں اور ہر ایک قوم کے لیے نبی ہوتے چلے آئے ہیں یا یہ کہ داعی جو ان کو گمراہی سے نجات دے کر ہدایت کی طرف دعوت دیتے رہے۔

(۸) اللہ تعالیٰ کو سب خبر ہوتی ہے جو کچھ کسی عورت کو حمل رہتا ہے کہ لڑکا ہے یا لڑکی اور جو کچھ حمل میں نو ماہ کے اندر کمی ہوتی ہے اور جو کچھ نو ماہ سے زیادہ زیادتی ہوتی ہے۔

اور یہ مدت میں زیادتی و کمی اور رحم مادر میں بچہ کا ٹھہرنا اور اس کا نکلنا سب ایک خاص اندازہ سے مقرر ہے۔

(۹) اور وہ تمام ان باتوں کو جو بندوں سے پوشیدہ ہیں اور جو ان کو معلوم ہیں اللہ تعالیٰ سب کو جاننے والا ہے اور کہا گیا ہے کہ غیب سے مراد وہ چیزیں ہیں جو ہونے والی ہیں اور شہادۃ سے مراد وہ ہیں جو ہو چکیں اور کہا گیا ہے کہ غیب سے مراد رحم مادر میں لڑکے وغیرہ کا وجود اور شہادۃ سے اس کا خروج مراد ہے۔ وہ سب سے بڑا ہے اس سے بڑی اور بلند کوئی چیز نہیں۔

(۱۰) تم میں سے کوئی بات یا کوئی کام چپکے سے کرے یا پکار کر کہے سب کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے علم میں یہ سب برابر ہیں اور ایسے ہی جو شخص رات میں کہیں چھپ جائے اور جو دن میں چلے پھرے وہ سب کو جانتا ہے۔

(۱۱) ہر ایک شخص کی حفاظت کے لیے کچھ فرشتے بھی مقرر ہیں۔ جن کی تبدیلی ہوتی رہتی ہے کہ رات کے فرشتے چلے جاتے ہیں اور دن کے آجاتے ہیں اور دن کے چلے جاتے ہیں اور رات کے آجاتے ہیں کہ وہ خدا کے حکم سے اس کی حفاظت کرتے رہتے ہیں تقدیر کے مطابق ان کی نگرانی کرتے رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کسی قوم کی امن اور خوشحالی والی حالت میں کوئی تبدیلی نہیں کرتے جب تک وہ لوگ شکر خداوندی کو ترک کر کے اپنی حالت خود نہیں تبدیل کر دیتے۔

اور جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر عذاب اور اس کی ہلاکت تجویز کر لیتا ہے تو پھر ان سے فیصلہ خداوندی کے ہٹنے کی کوئی صورت نہیں ہوتی اور اللہ کے سوا پھر کوئی ان سے عذاب خداوندی کو ہٹانے والا نہیں اور نہ اس کے علاوہ اور کوئی جائے پناہ ہے۔

(۱۲) اور وہ تمہیں کو بارش کے وقت بجلی چمکتی ہوئی دکھاتا ہے کہ بارش سے مسافر کو اپنے ساز و سامان کے بھیگ جانے کا خوف بھی ہوتا ہے اور مقیم کو خوشی و امید ہوتی ہے کہ اس کی کھیتی سیراب ہو جائے اور وہ بادلوں کو بھی جو بارش سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں پیدا کرتا اور ان کو بلند کرتا ہے۔

(۱۳) اور رعد فرشتہ اللہ کے حکم سے اس کی پاکی بیان کرتا ہے۔ اور رعد کے معنی آسمانی آواز کے ساتھ بھی کیے گئے ہیں اور دوسرے فرشتے بھی اللہ تعالیٰ کے خوف سے اس کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔

اور وہ بجلیاں یعنی ان میں آگ بھیجتا ہے سو جس کو چاہتا ہے اس کے ذریعے سے ہلاک کر دیتا ہے جیسا کہ زید بن قیس کو اللہ تعالیٰ نے ایسی ہی آگ کے ذریعے ہلاک کیا اور اس کے ساتھی عامر بن طفیل کو ایک گلٹی کے ذریعے

جو اس کی کوکھ میں تھی یعنی طاعون سے ہلاک کر دیا اور یہ اللہ تعالیٰ کے باب میں رسول اکرم ﷺ کے ساتھ جھگڑ رہے تھے حالانکہ وہ بہت سخت عذاب دینے والا ہے۔

شانِ نزول: اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ (الخ)

طبرانیؒ نے حضرت عبداللہ ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ زید بن قیس اور عامر بن طفیل دونوں رسول اکرم ﷺ کے پاس مدینہ میں آئے تو عامر کہنے لگا محمد ﷺ اگر میں اسلام لے آؤں تو آپ مجھے کیا دیں گے آپ نے ارشاد فرمایا تمہارے لیے وہ تمام حقوق حاصل ہو جائیں گے جو اور مسلمانوں کے لیے ہیں اور تم پر وہ تمام ذمہ داریاں عائد ہو جائیں گی جو دوسرے مسلمانوں پر عائد ہیں عامر کہنے لگا کیا آپ اپنے مرنے کے بعد امر نبوت کو میرے لیے متعین کر دیں گے آپ نے ارشاد فرمایا یہ چیز نہ تمہارے لیے ہو سکتی ہے اور نہ تمہاری قوم کے لیے ہو سکتی ہے چنانچہ یہ دونوں آپ کے پاس سے اٹھ کر چلے گئے۔

عامر نے زید سے کہا کہ میں محمد ﷺ کو باتوں میں لگا کر تم سے غافل کر دوں گا اور تو (نعوذ باللہ) آپ کو تلوار سے ختم کر دینا، چنانچہ اس مشورہ کے بعد پھر دونوں لوٹ کر آئے، عامر آ کر کہنے لگا محمد ﷺ آپ میرے ساتھ کھڑے ہوں میں آپ سے کچھ بات چیت کرنا چاہتا ہوں، چنانچہ اس کے کہنے پر آپ ﷺ کھڑے ہو گئے اور کھڑے ہو کر اس سے بات چیت کرنا شروع کر دی۔

رسول اکرم ﷺ نے اس کی طرف توجہ فرمائی اور اس کو دیکھا پھر آپ وہاں سے لوٹ آئے اور یہ دونوں وہاں سے بھاگ نکلے جب رقم پر پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے زید پر بجلی گرا کر اس کو جھلس دیا۔ تب اللہ نے اَللّٰهُ يَعْلَمُ سے شَدِيْدُ الْمِحَالِ تک یہ آیات نازل فرمائیں۔

اور امام نسائی اور بزار نے حضرت انس ؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام میں سے ایک صحابی کو رؤسائے کفار میں سے ایک سردار کے پاس دعوت توحید کے لیے بھیجا تو وہ بدبخت کہنے لگا کہ تمہارا پروردگار جس کی طرف تم مجھ کو دعوت دیتے ہو وہ کس قسم کا ہے نعوذ باللہ لوہے کا ہے یا پیتل کا یا چاندی کا ہے یا سونے کا، چنانچہ ان صحابی نے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں آ کر اس کے جواب سے آپ کو مطلع کر دیا، پھر آپ نے ان کو دوبارہ اور تیسری مرتبہ بھیجا، نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس سردار پر بجلی گرا کر اس کو جلا دیا تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی: وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ (الخ) یعنی وہ بجلیاں بھیجتا ہے پھر جس پر چاہتا ہے گرا دیتا ہے۔

ادھر زید بن قیس بدبخت نے تلوار سونتی جب اس بدبخت نے اپنا ہاتھ تلوار کے دستہ پر رکھا تو اس کا ہاتھ سوکھ گیا۔

(۱۴) سچا پکارنا یعنی دین حق شہادت ان لا الٰہ الا اللہ اور سچی پکار پکارنا جو اسی کے لیے خاص ہے اللہ کے علاوہ اور

جن کی یہ لوگ عبادت کرتے ہیں وہ ان کی پکار پر ان کو اس سے زیادہ نفع نہیں پہنچا سکتے۔ جتنا کہ پانی اس شخص کو نفع پہنچاتا کہ وہ شخص دور دراز سے اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلائے ہوئے ہوتا کہ پانی اس کے منہ میں اڑ کر پہنچ جائے اور اس حالت میں پانی کبھی بھی اس کے منہ تک نہیں پہنچ سکتا سو جیسا کہ پانی کبھی بھی اس کے منہ تک نہیں پہنچ سکتا اسی طرح بتوں کی پوجا بھی اسے کوئی نفع نہیں پہنچا سکتی اور کافروں کی یہ عبادت محض باطل ہے جس سے یہ لوگ گمراہ ہو رہے ہیں۔

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۩ ﴿۱۵﴾ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلِ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ؕ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ ۚ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۱۶﴾ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌۢ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا ؕ وَمِمَّا يُوْقِدُوْنَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَآءَ حِلْيَةٍ اَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ ۬ؕ فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً ۚ وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ ﴿۱۷﴾ لِلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰى ؕ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهٗ لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْحِسَابِ ۙ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۱۸﴾ اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى ؕ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۱۹﴾ الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ ﴿۲۰﴾ وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ﴿۲۱﴾

اور جتنی مخلوقات آسمان اور زمین میں ہیں خوشی سے یا زبردستی سے خدا کے آگے سجدہ کرتی ہیں اور ان کے سائے بھی صبح وشام (سجدے کرتے ہیں) (۱۵)۔ ان سے پوچھو کہ آسمانوں اور زمین کا پروردگار کون ہے؟ (تم ہی ان کی طرف سے) کہہ دو کہ خدا۔ پھر (ان سے) کہو کہ تم نے خدا کو چھوڑ کر ایسے لوگوں کو کیوں کارساز بنایا ہے جو (اپنے) نفع ونقصان کا بھی کچھ اختیار نہیں رکھتے۔ (یہ بھی) پوچھو کیا اندھا اور آنکھوں والا برابر ہیں یا اندھیرا اور اجالا برابر ہو سکتا ہے بھلا ان لوگوں نے جن کو خدا کا شریک مقرر کیا ہے کیا انہوں نے خدا کی سی مخلوقات پیدا کی ہے۔ جس کے سبب ان کو مخلوقات مشتبہ ہو گئی ہیں۔ کہہ دو کہ خدا ہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہ یکتا (اور) زبردست ہے (۱۶)۔ اسی نے آسمان سے مینہ برسایا پھر اس سے اپنے اپنے اندازے کے مطابق نالے بہہ نکلے پھر نالے پر پھولا ہوا جھاگ آگیا۔ اور جس چیز کو زیور یا کوئی اور سامان بنانے کے لئے آگ میں تپاتے ہیں اس میں بھی ایسا ہی جھاگ ہوتا ہے۔ اس طرح خدا حق اور باطل کی مثال بیان فرماتا ہے۔ سو جھاگ تو سوکھ کر زائل ہو جاتا ہے اور (پانی) جو لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے وہ زمین میں ٹھیرا رہتا ہے۔ اس طرح خدا (صحیح اور غلط کی) مثالیں بیان فرماتا ہے (تاکہ تم سمجھو) (۱۷)۔ جن لوگوں نے خدا کے حکم کو قبول کیا ان کی حالت بہتر ہوگی۔ اور جنہوں نے اس کو قبول نہ کیا اگر روئے زمین کے سب خزانے اُن کے اختیار میں ہوں تو وہ سب کے سب اور ان کے ساتھ اتنے ہی اور (نجات کے بدلے میں صرف کر ڈالیں (مگر نجات کہاں) ؟ ایسے لوگوں کا حساب بھی برا ہوگا اور ان کا ٹھکانہ بھی دوزخ ہے اور وہ بری جگہ ہے (۱۸)۔ بھلا جو شخص یہ جانتا ہو کہ جو کچھ تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر نازل ہوا ہے حق ہے کیا وہ اس شخص کی طرح ہے جو اندھا ہے؟ اور سمجھتے تو وہی ہیں جو عقلمند ہیں (۱۹)۔ جو خدا کے عہد کو پورا کرتے

ہیں اور قرار کو نہیں توڑتے (۲۰) اور جن (رشتہ ہائے قرابت) کے جوڑے رکھنے کا خدا نے حکم دیا ہے اُن کو جوڑے رکھتے ہیں اور اپنے پروردگار سے ڈرتے رہتے اور بُرے حساب سے خوف رکھتے ہیں (۲۱)

تفسیر سورۃ الرعد آیات (۱۵) تا (۲۱)

(۱۵) اور اللہ ہی کے سامنے سب سر جھکائے ہوئے ہیں کہ اس کی عبادت اور نماز میں مصروف ہیں جو کہ آسمانوں میں فرشتے اور زمین میں مومن لوگ ہیں، آسمان والے خوشی سے جھکائے ہوئے ہیں کیوں کہ ان کو عبادت میں ناگواری نہیں ہوتی اور زمین والے مجبور جھکائے ہوئے ہیں کیوں کہ ان کو عبادت میں ناگواری ہوتی ہے یا یہ کہ مخلصین خوشی سے اور منافقین مجبوری سے جھکائے ہوئے ہیں، اور اہل زمین سے جو لوگ سر جھکائے ہوئے ہیں، ان کے سائے بھی صبح و شام سر خم کیے ہوئے ہیں، صبح کو دائیں جانب اور شام کو بائیں جانب۔

(۱۶) اے محمد ﷺ آپ مکہ والوں سے کہیے کہ آسمانوں اور زمین کا خالق کون ہے؟ سو اگر وہ جواب میں اللہ کہہ دیں تو ٹھیک ورنہ آپ ہی فرما دیجیے کہ اللہ تعالیٰ ہے، پھر یہ کہیے کہ کیا پھر بھی تم نے اللہ کے علاوہ دوسرے معبود بنا رکھے ہیں جو خود اپنی ذات کو بھی نفع پہنچانے اور نقصان کے دور کرنے پر طاقت نہیں رکھتے۔

اے محمد ﷺ آپ ان سے یہ بھی فرما دیجیے کیا کافر و مومن دونوں برابر ہو سکتے ہیں یا کہیں کفر و ایمان میں برابری ہو سکتی ہے یا انھوں نے اللہ کے ایسے بتوں کو شریک قرار دے رکھا ہے کہ انھوں نے بھی کسی چیز کو پیدا کیا ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ پیدا کرتا ہے تو اس وجہ سے ان کو تمام مخلوق ایک سی معلوم ہوئی جس کی وجہ سے ان کو مخلوقات خداوندی اور اپنے بتوں کی پیدا کردہ چیز میں امتیاز باقی نہ رہا ہو تو آپ اس کے متعلق فرما دیجیے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کا خالق ہے، بت کسی چیز کے خالق نہیں، اس کے علاوہ اور کوئی معبود عبادت کے لائق نہیں اور وہ واحد ہے اور اپنی تمام مخلوق پر غالب ہے۔

(۱۷) اب اللہ تعالیٰ حق و باطل کے امتیاز کو ایک مثال سے سمجھاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ جبریل امین قرآن کریم اتارا اور اس قرآن پاک میں حق و باطل کی وضاحت کے ساتھ بیان فرما دیا تو روشن دلوں نے اپنی وسعت اور اپنے اندازے کے اعتبار سے قرآن حکیم کو اپنے سینوں میں جگہ دی اور اندھیرے دلوں نے اپنی باطل خواہشوں کے پیروکار ہونے۔

اور اسی پانی کی طرح اللہ تعالیٰ دوسری مثال بیان فرماتے ہیں کہ سونے اور چاندی کو جس وقت آگ میں ڈال کر تپاتے ہیں تو پانی جیسا کہ اس کے اوپر جو میل کچیل ابھر آتا ہے، اسی طرح ان میں بھی ابھر آتا ہے تو حق سونے اور چاندی کی طرح ہے کہ جیسے سونے چاندی کو نفع حاصل کرنے اور زیور بنانے کے لیے تپاتے ہیں اسی طرح حق سے

صاحب حق نفع حاصل کرتا ہے اور باطل سونے چاندی کے میل کچیل کی طرح ہے جیسا کہ وہ کسی کام میں نہیں آتا، اسی طرح باطل سے بھی اہل باطل نفع نہیں حاصل کر سکتے۔

اور اسی طرح لوہے اور پیتل میں بھی تپانے سے میل اوپر آجاتا ہے تو حق لوہے اور پیتل کی طرح ہے جیسا کہ یہ چیزیں کام میں آتی ہیں اسی طرح حق سے بھی نفع پہنچتا ہے اور جیسا کہ ان کا میل کچیل کسی کام کا نہیں ہوتا، اسی طرح باطل سے بھی کسی قسم کا کوئی نفع نہیں ملتا تو میل کچیل پھینک دیا جاتا ہے، اسی طرح باطل بھی کارآمد نہیں اور نفع کی چیزیں وہ خالص پانی، سونا، چاندی اور لوہا، پیتل ہے کہ دنیا میں ان سے نفع حاصل ہوتا ہے ایسے ہی حق سے نفع حاصل کیا جاتا ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ حق اور باطل کی مثالیں بیان فرماتے ہیں۔

(۱۸) یعنی جو دنیا میں توحید کے قائل ہو گئے ان کو آخرت میں جنت ملے گی اور جو توحید خداوندی کے قائل نہیں ہوئے تو ان کے پاس اگر تمام دنیا کی دولت ہو بلکہ اس کے ساتھ اسی کے برابر اور بھی ہو یہ سب کا سب اپنی جانوں کی رہائی کے لیے دے ڈالیں تب بھی ان لوگوں پر سخت عذاب ہوگا اور ان کے لوٹنے کی جگہ دوزخ ہے اور وہ برا ٹھکانا اور لوٹنے کا برا مقام ہے۔

(۱۹) جو شخص قرآن کریم کی حقانیت کی تصدیق کرتا ہو تو کیا یہ مومن کافر کی طرح ہو سکتا ہے، سو قرآن کریم سے نصیحت تو سمجھدار ہی لوگ قبول کرتے ہیں۔

(۲۰۔۲۱) اور یہ حضرات فرائض خداوندی کی پوری طرح بجا آوری کرتے ہیں اور کبھی فرائض خداوندی کی ادائیگی کو ترک نہیں کرتے اور صلہ رحمی کرتے ہیں یا رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لانے پر قائم رہتے ہیں اور اپنے پروردگار کے حکم کی بجا آوری کرتے ہیں اور عذاب کی سختی سے ڈرتے ہیں۔

جنت میں داخل ہونے کے لائق ہوں گے وہ اسی جنت میں داخل ہوں گے۔

اور ان میں سے ہر ایک کے لیے ایک موتیوں کا خیمہ ہوگا جس کے چار ہزار دروازے ہوں گے اور ہر ایک دروازے میں چوکھٹ ہوگا ان کے پاس ہر ایک دروازے سے فرشتے آئیں گے اور کہیں گے کہ تم ہر ایک مصیبت سے بچے رہو گے اور جنت اس صلہ میں ملی ہے کہ تم احکام خداوندی پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہے تو جنت تمہارے لیے بہت اچھا انعام ہے۔

(۲۵) اور جو لوگ فرائض خداوندی کو ان کی تاکید اور پختگی کے بعد چھوڑتے ہیں اور صلہ رحمی اور رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لانے کو ترک کرتے اور کفر و شرک کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسروں کو پکارتے اور ان کی پوجا پاٹ کرتے ہیں ایسے لوگوں پر دنیا میں بھی عذاب نازل ہوگا اور آخرت میں بھی جہنم میں جائیں گے۔

(۲۶) اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا ہے دنیا میں مال کی وسعت و فراخی کر دیتا ہے اور یہ اس کی طرف تدبیر اور جس پر چاہتا ہے تنگی کر دیتا ہے اور یہ اس کی جانب سے ایک قسم کی مہلت ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بہت سے لوگوں کی بھلائی اور درستگی وسعت و فراخی میں ہے اگر وہ اس فراخی کو غیر اللہ کی طرف پھیر دیں تو یہ ان کے لیے بدترین چیز ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے بہت سے بندوں کی درستگی تنگی ہی میں ہو سکتی ہے اگر وہ اس کو غیر اللہ کی طرف پھیر دیں تو یہ ان کے لیے بہت بدترین بات ہو جائے۔

اور یہ لوگ دنیاوی زندگی اور اس کے عیش و عشرت پر اترانے لگے اور دنیاوی زندگی میں جو بھی عیش و عشرت ہے یہ آخرت کی نعمتوں کے بقاء کے مقابلہ میں سوائے تھوڑی سی پونجی کے اور کچھ نہیں جیسا کہ گھر کا ساز و سامان۔

(۲۷) اور رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کے منکرین یوں کہتے ہیں کہ محمد ﷺ پر ان کی نبوت کی تصدیق کے لیے کوئی معجزہ کیوں نازل نہیں کیا گیا جیسا کہ سابقہ رسولوں پر معجزات نازل کیے گئے۔

اے محمد ﷺ آپ فرما دیجیے کہ اللہ تعالیٰ جسے چاہیں اپنے دین سے بے پرواہ کر دیں جو اسی چیز کا مستحق ہو اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوا سے اپنے دین کی ہدایت کر دیتے ہیں۔

(۲۸) مراد اس سے وہ لوگ ہیں جو رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور قرآن کریم اور حلف باللہ سے ان کے دلوں کو سکون اور خوشی حاصل ہوتی ہے اچھی طرح جان لو کہ قرآن کریم سے دل کو سکون اور خوشی حاصل ہوتی ہے۔

(۲۹) جو لوگ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور احکام خداوندی کو بجا لائے ایسے حضرات قابل رشک ہیں اور کہا گیا ہے کہ طوبیٰ نام کا جنت میں ایک درخت ہے اس کا تنا سونے کا ہے اور اس کے پتے ریشمی جوڑے ہیں اور اس پر ہر رنگ کے پھل ہیں اور اس کی شاخیں پوری جنت میں پھیلی ہوئی ہیں اس کے نیچے مشک، زعفران اور عنبر کے ٹیلے ہیں اور ایسے حضرات ہی جنت میں جائیں گے۔

كَذٰلِكَ أَرْسَلْنٰكَ فِيْ أُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَا أُمَمٌ لِّتَتْلُوَا عَلَيْهِمُ الَّذِيْ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ مَتَابِ ﴿۳۰﴾ وَلَوْ أَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ أَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْأَرْضُ أَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى بَلْ لِّلّٰهِ الْأَمْرُ جَمِيْعًا أَفَلَمْ يَايْئَسِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا أَنْ لَّوْ يَشَاءُ اللّٰهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيْعًا وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا تُصِيْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ أَوْ تَحُلُّ قَرِيْبًا مِّنْ دَارِهِمْ حَتّٰى يَأْتِيَ وَعْدُ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿۳۱﴾ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَأَمْلَيْتُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ﴿۳۲﴾ أَفَمَنْ هُوَ قَائِمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَاءَ قُلْ سَمُّوْهُمْ أَمْ تُنَبِّئُوْنَهٗ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي الْأَرْضِ أَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مَكْرُهُمْ وَصُدُّوْا عَنِ السَّبِيْلِ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۳﴾ لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ أَشَقُّ وَمَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ﴿۳۴﴾ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ أُكُلُهَا دَائِمٌ وَّظِلُّهَا تِلْكَ عُقْبَى الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّعُقْبَى الْكٰفِرِيْنَ النَّارُ ﴿۳۵﴾ وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَفْرَحُوْنَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمِنَ الْأَحْزَابِ مَنْ يُّنْكِرُ بَعْضَهٗ قُلْ إِنَّمَا أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَا أُشْرِكَ بِهٖ إِلَيْهِ أَدْعُوْا وَإِلَيْهِ مَاٰبِ ﴿۳۶﴾ وَكَذٰلِكَ أَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُمْ بَعْدَ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا وَاقٍ ﴿۳۷﴾

(جس طرح ہم اور پیغمبر بھیجتے رہے ہیں) اسی طرح (اے محمدﷺ) ہم نے تم کو اس امت میں جس سے پہلے بہت سی امتیں گزر چکی ہیں، بھیجا ہے تاکہ تم ان کو وہ (کتاب) جو ہم نے تمہاری طرف بھیجی ہے پڑھ کر سنا دو۔ اور یہ لوگ رحمٰن کو نہیں مانتے۔ کہہ دو وہی تو میرا پروردگار ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں میں اسی پر بھروسہ رکھتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں (۳۰)۔ اور اگر کوئی قرآن ایسا ہوتا کہ اس کی تاثیر سے پہاڑ چل پڑتے یا زمین پھٹ جاتی یا مُردوں سے کلام کر سکتے (تو یہی قرآن ان اوصاف سے متصف ہوتا مگر) بات یہ ہے کہ سب باتیں خدا کے اختیار میں ہیں تو کیا مومنوں کو اس سے اطمینان نہیں ہوا کہ اگر خدا چاہتا تو سب لوگوں کو ہدایت کے رستے پر چلا دیتا۔ اور کافروں پر ہمیشہ اُنکے اعمال کے بدلے بلا آتی رہے گی۔ یا اُن کے مکانات کے قریب نازل ہوتی رہے گی۔ یہاں تک کہ خدا کا وعدہ آپہنچے۔ بے شک خدا وعدہ خلافی نہیں کرتا ہے (۳۱)۔ اور تم سے پہلے بھی رسولوں کے ساتھ تمسخر ہوتے رہے ہیں تو ہم نے کافروں کو مہلت دی پھر پکڑ لیا سو (دیکھ لو کہ) ہمارا عذاب کیسا تھا (۳۲)۔ تو کیا جو (خدا) ہر متنفس کے اعمال کا نگران (و نگہبان) ہے (وہ بتوں کی طرح بےعلم و بےخبر ہو سکتا ہے) اور ان لوگوں نے خدا کے شریک مقرر کر رکھے ہیں۔ ان سے کہو کہ (ذرا) ان کے نام تو لو۔ کیا تم اسے ایسی چیزیں بتاتے ہو جس کو وہ زمین میں (کہیں بھی) معلوم نہیں کرتا یا (محض) ظاہری (باطل اور جھوٹی) بات کی (تقلید کرتے ہو) اصل یہ ہے کہ کافروں کو اُن کے فریب خوبصورت معلوم ہوتے ہیں اور وہ (ہدایت کے) رستے سے روک لیے گئے ہیں۔ اور جسے خدا گمراہ کرے اُسے کوئی ہدایت کرنے والا نہیں (۳۳)۔ ان کو دنیا کی زندگی میں بھی عذاب ہے اور آخرت کا عذاب تو بہت ہی سخت ہے اور اُن کو خدا (کے عذاب) سے کوئی بھی بچانے والا نہیں (۳۴)۔ جس باغ کا متقیوں سے وعدہ کیا گیا ہے۔ اس کے اوصاف یہ ہیں کہ اس کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ اس کے پھل ہمیشہ (قائم رہنے والے) ہیں اور اس کے سائے بھی۔ یہ اُن لوگوں کا انجام ہے جو متقی ہیں۔ اور کافروں کا انجام دوزخ ہے (۳۵)۔ اور جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس (کتاب) سے جو تم پر نازل ہوئی ہے خوش ہوتے ہیں اور بعض فرقے اس کی بعض باتیں نہیں بھی مانتے۔ کہہ دو کہ مجھ کو یہی حکم ہوا ہے کہ خدا ہی کی عبادت کروں اور اس کے ساتھ (کسی کو) شریک نہ بناؤں۔ میں اسی کی طرف بلاتا ہوں اور اسی کی طرف مجھے لوٹنا ہے (۳۶)۔ اور اسی طرح ہم نے اس قرآن کو عربی زبان کا فرمان نازل کیا ہے۔ اور اگر تم علم (و دانش) آنے کے بعد ان لوگوں کی خواہشوں کے پیچھے چلو گے تو خدا کے سامنے نہ کوئی تمہارا مددگار ہوگا اور نہ کوئی بچانے والا (۳۷)

تفسیر سورۃ الرعد آیات (۳۰) تا (۳۷)

(۳۰) اسی طرح ہم نے آپ کو ایک ایسی امت میں رسول بنا کر بھیجا ہے کہ اس سے پہلے اور امتیں گزر چکی ہیں۔ آپ ان کو وہ قرآن حکیم پڑھ کر سنائیں جو ہم نے آپ پر بذریعہ جبریل امین نازل کیا ہے۔

اور وہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم تو مسیلمہ کذاب کے علاوہ (جو رحمن کے ساتھ مشہور ہے) کسی اور رحمن کو نہیں جانتے۔

اے محمد ﷺ آپ فرما دیجیے کہ رحمن تو میرا پروردگار ہے، اس کے علاوہ اور کوئی عبادت کے لائق نہیں میں نے اس پر اعتماد اور بھروسہ کر لیا اور آخرت میں اسی کے پاس مجھے جانا ہے۔

(۳۱) اگلی آیت عبداللہ بن امیہ مخزومی اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیوں کہ ان لوگوں نے اپنے باہم مشورہ سے رسول اکرم ﷺ سے کہا تھا کہ مکہ مکرمہ کے پہاڑ اپنے قرآن کی طاقت سے دور کر دو اور اس مقام پر پانی کے چشمے پیدا کر دو جیسا کہ تم کہتے ہو کہ داؤد ؑ کے لیے تانبے کا چشمہ نرم کر دیا گیا تھا اور جیسا کہ بقول آپ کے حضرت سلیمان کے لیے ہوا مسخر تھی، اسی طریقہ سے ہمارے لیے بھی ہوا کو مسخر کر دو کہ ہم اس پر سوار ہو کر ملک شام چلے جایا کریں اور پھر آ جایا کریں اور جیسا کہ آپ کے حضرت عیسیٰ مردوں کو زندہ کر دیا کرتے تھے، آپ بھی ہمارے مردوں کو زندہ کر دو، سو اللہ تعالیٰ ان کے جواب میں فرماتا ہے کہ اگر محمد ﷺ کے قرآن کے علاوہ کوئی قرآن ایسا ہوتا جس کے ذریعے سے پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹا دیے جاتے تو اس کے ذریعے سے زمین جلدی طے ہو جاتی یا اس کے ذریعے سے مردہ زندہ کر دیے جاتے تو رسول اکرم ﷺ کے قرآن کے ذریعے سے ہوتیں بلکہ ان تمام چیزوں کے کرنے کا سارا اختیار خاص اللہ ہی کو ہے۔

پھر بھی ان لوگوں کو جو کہ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان رکھنے والے تھے ان کے دل کو یہ بات نہ لگی کہ اگر اللہ چاہتا تو تمام انسانوں کو اپنے دین سے سرفراز فرما دیتا، آسمانی کتب اور رسولوں کے منکر یعنی کفار مکہ تو ہمیشہ اس حالت میں رہتے ہیں کہ ان کے کفر کی وجہ سے کوئی نہ کوئی حادثہ حملہ آوری یا بجلی وغیرہ ان پر یا ان کے ساتھیوں پر ان کے شہر مکہ کے قریب عسفان تک نازل ہوتا ہی رہتا ہے، یہاں تک کہ اسی حالت میں مکہ مکرمہ فتح ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کرتے یعنی مکہ مکرمہ فتح ہو گا یا یہ کہ قیامت قائم ہو گی۔

شان نزول: وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ (الخ)

امام طبرانیؒ نے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ کفار مکہ نے رسول اکرم ﷺ سے کہا کہ اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو تو ہمارے پہلے بوڑھے جو مر چکے ہیں ان کو زندہ کر کے دکھلاؤ تاکہ ہم ان سے بات چیت کریں اور ہم سے ان پہاڑوں یعنی مکہ مکرمہ کے پہاڑوں کو جو ہم سے بالکل ملے ہوئے دور کر دو۔ اس پر یہ آیت کریمہ۔

نازل ہوئی۔

اور ابن ابی حاتمؒ اور ابن مردویہؒ نے عطیہ عوفی سے روایت کیا ہے کہ کفار نے نبی اکرم ﷺ سے کہا کاش آپ ہمارے لیے مکہ کے پہاڑوں کو ہٹا دیتے تاکہ ہم پر زمین وسیع ہو جاتی اور ہم اس میں کھیتی وغیرہ کرتے جیسا کہ سلیمان علیہ السلام اپنی قوم کے لیے زمین کو ہوا کے ذریعے کاٹ کر دیتے تھے۔ اسی طرح آپ بھی ہمارے لیے زمین کو کاٹ دیجیے یا ہمارے مردوں کو زندہ کر دیجیے جیسا کہ حضرت عیسیٰ اپنی قوم کے لیے مردوں کو زندہ کر دیا کرتے تھے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

(۳۲) اور جیسا کہ آپ کی قوم قریش آپ کے ساتھ مذاق کرتی ہے، اسی طرح بہت سے رسولوں کے ساتھ ان کی قوم نے مذاق کیا تو پھر اس مذاق کے بعد میں ان کافروں کو مہلت دیتا رہا، پھر میں نے ان پر عذاب نازل کیا تو سمجھنے کی بات ہے کہ کیسا سخت میں نے ان پر عذاب نازل کیا۔

(۳۳) تو کیا پھر بھی اللہ تعالیٰ جو کہ ہر ایک شخص کی نگرانی اور حفاظت کرتا ہے اور ہر ایک کی نیکی بدی روزی اور تمام امور سے واقف ہے اور ان لوگوں کے معبودوں کی یہ قدر کے علاوہ پوجا کرتے ہیں برابر ہو سکتے ہیں جو ان لوگوں نے اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرائے ہیں اے محمد ﷺ آپ ان سے فرمائیے کہ ذرا ان شرکا یا بقول اللہ کے ساتھ شریک ہیں تو ان کے نفع پہنچانے اور ان کی کارگزاریاں تو بتاؤ کیا تم اللہ تعالیٰ کو ایسی بات کی خبر دیتے ہو کہ دنیا بھر میں اس کے وجود کی خبر اللہ تعالیٰ کو نہ ہو کہ اللہ کے سوا بھی کوئی ہے جو نفع و نقصان کا مالک ہے یا محض ظاہری باطل اور جھوٹی باتوں پر ان کی پوجا کرتے ہو، بلکہ ان کافروں کو اپنے اقوال و افعال مرغوب معلوم ہوتے ہیں اور یہ لوگ دین حق سے محروم رہ گئے ہیں اور جس کو اللہ تعالیٰ اپنے دین سے بے راہ کر دے تو پھر اسے کوئی راہ پر لانے والا نہیں۔

(۳۴) یہ لوگ بدر کے دن مارے جائیں گے اور آخرت کا عذاب اس دنیاوی عذاب سے کہیں زیادہ سخت ہے اور اللہ کے عذاب سے ان کو کوئی بچانے والا نہیں اور کوئی جائے پناہ نہیں کہ جہاں جا کر پناہ حاصل کر لیں۔

(۳۵) اور جس جنت کا کفر و شرک اور برائیوں سے بچنے والوں سے وعدہ کیا گیا ہے اس کی کیفیت یہ ہے کہ اس کے درختوں اور محلات کے نیچے سے دودھ، شہد، شراب اور پانی کی نہریں جاری ہوں گی اس کا پھل ہمیشہ رہے گا کبھی ختم نہ ہوگا اور ایسے ہی اس کا سایہ ہمیشہ رہے گا جنت تو کفر و شرک اور برائیوں سے بچنے والوں کے لیے ہوگی اور کافروں کا انجام دوزخ ہوگا۔

(۳۶) یعنی جن لوگوں کو ہم نے توریت کا علم عطا کیا ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی تو وہ رحمان (اللہ تعالیٰ) کے اس ذکر سے جو آپ پر نازل کیا گیا خوش ہوتے ہیں۔

اور ان یہودی میں بعض ایسے ہیں کہ سورۂ یوسف اور رحمٰن (اللہ تعالیٰ) کے ذکر کے علاوہ بعض قرآن کریم کا انکار کرتے ہیں یا یہ کہ کفار مکہ وغیرہ میں سے بعض گروہ قرآن کریم کے اس حصے کا انکار کرتے ہیں جس میں رحمٰن (اللہ تعالیٰ) کا ذکر ہے۔

اے محمد ﷺ آپ کہہ دیجیے کہ مجھے اس بات کا حکم ہوا ہے کہ میں خالص اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کروں اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤں اور مخلوق کو میں اللہ ہی کی طرف بلاتا ہوں اور آخرت میں مجھے اسی کی طرف لوٹنا ہے۔

(۳۷) اور اسی طرح ہم نے قرآن حکیم کو جبریل امین کے ذریعے اس طرح نازل کیا ہے کہ وہ پورا کا پورا اللہ تعالیٰ کا ایک خاص حکم ہے، عربی زبان میں اور بالفرض اگر آپ ان کے دین اور ان کے قبلہ کی پیروی کرنے لگیں جبکہ آپ کے پاس دین ابراہیمی اور قبلہ ابراہیمی کا کھلا بیان پہنچ چکا ہے تو عذاب الٰہی کے مقابلہ میں نہ آپ کا کوئی قریبی رشتہ دار آپ کو فائدہ پہنچائے گا اور نہ کوئی اس عذاب کو آپ سے روکنے والا ہوگا۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً ۭ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ۝ يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَاۗءُ وَيُثْبِتُ ښ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ ۝ وَاِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ۝ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ۭ وَاللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ ۭ وَهُوَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝ وَقَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ جَمِيْعًا ۭ يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ ۭ وَسَيَعْلَمُ الْكُفّٰرُ لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ ۝ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا ۭ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۙ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ۝

اور (اے محمد ﷺ) ہم نے تم سے پہلے بھی پیغمبر بھیجے تھے اور ان کو بیبیاں اور اولاد بھی دی تھی۔ اور کسی پیغمبر کے اختیار کی بات نہ تھی کہ خدا کے حکم کے بغیر کوئی نشانی لائے۔ ہر (حکم) قضا، (کتاب میں) مرقوم ہے (۳۸)۔ خدا جس کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور (جس کو چاہتا ہے) قائم رکھتا ہے اور اسی کے پاس اصل کتاب ہے (۳۹)۔ اور اگر ہم کوئی عذاب جس کا ان سے وعدہ کرتے ہیں تمہیں دکھائیں (یعنی تمہارے روبرو ان پر نازل کریں) یا تمہاری مدت حیات پوری کر دیں (یعنی تمہارے انتقال کے بعد عذاب بھیجیں) تو تمہارا کام (ہمارے احکام کا) پہنچا دینا ہے اور ہمارا کام حساب لینا ہے (۴۰)۔ کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم زمین کو اس کے کناروں سے گھٹاتے چلے آتے ہیں اور خدا (جیسا چاہتا ہے) حکم کرتا ہے کوئی اس کے حکم کا رد کرنے والا نہیں۔ اور وہ جلد حساب لینے والا ہے (۴۱)۔ جو لوگ ان سے پہلے تھے وہ بھی (بہتیری) چالیں چلتے رہے ہیں سو چال تو سب اللہ ہی کی ہے۔ ہر متنفس جو کچھ کر رہا ہے وہ اسے جانتا ہے۔ اور کافر جلد معلوم کریں گے کہ عاقبت کا گھر (یعنی انجام محمود) کس کے لیے ہے (۴۲)۔ اور کافر لوگ کہتے ہیں کہ تم خدا کے رسول نہیں ہو۔ کہہ دو کہ میرے اور تمہارے درمیان خدا اور وہ شخص جس کے پاس کتاب (آسمانی) کا علم ہے گواہ کافی ہے (۴۳)

تفسیر سورۃ الرعد آیات (۳۸) تا (۴۲)

(۳۸) اور جیسا کہ ہم نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا اسی طرح اور بہت سے رسول بھیجے اور ہم نے ان کو بیویاں بھی

دیں جیسا کہ حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام کو اور آپ کی اولاد سے زیادہ اولاد بھی دی جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسحاق علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام کو، یہ آیت مبارکہ یہود کے بارے میں نازل ہوئی ہے یہ یوں کہ انھوں نے کہا تھا کہ اگر محمد ﷺ نبی ہوتے تو نبوت ان کو شادیاں کرنے میں مشغول نہ کرتی (تو اس کا جواب دیا کہ شادی کرنا نبوت کے خلاف نہیں بلکہ عین موافق ہے۔ مترجم) کسی پیغمبر کے اختیار میں نہیں کہ ایک دلیل بھی خدا کے حکم کے بغیر لا سکے۔

(۳۹) اور ہر کتاب پیش کرنے کا اس کے ہاں ایک خاص وقت مقرر ہے اور فرشتوں کی عدالت میں سے جن باتوں پر ثواب و عذاب کچھ نہیں ہوتا ان کو مٹا دیتے ہیں اور جن پر ثواب و عذاب ہوتا ہے ان کو باقی رہنے دیتے ہیں اور اصل کتاب یعنی لوح محفوظ ان ہی کے پاس ہے کہ جس میں زیادتی اور کمی کچھ نہیں ہوتی۔

(۴۰) اور جس عذاب کا ہم ان سے وعدہ کر رہے ہیں اس میں اگر کچھ ہم آپ کی زندگی میں دکھا دیں یا اس عذاب کے دکھانے سے پہلے ہم آپ کو وفات دے دیں تو کسی بھی صورت میں آپ فکر نہ کریں کیوں کہ آپ کے ذمہ تو صرف احکام الٰہی کو پہنچا دینا ہے اور ثواب و عذاب دینا تو ہمارا کام ہے۔

(۴۱) کیا مکہ والے اس چیز کو نہیں دیکھ رہے ہیں کہ ہم رسول اکرم ﷺ کے لیے ان کی زمین کو چاروں طرف سے فتح کرتے جا رہے ہیں یا یہ کہ ہر طرف سے کمی سے مراد علماء کا اٹھ جانا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی شہروں کی فتوحات اور علمائے کرام کے انتقال کرنے کے بارے میں فیصلہ فرماتا ہے اس کے حکم کو کوئی ٹالنے والا نہیں اور وہ ان پر سخت قسم کا عذاب نازل کرنے والا ہے یا یہ کہ جس وقت وہاں سے حساب لینا شروع کرے گا تو اس کا حساب بڑا جلدی ہوگا۔

(۴۲) اور ان کفار مکہ سے پہلے بھی اور لوگوں نے تدبیریں کیں جیسا کہ نمرود وغیرہ اور اس کے ساتھی تو کچھ بھی نہ ہوا کیوں کہ ان سب کی تدابیر کی سزا اللہ تعالیٰ کے پاس موجود ہے ہر ایک جو نیکی اور برائی کرتا ہے اللہ تعالیٰ کو اس کی سب خبر رہتی ہے اور اسی طرح ان یہودیوں اور تمام کفار کو بھی معلوم ہو جائے گا کہ نیک انجام یعنی جنت اور فتح بدر اور فتح مکہ کس کے حصہ میں ہے۔

(۴۳) اور یہود وغیرہ یوں کہہ رہے ہیں کہ محمد ﷺ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول نہیں ورنہ ہمارے پاس اپنی نبوت کے لیے کوئی گواہ لے کر آتے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپ کہہ دیجیے کہ اللہ تعالیٰ اور جس کے پاس کتاب آسمانی کا علم ہے یعنی حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی تو وہ میری رسالت اور اس قرآن کریم کے کلام خداوندی ہونے کے لیے کافی گواہ ہیں۔

اور یا یہ کہ عبداللہ بن سلام کے علاوہ اس سے آصف بن برخیا مراد ہیں کیوں کہ جس کے پاس اللہ کی طرف سے کتاب آسمانی کا علم ہوگا تو یقینی طور پر اس میں قرآن کریم کا ذکر اور بیان ہوگا۔

سورۃ ابراہیم مکیۃ وہی اثنتان وخمسون آیۃ وسبع رکوعات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الر ۚ كتاب انزلناه اليك لتخرج الناس من الظلمات الى النور باذن ربهم الى صراط العزيز الحميد ۝ الله الذي له ما في السماوات وما في الارض ۗ وويل للكافرين من عذاب شديد ۝ الذين يستحبون الحياة الدنيا على الآخرة ويصدون عن سبيل الله ويبغونها عوجا ۚ اولئك في ضلال بعيد ۝ وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه ليبين لهم ۖ فيضل الله من يشاء ويهدي من يشاء ۚ وهو العزيز الحكيم ۝ ولقد ارسلنا موسى بآياتنا ان اخرج قومك من الظلمات الى النور وذكرهم بايام الله ۚ ان في ذلك لآيات لكل صبار شكور ۝ واذ قال موسى لقومه اذكروا نعمة الله عليكم اذ انجاكم من آل فرعون يسومونكم سوء العذاب ويذبحون ابناءكم ويستحيون نساءكم ۚ وفي ذلكم بلاء من ربكم عظيم ۝ واذ تاذن ربكم لئن شكرتم لازيدنكم ۖ ولئن كفرتم ان عذابي لشديد ۝ وقال موسى ان تكفروا انتم ومن في الارض جميعا فان الله لغني حميد ۝ الم ياتكم نبا الذين من قبلكم قوم نوح وعاد وثمود ۛ والذين من بعدهم ۛ لا يعلمهم الا الله ۚ جاءتهم رسلهم بالبينات فردوا ايديهم في افواههم وقالوا انا كفرنا بما ارسلتم به وانا لفي شك مما تدعوننا اليه مريب ۝ قالت رسلهم افي الله شك فاطر السماوات والارض ۖ يدعوكم ليغفر لكم من ذنوبكم ويؤخركم الى اجل مسمى ۚ قالوا ان انتم الا بشر مثلنا تريدون ان تصدونا عما كان يعبد آباؤنا فاتونا بسلطان مبين ۝

سورۃ ابراہیم مکی ہے اور اس میں باون آیتیں اور سات رکوع ہیں

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓرٰ (یہ) ایک (پرنور) کتاب (ہے) اس کو ہم نے تم پر اس لیے نازل کیا ہے کہ لوگوں کو اندھیرے سے نکال کر روشنی کی طرف لے جاؤ (یعنی) ان کے پروردگار کے حکم سے غالب اور قابل تعریف (خدا) کے رستے کی طرف (۱)۔ وہ خدا کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اسی کا ہے۔ اور کافروں کے لئے عذاب سخت (کی وجہ) سے خرابی ہے (۲)۔ جو آخرت کی نسبت دنیا کو پسند کرتے اور (لوگوں کو) خدا کے رستے سے روکتے اور اس میں کجی چاہتے ہیں۔ یہ لوگ پرلے سرے کی گمراہی میں ہیں (۳)۔ اور ہم نے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر اپنی قوم کی زبان بولتا تھا تاکہ انہیں (احکام خدا) کھول کھول کر بتا دے۔ پھر خدا جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور وہ غالب (اور) حکمت والا ہے (۴)۔ اور ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر بھیجا کہ اپنی قوم کو تاریکی سے نکال کر روشنی میں لے جاؤ۔ اور ان کو خدا کے دن یاد دلاؤ۔ اس میں ان لوگوں کے لئے جو صابر وشاکر ہیں (قدرت خدا) نشانیاں ہیں (۵)۔ اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا۔ کہ خدا نے جو تم پر مہربانیاں کی ہیں ان کو یاد کرو جب کہ تم کو فرعون کی قوم (کے ہاتھ) سے مخلصی دی۔ وہ لوگ تمہیں بُرے عذاب دیتے تھے اور تمہارے بیٹوں کو مار ڈالتے تھے اور عورت ذات یعنی تمہاری لڑکیوں کو زندہ رہنے دیتے تھے۔ اور اس میں تمہارے پروردگار کی طرف سے بڑی (سخت) آزمائش تھی (۶)۔ اور جب تمہارے پروردگار نے (تم کو) آگاہ کیا کہ اگر شکر کرو گے تو میں تمہیں زیادہ دوں گا اور اگر ناشکری کرو گے تو (یاد رکھو کہ) میرا عذاب (بھی) سخت ہے (۷)۔ اور موسیٰ نے (صاف صاف) کہہ دیا کہ اگر تم اور جتنے اور لوگ زمین میں ہیں سب کے سب ناشکری کرو تو خدا بھی بے نیاز (اور) قابل تعریف ہے (۸)۔ بھلا تم کو ان لوگوں (کے حالات) کی خبر نہیں پہنچی جو تم سے پہلے تھے (یعنی) نوح اور عاد اور ثمود کی قوم اور جو ان کے بعد تھے۔ جن کا علم خدا کے سوا کسی کو نہیں۔

(جب) ان کے پاس پیغمبر نشانیاں لے کر آئے تو انہوں نے اپنے ہاتھ ان کے مونہوں پر رکھ دیے (کہ خاموش رہو) اور کہنے لگے کہ ہم تو تمہاری رسالت کو تسلیم نہیں کرتے اور جس چیز کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو ہم اس سے قوی شک میں ہیں (۹)۔ ان کے پیغمبروں نے کہا کیا (تم کو) خدا (کے بارے) میں شک ہے جو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے۔ وہ تمہیں اس لیے بلاتا ہے کہ تمہارے گناہ بخشے اور (فائدہ پہنچانے کے لیے) ایک مدت مقرر تک تم کو مہلت دے۔ وہ بولے کہ تم تو ہمارے ہی جیسے آدمی ہو۔ تمہارا یہ منشا ہے کہ جن چیزوں کو ہمارے بڑے پوجتے رہے ہیں ان (کے پوجنے) سے ہم کو بند کر دو تو (اچھا) کوئی کھلی دلیل لاؤ (یعنی معجزہ دکھاؤ) (۱۰)

تفسیر سورۃ ابراہیم آیات (۱) تا (۱۰)

یہ پوری سورت مکی ہے اور اس میں باون آیات اور آٹھ سو اکتیس کلمات اور تین ہزار چار سو چونتیس حروف ہیں۔

(۱) الٓرٰ۔ یعنی میں اللہ ہوں جو کچھ تم کہہ رہے ہو اور کر رہے ہو میں سب سے باخبر ہوں یا یہ کہ ایک قسم ہے، یہ ایک کتاب ہے جس کو جبریل امین کے ذریعے ہم نے آپ پر نازل کیا ہے تاکہ آپ اہل مکہ کو اپنے پروردگار کے حکم سے کفر سے ایمان کی طرف لائیں اور اس اللہ کے دین کی طرف دعوت دیں جو ایمان نہ لانے والوں کو سزا دینے پر قادر ہے۔

(۲) تمام مخلوقات اور تمام عجائبات اسی کی ملکیت ہیں اور ان کافروں کے لیے بڑی خرابی ہے یعنی بڑا سخت عذاب ہے جو دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتے ہیں۔

(۳) جو لوگوں کو دین الٰہی اور اطاعت خداوندی سے روکتے ہیں اور اس میں کجی کے متلاشی رہتے ہیں یہ کفار حق اور ہدایت سے دور اور کھلی گمراہی میں ہیں۔

(۴) اور ہم نے تمام پیغمبروں کو ان ہی کی قوم کی زبان میں پیغمبر بنا کر بھیجا ہے تاکہ ان ہی کی زبان میں ان سے احکام الٰہی کو بیان کر دیں یا یہ کہ ایسی زبان میں جس کے سیکھنے پر وہ قادر ہوں پھر جو گمراہی کا مستحق ہوتا ہے اسے اللہ تعالیٰ اپنے دین سے گمراہ کر دیتے ہیں اور جو ہدایت کا اہل ہوتا ہے اسے اپنے دین کی ہدایت دیتے ہیں اور وہی اپنے ملک اور سلطنت میں جو ایمان نہ لائے اسے سزا دینے میں غالب ہے اور اپنے حکم اور فیصلہ میں اور گمراہ کرنے اور ہدایت عطا کرنے میں حکمت والا ہے۔

(۵) حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نو معجزات یعنی ید بیضا، عصا، طوفان، جراد، قمل، ضفادع، دم، سنین، نقص من الثمرات دے کر بھیجا تاکہ وہ اپنی قوم کو کفر سے ایمان کی طرف بلائیں اور ان کو اللہ تعالیٰ کے معاملات یعنی اللہ کا عذاب اور اللہ کی رحمت یاد دلائیں بے شک ان مذکورہ باتوں میں اطاعت پر قائم رہنے والے اور نعمت پر شکر کرنے والے کے لیے عبرتیں ہیں۔

(۶) اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم بنی اسرائیل سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا تم پر کیا گیا انعام یاد کرو جب کہ اس نے تمہیں فرعون اور اس کی قبطی قوم سے نجات دی جو تمہیں سخت ترین عذاب دیا کرتے تھے اور تمہارے بچے یعنی بیٹوں کو ذبح کر ڈالتے تھے اور تمہاری عورتوں کو خدمت لینے کے لیے چھوڑ دیا کرتے تھے اور بچوں کے ذبح ہونے اور عورتوں سے خدمت لینے میں تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارا بڑا امتحان تھا یہ کہ اس مصیبت سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں نجات دی اور یہ تم پر تمہارے پروردگار کی طرف سے بڑی نعمت ہے۔

(۷) اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا کہ وہ وقت بھی یاد کرو جب تمہارے رب نے فرمایا اور کتاب میں تمہیں کو اس بات سے باخبر کر دیا کہ اگر تم توفیق، عصمت، کرامت اور نعمت پر شکر ادا کرو گے تو اور زیادہ توفیق، عصمت، نعمت اور کرامت دوں گا اور اگر میری یا میری نعمتوں کی ناشکری کرو گے تو ناشکری کرنے والے پر میرا عذاب بہت سخت ہے۔

(۸) اور موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر تم اور تمام دنیا بھر کے سب انسان ناشکری کرنے لگیں تو اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان سے بے نیاز ہے اور وہ موحدین کے لیے اپنی ذات میں قابل تعریف صفات والے ہیں۔

(۹) کفار مکہ کیا تم لوگوں کو قوم نوح قوم ہود اور قوم صالح اور حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کی خبریں نہیں پہنچیں کہ تکذیب کرنے پر اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو کیسے ہلاک کیا جن کی تفصیلی طور پر تعداد اور کیفیت کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا ان کے پیغمبران کے پاس اوامر و نواہی اور معجزات لے کر آئے تو ان کفار نے جو احکام انبیاء کرام لے کر آئے تھے ان کو رد کر دیا یا یہ کہ اپنے ہاتھ ان کے منہ کے سامنے کر دیے اور کہنے لگے خاموش ہو جاؤ ورنہ ہم خاموش کر دیں گے اور رسولوں سے کہنے لگے کہ جو کتاب اور توحید دے کر تمہیں بھیجا گیا ہے ہم اس کا انکار کرتے ہیں اور جس کتاب اور توحید کی طرف تم بلا رہے ہو ہم تو اس کی جانب سے بہت بڑے شبہ میں ہیں۔

(۱۰) ان کے رسولوں نے کہا کیا تمہیں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت میں شک و شبہ ہے جو آسمانوں اور زمینوں کا خالق ہے وہی تمہیں توحید کی طرف بلاتا ہے تاکہ توبہ اور توحید کے ذریعے تمہارے زمانہ کفر کے گناہ معاف کر دے اور تمہاری عمر کی معین مدت تک تمہیں بغیر عذاب کی زندگی دے، وہ بولے تم پیغمبر نہیں بلکہ ہمارے جیسے ایک عام آدمی ہو تم تو یہ چاہتے ہو کہ ہمارے آباؤ اجداد جن بتوں کی عبادت کرتے تھے، ہمیں ان سے روک دو تو کوئی کتاب اور صاف معجزہ دکھاؤ۔

✿ ✿ ✿

قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ إِنْ نَحْنُ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَمُنُّ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۖ وَمَا كَانَ لَنَا أَنْ نَأْتِيَكُمْ بِسُلْطَانٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ۝ وَمَا لَنَا أَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللَّهِ وَقَدْ هَدَانَا سُبُلَنَا ۚ وَلَنَصْبِرَنَّ عَلَىٰ مَا آذَيْتُمُونَا ۚ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ ۝ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِنْ أَرْضِنَا أَوْ لَتَعُودُنَّ فِي مِلَّتِنَا ۖ فَأَوْحَىٰ إِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظَّالِمِينَ ۝ وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْأَرْضَ مِنْ بَعْدِهِمْ ۚ ذَٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِي وَخَافَ وَعِيدِ ۝ وَاسْتَفْتَحُوا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ ۝ مِنْ وَرَائِهِ جَهَنَّمُ وَيُسْقَىٰ مِنْ مَاءٍ صَدِيدٍ ۝ يَتَجَرَّعُهُ وَلَا يَكَادُ يُسِيغُهُ وَيَأْتِيهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ۖ وَمِنْ وَرَائِهِ عَذَابٌ غَلِيظٌ ۝ مَثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ ۖ أَعْمَالُهُمْ كَرَمَادٍ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيحُ فِي يَوْمٍ عَاصِفٍ ۖ لَا يَقْدِرُونَ مِمَّا كَسَبُوا عَلَىٰ شَيْءٍ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الضَّلَالُ الْبَعِيدُ ۝ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ إِنْ يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ وَيَأْتِ بِخَلْقٍ جَدِيدٍ ۝ وَمَا ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ ۝ وَبَرَزُوا لِلَّهِ جَمِيعًا فَقَالَ الضُّعَفَاءُ لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ أَنْتُمْ مُغْنُونَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ ۚ قَالُوا لَوْ هَدَانَا اللَّهُ لَهَدَيْنَاكُمْ ۖ سَوَاءٌ عَلَيْنَا أَجَزِعْنَا أَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَحِيصٍ ۝

پیغمبروں نے اُن سے کہا کہ ہاں ہم تمہارے ہی جیسے آدمی ہیں لیکن خدا اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے (نبوت کا) احسان کرتا ہے۔ اور ہمارے اختیار کی بات نہیں کہ ہم خدا کے حکم کے بغیر تم کو (تمہاری فرمائش کے مطابق) معجزہ دکھائیں۔ اور خدا ہی پر مومنوں کو بھروسہ رکھنا چاہیئے (۱۱)۔ اور ہم کیونکر خدا پر بھروسہ نہ رکھیں حالانکہ اس نے ہم کو ہمارے (دین کے سیدھے) رستے بتائے ہیں اور جو تکلیفیں تم ہم کو دیتے ہو اس پر صبر کریں گے۔ اور اہل توکل کو خدا ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیئے (۱۲)۔ اور جو کافر تھے انہوں نے اپنے پیغمبروں سے کہا کہ (یا تو) ہم تم کو اپنے ملک سے باہر نکال دیں گے یا ہمارے مذہب میں داخل ہو جاؤ۔ تو پروردگار نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ ہم ظالموں کو ہلاک کر دیں گے (۱۳)۔ اور ان کے بعد تم کو اس زمین میں آباد کریں گے۔ یہ اس شخص کے لئے ہے جو (قیامت کے روز) میرے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرے اور میرے عذاب سے خوف کرے (۱۴)۔ اور پیغمبروں (نے خدا سے اپنی) فتح چاہی تو ہر سرکش ضدی نامراد رہ گیا (۱۵)۔ اس کے پیچھے دوزخ ہے اور اسے پیپ کا پانی پلایا جائے گا (۱۶)۔ وہ اس کو گھونٹ گھونٹ پیئے گا اور گلے سے نہیں اتار سکے گا اور ہر طرف سے اُسے موت آ رہی ہوگی مگر وہ مرنے میں نہیں آئے گا اور اس کے پیچھے سخت عذاب ہوگا (۱۷)۔ جن لوگوں نے اپنے پروردگار سے کفر کیا ان کے اعمال کی مثال راکھ کی سی ہے کہ آندھی کے دن اس پر زور کی ہوا چلے (اور) اُسے اُڑا لے جائے۔ (اسی طرح) جو کام وہ کرتے رہے ان پر ان کو کچھ دسترس نہ ہوگی۔ یہی تو پرلے سرے کی گمراہی ہے (۱۸)۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ خدا نے آسمانوں اور زمین کو تدبیر سے پیدا کیا ہے اگر وہ چاہے تو تم کو نابود کر دے اور (تمہاری جگہ) نئی مخلوق پیدا کر دے (۱۹)۔ اور یہ خدا کو کچھ بھی مشکل نہیں (۲۰)۔ اور (قیامت کے دن) سب لوگ خدا کے سامنے کھڑے ہوں گے تو ضعیف (العقل تبع اپنے رؤسائے) متکبرین سے کہیں گے کہ ہم تو تمہارے پیرو تھے۔ کیا تم خدا کا کچھ عذاب ہم پر سے دفع کر سکتے ہو۔ وہ کہیں گے کہ اگر خدا ہم کو ہدایت کرتا تو ہم تم کو ہدایت کرتے۔ اب ہم گھبرائیں یا صبر کریں ہمارے حق میں برابر ہے کوئی جگہ (گریز اور) رہائی کی ہمارے لئے نہیں ہے (۲۱)۔

تفسیر سورۃ ابراهیم آیات (۱۱) تا (۲۱)

(۱۱) ان کے رسولوں نے کہا کہ واقعی ہم بھی تمہارے جیسے انسان ہیں اللہ تعالیٰ نے تمہاری ہی طرح پیدا کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے کہ وہ جس کو چاہے نبوت اور اسلام کی دولت عطا فرمادے۔

اور یہ بات ہمارے بس کی نہیں کہ ہم تمہیں تمہاری خواہش کے مطابق کوئی کتاب اور معجزہ دکھا سکیں بغیر اللہ کے حکم کے۔ ایمان والوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے تو ان لوگوں نے رسولوں سے کہا کہ تم بھی اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرو کہ جو تمہارے ساتھ کیا جائے گا اس کو دیکھو۔

(۱۲) رسولوں نے کہا ہم کو اللہ پر بھروسہ نہ کرنے کا کون سا امر باعث ہو سکتا ہے حالانکہ اس نے ہمیں نبوت اور اسلام کی دولت سے سرفراز فرمایا اور طاعت خداوندی پر جو تم نے ہمیں اذیت پہنچائی اس پر بھی صبر کرتے ہیں اور اللہ ہی پر بھروسہ کرنے والوں کو بھروسہ کرنا چاہیے۔

(۱۳) اور ان کافروں نے اپنے رسولوں سے کہا کہ ہم تمہیں اپنے شہر سے نکال دیں گے یا یہ ہے کہ تم ہمارے مذہب میں پھر داخل ہو جاؤ سو ان رسولوں پر ان کے پروردگار نے وحی نازل فرمائی کہ صبر کرو ہم ان سب کافروں کو ہلاک کر دیں گے۔

(۱۴) اور ان کی ہلاکت کے بعد تمہیں ان کی سرزمین اور ان کے شہروں میں آباد کریں گے اور یہ وعدہ حکومت ہر اس شخص کے لیے ہے جو میرے روبرو کھڑے ہونے سے ڈرے اور میرے عذاب سے ڈرے۔

(۱۵) اور ہر ایک قوم اپنے نبی کے خلاف مدد چاہنے لگی اور جتنے سرکش اور حق و ہدایت سے گمراہ لوگ تھے وہ سب کے سب مدد چاہنے کے وقت بے مراد ہو گئے۔

(۱۶،۱۷) اور مرنے کے بعد ان سرکشوں کے سامنے دوزخ ہے اور وہاں جو زخموں کے کھولتا ہوا لہو اور پیپ نکلے گا وہ ان کو پینے کے لیے دیا جائے گا جس کو وہ گھونٹ گھونٹ پئیں گے اور وہ گلے سے آسانی کے ساتھ نہیں اترے گا اور ہر ایک بال کی جڑ سے موت کی تکلیف کی آمد ہوگی یعنی ہر ایک گوشت سے اس کو تکلیف پہنچے گی اور وہ کسی عذاب سے کسی طرح مرے گا نہیں بلکہ اس لہو پیپ وغیرہ کے عذاب کے بعد اس سے زیادہ سخت ترین عذاب کا سامنا ہوگا۔

(۱۸) جو لوگ اپنے پروردگار کے ساتھ کفر کرتے ہیں ان کے اعمال کی مثال یہ ہے جیسے کچھ راکھ ہو جس کو تیز آندھی کے دن تیز ہوا اڑا کر لے جائے۔ ان لوگوں نے حالت کفر میں جو اچھے کام کیے تھے اس کا کچھ بھی ثواب نہیں پائیں گے جیسا کہ جب راکھ کو ہوا اڑا کر لے جائے اس کا ایک ذرہ بھی نہیں پا سکتے۔ یہ کفر اور غیر اللہ کے لیے اعمال کرنا یہ حق اور ہدایت سے دور دراز کی گمراہی ہے۔

(۱۹۔۲۰) اے محمد ﷺ کیا آپ کو یہ معلوم نہیں (یہاں خطاب اپنے نبی کو کیا ہے مگر مقصود آپ کی قوم ہے) کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو اظہار حق اور باطل یا یہ کہ زوال و فنا کے لیے پیدا کیا ہے۔ اگر وہ چاہے تو تم سب کو ہلاک کر دے یا موت دے دے اور ایک دوسری مخلوق پیدا کر دے جو تم سے بہتر ہو اور اللہ تعالیٰ کی تم سے زیادہ فرمانبردار ہو اور یہ کرنا اللہ کے لیے بالکل مشکل نہیں اور چھوٹے اور بڑے سب لوگ اللہ کے حکم سے قبروں سے نکل کھڑے ہوں گے تو چھوٹے درجے کے لوگ بڑے درجے کے کافروں سے کہیں گے کہ ہم تو تمہارے احکامات میں تمہارے تابع تھے تو کیا تم اللہ کے عذاب کا کچھ حصہ ہم سے ہٹا سکتے ہو تو یہ سردار کہیں گے کہ اگر اللہ تعالیٰ ہم کو اپنے دین کی راہ دکھلاتا تو ہم تمہیں کو بھی اس کے دین کا راستہ بتاتے اب تو عذاب ہم پر لازم ہے خواہ ہم پریشان ہوں اور خواہ صبر کریں اب ہمارے لیے کوئی فریاد کی جگہ اور کوئی جائے پناہ نہیں۔

وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ۭ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ۭ اِنِّىْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ۭ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَاُدْخِلَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۭ تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۝ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَاۗءِ ۝ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۢ بِاِذْنِ رَبِّهَا ۭ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝ وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِۨ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ۝ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ڐ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَاۗءُ ۝ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ۝ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۭ وَبِئْسَ الْقَرَارُ ۝ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ قُلْ تَمَتَّعُوْا فَاِنَّ مَصِيْرَكُمْ اِلَى النَّارِ ۝ قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ ۝

جب (حساب کتاب کا) کام فیصل ہو چکے گا تو شیطان کہے گا (جو) وعدہ خدا نے تم سے کیا تھا (وہ تو) سچا (تھا) اور (جو) وعدہ میں نے تم سے کیا تھا وہ جھوٹا تھا۔ میرا تم پر کسی طرح کا زور نہیں تھا۔ ہاں میں نے تم کو (گمراہی اور باطل کی طرف) بلایا تو تم نے (جلدی سے اور بے دلیل) میرا کہنا مان لیا۔ تو (آج) مجھے ملامت نہ کرو۔ اپنے آپ ہی کو ملامت کرو۔ نہ میں تمہاری فریادرسی کر سکتا ہوں اور نہ تم میری فریادرسی کر سکتے ہو۔ میں اس بات سے انکار کرتا ہوں کہ تم پہلے مجھے شریک بناتے تھے۔ بے شک جو ظالم ہیں اُن کے لئے درد دینے والا عذاب ہے (۲۲) اور جو ایمان لائے اور عمل نیک کیے وہ بہشتوں میں داخل کیے جائیں گے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ اپنے پروردگار کے حکم سے ہمیشہ اُن میں رہیں گے۔ وہاں اُن کو صاحب سلامت سلام ہوگا (۲۳)۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ خدا نے پاک بات کی کیسی مثال بیان فرمائی ہے (وہ ایسی ہے) جیسے پاکیزہ درخت جس کی جڑ مضبوط (یعنی زمین کو پکڑے ہوئے) ہو اور شاخیں آسمان میں (۲۴)۔ اپنے پروردگار کے حکم سے ہر وقت پھل لاتا (اور میوے دیتا) ہو۔ اور خدا لوگوں کے لئے مثالیں بیان فرماتا ہے تاکہ وہ نصیحت پکڑیں (۲۵)۔ اور ناپاک بات کی مثال ناپاک درخت کی سی ہے (نہ جڑ مستحکم نہ شاخیں بلند) زمین کے اوپر ہی سے اکھیڑ کر پھینک دیا جائے۔ اس کو ذرا بھی قرار (و ثبات) نہیں (۲۶)۔ خدا مومنوں (کے دلوں) کو (صحیح اور) پکی بات سے دنیا کی زندگی میں بھی مضبوط رکھتا ہے اور آخرت میں بھی (رکھے گا) اور خدا بے انصافوں کو گمراہ کر دیتا ہے۔ اور خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے (۲۷)۔ کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہوں نے خدا کے احسان کو ناشکری سے بدل دیا۔ اور اپنی قوم کو تباہی کے گھر میں اُتارا (۲۸)۔ (وہ گھر) دوزخ ہے (سب ناشکرے) اس میں داخل ہوں گے اور وہ بُرا ٹھکانا ہے (۲۹)۔ اور ان لوگوں نے خدا کے شریک مقرر کیے کہ (لوگوں کو) اس کے رستے سے گمراہ کریں۔ کہہ دو کہ (چند روز) فائدے اٹھالو آخر کار تم کو دوزخ کی طرف لوٹ کر جانا ہے (۳۰)۔ (اے پیغمبر) میرے مومن بندوں سے کہہ دو کہ نماز پڑھا کریں اور اس دن کے آنے سے پیشتر جس میں نہ اعمال کا سودا ہوگا اور نہ دوستی (کام آئے گی) ہمارے دیے ہوئے مال میں سے درپردہ اور ظاہر خرچ کرتے رہیں (۳۱)

تفسیر سورۃ ابراھیم آیات (۲۲) تا (۳۱)

(۲۲) جب اہل جنت، جنت میں اور دوزخی، دوزخ میں داخل کر دیے جائیں گے تو شیطان دوزخ میں دوزخیوں

سے کہے گا کہ اللہ تعالیٰ نے بھی تم سے جنت دوزخ بعث بعد الموت حساب، کتاب پل صراط میزان اعمال کے سچے وعدے کیے تھے اور میں نے بھی تم سے وعدے کیے تھے کہ جنت دوزخ حساب، کتاب، بعث بعد الموت، پل صراط، میزان اعمال کچھ نہیں ہوگا اور میرے ان جھوٹے وعدوں پر دلائل قطعیہ قائم تھے اور میری تم پر کوئی حجت اور قدرت کا زور تو چلتا نہیں تھا، سوائے اس کے کہ میں نے تمہیں اپنی اطاعت کی طرف بلایا تم نے میری اطاعت کو قبول کر لیا۔

سو تم ساری ملامت مجھ پر مت کرو کہ میں نے تمہیں اپنی طرف بلایا بلکہ زیادہ ملامت اپنے آپ کو کرو کیوں کہ تم نے میری بات پر عمل کیا۔ نہ میں تمہارا مددگار ہوں اور نہ تمہیں دوزخ سے بچانے والا ہوں اور نہ تم میرے مددگار ہو اور نہ مجھ کو دوزخ سے بچانے والے ہو۔ میں تو خود تمہارے اس فعل سے بیزار ہوں کہ تم اس سے پہلے مجھے اللہ کا شریک قرار دیتے تھے اور اس دن سے قبل دنیا میں جو تم نے دین اختیار کیا تھا اور میری بات مانی تھی، میں ان سب باتوں سے اور تم سے بھی بیزار ہوں۔ یقیناً کافروں کو ایسا دردناک عذاب ہوگا کہ اس کی شدت پوری طرح ان کے دلوں تک اتر جائے گی۔

(۲۳) اور جو لوگ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور احکام خداوندی کو پوری طرح بجالائے ان کو ایسے باغوں میں داخل کیا جائے گا جن کے درختوں اور محلات کے نیچے سے دودھ، شہد، شراب اور پانی کی نہریں جاری ہوں گی اور وہ جنت میں اپنے پروردگار کے حکم سے ہمیشہ رہیں گے اور وہاں جب آپس میں ملیں گے تو ایک دوسرے کو سلام کریں گے۔

(۲۴۔۲۵) اے محمد ﷺ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کلمہ توحید یعنی لا الہ الا اللہ کی کیسی اچھی مثال بیان فرمائی کہ مومن مشابہ ہے کھجور کے درخت کے جس کی جڑ خوب گہری ہوئی ہو، اسی طرح سچے مومن کا دل کلمہ لا الہ الا اللہ پر خوب قائم رہتا ہے اور اس کی شاخیں اونچائی میں جاری ہوں، ایسے ہی سچے مومن کا عمل قبول ہوتا ہے اور وہ درخت اللہ کے حکم سے ہر فصل میں پھل دیتا ہے اسی طرح سچے مومن ہر وقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور بھلائی کے کاموں میں مصروف رہتا ہے اور کہا گیا ہے کہ اللہ کے حکم سے نفع اور تعریف میں یہ لفظ کلمہ طیبہ کی صفت ہے جیسا کہ کھجور کا پاکیزہ درخت اس کا پھل بھی پاکیزہ ہے، اسی طرح مومن کی حالت ہے۔

غرض کہ کھجور کا درخت اپنی جڑوں کے ساتھ زمین پر مضبوطی کے ساتھ قائم ہے، سو اسی طرح مومن حجت و برہان کے ساتھ قائم ہے اور جیسا کہ کھجور کی شاخیں آسمان کی طرف بلند رہتی ہیں، اسی طرح سچے مومن کا عمل، آسمان کی طرف چڑھتا رہتا ہے اور جیسا کہ کھجور کا درخت ہر چھ ماہ پر اپنے پروردگار کے حکم سے پھل دیتا ہے، اسی طرح مومن مخلص اپنے پروردگار کے حکم سے ہر وقت اطاعت اور بھلائی کے کاموں میں لگا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس قسم کی مثال

لوگوں کو کلمہ توحید کے اوصاف بتانے کے لیے اس لیے بیان کرتے رہتے ہیں تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں اور توحید خداوندی کے قائل ہوں۔

(۲۶) اور ناپاک کلمہ یعنی کفر و شرک کی مثال ایسی ہے جیسا کہ ایک خبیث درخت ہو اس سے مراد حنظل ہے جس میں نہ کسی قسم کا نفع ہے اور نہ مٹھاس، اسی طرح شرک میں بھی نہ نفع ہے اور نہ مٹھاس اور جیسا کہ شرک مذموم ہے کسی بھی تعریف کے لائق نہیں، اسی طرح مشرک بھی مذموم ہے، وہ بھی کسی تعریف کے قابل نہیں، اس درخت کو زمین کے اوپر ہی اوپر سے اکھاڑ لیا جائے اور اس کو زمین میں ثبات نہ ہو، اسی طرح مشرک کے استحکام کے لیے کوئی حجت نہیں ہوتی اور نہ شرک کی حالت میں کوئی عمل قبول ہوتا ہے، جس طرح کہ حنظل کے درخت کے ثبات اور قرار کے لیے کوئی جڑ وغیرہ نہیں ہوتی۔

(۲۷) جو رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان رکھتے ہیں یہ کہ ان حضرات کو جو میثاق کے دن طیب خاطر سے ایمان لائے اور وہی لوگ صحابہ ہیں، ان کو اللہ تعالیٰ کلمہ لا الٰہ الا اللہ کی برکت سے دنیا میں بھی مضبوط رکھتا ہے کہ وہ اس سے رجوع نہیں کرتے اور قبر میں بھی منکر نکیر کے سوال کے وقت انھیں ثابت قدم رکھتا ہے۔

اور ان مشرکین کو اللہ تعالیٰ کلمہ لا الٰہ الا اللہ سے دنیا میں بچلا دیتا ہے کہ وہ خوشی سے اس کے قائل نہیں ہوتے اور قبر میں بھی اور جس وقت وہ قبروں سے نکالے جاتے ہیں تب بھی ان کو اس پر ثبات نہیں عطا کرتا اور وہ اہل شقاوت میں سے ہوتے ہیں اور بچلانا اور ثابت قدم رکھنا یہ کہ منکر نکیر کے سامنے بہک جانا یہ سب اللہ تعالیٰ کی مرضی سے ہوتے ہیں۔

(۲۸۔۲۹) اے محمد ﷺ کیا آپ کو ان کی خبر نہیں جنھوں نے نعمت خداوندی یعنی کتاب اور رسول کا انکار کیا مراد اس سے بنو امیہ اور بنو مغیرہ ہیں جو بدر کے دن مارے گئے کہ انھوں نے رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کا انکار کیا اور ان مکہ والوں نے اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر یعنی بدر میں اور پھر جہنم میں پہنچا دیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ قیامت کے دن اس جہنم میں داخل ہوں گے اور وہ بہت بری ٹھہرنے اور رہنے کی جگہ ہے۔

شان نزول: اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا (الخ)

ابن جریرؒ نے عطاء بن یسارؓ سے روایت کیا ہے کہ آیت کریمہ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو بدر کے دن مارے گئے۔

(۳۰) اور ان لوگوں نے بتوں کو اللہ کے شریک قرار دے کر ان کی پوجا شروع کر دی تاکہ اس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کے دین اور اس کی اطاعت سے دوسروں کو بھی گمراہ کریں۔ اے محمد ﷺ آپ فرما دیجیے کہ مکہ والو! اپنے کفر میں مست رہو پھر قیامت کے دن تمہارا ٹھکانا دوزخ ہے۔

(۳۱) اے محمد ﷺ میرے مومن بندوں سے کہہ دیجیے کہ وہ پانچوں نمازوں کی کمال وضو، رکوع، سجود اور تمام آداب

اور اس کے تمام واجبات اور اہتمام کے ساتھ پابندی رکھیں اور جو ہم نے ان کو اموال دیے ہیں ان میں سے چھپا کر اور ظاہر کر کے صدقہ کیا کریں۔

قیامت کے آنے سے پہلے کہ جس میں نہ فدیہ ہوگا اور نہ دوستی کافر و مومن کسی کو کسی کی دوستی فائدہ مند نہ ہوگی ان خوبیوں کے مالک اصحاب رسول اکرم ﷺ ہیں۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۚ وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ؕ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ۞ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ۞ رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۞ رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ۞ رَبَّنَآ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِيْ وَمَا نُعْلِنُ ؕ وَمَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ ۞ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَهَبَ لِيْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبِّيْ لَسَمِيْعُ الدُّعَآءِ ۞ رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ۖ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ۞ رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ۞

خدا ہی تو ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔ اور آسمان سے مینہ برسایا۔ پھر اس سے تمہارے کھانے کے لیے پھل پیدا کیے۔ اور کشتیوں اور (جہازوں) کو تمہارے زیر فرمان کر دیا تاکہ دریا (اور سمندر) میں اس کے حکم سے چلیں اور نہروں کو بھی تمہارے زیر فرمان کیا (۳۲)۔ اور سورج اور چاند کو تمہارے لیے کام میں لگا دیا کہ دونوں (دن رات) ایک دستور پر چل رہے ہیں۔ اور رات اور دن کو بھی تمہاری خاطر کام میں لگا دیا (۳۳)۔ اور جو کچھ تم نے مانگا سب میں سے تم کو عنایت کیا اور اگر خدا کے احسان گننے لگو تو شمار نہ کر سکو (مگر لوگ نعمتوں کا شکر نہیں کرتے) کچھ شک نہیں کہ انسان بڑا بے انصاف (اور) ناشکرا ہے (۳۴)۔ اور جب ابراہیم نے دُعا کی کہ میرے پروردگار اس شہر کو (لوگوں کے لئے) امن کی جگہ بنا دے اور مجھے اور میری اولاد کو اس بات سے کہ بتوں کی پرستش کرنے لگیں بچائے رکھ (۳۵)۔ اے پروردگار انہوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا ہے۔ سو جس شخص نے میرا کہا مانا وہ میرا ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو تُو بخشنے والا مہربان ہے (۳۶)۔ اے پروردگار میں نے اپنی اولاد میدان (مکہ) میں جہاں کھیتی نہیں تیرے عزت (وادب) والے گھر کے پاس لا بسائی ہے۔ اے پروردگار تاکہ یہ نماز پڑھیں۔ تو لوگوں کے دلوں کو ایسا کر دے کہ ان کی طرف جھکے رہیں اور ان کو میووں سے روزی دے تاکہ (تیرا) شکر کریں (۳۷)۔ اے پروردگار جو بات ہم چھپاتے اور ظاہر کرتے ہیں۔ تو سب جانتا ہے اور خدا سے کوئی چیز مخفی نہیں (نہ) زمین میں نہ آسمان میں (۳۸)۔ خدا کا شکر ہے کہ جس نے مجھے بڑی عمر میں اسمٰعیل اور اسحاق بخشے۔ بے شک میرا پروردگار دُعا سننے والا ہے (۳۹)۔ اے پروردگار مجھ کو (ایسی) توفیق عنایت کر کہ نماز پڑھتا رہوں اور میری اولاد کو بھی (یہ توفیق بخش) اے پروردگار میری دُعا قبول فرما (۴۰)۔ اے پروردگار حساب (کتاب) کے دن مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور مومنوں کو مغفرت کیجیو (۴۱)

تفسیر سورة ابراهیم آیات (۳۲) تا (۴۱)

(۳۲) اب اللہ تعالیٰ توحید کو بیان فرماتا ہے کہ اس ذات نے بارش برسا کر ہر قسم کے پھل اور چارہ تمہاری روزی اور تمہارے جانوروں کے کھانے کے لیے پیدا کیا اور تمہارے لیے کشتیوں کو مسخر کیا کہ وہ اللہ کے حکم اور اس کے ارادے سے دریا میں چلے اور تمہارے نفع کے لیے نہروں کو مسخر بنایا کہ جہاں چاہو تم نہریں لے جاؤ۔

(۳۳) اور قیامت تک کے لیے تمہارے نفع کے لیے چاند و سورج کو مسخر بنایا اور رات دن کو مسخر بنایا کہ رات جاتی ہے دن آتا ہے اور دن جاتا ہے تو رات آتی ہے۔

(۳۴) اور جو چیز تم نے مانگی وہ تمہیں دی اب تمہارے لیے مانگنا مناسب نہیں رہا کیوں کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کے احسانات کو شمار کرنے لگو تو شمار میں نہیں لا سکتے اور نہ ان کا شکر ادا کر سکتے ہو یقیناً کافر بہت ہی بڑا بے انصاف اور بہت ہی اللہ تعالیٰ اور اس کی نعمتوں کا ناشکرا ہے۔

(۳۵) اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ کی تعمیر کے بعد دعا فرمائی کہ میرے پروردگار مکہ کو امن والا بنا دیجیے کہ کوئی اس پر حملہ آور نہ ہو اور اس طور پر کہ خوف زدہ اس میں آ کر پناہ حاصل کر سکے اور مجھ کو اور میرے بیٹوں کو بتوں اور آگ کی پوجا سے بچائے رکھیے۔

(۳۶) کیوں کہ اے میرے پروردگار ان بتوں نے بہت سے آدمیوں کو گمراہ کر دیا، یا ان کی پوجا سے بہت سے لوگ گمراہ ہو گئے۔

سو جو میری راہ پر چلے گا اور میری اطاعت کرے گا وہ تو میرے دین پر قائم ہے اور جو میری راہ پر نہ چلے تو ان میں سے جو توبہ کرے اس کی تو آپ توبہ قبول فرمانے والے ہیں اور جو توبہ پر مرے تو آپ اس پر رحمت فرمانے والے ہیں۔

(۳۷) ہمارے پروردگار میں خانہ کعبہ کے قریب اسمٰعیل اور اس کی والدہ کو ایک ویران میدان میں جہاں نہ کھیتی ہے اور نہ گھاس ہے آباد کرتا ہوں تاکہ قبلہ کی جانب نماز کا اہتمام رکھیں اور آپ کچھ لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کر دیجیے تاکہ ان کو اس مقام کا شوق پیدا ہو اور ہر سال اس کی زیارت کے لیے حاضر ہوں اور ان کو مختلف قسم کے پھل کھانے کے لیے دے دیجیے تاکہ آپ کی نعمت کا شکر کریں۔

(۳۸) اے ہمارے پروردگار تجھے سب معلوم ہے جو ہم اسمٰعیل کی محبت دل میں رکھیں اور اسحاق کی محبت کا اظہار کریں یعنی کہ جو اسمٰعیل کا شوق دل میں رکھیں اور اس کی تکلیف کا اظہار کریں اللہ تعالیٰ سے تو کوئی بھی بھلی اور برائی چھپی نہیں۔

(۳۹) تمام حمد اسی اللہ کے لیے ہے جس نے بڑھاپے میں مجھے اسمٰعیل اور اسحاق عطا کیے، حقیقت میں میرا رب دعا کا بڑا سننے والا ہے۔

(۴۰) میرے پروردگار مجھ کو بھی نماز قائم کرنے والا بنا دیجیے اور میری اولاد میں سے بھی یعنی مجھے بھی اور میری اولاد کو بھی نماز کی بدولت عزت وسرفرازی عطا فرمایئے، پروردگار میری عبادت قبول ومنظور فرما۔

(۴۱) اور میری اور میرے ماں باپ اور تمام مسلمانوں مرد وعورتوں کی مغفرت فرمایئے جس دن کہ حساب قائم ہوگا اور نیکیوں اور برائیوں کا وزن کیا جائے گا، سو جس کی نیکیاں غالب ہوں گی تو اس کے لیے جنت ہے اور جس کی برائیاں غالب ہوں گی، اس کے لیے دوزخ ہے اور جس کی نیکیاں اور برائیاں دونوں برابر ہوں گی وہ اہل اعراف سے ہوگا۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ
اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ۬ؕ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ
لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ ۙ﴿۴۲﴾ مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِيْ
رُءُوْسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ ۚ وَاَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَآءٌ ﴿۴۳﴾
وَاَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَاْتِيْهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ
ظَلَمُوْا رَبَّنَاۤ اَخِّرْنَاۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ
الرُّسُلَ ؕ اَوَلَمْ تَكُوْنُوْۤا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ ﴿۴۴﴾ۙ
وَّسَكَنْتُمْ فِيْ مَسٰكِنِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ
فَعَلْنَا بِهِمْ وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْاَمْثَالَ ﴿۴۵﴾ وَقَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ اللّٰهِ
مَكْرُهُمْ ؕ وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ ﴿۴۶﴾ فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ
مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۴۷﴾ؕ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ
غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۴۸﴾ وَتَرَى
الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ﴿۴۹﴾ۚ سَرَابِيْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ
وَّتَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ النَّارُ ﴿۵۰﴾ۙ لِيَجْزِيَ اللّٰهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ ؕ
اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۵۱﴾ هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَلِيَعْلَمُوْۤا
اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۵۲﴾ ع

اور (مومنو) مت خیال کرنا کہ یہ ظالم جو عمل کر رہے ہیں خدا اُن سے بے خبر ہے۔ وہ اُن کو اس دن تک مہلت دے رہا ہے جب کہ (دہشت کے سبب) آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی (۴۲)۔ (اور لوگ) سر اُٹھائے ہوئے (میدان قیامت کی طرف) دوڑ رہے ہوں گے اور اُن کی نگاہیں اُن کی طرف لوٹ نہ سکیں گی۔ اور ان کے دل (مارے خوف کے) ہوا ہو رہے ہوں گے (۴۳)۔ اور لوگوں کو اس دن سے آگاہ کر دو جب اُن پر عذاب آ جائے گا تب ظالم لوگ کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں تھوڑی سی مدت مہلت عطا کر تا کہ ہم تیری دعوت (توحید) قبول کریں۔ اور (تیرے) پیغمبروں کے پیچھے چلیں (تو جواب ملے گا) کیا تم پہلے قسمیں نہیں کھایا کرتے تھے کہ تم کو (اس حال سے جس میں تم ہو) زوال (اور قیامت کو حساب اعمال) نہیں ہوگا (۴۴)۔ اور جو لوگ اپنے آپ پر ظلم کرتے تھے تم اُن کے مکانوں میں رہتے تھے اور تم پر ظاہر ہو چکا تھا کہ ہم نے ان لوگوں کے ساتھ کس طرح (کا معاملہ) کیا تھا۔ اور تمہارے (سمجھانے کے) لیے مثالیں بھی بیان کر دی تھیں (۴۵)۔ اور انہوں نے (بڑی بڑی) تدبیریں کیں۔ اور اُن کی (سب) تدبیریں خدا کے ہاں (لکھی ہوئی) ہیں۔ گو وہ تدبیریں (ایسی غضب کی) تھیں کہ اُن سے پہاڑ بھی ٹل جائیں (۴۶)۔ تو ایسا خیال نہ کرنا کہ خدا نے جو اپنے پیغمبروں سے وعدہ کیا ہے اس کے خلاف کرے گا۔ بے شک خدا زبردست (اور) بدلہ لینے والا ہے (۴۷)۔ جس دن یہ زمین دوسری زمین سے بدل دی جائے گی اور آسمان بھی (بدل دیے جائیں گے) اور سب لوگ خدائے یگانہ وزبردست کے سامنے نکل کھڑے ہوں گے (۴۸)۔ اور اس دن تم گنہگاروں کو دیکھو گے کہ زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں (۴۹)۔ اُن کے کرتے

گندھک کے ہوں گے اور ان کے چہروں کو آگ لپٹ رہی ہوگی (۵۰)۔ یہ اس لئے کہ خدا ہر شخص کو اس کے اعمال کا بدلہ دے۔ بے شک خدا جلد حساب لینے والا ہے (۵۱)۔ یہ (قرآن) لوگوں کے نام (خدا کا پیغام) ہے تاکہ ان کو اس سے ڈرایا جائے اور تاکہ وہ جان لیں کہ وہی اکیلا معبود ہے اور تاکہ اہل عقل نصیحت پکڑیں (۵۲)

تفسیر سورۃ ابراھیم آیات (۴۲) تا (۵۲)

(۴۲) جو کچھ یہ مشرک لوگ کر رہے ہیں تو اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کو بے خبر مت سمجھو کہ اللہ تعالیٰ ان کی گرفت نہیں فرمائے گا ان کو صرف قیامت کے دن تک کی مہلت دے رکھی ہے اس دن کافروں کی آنکھیں پھٹی رہ جائیں گی۔

(۴۳) اور وہ بلانے والے کو دیکھتے ہوئے اس کی طرف دوڑتے ہوں گے اپنے سروں کو ہلاتے ہوئے یا اوپر اٹھائے ہوئے ہوں گے یا یہ کہ اپنی گردنوں کو بلند کیے ہوئے ہوں گے، شدت گھبراہٹ اور خوف کے مارے ان کی نظر ان کی طرف ہٹ کر نہ آئے گی اور ان کے دل ہر ایک نیکی سے بالکل خالی ہوں گے یا یہ کہ بالکل بدحواس ہوں گے۔

(۴۴) آپ مکہ والوں کو قرآن کریم کے ذریعے سے اس دن سے ڈرائیے جس دن ان پر عذاب آپڑے گا اور وہ موت کا دن ہے یا قیامت کا دن ہے تو پھر یہ مشرک کہیں گے، ہمارے پروردگار دنیا کے برابر ایک مدت اور ہم کو مہلت دے دیجیے، ہم توحید کے قائل ہو جائیں گے اور رسولوں کی پیروی کریں گے، اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا کیا تم نے اس سے قبل دنیا میں قسمیں نہیں کھائی تھیں کہ تمہیں دنیا سے کہیں جانا ہی نہیں اور حیات بعد الموت کچھ نہیں۔

(۴۵) حالانکہ تم ان پہلے لوگوں کی جگہ میں رہتے تھے جنہوں نے کفر و تکذیب سے اپنی جانوں کا نقصان کیا پھر بھی تم نے ان کی ہلاکت سے نصیحت نہیں حاصل کی اور تمہیں معلوم ہوگیا کہ ہم نے ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا۔

اور ہم نے تم سے قرآن کریم میں ہر ایک طریقے سے وعدے وعید، رحمت و عذاب کی مثالیں بیان کیں۔

(۴۶) اور ان لوگوں نے رسولوں کو جھٹلانے میں بہت بڑی بڑی تدبیریں کی تھیں اور ان کی ان تدبیروں کی سزا اللہ تعالیٰ کے سامنے تھی اور ان کی تدبیریں ایسی تھیں کہ ان سے پہاڑ بھی ٹل جائیں۔

(۴۷) اللہ تعالیٰ نے جو رسولوں کی نجات اور ان کے دشمنوں کی ہلاکت کا ان سے وعدہ فرمایا ہے تو اس میں اللہ تعالیٰ کو وعدہ خلافی کرنے والا نہ سمجھنا، بے شک اللہ تعالیٰ اپنی بادشاہت میں بڑا زبردست ہے اور اپنے دشمنوں سے دنیا و آخرت میں پورا بدلہ لینے والا ہے۔

(۴۸) جس دن دوسری زمین بدل دی جائے گی یعنی ان موجودہ صفات کے علاوہ اس کی دوسری حالت ہو جائے گی اور اس میں کمی و زیادتی کر دی جائے گی اور اس کے پہاڑوں اور گھاٹیوں کو برابر کر دیا جائے گا اور آسمان اللہ تعالیٰ کے دائیں ہاتھ سے لپٹے ہوئے ہوں گے اور سب کے سب ایک اللہ کے روبرو پیش ہوں گے جو تمام مخلوق کو موت دینے

میں زبردست ہے۔

(۴۹۔۵۰) اور قیامت کے دن تو مشرکین کو شیاطین کے ساتھ بیڑیوں اور زنجیروں میں جکڑا ہوا دیکھے گا اور ان کے کرتے قطران کی طرح سیاہ آگ کے ہوں گے یا یہ کہ قطرآن کے زرد کرتے نہایت ہی گرم ہوں گے اور آگ ان کے چہروں پر لپٹی ہوئی ہوگی اور سب کے سب ایک زبردست اللہ کے روبرو اس لیے پیش ہوں گے۔

(۵۱) تاکہ اللہ تعالیٰ نیک و بد کو اس کی نیکی اور بدی کی جزا و سزا دے اور اللہ تعالیٰ بہت سخت حساب لینے والا ہے یا یہ کہ اللہ تعالیٰ کو حساب و کتاب میں کوئی مشکل نہیں وہ جب حساب لینا شروع فرمائے گا بہت جلد حساب لے لے گا۔

یہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی طرف سے لوگوں کو احکام پہنچانے والا ہے یا یہ کہ لوگوں کے لیے اوامر و نواہی وعدے وعید اور حلال و حرام کو بیان کرنے والا ہے اور تاکہ قرآن کریم کے ذریعے سے عذاب سے ڈرائے جائیں اور تاکہ اس بات کا یقین اور اقرار کرلیں کہ وہی ایک معبود برحق ہے نہ کوئی اس کا شریک ہے اور نہ کوئی اس کی اولاد ہے اور تاکہ اس قرآن حکیم کے ذریعے سے دانشمند نصیحت حاصل کریں۔

سُورَةُ الْحِجْرِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ تِسْعٌ وَتِسْعُونَ آيَةً

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الۤرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَقُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱﴾

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓر۔ یہ (خدا کی) کتاب اور قرآن روشن کی آیتیں ہیں (۱)۔

تفسیر سورۃ الحجر آیت (۱)

یہ پوری سورت مکی ہے اس میں چھ سو چون کلمات اور دو ہزار سات سو ستر حروف ہیں۔

(۱) میں ایسا اللہ ہوں کہ تمام چیزوں سے باخبر ہوں یا یہ کہ ایک قسم ہے، یہ سورت ایک مکمل کتاب کی آیتیں ہیں اور میں قرآن کریم کی قسم کھاتا ہوں جو حلال و حرام اور اوامر و نواہی کو بیان کرنے والا ہے۔

قیامت کے دن حقیقت معلوم ہو جاتی ہے کہ ان کو کیا سزا ملے گی۔

(۴) اور ہم نے جتنی بستی والوں کو ہلاک کیا ہے سب کی ہلاکت کے لیے ایک معین وقت نوشتہ ہوتا رہا ہے۔

(۵) کوئی امت اپنے وقت مقررہ سے نہ پہلے ہلاک ہوئی ہے اور نہ اس وقت مقررہ سے پیچھے رہی ہے۔

(۶۔۷) عبداللہ بن امیہ مخزومی اور اس کے ساتھیوں نے رسول اکرم ﷺ سے یوں کہا اے وہ شخص جس پر تمہارے مطابق بذریعہ جبریل امین قرآن کریم نازل کیا گیا ہے، تم مجنوں یا دیوانے ہو اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو تو ہمارے پاس آسمان سے فرشتے کیوں نہیں لاتے جو تمہارے رسول اللہ ہونے کی گواہی دیں۔

(۸) اللہ تعالیٰ جواب دیتے ہیں کہ ہم فرشتوں کو صرف ہلاکت اور تمہاری ارواح قبض کرنے کے لیے نازل کیا کرتے ہیں اور جب ان پر فرشتے نازل کیے جاتے تو پھر ان کو مہلت بھی نہ دی جاتی۔

(۹) اے محمد ہم نے بذریعہ جبریل امین قرآن کریم کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں کہ شیاطین میں سے کوئی بھی اس قرآن کریم میں کمی زیادتی نہیں کر سکتا اور نہ اس کے حکم میں کوئی تبدیلی کر سکتا ہے یا یہ کہ ہم کفار اور شیاطین سے رسول اکرم ﷺ کے محافظ ہیں۔

اے محمد ﷺ ہم نے آپ سے پہلے بھی رسولوں کو پچھلے لوگوں کے بہت سے گروہوں میں بھیجا تھا۔

(۱۱۔۱۲۔۱۳) اور کوئی رسول ان کے پاس ایسا نہیں آیا جس کے ساتھ انھوں نے مذاق نہ کیا، اسی طرح ہم یہ جھٹلانا اور مذاق ان مشرکین مکہ والوں کے دلوں میں ڈال دیتے ہیں جس کی بنا پر یہ رسول اکرم ﷺ اور قرآن حکیم اور نزول عذاب پر ایمان نہیں لاتے اور جیسا کہ آپ کی قوم آپ کی تکذیب کرتی ہے، اسی طرح اور رسولوں کی تکذیب کا دستور پہلے لوگوں سے چلا آرہا ہے اور قوموں کی تکذیب کے وقت اللہ تعالیٰ کا بھی قانون ان قوموں کی ہلاکت اور ان پر نزول عذاب کا چلا آرہا ہے۔

(۱۴۔۱۵) اور اگر اہل مکہ کے لیے ہم آسمان میں ان کے داخل ہونے کے لیے کوئی دروازہ کھول دیں اور فرشتوں کی طرح یہ کفار دن کے وقت اوپر جانے اور اترنے لگیں، تب بھی یوں کہہ دیں گے کہ ہماری نظر بندی کر دی گئی تھی، بلکہ ہم لوگوں پر تو بالکل جادو کر رکھا ہے جس کی وجہ سے ہماری عقل جاتی رہی۔

(۱۶۔۱۷۔۱۸) اور ہم نے آسمان میں حفاظت کے لیے ایسے ستارے پیدا کیے جن سے خشکی اور تری کی تاریکیوں میں راستہ حاصل کیا جاتا ہے اور ان ستاروں سے آسمان کو آراستہ اور مزین کیا کہ دیکھنے والوں کو اچھا معلوم ہوتا ہے اور آسمان کو ان ستاروں کے ذریعے ہر شیطان مردود ملعون سے محفوظ فرمایا کہ جب یہ شیاطین اوپر فرشتوں کی باتیں سننے کے لیے پہنچتے ہیں تو ان ستاروں سے اس کی حفاظت فرمائی، ہاں کوئی چوری چھپے سن بھاگے تو اس کے پیچھے ایک گرم جلا دینے والا روشن شعلہ لپکتا ہے۔

(۱۹) اور ہم نے زمین کو پانی پر پھیلایا اور اس زمین پر بھاری بھاری پہاڑ ڈال دیے جو اسکے لیے میخیں ہو گئے اور

ہم نے ان پہاڑوں یا زمین میں بنائی ہوئی چیزیں اور ہر قسم کے پھل ایک مقررہ مقدار سے اگائے یا یہ مطلب ہے کہ تمام چیزیں پیدا کیں جن کا وزن کیا جاتا ہے جیسا کہ سونا، چاندی، لوہا، پیتل وغیرہ۔

(۲۰) اور ہم نے تمہارے لیے زمین سے نباتات اور پھل اور اسی طرح تمام وہ چیزیں جو تم کھاتے پیتے اور پہنتے ہو پیدا کیں اور ان پرندوں اور وحشی جانوروں کو بھی اور پیٹ میں بچے کو بھی روزی دی جن کو تم روزی نہیں دیتے۔

(۲۱) اور جتنی بھی چیزیں نباتات ہوں خواہ پھل ہوں یا بارش سب کی کنجیاں (اور خزانے بھرے ہوئے) ہمارے قبضہ میں ہیں تمہارے قبضہ میں کچھ نہیں۔

وَأَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوٰقِحَ فَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَأَسْقَيْنٰكُمُوهُ وَمَآ أَنْتُمْ لَهُ بِخٰزِنِينَ ۝ وَإِنَّا لَنَحْنُ نُحْيِۦ وَنُمِيتُ وَنَحْنُ الْوٰرِثُونَ ۝ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَـْٔخِرِينَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ إِنَّهُ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ۝ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسٰنَ مِنْ صَلْصٰلٍ مِنْ حَمَإٍ مَسْنُونٍ ۝ وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَارِ السَّمُومِ ۝ وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ إِنِّي خٰلِقٌ بَشَرًا مِنْ صَلْصٰلٍ مِنْ حَمَإٍ مَسْنُونٍ ۝ فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي فَقَعُوا لَهُ سٰجِدِينَ ۝ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ ۝ إِلَّآ إِبْلِيسَ أَبَىٰٓ أَنْ يَكُونَ مَعَ السّٰجِدِينَ ۝ قَالَ يٰٓإِبْلِيسُ مَا لَكَ أَلَّا تَكُونَ مَعَ السّٰجِدِينَ ۝ قَالَ لَمْ أَكُنْ لِأَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهُ مِنْ صَلْصٰلٍ مِنْ حَمَإٍ مَسْنُونٍ ۝ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ ۝ وَإِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ إِلَىٰ يَوْمِ الدِّينِ ۝ قَالَ رَبِّ فَأَنْظِرْنِيٓ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ۝ قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِينَ ۝ إِلَىٰ يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ ۝ قَالَ رَبِّ بِمَآ أَغْوَيْتَنِي لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَلَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ۝ قَالَ هٰذَا صِرٰطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيمٌ ۝ إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ إِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِينَ ۝

اور ہم ہی یہ ہوائیں چلاتے ہیں جو بادلوں کے پانی سے) بھری ہوئی (ہوتی ہیں) اور ہم ہی آسمان سے مینہ برساتے ہیں اور ہم ہی تم کو اس کا پانی پلاتے ہیں اور تم تو اس کا خزانہ نہیں رکھتے (۲۲)۔ اور ہم ہی حیات بخشتے اور ہم ہی موت دیتے ہیں۔ اور ہم ہی (سب کے) وارث (مالک) ہیں (۲۳)۔ اور جو لوگ تم میں پہلے گذر چکے ہیں ہم کو معلوم ہیں اور جو پیچھے آنے والے ہیں وہ بھی ہم کو معلوم ہیں (۲۴)۔ اور تمہارا پروردگار (قیامت کے دن) ان سب کو جمع کرے گا۔ وہ بڑا دانا (اور) خبردار ہے (۲۵)۔ اور ہم نے انسان کو کھنکھناتے سڑے ہوئے گارے سے پیدا کیا (۲۶)۔ اور جنوں کو اس سے بھی پہلے بے دھوئیں کی آگ سے پیدا کیا تھا (۲۷)۔ اور جب تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں کھنکھناتے سڑے ہوئے گارے سے ایک بشر بنانے والا ہوں (۲۸)۔ جب اس کو (صورت انسانیہ میں) درست کرلوں اور اس میں اپنی (بے بہا چیز یعنی) روح پھونک دوں تو اس کے آگے سجدے میں گر پڑنا (۲۹)۔ تو فرشتے تو سب کے سب سجدے میں گر پڑے (۳۰)۔ مگر شیطان کہ اس نے سجدہ کرنے والوں کے ساتھ ہونے سے انکار کیا (۳۱)۔ (خدا نے) فرمایا کہ ابلیس! تجھے کیا ہوا کہ تو سجدہ کرنے والوں میں شامل نہ ہوا (۳۲)۔ (اس نے) کہا میں ایسا نہیں ہوں کہ انسان کو جس کو تو نے کھنکھناتے سڑے ہوئے گارے سے بنایا ہے سجدہ کروں (۳۳)۔ (خدا نے) فرمایا یہاں سے نکل جا تو مردود ہے (۳۴)۔ اور تجھ پر قیامت کے دن تک لعنت (برسے گی)

(۳۵)۔ (اس نے) کہا کہ پروردگار مجھے اس دن تک مہلت دے جب لوگ (مرنے کے بعد) زندہ کیے جائیں گے (۳۶)۔ فرمایا تجھے مہلت دی جاتی ہے (۳۷)۔ وقت مقرر (یعنی قیامت) کے دن تک (۳۸)۔ (اس نے) کہا کہ پروردگار جیسا تو نے مجھے رستے سے الگ کیا ہے میں بھی زمین میں لوگوں کے لئے (گناہوں کو) آراستہ کر دکھاؤں گا اور سب کو بہکاؤں گا (۳۹)۔ ہاں ان میں جو تیرے مخلص بندے ہیں (ان پر قابو چلنا مشکل ہے) (۴۰)۔ (خدا نے) فرمایا کہ مجھ تک (پہنچنے کا) یہی سیدھا رستہ ہے (۴۱)۔ جو میرے (مخلص) بندے ہیں ان پر تجھ کو کچھ قدرت نہیں (کہ ان کو گناہ میں ڈال سکے) ہاں بدراہوں میں سے جو تیرے پیچھے چل پڑے (۴۲)

تفسیر سورۃ الحجر آیات (۲۲) تا (٤٢)

(۲۲) اور ہم حسب حکمت بارش کو ایک مقررہ مقدار سے برساتے رہتے ہیں اور ہم ہی ہواؤں کو بھیجتے ہیں جو درخت اور بادلوں کو پانی سے بھر دیتی ہیں، پھر اس زمین پر پانی بہا کر تمہارے پینے کے لیے انتظام کرتے ہیں اور تم بارش نہیں برسا سکتے۔

(۲۳) اور ہم ہی حشر کے دن زندہ کریں گے اور ہم ہی دنیا میں مارتے ہیں اور تمام مخلوقات کے مرنے سے پہلے اور مرنے کے بعد آسمان و زمین کی تمام چیزوں کے ہم مالک ہیں۔

(۲۴) اور تمہارے آباء و اجداد میں سے جو مر چکے ہیں یا یہ کہ تم میں سے جو صف اول میں ہوں گے اور اسی طرح تمہارے بیٹے، پوتے وغیرہ جو زندہ ہیں یا یہ کہ تم میں سے جو پچھلی صف میں ہوں گے، ہم سب کو جانتے ہیں۔

شان نزول: وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ (الخ)

امام ترمذیؒ، نسائیؒ اور حاکمؒ وغیرہ نے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ تمام لوگوں میں ایک سب سے زیادہ خوبصورت عورت حسناء رسول اکرم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھا کرتی تھی تو کچھ لوگ آگے بڑھ کر پہلی صف میں کھڑے ہوا کرتے تھے تاکہ اس عورت پر نظر نہ پڑے اور کچھ لوگ پیچھے ہٹ کر پچھلی صف میں کھڑے ہوا کرتے تھے تاکہ اپنی بغلوں کے درمیان سے اس کو دیکھ سکیں اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ ہم تمہارے اگلوں کو بھی جانتے ہیں اور ہم تمہارے پچھلوں کو بھی جانتے ہیں، اور ابن مردویہ نے داؤد بن صالح سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے سہل بن حنیف انصاری سے آیت کے بارے میں دریافت کیا کہ کیا یہ آیت جہاد فی سبیل اللہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے انھوں نے کہا نہیں بلکہ نمازوں کی صفوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(۲۵) بے شک آپ کا پروردگار تمام اولین و آخرین کو قیامت کے دن جمع فرمائے گا وہ اس فیصلہ میں حکمت والا ہے اور ان کے حشر اور ثواب و عتاب کو جاننے والا ہے۔

(۲۶۔۲۷) اور ہم نے آدم ؑ کو بجتی ہوئی مٹی سے جو کہ سڑے ہوئے گارے کی تھی پیدا کیا اور ابوالجن کو آدم

علیہ السلام سے پہلے ایسی آگ سے جس میں دھواں نہیں تھا پیدا کر چکے تھے۔

(۲۸) اور وہ وقت یاد کرنے کے قابل ہے، جب کہ اللہ تعالیٰ نے ان فرشتوں سے کہا جو کہ زمین پر تھے اور تقریباً دس ہزار تھے کہ میں ایک بشر کو بجتی ہوئی مٹی سے جو کہ سڑے ہوئے گارے سے بنی ہوئی ہوگی پیدا کرنے والا ہوں۔

(۲۹) سو جب میں اس کو پورا بنا چکوں اس کے ہاتھوں پیروں، آنکھوں وغیرہ کو بنا لوں اور اس میں اپنی طرف سے جان ڈال دوں، سو تم سب اس کو سجدہ میں گر جانا۔

(۳۰۔۳۱) چنانچہ سب فرشتوں نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا مگر ابلیس نے اس بات کو پسند نہ کیا یعنی وہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے والوں میں شامل نہ ہوا۔

(۳۲۔۳۳۔۳۴) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ابلیس! میری رحمت سے دور ہونے والے تجھے آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے کون سا امر مانع ہوا۔ کہنے لگا میں ایسا نہیں ہوں کہ مٹی سے بنے ہوئے بشر کو سجدہ کروں، ارشاد خداوندی ہوا اچھا تو فرشتوں کی جماعت سے نکل جا کہ میری رحمت سے دور ہو یا اس جگہ سے نکل جا، بے شک تو ملعون اور میری رحمت سے دور ہو گیا۔

(۳۵۔۳۶۔۳۷۔۳۸) اور قیامت تک تجھ پر میری اور تمام فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت رہے گی، ابلیس نے کہا تو پھر قیامت تک مجھ کو مہلت دیجیے، اس مردود نے چاہا کہ موت کا مزہ بھی نہ چکھے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا جا تجھ کو ایک معین وقت تک مہلت دی گئی۔

(۳۹۔۴۰) کہنے لگا میرے رب آپ نے مجھ کو بحکم تکوینی ہدایت سے گمراہ کیا ہے تو میں دنیا میں آدم علیہ السلام کی اولاد کے سامنے لذات و شہوات کو آراستہ کر کے لاؤں گا اور ان سب کو ہدایت سے گمراہ کروں گا سوائے آپ کے ان بندوں کے جن کو آپ نے میرے اثر سے محفوظ رکھا ہے یعنی سوائے موحدین کے

(۴۱۔۴۲) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ یہ ایک سیدھا راستہ ہے جو مجھ تک پہنچتا ہے یعنی جو تیری پیروی کرے اور تیرے ساتھ رہے اس کو بھی چل کر میرے پاس آنا ہے اور یہ ایک سیدھا سیدھا اسلام کا مجھ تک پہنچنے کا راستہ ہے، میرے ان مذکورہ مومن بندوں پر تیرا ذرا بھی قابو نہیں چلے گا ہاں جو کافروں میں سے تیری راہ پر چلنے لگیں۔

وان جهنم لموعدهم اجمعين ﴿٤٣﴾ لها سبعة ابواب لكل باب منهم جزء مقسوم ﴿٤٤﴾ ان المتقين في جنت وعيون ﴿٤٥﴾ ادخلوها بسلم امنين ﴿٤٦﴾ ونزعنا ما في صدورهم من غل اخوانا على سرر متقبلين ﴿٤٧﴾ لا يمسهم فيها نصب وما هم منها بمخرجين ﴿٤٨﴾ نبئ عبادي اني انا الغفور الرحيم ﴿٤٩﴾ وان عذابي هو العذاب الاليم ﴿٥٠﴾ ونبئهم عن ضيف ابرهيم ﴿٥١﴾ اذ دخلوا عليه فقالوا سلما قال انا منكم وجلون ﴿٥٢﴾ قالوا لا توجل انا نبشرك بغلم عليم ﴿٥٣﴾ قال ابشرتموني على ان مسني الكبر فبم تبشرون ﴿٥٤﴾ قالوا بشرنك بالحق فلا تكن من القنطين ﴿٥٥﴾ قال ومن يقنط من رحمة ربه الا الضالون ﴿٥٦﴾ قال فما خطبكم ايها المرسلون ﴿٥٧﴾ قالوا انا ارسلنا الى قوم مجرمين ﴿٥٨﴾ الا ال لوط انا لمنجوهم اجمعين ﴿٥٩﴾ الا امراته قدرنا انها لمن الغبرين ﴿٦٠﴾ فلما جاء ال لوط المرسلون ﴿٦١﴾ قال انكم قوم منكرون ﴿٦٢﴾ قالوا بل جئنك بما كانوا فيه يمترون ﴿٦٣﴾ واتينك بالحق وانا لصدقون ﴿٦٤﴾ فاسر باهلك بقطع من الليل واتبع ادبارهم ولا يلتفت منكم احد وامضوا حيث تؤمرون ﴿٦٥﴾ وقضينا اليه ذلك الامر ان دابر هؤلاء مقطوع مصبحين ﴿٦٦﴾ وجاء اهل المدينة يستبشرون ﴿٦٧﴾

اور ان سب کے وعدے کی جگہ جہنم ہے (۴۳)۔ اس کے سات دروازے ہیں۔ ہر ایک دروازے کے لئے ان میں سے جماعتیں تقسیم کر دی گئی ہیں (۴۴)۔ جو متقی ہیں وہ باغوں اور چشموں میں ہوں گے (۴۵)۔ (ان سے کہا جائے گا کہ) ان میں سلامتی (اور خاطر جمع) سے داخل ہو جاؤ (۴۶)۔ اور ان کے دلوں میں جو کدورت ہوگی اس کو ہم نکال (کر صاف کر) دیں گے (گویا) بھائی بھائی تختوں پر ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں (۴۷)۔ نہ ان کو وہاں کوئی تکلیف پہنچے گی اور نہ وہ وہاں سے نکالے جائیں گے (۴۸)۔ (اے پیغمبر) میرے بندوں کو بتا دو کہ میں بڑا بخشنے والا (اور) مہربان ہوں (۴۹)۔ اور یہ کہ میرا عذاب بھی درد دینے والا عذاب ہے (۵۰)۔ اور ان کو ابراہیم کے مہمانوں کا احوال سنا دو (۵۱)۔ جب وہ ابراہیم کے پاس آئے تو سلام کہا۔ (انہوں نے) کہا کہ ہمیں تو تم سے ڈر لگتا ہے (۵۲)۔ (مہمانوں نے) کہا کہ ڈریئے نہیں ہم آپ کو ایک دانشمند لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں (۵۳)۔ (وہ) بولے کہ جب مجھے بڑھاپے نے آ پکڑا تو تم خوشخبری دینے لگے۔ اب کاہے کی خوشخبری دیتے ہو (۵۴)۔ (انہوں نے) کہا کہ ہم آپ کو سچی خوشخبری دیتے ہیں آپ مایوس نہ ہوجیے (۵۵)۔ (ابراہیم نے) کہا کہ خدا کی رحمت سے (میں مایوس کیوں ہونے لگا اس سے) مایوس ہونا گمراہوں کا کام ہے (۵۶)۔ پھر کہنے لگے کہ فرشتو! تمہیں (اور) کیا کام ہے (۵۷)۔ (انہوں نے) کہا کہ ہم ایک گنہگار قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں (کہ اس کو عذاب کریں) (۵۸)۔ مگر لوط کے گھر والے کہ ان سب کو ہم بچا لیں گے (۵۹)۔ البتہ ان کی عورت (کہ) اس کے لیے ہم نے ٹھہرا دیا ہے کہ وہ پیچھے رہ جائے گی (۶۰)۔ پھر جب فرشتے لوط کے گھر گئے (۶۱)۔ تو لوط نے کہا تم تو ناشناسا سے لوگ ہو (۶۲)۔ وہ بولے کہ (نہیں) بلکہ ہم آپ کے پاس وہ چیز لے کر آئے ہیں جس میں لوگ شک کرتے تھے (۶۳)۔ اور ہم آپ کے پاس یقینی بات لے کر آئے ہیں اور ہم سچ کہتے ہیں (۶۴)۔ تو آپ کچھ رات رہے سے اپنے گھر والوں کو لے نکلیں اور خود ان کے پیچھے چلیں اور آپ میں سے کوئی شخص پیچھے مڑ کر نہ دیکھے۔ اور جہاں آپ کو حکم ہو وہاں چلے جایئے (۶۵)۔ اور ہم نے لوط کی طرف وحی بھیجی کہ ان لوگوں کی جڑ صبح ہوتے ہوتے کاٹ دی جائے گی (۶۶)۔ اور اہل شہر (لوط کے پاس) خوش خوش (دوڑے) آئے (۶۷)

تفسیر سورة الحجر آیات (۴۳) تا (۶۷)

(۴۳۔۴۴) تیری راہ پر چلنے والے سب لوگوں کا ٹھکانا دوزخ ہے جس کے سات دروازے ہیں بعض بعض سے نیچے ہیں جن میں سے سب سے بلند دوزخ اور سب سے نچلا ہاویہ ہے ہر دروازہ سے جانے کے لیے ان کافروں میں سے الگ الگ حصے متعین ہیں۔

(۴۵۔۴۶) کفر و شرک اور برائیوں سے بچنے والے یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی باغوں اور پاکیزہ پانی کے چشموں میں بستے ہوں گے اللہ تعالیٰ ان سے قیامت کے دن فرمائیں گے جنت میں سلام اور تحیت اور موت اور زوال سے امن و سلامتی کے ساتھ داخل ہو۔

شان نزول: اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ (الخ)

ثعلبی نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے جس وقت یہ آیت کریمہ سنی وَاِنَّ جَهَنَّمَ (الخ)۔ (اور ان سب سے جہنم کا وعدہ ہے) تو کئی دن تک خوف سے بھاگے پھرے کسی چیز کا ہوش نہ رہا۔

پھر ان کو رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں لایا گیا تو انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ پر یہ آیت نازل ہوئی (کہ ان سب سے جہنم کا وعدہ ہے) قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے اس نے تو میرے دل کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی اللہ سے ڈرنے والے باغوں اور چشموں میں ہوں گے۔

(۴۷۔۴۸) اور دنیا میں آپس کا جو کینہ وغیرہ تھا ہم اس کو ان کے دلوں سے دور کر دیں گے، آخرت میں سب بھائی بھائی کی طرح رہیں گے ایک دوسرے کی زیارت کے لیے تختوں پر آمنے سامنے بیٹھا کریں گے جنت میں ان کو ذرا بھی تکلیف اور مشقت نہیں پہنچے گی اور نہ وہ جنت سے نکالے جائیں گے۔

شان نزول: وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ (الخ)

ابن ابی حاتم نے علی بن حسین سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے ان سے دریافت کیا گیا کہ کس قسم کا کینہ ان کے دلوں سے دور کیا جائے گا فرمایا جاہلیت کا کینہ وہ یہ کہ بنی تیم و بنی عدی اور بنی ہاشم میں زمانہ جاہلیت کی دشمنی تھی جب یہ تینوں خاندان والے مشرف با اسلام ہو گئے تو آپس میں اس قدر الفت و محبت ہو گئی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی کوکھ پکڑی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنا ہاتھ ان کی کوکھ پر رکھ کر اس کو سہلانے لگے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ یعنی ان کے دلوں میں جو کینہ

تاہم وہ سب دور کر دیں گے۔

(۴۹) آپ میرے بندوں کو خبر کر دیجیے کہ میں بڑا مغفرت اور رحمت والا بھی ہوں جو کہ توبہ پر مرے اور جو توبہ نہ کرے اور کفر ہی کی حالت میں مر جائے تو اس کے لیے میری سزا بھی بڑی دردناک ہے۔

شان نزول: نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ (الخ)

امام طبرانیؒ نے عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا اپنے اصحاب کی ایک جماعت پر سے گزر ہوا وہ ہنس رہے تھے، آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم ہنس رہے ہو حالاں کہ تمہارے سامنے جنت دوزخ کا تذکرہ ہو چکا، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ آپ میرے بندوں کو اطلاع دے دیجیے کہ میں بڑا مغفرت اور رحمت والا بھی ہوں اور یہ کہ میری سزا دردناک سزا ہے۔

نیز ابن مردویہ نے دوسرے طریقہ سے ایک صحابی سے اس طرح روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ ہمارے پاس اس دروازہ سے تشریف لائے جس سے بنوشیبہ آیا کرتے تھے اور ارشاد فرمایا کیا وجہ ہے کہ میں تمہیں ہنستا ہوا دیکھ رہا ہوں پھر آپ چل دیے، اس کے بعد پھر واپس لوٹ کر آئے۔

اور فرمایا کہ جب میں پتھر کے پاس پہنچا تو میرے پاس جبریل امین تشریف لائے اور کہنے لگے محمد ﷺ اللہ تعالیٰ آپ سے فرماتا ہے کہ میرے بندوں کو مایوس مت کرو بلکہ ان کو اطلاع دے دو کہ میں بڑا مغفرت اور رحمت والا بھی ہوں (الخ)۔

(۵۱۔۵۲) آپ ان کو حضرت ابراہیم ؑ کے مہمانوں کی یعنی حضرت جبریل ؑ اور ان کے ساتھ جو بارہ فرشتے اور آئے تھے ان کی اطلاع دیجیے انھوں نے حضرت ابراہیم ؑ کے پاس آکر ان کو سلام کیا جب انھوں نے حضرت ابراہیم کے ہاں کھانا نہیں کھایا تو حضرت ابراہیم نے فرمایا ہم تم سے خوف زدہ ہیں۔

(۵۳) انھوں نے کہا ابراہیم ہم سے خوف زدہ مت ہوں کیوں کہ ہم آپ کو ایک فرزند کی بشارت دیتے ہیں جو بچپن ہی میں بڑا عالم اور بڑھاپے میں بڑا حلیم ہوگا۔

(۵۴) کہنے لگے اب بڑھاپے میں مجھے فرزند کی بشارت دیتے ہو تو اس وقت کس چیز کی بشارت دیتے ہو۔

(۵۵) فرشتے کہنے لگے ہم آپ کو فرزند کی بشارت دیتے ہیں، آپ بڑھاپے میں فرزند سے ناامید نہ ہوں۔

(۵۶) حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ بھلا اپنے رب کی رحمت سے کون ناامید ہوتا ہے، سوائے ان لوگوں کے جو اللہ تعالیٰ یا اس کی نعمتوں کے منکر ہیں۔

(۵۷) حضرت ابراہیم ؑ کو جب قرائن سے معلوم ہو گیا تو حضرت جبریلؑ اور ان کے ساتھیوں سے فرمایا کہ یہ تو

بتاؤ اب تمہیں کیا مہم درپیش ہے اور کس مقصد کے تحت آئے ہو؟

(۵۸۔۵۹۔۶۰) انھوں نے کہا ہم ایک مشرک قوم یعنی حضرت لوطؑ کی قوم کو سزا دینے کے لیے بھیجے گئے ہیں جنھوں نے برے کام کر کے خود اپنی ہلاکت کا سامان پیدا کر لیا ہے مگر لوط ﷺ کے خاندان کو یعنی ان کی دونوں صاحبزادیوں زاعورا اور ریثاء اور ان کی اس بیوی کو جو نیکوکار ہے ہلاکت سے بچا لیں گے سوائے ان کی منافقہ بیوی کے کہ اس کی نسبت ہم نے تجویز کر رکھا ہے کہ وہ ضرور ہلاک ہونے والی قوم میں رہ جائے گی اور ان کے ساتھ عذاب میں مبتلا ہوگی۔

(۶۱۔۶۲) چنانچہ حضرت جبریلؑ اور ان کے ساتھی خاندان لوط ﷺ کے پاس آئے اور وہ کہنے لگے تم تو ہمارے اس شہر میں اجنبی آدمی معلوم ہوتے ہو۔

(۶۳۔۶۴) ہم تم اور تمہارے سلام کو نہیں پہچانتے (پریشان ہوئے کہ قوم ان کے ساتھ کیا کرے کیوں کہ یہ صورت سے آدمی تھے) اسی لیے فرمایا کہ تم اجنبی معلوم ہوتے ہو فرشتے بولے ہم آپ کے پاس عذاب لے کر آئے ہیں جس میں یہ لوگ شک کیا کرتے تھے اور ہم آپ کے پاس عذاب کی خبر لائے ہیں اور ہم اپنی اس بات میں بالکل سچے ہیں کہ عذاب ان پر نازل ہوگا۔

(۶۵۔۶۶) سو آپ رات کے کسی حصہ میں یعنی سحر کے وقت اپنے گھر والوں کو لے کر یہاں سے چلے جائیے اور آپ سب کے پیچھے ہو لیجیے اور تم میں سے کوئی پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھے اور صغر (شام) کی طرف سب چلے جانا اور ہم نے لوط ﷺ کو صغر جانے کا حکم دیا تھا اور ہم نے لوط ﷺ کو اس بات سے مطلع کیا کہ صبح ہوتے ہی آپ کی قوم کی جڑ کٹ جائے گی (اور فرشتوں کی آمد کی خبر سن کر جو کہ شکل سے آدمی تھے) شہر کے لوگ حضرت لوط ﷺ کے مکان پر اپنے ناپاک مقصد کے تحت خوب خوشیاں کرتے ہوئے آئے۔

قَالَ إِنَّ هَٰؤُلَاءِ ضَيْفِي فَلَا تَفْضَحُونِ ﴿٦٨﴾ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَلَا تُخْزُونِ ﴿٦٩﴾ قَالُوا أَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعَالَمِينَ ﴿٧٠﴾ قَالَ هَٰؤُلَاءِ بَنَاتِي إِنْ كُنْتُمْ فَاعِلِينَ ﴿٧١﴾ لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿٧٢﴾ فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِينَ ﴿٧٣﴾ فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِنْ سِجِّيلٍ ﴿٧٤﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِلْمُتَوَسِّمِينَ ﴿٧٥﴾ وَإِنَّهَا لَبِسَبِيلٍ مُقِيمٍ ﴿٧٦﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿٧٧﴾ وَإِنْ كَانَ أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ لَظَالِمِينَ ﴿٧٨﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ وَإِنَّهُمَا لَبِإِمَامٍ مُبِينٍ ﴿٧٩﴾ وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحَابُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِينَ ﴿٨٠﴾ وَآتَيْنَاهُمْ آيَاتِنَا فَكَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ ﴿٨١﴾ وَكَانُوا يَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا آمِنِينَ ﴿٨٢﴾ فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِينَ ﴿٨٣﴾ فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿٨٤﴾ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ ۗ وَإِنَّ السَّاعَةَ لَآتِيَةٌ ۖ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيلَ ﴿٨٥﴾ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلَّاقُ الْعَلِيمُ ﴿٨٦﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ ﴿٨٧﴾ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿٨٨﴾ وَقُلْ إِنِّي أَنَا النَّذِيرُ الْمُبِينُ ﴿٨٩﴾ كَمَا أَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِينَ ﴿٩٠﴾ الَّذِينَ جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِضِينَ ﴿٩١﴾ فَوَرَبِّكَ لَنَسْأَلَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٩٢﴾ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٩٣﴾ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ ﴿٩٤﴾ إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ ﴿٩٥﴾ الَّذِينَ يَجْعَلُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿٩٦﴾ وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّكَ يَضِيقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُولُونَ ﴿٩٧﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِنَ السَّاجِدِينَ ﴿٩٨﴾ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ ﴿٩٩﴾

(لوط نے) کہا کہ یہ میرے مہمان ہیں (کہیں ان کے بارے میں) مجھے رسوا نہ کرنا (۶۸)۔ اور خدا سے ڈرو اور میری بے آبروئی نہ کیجیو (۶۹)۔ وہ بولے کیا ہم نے تم کو سارے جہان (کی حمایت وطرفداری) سے منع نہیں کیا (۷۰)۔ (انہوں نے) کہا اگر تمہیں کرنا ہی ہے تو یہ میری (قوم کی) لڑکیاں ہیں (ان سے شادی کرلو) (۷۱)۔ (اے محمدﷺ) تمہاری جان کی قسم وہ اپنی مستی میں مدہوش (ہو رہے) تھے (۷۲)۔ سو ان کو سورج نکلتے نکلتے چنگھاڑ نے آ پکڑا (۷۳)۔ اور ہم نے اس (شہر) کو (الٹ کر) نیچے اوپر کر دیا۔ اور ان پر کھنگر کی پتھریاں برسائیں (۷۴)۔ بےشک اس (قصے) میں اہل فراست کے لیے نشانی ہے (۷۵)۔ اور وہ (شہر) اب تک سیدھے رستے پر (موجود) ہے (۷۶)۔ بےشک اس میں ایمان لانے والوں کے لیے نشانی ہے (۷۷)۔ اور بن کے رہنے والے (یعنی قوم شعیب کے لوگ) بھی گنہگار تھے (۷۸)۔ تو ہم نے ان سے بھی بدلا لیا۔ اور یہ دونوں شہر کھلے رستے پر (موجود) ہیں (۷۹)۔ اور (وادیٔ) حجر کے رہنے والوں نے بھی پیغمبروں کی تکذیب کی (۸۰)۔ ہم نے ان کو اپنی نشانیاں دیں اور وہ ان سے منہ پھیرتے رہے (۸۱)۔ اور وہ پہاڑوں کو تراش تراش کر گھر بناتے تھے (کہ) امن (واطمینان) سے رہیں گے (۸۲)۔ تو چیخ نے ان کو صبح ہوتے ہوتے آ پکڑا (۸۳)۔ اور جو کام وہ کرتے تھے وہ ان کے کچھ بھی کام نہ آئے (۸۴)۔ اور ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو (مخلوقات) ان میں ہے اس کو تدبیر کے ساتھ پیدا کیا ہے اور قیامت تو ضرور آکر رہے گی تو تم (ان لوگوں سے) اچھی طرح سے درگزر کرو (۸۵)۔ کچھ شک نہیں کہ تمہارا پروردگار (سب کچھ) پیدا کرنے والا (اور) جاننے والا ہے (۸۶)۔ اور ہم نے تم کو سات (آیتیں) جو (نماز میں) دہرا کر پڑھی جاتی ہیں (یعنی سورۂ الحمد) اور عظمت والا قرآن عطا فرمایا ہے (۸۷)۔ اور ہم نے کفار کی کئی جماعتوں کو جو (فوائد دنیاوی سے) متمتع کیا ہے تم ان کی طرف (رغبت سے) آنکھ اٹھا کر نہ دیکھنا اور نہ ان کے حال پر تاسف کرنا اور مومنوں سے خاطر اور تواضع سے پیش آنا (۸۸)۔ اور کہہ دو کہ میں تو علانیہ ڈر سنانے والا ہوں

(۸۹)۔ (اور ہم ان کفار پر اسی طرح عذاب نازل کریں گے) جس طرح ان لوگوں پر نازل کیا جنہوں نے تقسیم کردیا (۹۰)۔ یعنی قرآن کو (کچھ ماننے اور کچھ نہ ماننے سے) ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا (۹۱)۔ تمہارے پروردگار کی قسم ہم ان سے ضرور پرسش کریں گے (۹۲)۔ ان کاموں کی جو وہ کرتے رہے (۹۳)۔ پس جو حکم تم کو (خدا کی طرف سے) ملا ہے وہ (لوگوں کو) سنا دو اور مشرکوں کا (ذرا) خیال نہ کرو (۹۴)۔ ہم تمہیں ان لوگوں (کے شر) سے بچانے کے لئے جو تم سے استہزاء کرتے ہیں کافی ہیں (۹۵)۔ جو خدا کے ساتھ اور معبود قرار دیتے ہیں۔ سو ان کو (ان باتوں کا انجام) معلوم ہو جائے گا (۹۶)۔ اور ہم جانتے ہیں کہ ان کی باتوں سے تمہارا دل تنگ ہوتا ہے (۹۷)۔ تو تم اپنے پروردگار کی تسبیح کہتے اور (اس کی) خوبیاں بیان کرتے رہو اور سجدہ کرنے والوں میں داخل رہو (۹۸)۔ اور اپنے پروردگار کی عبادت کیے جاؤ یہاں تک کہ تمہاری موت (کا وقت) آجائے (۹۹)

تفسیر سورۃ الحجر آیات (۶۷) تا (۹۹)

(۶۸۔۶۹۔۷۰) حضرت لوط علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ یہ میرے مہمان ہیں سو مجھ کو ان کے سامنے شرمندہ مت کرو اور اللہ تعالیٰ سے اس حرام کام کے ارتکاب سے ڈرو اور ان مہمانوں کی نظر میں مجھ کو رسوا مت کرو وہ بولے اے لوط علیہ السلام کیا ہم آپ کو مسافروں کی ضیافت سے بارہا منع نہیں کر چکے۔

(۷۱) لوط علیہ السلام نے فرمایا یہ میری بیٹیاں اور میری قوم کی بیٹیاں ہیں اگر تم میرے کہنے سے شادی کرو تو میں تم سب کی شادی کر دوں۔

(۷۲) اللہ تعالیٰ رسول اکرم ﷺ کی جان کی قسم کھا کر فرماتا ہے یا یہ کہ آپ کے دین کی قسم لوط علیہ السلام کی قوم اپنی جہالت میں مدہوش تھی ان کو کچھ نہیں نظر آرہا تھا۔

(۷۳۔۷۴۔۷۵) چنانچہ سورج نکلتے نکلتے ان کو عذاب نے پکڑ لیا اور پھر ہم نے ان بستیوں کا اوپر کا تختہ نیچے کر دیا اور نیچے کا تختہ اوپر کر دیا اور پھر ان لوگوں پر اور ان مسافروں پر آسمان سے کنکر کے پتھر برسانا شروع کیے، ہم نے ان لوگوں کے ساتھ جو معاملہ کیا اس میں اہل بصیرت اور متفکر اور دیکھنے اور اعتبار کرنے والوں کے لیے چند نشانیاں اور عبرتیں ہیں۔

(۷۶۔۷۷) اور لوط علیہ السلام کی قوم کی یہ بستیاں ایک آباد سڑک پر ملتی ہیں جس پر ہر وقت لوگوں کا گزر ہوتا رہتا ہے اور ان کی ہلاکت میں اہل ایمان کے لیے بڑی عبرت ہے۔

(۷۸۔۷۹) اور بن والے یعنی حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم بھی بڑے مشرک تھے سو ہم نے ان پر عذاب نازل کر کے ان سے بدلہ لیا اور لوط علیہ السلام کی قوم کی بستیاں اور شعیب علیہ السلام کی قوم کی بستیاں صاف سڑک پر واقع ہیں اور ان سے لوگوں کا گزر ہوتا رہتا ہے۔

(۸۰۔۸۱) اور حضرت صالح علیہ السلام کی قوم نے بھی حضرت صالح اور تمام رسولوں کو جھٹلایا اور ہم نے ان کو اپنی نشانیاں

یعنی اونٹنی وغیرہ دیں، سو وہ لوگ انھیں جھٹلاتے رہے۔

(۸۲) اور وہ لوگ پہاڑوں میں مکان بناتے تھے کہ مصیبت کے وقت سے امن میں رہیں یا یہ کہ عذاب سے امن میں رہیں۔

(۸۳۔۸۴) سو ان کو صبح کے وقت ان پر عذاب خداوندی نازل ہوا اور ان کے قول وفعل اور غیر اللہ کی پرستش عذاب الٰہی کے مقابلہ میں ان کے کچھ کام نہ آئی۔

(۸۵) اور ہم نے تمام مخلوقات اور ان عجائبات کو حق و باطل کے اظہار اور ان کفار پر حجت قائم کرنے کے لیے پیدا کیا ہے اور قیامت ضرور آنے والی ہے تو آپ خوبی کے ساتھ انھیں معاف کیجیے۔ یہ آیت، آیت قتال کے ساتھ منسوخ ہے۔

(۸۶) آپ کا پروردگار مومن وکافر سب کو قیامت کے دن زندہ کردے گا اور ان کے ثواب وعذاب کا وہ بڑا عالم ہے اور ہم نے آپ کو ایک عظیم الشان نعمت دی ہے۔

(۸۷) یعنی قرآن کریم کی سورہ فاتحہ کی سات آیتیں جو ہر ایک رکعت میں پڑھی جاتی ہیں یا یہ کہ ہم نے ایسا قرآن کریم آپ کو عطا فرمایا کہ وہ پورے کا پورا شافی ہے۔ چنانچہ اس میں امر، نہی، وعد، وعید، حلال، حرام، ناسخ، منسوخ، حقیقت، مجاز، محکم، متشابہ جو ہو چکا اور جو ہوگا اس کی اطلاع ایک قوم کی تعریف اور دوسری قوم کی مذمت تو سارے قرآن کریم میں مضامین بھی مکرر اور ہفت ہیں اور قرآن عزیز وعظیم کے ساتھ ہم نے آپ کو اعزاز عطا فرمایا جیسا کہ یہود ونصاریٰ پر توریت وانجیل نازل کی کہ جنھوں نے آسمانی کتابوں کے حصے کر رکھے تھے۔

(۸۸۔۸۹۔۹۰۔۹۱۔۹۲۔۹۳۔۹۴) اور ہم نے جو اموال بنی قریظہ اور نضیر یا یہ کہ قریش کے لوگوں کو دے رکھے ہیں آپ ان کی طرف رغبت سے اپنی آنکھ اٹھا کر نہ دیکھیں کیوں کہ ہم نے آپ کو نبوت واسلام اور قرآن کریم کے ذریعے سے جو اعزاز واکرام عطا کیا ہے، وہ ان کے عطا کردہ اموال سے کہیں بڑھ کر ہے اور اگر یہ کفار ایمان نہ لائیں تو ان کی ہلاکت پر کچھ غم نہ کیجیے اور مسلمانوں پر شفقت کیجیے اور ان پر مہربان ہو جائیے اور فرما دیجیے کہ میں تمہیں ایسی زبان میں جس کو تم جانتے ہو، عذاب الٰہی سے ڈرانے والا رسول ہوں۔

جیسا کہ ہم نے اپنا عذاب بدر کے دن اصحاب عقبہ یعنی ابوجہل، ابن ہشام، ولید بن مغیرہ مخزومی، حنظلہ بن ابی سفیان، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ اور تمام ان کفار پر جو کہ بدر کے دن مارے گئے نازل کیا، جنھوں نے قرآن کریم کے بارے مختلف باتیں بنائی تھیں، بعضوں نے جادو، بعض نے شعر اور بعض نے پہلے لوگوں کے جھوٹے واقعات اور بعض نے کہا تھا کہ آپ نے یہ خود تراش لیا ہے۔

لہٰذا اے محمد ﷺ ہمیں کو آپ کے پروردگار کی قسم ہم قیامت کے دن دنیا میں جو کچھ یہ کہتے تھے یا یہ کہ کلمہ لا الٰہ

الا اللہ کے قائل نہ ہونے کی ضرور باز پرس کریں گے۔ آپ اپنے امر تبلیغ کو مکہ مکرمہ میں صاف صاف سنا دیجیے۔

(۹۵۔۹۶) اور یہ لوگ جو آپ پر ہنستے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ انھوں نے اور دوسرے معبود قرار دے رکھے ہیں تو ہم ان ہنسنے والوں کی ہنسی کو ضرور آپ سے دور کر دیں گے، سو ان کو ابھی معلوم ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ کیا معاملہ فرماتے ہیں۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان سب کو ایک دن ایک رات میں ہر ایک پر تنہا عذاب نازل کر کے ہلاک کر دیا اور یہ بدبخت پانچ تھے چنانچہ عاص بن وائل سہمی کو تو کسی چیز نے ڈس لیا اور وہ اسی جگہ فوراً مر گیا۔

اور حارث بن قیس سہمی نے نمکین یا تازہ مچھلی کھائی، اس کے بعد اسے پیاس لگی، اس نے پانی پی لیا، بدبخت کا اس سے پیٹ پھٹ گیا اور اسی جگہ پر مر گیا۔

اور اسود بن عبدالمطلب کا سر حضرت جبریلؑ نے درخت سے اور اس کا منہ کانٹوں سے ٹکرا دیا اور وہ اسی سے مر گیا اور اسود بن عبد یغوث سخت گرمی میں باہر نکلا تو اس کو زہر چڑھ گیا جس سے حبشی کی طرح سیاہ فام ہو گیا اپنے گھر واپس آیا تو گھر والوں نے دروازہ نہیں کھولا تو اس نے اپنا سر دروازہ پہ مارا اسی سے مر گیا، اللہ تعالیٰ اس کو رسوا کرے۔

اور ولید بن مغیرہ مخزومی کے تیر کی نوک لگ گئی، اسی سے مر گیا، اللہ تعالیٰ ان بدبختوں کو اپنی رحمت سے دور کرے، سب کے سب مرنے کے وقت یہی کہہ رہے تھے کہ مجھے محمد ﷺ کے پروردگار نے مار ڈالا۔

شانِ نزول: اِنَّا كَفَيْنٰكَ (الخ)

بزار اور طبرانیؒ نے انس بن مالک ؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کا مکہ مکرمہ میں کچھ لوگوں کے پاس سے گزر ہوا تو وہ بدبخت آپ کی گدی میں کو نچے مارنے لگے اور کہنے لگے کہ یہ شخص یہ سمجھتا ہے کہ میں نبی ہوں اور میرے ساتھ جبریلؑ رہتے ہیں، چنانچہ حضرت جبریل امینؑ نے اپنی انگلی سے ایک کو نچا مارا جو ان کے جسموں میں ناخن کی طرح لگا اور اس سے ایسے بدبودار زخم ہوئے کہ کوئی ان کے قریب بھی نہ جا سکتا (اور اسی حالت میں مر گئے) تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ یعنی یہ لوگ جو ہنستے ہیں، اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرا معبود قرار دیتے ہیں ان سے آپ کے لیے ہم ہی کافی ہیں۔

(۹۷۔۹۸۔۹۹) اور یہ کفار جو آپ کو جھٹلاتے ہیں اور معاذ اللہ آپ کو شاعر، کاہن، ساحر وغیرہ کہتے ہیں ہم جانتے ہیں کہ اس سے آپ دکھی ہوتے ہیں سو آپ اپنے پروردگار کے حکم سے نماز پڑھتے رہیے اور سجدہ کرنے والوں میں یا یہ کہ اطاعت کرنے والوں میں رہیے اور اپنے پروردگار کی اطاعت پر مستقیم رہیے یہاں تک کہ اسی حالت میں آپ کو موت آجائے۔

[illegible]

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

أَتَىٰ أَمْرُ اللَّهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوهُ ۚ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ يُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ بِالرُّوحِ مِنْ أَمْرِهِ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ أَنْ أَنْذِرُوا أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاتَّقُونِ ۝ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ تَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ نُطْفَةٍ فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُبِينٌ ۝ وَالْأَنْعَامَ خَلَقَهَا ۗ لَكُمْ فِيهَا دِفْءٌ وَمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ ۝ وَلَكُمْ فِيهَا جَمَالٌ حِينَ تُرِيحُونَ وَحِينَ تَسْرَحُونَ ۝ وَتَحْمِلُ أَثْقَالَكُمْ إِلَىٰ بَلَدٍ لَمْ تَكُونُوا بَالِغِيهِ إِلَّا بِشِقِّ الْأَنْفُسِ ۚ إِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ ۝ وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً ۚ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝ وَعَلَى اللَّهِ قَصْدُ السَّبِيلِ وَمِنْهَا جَائِرٌ ۚ وَلَوْ شَاءَ لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ ۝

[illegible]

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

خدا کا حکم یعنی (عذاب گویا) آ ہی پہنچا تو (کافرو) اس کے لیے جلدی مت کرو۔ یہ لوگ جو (خدا کا) شریک بناتے ہیں وہ اس سے پاک و بالاتر ہے (۱)۔ وہی فرشتوں کو پیغام دے کر اپنے حکم سے اپنے بندوں میں سے جس کے پاس چاہتا ہے بھیجتا ہے کہ (لوگوں کو) بتادو کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو مجھ ہی سے ڈرو (۲)۔ اسی نے آسمانوں اور زمین کو حق پر حکمت پیدا کیا۔ اس کی ذات ان (کافروں) کے شرک سے اونچی ہے (۳)۔ اسی نے انسان کو نطفے سے بنایا مگر وہ اس (خالق) کے بارے میں علانیہ جھگڑنے لگا (۴)۔ اور چارپایوں کو بھی اسی نے پیدا کیا۔ ان میں تمہارے لئے جڑاول اور بہت سے فائدے ہیں۔ اور ان میں سے بعض کو تم کھاتے بھی ہو (۵)۔ اور جب شام کو انہیں (جنگل سے) لاتے ہو اور جب صبح کو (جنگل) چرانے لے جاتے ہو تو ان سے تمہاری عزت وشان ہے (۶)۔ اور (دور دراز) شہروں میں جہاں تم زحمت شاقہ کے بغیر پہنچ نہیں سکتے وہ تمہارے بوجھ اٹھا کر لے جاتے ہیں کچھ شک نہیں کہ تمہارا پروردگار (نہایت) شفقت والا (اور) مہربان ہے (۷)۔ اور اسی نے گھوڑے اور خچر اور گدھے پیدا کیے تاکہ تم ان پر سوار ہو اور (وہ تمہارے لئے) رونق وزینت (بھی ہیں) اور وہ (اور چیزیں بھی) پیدا کرتا ہے جن کی تم کو خبر نہیں (۸)۔ اور سیدھا رستہ تو خدا تک جا پہنچتا ہے۔ اور بعض رستے ٹیڑھے ہیں (وہ اس تک نہیں پہنچتے) اور اگر وہ چاہتا تو تم سب کو سیدھے رستے پر چلا دیتا (۹)

تفسیر سورة النحل آیات (۲) تا (۹)

یہ سورت مکی ہے سوائے ان چار آیات کے، وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا، وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُکَ اِلَّا بِاللّٰهِ، ثُمَّ اِنَّ رَبَّکَ لِلَّذِیْنَ هَاجَرُوْا، وَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا فِی اللّٰهِ (الخ) یہ چاروں آیات مدنی ہیں۔

اس سورت میں ایک سو اٹھائیس آیات اور ایک ہزار آٹھ سو اکتالیس کلمات اور چھ ہزار سات سو سات حروف ہیں۔

(۱) حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ (الخ) اور اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ نازل ہوئی تو کچھ زمانہ تک جتنا کہ خدا کو منظور تھا یہ کفار رکے رہے اور کچھ نہیں بولے، اس کے بعد انھوں نے کہا اے رسول اللہ ﷺ وہ عذاب کب آئے گا جس کا آپ نے ہم سے وعدہ کر رکھا ہے۔

ان کی اس بات پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب آپہنچا، رسول اکرم ﷺ تشریف

رسائی ممکن نہیں اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو خشکی وتری میں سب کو سیدھا راستہ بتلا دیتا۔

یا آیت کا یہ مطلب ہے کہ ہدایت وتوحید کا جو سیدھا راستہ ہے وہ اللہ تک پہنچتا ہے اور بعض ادیان یہودیت، نصرانیت ومجوسیت کی طرح ٹیڑھے اور راہ حق سے ہٹے ہوئے ہیں اور اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو اپنے دین کی طرف ہدایت عطا فرما دیتا۔

هُوَ الَّذِيٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ ۝ يُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُوْنَ وَالنَّخِيْلَ وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۙ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۭ وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمْرِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ وَمَا ذَرَاَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَاَنْهٰرًا وَّسُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝ وَعَلٰمٰتٍ ۭ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ ۝ اَفَمَنْ يَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔـا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ۝ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَاۗءٍ ۚ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۙ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ۝ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ۝ لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ۝

وہی تو ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا جسے تم پیتے ہو اور اس سے درخت بھی (شاداب ہوتے ہیں) جن میں تم اپنے چارپایوں کو چراتے ہو (۱۰)۔ اسی پانی سے وہ تمہارے لئے کھیتی اور زیتون اور کھجور اور انگور (اور بےشمار درخت) اگاتا ہے۔ اور ہر طرح کے پھل (پیدا کرتا ہے) غور کرنے والوں کے لئے اس میں (قدرت خدا کی بڑی) نشانی ہے (۱۱)۔ اور اسی نے تمہارے لئے رات اور دن اور سورج اور چاند کو کام میں لگایا اور اسی کے حکم سے ستارے بھی کام میں لگے ہوئے ہیں۔ سمجھنے والوں کے لئے اس میں (قدرت خدا کی بہت سی) نشانیاں ہیں (۱۲)۔ اور جو طرح طرح کے رنگوں کی چیزیں اس نے زمین میں پیدا کیں (سب تمہارے زیر فرمان کردیں) نصیحت پکڑنے والوں کے لئے اس میں نشانی ہے (۱۳)۔ اور وہی تو ہے جس نے دریا کو تمہارے اختیار میں کیا تاکہ اس میں سے تازہ گوشت کھاؤ اور اس سے زیور (موتی وغیرہ) نکالو جسے تم پہنتے ہو۔ اور تم دیکھتے ہو کہ کشتیاں دریا میں پانی کو پھاڑتی چلی جاتی ہیں۔ اور اس لئے بھی (دریا کو تمہارے اختیار میں کیا) کہ تم خدا کے فضل سے (معاش) تلاش کرو اور تاکہ اس کا شکر کرو (۱۴)۔ اور اسی نے زمین پر پہاڑ (بنا کر) رکھ دیئے کہ تم کو لیکر کہیں جھک نہ جائے اور نہریں اور رستے بنا دیئے تاکہ ایک مقام سے دوسرے مقام تک (آسانی سے) جاسکو (۱۵)۔ اور (راستوں میں) نشانات بنا دیئے اور لوگ ستاروں سے بھی رستے معلوم کرتے ہیں (۱۶)۔ تو جو (اتنی مخلوقات) پیدا کرے۔ کیا وہ ویسا ہے جو کچھ بھی نہ پیدا کرسکے تو پھر تم غور کیوں نہیں کرتے؟ (۱۷)۔ اور اگر تم خدا کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو گن نہ سکو۔ بے شک خدا بخشنے والا مہربان ہے (۱۸)۔ اور جو کچھ تم چھپاتے اور جو کچھ ظاہر کرتے ہو سب سے خدا واقف ہے (۱۹)۔ اور جن لوگوں کو یہ خدا کے سوا پکارتے ہیں وہ کوئی چیز بھی تو نہیں بناسکتے بلکہ خود ان کو اور بناتے ہیں (۲۰)۔ (وہ

لاشیں ہیں بے جان۔ ان کو یہ بھی تو معلوم نہیں کہ کب اٹھائے جائیں گے (۲۱)۔ تمہارا معبود تو اکیلا خدا ہے، تو جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے دل انکار کر رہے ہیں اور وہ سرکش ہو رہے ہیں (۲۲)۔ یہ جو کچھ چھپاتے ہیں اور ظاہر کرتے ہیں خدا ضرور اس کو جانتا ہے۔ وہ سرکشوں کو ہرگز پسند نہیں کرتا (۲۳)

تفسیر سورۃ النحل آیات (۱۰) تا (۲۳)

(۱۰) وہ اللہ کی ذات ایسی ہے کہ جس نے تمہارے لیے بارش برسائی کہ جنگلات اور شہروں میں تمہیں اس کے ذریعے سے پانی ملتا ہے اور اسی کے سبب سے درخت اور سبزیاں پیدا ہوتی ہیں۔

(۱۱) جس کو تم اپنے مویشی کو چرنے کے لیے چھوڑتے ہو اور اس پانی سے تمہارے لیے انگور اور ہر ایک قسم کے پھل اگاتا ہے۔ ان قسم قسم کے پھلوں اور ان کے مختلف مزوں میں ان حضرات کے لیے جو کہ مخلوقات خداوندی میں غور کرتے ہیں، خالق کے لیے بہت سی عبرتیں اور دلیلیں موجود ہیں۔

(۱۲) اور اس نے تمہارے فوائد کے لیے رات دن کو مسخر کیا اور ستارے بھی اسی کے حکم کے تابع ہیں یقیناً ان مذکورہ چیزوں کے مسخر کرنے میں چند دلیلیں موجود ہیں ان لوگوں کے لیے جو اس بات کو جانتے اور اس کی تصدیق کرتے ہیں کہ ان تمام چیزوں کو اللہ تعالیٰ ہی نے مسخر کیا ہے۔

(۱۳) اور اسی طرح ان مختلف نباتات اور پھلوں کو بھی پیدا کر کے تمہارے لیے مسخر کیا، ان کے مختلف قسم اور رنگوں پر پیدا کرنے میں ان لوگوں کے لیے جو نصائح قرآنی سے نصیحت حاصل کرتے ہیں، بہت عبرت اور بہت دلائل موجود ہیں۔

(۱۴) اور اسی ذات نے دریا کو مسخر کیا تاکہ اس میں سے تازہ مچھلی نکال کر کھاؤ اور تاکہ اس دریا میں سے موتیوں وغیرہ کا زیور نکالو اور تو کشتی کو دیکھتا ہے کہ ایک ہوا کے رخ پر اس دریا کا پانی چیرتی ہوئی چلی جا رہی ہے اور دوسرے مقامات پر سے آ رہی ہے تاکہ تم اس کے ذریعے سے کماؤ یا یہ کہ اللہ کا دیا رزق تلاش کرو۔

(۱۵) اور تاکہ تم اللہ تعالیٰ کے انعامات کا شکر ادا کرو اور اسی زمین میں بڑے بڑے مضبوط پہاڑ رکھ دیے تاکہ وہ زمین کو ہلنے نہ دیں اور اسی نے تمہارے فوائد کے لیے نہریں بنائیں اور راستے بنائے تاکہ تم راستوں کو پہچان کر منزل مقصود تک پہنچ جاؤ۔

(۱۶) اور مسافروں کے لیے پہاڑوں وغیرہ کی بہت سی نشانیاں بنائیں اور بالخصوص فرقدین اور جدی ستاروں سے بھی مسافر خشکی و تری کا راستہ تلاش کرتے ہیں۔

(۱۷) سو کیا جو پیدا کرتا ہو یعنی اللہ تعالیٰ تو وہ ان بتوں جیسا ہو جائے گا کہ جو پیدا ہی نہیں کر سکتے تو کیا پھر بھی تم مخلوقات خداوندی کی اتنی بات بھی نہیں سمجھتے۔

(۱۸) اگر تم اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کو گننے لگو تو کبھی نہ گن سکو یا یہ کہ ہرگز شکر ادا نہ کر سکو، واقعی اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والے اور توبہ کرنے والے پر بڑی رحمت والے ہیں۔

(۱۹) واقعی اللہ تعالیٰ تمہارے پوشیدہ اور ظاہری احوال خواہ وہ خیر ہوں یا شر سب کو جانتے ہیں۔

(۲۰-۲۱) اور جن کی یہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر پوجا کرتے ہیں، وہ کسی بھی چیز کو پیدا نہیں کر سکتے جیسے کہ ہم پیدا کر سکتے ہیں بلکہ وہ خود ہی مخلوق ہیں اور وہ بہت مردہ ہیں۔ ان کے ان معبودوں کو اتنی بھی خبر نہیں کہ وہ قبروں سے کب اٹھائے جائیں گے اور پھر حساب ہوگا یا یہ کہ خود ان کی بھی خبر نہیں کہ کب حساب ہوگا یا یہ کہ فرشتوں کو معلوم نہیں کہ حساب و کتاب کب ہوگا۔

(۲۲) اس بات کو اچھی طرح سمجھ لو کہ تمہارا سچا معبود ایک ہی ہے، یہ بت وغیرہ نعوذ باللہ تمہارے معبود نہیں۔ جو لوگ مرنے کے بعد زندگی پر ایمان نہیں لاتے، ان کے دل ہی توحید سے منکر ہو رہے ہیں اور وہ ایمان لانے سے تکبر کرتے ہیں۔

(۲۳) ضروری بات ہے کہ یہ لوگ جو اپنے دلوں میں بغض و حسد و مکر و خیانت چھپائے ہوئے ہیں اور بعض بعض برائی کے ساتھ پیش آتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے یہ سب احوال جانتے ہیں اور یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ ایمان سے تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ مَاذَا أَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۙ قَالُوا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ۝ لِيَحْمِلُوا أَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۙ وَمِنْ أَوْزَارِ الَّذِينَ يُضِلُّونَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ أَلَا سَاءَ مَا يَزِرُونَ ۝ قَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَأَتَى اللَّهُ بُنْيَانَهُمْ مِنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَأَتَاهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ۝ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُخْزِيهِمْ وَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَائِيَ الَّذِينَ كُنْتُمْ تُشَاقُّونَ فِيهِمْ ۚ قَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ إِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوءَ عَلَى الْكَافِرِينَ ۝ الَّذِينَ تَتَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ ۖ فَأَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوءٍ ۚ بَلَىٰ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ فَادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا ۖ فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ ۝ وَقِيلَ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا مَاذَا أَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۚ قَالُوا خَيْرًا ۗ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۚ وَلَدَارُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ ۚ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِينَ ۝ جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ لَهُمْ فِيهَا مَا يَشَاءُونَ ۚ كَذَٰلِكَ يَجْزِي اللَّهُ الْمُتَّقِينَ ۝ الَّذِينَ تَتَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ طَيِّبِينَ ۙ يَقُولُونَ سَلَامٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا

اور جب ان (کافروں) سے کہا جاتا ہے کہ تمہارے پروردگار نے کیا اتارا ہے تو کہتے ہیں کہ (وہ تو) پہلے لوگوں کی حکایتیں ہیں (۲۴)۔ (اے پیغمبر ان کو بکنے دو) یہ قیامت کے دن اپنے (اعمال کے) پورے بوجھ بھی اٹھائیں گے اور جن کو یہ بےتحقیق گمراہ کرتے ہیں ان کے بوجھ بھی (اٹھائیں گے)۔ سن رکھو کہ جو بوجھ یہ اٹھا رہے ہیں برے ہیں (۲۵) ان سے پہلے لوگوں نے بھی (ایسی ہی) مکاریاں کی تھیں تو خدا (کا حکم) ان کی عمارت کے ستونوں پر آ پہنچا اور چھت ان پر ان کے اوپر سے گر پڑی۔ اور (ایسی طرف سے) ان پر عذاب آ واقع ہوا جہاں سے ان کو خیال بھی نہ تھا (۲۶)۔ پھر وہ ان کو قیامت کے دن بھی ذلیل کرے گا اور کہے گا کہ میرے وہ شریک کہاں ہیں جن کے بارے میں تم جھگڑا کرتے تھے؟ جن لوگوں کو علم دیا گیا تھا وہ کہیں گے کہ آج کافروں کی رسوائی اور برائی ہے (۲۷)۔ (ان کا حال یہ ہے کہ) جب فرشتے ان کی روحیں قبض کرنے لگتے ہیں (اور یہ) اپنے ہی حق میں ظلم کرنے والے (ہوتے ہیں) تو مطیع و منقاد ہو جاتے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ ہم کوئی برا کام نہیں کرتے تھے۔ ہاں جو کچھ تم کیا کرتے تھے خدا اسے خوب جانتا ہے (۲۸)۔ سو دوزخ کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ۔ ہمیشہ اس میں رہو گے۔ اب تکبر کرنے والوں کا برا ٹھکانا ہے (۲۹)۔ اور (جب) پرہیزگاروں

كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٣٢﴾ هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ تَأْتِيَهُمُ الْمَلَائِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ أَمْرُ رَبِّكَ ۚ كَذَٰلِكَ فَعَلَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللَّهُ وَلَٰكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿٣٣﴾ فَأَصَابَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا عَمِلُوا وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ﴿٣٤﴾

سے پوچھا جاتا ہے کہ تمہارے پروردگار نے کیا نازل کیا ہے۔ تو کہتے ہیں کہ بہترین (کلام)۔ جو لوگ نیکوکار ہیں ان کے لیے اس دنیا میں بھی بھلائی ہے اور آخرت کا گھر تو بہت ہی اچھا ہے اور پرہیزگاروں کا گھر بہت خوب ہے (۳۰)۔ (وہ) بہشت جاودانی (ہیں) جن میں وہ داخل ہوں گے اُن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں وہاں جو چاہیں گے اُن کے لیے میسر ہوگا۔ خدا پرہیزگاروں کو ایسا ہی بدلہ دیتا ہے (۳۱)۔ (ان کی کیفیت یہ ہے کہ) جب فرشتے اُن کی جانیں نکالنے لگتے ہیں اور یہ (کفر و شرک سے) پاک ہوتے ہیں تو سلام علیکم کہتے ہیں (اور کہتے ہیں کہ) جو عمل تم کیا کرتے تھے اُن کے بدلے میں بہشت میں داخل ہو جاؤ (۳۲)۔ کیا یہ (کافر) اس بات کے منتظر ہیں کہ فرشتے اُن کے پاس (جان نکالنے) آئیں یا تمہارے پروردگار کا حکم (عذاب) آ پہنچے۔ اسی طرح اُن لوگوں نے کیا تھا جو اُن سے پہلے تھے اور خدا نے اُن پر ظلم نہیں کیا۔ بلکہ وہ خود اپنے آپ پر ظلم کرتے تھے (۳۳)۔ تو اُن کو اُن کے اعمال کے بُرے بدلے ملے اور جس چیز کے ساتھ وہ ٹھٹھے کیا کرتے تھے اس نے اُن کو (ہر طرف سے) گھیر لیا (۳۴)

تفسیر سورۃ النحل آیات (٢٤) تا (٣٤)

(۲۴) جب ان حصے کرنے والوں سے کہا جاتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ تمہارے سامنے تمہارے پروردگار کے کیا احکامات بیان کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ وہ تو پہلے لوگوں کی محض بے بنیاد باتیں ہیں۔

(۲۵) نتیجہ یہ ہوگا کہ ان لوگوں کو قیامت کے دن اپنے گناہوں کا پورا وزن اور اسی طرح ان لوگوں کے گناہوں کا بھی وزن جن کو یہ لوگ اپنی لاعلمی اور جہالت کی بنا پر رسول اکرم ﷺ اور قرآن پاک پر ایمان لانے سے گمراہ کر رہے تھے۔ یاد رکھو کہ یہ حصے کرنے والے جن گناہوں کو اپنے اوپر لاد رہے ہیں، وہ بہت ہی برا بوجھ ہے۔

(۲۶) جیسا کہ یہ لوگ آپ کی مخالفت کے لیے بڑی بڑی تدبیریں کرتے ہیں جو لوگ ان سے پہلے گزرے ہیں، انھوں نے اپنے انبیاء کرام کے مقابلہ کے لیے بڑی بڑی تدبیریں کیں جیسا کہ نمرود جبار کہ اس نے آسمان پر جانے کے لیے سیڑھی بنائی تھی، پھر اللہ تعالیٰ نے ان کا بنا بنایا گھر (سیڑھی) جڑ سے ڈھا دیا تو گویا ان پر اوپر سے وہ سیڑھی آ پڑی اور یہ انہدام کا عذاب ان پر ایسی حالت میں آیا کہ ان کو خیال بھی نہ تھا۔

(۲۷۔۲۸) اور پھر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کو عذاب دے گا اور ذلیل کرے گا اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان سے فرمائے گا کہ تم نے جن معبودوں کو میرے شریک بنا رکھے تھے جن کی وجہ سے تم مخالفت کیا کرتے تھے اور جن کے بارے میں تم میرے انبیاء کرام سے لڑائی جھگڑا کرتے تھے وہ اب کہاں ہیں؟ فرشتے اس حالت کو دیکھ کر کہیں گے، قیامت کے دن کا عذاب یعنی دوزخ اور اس کی شدت و سختی کافروں پر ہے، جن کی جان فرشتوں نے بدر کے دن قبض کی تھی۔

پھر کافر اس کا جواب دینے کی کوشش کریں گے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے نیچے اور دبے ہوئے ہو جائیں گے اور کہیں گے کہ ہم نے تو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی چیز کی پرستش نہیں کی تھی اور ہماری کیا مجال تھی کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے اللہ تعالیٰ ان کے اس قول کو رد کر دیں گے کہ کیوں نہیں یقیناً اللہ تعالیٰ کو تمہارے سب اقوال و افعال شرکیہ کی مکمل خبر ہے۔

(۲۹) سو جہنم میں جاؤ، اس میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رہو، وہاں تمھیں نہ موت آئے گی اور نہ وہاں سے تم نکالے جاؤ گے، جہنم کافروں کا بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔

(۳۰) اور جو حضرات کفر و شرک اور تمام فواحش سے بچتے ہیں جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ اور دیگر صحابہ کرام ان سے کہا جاتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے تمہارے سامنے تمہارے پروردگار کا کیا پیغام بیان کیا تو وہ کہتے ہیں کہ توحید اور صلہ رحمی بیان کی اور جو حضرات توحید خداوندی پر کاربند ہیں، ان کو قیامت کے دن جنت ملے گی اور جنت تو پھر دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس سے کئی درجے بہتر ہے اور واقعی جنت کفر و شرک اور فواحش سے بچنے والوں کے لیے اچھا گھر ہے۔

(۳۱) اور وہ حضرت رحمٰن کی خوشنودی کا مقام ہے اس کی عمارات اور درختوں کے نیچے سے شہد، دودھ، شراب اور پانی کی نہریں جاری ہوں گی، جنت میں جس چیز کو ان کا جی چاہے گا اور اس کی خواہش ہوگی وہاں ان کو ملے گی، اسی طرح کا بدلہ اور ثواب اللہ تعالیٰ کفر و شرک اور فواحش سے بچنے والوں کو دے گا۔

(۳۲) جن کی روحیں فرشتے اس حالت میں قبض کرتے ہیں کہ وہ شرک سے پاک صاف ہوتے ہیں اور وہ فرشتے کہتے جاتے ہیں کہ تم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام ہو تم اپنے ایمان اور دنیا میں جو نیکیاں کرتے تھے، اس کی وجہ سے جنت میں چلے جانا۔

(۳۳) اور مکہ والے جو ایمان نہیں لا رہے ہیں یہ اسی بات کے منتظر ہیں کہ ان کی ارواح کے قبض کے لیے فرشتے آ جائیں یا ان کی ہلاکت کے لیے آپ کے پروردگار کا عذاب آ جائے۔

جیسا کہ آپ کی قوم آپ کے ساتھ معاملہ کرتی ہے کہ آپ کی تکذیب کرتی اور آپ کو برا کہتی ہے اسی طرح آپ کی قوم سے پہلے جو لوگ تھے انھوں نے بھی اپنے انبیاء کرام کے ساتھ یہی معاملہ کیا کہ ان کو جھٹلایا اور ان کو برا بھلا کہا اللہ تعالیٰ نے ان کو ہلاک کر کے ان پر ذرا ظلم نہیں کیا لیکن وہ خود ہی شرک اور انبیاء کرام کی تکذیب کر کے اپنے اوپر ظلم کر رہے ہیں۔

(۳۴) آخر ان کے اعمال بد کی اور ان کی نافرمانیوں کی ان کو سزائیں ملیں اور انبیاء کرام کے ساتھ جو وہ استہزاء کرتے تھے اسی کی سزا نے ان کو پکڑا یا یہ کہ جس عذاب کی خبر پانے پر وہ ہنستے تھے، ان کو اسی عذاب نے پکڑا۔

وَقَالَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا عَبَدْنَا مِن دُونِهِ مِن شَيْءٍ نَّحْنُ وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِن دُونِهِ مِن شَيْءٍ ۚ كَذَٰلِكَ فَعَلَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ﴿٣٥﴾ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ ۖ فَمِنْهُم مَّنْ هَدَى اللَّهُ وَمِنْهُم مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلَالَةُ ۚ فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ﴿٣٦﴾ إِن تَحْرِصْ عَلَىٰ هُدَاهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَن يُضِلُّ ۖ وَمَا لَهُم مِّن نَّاصِرِينَ ﴿٣٧﴾ وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ ۙ لَا يَبْعَثُ اللَّهُ مَن يَمُوتُ ۚ بَلَىٰ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٣٨﴾ لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي يَخْتَلِفُونَ فِيهِ وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّهُمْ كَانُوا كَاذِبِينَ ﴿٣٩﴾ إِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ إِذَا أَرَدْنَاهُ أَن نَّقُولَ لَهُ كُن فَيَكُونُ ﴿٤٠﴾ وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي اللَّهِ مِن بَعْدِ مَا ظُلِمُوا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۖ وَلَأَجْرُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ ۚ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿٤١﴾ الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ﴿٤٢﴾

اور مشرک کہتے ہیں کہ اگر خدا چاہتا تو نہ ہم ہی اس کے سوا کسی چیز کو پوجتے اور نہ ہمارے بڑے ہی (پوجتے) اور نہ اس کے (فرمان کے) بغیر ہم کسی چیز کو حرام ٹھہراتے۔ (اے پیغمبر) اسی طرح ان سے اگلے لوگوں نے کیا تھا۔ تو پیغمبروں کے ذمے (خدا کے احکام کو) کھول کر پہنچا دینے کے سوا اور کچھ نہیں (۳۵)۔ اور ہم نے ہر جماعت میں پیغمبر بھیجا کہ خدا ہی کی عبادت کرو اور بتوں (کی پرستش) سے اجتناب کرو۔ تو ان میں بعض ایسے ہیں جن کو خدا نے ہدایت دی اور بعض ایسے ہیں جن پر گمراہی ثابت ہوئی۔ سو زمین پر چل پھر کر دیکھ لو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہوا (۳۶)۔ اگر تم ان (کفار) کی ہدایت کے لئے للچاؤ تو جس کو خدا گمراہ کر دیتا ہے اس کو وہ ہدایت نہیں دیا کرتا اور ایسے لوگوں کا کوئی مددگار بھی نہیں ہوتا (۳۷)۔ اور یہ خدا کی سخت سخت قسمیں کھاتے ہیں کہ جو مر جاتا ہے خدا اسے (قیامت کے دن قبر سے) نہیں اٹھائے گا۔ ہرگز نہیں۔ یہ (خدا کا) وعدہ سچا ہے اور اس کا پورا کرنا اسے ضرور ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے (۳۸)۔ تاکہ جن باتوں میں یہ اختلاف کرتے ہیں وہ ان پر ظاہر کر دے اور اس لیے کہ کافر جان لیں کہ وہ جھوٹے تھے (۳۹)۔ جب ہم کسی چیز کا ارادہ کرتے ہیں تو ہماری بات یہی ہے کہ اس کو کہہ دیتے ہیں کہ ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے (۴۰)۔ اور جن لوگوں نے ظلم سہنے کے بعد خدا کے لیے وطن چھوڑا ہم ان کو دنیا میں اچھا ٹھکانا دیں گے اور آخرت کا اجر تو بہت بڑا ہے۔ کاش وہ (اسے) جانتے (۴۱)۔ یعنی وہ لوگ جو صبر کرتے ہیں اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں (۴۲)

تفسیر سورۃ النحل آیات (۳۵) تا (۴۲)

(۳۵) اہل مکہ جو بتوں کو اللہ کا شریک ٹھہراتے ہیں، یوں کہتے ہیں کہ اگر اللہ کو منظور ہوتا تو نہ ہم اور نہ ہم سے پہلے ہمارے باپ دادا بتوں کی عبادت کرتے، اور نہ ہم بغیر حکم الٰہی کے بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام میں سے کسی کو حرام کرتے، بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کو حرام کیا اور اسی نے ہمیں اس بات کا حکم دیا ہے، جیسا کہ آپ کی قوم کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف کھیتی اور جانوروں کی حرمت کی افتراء پردازی کرتی ہے، اسی طرح ان سے پہلے لوگوں نے بھی افتراء پردازی کی تھی، سو پیغمبروں کی ذمہ داری تو صرف احکام خداوندی کا واضح ایسی زبان میں پہنچا دینا ہے جس زبان کو ان کی قوم سمجھتی ہو۔

(۳۶) جیسا کہ ہم نے آپ کو آپ کی قوم کی طرف بھیجا ہے، اسی طرح ہم نے ہر ایک قوم کی طرف کسی نہ کسی رسول کو بھیجا ہے، اس بات کے لیے کہ اللہ تعالیٰ کی توحید کے قائل ہو اور بتوں یا شیطان یا کاہن کی پوجا کو چھوڑ دو۔

سو جن کی طرف ہم نے رسولوں کو بھیجا تھا، ان میں سے بعض ایسے بھی ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے دین کی ہدایت کردی اور انھوں نے رسولوں کی دعوت پر لبیک کہی اور کچھ پر گمراہی کا ثبوت ہو گیا، انھوں نے رسولوں کی دعوت ایمانی کو قبول نہیں کیا تو زمین میں سفر کر کے دیکھو کہ پیغمبروں کی تکذیب کرنے والوں کا کیسا برا انجام ہوا۔

(۳۷) اور اگر آپ کو ان کے توحید کے قائل ہونے کی خواہش ہو تو اللہ تعالیٰ اپنے دین کی ایسے شخص کی ہدایت نہیں کیا کرتا ہے جو مخلوق کو دین الٰہی سے گمراہ کرے اور وہ دین خداوندی کا اہل نہ ہو اور کفار مکہ یاد رکھیں کہ عذاب الٰہی سے انکو کوئی بچانے والا نہیں ہوگا۔

(۳۸) اور یہ لوگ بڑے زور لگا لگا کر اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ دوبارہ زندہ نہیں کریں گے کیوں نہیں! مرنے کے بعد ضرور زندہ کرے گا اس دوبارہ زندہ کرنے کے وعدہ کو تو اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لازم کر رکھا ہے لیکن مکہ والے نہ اس چیز کو جانتے ہیں اور نہ اس کی تصدیق کرتے ہیں۔

شان نزول: وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ (الخ)

ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے ابوالعالیہ سے روایت کیا ہے کہ مسلمانوں میں سے ایک شخص کا مشرکین میں سے کسی پر کچھ قرض تھا۔ چنانچہ مسلمان اس پر تقاضا کے لیے آیا اور درمیان گفتگو کہنے لگا کہ قسم ہے اس ذات کی کہ جو مرنے کے بعد زندہ کرے گا۔ یہ سن کر وہ مشرک کہنے لگا کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ تو مرنے کے بعد پھر دوبارہ زندہ کیا جائے گا، میں اللہ تعالیٰ کی بڑا زور لگا کر قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جو مر جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو دوبارہ زندہ نہ کرے گا۔ اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

(۳۹) تاکہ دین کے متعلق جس چیز میں اہل مکہ اختلاف کیا کرتے تھے، ان کے روبرو اس چیز کا اظہار کر دے اور تاکہ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم اور قیامت کے منکرین کو پورا یقین ہو جائے کہ دنیا میں ہم ہی جھوٹ کہتے تھے۔

(۴۰) جو یہ کہتے تھے کہ جنت دوزخ، بعث و حساب کچھ نہیں اور ہم قیامت جس وقت قائم کرنا چاہیں گے سو ہمارا اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ تو قائم ہو جا، سو وہ ہو جائے گی۔

(۴۱-۴۲) اور جن حضرات نے اطاعت خداوندی میں مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کی، بعد اس کے کہ ان کو مکہ والوں نے طرح طرح کی تکالیف دیں جیسا کہ حضرت عمار بن یاسر ؓ، حضرت بلال ؓ، حضرت صہیب ؓ اور ان کے ساتھی رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ ہم ان کو مدینہ منورہ میں ضرور خوب اچھا امن وامان اور غنیمت والا ٹھکانا دیں گے اور آخرت کا ثواب اس دنیاوی ثواب سے کئی درجے بہتر ہے۔ کاش یہ کفار بھی اس کو سمجھتے اور حضرت عمار بن یاسر ؓ اور ان کے ساتھی ایسے ہیں کہ کفار کی تکالیف پر صبر کرتے ہیں اور اپنے پروردگار کے علاوہ کسی دوسرے پر بھروسا نہیں کرتے۔

وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُّوحِي إِلَيْهِمْ ۚ فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٤٣﴾ بِالْبَيِّنَاتِ وَالزُّبُرِ ۗ وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ﴿٤٤﴾ أَفَأَمِنَ الَّذِينَ مَكَرُوا السَّيِّئَاتِ أَن يَخْسِفَ اللَّهُ بِهِمُ الْأَرْضَ أَوْ يَأْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٤٥﴾ أَوْ يَأْخُذَهُمْ فِي تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُم بِمُعْجِزِينَ ﴿٤٦﴾ أَوْ يَأْخُذَهُمْ عَلَىٰ تَخَوُّفٍ فَإِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿٤٧﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَىٰ مَا خَلَقَ اللَّهُ مِن شَيْءٍ يَتَفَيَّأُ ظِلَالُهُ عَنِ الْيَمِينِ وَالشَّمَائِلِ سُجَّدًا لِّلَّهِ وَهُمْ دَاخِرُونَ ﴿٤٨﴾ وَلِلَّهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مِن دَابَّةٍ وَالْمَلَائِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ﴿٤٩﴾ يَخَافُونَ رَبَّهُم مِّن فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ۩ ﴿٥٠﴾ وَقَالَ اللَّهُ لَا تَتَّخِذُوا إِلَٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ۖ إِنَّمَا هُوَ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ فَإِيَّايَ فَارْهَبُونِ ﴿٥١﴾ وَلَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَهُ الدِّينُ وَاصِبًا ۚ أَفَغَيْرَ اللَّهِ تَتَّقُونَ ﴿٥٢﴾ وَمَا بِكُم مِّن نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللَّهِ ۖ ثُمَّ إِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَإِلَيْهِ تَجْأَرُونَ ﴿٥٣﴾ ثُمَّ إِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنكُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِّنكُم بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُونَ ﴿٥٤﴾ لِيَكْفُرُوا بِمَا آتَيْنَاهُمْ ۚ فَتَمَتَّعُوا ۖ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿٥٥﴾ وَيَجْعَلُونَ لِمَا لَا يَعْلَمُونَ نَصِيبًا مِّمَّا رَزَقْنَاهُمْ ۗ تَاللَّهِ لَتُسْأَلُنَّ عَمَّا كُنتُمْ تَفْتَرُونَ ﴿٥٦﴾

اور ہم نے تم سے پہلے مردوں ہی کو پیغمبر بنا کر بھیجا تھا جن کی طرف ہم وحی بھیجا کرتے تھے اگر تم لوگ نہیں جانتے تو اہل کتاب سے پوچھ لو (۴۳)۔ (اور ان پیغمبروں کو) دلیلیں اور کتابیں دے کر (بھیجا تھا) اور ہم نے تم پر یہ کتاب نازل کی ہے تاکہ جو (ارشادات) لوگوں پر نازل ہوئے ہیں وہ ان پر ظاہر کر دو اور تاکہ وہ غور کریں (۴۴)۔ کیا جو لوگ بری بری چالیں چلتے ہیں اس بات سے بے خوف ہیں کہ خدا ان کو زمین میں دھنسا دے یا (ایسی طرف سے) ان پر عذاب آ جائے جہاں سے ان کو خبر ہی نہ ہو (۴۵)۔ یا ان کو چلتے پھرتے پکڑ لے وہ (خدا کو) عاجز نہیں کر سکتے (۴۶)۔ یا جب ان کو عذاب کا ڈر پیدا ہو گیا ہو تو ان کو پکڑ لے بے شک تمہارا پروردگار بہت شفقت کرنے والا (اور) مہربان ہے (۴۷)۔ کیا ان لوگوں نے خدا کی مخلوقات میں ایسی چیزیں نہیں دیکھیں جن کے سائے دائیں سے (بائیں کو) اور بائیں سے (دائیں کو) لوٹتے رہتے ہیں (یعنی) خدا کے آگے عاجز ہو کر سجدے میں پڑے رہتے ہیں (۴۸)۔ اور تمام جاندار جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں سب خدا کے آگے سجدہ کرتے ہیں اور فرشتے بھی اور وہ ذرا غرور نہیں کرتے (۴۹)۔ اور اپنے پروردگار سے جو ان کے اوپر ہے ڈرتے ہیں اور جو ان کو ارشاد ہوتا ہے اس پر عمل کرتے ہیں (۵۰)۔ اور خدا نے فرمایا ہے کہ دو دو معبود نہ بناؤ معبود وہی ایک ہے تو مجھی سے ڈرتے رہو (۵۱)۔ اور جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اسی کا ہے اور اسی کی عبادت لازم ہے تو تم خدا کے سوا اوروں سے کیوں ڈرتے ہو؟ (۵۲)۔ اور جو نعمتیں تم کو میسر ہیں سب خدا کی طرف سے ہیں۔ پھر جب تم کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اسی کے آگے چلاتے ہو (۵۳)۔ پھر جب وہ تم سے تکلیف کو دور کر دیتا ہے تو کچھ لوگ تم میں سے خدا کے ساتھ شریک کرنے لگتے ہیں (۵۴)۔ تاکہ جو (نعمتیں) ہم نے ان کو عطا فرمائی ہیں ان کی ناشکری کریں تو (مشرکو) دنیا میں فائدے اٹھا لو عنقریب تم کو (اس کا انجام) معلوم ہو جائے گا (۵۵)۔ اور ہمارے دیئے ہوئے مال میں سے ایسی چیزوں کا حصہ مقرر کرتے ہیں جن کو جانتے ہی نہیں (کافرو) خدا کی قسم کہ جو تم افترا کرتے ہو اس کی تم سے ضرور پرسش ہوگی (۵۶)

تفسیر سورة النحل آیات (۴۳) تا (۵۶)

(۴۳) اے محمد ﷺ ہم نے آپ سے پہلے آپ ہی جیسے آدمیوں کو رسول بنا کر بھیجا۔ انہیں معجزات اور پہلے لوگوں کی خبریں دیں اور ان پر اوامر و نواہی کے دلائل کی وحی کی۔ اور یہ بات توریت و انجیل میں بھی موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ صرف انسانوں ہی کو رسول بنا کر بھیجتے ہیں۔

(۴۴) اور آپ پر بھی یہ قرآن حکیم جبریل امین کے ذریعے اتارا گیا ہے تاکہ لوگوں کے لیے قرآن حکیم میں جو احکام بیان کیے گئے، آپ ان کو ان کے سامنے بیان کردیں اور تاکہ وہ احکام قرآنیہ میں غور کیا کریں جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔

(۴۵۔۴۶) کیا پھر بھی اس بات سے بے فکر ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو زمین میں غرق کردے یا ان پر ایسے موقع سے عذاب آپڑے جہاں ان کو گمان بھی نہ ہو یا ان کو تجارت کے سفر کے لیے آنے جانے میں پکڑے یا لوگ اللہ کے عذاب کو ہٹا بھی نہیں سکتے۔

(۴۷) یا ان کے سردار اور ان کے ساتھیوں کو گھٹاتے گھٹاتے ان کو پکڑے، اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے پر مہربان ہے یا یہ کہ عذاب کے موخر کرنے میں مہربان ہے۔

(۴۸) کیا مکہ والوں نے اللہ کے پیدا کیے ہوئے ان درختوں اور ان جانوروں کو نہیں دیکھا کہ جن کے سائے صبح کو دائیں جانب کو اور شام کو بائیں جانب کو اس طور پر جھک جاتے ہیں گویا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے سربسجود ہیں اور ان کے سائے بھی صبح وشام اللہ تعالیٰ کے سامنے سربسجود ہیں۔

(۴۹) (اور وہ سایہ دار چیزیں بھی) اللہ تعالیٰ کی مطیع وفرمانبردار ہیں اور چاند وسورج ستارے اور حیوانات و پرندے اور وہ فرشتے بھی جو کہ آسمان وزمین میں ہیں، سب اللہ تعالیٰ کے سامنے سربسجود ہیں اور وہ اطاعت خداوندی سے تکبر نہیں کرتے۔

(۵۰) اور وہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں جو کہ ان پر بالادست ہے اور فرشتوں کو جو کچھ حکم دیا جاتا ہے اس کو وہ کرتے اور پہنچاتے ہیں۔

(۵۱) اللہ تعالیٰ نے فرمایا دو یا زیادہ معبودوں کی پوجا مت کرو، بس ایک ہی معبود وہی وحدہٗ لاشریک ہے تو ان بتوں کی پوجا کرنے میں مجھ سے خوف کرو۔

(۵۲) تمام مخلوقات اور یہ عجیب چیزیں اسی کی ملک ہیں اور لازمی طور پر ہمیشہ خلوص کے ساتھ اطاعت بجالانا اسی کا حق ہے۔ کیا پھر بھی اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسروں کی پوجا کرتے ہو۔

(۵۳) اور تمہارے پاس جو کچھ نعمت ہے وہ سب اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے، ان بتوں کی طرف سے نہیں، پھر جب تمہیں تکلیف پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ سے فریاد اور اس کے سامنے آہ وزاری کرتے ہو۔

(۵۴) پھر جب اللہ تعالیٰ تکلیف کو دور کردیتے ہیں تو تم میں سے ایک جماعت اپنے رب کے ساتھ بتوں کو شریک کرنا شروع کردیتی ہے۔

(۵۵) جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہم نے جو ان کو نعمتیں عطا کی ہیں، اس کی ناشکری کرتے ہیں اور کہنے لگتے ہیں کہ ہمارے بتوں کی سفارش سے ایسا ہوا، خیر کفر و حرام کاموں میں چند روز عیش کر لو تمہیں پتہ چل جائے گا کہ تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا۔

(۵۶) اور ہم نے جو ان کو کھیتیاں اور جانور دیئے ہیں یہ ان میں ان بتوں کا حصہ لگاتے ہیں جن کے معبود ہونے کا ان کو کچھ علم نہیں اور پھر اس میں سے صرف مردوں کو کھانے کی اجازت دیتے ہیں، قسم ہے اللہ کی تم سے تمہاری ان جھوٹوں کی قیامت کے دن بالضرور بازپرس ہوگی۔

وَيَجْعَلُونَ لِلَّهِ الْبَنَاتِ سُبْحَانَهُ ۙ وَلَهُم مَّا يَشْتَهُونَ ﴿٥٧﴾ وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُم بِالْأُنثَىٰ ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ ﴿٥٨﴾ يَتَوَارَىٰ مِنَ الْقَوْمِ مِن سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ ۚ أَيُمْسِكُهُ عَلَىٰ هُونٍ أَمْ يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ ۗ أَلَا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ﴿٥٩﴾ لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ ۖ وَلِلَّهِ الْمَثَلُ الْأَعْلَىٰ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٦٠﴾ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللَّهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِم مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِن دَابَّةٍ وَلَٰكِن يُؤَخِّرُهُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ۖ فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً ۖ وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ ﴿٦١﴾ وَيَجْعَلُونَ لِلَّهِ مَا يَكْرَهُونَ وَتَصِفُ أَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ أَنَّ لَهُمُ الْحُسْنَىٰ ۖ لَا جَرَمَ أَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَأَنَّهُم مُّفْرَطُونَ ﴿٦٢﴾ تَاللَّهِ لَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ أُمَمٍ مِّن قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٦٣﴾ وَمَا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ إِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوا فِيهِ ۙ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿٦٤﴾ وَاللَّهُ أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَسْمَعُونَ ﴿٦٥﴾ وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۖ نُّسْقِيكُم مِّمَّا فِي بُطُونِهِ مِن بَيْنِ فَرْثٍ وَدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَائِغًا لِّلشَّارِبِينَ ﴿٦٦﴾ وَمِن ثَمَرَاتِ النَّخِيلِ وَالْأَعْنَابِ تَتَّخِذُونَ مِنْهُ سَكَرًا وَرِزْقًا حَسَنًا ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿٦٧﴾

اور یہ لوگ خدا کے لئے تو بیٹیاں تجویز کرتے ہیں (اور) وہ اُن سے پاک ہے اور اپنے لیے (بیٹے) جو مرغوب (و دلپسند) ہیں (۵۷)۔ حالانکہ جب اُن میں سے کسی کو بیٹی (کے پیدا ہونے) کی خبر ملتی ہے تو اُس کا منہ (غم کے سبب) کالا پڑ جاتا ہے اور (اُس کے دل کو دیکھو تو) وہ اندوہناک ہو جاتا ہے (۵۸)۔ اور اس خبر بد سے (جو وہ سنتا ہے) لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے (اور) سوچتا ہے کہ آیا ذلت برداشت کر کے لڑکی کو زندہ رہنے دے یا زمین میں گاڑ دے۔ دیکھو یہ جو تجویز کرتے ہیں بہت بری ہے (۵۹)۔ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے انہی کے لئے بری باتیں (شایاں) ہیں اور خدا کو صفت اعلیٰ (زیب دیتی ہے) اور وہ غالب حکمت والا ہے (۶۰)۔ اور اگر خدا لوگوں کو اُن کے ظلم کے سبب پکڑنے لگے تو ایک جاندار کو زمین پر نہ چھوڑے۔ لیکن اُن کو ایک وقت مقرر تک مہلت دیے جاتا ہے۔ جب وہ وقت آ جاتا ہے تو ایک گھڑی نہ پیچھے رہ سکتے ہیں نہ آگے بڑھ سکتے ہیں (۶۱)۔ اور یہ خدا کے لئے ایسی چیز تجویز کرتے ہیں جس کو خود ناپسند کرتے ہیں اور زبان سے جھوٹ بکے جاتے ہیں کہ ان کو (قیامت کے دن) بھلائی (یعنی نجات) ہوگی۔ کچھ شک نہیں کہ ان کے لیے (دوزخ کی) آگ (تیار) ہے اور یہ (دوزخ میں) سب سے آگے بھیجے جائیں گے (۶۲)۔ خدا کی قسم ہم نے تم سے پہلی امتوں کی طرف بھی پیغمبر بھیجے تو شیطان نے اُن کے کردار (ناشائستہ) اُن کو آراستہ کر دکھائے تو آج بھی وہی اُن کا دوست ہے اور اُن کے لیے عذاب الیم ہے (۶۳)۔ اور ہم نے جو تم پر کتاب نازل کی ہے تو اس کے لیے کہ جس امر میں ان لوگوں کو اختلاف ہے تم اس کا فیصلہ کر دو۔ اور (یہ) مومنوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے (۶۴)۔ اور خدا ہی نے آسمان سے پانی برسایا پھر اُس سے زمین کو اس کے

مرنے کے بعد زندہ کیا بے شک اس میں سننے والوں کے لیے نشانی ہے (۶۵)۔ اور تمہارے لئے چارپایوں میں بھی (نشان) عبرت (وغور) ہے کہ ان کے پیٹوں میں جو گوبر اور لہو ہے اس سے ہم تم کو خالص دودھ پلاتے ہیں جو پینے والوں کے لیے خوشگوار ہے (۶۶)۔ اور کھجور اور انگور کے میووں سے بھی (تم پینے کی چیزیں تیار کرتے ہو) کہ ان سے شراب بناتے ہو اور عمدہ رزق (کھاتے ہو) جو لوگ سمجھ رکھتے ہیں ان کے لیے ان (چیزوں) میں (قدرت خدا کی) نشانی ہے (۶۷)

تفسیر سورۃ النحل آیات (۵۷) تا (۶۷)

(۵۷) اور یہ لوگ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں بتاتے ہیں اللہ تعالیٰ کی ذات تو اولاد اور شریک سے پاک ہے اور یہ لوگ خود اپنے لیے بیٹے پسند کرتے ہیں۔

(۵۸۔۵۹) اور جب ان میں سے کسی کو بیٹی کی پیدائش کی خبر دی جاتی ہے تو غم و ناراضگی میں اس کے چہرے کا نور غائب اور وہ سیاہ چہرے اور دل ہی دل میں کڑھتا رہتا ہے اور لڑکی پیدا ہونے کی جو اس کو خبر دی گئی ہے اس کے عیب کو برا سمجھتے ہوئے لوگوں سے چھپائے پھرتا ہے اور سوچتا ہے آیا اس لڑکی کو ذلت و خواری کی حالت میں لیے رہے یا اس کو مٹی میں زندہ درگور کر دے، اچھی طرح سن لو ان کی یہ تجویز بہت ہی بری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے بیٹیاں تجویز کرتے ہیں اور اپنے لیے لڑکوں کو پسند کرتے ہیں۔

(۶۰) جو لوگ مرنے کے بعد زندگی پر یقین نہیں رکھتے ان کے لیے جہنم ہے اور اللہ تعالیٰ کے لیے تو بڑے اعلیٰ درجہ کی صفت یعنی الوہیت، ربوبیت، وحدت ثابت ہیں اور جو اس پر ایمان نہ لائے وہ اس کو سزا دینے میں بڑے زبردست ہیں اور حکمت والے بھی ہیں کہ اس چیز کا حکم دیا ہے کہ اس کے علاوہ اور کسی کی بھی پرستش نہ کی جائے۔

(۶۱) اور اگر اللہ تعالیٰ ان کے کفر و شرک پر پکڑ کریں تو سطح زمین پر جن و انس میں سے کسی کو نہ چھوڑیں لیکن ان کو ان کی متعین زندگیوں تک مہلت دے رہے ہیں، پھر جب ان کی ہلاکت کا وقت معین آپہنچے گا، اس وقت ایک گھڑی نہ اس سے پیچھے ہٹ سکیں گے اور نہ آگے بڑھ سکیں گے کہ وقت سے پہلے ہلاک ہو جائیں۔

(۶۲) (العیاذ باللہ) اللہ تعالیٰ کے لیے بیٹیاں تجویز کرتے ہیں جن کو خود اپنے لیے ناپسند کرتے ہیں اور پھر اس پر اپنی زبان سے جھوٹے دعوے کرتے جاتے ہیں کہ ہمارے لیے لڑکے یا یہ کہ ہمارے لیے جنت ہے، ان لوگوں کے لیے جنت کہاں سے ہوئی یقینی بات ہے کہ ان کے لیے جہنم ہے اور یہ سب سے پہلے اس میں ڈالے جائیں گے یا یہ کہ یہ دوزخ کی طرف منسوب کیے جائیں گے اور یہ کہ یہ قول و فعل میں حد سے تجاوز کر رہے ہیں۔

(۶۳) بخدا آپ سے پہلے بھی دیگر امتوں کو شیطان نے ان کے اعمال کفریہ مستحسن کر کے دکھلائے اور وہ انبیاء کرام پر ایمان نہ لائے، وہ دنیا میں بھی ان کا رفیق تھا اور دوزخ میں بھی ان کے ساتھ ہوگا اور ان کے لیے آخرت میں دردناک عذاب مقرر ہے۔

(۶۴) اور ہم نے آپ پر یہ قرآن حکیم صرف اس لیے نازل کیا ہے کہ جن امور دین میں لوگوں میں اختلاف ہیں آپ لوگوں پر اس کو ظاہر کر دیں اور اس پر ایمان لانے والوں کی گمراہیوں سے ہدایت اور عذاب سے رحمت کی غرض سے نازل فرمایا ہے۔

(۶۵) اللہ تعالیٰ نے بارش برسا کر اس سے زمین کو خشک ہو جانے اور قحط سالی کے بعد زندہ کیا، اس امر میں ان لوگوں کے لیے جو اطاعت کرتے اور تصدیق کرتے ہیں، بڑی دلیل توحید ہے۔

(۶۶) اور مویشی میں سے ہم تمہارے لیے صاف مزے دار دودھ نکال کر تمہارے پینے کو دیتے ہیں۔

(۶۷) اور کھجور اور انگوروں کے پھلوں سے تم لوگ نشہ کی چیز (اب یہ منسوخ ہے) اور عمدہ پاکیزہ کھانے کی چیز بناتے ہو جیسا کہ سرکہ، خرمائے خشک، کشمش وغیرہ ان مذکورہ باتوں میں ان کے لیے توحید کی بڑی دلیل ہے جو کہ تصدیق کرتے ہیں۔

وَأَوْحَىٰ رَبُّكَ إِلَى

النَّحْلِ أَنِ اتَّخِذِي مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا وَمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُونَ ﴿٦٨﴾ ثُمَّ كُلِي مِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ فَاسْلُكِي سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ۚ يَخْرُجُ مِن بُطُونِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ فِيهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴿٦٩﴾ وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفَّاكُمْ ۚ وَمِنكُم مَّن يُرَدُّ إِلَىٰ أَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْئًا ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ قَدِيرٌ ﴿٧٠﴾ وَاللَّهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ ۚ فَمَا الَّذِينَ فُضِّلُوا بِرَادِّي رِزْقِهِمْ عَلَىٰ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيهِ سَوَاءٌ ۚ أَفَبِنِعْمَةِ اللَّهِ يَجْحَدُونَ ﴿٧١﴾ وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجًا وَجَعَلَ لَكُم مِّنْ أَزْوَاجِكُم بَنِينَ وَحَفَدَةً وَرَزَقَكُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ ۚ أَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُونَ وَبِنِعْمَتِ اللَّهِ هُمْ يَكْفُرُونَ ﴿٧٢﴾ وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ شَيْئًا وَلَا يَسْتَطِيعُونَ ﴿٧٣﴾ فَلَا تَضْرِبُوا لِلَّهِ الْأَمْثَالَ ۚ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٧٤﴾ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوكًا لَّا يَقْدِرُ عَلَىٰ شَيْءٍ وَمَن رَّزَقْنَاهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَجَهْرًا ۖ هَلْ يَسْتَوُونَ ۚ الْحَمْدُ لِلَّهِ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٧٥﴾

اور تمہارے خدا نے شہد کی مکھیوں کو ارشاد فرمایا کہ پہاڑوں اور درختوں میں اور (اونچی اونچی) چھتریوں میں جو لوگ بناتے ہیں گھر بنا (۶۸)۔ اور ہر قسم کے میوے کھا اور اپنے پروردگار کے صاف رستوں پر چلی جا۔ اس کے پیٹ سے پینے کی چیز نکلتی ہے جس کے مختلف رنگ ہوتے ہیں اس میں لوگوں (کے کئی امراض) کی شفا ہے بےشک سوچنے والوں کے لئے اس میں بھی نشانی ہے (۶۹)۔ اور خدا ہی نے تم کو پیدا کیا۔ پھر وہی تم کو موت دیتا ہے اور تم میں بعض ایسے ہوتے ہیں کہ نہایت خراب عمر کو پہنچ جاتے ہیں اور (بہت کچھ) جاننے کے بعد ہر چیز سے بےعلم ہو جاتے ہیں۔ بےشک خدا (سب کچھ جاننے والا (اور) قدرت والا ہے (۷۰)۔ اور خدا نے رزق (و دولت) میں بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے تو جن لوگوں کو فضیلت دی ہے وہ اپنا رزق اپنے مملوکوں کو تو دے ڈالنے والے ہیں نہیں کہ سب اس میں برابر ہو جائیں۔ تو کیا یہ لوگ نعمت الٰہی کے منکر ہیں؟ (۷۱)۔ اور خدا ہی نے تم میں سے تمہارے لیے عورتیں پیدا کیں اور عورتوں سے تمہارے بیٹے اور پوتے پیدا کیے اور کھانے کو تمہیں پاکیزہ چیزیں دیں تو کیا یہ بےاصل چیزوں پر اعتقاد رکھتے ہیں اور خدا کی نعمتوں سے انکار کرتے ہیں؟ (۷۲)۔ اور خدا کے سوا ایسوں کو پوجتے ہیں جو ان کو آسمانوں اور زمین میں روزی دینے کا ذرا بھی اختیار نہیں رکھتے اور نہ (کسی اور طرح کا) مقدور رکھتے ہیں (۷۳)۔ تو (لوگو) خدا کے بارے میں (غلط) مثالیں نہ بناؤ (کچھ

مثالوں کا طریقہ) بتلایا جاتا ہے اور تم نہیں جانتے (۷۴)۔ خدا ایک اور مثال بیان فرماتا ہے کہ ایک غلام ہے جو (بالکل) دوسرے کے اختیار میں ہے اور کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتا اور ایک ایسا شخص ہے جس کو ہم نے اپنے ہاں سے (بہت سا) مال طیب عطا فرمایا ہے اور وہ اس میں سے (رات دن) پوشیدہ اور ظاہر خرچ کرتا رہتا ہے تو کیا وہ دونوں شخص برابر ہیں؟ (ہرگز نہیں) الحمدللہ لیکن ان میں سے اکثر لوگ نہیں سمجھ رکھتے (۷۵)

تفسیر سورة النحل آیات (۶۸) تا (۷۵)

(۶۸) اور آپ کے رب نے شہد کی مکھی کے دل میں یہ بات ڈالی کہ تو پہاڑوں میں اپنا چھتا بنائے اور درختوں میں بھی اور عمارتوں میں بھی چھتا بنا لے۔

(۶۹) پھر ہر قسم کے مختلف پھلوں سے چوستی پھر اور چوس کر واپس آنے کے لیے اپنے پروردگار کے بتائے ہوئے راستوں پر چل لے یا اعتبار چلنے کے اور یاد رہنے کے آسان ہیں۔ پھر شہد کی مکھیوں کے پیٹ میں سے سفید، زرد، سرخ رنگ کا شہد نکلتا ہے، اس میں انسانوں کی بہت سی بیماریوں کے لیے شفا ہے یا یہ قرآن کریم کے لیے بیان شافی ہے، ان مذکورہ چیزوں میں ایسے لوگوں کے لیے جو کہ مخلوقات خداوندی میں غور کرتے ہیں، بڑی دلیل اور عبرت ہے۔

(۷۰) اللہ تعالیٰ نے تمہیں پہلے پیدا کیا اور پھر تمہاری عمریں ختم ہونے پر تمہیں موت دیتا ہے اور بعض لوگ تم میں سے وہ ہیں جو ناکارہ عمر تک پہنچائے جاتے ہیں جس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ آدمی ایک چیز سے باخبر ہو کر پھر بے خبر ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مخلوق کی حالتوں کی تبدیلی کو جاننے والا ہے اور ایک حالت سے دوسری حالت میں تبدیل کرنے پر قادر ہے۔

(۷۱) اہل نجران اس بات کے قائل تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے بعض لوگوں کو بعض لوگوں پر رزق مال و دولت کے باب میں فضیلت دی ہے تو مال و دولت والے اپنے غلاموں کو اس طرح کبھی مال نہیں دیں گے، کہ آقا اور غلام سب اس مال میں برابر ہو جائیں، اس چیز پر یہ لوگ کبھی راضی نہیں ہو سکتے کہ ان کی ملکیت میں دوسرا شریک ہو جائے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تو کیا میرے لیے اس چیز کو پسند کرتے ہو جس کو اپنے لیے گوارا نہیں کرتے اور اتنے انعامات کے بعد بھی وحدانیت خداوندی کا انکار کرتے ہو۔

(۷۲) اور اللہ تعالیٰ نے تمہاری ہی جنس میں سے تمہارے لیے بیویاں بنائیں اور پھر تمہاری عورتوں میں سے بیٹے اور پوتے پیدا کیے اور غلام، باندی اور داماد وغیرہ بھی پیدا کیے اور تمہیں جانوروں سے بہترین چیزیں کھانے کو دیں کیا پھر بھی تم شیطان اور بتوں پر ایمان رکھو گے اور ان کی تصدیق کرو گے اور وحدانیت خداوندی کا انکار کرتے رہو گے۔

(۷۳) یعنی اللہ کو چھوڑ کر ان بتوں کی عبادت کرتے رہیں گے کہ جو نہ آسمان سے پانی برسانے کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ زمین میں سے کسی پیداوار پر قادر ہیں اور نہ اختیار حاصل کرنے کی قدرت رکھتے ہیں۔

(۷۴) تو اب تم اس بطلان کے بعد اللہ تعالیٰ کے لیے لڑکا، شریک اور مثل مت ٹھہراؤ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں کہ ان کے نہ کوئی لڑکا ہے اور نہ شریک اور اے گروہ کفار تم نہیں جانتے۔

(۷۵) اس کے بعد اللہ تعالیٰ مومن وکافر بندے کی ایک مثال بیان کرتے ہیں کہ ایک تو غلام ہے کسی کا مملوک کہ اموال وتصرفات وغیرہ میں اس کو کوئی اختیار نہیں، یہ حالت تو کافر کی ہے کہ کبھی اس سے کسی قسم کی بھلائی اور نیکی کا صدور نہیں ہوسکتا اور دوسرا ایک شخص ہے جس کو ہم نے اپنے پاس سے خوب مال ودولت دے رکھا ہے تو وہ اس میں سے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خفیہ اور علانیہ جس طرح چاہتا ہے، خرچ کرتا ہے یہ مومن مخلص کی شان ہے کیا اس قسم کے حضرات ثواب لوٹنے اور اطاعت خداوندی میں برابر ہوسکتے ہیں۔

تمام قسم کی تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے لائق ہیں اور وحدانیت اسی ذات کے لیے ثابت ہے بلکہ ان میں سے اکثر قرآن کی مثالیں جانتے ہی نہیں اور کہا گیا ہے کہ یہ آیت حضرت عثمان بن عفان ؓ اور ایک عرب آدمی ابوالعیص بن امیہ کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

وَضَرَبَ

اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُوَ
كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ ۙ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ ۭ هَلْ يَسْتَوِيْ
هُوَ ۙ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ ۙ وَهُوَ عَلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝
وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا
كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝
وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ۙ
وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝
اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِيْ جَوِّ السَّمَاۗءِ ۭ مَا يُمْسِكُهُنَّ
اِلَّا اللّٰهُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝
وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْۢ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ
جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ اِقَامَتِكُمْ ۙ
وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَآ اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى
حِيْنٍ ۝ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا وَّجَعَلَ لَكُمْ
مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا وَّجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ
وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ
لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ ۝ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ
الْمُبِيْنُ ۝ يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا وَاَكْثَرُهُمُ
الْكٰفِرُوْنَ ۝

اور خدا ایک اور مثال بیان فرماتا ہے کہ دو آدمی ہیں ایک ان میں سے گونگا (اور دوسرے کی ملک) ہے (بے اختیار و ناتواں) کہ کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتا۔ اور اپنے مالک کو دوبھر ہو رہا ہے وہ جہاں اُسے بھیجتا ہے (خیر سے کبھی) بھلائی نہیں لاتا۔ کیا ایسا (گونگا بہرا) اور وہ شخص جو (سنتا بولتا اور) لوگوں کو انصاف کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اور خود سیدھے رستے پر چل رہا ہے دونوں برابر ہیں (۷۶)۔ اور آسمانوں اور زمین کا علم خدا ہی کو ہے اور (خدا کے نزدیک) قیامت کا آنا یوں ہے جیسے آنکھ کا جھپکنا بلکہ (اس سے بھی) جلد تر۔ کچھ شک نہیں کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے (۷۷)۔ اور خدا ہی نے تم کو تمہاری ماؤں کے شکم سے پیدا کیا کہ تم کچھ نہیں جانتے تھے۔ اور اس نے تم کو کان اور آنکھیں اور دل (اور انکے علاوہ اور اعضا) بخشے تاکہ تم شکر کرو (۷۸)۔ کیا ان لوگوں نے پرندوں کو نہیں دیکھا کہ آسمان کی ہوا میں گھرے ہوئے (اڑتے رہتے) ہیں۔ ان کو خدا ہی تھامے رکھتا ہے ایمان والوں کے لیے اس میں (بہت سی) نشانیاں ہیں (۷۹)۔ اور خدا ہی نے تمہارے لیے گھروں کو رہنے کی جگہ بنایا اور اسی نے چوپایوں کی کھالوں سے تمہارے لیے ڈیرے بنائے جن کو تم سبک دیکھ کر سفر اور حضر میں کام میں لاتے ہو اور اُن کی اون اور پشم اور بالوں سے تم اسباب اور برتنے کی چیزیں (بناتے ہو جو) مدت تک (کام دیتی ہیں) (۸۰)۔ اور خدا ہی نے تمہارے (آرام کے) لئے اپنی پیدا کی ہوئی چیزوں کے سائے بنائے اور پہاڑوں میں غاریں بنائیں اور کرتے بنائے جو تم کو گرمی سے بچائیں۔ اور

(ایسے) کُرتے (بھی) جو تم کو (اسلحہ) جنگ (کے ضرر) سے محفوظ رکھیں۔ اسی طرح خدا اپنا احسان تم پر پورا کرتا ہے تاکہ تم فرمانبردار ہو (۸۱)۔ اور اگر یہ لوگ اعراض کریں تو (اے پیغمبر) تمہارا کام فقط کھول کر سنا دینا ہے (۸۲)۔ یہ خدا کی نعمتوں سے واقف ہیں۔ مگر (واقف ہو کر) اُن سے انکار کرتے ہیں۔ اور یہ اکثر ناشکرے ہیں (۸۳)

تفسیر سورۃ النحل آیات (۷۶) تا (۸۳)

(۷۶) اللہ تعالیٰ اس کی مزید صراحت کے لیے بتوں کی ایک اور مثال بیان کرتے ہیں کہ دو شخص ہیں، ایک تو ان میں سے گونگا پتھر ہے، بات نہیں کر سکتا ہے جو ان کا بت ہے وہ اپنے مالک اور رشتہ دار پر ایک وبال جان ہے اور اس کو مشرق و مغرب کے جس کونے میں سے بھی پکارا جائے، کسی پکارنے والے کا جواب نہیں دے سکتا، یہ ان کے بتوں کی مثال ہے، کیا یہ بت اور ایسی ذات یعنی اللہ تعالیٰ جو توحید کی تعلیم کرتا ہو اور صراط مستقیم کی طرف لوگوں کو بلاتا ہو نفع پہنچانے اور تکالیف کے دور کرنے میں دونوں برابر ہو سکتے ہیں۔

شان نزول: وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ (الخ)

اس آیت مبارکہ کے بارے میں ابن جریرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت ایک قریشی اور اس کے غلام کے متعلق نازل ہوئی ہے اور اگلی آیت رَجُلَيْنِ اَحَدُهُمَا (الخ) یہ حضرت عثمانؓ اور ان کے غلام کے متعلق نازل ہوئی ہے، ان کا غلام اسلام کو برا سمجھتا تھا اور اس کا انکار کیا کرتا تھا اور صدقہ اور نیک کاموں سے روکتا تھا، ان دونوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی دو شخص ہیں ایک تو ان میں سے گونگا ہے الخ۔

(۷۷) تمام پوشیدہ باتیں جو بندوں میں سے کسی کو بھی معلوم نہیں، اللہ ہی کے ساتھ خاص ہیں، قیامت ہے، اس کا معاملہ ایسا جھٹ پٹ ہوگا جیسا کہ آنکھ جھپکنا بلکہ اس سے بھی زیادہ جلدی اللہ تعالیٰ مرنے کے بعد کی زندگی وغیرہ ہر چیز پر قادر ہیں۔

(۷۸) اور کیا اللہ نے تمہاری ماں کے پیٹ سے تمہیں اس حالت میں نہ نکالا، کہ تمہیں اشیا میں سے کسی چیز کی بھی خبر نہ تھی اور اس نے تمہیں نیک بات سننے کے لیے کان اور نیک بات دیکھنے کے لیے آنکھیں اور امور خیر کے سمجھنے کے لیے دل عطا کیے تاکہ تم نعمت خداوندی کا شکر کرو اور اس پر ایمان لاؤ۔

(۷۹) اے مکہ والو! کیا تم نے پرندوں کو نہیں دیکھا کہ اس سے قدرت خداوندی اور اس کی توحید کو سمجھتے کہ وہ پرندے آسمان و زمین کے درمیان مسخر ہو کر اڑ رہے ہیں ان کو اس اڑنے میں اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں تھامتا، پرندوں کے فضا میں رکے رہنے میں ان لوگوں کے لیے جو اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ ان کو اللہ تعالیٰ ہی تھام رہے ہیں، وحدانیت الٰہیہ کی چند نشانیاں ہیں اب مزید اپنے انعامات یاد دلاتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں اور

اس پر ایمان لائیں۔

(۸۰) اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے حالت حضر میں تمہارے گھروں میں رہنے کی جگہ بنائی اور حالت سفر میں جانوروں کی کھالوں اور ان کی اون، وبالوں کے تمہارے لیے خیمے اور شامیانے بنائے جن کے بوجھ کو تم اپنے سفر کے دن اور اپنے ٹھہرنے کے دن ہلکا پھلکا پاتے ہو (اور مثلاً) بکریوں کی اون اونٹوں کے روؤں اور دنبوں کے بالوں سے تمہارے گھر کے سامان تمتع کی چیزیں ایک مدت یعنی ختم ہونے اور پرانے ہونے تک کے لیے بنائیں۔

(۸۱) اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے درختوں، پہاڑوں اور دیواروں کے سائے بنائے، جن سے گرمی میں اپنی حفاظت کرتے ہو اور تمہارے لیے پہاڑوں میں پناہ کے مقامات اور غار بنائے اور تمہارے لیے ایسے کرتے بنائے جو گرمی سے گرمی میں اور سردی سے سردی میں تمہاری حفاظت کرتے ہیں۔

اور زرہیں بنائیں جو تمہارے دشمن کے ہتھیار لگنے سے حفاظت کرتی ہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ تم پر اپنی نعمتیں پوری کرتا ہے، اگر تم اس کا اقرار کر کے اس کے فرمانبردار ہو جاؤ یا یہ کہ ان زرہوں کی وجہ سے زخم لگنے سے محفوظ رہو۔

(۸۲) اور اگر یہ لوگ ایمان لانے سے اعراض کریں تو آپ کی ذمہ داری تو احکام خداوندی کا زبان عربی میں صاف طور پر پہنچا دینا ہے۔

(۸۳) چنانچہ جب رسول اکرم ﷺ نے کفار کو یہ نعمتیں یاد دلائیں تو کہنے لگے بے شک محمد ﷺ یہ سب نعمتیں اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہیں، اس کے بعد پھر اس چیز کے منکر ہو گئے اور کہنے لگے ہمارے بتوں کی سفارش سے یہ نعمتیں ملی ہیں، اسی چیز کو اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ خود اقرار کر رہے ہیں کہ یہ سب نعمتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں مگر پھر کہتے ہیں کہ ہمارے بتوں کی سفارش سے ایسا ہوا ہے ان میں اللہ تعالیٰ کے منکر اور کافر ہیں۔

شان نزول: یَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ ایک اعرابی رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے آپ سے کچھ پوچھا، آپ نے اس کے سامنے یہ آیت تلاوت فرمائی وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ بُيُوْتِكُمْ (الخ) وہ کہنے لگا ٹھیک ہے، پھر آپ نے اس کے سامنے اگلی آیت وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا تا وَيَوْمَ اِقَامَتِكُمْ (الخ) تلاوت فرمائی۔ وہ پھر کہنے لگا ٹھیک ہے، پھر آپ نے اس کے سامنے اور آیتیں پڑھیں ہر ایک آیت پر وہ کہتا تھا ٹھیک ہے، یہاں تک کہ آپ اس آیت پر پہنچے كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ، یہ سن کر وہ اعرابی رخ پھیر کر چلا گیا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی یعنی لوگ اللہ کی نعمت کو پہچانتے ہیں، پھر اس کے منکر ہوتے ہیں اور زیادہ ان میں ناشکر گزار ہیں۔

وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ ۝ وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ ۝ وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ أَشْرَكُوا شُرَكَاءَهُمْ قَالُوا رَبَّنَا هَٰؤُلَاءِ شُرَكَاؤُنَا الَّذِينَ كُنَّا نَدْعُو مِنْ دُونِكَ ۖ فَأَلْقَوْا إِلَيْهِمُ الْقَوْلَ إِنَّكُمْ لَكَاذِبُونَ ۝ وَأَلْقَوْا إِلَى اللَّهِ يَوْمَئِذٍ السَّلَمَ ۖ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۝ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ زِدْنَاهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوا يُفْسِدُونَ ۝ وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِمْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ ۖ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيدًا عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ ۚ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ ۝ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۝ وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللَّهِ إِذَا عَاهَدْتُمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللَّهَ عَلَيْكُمْ كَفِيلًا ۚ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ ۝ وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ أَنْكَاثًا تَتَّخِذُونَ أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ أَنْ تَكُونَ أُمَّةٌ هِيَ أَرْبَىٰ مِنْ أُمَّةٍ ۚ إِنَّمَا يَبْلُوكُمُ اللَّهُ بِهِ ۚ وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ۝ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَٰكِنْ يُضِلُّ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ ۚ وَلَتُسْأَلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝

اور جس دن ہم ہر امت میں سے گواہ (یعنی پیغمبر) کھڑا کریں گے تو نہ تو کفار کو (بولنے کی) اجازت ملے گی اور نہ ان کے عذر قبول کیے جائیں گے (۸۴)۔ اور جب ظالم لوگ عذاب دیکھ لیں گے پھر نہ تو ان کے عذاب ہی میں تخفیف کی جائے گی اور نہ ان کو مہلت ہی دی جائے گی (۸۵)۔ اور جب مشرک (اپنے بنائے ہوئے) شریکوں کو دیکھیں گے تو کہیں گے کہ پروردگار یہ وہی ہمارے شریک ہیں جن کو ہم تیرے سوا پکارا کرتے تھے۔ تو وہ (ان کے کلام کو مسترد کریں گے اور) ان سے کہیں گے کہ تم تو جھوٹے ہو (۸۶)اور اس دن خدا کے سامنے سرنگوں ہو جائیں گے اور جو طوفان وہ باندھا کرتے تھے سب ان سے جاتا رہے گا (۸۷)۔ جن لوگوں نے کفر کیا اور لوگوں کو خدا کے رستے سے روکا ہم ان کو عذاب پر عذاب دیں گے۔ اس لیے کہ شرارت کیا کرتے تھے (۸۸)۔ اور (اس دن کو یاد کرو) جس دن ہم ہر امت میں سے خود ان پر گواہ کھڑے کریں گے۔ اور (اے پیغمبر) تم کو ان لوگوں پر گواہ لائیں گے۔ اور ہم نے تم پر (ایسی) کتاب نازل کی ہے کہ (اس میں) ہر چیز کا بیان (مفصل) ہے اور مسلمانوں کے لئے ہدایت اور رحمت اور بشارت ہے (۸۹)۔ خدا تم کو انصاف اور احسان کرنے اور رشتہ داروں کو (خرچ سے مدد) دینے کا حکم دیتا ہے۔ اور بے حیائی اور نامعقول کاموں سے اور سرکشی سے منع کرتا ہے (اور) تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم یاد رکھو (۹۰)۔ اور جب خدا سے عہد واثق کرو تو اس کو پورا کرو اور جب پکی قسمیں کھاؤ تو ان کو مت توڑو کہ تم خدا کو اپنا ضامن مقرر کر چکے ہو اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا اس کو جانتا ہے (۹۱)۔ اور اس عورت کی طرح نہ ہونا جس نے محنت سے سوت کاتا۔ پھر اس کو توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا کہ تم اپنی قسموں کو آپس میں اس بات کا ذریعہ بنانے لگو کہ ایک گروہ دوسرے گروہ سے زیادہ غالب رہے۔ بات یہ ہے کہ خدا تمہیں اس سے آزماتا ہے اور جن باتوں میں تم اختلاف کرتے ہو قیامت کو اس کی حقیقت تم پر ظاہر کر دے گا (۹۲)۔ اور اگر خدا چاہتا تو تم (سب) کو ایک ہی جماعت بنا دیتا۔ لیکن وہ جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور جو عمل تم کرتے ہو (اس دن) ان کے بارے میں تم سے ضرور پوچھا جائے گا (۹۳)

تفسیر سورۃ النحل آیات (۸۴) تا (۹۴)

(۸۴) اور جس دن ہم ہر ایک قوم میں سے ان کے پیغمبر کو ان پر تبلیغ احکام کے لیے گواہ قائم کریں گے، پھر ان کافروں کو عذر کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی اور نہ ہی توبہ کے لیے دنیا میں واپس بھیجے جائیں گے۔

(۸۵) اور ان کافروں سے عذاب ہلکا نہ کیا جائے گا اور نہ عذاب خداوندی میں ان کو کچھ مہلت دی جائے گی۔

(۸۶) اور جب یہ مشرک اپنے معبودوں کو دیکھیں گے تو کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہمارے معبود یہی ہیں کہ آپ کو چھوڑ کر ہم ان کی پوجا کیا کرتے تھے اور انھوں نے ہمیں اپنی پوجا کرنے کا حکم دیا تھا تو وہ بت فوراً ان کو جواب دیں گے کہ تم جھوٹے ہو، ہم نے تمہیں اس چیز کا حکم نہیں دیا اور ہمیں تمہاری پوجا کی بھی خبر نہیں۔

(۸۷) اور یہ مشرک لوگ اور ان کے معبود اس روز اللہ تعالیٰ کے سامنے اطاعت کی باتیں کرنے لگیں گے اور جو جو جھوٹ بولا کرتے تھے وہ سب باطل ہو جائیں گے یعنی اپنے جھوٹے معبودوں سے الجھنے لگیں گے۔

(۸۸) جو لوگ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کا انکار کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی دین الٰہی اور اطاعت خداوندی سے منع کرتے ہیں تو ہم دوزخ کے عذاب میں سانپوں، بچھوؤں، بھوک اور پیاس اور زمہریر وغیرہ کی اور ان پر زیادتی کر دیں گے، بمقابلہ ان کی نافرمانیوں اور ان کے اقوال و افعال شرکیہ کے۔

(۸۹) اور جس دن ہم ہر ہر امت میں ایک ایک گواہ جو ان ہی میں سے ہوگا یعنی ان کے نبی کو قائم کریں گے اور محمد ﷺ آپ کی امت کے لیے آپ کو گواہ بنا کر لائیں گے یا یہ کہ ان سب کے مقابلہ میں ان کی صفائی کے لیے آپ کو گواہ بنا کر لائیں گے اور ہم نے بذریعہ جبریل امین آپ پر قرآن پاک اتارا جو حلال و حرام اور امر و نواہی میں سے ہر ایک بات کو بیان کرنے والا ہے اور مسلمانوں کے لیے گمراہی سے بڑی ہدایت اور عذاب سے بڑی رحمت اور جنت کی خوشخبری سنانے والا ہے۔

(۹۰) یقیناً اللہ تعالیٰ توحید اور فرائض کی ادائیگی یا یہ کہ لوگوں کے ساتھ احسان اور صلہ رحمی کا حکم فرماتے ہیں اور تمام گناہ اور ایسی باتوں سے جن کی شریعت اور سنت میں کوئی بنیاد نہیں اور ظلم و زیادتی کرنے سے منع فرماتے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ تمہیں ان باتوں سے اس لیے روکتے ہیں تاکہ تم قرآن کے احکام سے نصیحت حاصل کرو۔

(۹۱) اور تم اللہ تعالیٰ کے عہد کو پورا کرو جب کہ تم اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر اس کے پورا کرنے کو اپنے ذمہ لے لو۔ یہ آیت مبارکہ مراد اور کندہ کے بارے میں نازل ہوئی جو اپنے درمیان ان وعدوں کو پختہ کرنے کے بعد مت توڑو اور تم اللہ تعالیٰ کو گواہ بھی بنا چکے ہو، مطلب یہ کہ پختہ کر کے دوسری دونوں جماعتوں میں جو عہد و پیمان ہوا ہے اس پر اللہ تعالیٰ گواہ ہے اور خواہ وہ قائم ہو یا ٹوٹے یہ اللہ تعالیٰ کو سب معلوم ہے۔

شان نزول: وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ (الخ)

ابن جریرؒ نے بریدہ ؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت مبارکہ رسول اکرم ﷺ نے جو بیعت فرمائی ہے اس کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(۹۲) اور تم عہد شکنی کر کے ریطہ نامی دیوانی عورت کی طرح مت ہو کہ جس نے اپنا سوت کاتنے کے بعد پھر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا کہ تم بھی اپنے وعدوں کو مکر وفریب اور فساد کا ذریعہ بنانے لگو محض اس وجہ سے کہ ایک جماعت دوسری جماعت سے زیادہ ہو جائے، بس اس زیادہ ہونے سے یا اس نقض عہد سے اللہ تعالیٰ تمہاری آزمائش کرتا ہے اور دین میں جو کچھ اختلاف کرتے ہو، اس کی حقیقت قیامت کے دن تمہارے اوپر ظاہر کر دے گا۔

شان نزول: وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِىْ نَقَضَتْ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے ابوبکر بن ابی حفص سے روایت کیا ہے کہ سعیدہ اسدیہ دیوانی ایک عورت تھی، جو بالوں کو اور سوت کو جمع کرتی اور کات کر پھر توڑ دیتی تھی، اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ تم مکہ کی اس دیوانی عورت کی طرح مت ہو۔

(۹۳) اور اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو تم سب کو ایک ہی ملت یعنی ملت اسلامی کا پیروکار بنا دیتے لیکن جو دین الٰہی کا اہل نہیں ہوتا، اس کو اس سے گمراہ کرتے ہیں اور جس میں دین خداوندی کی صلاحیت ہوتی ہے، اسے راہ پر چلاتے ہیں اور تم حالت کفر میں کیا برائیاں کر رہے ہو اور حالت ایمان میں کیا کیا نیکیاں کرتے ہو یا یہ کہ وفائے عہد اور نقض عہد سب اعمال کی قیامت کے دن پوچھ گچھ ہوگی۔

وَلَا تَتَّخِذُوا أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌ بَعْدَ ثُبُوتِهَا وَتَذُوقُوا السُّوءَ بِمَا صَدَدْتُمْ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿۹۴﴾ وَلَا تَشْتَرُوا بِعَهْدِ اللَّهِ ثَمَنًا قَلِيلًا إِنَّمَا عِنْدَ اللَّهِ هُوَ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۹۵﴾ مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللَّهِ بَاقٍ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِينَ صَبَرُوا أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۹۶﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۹۷﴾ فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ﴿۹۸﴾ إِنَّهُ لَيْسَ لَهُ سُلْطَانٌ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ﴿۹۹﴾ إِنَّمَا سُلْطَانُهُ عَلَى الَّذِينَ يَتَوَلَّوْنَهُ وَالَّذِينَ هُمْ بِهِ مُشْرِكُونَ ﴿۱۰۰﴾ وَإِذَا بَدَّلْنَا آيَةً مَكَانَ آيَةٍ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مُفْتَرٍ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۱۰۱﴾ قُلْ نَزَّلَهُ رُوحُ الْقُدُسِ مِنْ رَبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِينَ آمَنُوا وَهُدًى وَبُشْرَى لِلْمُسْلِمِينَ ﴿۱۰۲﴾ وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّهُمْ يَقُولُونَ إِنَّمَا يُعَلِّمُهُ بَشَرٌ لِسَانُ الَّذِي يُلْحِدُونَ إِلَيْهِ أَعْجَمِيٌّ وَهَٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُبِينٌ ﴿۱۰۳﴾ إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ لَا يَهْدِيهِمُ اللَّهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۱۰۴﴾

اور اپنی قسموں کو آپس میں اس بات کا ذریعہ نہ بناؤ کہ (لوگوں کے) قدم جم چکنے کے بعد لڑکھڑا جائیں اور اس وجہ سے کہ تم نے لوگوں کو خدا کے رستے سے روکا تم کو عقوبت کا مزا چکھنا پڑے۔ اور بڑا سخت عذاب ملے (۹۴) اور خدا سے جو تم نے عہد کیا ہے (اس کو مت بیچو اور) اس کے بدلے تھوڑی سی قیمت نہ لو (کیونکہ ایمانداری کا) جو (صلہ) خدا کے ہاں مقرر ہے وہ اگر سمجھو تو تمہارے لئے بہتر ہے (۹۵) جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جاتا ہے اور جو خدا کے پاس ہے وہ باقی ہے (کہ کبھی ختم نہیں ہوگا) اور جن لوگوں نے صبر کیا ہم ان کو ان کے عملوں کا بہت اچھا بدلہ دیں گے (۹۶) جو شخص نیک عمل کرے گا مرد ہو یا عورت اور وہ مومن بھی ہوگا تو ہم اس کو (دنیا میں) پاک (اور آرام کی) زندگی سے زندہ رکھیں گے اور (آخرت میں) اُن کے اعمال کا نہایت اچھا صلہ دیں گے (۹۷) اور جب تم قرآن پڑھنے لگو تو شیطان مردود سے پناہ مانگ لیا کرو (۹۸) کہ جو مومن ہیں اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں ان پر اس کا کچھ زور نہیں چلتا (۹۹) اس کا زور ان ہی لوگوں پر چلتا ہے جو اس کو رفیق بناتے ہیں اور اس کے (وسوسے کے) سبب (خدا کے ساتھ) شریک مقرر کرتے ہیں (۱۰۰) اور جب ہم کوئی آیت کسی آیت کی جگہ بدل دیتے ہیں۔ اور خدا جو کچھ نازل فرماتا ہے اسے خوب جانتا ہے تو (کافر) کہتے ہیں کہ تم تو (یونہی) اپنی طرف سے بنا لاتے ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ ان میں اکثر نادان ہیں (۱۰۱) کہہ دو کہ اس کو روح القدس تمہارے پروردگار کی طرف سے سچائی کے ساتھ لے کر نازل ہوئے ہیں تاکہ یہ (قرآن) مومنوں کو ثابت قدم رکھے اور حکم ماننے والوں کے لئے تو (یہ) ہدایت اور بشارت ہے (۱۰۲) اور ہمیں معلوم ہے کہ یہ کہتے ہیں کہ اس (پیغمبر) کو ایک شخص سکھا جاتا ہے۔ مگر جس کی طرف (تعلیم کی) نسبت کرتے ہیں اس کی زبان تو عجمی ہے اور یہ صاف عربی زبان ہے (۱۰۳) یہ لوگ خدا کی آیتوں پر ایمان نہیں لاتے ان کو خدا ہدایت نہیں دیتا اور ان کے لئے عذاب الیم ہے (۱۰۴)

تفسیر سورة النحل آيات (۹۴) تا (۱۰۴)

(۹۴) اور تم لوگ اپنے عہدوں کو آپس میں دھوکہ و فریب اور آپس میں جھگڑے کا ذریعہ مت بناؤ کہ کہیں دوسرے اطاعت

خداوندی سے نہ پھسل جائیں جیسا کہ چلتے ہوئے آدمی کا قدم جمنے کے بعد پھسل جاتا ہے اور پھر تمہیں اس وجہ سے کہ تم نے دوسروں کو دین الٰہی اور اطاعت خداوندی سے روکا، جہنم کی تکلیف بھگتنا پڑے اور تمہیں کو آخرت میں سخت عذاب ہوگا۔

(۹۵) اور تم لوگ جھوٹی قسمیں کھا کر دنیا کا معمولی سا فائدہ مت حاصل کرو تمہارے پاس جو متاع دنیوی ہے، اس سے ثواب آخرت کئی درجے بہتر ہے، جب کہ تم ثواب خداوندی کو سمجھنا چاہو۔

(۹۶) یا یہ کہ جب تم اس کی تصدیق کرنا چاہو اور جو مال و دولت تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جائے گا اور ثواب خداوندی باقی رہے گا اور جو لوگ وفائے عہد وغیرہ پر ثابت قدم ہیں، ہم ان کے دنیا کے اچھے کاموں کے بدلے میں آخرت میں ان کو اس کا ثواب دیں گے۔

(۹۷) اور جو شخص بھی خالص اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی اچھا کام کرے گا اور اللہ تعالیٰ پر یقین قائم رکھے گا، بشرطیکہ مومن مخلص ہو تو ہم اس کو لطف والی زندگی دیں گے یعنی طاعت میں یا قناعت میں یا یہ کہ جنت میں اور ان کے دنیاوی اچھے کاموں کے بدلہ ان کو آخرت میں ثواب دیں گے، یہ آیت مبارکہ عبدان بن الاشوع اور امرء القیس کندی کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ ان دونوں میں ایک زمین کا جھگڑا تھا۔

(۹۸) اور اے محمد ﷺ جب آپ قرآن کریم پڑھنا چاہیں خواہ نماز کی پہلی رکعت میں یا نماز کے علاوہ تو شیطان لعین سے جو کہ رحمت خداوندی سے مردود ہے پناہ مانگ لیا کریں۔

(۹۹) اس کا قابو ان لوگوں پر نہیں چلتا جو کہ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان رکھتے اور اپنے تمام کاموں میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھتے ہیں، اس کے علاوہ اور کسی پر بھروسہ نہیں رکھتے۔

(۱۰۰) اس کا بس تو صرف ان لوگوں پر چلتا ہے جو کہ اس کی اطاعت کرتے ہیں اور ان لوگوں پر جو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔

(۱۰۱) اور جب ہم ایک آیت کو منسوخ کر کے اس کے بدلہ بذریعہ جبریل دوسرا حکم ناسخ بھیجتے ہیں، حالاں کہ بندوں کو کس چیز کا حکم دینا چاہیے اس کی مصلحت اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں تو یہ کفار مکہ کہتے ہیں کہ محمد ﷺ آپ اپنی جانب سے ایسا کہہ رہے ہیں۔

بلکہ ان ہی میں سے اکثر لوگ اس بات سے بے خبر ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ان ہی کاموں کا حکم دیتے ہیں جن میں ان کے لیے مصلحت اور بھلائی ہوتی ہے۔

(۱۰۲) اے محمد ﷺ آپ ان سے کہہ دیجیے کہ اس قرآن کریم کو حضرت جبریل امین آپ کے رب کی طرف سے ناسخ

ومنسوخ کی طرح لاتے رہتے ہیں۔

تنزل کے صیغہ کو تشدید کے ساتھ ذکر کیا ہے کیوں کہ تھوڑا تھوڑا حکمت کے مطابق قرآن عظیم نازل ہوا ہے تاکہ ایمان والوں کے دلوں کو ایمان پر ثابت قدم اور خوش رکھے اور مسلمانوں کے لیے گمراہی سے ہدایت اور جنت کی خوشخبری کا ذریعہ ہو جائے۔

(۱۰۳) اور اے محمد ﷺ یہ کفار مکہ دوسری بات یہ بھی کہتے ہیں کہ ان کو یہ قرآن کریم تو جبیر و یسار یہ دو آدمی آکر سکھا جاتے ہیں جس شخص کی طرف اس کو منسوب کرتے ہیں، اس کی زبان تو (عجمی) عبرانی ہے اور یہ قرآن کریم تو صاف عربی زبان میں ہے جس کو یہ بولتے ہیں۔

شان نزول: وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ (الخ)

ابن جریر نے سند ضعیف کے ساتھ ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ مکہ مکرمہ میں بلعام نامی ایک لوہار تھا اور رسول اکرم ﷺ اس کو جانتے تھے اور آپ اس لوہار کے پاس آتے جاتے رہتے تھے اور مشرکین آپ کی آمدورفت کو دیکھتے تھے اور اس لوہار کی زبان عجمی تھی تو یہ دیکھ کر مشرکین کہنے لگے کہ یہ قرآن کریم آپ نے بلعام سے سیکھا ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ یعنی اور ہم کو جانتے ہیں کہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ ان کو تو آدمی سکھا جاتا ہے جس شخص کی طرف اس کو منسوب کرتے ہیں اس کی زبان تو عجمی ہے اور یہ قرآن صاف عربی ہے۔ نیز ابن ابی حاتم نے حصین کے طریق سے عبداللہ بن مسلم حضرمی سے روایت کیا ہے کہ ہمارے دو غلام تھے ایک کا نام "یسار" اور دوسرے کا "جبیر" تھا، دونوں لوہار تھے دونوں اپنی کتاب پڑھتے اور اپنا علم سکھایا کرتے تھے، رسول اکرم ﷺ ادھر سے گزرتے اور ان کی قراءت کو سنتے تھے تو اس پر مشرکین کہنے لگے کہ حضور ﷺ نے ان سے یہ قرآن سیکھا ہے اس پر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

(۱۰۴) جو لوگ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان نہیں لاتے، اللہ تعالیٰ ان کو بھی اپنے دین کی ہدایت نہیں کریں گے جو کہ اس کے دین کا اہل نہیں ہوگا یا یہ کہ ان کو جنت کی طرف رہنمائی نہیں فرمائے گا اور نہ ان کو دوزخ سے نجات دے گا اور ان کے لیے دردناک سزا ہوگی۔

❁ ❁ ❁

إِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَاذِبُونَ ﴿١٠٥﴾ مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ وَلَٰكِنْ مَنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِنَ اللَّهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١٠٦﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا عَلَى الْآخِرَةِ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ﴿١٠٧﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ طَبَعَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ ﴿١٠٨﴾ لَا جَرَمَ أَنَّهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمُ الْخَاسِرُونَ ﴿١٠٩﴾ ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ هَاجَرُوا مِنْ بَعْدِ مَا فُتِنُوا ثُمَّ جَاهَدُوا وَصَبَرُوا إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿١١٠﴾ يَوْمَ تَأْتِي كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَفْسِهَا وَتُوَفَّىٰ كُلُّ نَفْسٍ مَا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿١١١﴾ وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ آمِنَةً مُطْمَئِنَّةً يَأْتِيهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِأَنْعُمِ اللَّهِ فَأَذَاقَهَا اللَّهُ لِبَاسَ الْجُوعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ ﴿١١٢﴾ وَلَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مِنْهُمْ فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ ظَالِمُونَ ﴿١١٣﴾ فَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا وَاشْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ﴿١١٤﴾ إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ ۖ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿١١٥﴾ وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هَٰذَا حَلَالٌ وَهَٰذَا حَرَامٌ لِتَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ ﴿١١٦﴾ مَتَاعٌ قَلِيلٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١١٧﴾

جھوٹ اور افترا تو وہی لوگ کیا کرتے ہیں جو خدا کی آیتوں پر ایمان نہیں لاتے۔ اور وہی جھوٹے ہیں (۱۰۵)۔ جو شخص ایمان لانے کے بعد خدا کے ساتھ کفر کرے۔ وہ نہیں جو (کفر پر زبردستی) مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان کے ساتھ مطمئن ہو۔ بلکہ وہ جو (دل سے اور) دل کھول کر کفر کرے۔ تو ایسوں پر اللہ کا غضب ہے۔ اور ان کو بڑا سخت عذاب ہوگا (۱۰۶)۔ یہ اس لئے کہ انہوں نے دنیا کی زندگی کو آخرت کے مقابلے میں عزیز رکھا۔ اور اس لئے کہ خدا کافر لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا (۱۰۷)۔ یہی لوگ ہیں جن کے دلوں پر اور کانوں پر اور آنکھوں پر خدا نے مہر لگا رکھی ہے اور یہی غفلت میں پڑے ہوئے ہیں (۱۰۸)۔ کچھ شک نہیں کہ یہ آخرت میں خسارہ اٹھانے والے ہوں گے (۱۰۹)۔ پھر جن لوگوں نے ایذا ئیں اٹھانے کے بعد ترک وطن کیا پھر جہاد کیے اور ثابت قدم رہے تمہارا پروردگار ان کو بےشک ان (آزمائشوں) کے بعد بخشنے والا (اور ان پر) رحمت کرنے والا ہے (۱۱۰)۔ جس دن ہر متنفس اپنی طرف سے جھگڑا کرنے آئے گا۔ اور ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور کسی کا نقصان نہیں کیا جائے گا (۱۱۱)۔ اور خدا ایک بستی کی مثال بیان فرماتا ہے کہ (ہر طرح) امن چین سے بستی تھی۔ ہر طرف سے رزق بافراغت چلا آتا تھا۔ مگر ان لوگوں نے خدا کی نعمتوں کی ناشکری کی تو خدا نے ان کے اعمال کے سبب ان کو بھوک اور خوف کا لباس پہنا کر (ناشکری کا) مزا چکھا دیا (۱۱۲)۔ اور ان کے پاس انہی میں سے ایک پیغمبر آیا تو انہوں نے اس کو جھٹلایا سو ان کو عذاب نے آ پکڑا اور وہ ظالم تھے (۱۱۳)۔ پس خدا نے جو تم کو حلال اور طیب رزق دیا ہے اسے کھاؤ اور اللہ کی نعمتوں کا شکر کرو۔ اگر اسی کی عبادت کرتے ہو (۱۱۴)۔ اس نے تم پر مردار اور لہو اور سور کا گوشت حرام کر دیا ہے اور جس چیز پر خدا کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے (اس کو بھی) ہاں اگر کوئی ناچار ہو جائے تو بشرطیکہ گناہ کرنے والا نہ ہو اور نہ حد سے نکلنے والا تو خدا بخشنے والا مہربان ہے (۱۱۵)۔ اور یوں ہی جھوٹ جو تمہاری زبان پر آ جائے مت کہہ دیا کرو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے۔ کہ خدا پر جھوٹ بہتان باندھنے لگو۔ جو لوگ خدا پر جھوٹ بہتان باندھتے ہیں ان کا بھلا نہیں ہوگا (۱۱۶)۔ (جھوٹ کا) فائدہ تو تھوڑا سا ہے مگر (اس کے بدلے) ان کو عذاب الیم (بہت) ہوگا (۱۱۷)

تفسیر سورۃ النحل آیات (۱۰۵) تا (۱۱۷)

(۱۰۵) سو جھوٹ اور بہتان لگانے والے تو یہی لوگ ہیں جو رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان نہیں لاتے اور یہی لوگ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے والے ہیں۔

(۱۰۶) جو شخص ایمان لانے کے بعد کفر کرے تو اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے مگر جس پر کفر کا کلمہ کہنے پر زبردستی کی جائے بشرطیکہ اس کا دل مضبوطی کے ساتھ ایمان پر قائم ہو یہ آیت حضرت عمار بن یاسر ؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ لیکن ہاں جو دل کھول کر کفر کرے تو ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوگا اور ان کو دنیاوی سزا سے زیادہ سخت سزا ہوگی۔

شان نزول: الا من اکرہ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ جب رسول اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کا ارشاد فرمایا تو مشرکین نے حضرت بلالؓ، حضرت خبابؓ اور حضرت عمار بن یاسر ؓ کو پکڑ لیا چنانچہ حضرت عمارؓ نے کفار کے مجبور کرنے پر ظاہری طور پر کفار کی مرضی کی بات کہہ دی تو کفار نے ان کو چھوڑ دیا۔ جب وہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ سے یہ واقعہ بیان کیا، آپ نے فرمایا جب تم نے یہ بات کہی تھی تو تمہارے دل کی کیا کیفیت تھی کیا تمہارا دل تمہاری اس بات پر مطمئن تھا، حضرت عمارؓ نے عرض کیا ہرگز نہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی مگر جس شخص پر زبردستی کی جائے بشرطیکہ اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو۔

نیز مجاہد سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت مکہ کے چند لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جنہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا چنانچہ چند صحابہ کرامؓ نے مدینہ منورہ سے ان کو لکھا کہ ہجرت کر کے چلے آؤ، چنانچہ وہ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کے ارادہ سے روانہ ہوئے راستے میں ان کو قریش نے پکڑ لیا، غرض کہ مجبوراً زبردستی انہوں نے اپنی زبانوں سے اس قسم کے کلمات کہہ دیے ان ہی حضرات کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔

اور ابن سعد نے طبقات میں عمر بن حکم ؓ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمار بن یاسر ؓ کو کفار کی طرف سے اس قدر تکلیف دی جاتی تھی کہ ان کو یہ احساس تک نہیں رہتا تھا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں اور حضرت صہیب ؓ کو بھی اسی طرح تکلیف دی جاتی تھی اور ان کی بھی یہی حالت ہو جاتی تھی اور حضرت ابو فکیہہؓ کو بھی اسی شدت کے ساتھ تکلیف دی جاتی تھی اور ان کی بھی یہی حالت ہو جاتی تھی۔

(۱۰۷) اور یہ عذاب اس وجہ سے ہوگا کہ انھوں نے دنیوی زندگی کو آخرت کے مقابلہ میں عزیز رکھا اور کفر کو ایمان پر ترجیح دی اور اللہ تعالیٰ جو اس کے دین کا اہل نہ ہو اسے اپنے دین کی طرف ہدایت دیتا ہے اور نہ اس کو اپنے عذاب سے نجات دیتا ہے۔

(۱۰۸) اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے اور یہ لوگ آخرت کے کام سے بالکل غافل ہیں اور اس کو انھوں نے پس پشت ڈال رکھا ہے اور توحید سے غافل اور اس کے منکر ہیں۔

(۱۰۹) اے محمد ﷺ یہ یقینی بات ہے کہ آخرت میں یہ لوگ بالکل نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوں گے یہ آیت مبارکہ مذاق اڑانے کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(۱۱۰) اے محمد ﷺ بے شک آپ کا رب ایسے لوگوں کے لیے جیسا کہ حضرت عمار بن یاسر اور ان کے ساتھی جنھوں نے اہل مکہ کی تکالیف اٹھا کر پھر مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کی پھر دشمنوں سے جہاد فی سبیل اللہ کیا اور رسول اکرم ﷺ کے ساتھ تکالیف پر ثابت قدم رہے تو آپ کا رب ہجرت کے بعد ایسے لوگوں کی بڑی بخشش کرنے والا اور ان پر بڑی رحمت فرمانے والا ہے۔

شانِ نزول: ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِیْنَ هَاجَرُوْا (الخ)

حضرت بلالؓ، حضرت عامر بن فہیرہؓ اور مسلمانوں کی ایک جماعت کو تکالیف دی جاتی تھیں انھی حضرات کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ یعنی آپ کا رب ایسے لوگوں کے لیے جنھوں نے کفر میں مبتلا ہونے کے بعد ایمان لا کر ہجرت کی پھر جہاد کیا۔

(۱۱۱) یعنی قیامت کے دن ہر ایک نیک و بد اپنی ہی طرفداری میں اور اپنے شیطان یا اپنی روح کے ساتھ گفتگو کرے گا اور ہر ایک نیک و بد کو اس کے اعمال کا خواہ نیک ہوں یا بد پورا بدلہ ملے گا یعنی نیکی کے بدلہ میں کمی نہ ہوگی اور بدی کے بدلہ میں زیادتی نہ ہوگی۔

(۱۱۲) اللہ تعالیٰ مکہ والوں یعنی ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کی ایک کیفیت بیان فرماتا ہے کہ وہ دشمن، قتل، بھوک اور قید وغیرہ تمام چیزوں سے بڑے امن اور اطمینان کے ساتھ رہتے تھے اور ان کے کھانے کے لیے پھل ان کے پاس ہر طرف سے بڑی فراغت اور وسعت کے ساتھ پہنچا کرتے تھے۔ چنانچہ وہاں کے رہنے والوں نے رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کے ساتھ کفر کیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کو سات سال قحط اور رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام سے لڑائی کا مزہ

چکھایا ان کی ان غلط حرکات کی وجہ سے جو کہ وہ رسول اکرم ﷺ کے ساتھ کیا کرتے تھے۔

(۱۱۳) اور ان کے پاس ان ہی میں سے ایک عربی رسول یعنی محمد ﷺ آئے تو جو احکامات آپ ان کے پاس لے کر آئے تھے ان کو اس قوم نے جھٹلا دیا تب ان پر بھوک، قتل اور قید کا عذاب اللہ کی طرف سے نازل ہوا جب کہ وہ کفر پر بالکل ہی کمر بستہ ہو گئے۔

(۱۱۴) سو کھیتیاں اور جانور اور روزی کھاؤ اور اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرو اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو یعنی اگر تم کھیتیوں اور جانوروں کو خود اپنے اوپر حرام کر لینے میں اللہ کی عبادت سمجھتے ہو تو ان چیزوں کو اپنے اوپر حلال کر لو کیوں کہ اللہ کی عبادت ان کے حلال سمجھنے میں ہے۔

(۱۱۵) تم پر تو صرف مردار کو حرام کیا ہے اور بہتے ہوئے خون کو اور خنزیر کے گوشت کو اور جو کہ غیر اللہ کے نام پر یا بتوں کے نام پر ذبح کیا جائے پھر جو شخص فاقے کی وجہ سے ان چیزوں کے کھانے پر جن کو اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے بالکل مجبور ہو جائے بشرطیکہ مسلمانوں سے بغض نہ رکھتا ہو مطلب یہ ہے کہ مردار کے گوشت کو حلال نہ سمجھتا ہو اور نہ یہ کہ بغیر شدید ضرورت کے کھانے کا ارادہ رکھتا ہو تو اس قدر شدید ضرورت کے موقع پر بقدر ضرورت مردار گوشت کھانے کو اللہ تعالیٰ معاف فرمانے والا ہے اور مہربانی فرمانے والا ہے کہ اس نے ایسی ضرورت کے وقت مردار کے کھانے کی اجازت دی۔

(۱۱۶) اور جن چیزوں کے بارے میں محض تمہارا زبانی جھوٹا دعویٰ ہے ان کے بارے میں مت کہہ دیا کرو کہ فلاں یہ کھیتی اور جانور مردوں پر حلال ہیں اور عورتوں پر حرام ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ پر محض بہتان لگا دو گے۔ جو لوگ اللہ پر بہتان لگاتے ہیں وہ عذاب الٰہی سے فلاح اور نجات نہیں پائیں گے۔

(۱۱۷) ان کی دنیا میں یہ عیش چند روزہ ہے اور پھر آخرت میں دردناک سزا ہے۔

وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ ۖ وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلَٰكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۞ ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ عَمِلُوا السُّوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ وَأَصْلَحُوا إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَحِيمٌ ۞ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِلَّهِ حَنِيفًا وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۞ شَاكِرًا لِأَنْعُمِهِ ۚ اجْتَبَاهُ وَهَدَاهُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۞ وَآتَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۖ وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ ۞ ثُمَّ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ أَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۖ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۞ إِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ ۚ وَإِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۞ ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ ۖ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۚ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ ۖ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ۞ وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ ۖ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِلصَّابِرِينَ ۞ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللَّهِ ۚ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِي ضَيْقٍ مِمَّا يَمْكُرُونَ ۞ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ ۞

اور جو چیزیں ہم تم سے پہلے بیان کر چکے ہیں وہ ہم نے یہودیوں پر حرام کر دی تھیں۔ اور ہم نے ان پر کچھ ظلم نہیں کیا بلکہ وہی اپنے آپ پر ظلم کرتے تھے (۱۱۸)۔ پھر جن لوگوں نے نادانی سے برا کام کیا۔ پھر اس کے بعد توبہ کی اور نیکوکار ہو گئے تو تمہارا پروردگار (ان کو) توبہ کرنے اور نیکوکار ہو جانے کے بعد بخشنے والا (اور ان پر) رحمت کرنے والا ہے (۱۱۹)۔ بے شک ابراہیم (لوگوں کے) امام (اور) خدا کے فرمانبردار تھے۔ جو ایک طرف کے ہو رہے تھے اور مشرکوں میں سے نہ تھے (۱۲۰)۔ اس کی نعمتوں کے شکر گزار تھے۔ خدا نے ان کو برگزیدہ کیا تھا۔ اور (اپنی) سیدھی راہ پر چلایا تھا (۱۲۱)۔ اور ہم نے ان کو دنیا میں بھی خوبی دی تھی۔ اور وہ آخرت میں بھی نیک لوگوں میں ہوں گے (۱۲۲)۔ پھر ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی کہ دین ابراہیم کی پیروی اختیار کرو جو ایک طرف کے ہو رہے تھے اور مشرکوں میں سے نہ تھے (۱۲۳)۔ ہفتے کا دن تو انہی لوگوں کے لیے مقرر کیا گیا تھا جنہوں نے اس میں اختلاف کیا۔ اور تمہارا پروردگار قیامت کے دن ان میں ان باتوں کا فیصلہ کر دے گا جن میں وہ اختلاف کرتے تھے (۱۲۴)۔ (اے پیغمبر) لوگوں کو دانش اور نیک نصیحت سے اپنے پروردگار کے رستے کی طرف بلاؤ۔ اور بہت ہی اچھے طریق سے ان سے مناظرہ کرو۔ جو اس کے رستے سے بھٹک گیا تمہارا پروردگار اسے بھی خوب جانتا ہے اور جو رستے پر چلنے والے ہیں ان سے بھی خوب واقف ہے (۱۲۵)۔ اور اگر تم ان کو تکلیف دینی چاہو تو اتنی ہی دو جتنی تکلیف تم کو ان سے پہنچی ہے اور اگر صبر کرو تو وہ صبر کرنے والوں کے لئے بہت ہی اچھا ہے (۱۲۶)۔ اور صبر ہی کرو اور تمہارا صبر بھی خدا ہی کی مدد سے ہے۔ اور ان کے بارے میں غم نہ کرو اور جو یہ بداندیشی کرتے ہیں اس سے تنگدل نہ ہو (۱۲۷)۔ کچھ شک نہیں کہ جو پرہیزگار ہیں اور جو نیکوکار ہیں خدا ان کا مددگار ہے (۱۲۸)

تفسیر سورۃ النحل آیات (۱۱۸) تا (۱۲۸)

(۱۱۸) صرف یہودیوں پر ہم نے وہ چیزیں حرام کر دی تھیں جس کا بیان ہم آپ سے اس سورت سے پہلے سورۃ انعام میں کر چکے ہیں، مچھلیاں اور گوشت جو چیزیں ہم نے ان پر حرام کی تھیں ان کو حرام کر کے ہم نے ان پر کوئی

زیادتی نہیں کی تھی لیکن انھوں نے گناہ کر کے خود ہی اپنے آپ کو نقصان پہنچایا جس کی وجہ سے یہ چیزیں اللہ تعالیٰ نے ان پر حرام فرمائیں۔

(۱۱۹) پھر محمد ﷺ آپ کا رب ایسے لوگوں کے لیے جنھوں نے جہالت سے جان بوجھ کر یا اس سے ناواقف ہو کر کوئی برا کام کر لیا ہو اور اس کے بعد توبہ کر لی اور نیک اعمال پر کاربند ہو گئے تو آپ کا رب اس توبہ کے بعد بڑی مغفرت کرنے والا اور ان پر بڑی رحمت کرنے والا ہے۔

(۱۲۰) حضرت ابراہیم علیہ السلام بڑے رہنما تھے اور اللہ تعالیٰ کے پورے فرمانبردار تھے اور سچے مسلمان تھے اور وہ مشرکین کے ساتھ ان کے دین پر نہیں تھے۔

(۱۲۱) اور اللہ تعالیٰ نے جو ان پر انعامات فرمائے تھے وہ ان کے بڑے شکر گزار تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کو نبوت اور اسلام کے لیے چن لیا تھا اور ان کو سیدھے پسندیدہ راستے یعنی دین اسلام پر ثابت قدمی عطا فرمائی تھی۔

(۱۲۲) اور ہم نے ان کو دنیا میں بھی خوبیاں جیسے اولاد صالح، ان کی حمد و تعریف اور تمام انسانوں میں ان کا ذکر اور ثناء حسن دی تھیں اور جنت میں بھی وہ انبیاء کرام کے ساتھ ہوں گے۔

(۱۲۳) اے محمد ﷺ پھر ہم نے آپ کو حکم دیا کہ آپ دین ابراہیمی پر قائم رہیے جو کہ سچے مسلمان تھے اور وہ مشرکین کے دین پر نہیں تھے۔

(۱۲۴) اور ہفتہ کی تعظیم تو ان ہی لوگوں پر لازم کی گئی تھی، جنھوں نے جمعہ کی تعظیم میں اختلاف کیا تھا اور آپ کا پروردگار قیامت کے دن یہود و نصاریٰ کے درمیان فیصلہ کر دے گا جس دین میں یہ اختلاف کیا کرتے تھے۔

(۱۲۵) اور آپ اپنے پروردگار کے دین کی طرف قرآن حکیم اور قرآن حکیم کی نصیحت آمیز آیتوں کے ذریعے سے لوگوں کو بلائیے اور ان کے ساتھ قرآن کریم اور کلمہ لا الہ الا اللہ کے طریقہ سے بحث کیجیے آپ کا رب اس شخص کو بھی اچھی طرح جانتا ہے جو اس کے دین سے گمراہ ہوا اور وہی اپنے دین پر چلنے والوں کو بھی خوب جانتا ہے۔

(۱۲۶) اور اگر تم ان کی اہانت کا بدلہ لینے لگو تو اسی قدر بدلہ لو جتنا کہ تمہارے ساتھ برتاؤ کیا گیا ہے اور اگر صبر کرو اور بدلہ نہ لو تو یہ چیز آخرت میں بڑے ثواب کا باعث ہے۔

شان نزول: وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ (الخ)

امام حاکم نے اور بیہقی نے دلائل میں اور بزار نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جس وقت حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شہید کر دیے گئے تو رسول اکرم ﷺ ان کے پاس کھڑے ہوئے تھے اور مشرکین نے حضرت حمزہ کا مثلہ یعنی ناک

وکان کاٹ ڈالے تھے تو آپ نے یہ منظر دیکھ کر فرمایا میں ان کے بدلے میں کفار میں سے ستر آدمیوں کو قتل کروں اور تو آپ اسی حالت میں کھڑے تھے تو جبریل امین سورۂ نحل کی ان آخری آیتوں کو لے کر تشریف لائے۔ یعنی اگر بدلہ لینے لگو تو اتنا ہی بدلہ لو جتنا کہ تمہارے ساتھ برتاؤ کیا گیا سو ان آیتوں کے نزول کے بعد رسول اکرم ﷺ نے اپنا ارادہ بدل دیا۔

نیز امام ترمذی نے تحسین کے ساتھ اور امام حاکم نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ غزوہ احد میں انصار میں سے چونسٹھ اور مہاجرین میں سے چھ حضرات شہید ہوئے ان میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بھی تھے سب کا مثلہ کر دیا گیا تھا یہ منظر دیکھ کر انصار کہنے لگے کہ اگر آج کے دن کی طرح کسی دن ہمیں ان پر موقع مل گیا تو ہم ان کی اس سے زیادہ بری حالت کر دیں گے چنانچہ جب فتح مکہ کا دن آیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

اس حدیث سے آیت کا نزول فتح مکہ تک موخر معلوم ہوتا ہے اور اس سے پہلے جو حدیث روایت کی ہے اس سے یہ بات معلوم ہو رہی ہے کہ یہ آیت غزوہ احد میں نازل ہوئی ہے۔

غرض کہ ابن حصار نے تمام روایتوں میں اس طرح تطبیق دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو یہ بات یاد دلانے کے لیے اس آیت کو دوبارہ نازل فرمایا ہے چنانچہ اولاً مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی اور پھر غزوہ احد میں اور پھر فتح مکہ کے دن نازل ہوئی ہے۔

(۱۲۷) اور اے محمد ﷺ آپ کفار کی تکالیف پر صبر کیجیے اور آپ کا صبر کرنا خاص اللہ ہی کی توفیق خاص سے ہے اور ان مذاق اڑانے والوں کی ہلاکت پر غم نہ کیجیے اور جو کچھ یہ تدبیریں کیا کرتے ہیں اس سے دل چھوٹا نہ کیجیے۔

(۱۲۸) اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے جو کفر و شرک اور برائیوں سے بچنے والے ہوتے ہیں اور جو کہ قول و عمل ہر ایک اعتبار سے موحد ہوتے ہیں۔

تفسیر سورۃ بنی اسرائیل آیات (۱) تا (۱۱)

یہ پوری سورت مکی ہے سوائے آیت وَاِنْ کَادُوْا سے سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا تک اور اس آیت کے کہ جس میں وفد ثقیف کا تذکرہ ہے یہ آیات مدنی ہیں اور اس سورت میں ایک سو گیارہ آیات اور پندرہ سو تینتیس کلمات اور چھ ہزار چار سو حروف ہیں۔

(۱) وہ اولاد اور شریک سے پاک ذات ہے جو رسول اکرم ﷺ کو حرم شریف یعنی حضرت ام ہانی کے مکان سے رات کے ابتدائی حصہ میں مسجد اقصیٰ تک لے گیا جو کہ مکہ مکرمہ سے بہت دور اور گویا کہ آسمان کے قریب ہے جس کے گرد ہم نے پانی درختوں اور پھلوں کی برکتیں رکھی تھیں تاکہ ہم محمد ﷺ کو اپنے عجائبات قدرت دکھادیں چنانچہ اس رات میں رسول اکرم ﷺ نے جو کچھ دیکھا وہ سب عجائبات خداوندی میں سے تھا بے شک اللہ تعالیٰ قریش کی باتوں کو بڑے سننے والے اور قریش کے طرز عمل اور رسول اکرم ﷺ کے اس سفر کو بڑے دیکھنے والے ہیں۔

(۲) اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو ایک دم توریت دی تھی اور ہم نے اسکو بنی اسرائیل کے لیے گمراہی سے ذریعہ ہدایت بنایا جس میں یہ بھی حکم تھا کہ میرے علاوہ اور کسی کی عبادت نہ کرو۔

(۳) اے ان لوگوں کی نسل جن کو ہم نے حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ ان مردوں اور عورتوں کی پشتوں میں کشتی میں سوار کیا تھا وہ بڑے شکر گزار بندے تھے چنانچہ کھانے پینے اور لباس پہننے کے وقت بھی الحمدللہ کہتے تھے۔

(۴) اور ہم نے توریت میں بنی اسرائیل کو یہ بات بتادی تھی کہ تم زمین میں دوبارہ خرابی کرو گے اور بڑا زور چلانے لگو گے اور بہت زیادتیاں کرو گے۔

(۵) پھر جب ان دو مرتبہ میں سے پہلی بار کی شرارت پر عذاب کا وقت آئے گا یا یہ کہ ان میں سے پہلی شرارت کا وقت آئے گا تو ہم تم لوگوں پر بابل کا بادشاہ اور اس کے فوجیوں کو مسلط کردیں گے جو بڑے جنگجو ہوں گے اور پھر وہ تمہارے گھروں میں گھس پڑیں گے اور تمہیں قتل کر ڈالیں گے اور یہ ایک وعدہ ہے جو ضرور پورا ہو کر رہے گا یعنی اگر تم نافرمانیاں کرو گے تو تمہارے ساتھ یہی برتاؤ کیا جائے گا۔ چنانچہ بنی اسرائیل نوے سال تک سخت تکالیف کے اندر بخت نصر بادشاہ کی قید میں رہے۔

(۶) پھر اللہ تعالیٰ نے کورش ہمدانی بادشاہ کے ذریعے ان کی مدد فرمائی اور بخت نصر پر کورش ہمدانی کو غلبہ دیا یعنی پھر ہم تمہیں دولت دے کر تم پر مہربانی فرمائیں گے اور مال اور بیٹوں سے تمہاری امداد فرمائیں گے اور تمہاری جماعت

اور تعداد کو بڑھا دیں گے۔

(۷) اگر تم توحید خداوندی پر قائم رہو گے تو اس کا ثواب یعنی جنت اپنے ہی نفع کے لیے حاصل کرو گے اور اگر تم شرک کرو گے تو اس کی سزا تم ہی کو بھگتنی پڑے گی۔

چنانچہ ططوس کے غلبہ سے پہلے بنی اسرائیل دو سو بیس سال تک خوب خوشیوں اور نعمتوں اور مرادوں کی زیادتی اور دشمنوں پر غلبہ میں مست رہے پھر جب ان دو بار میں سے دوسری بار یا دوسرے فساد کی میعاد آئے گی تو ہم تم پر ططوس بن اسپانوس رومی کو مسلط کریں گے تا کہ وہ تمہیں مار مار کر اور قید کر کے تمہاری صورتیں بگاڑ دے اور جس طرح بخت نصر لوٹ مار کے ساتھ بیت المقدس میں گھسا تو اسی طرح یہ لوگ بھی گھس پڑیں گے اور جس چیز پر ان کا زور چلے گا سب کو ہلاک و برباد کر ڈالیں گے۔

(۸) عجب نہیں کہ (اگر تم شریعت محمدیہ کی پیروی کرو) تو تمہارا پروردگار اس کے بعد تم پر رحم فرمائے۔ اور اگر تم پھر وہی شرارت کرو گے تو ہم بھی پھر وہی سزا کا برتاؤ کریں گے اور اگر تم نیکیاں کرو گے تو ہم بھی رحمتیں نازل فرمائیں گے اور ہم نے جہنم کو ایسے کافروں کا جیل خانہ بنا رکھا ہے۔

(۹) یہ قرآن حکیم ایسے طریقے کی ہدایت کرتا ہے جو بالکل سیدھا ہے یعنی شہادت اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور ان با اخلاص مومنوں کو جو کہ اعمال صالح کرتے ہیں جنت میں کامل عظیم الشان ثواب ملنے کی خوشخبری دیتا ہے۔

(۱۰) اور اس سے آگاہ کرتا ہے کہ جو بعث بعد الموت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے لیے آخرت میں ایک دردناک سزا تیار کر رکھی ہے۔

(۱۱) اور نضر بن حارث کافر اپنے لیے اور اپنے اہل و عیال کے لیے برائی اور تکالیف کی ایسی درخواست کرتا ہے جیسا کہ عافیت اور رحمت کی درخواست کی جاتی ہے اور یہ نضر عذاب کا بہت ہی جلدی مطالبہ کر رہا ہے۔

وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَآ اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ۭ وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا ۝ وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰۗىِٕرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ ۭ وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ۝ اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ۭ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ۝ مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۭ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۭ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ۝ وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ۝ وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ ۭ وَكَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ۝ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَاۗءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۝ وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰۗىِٕكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ۝ كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَاۗءِ وَهٰٓؤُلَاۗءِ مِنْ عَطَاۗءِ رَبِّكَ ۭ وَمَا كَانَ عَطَاۗءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ۝ اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰي بَعْضٍ ۭ وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا ۝ لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ۝ وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰـهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۝ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۝ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ ۭ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ۝

اور ہم نے دن اور رات کو دو نشانیاں بنایا ہے رات کی نشانی کو تاریک بنایا اور دن کی نشانی کو روشن تاکہ تم اپنے پروردگار کا فضل (یعنی روزی) تلاش کرو اور برسوں کا شمار اور حساب جانو۔ اور ہم نے ہر چیز کی تفصیل کر دی ہے (۱۲)۔ اور ہم نے ہر انسان کے اعمال کو (بصورت کتاب) اس کے گلے میں لٹکا دیا ہے اور قیامت کے روز (وہ) کتاب اُسے نکال دکھائیں گے جسے وہ کھلا ہوا دیکھے گا (۱۳)۔ (کہا جائے گا کہ) اپنی کتاب پڑھ لے۔ تو آج اپنا آپ ہی محاسب کافی ہے (۱۴)۔ جو شخص ہدایت اختیار کرتا ہے تو اپنے ہی لیے اختیار کرتا ہے اور جو گمراہ ہوتا ہے تو گمراہی کا ضرر بھی اُسی کو ہوگا اور کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ اور جب تک ہم پیغمبر نہ بھیج لیں عذاب نہیں دیا کرتے (۱۵)۔ اور جب ہمارا ارادہ کسی بستی کے ہلاک کرنے کا ہوا تو وہاں کے آسودہ لوگوں کو (فواحش پر) مامور کر دیا تو وہ نافرمانیاں کرتے رہے پھر اُس پر (عذاب کا) حکم ثابت ہو گیا۔ اور ہم نے اُسے ہلاک کر ڈالا (۱۶)۔ اور ہم نے نوح کے بعد بہت سی اُمتوں کو ہلاک کر ڈالا۔ اور تمہارا پروردگار اپنے بندوں کے گناہوں کو جاننے اور دیکھنے والا کافی ہے (۱۷)۔ جو شخص دنیا (کی آسودگی) کا خواہشمند ہو تو ہم اس میں سے جسے چاہتے ہیں اور جتنا چاہتے ہیں جلد دے دیتے ہیں۔ پھر اس کے لیے جہنم کو (ٹھکانا) مقرر کر رکھا ہے جس میں وہ نفرین سن کر اور (درگاہِ خدا سے) راندہ ہو کر داخل ہوگا (۱۸)۔ اور جو شخص آخرت کا خواستگار ہو اور اس میں اتنی کوشش کرے جتنی اُسے لائق ہے اور وہ مومن بھی ہو تو ایسے ہی لوگوں کی کوشش ٹھکانے لگتی ہے (۱۹)۔ ہم اُن کو اور ان سب کو تمہارے پروردگار کی بخشش سے مدد دیتے ہیں اور تمہارے پروردگار کی بخشش کسی سے رکی ہوئی نہیں (۲۰)۔ دیکھو ہم نے کس طرح بعض کو بعض پر فضیلت بخشی ہے۔ اور آخرت درجوں میں (دنیا سے) بہت برتر اور برتری میں کہیں بڑھ کر ہے (۲۱)۔ اور خدا کے ساتھ کوئی اور معبود نہ بنانا کہ ملامتیں سن کر اور بےکس ہو کر بیٹھے رہ جاؤ گے (۲۲)۔ اور تمہارے پروردگار نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرتے رہو۔ اگر اُن میں سے ایک یا دونوں تمہارے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو اُن کو اُف تک نہ کہنا اور نہ انہیں جھڑکنا اور اُن سے ادب کے ساتھ بات کرنا (۲۳)۔ اور عجز و نیاز کے ساتھ اُن کے آگے جھکے رہو اور اُن کے حق میں دعا کرو کہ اے پروردگار جیسا اُنہوں نے

مجھے بچپن میں (شفقت سے) پرورش کیا ہے تو بھی ان (کے حال) پر رحمت فرما (۲۴) جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے تمہارا پروردگار اس سے بخوبی واقف ہے۔ اگر تم نیک ہو گے تو وہ رجوع لانے والوں کو بخش دینے والا ہے (۲۵)

تفسیر سورۃ بنی اسرائیل آیات (۱۲) تا (۲۵)

(۱۲) اور ہم نے چاند اور سورج کو اپنی قدرت کی دو نشانیاں بنائیں سو ہم نے رات کی نشانی یعنی چاند کی روشنی کو دھندلا بنایا اور سورج کو خوب روشن بنایا تاکہ تم دن میں دنیا و آخرت کماؤ اور تاکہ چاند کی کمی اور زیادتی سے برسوں، مہینوں اور دنوں کا حساب معلوم کر لو اور ہم نے حلال و حرام اور اوامر و نواہی میں سے ہر ایک چیز کو قرآن کریم میں خوب تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔

(۱۳-۱۴) اور ہم نے ہر ایک انسان کا عمل یعنی قبر میں منکر و نکیر کو سوال و جواب کا دفتر اس کی گردن کا ہار کر رکھا ہے یا یہ کہ اس کی نیکی و بدی اس کا نفع و نقصان اور شقاوت و سعادت اس کے ساتھ لازم ہے اور پھر قیامت کے دن ہم اس کا نامہ اعمال اس کے دیکھنے کے لئے سامنے کر دیں گے جس میں اس کی نیکیاں اور برائیاں سب واضح ہوں گی اور وہ ان کو دیکھ لے گا اور اس سے کہا جائے گا کہ اپنا نامہ اعمال خود پڑھ لے آج تو خود اپنے اعمال کا آپ ہی محاسب کافی ہے۔

(۱۵) جو ایمان لاتا ہے تو وہ اس کے ثواب کو حاصل کرنے کے لیے ایمان لاتا ہے اور جو شخص کفر کرتا ہے تو اس کفر کی سزا اسی کو ملتی ہے کیوں کہ کوئی شخص بخوشی کسی کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھائے گا لیکن قصاص وغیرہ کے عوض یا کسی کو کسی دوسرے کے گناہ کے بدلے میں نہیں پکڑا جائے گا یا یہ مطلب ہے کہ کسی شخص کو بغیر جرم کے سزا نہیں دی جائے گی اور ہم کسی قوم کو ہلاک نہیں کرتے جب تک کہ کسی رسول کو ان کے پاس ان کی ہدایت اور ان پر اتمام حجت کے لیے نہیں بھیج لیتے۔

شان نزول: وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی (الخ)

حافظ ابن عبد البرؒ نے سند ضعیف کے ساتھ حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ حضرت خدیجہؓ نے رسول اکرم ﷺ سے مشرکین کی نابالغ اولاد کے بارے میں دریافت کیا آپ نے فرمایا وہ اپنے آباء کے ساتھ ہوں گے، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ پھر میں نے آپ سے ان کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا، فرماتی ہیں کہ جب اسلام مضبوط ہو گیا تو پھر میں نے آپ سے ان کے بارے میں دریافت کیا تب یہ آیت نازل ہوئی یعنی کوئی شخص کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ بچے فطرت پر ہوں گے یا آپ نے فرمایا کہ وہ جنت میں ہوں گے۔

(۱۶) اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو پہلے اس کے سرداروں اور ظالموں کو اطاعت اور فرمانبرداری کا

حکم دیتے ہیں یا یہ کہ اسی بستی کے سرداروں ظالموں اور مالداروں کی تعداد میں اضافہ کر دیتے ہیں یا یہ کہ بستی کے ظالموں اور روسا کو تسلط دے دیتے ہیں پھر جب وہ لوگ خوب نافرمانیاں کرتے ہیں، تب ان پر نزول عذاب کی حجت پوری ہو جاتی ہے پھر ہم اس بستی کو تباہ اور برباد کر ڈالتے ہیں۔

(۱۷) اور ہم نے بہت سی امتوں کو قوم نوح ؑ کے بعد ہلاک کیا ہے اور ہم اپنے بندوں کی ہلاکت اور ان کے گناہوں اور ان پر نزول عذاب سے باخبر ہیں اگرچہ اس چیز سے آپ کو آگاہ نہیں کیا۔

(۱۸) جو شخص اپنے ان نیک اعمال سے جو کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر فرض کیے ہیں، دنیا کی نیت رکھے گا اور آخرت کا منکر ہوگا تو ہم ایسے شخص کو دنیا میں جتنا چاہیں گے جس کے واسطے چاہیں گے فی الحال دے دیں گے پھر اس کو آخرت میں بالکل بھی نہ دیں گے بلکہ جہنم اس کے لیے واجب کریں گے جو بدحال اور ہر ایک نیک کام کے ثواب سے محروم ہو کر داخل ہوگا یہ آیت مرثد بن ثمامہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(۱۹) اور جو شخص اپنے ان مفروضہ اعمال صالحہ میں جنت کی نیت رکھے گا اور جنت کے لیے جیسے اعمال کرنے چاہئیں ویسے ہی عمل کرے گا بشرطیکہ وہ مومن مخلص بھی ہو تو اس کا یہ عمل اللہ کے نزدیک مقبول ہوگا یہ آیت حضرت بلال ؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(۲۰) آپ کے رب کی عطا میں تو ہم اہل اطاعت کی بھی امداد کرتے ہیں اور اہل معصیت کو بھی مال و دولت دیتے ہیں اور آپ کے رب کی یہ عطا نیک و بد سے بند نہیں ہے۔

(۲۱) اور اے محمد ﷺ آپ دیکھ لیجیے کہ مال و دولت خرم و حشم میں ایک کو دوسرے پر کس طرح فوقیت دی ہے اور آخرت میں مومنین کے لیے بہت انعامات ہیں اور آخرت درجات اور فضائل کے اعتبار سے بہت بلند ہے۔

(۲۲) اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور معبود مت تجویز کرو ورنہ صاحب ملامت ہو جائے گا کہ خود ہی اپنے آپ کو ملامت کرے گا اور پروردگار حقیقی تجھ کو ذلیل کر دے گا۔

(۲۳) تیرے معبود برحق نے اس بات کا حکم دیا ہے کہ اسی معبود برحق کی توحید کے قائل ہو جاؤ اور تم اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کیا کرو اگر وہ تیرے پاس ہوں اور ان میں سے ایک یا دونوں کے دونوں بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائیں تو اس وقت بھی ان کے ساتھ قطعاً کوئی نازیبا اور ادب کے خلاف گفتگو مت کرنا اور نہ ان کو جھڑکنا اور ان سے ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے خوب نرمی کے ساتھ گفتگو کرنا۔

(۲۴) اور اللہ کے سامنے شفقت اور نرمی سے انکساری کے ساتھ جھکے رہنا اور اگر وہ مسلمان ہوں تو ان کے لیے یوں دعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار ان دونوں پر رحمت فرمائیے جیسا انھوں نے بچپن میں میری پرورش کی۔

تفسیر سورۃ بنی اسرائیل آیات (۲۶) تا (۳۶)

(۲۶) یہ آیت مبارکہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور قرابت دار کو اس کا حق دیتے رہنا اللہ تعالیٰ نے قرابت داروں کے ساتھ صلہ رحمی کا حکم فرمایا ہے اور اسی طرح محتاج کے ساتھ بھی حسن سلوک کرتے رہنا اور نیز مسافر کا بھی احترام کرتے رہنا اور مسافر کا حق تین دن تک ہے اور اپنے مال کو حقوق اللہ کے علاوہ اور دوسری جگہ پر مت خرچ کرنا اگرچہ ایک کوڑی ہی کیوں نہ ہو یا یہ کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں قطعاً مت خرچ کرنا۔

شان نزول: وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی (الخ)

طبرانیؒ نے ابوسعید خدریؓ سے روایت کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی قرابت دار کو اس کا حق دیتے رہنا تو رسول اکرم ﷺ نے حضرت فاطمہؓ کو بلا کر ان کو (باغ) فدک دے دیا۔ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں یہ حدیث مشکل ہے (ظاہر کے خلاف ہے) کیوں کہ حدیث سے یہ پتا چلتا ہے کہ یہ آیت مدنی ہے حالاں کہ یہ آیت مکی ہے اور ابن مردویہؒ نے ابن عباسؓ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

(۲۷) ایسے لوگ جو اپنے اموال کو اگرچہ ایک کوڑی ہو حقوق اللہ کے علاوہ اور دوسرے مقام پر خرچ کرتے ہیں یہ شیطانوں کے مددگار ہوتے ہیں اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ناشکرا ہے۔

(۲۸) اور اپنے رب کی طرف سے جس رزق کے آنے کی تجھے امید ہو اور اس پوشیدہ مال کے انتظار میں تجھے ان قرابت داروں اور محتاجوں سے بطور شفقت اور حیا کے پہلو تہی کرنا پڑے تو پھر ایسی صورت میں دلجوئی کے ساتھ ان سے وعدہ کر لیا کر کہ انشاء اللہ کہیں سے آئے گا تو دے دیا جائے گا۔

شان نزول: وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ (الخ)

سعید بن منصورؒ نے عطا خراسانیؒ سے روایت کیا ہے کہ قبیلہ مزینہ کے کچھ لوگ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں سواری حاصل کرنے کے لیے آئے آپ ﷺ نے فرمایا میرے پاس تو کوئی چیز نہیں جس پر میں تمہیں سوار کر دوں تو وہ روتے ہوئے غم و افسوس کے ساتھ واپس ہوئے اور رسول اکرم ﷺ کے انکار سے یہ سمجھے کہ آپ ان سے ناراض ہو گئے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی اور اگر اپنے رب کی طرف جس رزق کے آنے کی امید ہے آپ کو اس کے انتظار میں ان سے پہلو تہی کرنا پڑے تو ان سے نرمی کی بات کہہ دیا۔ اور ابن جریرؒ نے ضحاک سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت ان مساکین کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو کہ رسول اکرم ﷺ سے مانگا کرتے تھے۔

(۲۹) اور نہ تو خرچ اور عطیہ سے اس طرح جیسا کہ ہاتھ گردن میں باندھ لیا جائے ہاتھ روک لیا جائے اور نہ بالکل

ہی خرچ اور عطیہ میں اسراف کرنا چاہیے یعنی کہ اپنا تمام مال ایک محتاج اور صرف ایک قرابت دار کو نہ دینا چاہیے کہ دوسروں کو بالکل ہی نظر انداز کر دیا جائے ورنہ الزام خوردہ خالی ہاتھ ہو کر بیٹھ رہو گے کہ دوسرے فقراء اور قرابت دار الزام دیں گے اور تم سے علیحدہ ہو جائیں گے اور جو تمہارے پاس مال ہوگا وہ سب دوسرے تم سے لے جائیں گے۔

کہا گیا ہے کہ یہ آیت ایک عورت کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ جس نے رسول اکرم ﷺ سے کرتہ مانگا تھا تو آپ نے کرتہ اتار کر اس کو دے دیا اور خود برہنہ ہو کر بیٹھ گئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس چیز سے منع فرمایا کہ اپنا ہاتھ بالکل ہی نہیں کھول دینا چاہیے کہ اپنے بدن کا کرتہ تک اتار کر آپ دے دیں اور پھر آپ کرتہ بدن پر نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کے سامنے باہر بھی نکل نہ سکیں۔

شانِ نزول: وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً (الخ)

سعید بن منصورؒ نے سیار ابی الحکمؒ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے پاس کپڑے وغیرہ مال آیا اور آپ بہت ہی بخشش کرنے والے تھے چنانچہ آپ نے اس کو لوگوں میں تقسیم کر دیا پھر دوسری قوم آپ کے پاس لینے کی امید سے آئی تو آپ کو دیکھا کہ آپ تقسیم کر چکے ہیں، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ نہ اپنا ہاتھ گردن ہی سے باندھ لینا چاہیے اور نہ بالکل ہی کھول دینا چاہیے ورنہ الزام خوردہ اور خالی ہاتھ ہو کر بیٹھ رہو گے۔

اور ابن مردویہؒ وغیرہ نے ابن مسعودؓ سے روایت کیا ہے کہ ایک لڑکا رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میری والدہ آپ سے یہ مانگ رہی ہے، آپ نے فرمایا آج کے دن تو ہمارے پاس کچھ نہیں، وہ لڑکا کہنے لگا تو میری ماں کہتی ہے کہ پھر آپ اپنا کرتہ مبارک ہی مجھے دے دیں، چنانچہ آپ نے فوراً اپنا کرتہ اتار کر اس کو دے دیا اور گھر میں بغیر کرتہ کے بیٹھ گئے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، نیز ابوامامہؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو کچھ میرے پاس مال ہے، سب راہ اللہ میں خرچ کر دو، حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ اب کچھ باقی نہیں رہا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اس حدیث کا ظاہر بتا رہا ہے کہ یہ آیت مدنی ہے۔

(۳۰) بے شک آپ کا پروردگار اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے مال کی فراخی عطا فرماتا ہے اور اس میں بھی اس کی حکمت ہوتی ہے اور اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے تنگی فرماتا ہے اس میں بھی اس کی مصلحت ہوتی ہے یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی مصلحتوں کو خوب جانتا ہے اور تنگی اور فراخی کو خوب دیکھتا ہے۔

(۳۱) یہ آیت قبیلہ خزاعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیوں کہ وہ اپنی لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیا کرتے تھے، اس کی اللہ تعالیٰ نے ممانعت فرمائی کہ ناداری اور ذلت کے اندیشہ سے اپنی لڑکیوں کو زندہ مت دفن کیا کرو ہم ان لڑکیوں کو اور

تم کو بھی رزق دیتے ہیں بے شک ان کو زندہ دفن کرنا یا مار ڈالنے کے اعتبار سے بہت بڑا بھاری گناہ ہے۔

(۳۲) اور زنا کے قریب بھی نہ جاؤ نہ خفیہ طریقہ پر اور نہ علانیہ طور پر وہ بڑی معصیت اور گناہ کی بات ہے اور برا راستہ ہے۔

(۳۳) اور جس مومن کے قتل کو اللہ تعالیٰ نے حرام فرما دیا ہے اس کو مت قتل کرو ہاں مگر حق پر جیسا کہ زانی کو رجم کر دیا جائے اور قصاص میں قاتل کی اور حالت ارتداد میں مرتد کی گردن اڑا دی جائے۔

اور جس شخص کو ناحق دانستہ قتل کر دیا جائے تو ہم نے ولی مقتول کو قاتل کے اوپر اجازت اور اختیار دیا ہے اگر چاہے وہ قاتل کو قتل کر دے اور اگر چاہے تو معاف کر دے تو ولی مقتول کو قاتل کے قتل کے بارے میں حد شرعی سے تجاوز نہیں کرنا چاہیے یعنی غیر قاتل کو نہ قتل کرے یا یہ کہ ایک کے عوض اس کو نہ قتل کرے۔ وہ طرف داری کے قابل ہے کہ قاتل کو قتل کر دیا جائے اور اس کو معاف نہ کیا جائے۔

(۳۴) اور یتیم کے مال میں اس کے مال کی حفاظت اور اس کے مال کے بڑھانے کی غرض سے تصرف کرو یہاں تک کہ وہ پندرہ یا اٹھارہ برس کا ہو جائے اور تم اپنے اور لوگوں کے درمیان جو عہد مشروع ہو کرے اس کو پورا کیا کرو کیوں کہ ایسے عہد کے توڑنے والے سے اس کے عہد کے بارے میں قیامت کے دن حساب ہوگا۔

(۳۵) اور جب ماپ کی چیز ماپ کر دو تو پورا ناپو اور تولنے کی چیز کو صحیح ترازو سے تول کر دو یہ ماپ و تول اور وعدوں کو پورا کرنا یہ بدعہدی اور چیزوں کو کم دینے سے بہتر ہے اور انجام بھی اس کا اچھا ہے۔

(۳۶) اور جب تک کسی بات کی تحقیق نہ ہو اور اس کو صحیح طور پر دیکھی اور سنی نہ ہو تو مت بیان کرو کیوں کہ کانوں سے جن باتوں کو سنا ہے اور آنکھوں سے جن کو دیکھا ہے اور دل میں جن باتوں کی تمنا کی ہے قیامت کے دن ہر ایک شخص سے ان کے متعلق باز پرس ہوگی۔

❁ ❁ ❁

وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۖ إِنَّكَ لَن تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَن تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا ﴿٣٧﴾ كُلُّ ذَٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهُ عِندَ رَبِّكَ مَكْرُوهًا ﴿٣٨﴾ ذَٰلِكَ مِمَّا أَوْحَىٰ إِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ۗ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ فَتُلْقَىٰ فِي جَهَنَّمَ مَلُومًا مَّدْحُورًا ﴿٣٩﴾ أَفَأَصْفَاكُمْ رَبُّكُم بِالْبَنِينَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ إِنَاثًا ۚ إِنَّكُمْ لَتَقُولُونَ قَوْلًا عَظِيمًا ﴿٤٠﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ لِيَذَّكَّرُوا وَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا نُفُورًا ﴿٤١﴾ قُل لَّوْ كَانَ مَعَهُ آلِهَةٌ كَمَا يَقُولُونَ إِذًا لَّابْتَغَوْا إِلَىٰ ذِي الْعَرْشِ سَبِيلًا ﴿٤٢﴾ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يَقُولُونَ عُلُوًّا كَبِيرًا ﴿٤٣﴾ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمَاوَاتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَن فِيهِنَّ ۚ وَإِن مِّن شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَٰكِن لَّا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ ۗ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا ﴿٤٤﴾ وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُورًا ﴿٤٥﴾ وَجَعَلْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَن يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا ۚ وَإِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْآنِ وَحْدَهُ وَلَّوْا عَلَىٰ أَدْبَارِهِمْ نُفُورًا ﴿٤٦﴾ نَّحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُونَ بِهِ إِذْ يَسْتَمِعُونَ إِلَيْكَ وَإِذْ هُمْ نَجْوَىٰ إِذْ يَقُولُ الظَّالِمُونَ إِن تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا مَّسْحُورًا ﴿٤٧﴾ انظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْأَمْثَالَ فَضَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا ﴿٤٨﴾ وَقَالُوا أَإِذَا كُنَّا عِظَامًا وَرُفَاتًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا ﴿٤٩﴾

اور زمین پر اکڑ کر (اور تن کر) مت چل کہ تو زمین کو پھاڑ تو نہیں ڈالے گا اور نہ لمبا ہو کر پہاڑوں (کی چوٹی) تک پہنچ جائے گا (۳۷)۔ ان سب (عادتوں) کی برائی تیرے پروردگار کے نزدیک بہت ناپسند ہے (۳۸)۔ یہ ان (ہدایتوں) میں سے ہیں جو خدا نے دانائی کی باتیں تمہاری طرف وحی کی ہیں۔ اور خدا کے ساتھ کوئی اور معبود نہ بنانا کہ (ایسا کرنے سے) ملامت زدہ اور (درگاہ خدا سے) راندہ بنا کر جہنم میں ڈال دیئے جاؤ گے (۳۹)۔ (مشرکو!) کیا تمہارے پروردگار نے تم کو لڑکے دیئے اور خود فرشتوں کو بیٹیاں بنایا۔ کچھ شک نہیں کہ (یہ) تم بڑی (نامعقول) بات کہتے ہو (۴۰)۔ اور ہم نے اس قرآن میں طرح طرح کی باتیں بیان کی ہیں تاکہ لوگ نصیحت پکڑیں۔ مگر وہ اس سے اور بدک جاتے ہیں (۴۱)۔ کہہ دو کہ اگر خدا کے ساتھ اور معبود ہوتے جیسا کہ یہ کہتے ہیں تو وہ ضرور (خدائے) مالک عرش کی طرف (لڑنے بھڑنے کیلئے) رستہ نکالتے (۴۲)۔ وہ پاک ہے اور جو کچھ یہ بکواس کرتے ہیں اس سے (اس کا رتبہ) بہت عالی ہے (۴۳)۔ ساتوں آسمان اور زمین اور جو لوگ ان میں ہیں سب اسی کی تسبیح کرتے ہیں۔ اور (مخلوقات میں سے) کوئی چیز نہیں مگر اس کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرتی ہے۔ لیکن تم ان کی تسبیح کو نہیں سمجھتے۔ بے شک وہ بردبار (اور) غفار ہے (۴۴)۔ اور جب تم قرآن پڑھا کرتے ہو تو ہم تم میں اور ان لوگوں میں جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے حجاب پر حجاب کر دیتے ہیں (۴۵)۔ اور ان کے دلوں پر پردہ ڈال دیتے ہیں کہ اسے سمجھ نہ سکیں اور ان کے کانوں میں ثقل پیدا کر دیتے ہیں۔ اور جب تم قرآن میں اپنے پروردگار یکتا کا ذکر کرتے ہو تو وہ بدک جاتے ہیں اور پیٹھ پھیر کر چل دیتے ہیں (۴۶)۔ یہ لوگ جب تمہاری طرف کان لگاتے ہیں تو جس نیت سے یہ سنتے ہیں ہم اسے خوب جانتے ہیں اور جب یہ سرگوشیاں کرتے ہیں (یعنی) جب ظالم کہتے ہیں کہ تم (ایک) ایسے شخص کی پیروی کرتے ہو جس پر جادو کیا گیا ہے (۴۷)۔ دیکھو انہوں نے کس کس طرح کی تمہارے بارے میں باتیں بنائی ہیں۔ سو یہ گمراہ ہو رہے ہیں اور رستہ نہیں پا سکتے (۴۸)۔ اور کہتے ہیں کہ جب ہم (مر کر بوسیدہ) ہڈیاں اور ریزہ ریزہ ہو جائیں گے تو کیا ازسرنو پیدا ہو کر اٹھیں گے (۴۹)

تفسیر سورۃ بنی اسرائیل آیات (۳۷) تا (۴۹)

(۳۷) اور زمین پر تکبر کے ساتھ اتراتا ہوا مت چل کیوں کہ تو اپنے اترانے اور زمین پر زور سے قدم رکھنے کے ساتھ زمین کو پھاڑ سکتا ہے اور نہ (بدن تان کر) پہاڑوں کی لمبائی کو پہنچ سکتا ہے۔

(۳۸) یہ تمام مذکورہ برے کام جن سے تجھ کو روکا گیا ہے تیرے رب کے نزدیک بالکل ناپسند ہیں۔

(۳۹) جن باتوں کا آپ کے ذریعے سے حکم دیا گیا ہے یہ ان حکمت میں کی ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں

جس غرض سے یہ آپ کی قرأت کو سنتے ہیں اور نیز جس وقت یہ لوگ آپ کے بارے میں سرگوشیاں کرتے ہیں کہ بعض ان میں سے آپ کو ساحر اور بعض شاعر اور بعض کاہن اور بعض دیوانہ کہتے ہیں اور بعض دوسرے سے کہتے ہیں کہ تم محمد ﷺ کا ساتھ دے رہے ہو جو کہ مغلوب العقل ہیں۔

(۴۸) اے محمد ﷺ آپ دیکھیے تو کہ یہ لوگ آپ کے لیے کیسے کیسے القابات تجویز کرتے ہیں۔ سو یہ لوگ اپنی ان باتوں میں گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں کہ ان کو چھٹکارا نہیں حاصل ہو سکتا یا یہ کہ ان کے پاس اپنی باتوں کے لیے کوئی بھی دلیل نہیں۔

(۴۹) اور نضر اور اس کے ساتھی کہتے ہیں کہ کیا جب ہم مر کر پرانی ہڈیاں اور ان کا بھی چورا ہو جائیں گے تو ہم پھر زندہ ہوں گے اور مرنے کے بعد پھر از سر نو ہمارے اندر روح پھونکی جائے گی۔

قُلْ كُونُوا

حِجَارَةً أَوْ حَدِيدًا ﴿٥٠﴾ أَوْ خَلْقًا مِمَّا يَكْبُرُ فِي صُدُورِكُمْ ۚ فَسَيَقُولُونَ مَنْ يُعِيدُنَا ۖ قُلِ الَّذِي فَطَرَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ فَسَيُنْغِضُونَ إِلَيْكَ رُءُوسَهُمْ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هُوَ ۖ قُلْ عَسَىٰ أَنْ يَكُونَ قَرِيبًا ﴿٥١﴾ يَوْمَ يَدْعُوكُمْ فَتَسْتَجِيبُونَ بِحَمْدِهِ وَتَظُنُّونَ إِنْ لَبِثْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا ﴿٥٢﴾ وَقُلْ لِعِبَادِي يَقُولُوا الَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۚ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ ۚ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلْإِنْسَانِ عَدُوًّا مُبِينًا ﴿٥٣﴾ رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِكُمْ ۖ إِنْ يَشَأْ يَرْحَمْكُمْ أَوْ إِنْ يَشَأْ يُعَذِّبْكُمْ ۚ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ وَكِيلًا ﴿٥٤﴾ وَرَبُّكَ أَعْلَمُ بِمَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّينَ عَلَىٰ بَعْضٍ ۖ وَآتَيْنَا دَاوُودَ زَبُورًا ﴿٥٥﴾ قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِهِ فَلَا يَمْلِكُونَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيلًا ﴿٥٦﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُ ۚ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُورًا ﴿٥٧﴾ وَإِنْ مِنْ قَرْيَةٍ إِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ أَوْ مُعَذِّبُوهَا عَذَابًا شَدِيدًا ۚ كَانَ ذَٰلِكَ فِي الْكِتَابِ مَسْطُورًا ﴿٥٨﴾ وَمَا مَنَعَنَا أَنْ نُرْسِلَ بِالْآيَاتِ إِلَّا أَنْ كَذَّبَ بِهَا الْأَوَّلُونَ ۚ وَآتَيْنَا ثَمُودَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوا بِهَا ۚ وَمَا نُرْسِلُ بِالْآيَاتِ إِلَّا تَخْوِيفًا ﴿٥٩﴾ وَإِذْ قُلْنَا لَكَ إِنَّ رَبَّكَ أَحَاطَ بِالنَّاسِ ۚ وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ ۚ وَنُخَوِّفُهُمْ فَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا طُغْيَانًا كَبِيرًا ﴿٦٠﴾

کہہ دو کہ (خواہ تم) پتھر ہو جاؤ یا لوہا (۵۰) یا کوئی اور چیز جو تمہارے نزدیک (پتھر اور لوہے سے بھی) بڑی (سخت) ہو۔ جھٹ کہیں گے کہ (بھلا) ہمیں دوبارہ کون جلائے گا؟ کہہ دو کہ وہی جس نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا۔ تو (تعجب سے) تمہارے آگے سر ہلائیں گے اور پوچھیں گے کہ ایسا کب ہوگا؟ کہہ دو کہ امید ہے کہ جلد ہوگا (۵۱)۔ جس دن وہ تمہیں پکارے گا تو تم اس کی تعریف کے ساتھ جواب دو گے اور خیال کرو گے کہ تم (دنیا میں) بہت کم (مدت) رہے (۵۲)۔ اور میرے بندوں سے کہہ دو کہ (لوگوں سے) ایسی باتیں کہا کریں جو بہت پسندیدہ ہوں۔ کیونکہ شیطان (بری باتوں سے) ان میں فساد ڈلوا دیتا ہے۔ کچھ شک نہیں کہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے (۵۳)۔ تمہارا پروردگار تم سے خوب واقف ہے۔ اگر چاہے تو تم پر رحم کرے یا اگر چاہے تو تمہیں عذاب دے۔ اور ہم نے تم کو ان پر داروغہ (بنا کر) نہیں بھیجا (۵۴)۔ اور جو لوگ آسمانوں اور زمین میں ہیں تمہارا پروردگار ان سے خوب واقف ہے۔ اور ہم نے بعض پیغمبروں کو بعض پر فضیلت بخشی اور داؤد کو زبور عنایت کی (۵۵)۔ کہو کہ (مشرکو) جن لوگوں کی نسبت تمہیں (معبود ہونے کا) گمان ہے۔ ان کو بلا دیکھو۔ وہ تم سے تکلیف کے دور کرنے یا اس کے بدل دینے کا کچھ بھی اختیار نہیں رکھتے (۵۶)۔ یہ لوگ جن کو (خدا کے سوا) پکارتے ہیں وہ خود اپنے پروردگار کے ہاں ذریعہ (تقرب) تلاش کرتے رہتے ہیں کہ کون ان میں (خدا کا) زیادہ

مقرب (ہوتا) ہے اور اس کی رحمت کے امیدوار رہتے ہیں اور اس کے عذاب سے خوف زدہ رہتے ہیں بے شک تمہارے پروردگار کا عذاب ڈرنے کی چیز ہے (۵۷)۔ اور (کفر کرنے والوں کی) کوئی بستی نہیں مگر قیامت کے دن سے پہلے ہم اسے ہلاک کر دیں گے یا سخت عذاب سے معذب کریں گے۔ یہ کتاب (یعنی تقدیر) میں لکھا جا چکا ہے (۵۸)۔ اور ہم نے نشانیاں بھیجنی اس لیے موقوف کر دیں کہ اگلے لوگوں نے اس کی تکذیب کی تھی اور ہم نے ثمود کو اونٹنی (نبوت صالح کی کھلی) نشانی دی تو انہوں نے اس پر ظلم کیا اور ہم جو نشانیاں بھیجا کرتے ہیں تو ڈرانے کو (۵۹)۔ جب ہم نے تم سے کہا کہ تمہارا پروردگار لوگوں کو احاطہ کیے ہوئے ہے۔ اور جو نمائش ہم نے تمہیں دکھائی اس کو لوگوں کے لیے آزمائش کیا اور اسی طرح (تھوہر کے) درخت کو جس پر قرآن میں لعنت کی گئی۔ اور ہم انہیں ڈراتے ہیں تو ان کو اس سے بڑی (سخت) سرکشی پیدا ہوتی ہے (۶۰)

تفسیر سورۃ بنی اسرائیل آیات (۵۰) تا (۶۰)

(۵۰) اے محمد ﷺ آپ ان سے فرما دیجیے کہ تم پتھر یا پتھر سے سخت یا لوہے سے بھی زیادہ مضبوط ہو کر دیکھ لو پھر بھی مرنے کے بعد تمہیں زندہ کیا جائے گا۔

(۵۱) اب اس تحقیق کے بعد آپ سے پوچھیں گے کہ کون ہمیں زندہ کرے گا تو آپ ان کے جواب میں فرما دیجیے کہ وہ وہ ہے کہ جس نے پہلی بار تمہیں تمہاری ماؤں کے رحموں سے پیدا کیا ہے۔

آپ کی اس بات پر سر ہلا ہلا کر اظہار تعجب کے طور پر کہیں گے ہوا یہ بات کا جو آپ ہم سے وعدہ کر رہے ہیں یہ کب ہوگا آپ فرما دیجیے عجب نہیں کہ یہ قریب ہی آ پہنچا ہو یعنی اللہ تعالیٰ پر اس وعدہ کا پورا کرنا ضروری ہے۔

(۵۲) اب اس کے وقت وقوع کو بیان فرماتا ہے کہ یہ اس روز ہوگا جب کہ تمہیں قبروں سے اٹھانے کے لیے حضرت اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے اور تم اللہ تعالیٰ کے پکارنے والے فرشتہ کی بحکم الٰہی تعمیل کرو گے اور تم یہ خیال کرو گے کہ قبر میں ہم بہت ہی کم رہے تھے۔

(۵۳) آپ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں سے فرما دیجیے کہ جب کفار کی باتوں کا جواب دیا کریں تو ایسی بات کہا کریں جو کہ اخلاق اور نرمی کے اعتبار سے بہتر ہو۔

کیوں کہ شیطان سخت جواب دلوا کر لوگوں میں فساد ڈلوا دیتا ہے اور واقعی وہ کھلا دشمن ہے اور یہ حکم جہاد کے نزول سے قبل والا حکم ہے۔

(۵۴) تمہارا پروردگار تمہاری صلاحیتوں کو خوب جانتا ہے اگر وہ چاہے تو تمہیں اہل مکہ سے نجات دے دے اور وہ چاہے تو ان لوگوں کو تم پر مسلط کر دے اور ہم نے آپ کو ان لوگوں کا ذمہ دار بنا کر نہیں بھیجا کہ ان کے ایمان نہ لانے پر آپ سے کچھ باز پرس ہو۔

(۵۵) اور آپ کا پروردگار مومنوں کی صلاحیتوں کو خوب جانتا ہے اور ہم نے پہلے بھی بعض نبیوں کو شرف خلوت اور

شرف کلامی کے ساتھ بعض پر فضیلت دی ہے اور ہم داؤد علیہ السلام کو زبور دے چکے ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو توریت اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل اور رسول اکرم ﷺ کو قرآن کریم دیا ہے۔

(۵۶) محمد ﷺ آپ مخزاعہ سے فرما دیجیے جو کہ جنوں کی پوجا کرتے ہیں اور ان کو فرشتے سمجھتے ہیں کہ ذرا اپنے ان معبودوں کو جن کی تم اللہ کے علاوہ پوجا کرتے ہو شدت اور تنگی کے وقت پکارو تو سہی وہ نہ تم سے تکلیف دور کرنے کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ اس کے بدل ڈالنے کا ان کو اختیار ہے۔

شان نزول: قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ (الخ)

امام بخاریؒ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ کچھ لوگ جنوں کی پوجا کیا کرتے تھے وہ جن مشرف باسلام ہو گئے مگر یہ بدبخت پجاری ان ہی کی عبادت کرتے رہے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی آپ فرما دیجیے کہ جن کو تم اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرا رہے ہو ذرا ان کو پکارو تو سہی، وہ نہ تم سے تکلیف دور کرنے کا اختیار رکھتے ہیں نہ اس کے بدل ڈالنے کا۔

(۵۷) اور یہ فرشتے جن کی یہ کفار عبادت کر رہے ہیں، وہ خود اپنے رب کی عبادت کر کے اس کے دربار میں قربت اور فضیلت حاصل کرنا چاہ رہے ہوتے ہیں کہ ان میں کون زیادہ مقرب بنتا ہے اور وہ خود اس کی جنت کے امیدوار ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں واقعی آپ کے رب کے عذاب نازل ہونے پر ان کو پھر کوئی پناہ نہیں۔

(۵۸) کوئی بستی ایسی نہیں جس کے رہنے والوں کو ہم ہلاک نہ کر دیں یا ان کو تلوار اور دیگر بیماریوں کا سخت ترین عذاب نہ دیں ان کی ہلاکت اور ان پر عذاب کا نازل ہونا لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے کہ ایسا ضرور ہو کر رہے گا۔

(۵۹) اور ہمیں خاص فرمائشی معجزات بھیجنے سے یہی امر مانع ہوا کہ پہلے لوگ ان معجزات کو جھٹلا چکے ہیں اور اس جھٹلانے پر ہم نے ان کو ہلاک کر دیا ہے تو اسی طرح اگر یہ تکذیب کریں گے تو یہ بھی ہلاک کر دیے جائیں گے۔

اور ہم نے حضرت صالح علیہ السلام کو ان کی نبوت پر معجزہ کے طور پر ان کی قوم کی فرمائش پر ایک اونٹنی دی تھی جو کہ عجیب طور پر پیدا ہوئی تھی سو ان لوگوں نے اس کی تکذیب کی اور اس کے پیر کاٹ ڈالے اور ہم ایسے معجزات کو صرف عذاب سے ڈرانے کے لیے بھیجا کرتے ہیں یعنی اگر یہ اس پر ایمان نہ لائیں تو ہم ان سب کو ہلاک کر دیں گے۔

شان نزول: وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ (الخ)

امام حاکمؒ اور طبرانیؒ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مکہ والوں نے رسول اکرم ﷺ سے درخواست کی کہ ان کے لیے صفا پہاڑی کو سونے کا کر دیا جائے اور ان سے پہاڑوں کو دور کر دیا جائے تاکہ یہ کھیتی باڑی

کرسکیں تو آپ سے کہا گیا کہ اگر آپ چاہیں تو ان کے اس سوال کا جواب ان سے ٹال دیں اور اگر آپ چاہیں تو ان کی اس درخواست کو پورا کر دیا جائے مگر اس کے بعد اگر انھوں نے کفر کیا تو جیسا کہ ان کے پہلے ہلاک کر دیے گئے اسی طرح ان کو ہلاک کر دیا جائے گا۔ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ میں ان کی اس درخواست کو ٹال دیتا ہوں، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی ہمیں خاص معجزات بھیجنے سے صرف یہ امر مانع ہوا کہ پہلے لوگ ان کو جھلا چکے ہیں۔
نیز طبرانی اور ابن مردویہ نے بھی حضرت زبیر ؓ سے اسی طرح مگر اس سے مفصل روایت نقل کی ہے۔

(۶۰) اور آپ وہ وقت یاد کیجیے، جب کہ ہم نے آپ سے کہا تھا کہ آپ کا رب تمام مکہ والوں سے بخوبی واقف ہے کہ کون ان میں سے ایمان لایا اور کون ایمان نہیں لائے گا۔

اور ہم نے واقعہ معراج میں جو تماشا حالت بیداری میں آپ ﷺ کو دکھایا تھا، اور شجرۃ زقوم جس کی قرآن کریم میں مذمت کی گئی ہے، ان دونوں چیزوں کو ان مکہ والوں کے لیے موجب گمراہی کر دیا۔

اور ہم ان کو شجرۃ زقوم سے جو کہ طعام کفار ہے ڈراتے رہتے ہیں مگر اس وعید سے ان کی بڑی سرکشی بڑھتی چلی جاتی ہے۔

شانِ نزول: وَاِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ (الخ)

ابو یعلیٰ نے حضرت اُم ہانی ؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کو جب رات کے وقت معراج کرائی گئی تو آپ نے صبح کو معراج کا واقعہ کفار کی ایک جماعت کے سامنے بیان کیا تو وہ مذاق اڑانے لگے اور آپ سے نشانیاں پوچھنے لگے چنانچہ آپ نے ان سے بیت المقدس کی کیفیت بیان کی اور عیر پہاڑ کا واقعہ بیان کیا، اس پر ولید بن مغیرہ نے کہا نعوذ باللہ یہ جادوگر ہیں، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ ہم نے جو تماشہ آپ کو دکھایا تھا اور جس درخت کی قرآن کریم میں مذمت کی گئی ہے ہم نے تو ان دونوں چیزوں کو ان لوگوں کے لیے موجب گمراہی کر دیا اور ابن منذر نے حسن ؓ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

اور ابن مردویہ نے حضرت حسین بن علی ؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ صبح کو متفکر تھے تو آپ سے کہا گیا یا رسول اللہ آپ کیوں فکر فرما رہے ہیں یہ معراج کا واقعہ جو آپ کو دکھایا گیا یہ تو ان کے لیے موجب گمراہی ہے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، نیز ابن جریر نے سہل بن سعد ؓ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

اور ابن ابی حاتم نے حدیث عمرو بن العاص اور حدیث یعلی بن مرہ اور مرسل سعید بن المسیب سے اسی طرح روایت کیا ہے مگر ان سب کی سندیں ضعیف ہیں۔

شانِ نزول : وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے اور امام بیہقیؒ نے کتاب بعث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے شجرۃ زقوم کا ذکر فرمایا تو اس سے قریش کا یہ قبیلہ ڈرا تو ابوجہل بدبخت کہنے لگا کہ تمہیں معلوم ہے کہ وہ شجرہ زقوم جس سے محمد ﷺ تمہیں ڈرا رہے ہیں کیا ہے، قریش نے کہا نہیں، ابوجہل نے کہا کہ وہ ثرید پر مکھن لگا ہوا ہے کہ جس سے ہم اپنے پیٹ بھریں گے اور اس کو چبا چبا کر کھائیں گے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا ۟ۚ قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَ عَلَيَّ ؗ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلًا ۟ قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا ۟ وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ؕ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ۟ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيْلًا ۟ رَبُّكُمُ الَّذِيْ يُزْجِيْ لَكُمُ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ۟ وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا ۟ اَفَاَمِنْتُمْ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ اَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ وَكِيْلًا ۟ اَمْ اَمِنْتُمْ اَنْ يُّعِيْدَكُمْ فِيْهِ تَارَةً اُخْرٰى فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيْحِ فَيُغْرِقَكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ ۙ ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهٖ تَبِيْعًا ۟ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ۟ ع

اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے نہ کیا۔ بولا بھلا میں ایسے شخص کو سجدہ کروں جس کو تو نے مٹی سے پیدا کیا (۶۱)۔ (اور از راہ طنز) کہنے لگا دیکھ تو یہی وہ ہے جسے تو نے مجھ پر فضیلت دی ہے۔ اگر تو مجھے قیامت کے دن تک کی مہلت دے تو میں تھوڑے سے شخصوں کے سوا اس کی (تمام) اولاد کی جڑ کاٹتا رہوں گا (۶۲)۔ خدا نے فرمایا (یہاں سے) چلا جا جو شخص ان میں سے تیری پیروی کرے گا تو تم سب کی جزا جہنم ہے (اور وہ) پوری سزا (ہے) (۶۳)۔ اور ان میں سے جس کو بہکا سکے اپنی آواز سے بہکاتا رہ۔ اور اُن پر اپنے سواروں اور پیادوں کو چڑھا کر لاتا رہ اور اُن کے مال اور اولاد میں شریک ہوتا رہ اور اُن سے وعدے کرتا رہ۔ اور شیطان جو وعدے اُن سے کرتا ہے سب دھوکا ہے (۶۴)۔ جو میرے مخلص بندے ہیں اُن پر تیرا کچھ زور نہیں۔ اور (اے پیغمبر) تمہارا پروردگار کارساز کافی ہے (۶۵)۔ تمہارا پروردگار وہ ہے جو تمہارے لئے دریا میں کشتیاں چلاتا ہے تاکہ تم اُس کے فضل سے (روزی) تلاش کرو۔ بے شک وہ تم پر مہربان ہے (۶۶)۔ اور جب تم کو دریا میں تکلیف پہنچتی ہے (یعنی ڈوبنے کا خوف ہوتا ہے) تو جن کو تم پکارا کرتے ہو سب اُس (پروردگار) کے سوا گم ہو جاتے ہیں پھر جب وہ تم کو (ڈوبنے سے) بچا کر خشکی کی طرف لے جاتا ہے تو تم منہ پھیر لیتے ہو اور انسان ہے ہی ناشکرا (۶۷)۔ کیا تم (اس سے) بے خوف ہو کہ خدا تمہیں خشکی کی طرف (لے جا کر زمین میں) دھنسا دے یا تم پر سنگریزوں کی بھری ہوئی آندھی چلا دے۔ پھر تم اپنا کوئی نگہبان نہ پاؤ (۶۸)۔ یا (اس سے) بے خوف ہو کہ تم کو دوسری دفعہ دریا میں لے جائے پھر تم

پھر تم کو اچانک ڈبو دے اور تمہارے کفر کے سبب تمہیں ڈبو دے۔ پھر تم اس غرق کے سبب اپنے لیے کوئی پیچھا کرنے والا نہ پاؤ (۶۹)۔ اور ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی اور ان کو جنگل اور دریا میں سواری دی اور پاکیزہ روزی عطا کی اور اپنی بہت سی مخلوقات پر فضیلت دی (۷۰)

تفسیر سورۃ بنی اسرائیل آیات (۶۱) تا (۷۰)

(۶۱) وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جب کہ ہم نے ان فرشتوں سے بھی کہا جو کہ زمین پر تھے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ تحیت کرو، ابلیس کہنے لگا کیا میں ایسے شخص کو سجدہ کروں جس کو آپ نے مٹی سے بنایا۔

(۶۲) کہنے لگا کہ اس کو جو مجھ پر سجدہ کرا کے فضیلت دی ہے تو اگر آپ نے میری درخواست کے مطابق مجھے مہلت دی ہے تو میں سوائے ان تھوڑے آدمیوں کے جو مجھ سے محفوظ ہیں، سب کو راہ حق سے پھسلاؤں گا اور گمراہ کروں گا اور اپنے قبضہ میں کر لوں گا۔

(۶۳) اللہ تعالیٰ نے اس سے فرمایا یہ بات کان کھول کر سن لے جو ان میں سے تیرے طریقہ پر چلے گا تو تم سب کی پوری سزا جہنم ہے۔

(۶۴) اور جو ان میں سے جس پر تیرا بس چلے، اپنی تبلیغ سے اس کے قدم پھسلا دینا یا یہ کہ مزامیر اور تمام گانوں کی آوازوں اور ہر قسم کی برائیوں سے ان کو گمراہ کر دینا۔

اور ان پر اپنے سوار مشرکین اور پیادہ مشرکین چڑھا لانا اور ان کے خلاف مشرکین کے لشکر سے مدد حاصل کرنا اور ان کو اموال حرام اور اولاد حرام میں گرفتار کر دینا اور ان سے وعدے کرنا کہ جنت اور دوزخ کچھ نہیں اور شیطان ان لوگوں سے بالکل جھوٹے وعدے کرتا ہے۔

(۶۵) میرے ان بندوں پر جو تجھ سے محفوظ ہیں تیرا بالکل قابو اور بس نہیں چلے گا اور آپ کے رب نے جو وعدے فرمائے ہیں وہ ان کا محافظ اور کافی کارساز ہے۔

(۶۶) وہ ایسا غنی ہے کہ تمہارے نفع کے لیے کشتیوں کو چلاتا ہے تا کہ تم اس کے رزق کی یا یہ کہ اس کے علم کی تلاش کرو اور وہ عذاب کے مؤخر کرنے یا یہ کہ تم میں سے جو توبہ کرے اس کے حال پر بہت مہربان ہے۔

(۶۷) اور جس وقت دریا میں تمہیں کوئی تکلیف یا غرق ہونے کا ڈر ہوتا ہے تو جن بتوں کو تم پوجتے ہو سب کو چھوڑ دیتے ہو ان میں سے کسی سے بھی نجات کی درخواست نہیں کرتے سوائے خدائے وحدہ لاشریک کے اسی کے سامنے نجات کی درخواست کرتے ہو۔

پھر جب وہ تمہیں خشکی کی طرف بچا لاتا ہے تو پھر شکر خداوندی اور توحید خداوندی سے پھر جاتے ہو۔ واقعی کافر اللہ تعالیٰ کے انعامات کا بڑا ناشکرا ہے۔

(۶۸) مکہ والو تو کیا تم اس بات سے مطمئن بیٹھے ہو کہ وہ تمہیں قارون کی طرح خشکی کی طرف لا کر دھنسا دے یا تم پر قوم لوط علیہ السلام کی طرح پتھر برسا دیے جائیں پھر تم کسی کو اپنا مددگار نہ پاؤ۔

(۶۹) یا اے مکہ والو اس سے بے فکر ہو گئے ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں پھر دریا ہی میں دوبارہ لے جائے پھر تم پر ہوا کا سخت طوفان بھیج دے اور پھر تمہیں دریا میں تمہارے کفر کے سبب جو کہ تم نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیا ہے اور اس کا کفران نعمت کیا ہے، غرق کر دے اور پھر اس غرق کرنے پر تمہیں کوئی ہمارا پیچھا کرنے والا اور بدلہ لینے والا نہ ملے۔

(۷۰) اور ہم نے آدم کی اولاد کو ہاتھ اور پیر عطا کر کے عزت دی اور ہم نے ان کو خشکی میں جانوروں پر اور دریا میں کشتیوں پر سوار کیا اور ان کو جانوروں کی روزی کی بہ نسبت بہتر اور پاکیزہ روزی عطا کی۔ اور ہم نے ان کو جانوروں پر شکل و صورت اور ہاتھ پیروں کے اعتبار سے فوقیت دی۔

يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۢ بِاِمَامِهِمْ ۚ فَمَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَاُولٰٓئِكَ
يَقْرَءُوْنَ كِتٰبَهُمْ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝ وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ
اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ۝ وَاِنْ كَادُوْا
لَيَفْتِنُوْنَكَ عَنِ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهٗ ۖ وَاِذًا
لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِيْلًا ۝ وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ
شَيْـًٔا قَلِيْلًا ۝ اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا
تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيْرًا ۝ وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ
لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَاِذًا لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ سُنَّةَ مَنْ
قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيْلًا ۝ اَقِمِ
الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ۭ اِنَّ
قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ۝ وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ
عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۝ وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ
صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ۝
وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۭ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۝
وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَلَا يَزِيْدُ
الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ۝ وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ
وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَـُٔوْسًا ۝ قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى
شَاكِلَتِهٖ ۭ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا ۝ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ
عَنِ الرُّوْحِ ۭ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ
اِلَّا قَلِيْلًا ۝

جس دن ہم سب لوگوں کو ان کے پیشواؤں کے ساتھ بلائیں گے۔ تو جن (کے اعمال) کی کتاب ان کے داہنے ہاتھ میں دی جائے گی وہ اپنی کتاب کو (خوش ہو ہو کر) پڑھیں گے اور ان پر دھاگے برابر بھی ظلم نہ ہوگا (۷۱)۔ اور جو شخص اس (دنیا) میں اندھا ہو وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا اور (نجات کے) رستے سے بہت دور (۷۲)۔ اور اے پیغمبر جو وحی ہم نے تمہاری طرف بھیجی ہے قریب تھا کہ یہ (کافر) لوگ تم کو اس سے بچلا دیں تاکہ تم اس کے سوا اور باتیں ہماری نسبت بنا لو۔ اور اس وقت وہ تم کو دوست بنا لیتے (۷۳)۔ اور اگر ہم تم کو ثابت قدم نہ رہنے دیتے تو تم کسی قدر ان کی طرف مائل ہونے ہی لگے تھے (۷۴)۔ اس وقت ہم تم کو زندگی میں بھی (عذاب کا) دونا اور مرنے پر بھی دونا مزا چکھاتے۔ پھر تم ہمارے مقابلے میں کسی کو اپنا مددگار نہیں پاتے (۷۵)۔ اور قریب تھا کہ یہ لوگ تمہیں زمین (مکہ) سے پھسلا دیں تاکہ تمہیں وہاں سے جلا وطن کر دیں۔ اور اس وقت تمہارے پیچھے یہ بھی نہ رہتے مگر کم (۷۶)۔ جو پیغمبر ہم نے تم سے پہلے بھیجے تھے ان کا (اور ان کے بارے میں ہمارا بھی) طریق رہا ہے اور تم ہمارے طریق میں تغیر و تبدل نہ پاؤ گے (۷۷)۔ (اے محمد ﷺ) سورج کے ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک (ظہر۔ عصر۔ مغرب۔ عشاء کی) نمازیں اور صبح کو قرآن پڑھا کرو۔ کیونکہ صبح کے وقت قرآن کا پڑھنا موجب حضور (ملائکہ) ہے (۷۸)۔ اور بعض حصہ شب میں بیدار ہوا کرو (اور تہجد کی نماز پڑھا کرو یہ شب خیزی) تمہارے لئے (سبب

زیادت ہے۔ قریب ہے کہ خدا تم کو مقام محمود میں داخل کرے (۷۹)۔ اور کہو کہ اے پروردگار مجھے (مدینے میں) اچھی طرح داخل کیجیو اور (مکے سے) اچھی طرح نکالیو۔ اور اپنے ہاں سے زور وقوت کو میرا مددگار بنائیو (۸۰)۔ اور کہہ دو کہ حق آگیا اور باطل نابود ہو گیا بے شک باطل نابود ہونے والا ہے (۸۱)۔ اور ہم قرآن (کے ذریعے) سے وہ چیز نازل کرتے ہیں جو مومنوں کے لئے شفا اور رحمت ہے اور ظالموں کے حق میں تو اس سے نقصان ہی بڑھتا ہے (۸۲)۔ اور جب ہم انسان کو نعمت بخشتے ہیں تو روگرداں ہو جاتا ہے اور پہلو پھیر لیتا ہے۔ اور جب اسے تختی پہنچتی ہے تو ناامید ہو جاتا ہے (۸۳)۔ کہہ دو کہ ہر شخص اپنے طریق کے مطابق عمل کرتا ہے۔ سو تمہارا پروردگار اس شخص سے خوب واقف ہے جو سب سے زیادہ سیدھے رستے پر ہے (۸۴)۔ اور تم سے روح کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ کہہ دو کہ وہ میرے پروردگار کی ایک شان ہے اور تم لوگوں کو (بہت ہی) کم علم دیا گیا ہے (۸۵)

تفسیر سورۃ بنی اسرائیل آیات (۷۱) تا (۸۵)

(۷۱) قیامت کے دن جب کہ ہم تمام انسانوں کو ان کے انبیاء کرام کے ساتھ یا یہ کہ ان کے نامہ اعمال سمیت یا یہ کہ ان کے دعوت ہدایت دینے والے یا دعوت گمراہی دینے والے کے ساتھ ملا دیں گے۔

پھر جس کا نامہ اعمال اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا تو ایسے حضرات اپنی نیکیوں کو خوش ہو کر پڑھیں گے اور ان کی نیکیوں میں ذرا کمی نہ کی جائے گی اور نہ ان کی برائیوں میں ذرا اضافہ کیا جائے گا۔

کھجور کی گٹھلی کے درمیان جو لکیر ہوتی ہے اس میں جو چیز ہو اس کو فتیل کہتے ہیں اور انگلیوں کی جڑوں میں جو معمولی سا میل کچیل ہو، اس معنی میں بھی لفظ فتیل کا استعمال کیا گیا ہے۔

(۷۲) اور جو شخص دنیا میں ان نعمتوں کے شکر کی بجا آوری سے اندھا رہے گا وہ جنت کی نعمتوں سے بھی اندھا رہے گا اور زیادہ گمراہ ہوگا یا یہ کہ جو شخص اس دنیا میں راہ نجات اور حجت و بیان کے دیکھنے سے اندھا رہے گا تو وہ آخرت میں بھی جنت اور منزل نجات کے دیکھنے سے بہت زیادہ اندھا رہے گا اور زیادہ گمراہ ہوگا۔

(۷۳) اور یہ کافر لوگ آپ کو ان کے بتوں کے توڑنے سے بچلانے اور ہٹانے ہی لگے تھے تاکہ آپ اس حکم وحی کے علاوہ ہماری طرف غلط بات کی نسبت کر دیں اور اس صورت میں کہ آپ ان کی بات مانتے وہ آپ کو اپنا گہرا دوست بنا لیتے، یہ آیت قبیلہ ثقیف کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

شانِ نزول: وَاِنۡ كَادُوۡا لَيَفۡتِنُوۡنَكَ (الخ)

ابن مردویہؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے ابن اسحاقؒ، محمد بن ابی محمدؒ، عکرمہ کے ذریعے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ امیہ بن خلف، ابوجہل اور کچھ قریشی چلے اور رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ محمد چلو اور نعوذ باللہ ہمارے بتوں کو چھولو، ہم آپ کے ساتھ آپ کے دین میں داخل ہو جائیں گے۔

اور آپ ﷺ اپنی قوم کے اسلام قبول کرنے کے خواہش مند رہتے تھے، چنانچہ ان کے لیے نرم ہو گئے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔

امام سیوطیؒ فرماتے ہیں میں کہتا ہوں کہ جتنی روایات اس آیت کے شان نزول کے بارے میں مروی ہیں، یہ روایت سب سے زیادہ صحیح ہے، اس کی سند جید ہے اور اس کا شاہد بھی موجود ہے۔

چنانچہ ابو الشیخؒ نے سعید بن جبیرؒ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ حجر اسود کو بوسہ دے رہے تھے تو کافروں نے کہا ہم آپ کو اس وقت تک حجر اسود کا استلام نہیں کرنے دیں گے تاوقتیکہ آپ ہمارے بتوں کا استلام نہ کریں تو رسول اکرم ﷺ فرمانے لگے اگر میں ایسا کرلوں تو کیا حرج ہے جب کہ اللہ تعالیٰ بخوبی جانتا ہے کہ میں ان بتوں کے مخالف ہوں اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور اسی طرح ابن شہاب سے روایت کیا گیا ہے۔

نیز جبیر بن نفیرؒ سے روایت کیا ہے کہ قریش رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ اگر آپ ہماری طرف رسول ہو کر آئے ہیں تو ان غرباء اور غلاموں کو جو آپ کے پیچھے ہیں اپنے پاس سے بالکل ہٹا دیجیے تاکہ ہم آپ کے تابع اور اصحاب ہو جائیں یہ سن کر آپ بھی ان کی طرف متوجہ ہوئے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

اور محمد بن کعب قرظیؒ سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے سورۂ نجم کی افرایتم اللات والعزیٰ تک تلاوت فرمائی تو شیطان نے یہ الفاظ آپ پر القا کر دیے تلک الغرانیق العلی وان شفاعتھن لترتجی۔

چنانچہ فوراً یہ آیت نازل ہوئی، اس کے نزول کے بعد آپ برابر مغموم رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ یہ روایات اس بات پر دال ہیں کہ یہ آیات مکی ہیں۔

اور بعض حضرات نے ان روایتوں کو مدنی شمار کیا ہے، انھوں نے اس روایت سے استدلال کیا ہے جس کو ابن مردویہ نے عوفی کے طریق سے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ ایک قبیلے نے رسول اکرم ﷺ سے درخواست کی کہ ہمیں ایک سال کی مہلت دیجیے تاکہ ہمارے بتوں کے چڑھاوے آجائیں، پھر ہم اپنے بتوں کے چڑھاوے وصول کرکے اسلام لے آئیں گے، رسول اکرم ﷺ نے ان لوگوں کو مہلت دینے کا ارادہ کرلیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی مگر اس روایت کی سند ضعیف ہے۔

ابن ابی حاتمؒ اور امام بیہقیؒ نے دلائل میں شہر بن حوشب کے واسطے سے عبدالرحمن بن غنم سے روایت کیا ہے کہ یہودی رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر کہنے لگے کہ اگر آپ نبی ہیں تو شام چلے جائیے کیوں کہ وہ ارض محشر اور سرزمین انبیاء کرام ہے ان کی یہ بات سن کر رسول اکرم ﷺ کو بھی اس چیز کا خیال ہوگیا چنانچہ آپ نے ملک شام کے

ارادہ سے غزوہ تبوک کیا، جب آپ تبوک پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے سورۂ بنی اسرائیل کی تکمیل کے بعد سورۂ بنی اسرائیل کی یہ آیات نازل فرمائیں: وَاِنْ کَادُوْا۔ یعنی لوگ اس سرزمین سے آپ کے قدم ہی اکھاڑنے لگے تھے تاکہ آپ کو اس سے نکال دیں۔ اور اگر یہ آپ کو مدینہ منورہ سے نکال دیتے تو یہ بھی بہت کم ٹھہر پاتے، یہاں تک کہ ہم ان کو ہلاک کر دیتے۔

(۷۴) اور اگر ہم نے آپ کو ثابت قدم نہ بنایا ہوتا اور آپ کی حفاظت نہ کی ہوتی تو آپ ان کے مطالبہ کے مطابق ان کی طرف کچھ کچھ جھکنے کے قریب جا پہنچتے۔

(۷۵) اور اگر آپ کو ان کے مطالبے کے موافق ان کی طرف میلان اور رجحان ہو جاتا تو ہم آپ کو دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی دوہرا عذاب چکھاتے، پھر آپ کوئی مددگار بھی نہ پاتے۔

(۷۶) اور یہ یہودی اس سرزمین مدینہ منورہ سے آپ کے قدم ہی اکھاڑنے لگے تھے تاکہ آپ کو شام کی طرف نکال دیں۔

(۷۷) جیسا کہ ہم نے آپ سے پہلے رسولوں کی قوموں کو ہلاک کیا جب کہ اپنے رسولوں کو انہوں نے اپنے درمیان سے نکال دیا اور آپ ہمارے اس عذاب میں کوئی تبدیلی نہ پاتے۔

(۷۸) اے محمد ﷺ سورج غروب ہونے کے بعد نماز ظہر اور عصر اور رات آنے پر مغرب و عشاء کی نماز ادا کیجیے اور صبح کی نماز بھی ادا کیجیے، بے شک صبح کی نماز رات اور دن کے فرشتوں کے حاضر ہونے کا وقت ہے۔

(۷۹) اور کسی قدر رات کے حصہ میں بھی قرأت قرآن کریم کیا کیجیے اور سو کر اٹھنے کے بعد تہجد پڑھا کیجیے یہ آپ کے لیے فضیلت کی چیز ہے، یہ کہ خاص آپ کے لیے ہے۔

(۸۰) اور آپ یوں دعا کیا کیجیے کہ اے میرے پروردگار مجھے مدینہ منورہ میں اچھے طریقے سے داخل کیجیے، اس وقت آپ مدینہ منورہ میں نہیں تھے اور جب میں مدینہ منورہ میں ہوں تو مجھے وہاں سے اچھے طریقے سے لے جائیے اور مکہ مکرمہ میں داخل کیجیے، یا یہ کہ مجھے قبر میں خوبی اور راحت کے ساتھ پہنچائیے اور قیامت کے دن قبر سے خوبی و راحت کے ساتھ نکالیے اور مجھے اپنے پاس سے ایسا غلبہ اور قوت عطا کیجیے۔ جس میں کسی قسم کی کوئی کمی اور نہ کسی کے قول کی تردید ہو۔

شانِ نزول: وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ (الخ)

امام ترمذیؒ نے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ مکہ مکرمہ میں تھے، پھر آپ کو ہجرت کا حکم ہوا، تب آپ پر یہ آیتیں نازل ہوئیں، یعنی اور آپ یوں دعا کیجیے کہ اے رب مجھے اچھے طریقے سے پہنچائیے اور مجھے اچھے طریقے سے لے جائیے اور مجھے اپنے پاس سے ایسا غلبہ دیجیے جس کے ساتھ نصرت ہو، یہ روایت

اس چیز کے بیان کرنے میں صرف ہے کہ یہ آیت کریمہ مکی ہے اور ابن مردویہ نے اس سے زیادہ واضح الفاظ کے ساتھ روایت نقل کی ہے۔

(۸۱) اور کہہ دیجیے کہ اب رسول اکرم ﷺ قرآن کریم کے ساتھ تشریف لے آئے ہیں یعنی کہ اب اسلام کا غلبہ ہو گیا ہے اور مسلمانوں کی کثرت ہو گئی ہے اور شیطان اور شرک و مشرکین سب ہلاک ہو گئے اور واقعی یہ باطل چیزیں تو یوں ہی آتی جاتی رہتی ہیں۔

(۸۲) اور ہم قرآن کریم میں ایسی چیزیں بیان کرتے رہتے ہیں جو ایسے حضرات کے لیے جو کہ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان رکھنے والے ہیں گمراہی اور کفر و شرک اور نفاق سے شفا اور بیان اور عذاب سے رحمت ہے۔ اور مشرکین کا ان نازل شدہ احکامات سے الٹا نقصان بڑھتا ہے۔

(۸۳) اور کافر کو جب ہم مال اور عیش و عشرت عطا کرتے ہیں تو دعا کرنے اور شکر خداوندی سے منہ موڑ لیتا ہے اور ایمان سے دور بھاگتا ہے اور جب اس کو تکلیف اور فقر و فاقہ پہنچتا ہے تو بالکل رحمت خداوندی سے ناامید ہو جاتا ہے یہ آیت عتبہ بن ربیعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(۸۴) اے پیغمبر آپ کہہ دیجیے کہ ہر شخص اپنے طریقہ پر کام کر رہا ہے سو تمہارا پروردگار اس شخص سے خوب واقف ہے جو سب سے زیادہ سیدھے راستے پر ہے۔

(۸۵) اے محمد ﷺ یہ لوگ آپ سے روح کی حقیقت کو پوچھتے ہیں۔ اہل مکہ یعنی ابوجہل اور اس کے ساتھیوں نے روح کے متعلق آپ سے دریافت کیا تھا، آپ فرما دیجیے کہ وہ میرے پروردگار کے عجائبات میں سے ہے یا اس کے علم اور حکم سے بنی ہے اور علوم خداوندی میں سے تمہیں بہت تھوڑا علم دیا گیا ہے۔

شانِ نزول: وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ (الخ)

امام بخاریؒ نے حضرت ابن مسعود ؓ سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں رسول اکرم ﷺ کے ساتھ مدینہ منورہ میں جا رہا تھا، آپ کھجور کی ایک چھڑی پر ٹیک دیے ہوئے تھے، آپ کا گزر کچھ یہودیوں کے پاس سے ہوا وہ آپس میں کہنے لگے کہ ان سے کچھ پوچھو، چنانچہ وہ بولے کہ ہم سے روح کے بارے میں بیان کیجیے، آپ یہ سن کر کچھ دیر کھڑے ہو گئے اور اپنا سر مبارک اوپر کو اٹھایا، میں سمجھ گیا کہ آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے یہاں تک کہ وحی بند ہو گئی تو آپ نے ان سے فرمایا الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا اور امام ترمذیؒ نے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ قریش نے یہود سے کہا کہ ہمیں کوئی ایسی بات بتاؤ جو ہم اس شخص یعنی رسول اکرم ﷺ سے پوچھیں، یہودیوں نے کہا کہ آپ روح کے بارے میں دریافت کرو، چنانچہ قریش نے آپ سے دریافت کیا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، یعنی اور یہ لوگ آپ سے روح کو پوچھتے ہیں آپ فرما دیجیے کہ

روح میرے رب کے حکم سے بنی ہے، حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ ان دونوں روایتوں میں متعدد نزول کی توجیہ سے مطابقت پیدا کی جائے گی یہی قول حافظ ابن حجر عسقلانی نے اختیار کیا ہے۔ یا یہ کہ یہود کے سوال کرنے پر جو آپ نے سکوت اختیار کیا اسے اس چیز پر محمول کیا جائے گا کہ آپ نے اس توقع میں کہ اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں اور مزید تفصیل بتادے، اس لیے سکوت اختیار فرمایا ہو ورنہ تو پھر صحیح بخاری کی روایت زیادہ صحیح ہے۔

امام سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ صحیح بخاری کی روایت کو اس حیثیت سے بھی ترجیح حاصل ہے کہ اس روایت کے راوی واقعہ کے وقت موجود ہیں، برخلاف حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے وہ واقعہ کے وقت موجود نہیں۔

وَلَئِن شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيٓ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهِۦ عَلَيْنَا وَكِيلًا ﴿٨٦﴾ إِلَّا رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ ۚ إِنَّ فَضْلَهُۥ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيرًا ﴿٨٧﴾ قُل لَّئِنِ ٱجْتَمَعَتِ ٱلْإِنسُ وَٱلْجِنُّ عَلَىٰٓ أَن يَأْتُوا۟ بِمِثْلِ هَٰذَا ٱلْقُرْءَانِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِۦ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا ﴿٨٨﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِي هَٰذَا ٱلْقُرْءَانِ مِن كُلِّ مَثَلٍ فَأَبَىٰٓ أَكْثَرُ ٱلنَّاسِ إِلَّا كُفُورًا ﴿٨٩﴾ وَقَالُوا۟ لَن نُّؤْمِنَ لَكَ حَتَّىٰ تَفْجُرَ لَنَا مِنَ ٱلْأَرْضِ يَنۢبُوعًا ﴿٩٠﴾ أَوْ تَكُونَ لَكَ جَنَّةٌ مِّن نَّخِيلٍ وَعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ ٱلْأَنْهَٰرَ خِلَٰلَهَا تَفْجِيرًا ﴿٩١﴾ أَوْ تُسْقِطَ ٱلسَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا أَوْ تَأْتِيَ بِٱللَّهِ وَٱلْمَلَٰٓئِكَةِ قَبِيلًا ﴿٩٢﴾ أَوْ يَكُونَ لَكَ بَيْتٌ مِّن زُخْرُفٍ أَوْ تَرْقَىٰ فِي ٱلسَّمَآءِ وَلَن نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتَّىٰ تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتَٰبًا نَّقْرَؤُهُۥ ۗ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّي هَلْ كُنتُ إِلَّا بَشَرًا رَّسُولًا ﴿٩٣﴾ وَمَا مَنَعَ ٱلنَّاسَ أَن يُؤْمِنُوٓا۟ إِذْ جَآءَهُمُ ٱلْهُدَىٰٓ إِلَّآ أَن قَالُوٓا۟ أَبَعَثَ ٱللَّهُ بَشَرًا رَّسُولًا ﴿٩٤﴾ قُل لَّوْ كَانَ فِي ٱلْأَرْضِ مَلَٰٓئِكَةٌ يَمْشُونَ مُطْمَئِنِّينَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِم مِّنَ ٱلسَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُولًا ﴿٩٥﴾ قُلْ كَفَىٰ بِٱللَّهِ شَهِيدًۢا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ ۚ إِنَّهُۥ كَانَ بِعِبَادِهِۦ خَبِيرًۢا بَصِيرًا ﴿٩٦﴾ وَمَن يَهْدِ ٱللَّهُ فَهُوَ ٱلْمُهْتَدِ ۖ وَمَن يُضْلِلْ فَلَن تَجِدَ لَهُمْ أَوْلِيَآءَ مِن دُونِهِۦ ۖ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ عُمْيًا وَبُكْمًا وَصُمًّا ۖ مَّأْوَىٰهُمْ جَهَنَّمُ ۖ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنَٰهُمْ سَعِيرًا ﴿٩٧﴾ ذَٰلِكَ جَزَآؤُهُم بِأَنَّهُمْ كَفَرُوا۟ بِـَٔايَٰتِنَا وَقَالُوٓا۟ أَءِذَا كُنَّا عِظَٰمًا وَرُفَٰتًا أَءِنَّا لَمَبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا ﴿٩٨﴾

اور اگر ہم چاہیں تو جو (کتاب) ہم تمہاری طرف بھیجتے ہیں اُسے (دلوں سے) محو کردیں۔ پھر تم اس کے لیے ہمارے مقابلے میں کسی کو مددگار نہ پاؤ (۸۶)۔ مگر (اس کا قائم رہنا) تمہارے پروردگار کی رحمت ہے۔ کچھ شک نہیں کہ تم پر اس کا بڑا فضل ہے (۸۷)۔ کہہ دو کہ اگر انسان اور جن اس بات پر مجتمع ہوں کہ اس قرآن جیسا بنا لائیں تو اس جیسا نہ لا سکیں اگرچہ وہ ایک دوسرے کے مددگار ہوں (۸۸)۔ اور ہم نے اس قرآن میں سب باتیں طرح طرح سے بیان کردی ہیں مگر اکثر لوگوں نے انکار کرنے کے سوا قبول نہ کیا (۸۹)۔ اور کہنے لگے کہ ہم تم پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ (عجیب وغریب باتیں نہ دکھاؤ یعنی یا تو) ہمارے لئے زمین سے چشمہ جاری کردو (۹۰)۔ یا تمہارا کھجوروں کا اور انگوروں کا کوئی باغ ہو اور اسکے بیچ میں نہریں بہا نکالو (۹۱)۔ یا جیسا تم کہا کرتے ہو ہم پر آسمان کے ٹکڑے لا گراؤ یا خدا اور فرشتوں کو (ہمارے) سامنے لے آؤ (۹۲)۔ یا تمہارا سونے کا گھر ہو۔ یا تم آسمان پر چڑھ جاؤ اور ہم تمہارے چڑھنے کو بھی نہیں مانیں گے جب تک کہ کوئی کتاب نہ لاؤ جسے ہم پڑھ بھی لیں کہہ دو کہ میرا پروردگار پاک ہے۔ میں تو صرف ایک پیغام پہنچانے والا انسان ہوں (۹۳)۔ اور جب لوگوں کے پاس ہدایت آگئی تو ان کو ایمان لانے سے اس کے سوا کوئی چیز مانع نہ ہوئی کہ کہنے لگے کہ کیا خدا نے آدمی کو پیغمبر کر کے بھیجا ہے (۹۴)۔ کہہ دو کہ اگر زمین میں فرشتے ہوتے (کہ اس میں) چلتے پھرتے (اور) آرام کرتے (یعنی بستے) تو ہم اُن کے پاس فرشتے کو پیغمبر بنا کر بھیجتے (۹۵)۔ کہہ دو کہ میرے اور تمہارے درمیان خدا ہی گواہ کافی ہے وہی اپنے بندوں سے خبردار (اور ان کو) دیکھنے والا

ہے (۹۶)۔ اور جس شخص کو خدا ہدایت دے وہی ہدایت یاب ہے۔ اور جن کو گمراہ کرے تو تم خدا کے سوا ان کے رفیق نہیں پاؤ گے۔ اور ہم ان کو قیامت کے دن اوندھے منہ اندھے گونگے اور بہرے (بنا کر) اٹھائیں گے اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ جب (اس کی آگ) بجھنے کو ہوگی تو ہم ان کو (عذاب دینے کے لیے) اور بھڑکا دیں گے (۹۷)۔ یہ ان کی سزا ہے اس لیے کہ وہ ہماری آیتوں سے کفر کرتے تھے اور کہتے تھے کہ جب ہم (مر کر بوسیدہ) ہڈیاں اور چورا چورا ہو جائیں گے تو کیا از سرِ نو پیدا کیے جائیں گے؟ (۹۸)

تفسیر سورۃ بنی اسرائیل آیات (۸۶) تا (۹۸)

(۸۶) اور اگر ہم چاہیں تو جس قدر بذریعہ جبریل امین آپ پر وحی بھیجی ہے اور آپ نے اس کو محفوظ کیا ہے سب سلب کر لیں۔

پھر آپ کو ہمارے مقابلہ میں کوئی حمایتی اور اس چیز کو دوبارہ دینے والا بھی نہ ملے۔

(۸۷) یہ آپ کے رب ہی کا انعام ہے کہ اس نے قرآن کریم کو آپ کے قلب مبارک میں محفوظ کر دیا ہے، بے شک آپ پر نبوت اور اسلام کے ذریعہ اس نے بڑا فضل فرمایا ہے۔

(۸۸) اے محمد ﷺ آپ مکہ والوں سے فرما دیجیے کہ اگر تمام انسان اور جنات اس بات کے لیے جمع ہو جائیں کہ اس قرآن کریم جیسا فصیح و بلیغ قرآن بنا دیں جس میں اوامر و نواہی، وعدے وعید، ناسخ و منسوخ، محکم و متشابہ اور جو ہو چکے اور جو ہونے والے ہیں سب ہی کا بیان ہو، تب بھی ایسا نہ لا سکیں گے اگرچہ ایک دوسرے کے مددگار بھی بن جائیں۔

شان نزول: قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ (الخ)

ابن اسحاق اور ابن جریرؒ نے سعیدؒ یا عکرمہؒ کے واسطے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے رسول اکرم ﷺ یہودیوں کی ایک جماعت میں آئے تو وہ (یہودی) لوگ کہنے لگے کہ ہم آپ کا اتباع کیسے کریں، حالانکہ آپ نے ہمارا قبلہ بھی چھوڑ دیا ہے اور یہ جو قرآن کریم آپ لے کر آئے ہیں اس میں ہم توریت کی طرح تعلق نہیں دیکھتے تو ہمارے لیے ایسی کتاب نازل کروائیے جسے ہم پہچانتے ہوں ورنہ ہم آپ کے پاس بھی آپ کی کتاب لے کر آئے ہیں، وہی کتاب لے کر آتے ہیں، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی آپ فرما دیجیے کہ اگر تمام انسان اور جنات سب اس بات کے لیے جمع ہو جائیں کہ اس قرآن جیسا لائیں تب بھی ایسا نہ لا سکیں گے۔

(۸۹) اور ہم نے اس قرآن کریم میں مکہ والوں کے لیے وعدے وعید اور ہر قسم کے مضامین بیان کیے ہیں مگر پھر بھی اکثر لوگوں نے قبول نہ کیا اور کفر ہی پر جمے رہے۔

(۹۰) اور عبداللہ بن امیہ مخزومی اور اس کے ساتھی یوں کہتے ہیں کہ ہم آپ کی ہرگز تصدیق نہیں کریں گے جب

حتیٰ کہ آپ ہمارے لیے سرزمین مکہ سے چشمے اور نہریں نہ جاری کردیں۔

شانِ نزول: وَقَالُوا لَن نُّؤْمِنَ لَكَ (الخ)

ابن جریر نے بواسطہ ابن اسحاق مصری شیخ عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ عتبہ، شیبہ، ابوسفیان اور بنی عبد الدار کا ایک شخص اور ابوالبختری، اسود بن مطلب، ربیعہ بن اسود، ولید بن مغیرہ، ابوجہل، عبداللہ بن امیہ، امیہ بن خلف، عاص بن وائل، منبہ بن حجاج، معبہ بن الحجاج۔ ان سب نے باہم جمع ہو کر رسول اکرم ﷺ سے کہا کہ آپ اپنی قوم میں جو بات لے کر آئے ہیں، ہمارے علم میں عرب میں سے کوئی بھی ایسی بات لے کر نہیں آیا۔ تم نے آباؤ اجداد کو برا کہا، دین کو عیب لگایا اور نوعمروں کو بے وقوف بنایا، بتوں کو گالیاں دیں اور جماعت میں تفرقہ ڈالا، سو کوئی برائی ایسی نہیں ہے جو تم نے ہمارے اور اپنے درمیان شامل کی ہو۔ اگر تم یہ باتیں مال حاصل کرنے کے لیے کرتے ہو تو ہم اپنے مال تمہارے لیے جمع کر دیتے ہیں تاکہ تم سب سے زیادہ مالدار ہو جاؤ، اور اگر تم ہمارے اندر عزت و شرافت چاہتے ہو تو ہم تمہیں اپنا سردار بنا دیتے ہیں اور اگر تمہارے پاس یہ لانے والا جو کچھ لے کر آتا ہے کوئی جن ہے کہ جس کا تم پر غلبہ ہو گیا تو ہم آپ کا علاج کرانے اور اس سے آپ کو چھٹکارا دلانے کے لیے اپنے اموال خرچ کرتے ہیں، یہ سن کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کچھ تم کہہ رہے ہو ان میں سے میرے اندر کوئی بھی بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے اور میرے اوپر کتاب نازل کی ہے اور مجھے اس بات کا حکم دیا ہے کہ میں تمہیں خوشخبری سناؤں اور ڈراؤں، یہ سن کر یہ لوگ بولے کہ اگر آپ ہماری پیشکش کو نہیں قبول کرتے تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ تمام شہروں میں ہمارے شہر سے زیادہ تنگ اور کوئی شہر نہیں اور نہ ہم سے کم مال والا اور تنگ معیشت والا اور کوئی ہے تو آپ ہمارے لیے اپنے اس پروردگار سے دعا کیجیے کہ جس نے آپ کو بھیجا ہے کہ وہ ہم سے ان پہاڑوں کو ہٹا کر دور کر دے جن سے ہم پر تنگی ہو رہی ہے اور ہمارے لیے ہمارے شہروں کو کشادہ کر دے۔ اور اس میں شام اور عراق کی طرح نہریں جاری کر دے اور ہمارے جو آباؤ اجداد مر چکے ہیں ان کو ہمارے لیے زندہ کر دے اور اگر تم ایسا نہیں کر سکتے تو اپنی باتوں کی تصدیق کرانے کے لیے اپنے پروردگار سے ایک فرشتہ کی درخواست کرو جو آکر تمہاری تصدیق کرے اور ہمارے باغات اور خزانے اور سونے چاندی کے محلات تعمیر کر دے تاکہ جس چیز کی تلاش میں ہم آپ کو دیکھیں اس پر آپ کی مدد کر سکیں کیوں کہ ہم آپ کو بازاروں میں کھڑا ہوا اور روزی کی تلاش کرتا ہوا دیکھتے ہیں اور اگر آپ ایسا نہیں کر سکتے جیسا کہ آپ کہا کرتے ہیں تو آسمان کے ٹکڑے ہم پر گرا دیجیے کہ آپ کا پروردگار اگر چاہے تو ایسا کر سکتا ہے کیوں کہ ہم تو جب تک کہ آپ ان باتوں میں سے کوئی بات نہ

پر ایمان لانے سے سوائے اس کے اور کیا امر مانع ہوا کہ انھوں نے کہا کہ کیا ہماری طرف آدمی کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔

(۹۵) آپ ان مکہ والوں سے کہہ دیجیے کہ اگر زمین میں فرشتے چلتے پھرتے ہوتے تو ہم فرشتہ کو رسول بنا کر بھیجتے، کیوں کہ ہم فرشتوں میں فرشتہ کو اور انسانوں کی طرف انسان ہی کو رسول بنا کر بھیجتے ہیں۔

(۹۶) اور آپ ان مکہ والوں سے آخری بات فرما دیجیے کہ اللہ تعالیٰ میرے اور تمہارے درمیان کافی گواہ ہے، اس بات پر اس نے مجھے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے اور وہ جو اپنے بندوں کی طرف رسول بھیجتا ہے، خوب جانتا اور خوب دیکھتا ہے کہ کون اس پر ایمان لائے گا اور کون ایمان نہیں لائے گا۔

(۹۷) اور اللہ تعالیٰ جس کو اپنے دین کی ہدایت فرمائے، وہی سیدھے راستے پر آتا ہے اور جسے وہ اپنے دین سے گمراہ کردے تو اللہ کے سوا ان مکہ والوں کے لیے آپ کسی کو بھی ایسا نہ پائیں گے جو ان کو ہدایت کی طرف رہنمائی کرے اور ہمیں قیامت کے دن ان کو اندھا، گونگا، بہرہ کر کے منہ کے بل دوزخ کی طرف چلائیں گے اور ان میں کسی چیز کے دیکھنے، سننے اور بولنے کی قطعاً طاقت نہ ہوگی، پھر ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور دوزخ کی لپٹیں جب ذرا دھیمی ہونے لگیں گی، تب ہی ہم ان کے لیے اور زیادہ بھڑکا دیں گے۔

(۹۸) یہ عذاب ان کو اس سبب سے ملے گا کہ انھوں نے رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کا انکار کیا تھا اور ان کفار مکہ نے یوں کہا تھا کہ جب ہم پرانی ہڈیاں اور وہ بھی ریزہ ریزہ ہو جائیں گی تو کیا ہمیں پھر زندہ کیا جائے گا اور دوبارہ ہمارے اندر روح پھونکی جائے گی، ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔

اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰۤی اَنْ یَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَجَعَلَ لَهُمْ اَجَلًا لَّا رَیْبَ فِیْهِ ؕ فَاَبَی الظّٰلِمُوْنَ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۹۹﴾ قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآىِٕنَ رَحْمَةِ رَبِّیْۤ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْیَةَ الْاِنْفَاقِ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا ﴿۱۰۰﴾ وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰی تِسْعَ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ فَسْـَٔلْ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اِذْ جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّیْ لَاَظُنُّكَ یٰمُوْسٰی مَسْحُوْرًا ﴿۱۰۱﴾ قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَاۤ اَنْزَلَ هٰۤؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَآىِٕرَ ۚ وَاِنِّیْ لَاَظُنُّكَ یٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا ﴿۱۰۲﴾ فَاَرَادَ اَنْ یَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْاَرْضِ فَاَغْرَقْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ جَمِیْعًا ﴿۱۰۳﴾ وَّقُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اسْكُنُوا الْاَرْضَ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِیْفًا ﴿۱۰۴﴾ وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ؕ وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ﴿۱۰۵﴾ وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَی النَّاسِ عَلٰی مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِیْلًا ﴿۱۰۶﴾ قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖۤ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖۤ اِذَا یُتْلٰی عَلَیْهِمْ یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ﴿۱۰۷﴾ وَّیَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَاۤ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ﴿۱۰۸﴾ وَیَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ یَبْكُوْنَ وَیَزِیْدُهُمْ خُشُوْعًا ﴿۱۰۹﴾ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَیًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ۚ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَیْنَ ذٰلِكَ سَبِیْلًا ﴿۱۱۰﴾ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِیْرًا ﴿۱۱۱﴾

کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ خدا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے اس بات پر قادر ہے کہ ان جیسے (لوگ) پیدا کر دے۔ اور اس نے ان کے لیے ایک وقت مقرر کر دیا ہے جس میں کچھ بھی شک نہیں۔ تو ظالموں نے انکار کرنے کے سوا (اسے) قبول نہ کیا (۹۹) کہہ دو کہ اگر میرے پروردگار کی رحمت کے خزانے تمہارے ہاتھ میں ہوتے تو تم خرچ ہو جانے کے خوف سے (ان کو) بند کر رکھتے اور انسان دل کا بہت تنگ ہے (۱۰۰) اور ہم نے موسیٰ کو نو کھلی نشانیاں دیں تو بنی اسرائیل سے دریافت کرلو کہ جب وہ ان کے پاس آئے تو فرعون نے ان سے کہا کہ موسیٰ! میں خیال کرتا ہوں کہ تم پر جادو کیا گیا ہے (۱۰۱) انہوں نے کہا کہ تم یہ جانتے ہو کہ آسمانوں اور زمین کے پروردگار کے سوا ان کو کسی نے نازل نہیں کیا۔ (اور وہ بھی تم لوگوں کے) سمجھانے کو۔ اور اے فرعون میں خیال کرتا ہوں کہ تم ہلاک ہو جاؤ گے (۱۰۲) تو اس نے چاہا کہ ان کو سر زمین (مصر) سے نکال دے تو ہم نے اس کو اور جو اس کے ساتھ تھے سب کو ڈبو دیا (۱۰۳) اور اس کے بعد بنی اسرائیل سے کہا کہ تم اس ملک میں رہو سہو۔ پھر جب آخرت کا وعدہ آجائے گا تو ہم تم سب کو جمع کر کے لے آئیں گے (۱۰۴) اور ہم نے اس قرآن کو سچائی کے ساتھ نازل کیا ہے اور وہ سچائی کے ساتھ نازل ہوا ہے اور (اے محمدﷺ) ہم نے تم کو صرف خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے (۱۰۵) اور ہم نے قرآن کو جزو جزو کر کے نازل کیا ہے تاکہ تم لوگوں کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھ کر سناؤ اور ہم نے اس کو آہستہ آہستہ اتارا ہے (۱۰۶) کہہ دو کہ تم اس پر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ (یہ فی نفسہٖ حق ہے) جن لوگوں کو اس سے پہلے علم (کتاب) دیا گیا ہے جب وہ ان کو پڑھ کر سنایا جاتا ہے تو وہ ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گر پڑتے ہیں (۱۰۷) اور کہتے ہیں کہ ہمارا پروردگار پاک ہے۔ بےشک ہمارے پروردگار کا وعدہ پورا ہو کر رہا (۱۰۸) اور وہ ٹھوڑیوں کے بل گر پڑتے ہیں (اور) روتے جاتے ہیں اور اس سے ان کو اور زیادہ عاجزی پیدا ہوتی ہے (۱۰۹) کہہ دو کہ تم (خدا کو) اللہ (کے نام سے) پکارو یا رحمٰن (کے نام سے) جس نام سے پکارو اس کے سب نام اچھے ہیں۔ اور نماز نہ بلند آواز سے پڑھو اور نہ آہستہ بلکہ اس کے بیچ کا طریقہ اختیار کرو (۱۱۰) اور کہو کہ سب تعریف خدا ہی کو ہے جس نے نہ تو کسی کو بیٹا بنایا ہے اور نہ اس کی بادشاہی میں کوئی شریک ہے اور نہ اس وجہ سے کہ وہ عاجز و ناتواں ہے کوئی اس کا مددگار ہے اور اس کو بڑا جان کر اس کی بڑائی کرتے رہو (۱۱۱)

تفسیر سورۃ بنی اسرائیل آیات (۹۹) تا (۱۱۱)

(۹۹) کیا ان کفار مکہ کو اتنا معلوم ہے کہ جو تمام آسمان و زمین کا خالق ہے وہ اس بات پر پہلے ہی کی طرح قادر ہے کہ ان جیسے آدمی دوبارہ پیدا کر دے، اور اس کے لیے اس نے ایک وقت مقرر کر رکھا کہ سو مشین کو اس میں ذرا بھی شک نہیں اس کے باوجود بھی مشرکین نے اس چیز کو قبول نہیں کیا اور کفر ہی پر قائم رہے۔

(۱۰۰) آپ ان مکہ والوں سے کہہ دیجیے کہ اگر تمہارے ہاتھ میں میرے پروردگار کے رزق کے خزانوں کی کنجیاں ہوتیں تو اس صورت میں تم فاقہ کے ڈر سے ان کے خرچ کرنے سے ضرور ہاتھ روک لیتے اور کافر بڑا تنگ دل بخیل اور لالچی ہے۔

(۱۰۱) اور ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کھلے ہوئے نو معجزے یعنی ید بیضا، عصا، طوفان، ٹڈیاں، گھن کے کیڑے، مینڈک، خون، قحط سالی اور مالوں کی کمی وبربادی دیے جب کہ وہ بنی اسرائیل کے پاس آئے تھے۔

آپ مثلاً حضرت عبداللہ بن سلامؓ اور ان کے ساتھیوں سے بھی پوچھ کر دیکھ لیجیے تو فرعون نے ان سے کہا کہ موسیٰ تم ضرور مغلوب العقل ہو۔

(۱۰۲) حضرت موسیٰ نے اس سے فرمایا اے فرعون تو اپنے دل میں خوب جانتا ہے کہ موسیٰ پر یہ عجائبات خاص رب العالمین نے نازل کیے ہیں جو کہ میری نبوت کی دلیل اور اس کی تصدیق کے لیے کافی ہیں۔

اور میں یقین سے کہتا ہوں کہ کفر کی حالت میں تو برے طریقہ سے تباہ ہوگا۔

(۱۰۳) یہ دیکھ کر فرعون نے چاہا کہ سرزمین اردن یا فلسطین سے بنی اسرائیل کے قدم اکھاڑ دے نتیجہ یہ ہوا کہ ہم نے اس سے پہلے ہی اس کو اور اس کے ساتھیوں کو دریا میں غرق کر دیا۔

(۱۰۴) اور اس کی ہلاکت کے بعد ہم نے بنی اسرائیل سے کہہ دیا کہ تم سرزمین اردن یا فلسطین میں رہو سہو، پھر جس وقت قبروں سے مردوں کو زندہ کر کے اٹھایا جائے گا یا یہ کہ نزول حضرت عیسیٰؑ ہو چکا ہوگا تو ہم سب کو جمع کر لیں گے۔

(۱۰۵) اور اسی طرح اس قرآن کریم کو بذریعہ جبریل امین رسول اکرم ﷺ پر ہم نے ہدایت حق کے ساتھ تو نازل کیا ہے اور وہ ہدایت حق کے ساتھ آپ پر نازل ہوگیا اور اے محمد ﷺ ہم نے آپ کو بھی جنت کی خوشخبری سنانے والا اور دوزخ سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

(۱۰۶) اور ہم نے قرآن کریم بذریعہ جبریل امین آپ پر نازل کیا اور اس میں حلال و حرام اور امر و نہی کو بیان کیا تاکہ آپ اس کو لوگوں کے سامنے ٹھہر ٹھہر کر اور اطمینان کے ساتھ پڑھیں۔

اور ہم نے اس میں مضامین کو خوب کھول کھول کر بیان کیا ہے یا یہ کہ ہم نے قرآن کریم کو بذریعہ جبریل امین تھوڑا تھوڑا ایک ایک اور دو دو تین تین آیات کر کے اور حسب ضرورت تفصیل کے ساتھ مختلف اوقات میں نازل کیا ہے۔

(۱۰۷-۱۰۸-۱۰۹) اے محمد ﷺ آپ ان سے فرما دیجیے کہ تم اس قرآن کریم پر خواہ ایمان لاؤ یا نہ ایمان لاؤ یا ان لوگوں کے لیے وعید ہے مجھے کچھ پرواہ نہیں۔

چنانچہ جن حضرات کو قرآن کے نزول سے قبل رسول اکرم ﷺ کی نعت وصفت کا بذریعہ توریت علم دیا گیا تھا یہ قرآن کریم جب ان کے سامنے پڑھا جاتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گر پڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا پروردگار اولاد اور شریک سے پاک ہے اور ہمارے پروردگار نے جو رسول اکرم ﷺ کی بعثت کا وعدہ فرمایا ہے وہ ضرور پورا ہوگا اور ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گرتے ہیں وہ سجدے میں روتے ہوئے گرتے ہیں اور اس قرآن کریم کا سننا ان کا خشوع اور تواضع اور بڑھا دیتا ہے یہ آیت کریمہ حضرت عبداللہ بن سلام ﷺ اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(۱۱۰) اور اے محمد ﷺ آپ ان سے کہہ دیجیے کہ اللہ تعالیٰ کے بہت سے اچھے اچھے نام اور بہت ہی بلند صفات ہیں، خواہ اللہ، اللہ پکارو یا رحمٰن جس نام اور جس صفت کے ساتھ اس کو پکارو، سو بہتر ہے اور آپ اپنی نمازوں میں نہ تو بہت پکار کر قرآن کریم پڑھیے کہ مشرکین اس کو سن کر اول فول بکیں اور وہ حسد کریں اور نہ قرآن کریم کو اتنا آہستہ پڑھیے کہ آپ کے اصحاب بھی نہ سن سکیں اور دونوں کے درمیان ایک متوسط طریقہ اختیار کر لیجیے۔

شانِ نزول: قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ (الخ)

ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباس ﷺ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ ایک روز رسول اکرم ﷺ نے مکہ مکرمہ میں کھڑے ہو کر دعا کی اور اپنی دعا میں فرمایا یا اللہ، یا رحمن یہ سن کر مشرکین بولے کہ اس بے دین کو دیکھو ہمیں تو دو خداؤں کے پکارنے سے روکتا ہے اور خود دو خداؤں کو پکار رہا ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی یعنی آپ فرما دیجیے، خواہ اللہ کہہ کر پکارو یا رحمان کہہ کر پکارو، جس نام سے بھی پکارو گے اس کے بہت سے اچھے اچھے نام ہیں۔

شانِ نزول: وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ (الخ)

امام بخاریؒ نے حضرت ابن عباس ﷺ سے فرمان خداوندی وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ (الخ) کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ اس وقت نازل ہوئی ہے جب کہ رسول اکرم ﷺ مکہ مکرمہ میں کفار کے ڈر سے چھپے رہتے، آپ جب اپنے اصحاب کو نماز پڑھاتے تو بلند آواز سے قرآن کریم کی تلاوت فرماتے، مشرکین جب قرآن کریم سنتے تو خود قرآن کریم کو اور جس نے قرآن کریم نازل کیا ہے اور جو قرآن کریم لے کر آیا ہے سب کو برا کہتے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

نیز امام بخاریؒ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ دعا کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور ابن جریر نے بھی حضرت ابن عباس ؓ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے مگر پھر پہلی روایت کو ترجیح دی ہے کیوں کہ وہ سند کے اعتبار سے بھی زیادہ صحیح ہے اور اسی طرح امام نووی نے بھی پہلی روایت ہی کو ترجیح دی ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں ان دونوں روایتوں میں تطبیق ممکن ہے کہ یہ آیت کریمہ اس دعا کے بارے میں بھی نازل ہوئی جو نماز کے اندر ہوتی ہے۔ اور ابن مردویہ نے ابوہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ جس وقت بیت اللّٰہ کے قریب نماز پڑھتے تو بلند آواز سے دعا فرماتے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اور ابن جریرؒ اور امام حاکمؒ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ تشہد کے بارے میں نازل ہوئی ہے، یہ روایت حضرت عائشہؓ کی سابقہ روایت کی تشریح کر رہی ہے۔ نیز ابن منیع نے اپنی مسند میں حضرت ابن عباس ؓ سے کہ صحابہ کرام ؓ یہ دعا زور سے مانگا کرتے تھے اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ (الخ)۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور اس بات کا حکم دیا گیا کہ نہ بہت زور سے دعا مانگیں اور نہ بہت آہستہ۔

(۱۱۱) اور فرما دیجیے کہ تمام خوبیاں اور شکر اور خدائی اسی اللّٰہ تعالیٰ کے لیے ہے کہ جو نہ فرشتوں اور نہ انسانوں میں سے کوئی اولاد رکھتا ہے کہ اس کی بادشاہت کا نعوذ باللّٰہ وہ مالک بنے اور نہ اس کا سلطنت میں کوئی شریک ہے کہ اس کی معاذ اللّٰہ مخالفت کر سکے اور نہ ان ذلیلوں یعنی یہود و نصاریٰ میں سے کوئی اس کا مددگار ہے کیوں کہ یہ ذلیل ترین لوگ ہیں یا یہ کہ نہ کمزوری کی وجہ سے ان یہود و نصاریٰ اور مشرکین وغیرہ میں سے کوئی اس کا مددگار ہے اور یہود و نصاریٰ اور مشرکین وغیرہ کی جو کہ احکم الحاکمین کے شریک اور اس کے دربار میں سفارشی تجویز کرتے ہیں، علیحدگی اختیار کیجیے اور اس ذات کی خوب بڑائیاں بیان کیجیے۔

شانِ نزول: وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ (الخ)

ابن جریرؒ نے محمد بن کعب قرظیؒ سے روایت کیا ہے کہ یہود اور عیسائی اللّٰہ تعالیٰ کے لیے اولاد تجویز کرتے تھے عرب حج میں یہ کہتے تھے لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ اِلَّا شَرِیْکًا ھُوَ لَکَ تَمْلِکُهٗ وَمَا مَلَکَ (الخ)۔ یعنی نعوذ باللّٰہ اللّٰہ تعالیٰ کا ایک شریک ٹھہراتے تھے اور ستاروں کے پجاری اور آتش پرست کہتے تھے کہ اگر اللّٰہ تعالیٰ کے مددگار نہ ہوتے تو معاذ اللّٰہ اللّٰہ تعالیٰ کمزور ہو جاتا، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی اور کہہ دیجیے کہ تمام خوبیاں اسی اللّٰہ کے لیے ہیں جو نہ اولاد رکھتا ہے اور نہ اس کا کوئی سلطنت میں شریک ہے اور نہ کمزوری کی وجہ سے کوئی اس کا مددگار ہے۔

قرآن کریم نازل فرمایا توحید اور رسول اکرم ﷺ کی نعت وصفت کے بیان میں توریت وانجیل اور تمام آسمانی کتب کے بیان سے اس قرآن کریم میں کوئی مخالفت نہیں ہے یہ آیت مبارکہ یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیوں کہ انھوں نے کہا تھا کہ قرآن کریم تمام آسمانی کتب کے مخالف ہے تمام کتابوں پر اس کو غالب بنایا۔

(۲-۳) اور بالکل استقامت کے ساتھ موصوف بنایا تاکہ رسول اکرم ﷺ قرآن کریم کے ذریعے سے ایک سخت عذاب سے ڈرائیں جو کہ اللہ کی طرف سے ہوگا اور بذریعہ قرآن کریم آپ ان اہل ایمان کو جو کہ مخلص ہیں اور نیک کام کرتے ہیں یہ خوشخبری سنائیں کہ ان کو جنت میں اچھا اجر ملے گا کہ جس اجر وثواب میں وہ ہمیشہ رہیں گے نہ وہاں موت آئے گی اور نہ وہ وہاں سے نکالے جائیں گے۔

(۴) اور آپ بالخصوص بذریعہ قرآن کریم یہود ونصاری اور بعض مشرکین کو بھی ڈرایئے جو نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ کے لیے اولاد ٹھہراتے ہیں۔

(۵) نہ تو ان کے اس دعوی کی کوئی دلیل وحجت ان کے پاس ہے اور نہ ان کے باپ دادا کے پاس تھی اور یہ شرک کی بڑی بھاری بات ہے جو ان کے منہ سے نکلتی ہے اور وہ لوگ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں۔

(۶) شاید آپ تو ان لوگوں کی وجہ سے اگر یہ لوگ اس قرآن کریم پر ایمان نہ لائے غم سے اپنی جان دے دیں گے۔

شانِ نزول: سورہ کہف

ابن جریر نے بواسطہ ابن اسحاق، شیخ اہل مصر، عکرمہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ قریش نے نضر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط کو یہودی علماء کے پاس مدینہ منورہ بھیجا اور ان سے کہا کہ ان سے محمد ﷺ کے بارے میں اور آپ کی صفات ان سے بیان کرو اور ان کو آپ کی اطلاع دو کیوں کہ وہ کتاب اول کے علماء ہیں اور وہ علوم انبیاء سے واقف ہیں ہم ان علوم سے واقف نہیں چنانچہ یہ دونوں مدینہ منورہ آئے اور علماء یہود کو رسول اکرم ﷺ کی اطلاع دی اور آپ کے بعض امور ان سے بیان کیے علماء یہود نے کہا کہ ان سے تین باتوں کے متعلق دریافت کرو اگر وہ ان کو بیان کر دیں تو وہ نبی مرسل ہیں ورنہ وہ شخص غلط دعوے دار ہیں۔

۱۔ ان سے ان چند نوجوانوں کے بارے میں دریافت کرو جو زمانہ اول میں غائب ہو گئے تھے کہ ان کا واقعہ کیا ہے کیوں کہ یہ ان کا بڑا عجیب واقعہ تھا۔

۲۔ ان سے اس شخص کے بارے میں دریافت کرو جو فتوحات اور سفر کرتا ہوا مشرق ومغرب تک پہنچ گیا تھا

کہ اس کا کیا واقعہ ہے۔

۳۔ اور ان سے روح کی حقیقت دریافت کرو، چنانچہ یہ دونوں وہاں سے روانہ ہو کر قریش کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہم تمہارے پاس ایک ایسی فیصلہ کن چیز لے کر آئے ہیں جو تمہارے اور محمد ﷺ کے درمیان فیصلہ کر دے گی۔

غرض کہ یہ سب جمع ہو کر رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے ان چیزوں کے بارے میں دریافت کیا، آپ نے فرمایا کہ میں تمہاری باتوں کا کل جواب دے دوں گا اور ان شاء اللہ نہیں کہا، چنانچہ کفار آپ کے پاس سے چلے گئے اور رسول اکرم ﷺ پندرہ راتوں تک رکے رہے، اس دوران میں نہ اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی اور نہ جبریل امین آپ کے پاس تشریف لائے یہاں تک کہ اہل مکہ نے باتیں بنانا شروع کر دیں اور وحی کے رکنے سے رسول اکرم ﷺ مغموم ہو گئے اور کفار جو چہ میگوئیاں کر رہے تھے اس کی جواب دہی آپ پر شاق گزری، پھر جبریل امین اللہ تعالیٰ کی طرف سے سورۂ کہف لے کر تشریف لائے، جس میں اصحاب کہف کا بھی واقعہ تھا اور اس بادشاہ کا بھی ذکر تھا اور روح کے بارے میں یہ آیتیں لے کر آئے وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الرُّوْحِ۔

اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابوجہل بن ہشام، نضر بن حارث، امیہ بن ابی خلف، عاص بن وائل، اسود بن مطلب، ابوالبختری، یہ سب قریش کی ایک جماعت میں جمع ہوئے، اور رسول اکرم ﷺ کو اپنی قوم کی مخالفت بہت شاق گزرتی تھی اسی طرح جو آپ ان کو نصیحت کرتے اس پر ان کا انکار گراں گزرتا تھا غرض کہ اس مجلس کو دیکھ کر آپ بہت غمگین ہوئے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ فَلَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ (الخ) یعنی کیا آپ ان کے پیچھے اگر یہ لوگ ایمان نہ لائے تو غم سے اپنی جان دے دیں گے۔

(۷) ہم نے مردوں اور عورتوں وغیرہ کو زمین کے لیے بارونق بنایا ہے تاکہ ہم اس کے ذریعے سے لوگوں کی آزمائش کریں کہ ان میں زیادہ اچھا عمل کون کرتا ہے یا آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ زمین پر جو نباتات اور درخت اور جانور اور دیگر قسم قسم کی جو نعمتیں ہیں ہم نے ان کو زمین کے لیے باعث رونق بنایا ہے تاکہ ہم اس کے ذریعے سے آزمائش کریں کہ سب سے زیادہ زہد کون کرنے والا اور تارک الدنیا کون ہے۔

(۸) اور ہم اس زمین کی تمام چیزوں کو اور اس رونق کو ایک صاف چٹیل میدان کر دیں گے اور کچھ بھی باقی نہیں رہے گا۔

(۹) اے محمد ﷺ کیا آپ یہ خیال کرتے ہیں کہ غار والے اور پہاڑ والے ہماری عجائبات قدرت چاند، سورج

آسمان و زمین ستارے اور سمندر وغیرہ میں سے کوئی عجیب کی چیز ہیں۔

کہف اس پہاڑ کا نام ہے جس میں وہ غار تھا اور رقیم وہ تختی کی تختی ہے جس پر ان نوجوانوں کے نام اور ان کا واقعہ مرقوم تھا یا یہ کہ اس وادی کا نام ہے جس میں کہف پہاڑ تھا یا یہ کہ رقیم ایک شہر کا نام ہے۔

(۱۰) چنانچہ اب اللہ تعالیٰ اجمالی طور پر یہ واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ وہ وقت قابل ذکر ہے جب کہ ان نوجوانوں نے اس غار میں جا کر پناہ لی اور داخل ہونے کے وقت دعا کی کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں اپنے دین پر ثابت قدم رکھیے اور اس سے چھٹکارے کا کوئی رستہ نکالیے۔

(۱۱) چنانچہ ہم نے اس غار میں ان کو تین سو نو سال تک کے لیے سلا دیا۔

(۱۲) پھر جس حالت پر وہ سوئے تھے اسی طرح ہم نے ان کو بیدار کیا تاکہ ہم ظاہری طور پر بھی معلوم کر لیں کہ مومنین اور کافروں میں سے کس نے ان لوگوں کی غار میں ٹھہرنے کی مدت کو زیادہ محفوظ رکھا ہے۔

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَأَهُمْ بِالْحَقِّ ۚ إِنَّهُمْ فِتْيَةٌ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنَاهُمْ هُدًى ﴿١٣﴾ وَرَبَطْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ إِذْ قَامُوا فَقَالُوا رَبُّنَا رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَنْ نَدْعُوَ مِنْ دُونِهِ إِلَٰهًا ۖ لَقَدْ قُلْنَا إِذًا شَطَطًا ﴿١٤﴾ هَٰؤُلَاءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ آلِهَةً ۖ لَوْلَا يَأْتُونَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطَانٍ بَيِّنٍ ۖ فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ﴿١٥﴾ وَإِذِ اعْتَزَلْتُمُوهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ فَأْوُوا إِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ رَحْمَتِهِ وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِنْ أَمْرِكُمْ مِرْفَقًا ﴿١٦﴾ وَتَرَى الشَّمْسَ إِذَا طَلَعَتْ تَزَاوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَإِذَا غَرَبَتْ تَقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِي فَجْوَةٍ مِنْهُ ۚ ذَٰلِكَ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ ۗ مَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۖ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُرْشِدًا ﴿١٧﴾ وَتَحْسَبُهُمْ أَيْقَاظًا وَهُمْ رُقُودٌ ۚ وَنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ۖ وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ ۚ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ﴿١٨﴾ وَكَذَٰلِكَ بَعَثْنَاهُمْ لِيَتَسَاءَلُوا بَيْنَهُمْ ۚ قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ۖ قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۚ قَالُوا رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ فَابْعَثُوا أَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هَٰذِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ فَلْيَنْظُرْ أَيُّهَا أَزْكَىٰ طَعَامًا فَلْيَأْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ أَحَدًا ﴿١٩﴾ إِنَّهُمْ إِنْ يَظْهَرُوا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوكُمْ أَوْ يُعِيدُوكُمْ فِي مِلَّتِهِمْ وَلَنْ تُفْلِحُوا إِذًا أَبَدًا ﴿٢٠﴾

ہم ان کے حالات تم سے صحیح صحیح بیان کرتے ہیں۔ وہ کئی جوان تھے جو اپنے پروردگار پر ایمان لائے تھے۔ اور ہم نے ان کو زیادہ ہدایت دی تھی (۱۳)۔ اور ان کے دلوں کو مربوط (یعنی مضبوط) کردیا۔ جب وہ (اٹھ) کھڑے ہوئے تو کہنے لگے کہ ہمارا پروردگار آسمانوں اور زمین کا مالک ہے۔ ہم اس کے سوا کسی کو معبود (سمجھ کر) نہ پکاریں گے (اگر ایسا کیا) تو اس وقت ہم نے بعید از عقل بات کہی (۱۴)۔ ان ہماری قوم کے لوگوں نے اس کے سوا اور معبود بنا رکھے ہیں۔ بھلا یہ ان (کے خدا ہونے) پر کوئی کھلی دلیل کیوں نہیں لاتے۔ تو اس سے زیادہ کون ظالم ہے جو خدا پر جھوٹ افترا کرے (۱۵)۔ اور جب تم نے ان (مشرکوں) سے اور جن کی یہ خدا کے سوا عبادت کرتے ہیں ان سے کنارہ کرلیا ہے تو غار میں چل رہو۔ تمہارا پروردگار تمہارے لئے اپنی رحمت وسیع کردے گا اور تمہارے کاموں میں آسانی (کے سامان) مہیا کرے گا (۱۶)۔ اور جب سورج نکلے تو تم دیکھو کہ (دھوپ) ان کے غار سے داہنی طرف سمٹ جائے اور جب غروب ہو تو ان سے بائیں طرف کترا جائے اور وہ اس کے میدان میں تھے۔ یہ خدا کی نشانیوں میں سے ہیں۔ جس کو خدا ہدایت دے وہ ہدایت یاب ہے اور جس کو گمراہ کرے تو تم اس کے لئے کوئی دوست راہ بتانے والا نہ پاؤ گے (۱۷)۔ اور تم ان کو خیال کرو کہ جاگ رہے ہیں حالانکہ وہ سوتے ہیں۔ اور ہم ان کو دائیں اور بائیں کروٹ بدلاتے تھے۔ اور ان کا کتا چوکھٹ پر دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے تھا۔ اگر تم ان کو جھانک کر دیکھتے تو پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے اور ان سے دہشت میں آجاتے (۱۸)۔ اور اسی طرح ہم نے ان کو اٹھایا تاکہ آپس میں ایک دوسرے سے دریافت کریں۔ ایک کہنے والے نے کہا کہ تم (یہاں) کتنی مدت رہے انہوں نے کہا کہ ایک دن یا اس سے بھی کم۔ انہوں نے کہا کہ جتنی مدت تم رہے ہو تمہارا پروردگار ہی اس کو خوب جانتا ہے۔ تو اپنے میں سے کسی کو یہ روپیہ دے کر شہر کو بھیجو وہ دیکھے کہ نفیس کھانا کون سا ہے۔ تو اس میں سے کھانا لے آئے اور آہستہ آہستہ آئے جائے اور تمہارا حال کسی کو نہ بتائے (۱۹)۔ اگر وہ تم پر دسترس پالیں گے تو تمہیں سنگسار کردیں گے۔ یا پھر اپنے مذہب میں داخل کرلیں گے اور اس وقت تم کبھی فلاح نہیں پاؤ گے (۲۰)

تفسیر سورۃ الکہف آیات (۱۳) تا (۲۰)

(۱۳) ہم بذریعہ قرآن کریم آپ سے ان کا واقعہ بیان کرتے ہیں، یہ چند نوجوان تھے ہم نے ان کو دین کے معاملہ

میں بصیرت عطا کی تھی یا یہ کہ اس چیز میں ان کو ثابت قدمی عطا کی تھی یا یہ کہ ان کو ایمان پر ثابت قدمی عطا کی تھی۔

(۱۴) اور ہم نے ان کے دلوں کو ایمان کے ساتھ مضبوط کر دیا تھا یا یہ کہ ہم نے ان کو صبر و ثابت قدمی کی توفیق عطا فرمائی تھی وہ دقیانوس کافر بادشاہ کے پاس سے کھڑے ہوتے ہوئے کہنے لگے کہ ہم تو اللہ کو چھوڑ کر کسی معبود کی عبادت نہیں کریں گے ایسی صورت میں ہم اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے والوں میں سے ہو جائیں گے۔

(۱۵) ہماری اس قوم نے تو اللہ کے علاوہ بتوں کو معبود قرار دے رکھا ہے یہ لوگ اپنی اس پرستش پر کوئی کھلی دلیل کیوں نہیں لاتے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس چیز کا حکم دے رکھا ہے اور اس شخص سے زیادہ کون غضب ڈھانے والا ہوگا کہ جو اللہ تعالیٰ پر تہمت لگائے اور اس کے لیے شریک تجویز کرے۔

(۱۶) جب تم نے ان کو اور ان کے دین کو اور ان کے بتوں کو جن کی یہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر پوجا کرتے ہیں الگ کر دیا ہے سو تم خالص اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرو اور اس غار میں چل کر پناہ لو تم پر تمہارا رب اپنی رحمت پھیلائے گا اور تمہارے لیے کل کو کامیابی کا سامان درست فرمائے گا یعنی آخر الامر کامیابی ہوگی یہ نوجوانوں کی آپس میں گفتگو تھی۔

(۱۷) اور وہ غار ایسی وضع پر ہے کہ دھوپ نکلنے کے وقت تو غار کے داہنی جانب کو بچی رہتی ہے اور ڈوبنے کے وقت بائیں طرف کو بچی رہتی ہے اور وہ لوگ اس غار کے ایک کونہ میں تھے یا یہ کہ وہ لوگ اس غار کے ایک کشادہ روشن موقع میں تھے اصحاب کہف کا جو واقعہ بیان کیا جا رہا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے جسے اللہ تعالیٰ اپنے دین کی ہدایت عطا فرمائے وہی ہدایت پاتا ہے اور جس کو وہ اپنے دین سے گمراہ کر دے تو آپ اس کے لیے کوئی مددگار اور ہدایت کا راستہ بتانے والا نہ پائیں گے۔

(۱۸) اور اے محمد ﷺ جب آپ ان کو غار میں دیکھتے تو جاگتا ہوا خیال کرتے حالانکہ وہ سوتے تھے اور اس سونے کی حالت میں ایک سال میں ایک مرتبہ ان کی کروٹیں تبدیل کرتے رہتے تا کہ زمین ان کے گوشت پوست نہ کھائے۔

اور قطمیر نامی ان کا کتا غار کی دہلیز پر اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے بیٹھا ہے۔ اے مخاطب اگر اس حالت میں تو ان کو جھانک کر دیکھتا تو ان سے پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑا ہوتا اور تو دہشت زدہ ہو جاتا۔

(۱۹) اور اسی طرح تین سو نو سال گزر جانے کے بعد ہم نے ان کو جگایا تا کہ آپس میں بات کریں چنانچہ مکسلمینا نامی نے جو ان کا سردار اور ان سب سے بڑا تھا کہا کہ تم حالت نیند میں اس غار کے اندر کس قدر رہے ہو گے بعض بولے غالباً ایک دن رہے ہوں گے مگر جب غار سے باہر نکل کر سورج دیکھا کہ وہ ابھی غروب ہونے کے قریب ہے تو بولے ایک دن سے بھی کچھ کم رہے ہوں گے مکسلمینا سردار کہنے لگا یہ تو صحیح خبر تمہارے اللہ ہی کو ہے کہ تم کس قدر رہے ہو۔

اب تملیخا کو افسوس شہر کی طرف یہ روپیہ دے کر بھیجو وہ تحقیق کرے کہ کون سا کھانا زیادہ آئے گا اور کون سا کھانا پاکیزہ اور حلال ہے تا کہ وہ اس میں سے تمہارے لیے کچھ کھانا لے آئے اور سب کام خوش اسلوبی سے کرے تا کہ کسی کو ان مجوسیوں میں سے تمہاری خبر نہ ہونے دے۔

(۲۰) اگر یہ مجوس تمہاری خبر پا جائیں تو تمہیں قتل کر ڈالیں گے یا پھر تمہیں اپنے مجوسیت کے طریقہ پر کرلیں گے اب اگر تم ان کے دین کو اختیار کر لو گے تو پھر بھی عذاب خداوندی سے نجات نہیں ملے گی۔

وَكَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوْٓا اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيْهَا ۚ اِذْ يَتَنَازَعُوْنَ بَيْنَهُمْ اَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوْا عَلَيْهِمْ بُنْيَانًا ۭ رَبُّهُمْ اَعْلَمُ بِهِمْ ۭ قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا عَلٰٓي اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا ۝ سَيَقُوْلُوْنَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًۢا بِالْغَيْبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ سَبْعَةٌ وَّثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ ۭ قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَّا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيْلٌ ڣ فَلَا تُمَارِ فِيْهِمْ اِلَّا مِرَاۗءً ظَاهِرًا ۠ وَّلَا تَسْتَفْتِ فِيْهِمْ مِّنْهُمْ اَحَدًا ۝ وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَايْءٍ اِنِّىْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ۝ اِلَّآ اَنْ يَّشَاۗءَ اللّٰهُ ۡ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ وَقُلْ عَسٰٓي اَنْ يَّهْدِيَنِ رَبِّيْ لِاَقْرَبَ مِنْ هٰذَا رَشَدًا ۝ وَلَبِثُوْا فِيْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِيْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا ۝ قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا ۚ لَهٗ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اَبْصِرْ بِهٖ وَاَسْمِعْ ۭ مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ ۡ وَّلَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖٓ اَحَدًا ۝ وَاتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ ړ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ڟ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ۝ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ۝

اور اسی طرح ہم نے (لوگوں کو) ان (کے حال) سے خبردار کر دیا تا کہ وہ جانیں کہ خدا کا وعدہ سچا ہے اور یہ کہ قیامت (جس کا وعدہ کیا جاتا ہے) اس میں کچھ بھی شک نہیں۔ اس وقت لوگ ان کے بارے میں باہم جھگڑنے لگے اور کہنے لگے کہ ان (کے غار) پر عمارت بنا دو۔ اُن کا پروردگار اُن (کے حال) سے خوب واقف ہے۔ جو لوگ اُن کے معاملے میں غلبہ رکھتے تھے وہ کہنے لگے کہ ہم ان (کے غار) پر مسجد بنائیں گے (۲۱)۔ (بعض لوگ) اٹکل پچو کہیں گے کہ وہ تین تھے (اور) چوتھا ان کا کتا تھا اور (بعض) کہیں گے کہ وہ پانچ تھے (اور) چھٹا ان کا کتا تھا۔ اور (بعض) کہیں گے کہ وہ سات تھے اور آٹھواں اُن کا کتا تھا۔ کہہ دو کہ میرا پروردگار ہی اُن کے شمار سے خوب واقف ہے اُن کو جانتے بھی ہیں تو تھوڑے ہی لوگ (جانتے ہیں) تو تم اُن (کے معاملے) میں گفتگو نہ کرنا مگر سرسری سی گفتگو۔ اور نہ اُن کے بارے میں اُن میں سے کسی سے کچھ دریافت ہی کرنا (۲۲)۔ اور کسی کام کی نسبت نہ کہنا کہ میں اسے کل کر دوں گا (۲۳)۔ مگر (انشاء اللہ کہہ کر یعنی اگر) خدا چاہے تو (کر دوں گا) اور جب خدا کا نام لینا بھول جاؤ تو یاد آنے پر لے لو اور کہہ دو کہ اُمید ہے کہ میرا پروردگار مجھے اس سے بھی زیادہ ہدایت کی باتیں بتائے (۲۴)۔ اور اصحاب کہف اپنے غار میں نو اوپر تین سو سال رہے (۲۵)۔ کہہ دو کہ جتنی مدت وہ رہے اُسے خدا ہی خوب جانتا ہے۔ اُسی کو آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ باتیں (معلوم) ہیں۔ وہ کیا خوب دیکھنے والا اور کیا خوب سننے والا ہے۔ اُس کے سوا ان کا کوئی کارساز نہیں اور نہ وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک کرتا ہے (۲۶)۔ اور اپنے پروردگار کی کتاب کو جو تمہارے پاس بھیجی جاتی ہے پڑھتے رہا کرو۔ اُس کی باتوں کو کوئی

بدلنے والا نہیں۔ اور اس کے سوا تم کہیں پناہ کی جگہ نہ پاؤ گے (۲۷)۔ اور جو لوگ صبح شام اپنے پروردگار کو پکارتے ہیں اور اس کی خوشنودی کے طالب ہیں ان کے ساتھ صبر کرتے رہو۔ اور تمہاری نگاہیں ان میں سے (گزر کر اور طرف) نہ دوڑیں۔ کہ تم آرائش زندگانی دنیا کے خواستگار ہو جاؤ۔ اور جس شخص کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے وہ اپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے اور اس کا کام حد سے بڑھ گیا ہے اس کا کہا نہ ماننا (۲۸)

تفسیر سورۃ الکہف آیات (۲۱) تا (۲۸)

(۲۱) اور اسی طرح ہم نے اپنی قدرت و حکمت سے افسوس شہر کے مسلمانوں اور کافروں کو ان کی حالت سے مطلع کر دیا اور اس وقت ان شہر والوں کا بادشاہ مستقادونا ی مسلمان شخص تھا اور دقیانوس مجوسی بادشاہ اس سے قبل مر چکا تھا مگر اس کو بعث بعد الموت میں تسلی نہیں ہوئی تھی تاکہ اب اس شہر کے مسلمان اور کافر بھی اس بات کا یقین کر لیں کہ مرنے کے بعد پھر دوبارہ زندہ ہونا یقینی ہے اور یہ کہ قیامت کے قائم ہونے میں کوئی شک نہیں۔

اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جب کہ اس زمانہ کے لوگ ان کے معاملہ میں باہم جھگڑ رہے تھے کافر کہنے لگے کہ ان کے پاس کوئی گرجا یا عبادت بنا دو کیونکہ یہ ہمارے دین پر تھے بالآخر جو لوگ اپنے کام پر غالب تھے یعنی کہ مسلمان (اہل حکومت) انہوں نے کہا کہ ہم تو ان کے پاس ایک مسجد بنائیں گے کیونکہ یہ ہمارے دین پر تھے۔

(۲۲) اور یہ لوگ ان کی تعداد میں بھی ایک دوسرے سے اختلاف کرتے تھے۔ چنانچہ نجران کے عیسائیوں میں سید اور اس کے ساتھی یعنی نسطوریہ کہہ رہے تھے کہ وہ تین ہیں اور چوتھا ان کا کتا ہے اور عاقب اور اس کے ساتھی یعنی مار یعقوبیہ کہہ رہے تھے کہ وہ پانچ تھے اور چھٹا ان کا کتا تھا۔ یہ لوگ بے تحقیق باتیں کر رہے تھے اور اصحاب ملک یعنی ملکانیہ کہہ رہے تھے کہ یہ لوگ سات تھے آٹھواں ان کا قطمیر کتا تھا۔

اے محمد ﷺ آپ ان مخاطبین سے فرما دیجیے کہ میرا پروردگار ان کا شمار خوب صحیح جانتا ہے اور ان کے شمار کو صحیح طور پر بہت تھوڑے لوگ جانتے ہیں جو کہ ان میں مسلمان تھے۔

حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ میں بھی ان تھوڑے لوگوں میں سے ہوں وہ کتے سمیت آٹھ تھے۔
لہذا آپ ان مخاطبین سے بھی اصحاب کہف کی تعداد کے بارے میں کوئی بحث نہ کیجیے بس ان کو آیات قرآنیہ پڑھ کر سنا دیجیے اور ان کی تعداد کے بارے میں ان لوگوں میں سے کسی سے بھی کچھ نہ پوچھیے جو اللہ تعالیٰ نے آپ سے بیان فرما دیا وہی آپ کے لیے کافی ہے۔

(۲۳۔۲۴) آپ کسی کام کے متعلق یوں نہ کہا کیجیے کہ مثلاً میں کل کروں گا یا کل ایسا کہوں گا مگر مشیت خداوندی کو اس کے ساتھ ملا دیا کیجیے اور جب آپ اتفاقاً ان شاء اللہ کہنا بھول جائیں تو بعد میں یاد آنے پر کہہ لیا کیجیے اور ان لوگوں سے یہ بھی کہہ دیجیے کہ مجھے امید ہے کہ میرا پروردگار مجھے اس سے بھی زیادہ صحیح اور یقینی بات بتا دے گا۔

یہ آیت کریمہ رسول اکرم ﷺ کے بارے میں اس وقت نازل ہوئی جب کہ آپ سے مشرکین مکہ نے روح

اور اصحاب کہف کے بارے میں دریافت کیا تھا، آپ نے فرمایا کل بتادوں گا اور آپ ان شاء اللہ کہنا بھول گئے۔

شانِ نزول: اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ (الخ)

اور ابن جریرؒ نے ضحاکؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباس ؓ ہی سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے اس کے بارے میں قسم کھائی پھر اس قسم پر چالیس راتیں گزر گئیں تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی اور آپ کسی کام کے متعلق یوں نہ کہا کیجیے کہ میں اس کو کل کروں گا مگر اللہ کے چاہنے کو ملا دیا کیجیے۔

(۲۵) اور وہ غار میں بیدار ہونے سے پہلے تین سو سال تک رہے ہیں۔

شانِ نزول: وَلَبِثُوْا فِیْ كَهْفِهِمْ (الخ)

ابن مردویہؒ نے ابن عباس ؓ سے نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ولبثوا فی کہفہم ثلث مائۃ۔ تو آپ سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ اس سے تین سو سال مراد ہیں یا تین سو مہینے پھر اس پر یہ جملہ نازل ہوا سِنِیْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا، یعنی تین سو برس تک رہے اور نو برس اوپر اور رہے۔

(۲۶) آپ ان سے فرما دیجیے کہ اللہ تعالیٰ ان کے غار میں رہنے کی مدت کو تم سے زیادہ جانتا ہے کہ اس بیداری کے بعد سے پھر کتنا زمانہ ہو گیا تمام آسمانوں و زمین کی پوشیدہ باتوں کا علم اسی کو ہے وہ کیسا کچھ دیکھنے والا ہے اور کیا کچھ سننے والا ہے اور ان کا اللہ کے علاوہ کوئی محافظ نہیں یہ کہ اہل مکہ کو اللہ کے علاوہ اور کوئی عذاب خداوندی سے چھڑانے والا مددگار اور رشتہ دار نہیں اور نہ اللہ تعالیٰ کسی کو اپنے علم غیب میں شریک کیا کرتا ہے۔

(۲۷) اور آپ کا کام صرف اتنا ہے کہ آپ ان کو قرآن کریم پڑھ کر سنا دیا کیجیے اور اس میں کسی قسم کی کمی بیشی نہ کیا کیجیے اور اس کی باتوں کو کوئی بدل نہیں سکتا اور آپ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی پناہ بھی نہ پائیں گے۔

(۲۸) اور آپ اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ مقید رکھا کیجیے جو صبح و شام اپنے رب کی عبادت محض اس کی رضا اور خوشنودی کے لیے کرتے ہیں جیسا کہ حضرت سلمان فارسیؓ اور دنیوی زندگی کی رونق کے خیال سے آپ کی آنکھیں ان سے ہٹنے نہ پائیں اور ایسے شخص کی بات نہ مانیے جس کے قلب کو ہم نے اپنی توحید سے غافل کر دیا ہے اور وہ بتوں کی پوجا میں مصروف ہے اور اس کی یہ باتیں سب اکارت اور برباد ہیں یہ آیت کریمہ عیینہ بن حصن فزاری کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

شانِ نزول: وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا (الخ)

ابن مردویہؒ نے جویبرؒ اور ضحاکؒ کے واسطے سے حضرت ابن عباس ؓ سے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ یہ آیت امیہ بن خلف کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیوں کہ اس نے رسول اکرم ﷺ سے ایک ایسی چیز کی

درخواست کی تھی جو اللہ تعالیٰ نے پسند نہیں فرمائی وہ یہ کہ مسلمان مساکین کو اپنے پاس سے ہٹا دیجیے اور مکے کے رؤساء کو اپنے پاس بٹھائیے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اور ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے ربیع سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے امیہ بن خلف کی بات کا اثر لیا تھا اور آپ سے جو کہا گیا تھا آپ اس سے بے خبر اور غافل تھے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ نیز ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ عیینہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آپ کے پاس حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے تو عیینہ کہنے لگا جس وقت ہم آپ کے پاس آیا کریں تو انھیں اپنے پاس سے ہٹا دیا کیجیے اور ہمیں بٹھا لیا کیجیے اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا أَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا وَإِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَاءَتْ مُرْتَفَقًا ۞ إِنَّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ إِنَّا لَا نُضِيْعُ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا ۞ أُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْأَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّيَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّإِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِئِيْنَ فِيْهَا عَلَى الْأَرَآئِكِ نِعْمَ الثَّوَابُ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ۞ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِأَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ أَعْنَابٍ وَّحَفَفْنٰهُمَا بِنَخْلٍ وَّجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا ۞ كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ آتَتْ أُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ شَيْئًا وَّفَجَّرْنَا خِلٰلَهُمَا نَهَرًا ۞ وَّكَانَ لَهُ ثَمَرٌ فَقَالَ لِصَاحِبِهِ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَنَا أَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّأَعَزُّ نَفَرًا ۞ وَدَخَلَ جَنَّتَهُ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ قَالَ مَا أَظُنُّ أَنْ تَبِيْدَ هٰذِهِ أَبَدًا ۞ وَّمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً وَّلَئِنْ رُّدِدْتُّ إِلٰى رَبِّيْ لَأَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا ۞ قَالَ لَهُ صَاحِبُهُ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَكَفَرْتَ بِالَّذِيْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا ۞ لٰكِنَّا هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ وَلَا أُشْرِكُ بِرَبِّيْ أَحَدًا ۞ وَلَوْلَا إِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ إِنْ تَرَنِ أَنَا أَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّوَلَدًا ۞

اور کہہ دو کہ (لوگو) یہ قرآن تمہارے پروردگار کی طرف سے برحق ہے تو جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کافر رہے ہم نے ظالموں کے لیے (دوزخ کی) آگ تیار کر رکھی ہے جس کی قناتیں ان کو گھیر رہی ہوں گی۔ اور اگر فریاد کریں گے تو ایسے کھولتے ہوئے پانی سے ان کی دادرسی کی جائے گی جو پگھلے ہوئے تانبے کی طرح (گرم ہوگا اور جو) مونہوں کو بھون ڈالے گا (ان کے پینے کا) پانی بھی برا اور آرام گاہ بھی بری (۲۹)۔ (اور) جو ایمان لائے اور کام بھی نیک کرتے رہے تو ہم نیک کام کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتے (۳۰)۔ ایسے لوگوں کے لئے ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں جن میں ان کے (محلوں کے) نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ ان کو سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور وہ باریک دیبا اور اطلس کے سبز کپڑے پہنا کریں گے۔ (اور) تختوں پر تکیے لگا کر بیٹھا کریں گے (کیا) خوب بدلہ اور (کیا) خوب آرام گاہ ہے (۳۱)۔ اور ان سے دو شخصوں کا حال بیان کرو جن میں سے ایک کو ہم نے انگور کے دو باغ (عنایت) کیے تھے اور ان کے گرداگرد کھجوروں کے درخت لگا دیے تھے اور ان کے درمیان کھیتی پیدا کر دی تھی (۳۲)۔ دونوں باغ (کثرت سے) پھل لاتے۔ اور اس (کی پیداوار) میں کسی طرح کی کمی نہ ہوتی اور دونوں میں ہم نے ایک نہر بھی جاری کر رکھی تھی (۳۳)۔ اور (اس طرح اس (شخص) کو (ان کی) پیداوار (ملتی رہتی) تھی تو (ایک دن) جبکہ وہ اپنے دوست سے باتیں کر رہا

فَعَسٰى رَبِّیْٓ اَنْ يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَاۗءِ فَتُصْبِحَ صَعِيْدًا زَلَقًا ۝ اَوْ يُصْبِحَ مَاۗؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيْعَ لَهٗ طَلَبًا ۝ وَاُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلٰي مَآ اَنْفَقَ فِيْهَا وَهِىَ خَاوِيَةٌ عَلٰي عُرُوْشِهَا وَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ۝ وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مُنْتَصِرًا ۝

تھا کہنے لگا کہ میں تم سے مال (ودولت) میں بھی زیادہ ہوں اور جتھے (اور جماعت) کے لحاظ سے بھی زیادہ عزت والا ہوں (۳۴)۔ اور ایسی شیخیوں سے اپنے حق میں ظلم کرتا ہوا۔ اپنے باغ میں داخل ہوا کہنے لگا کہ میں نہیں خیال کرتا کہ یہ باغ کبھی تباہ ہو (۳۵)۔ اور نہ خیال کرتا ہوں کہ قیامت برپا ہو۔ اور اگر میں اپنے پروردگار کی طرف لوٹایا بھی جاؤں تو (وہاں) ضرور اس سے اچھی جگہ پاؤں گا (۳۶)۔ تو اس کا دوست جو اس سے گفتگو کر رہا تھا کہنے لگا کہ کیا تم اس (خدا) سے کفر کرتے ہو جس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر نطفے سے پھر تمھیں پورا مرد بنایا (۳۷)۔ مگر میں تو یہ کہتا ہوں کہ خدا ہی میرا پروردگار ہے اور میں اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا (۳۸)۔ اور (بھلا) جب تم اپنے باغ میں داخل ہوئے تو تم نے ماشاءاللہ لاقوۃ الا باللہ کیوں نہ کہا اگر تم مجھے مال واولاد میں اپنے سے کمتر دیکھتے ہو (۳۹) تو عجب نہیں کہ میرا پروردگار مجھے تمہارے باغ سے بہتر عطا فرمائے۔ اور اس (تمہارے باغ) پر آسمان سے آفت بھیج دے تو وہ صاف میدان ہو جائے (۴۰)۔ یا اس (کی نہر) کا پانی گہرا ہو جائے تو پھر تم اسے نہ لاسکو (۴۱)۔ اور اس کے میووں کو عذاب نے آگھیرا اور وہ اپنی چھتریوں پر گر کر رہ گیا۔ تو جو مال اس نے اس پر خرچ کیا تھا۔ اس پر (حسرت سے) ہاتھ ملنے لگا۔ اور کہنے لگا کہ کاش میں اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناتا (۴۲)۔ (اس وقت) خدا کے سوا کوئی جماعت اس کی مددگار نہ ہوئی اور نہ وہ بدلہ لے سکا (۴۳)

تفسیر سورۃ الکہف آیات (۲۹) تا (۴۳)

(۲۹) اور آپ عیینہ سے فرما دیجیے کہ کلمہ لا الہ الا اللہ کی دعوت تمہارے رب کی طرف سے ہے سو جس کا دل چاہے ایمان لے آئے اور جس کا دل چاہے کافر رہے یا یہ کہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ جس کے متعلق مشیت خداوندی ایمان لانے کے بارے میں ہوتی ہے وہ ایمان لے آتا ہے اور جس کے کافر رہنے کے بارے میں ہوتی ہے وہ کفر پر رہتا ہے، بے شک ہم نے عیینہ اور اس کے ساتھیوں کے لیے ایسی آگ تیار کر رکھی ہے کہ اس کی قناتیں ان کو گھیرے ہوں گی اور اگر وہ پانی کی فریادرسی کریں گے تو ایسے پانی سے فریاد پوری کی جائے گی جو زیتون کے تیل کی تلچھٹ کی طرح یا پگھلی ہوئی گرم چاندی کی طرح ہوگا کہ وہ پاس آتے ہی منہ کو بھون ڈالے گا کیا ہی برا پانی ہوگا اور وہ دوزخ کیا ہی بری جگہ ہوگی یعنی بدترین ٹھکانا اور ان کے ساتھیوں یعنی شیاطین اور کافروں کا ہے۔

(۳۰-۳۱) البتہ جو حضرات رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور انھوں نے خداوندی کی بجا آوری کی تو جو خلوص کے ساتھ نیک اعمال کرے ہم ایسے لوگوں کے اجر وثواب کو ضائع نہ کریں گے ایسے حضرات کے لیے رحمٰن

کی طرف سے محلات ہیں کہ ان محلات اور درختوں کے نیچے سے دودھ، شہد، پانی اور شراب کی نہریں بہتی ہوں گی، ان لوگوں کو جنت میں سونے کے ہار پہنائے جائیں گے اور سبز رنگ کے کپڑے باریک اور موٹے ریشم کے پہنیں گے اور جنت میں مسہریوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے جنت کیا ہی اچھا صلہ ہے اور کیا ہی اچھا ٹھکانا ہے یعنی بہترین جگہ ان کے رفقاء یعنی انبیاء اور صالحین کی جگہ ہے۔

(۳۲ تا ۴۳) آپ اہل مکہ کے سامنے دو شخصوں کا حال بیان کیجیے کہ بنی اسرائیل میں دو بھائی تھے ایک مومن جس کا نام یہودا اور دوسرا کافر جس کا نام ابوفطروس تھا۔

کافر کو دو باغ ہم نے انگوروں کے دے رکھے تھے اور ان دونوں باغوں کا کھجور کے درختوں سے احاطہ بنا رکھا تھا اور ان دونوں باغوں کے درمیان میں کھیتی بھی لگا رکھی تھی۔

دونوں باغ ہر سال اپنا پورا پھل دیتے تھے اور کسی کے پھل میں ذرا بھی کمی نہ رہتی تھی اور ان دونوں باغوں کے درمیان میں نہر چلا رکھی تھی اور اس کے پاس باغ کا پھل تھا اور بھی تمول کا سامان تھا چنانچہ ایک دن وہ اپنے مسلمان ساتھی سے اپنے مال پر فخر کرتا ہوا کہنے لگا کہ میرا مال بھی تجھ سے زیادہ ہے اور میرے خدم و حشم بھی بکثرت ہیں۔

اور پھر وہ اتفاق سے اپنے اوپر کفر کا جرم قائم کرتا ہوا اپنے باغ میں پہنچا اور کہنے لگا کہ میرا تو خیال نہیں ہے کہ یہ باغ کبھی بھی برباد ہو اور نہ میں سمجھتا ہوں کہ قیامت آئے گی اور اگر میں اپنے رب کے پاس پہنچایا گیا جیسا کہ تو کہا کرتا ہے تو اس باغ سے بہت زیادہ اچھی جگہ مجھے کو ملے گی۔ یہ سن کر اس کے مومن ساتھی نے اس کے کفر سے اعراض کرتے ہوئے کہا کیا تو اس ذات پاک کا انکار کرتا ہے جس نے تمہیں آدم کی اولاد سے پیدا کیا اور آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا پھر تجھے تیرے باپ کے نطفہ سے پیدا کیا پھر تجھے صحیح و سالم انسان بنایا لیکن میرا عقیدہ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ میرا رب حقیقی اور میرا خالق و رازق ہے اور میں ان بتوں میں سے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا اور جس وقت تو باغ میں داخل ہوا تھا تو نے یوں کیوں نہیں کہا، یہ سب اللہ تعالیٰ کا انعام ہے میری کیا حیثیت اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہے میری کیا طاقت ہے۔

اور اگر تو مجھ کو خدم و حشم میں کم تر سمجھتا ہے تو مجھے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ مجھے آخرت میں تیرے اس دنیاوی باغ سے بہتر باغ دے دے اور تیرے اس باغ پر آگ بھیج دے کہ یہ اچانک چٹیل میدان ہو کر رہ جائے یا اس کا پانی بالکل اندر زمین میں اتر کر خشک ہو جائے اور پھر تو اس کے نکالنے کی کوئی کوشش بھی نہ کر سکے۔

نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے پھل اور سامان تمول کو آفت نے ہلاک کردیا پس اس نے جو کچھ اس باغ پر خرچ کیا تھا اور جو اس کی آمدنی تھی اس پر حسرت وندامت میں ہاتھ ملتا رہ گیا اور وہ باغ اپنی ٹٹیوں پر گرا ہوا پڑا تھا اور وہ قیامت کے دن بھی کہے گا کہ کیا ہی اچھا ہوتا کہ میں اپنے رب کے ساتھ ان بتوں کو شریک نہ ٹھہراتا۔

اور اس کے پاس کوئی ایسی طاقت نہ آئی کہ عذاب الٰہی سے اس کی حفاظت کرتی اور نہ وہ خود اپنے سے عذاب الٰہی کو ٹال سکا۔

هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ

لِلّٰهِ الْحَقِّ ۭ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ عُقْبًا ۝ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَاۗءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَاۗءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ۝ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ۝ وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْاَرْضَ بَارِزَةً ۙ وَّحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا ۝ وَعُرِضُوْا عَلٰي رَبِّكَ صَفًّا ۭ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍۢ ۡ بَلْ زَعَمْتُمْ اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا ۝ وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ۭ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ۝

یہاں (سے ثابت ہوا کہ) حکومت سب خدائے برحق ہی کی ہے۔ اسی کا صلہ بہتر اور (اُسی کا) بدلہ اچھا ہے (۴۴) اور ان سے دنیا کی زندگی کی بھی مثال بیان کردو (وہ ایسی ہے) جیسے پانی جسے ہم نے آسمان سے برسایا۔ تو اس کے ساتھ زمین کی روئیدگی مل گئی پھر وہ چورا چورا ہوگئی کہ ہوائیں اُسے اڑاتی پھرتی ہیں۔ اور خدا تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے (۴۵) مال اور بیٹے تو دنیا کی (رونق و) زینت ہیں۔ اور نیکیاں جو باقی رہنے والی ہیں وہ ثواب کے لحاظ سے تمہارے پروردگار کے ہاں بہت اچھی اور امید کے لحاظ سے بہت بہتر ہیں (۴۶) اور جس دن ہم پہاڑوں کو چلائیں گے اور زمین کو تم صاف میدان دیکھو گے اور ان (لوگوں) کو ہم جمع کرلیں گے تو ان میں سے کسی کو بھی نہیں چھوڑیں گے (۴۷) اور سب تمہارے پروردگار کے سامنے صف باندھ کر لائے جائیں گے (تو ہم اُن سے کہیں گے کہ) جس طرح ہم نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا (اسی طرح آج) تم ہمارے سامنے آئے لیکن تم نے تو یہ خیال کر رکھا تھا کہ ہم نے تمہارے لئے (قیامت) کا کوئی وقت مقرر ہی نہیں کیا (۴۸) اور (عملوں کی) کتاب (کھول کر) رکھی جائے گی تو تم گنہگاروں کو دیکھو گے کہ جو کچھ اس میں (لکھا) ہوگا اس سے ڈر رہے ہوں گے اور کہیں گے ہائے شامت یہ کیسی کتاب ہے کہ نہ چھوٹی بات کو چھوڑتی ہے اور نہ بڑی کو (کوئی بات بھی نہیں) مگر اسے لکھ رکھا ہے۔ اور جو عمل کیے ہوں گے سب کو حاضر پائیں گے۔ اور تمہارا پروردگار کسی پر ظلم نہیں کرے گا (۴۹)

تفسیر سورۃ الکھف آیات (۴۴) تا (۴۹)

(۴۴) قیامت کے دن تمام بادشاہت اور سلطنت اللہ برحق ہی کے لیے ہوگی اور اسی کا ثواب سب سے اچھا ہے جس کو وہ ثواب دے اور اسی کا نتیجہ سب سے اچھا ہے۔

(۴۵) آپ اہل مکہ سے دنیوی زندگی کی بقاء اور فنا کی حالت بیان کیجیے جیسا کہ ہم نے آسمان سے پانی برسایا ہو پھر اس پانی کے ذریعے سے زمین کے نباتات خوب گنجان ہو گئے ہوں پھر وہ خشک ہو کر ریزہ ریزہ ہو جائے کہ اسے ہوائیں اڑائے پھرے اور اس میں سے کچھ بھی باقی نہ رہے، یہی حالت اس دنیوی زندگی کی ہے کہ نیست و نابود ہو جائے گی اور اس میں سے کچھ بھی باقی نہیں رہے گا اور اللہ تعالیٰ کو دنیا کے فنا اور آخرت کی بقاء پر پوری قدرت حاصل ہے۔

(۴۶) اس کے بعد دنیا کے سازو سامان کا تذکرہ فرماتا ہے کہ مال و اولاد یہ سب حیات دنیا کی ایک رونق ہے جیسا کہ گھاس پھوس میں سے کچھ باقی نہیں رہتا اسی طرح ان میں سے بھی کوئی چیز باقی نہیں رہے گی۔

اور پانچوں نمازیں اور باقیات سے مراد وہ نیکیاں ہیں جن کا ثواب ہمیشہ ہمیشہ باقی رہنے والا ہے اور صالحات سے مراد سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ہے۔ یہ چیزیں آپ کے پروردگار کے نزدیک ثواب کے اعتبار سے بھی ہزار درجہ بہتر ہیں اور امید کے اعتبار سے بھی یعنی اعمال صالحہ مثلاً نماز پر جو بندوں کو امیدیں ہوتی ہیں وہ آخرت میں پوری ہوں گی۔

(۴۷) اور جس دن ہم پہاڑوں کو زمین پر سے ہٹا دیں گے اور آپ زمین کو دیکھیں گے کہ پہاڑوں کے نیچے سے کھلا میدان ہے اور ہم سب کو قبروں سے اٹھا کر میدان حشر میں جمع کر دیں گے اور ان میں سے کسی کو بھی نہیں چھوڑیں گے۔

(۴۸) اور سب کے سب آپ کے رب کے سامنے پیش کیے جائیں گے اور ان سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا آخر تم ہمارے پاس آئے جیسا کہ پہلی مرتبہ بغیر مال و اولاد کے ہم نے تمہیں پیدا کیا تھا بلکہ تم دنیا میں سمجھتے تھے کہ ہم تمہارے دوبارہ پیدا کرنے کے لیے کوئی وقت موعود نہیں لائیں گے۔

(۴۹) اور نامہ اعمال مخلوقات کے داہنے اور بائیں ہاتھوں میں برف کی طرح اُچھل کر کھلا رکھ دیا جائے گا پھر آپ مشرکین اور منافقین کو دیکھیں گے کہ اس نامہ اعمال میں جو کچھ لکھا ہوگا اس سے ڈرتے ہوں گے کہ ہائے ہماری کمبختی اس نامہ اعمال نے تو بغیر قلم بند کیے نہ کوئی چھوٹا گناہ چھوڑا ہے اور نہ کوئی بڑا گناہ اور کہا گیا کہ صغیرہ سے مراد تبسم اور کبیرہ سے مراد (دنیاوی امور پر) قہقہہ ہے۔

اور جو کچھ انہوں نے نیکی اور برائی کی ہوگی سب لکھا ہوا موجود پائیں گے اور آپ کا رب کسی پر ظلم نہیں کرے گا کسی کی نیکیوں میں کمی نہیں کرے گا اور نہ کسی کی برائیوں میں اضافہ کرے گا اور مومن کی نیکی میں کمی نہیں کرے گا اور کافر کا گناہ نہیں چھوڑے گا۔

سے کوئی پناہ کی جگہ نہ پائیں گے (۵۸) ۔ اور یہ بستیاں جو (ویران پڑی ہیں) جب انہوں نے (کفر سے) ظلم کیا تو ہم نے ان کو تباہ کر دیا ۔ اور ان کی تباہی کے لیے ایک وقت مقرر کر دیا تھا (۵۹)

تفسیر سورۃ الکھف آیات (۵۰) تا (۵۹)

(۵۰) اور جب ہم نے ان فرشتوں کو بھی حکم دیا جو کہ زمین پر تھے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ تحیت کرو تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے جو کہ سردار تھا اور جنات میں سے تھا اس لیے اس نے اپنے آپ کو بڑا سمجھا اور اپنے پروردگار کی اطاعت سے سرکشی کی اور حضرت آدم کو سجدہ کرنے سے انکار کیا۔

کیا تم پھر بھی شیطان کی اور اس کے چیلوں کی اللہ تعالیٰ کے علاوہ پرستش کرتے ہو حالاں کہ وہ تمہارے کھلے ہوئے دشمن ہیں، مشرکین نے اطاعت کے لیے میرے علاوہ برا بدل اختیار کیا ہے۔

یا یہ کہ عبادت خداوندی کے بدلہ میں شیطان کی عبادت کو اختیار کر لیا یا یہ کہ ولایت خداوندی کے عوض شیطان کو ولی اور دوست بنالیا۔

(۵۱) حالاں کہ ان فرشتوں اور شیطان کو میں نے نہ تو آسمان و زمین کے پیدا کرنے کے وقت بلایا اور نہ خود ان کے پیدا کرتے کے وقت ان کو بلایا یا یہ کہ نہ تو میں نے زمین و آسمان کی پیدائش کے وقت ان سے مدد طلب کی اور نہ خود ان ہی کے پیدا کرنے کے موقع پر ان سے مدد چاہی اور میں ایسا عاجز نہیں کہ ان کافروں اور ان یہود و نصاریٰ اور ان بتوں کے پجاریوں کو اپنا دست و بازو بناتا۔

(۵۲) اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان بتوں کے پجاریوں سے کہے گا کہ اپنے ان معبودوں کو یاد کرو جن کی تم عبادت کرتے اور میرا شریک ٹھہراتے تھے اور کہتے تھے کہ وہ تمہیں میرے عذاب سے نجات دلا دیں گے سو وہ ان معبودوں کو پکاریں گے مگر یہ ان کو جواب نہ دیں گے۔ اور ہم ان عابد و معبود کے درمیان دوزخ میں وادی حائل کر دیں گے۔

یا یہ کہ ان کے درمیان جو دنیا میں محبت و دوستی تھی ہم اس کو آخرت میں ہلاکت اور تباہی سے تبدیل کر دیں گے۔

(۵۳) اور مشرکین دوزخ کو دیکھیں گے اور یقین کر لیں گے کہ ضرور ہم اس میں داخل ہوں گے اور اس سے بچنے کی کوئی راہ نہ پائیں گے۔

(۵۴) اور ہم نے مکہ والوں کے لیے اس قرآن کریم میں وعدہ وعید کے عمدہ مضامین طرح طرح سے بیان کیے ہیں تاکہ یہ لوگ نصیحت حاصل کر کے ایمان لائیں اور ابی بن خلف بھی باطل پر جھگڑنے میں سب سے بڑھ کر ہے یا یہ آدمی جھگڑنے میں سب سے بڑھ کر ہے۔

(۵۵) اور اہل مکہ کو جو کہ بدر کے دن مارے گئے بعد اس کے کہ رسول اکرم ﷺ ان کے پاس قرآن کریم لے کر حق

چکے ہیں آپ پر اور قرآن کریم پر ایمان لانے اور کفر و شرک سے توبہ کرنے سے اور کوئی امر مانع نہیں رہا سوائے اس کے کہ ان کو اس کا انتظار رہا کہ اگلوں کے ساتھ ہلاکت و بربادی کا جیسا معاملہ کیا گیا ہے ویسا ہی ان کے ساتھ بھی کیا جائے یا یہ کہ بدر کے دن صحابہ کرام کی تلواریں ان کے سامنے نکل پڑیں۔

(۵۶) اور رسولوں کو تو ہم صرف مسلمانوں کو جنت کی بشارت دینے اور کافروں کو دوزخ سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا کرتے ہیں۔

اور رسولوں اور کتابوں کے منکر شرکیہ باتیں تراش کر جھگڑے نکالتے ہیں تاکہ اس باطل کے ذریعے حق اور ہدایت کو جھٹلا دیں اور انھوں نے میری کتاب اور میرے رسول کو اور جس عذاب سے ان کو ڈرایا گیا ہے ہنسی دل لگی اور مذاق بنا رکھا ہے۔

(۵۷) اور اس سے زیادہ کون ظالم ہوگا جس کو اس کے رب کی آیات سے نصیحت کی جائے اور پھر اس سے انکار کے ساتھ روگردانی کرے اور جو کچھ اپنے ہاتھوں گناہ سمیٹ رہا ہے اس کے نتیجہ کو بھول جائے۔ ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال رکھے ہیں تاکہ یہ حق اور ہدایت کی بات ہی نہ سمجھیں اور ان باتوں کے سمجھنے سے ان کے کانوں میں ڈاٹ دے رکھی ہے اور اگر آپ ان کو توحید کی طرف بلائیں تو یہ ہرگز ایمان نہیں لائیں گے۔

(۵۸) اور آپ کا پروردگار بڑا مغفرت کرنے والا اور بڑی رحمت والا ہے کہ ان سے عذاب کو ٹال رکھا ہے اگر ان سے ان کے شرک پر پکڑ کرنے لگتا تو ان پر دنیا ہی میں فوری عذاب نازل کر دیتا بلکہ ان کی ہلاکت کے لیے ایک مقررہ وقت ہے کہ اس عذاب الٰہی سے یہ کوئی پناہ کی جگہ نہیں پا سکتے۔

(۵۹) اور یہ بستیوں والے گزشتہ لوگ جن کی ہلاکت کے قصے مشہور ہیں جب انھوں نے شرک کیا تو ہم نے ان کو ہلاک کر دیا اور ہم نے ان کے ہلاک ہونے کے لیے وقت مقرر کیا تھا۔

وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِفَتَاهُ لَا أَبْرَحُ حَتَّىٰ أَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ أَوْ أَمْضِيَ حُقُبًا ۝ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا ۝ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتَاهُ آتِنَا غَدَاءَنَا لَقَدْ لَقِينَا مِن سَفَرِنَا هَٰذَا نَصَبًا ۝ قَالَ أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ وَمَا أَنسَانِيهُ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ ۚ وَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ عَجَبًا ۝ قَالَ ذَٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ ۚ فَارْتَدَّا عَلَىٰ آثَارِهِمَا قَصَصًا ۝ فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَا آتَيْنَاهُ رَحْمَةً مِّنْ عِندِنَا وَعَلَّمْنَاهُ مِن لَّدُنَّا عِلْمًا ۝ قَالَ لَهُ مُوسَىٰ هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلَىٰ أَن تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ۝ قَالَ إِنَّكَ لَن تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا ۝ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلَىٰ مَا لَمْ تُحِطْ بِهِ خُبْرًا ۝ قَالَ سَتَجِدُنِي إِن شَاءَ اللَّهُ صَابِرًا وَلَا أَعْصِي لَكَ أَمْرًا ۝ قَالَ فَإِنِ اتَّبَعْتَنِي فَلَا تَسْأَلْنِي عَن شَيْءٍ حَتَّىٰ أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ۝ فَانطَلَقَا حَتَّىٰ إِذَا رَكِبَا فِي السَّفِينَةِ خَرَقَهَا ۖ قَالَ أَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا إِمْرًا ۝ قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَن تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا ۝ قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ وَلَا تُرْهِقْنِي مِنْ أَمْرِي عُسْرًا ۝ فَانطَلَقَا حَتَّىٰ إِذَا لَقِيَا غُلَامًا فَقَتَلَهُ قَالَ أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَّقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُّكْرًا ۝

قَالَ أَلَمْ أَقُل لَّكَ إِنَّكَ لَن تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا ۝ قَالَ إِن سَأَلْتُكَ عَن شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِي ۖ قَدْ بَلَغْتَ مِن لَّدُنِّي عُذْرًا ۝ فَانطَلَقَا حَتَّىٰ إِذَا أَتَيَا أَهْلَ قَرْيَةٍ اسْتَطْعَمَا أَهْلَهَا فَأَبَوْا أَن يُضَيِّفُوهُمَا فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَن يَنقَضَّ فَأَقَامَهُ ۖ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا ۝ قَالَ هَٰذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ ۚ سَأُنَبِّئُكَ بِتَأْوِيلِ مَا لَمْ تَسْتَطِع عَّلَيْهِ صَبْرًا ۝ أَمَّا السَّفِينَةُ فَكَانَتْ لِمَسَاكِينَ يَعْمَلُونَ فِي الْبَحْرِ فَأَرَدتُّ أَنْ أَعِيبَهَا وَكَانَ وَرَاءَهُم مَّلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ

اور جب موسیٰ نے اپنے شاگرد سے کہا کہ جب تک میں دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ نہ پہنچ جاؤں ہٹنے کا نہیں خواہ برسوں چلتا رہوں (۶۰)۔ جب اُن کے ملنے کے مقام پر پہنچے تو اپنی مچھلی بھول گئے تو اُس نے دریا میں سرنگ کی طرح اپنا رستہ بنا لیا (۶۱)۔ جب آگے چلے تو (موسیٰ نے) اپنے شاگرد سے کہا کہ ہمارا کھانا لاؤ۔ اس سفر سے ہم کو بہت تکان ہوگئی ہے (۶۲)۔ (اس نے) کہا کہ بھلا آپ نے دیکھا کہ جب ہم نے پتھر کے پاس آرام کیا تھا تو میں مچھلی (وہیں) بھول گیا۔ اور مجھے (آپ سے) اُس کا ذکر کرنا شیطان نے بھلا دیا۔ اور اُس نے عجب طرح سے دریا میں اپنا رستہ لیا (۶۳)۔ (موسیٰ نے) کہا یہی تو (وہ مقام) ہے جسے ہم تلاش کرتے تھے تو وہ اپنے پاؤں کے نشان دیکھتے دیکھتے لوٹ گئے (۶۴)۔ (وہاں) اُنہوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ دیکھا جس کو ہم نے اپنے ہاں سے رحمت (یعنی نبوت یا نعمت ولایت) دی تھی اور اپنے پاس سے علم بخشا تھا (۶۵)۔ موسیٰ نے اُن سے (جن کا نام خضر تھا) کہا کہ جو علم (خدا کی طرف سے) آپ کو سکھایا گیا ہے اگر آپ اس میں سے مجھے کچھ بھلائی (کی باتیں) سکھائیں تو میں آپ کے ساتھ رہوں (۶۶)۔ (خضر) نے کہا کہ تم میرے ساتھ رہ کر صبر نہیں کر سکو گے (۶۷)۔ اور جس بات کی تمہیں خبر ہی نہیں اس پر صبر کر بھی کیونکر سکتے ہو (۶۸)۔ موسیٰ نے کہا خدا نے چاہا تو آپ مجھے صابر پایئے گا۔ اور میں آپ کے ارشاد کے خلاف نہیں کروں گا (۶۹)۔ (خضر نے) کہا کہ اگر تم میرے ساتھ رہنا چاہو تو (شرط یہ ہے) مجھ سے کوئی بات نہ پوچھنا جب تک میں خود اس کا ذکر تم سے نہ کروں (۷۰)۔ تو دونوں چل پڑے یہاں تک کہ جب کشتی میں سوار ہوئے تو (خضر نے) کشتی کو پھاڑ ڈالا۔ (موسیٰ نے) کہا کیا آپ نے اسے اس لیے پھاڑا ہے کہ سواروں کو غرق کردیں۔ یہ تو آپ نے بڑی (عجیب) بات کی (۷۱)۔ (خضر نے) کہا کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ تم میرے ساتھ صبر نہ کر سکو گے (۷۲)۔ (موسیٰ نے) کہا کہ جو بھول مجھ

فَكَانَ أَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِينَا أَنْ يُرْهِقَهُمَا
طُغْيَانًا وَكُفْرًا ۝ فَأَرَدْنَا أَنْ يُبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِنْهُ زَكَاةً
وَأَقْرَبَ رُحْمًا ۝ وَأَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلَامَيْنِ يَتِيمَيْنِ فِي
الْمَدِينَةِ وَكَانَ تَحْتَهُ كَنْزٌ لَهُمَا وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا فَأَرَادَ
رَبُّكَ أَنْ يَبْلُغَا أَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا رَحْمَةً مِنْ رَبِّكَ
وَمَا فَعَلْتُهُ عَنْ أَمْرِي ذَٰلِكَ تَأْوِيلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا ۝

سے جو بھول ہوئی اس پر مواخذہ نہ کیجئے۔ اور میرے معاملے میں مجھ پر مشکل نہ ڈالیے (۷۳) پھر دونوں چلے۔ یہاں تک کہ (رستے میں) ایک لڑکا ملا (تو خضر نے) اُسے مار ڈالا۔ (موسیٰ نے) کہا کہ آپ نے ایک بے گناہ شخص کو (ناحق) بغیر قصاص کے مار ڈالا۔ (یہ تو) آپ نے بُری بات کی (۷۴) (خضر نے) کہا کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ تم میرے ساتھ صبر نہیں کر سکو گے (۷۵) انہوں نے کہا کہ اگر میں اس کے بعد (پھر) کوئی بات پوچھوں (یعنی اعتراض کروں) تو مجھے اپنے ساتھ نہ رکھیے گا کہ آپ میری طرف سے عذر (کے قبول کرنے میں) غایت (کو پہنچ گئے) (۷۶) پھر دونوں چلے یہاں تک کہ ایک گاؤں والوں کے پاس پہنچے اور ان سے کھانا طلب کیا۔ انہوں نے ان کی ضیافت کرنے سے انکار کر دیا۔ پھر انہوں نے وہاں ایک دیوار دیکھی جو (جھک کر) گرا چاہتی تھی خضر نے اس کو سیدھا کر دیا۔ (موسیٰ نے) کہا کہ اگر آپ چاہتے تو ان سے (اس کا) معاوضہ لیتے (تاکہ کھانے کا کام چلتا) (۷۷) (خضر نے) کہا کہ اب مجھ میں اور تجھ میں علیحدگی (مگر) جن باتوں پر تم صبر نہ کر سکے میں ان کا تمہیں بھید بتائے دیتا ہوں (۷۸) (کہ وہ جو) کشتی (تھی) غریب لوگوں کی تھی جو دریا میں محنت (کر کے یعنی کشتیاں چلا کر گزارہ) کرتے تھے۔ اور ان کے سامنے (کی طرف) ایک بادشاہ تھا جو ہر ایک کشتی کو زبردستی چھین لیتا تھا تو میں نے چاہا کہ اُسے عیب دار کر دوں (تاکہ وہ اُسے غصب نہ کر سکے) (۷۹) اور وہ جو لڑکا تھا اس کے ماں باپ دونوں مومن تھے ہمیں اندیشہ ہوا کہ وہ (بڑا ہو کر بدکردار ہوتا کہیں) ان کو سرکشی اور کفر میں نہ پھنسا دے (۸۰) تو ہم نے چاہا کہ ان کا پروردگار اس کی جگہ ان کو اور (بچہ) عطا فرمائے جو پاک طینتی میں اور محبت میں اس سے بہتر ہو (۸۱) اور وہ جو دیوار تھی سو وہ یتیم لڑکوں کی تھی (جو) شہر میں (رہتے تھے) اور اس کے نیچے ان کا خزانہ (مدفون) تھا اور ان کا باپ ایک نیک آدمی تھا۔ تو تمہارے پروردگار نے چاہا کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچ جائیں اور (پھر) اپنا خزانہ نکالیں۔ یہ تمہارے پروردگار کی مہربانی ہے اور یہ کام میں نے اپنی طرف سے نہیں کیے۔ یہ ان باتوں کا راز ہے جن پر تم صبر نہ کر سکے (۸۲)

تفسیر سورۃ الکہف آیات (۶۰) تا (۸۲)

(۶۰ تا ۸۲) اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کا واقعہ بیان فرماتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل میں یہ بات آئی کہ روئے زمین پر مجھ سے بڑا کوئی عالم نہیں اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا موسیٰ علیہ السلام آپ سے بڑھ کر عابد اور عالم میرا ایک بندہ خضر علیہ السلام موجود ہے، موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا پروردگار میری ان سے ملاقات کروا دیجئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ایک نمکین مچھلی اپنے زادِ راہ کے طور پر لے کر سمندر کے کنارہ پر چلو وہ ایک چٹان کے پاس جہاں عین حیات ہے اس مقام پر جا کر مچھلی زندہ ہو جائے گی اور وہیں تمہیں خضر علیہ السلام ملیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اس وقت یاد کرو جب کہ موسیٰ علیہ السلام نے یوشع بن نون سے فرمایا یہ بنی اسرائیل کے شرفاء میں سے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے

کی خدمت اور ان کی اتباع کیا کرتے تھے کہ میں مسلسل چلتا جاؤں گا یہاں تک کہ اس جگہ پر پہنچ جاؤں، جہاں دو دریا شیریں اور نمکین بحر فارس اور روم آپس میں ملتے ہیں، چنانچہ جب چلتے چلتے دونوں دریاؤں کے جمع ہونے کی جگہ پر پہنچے اور کسی پتھر کے ساتھ لگ کر سو گئے اور اٹھنے کے بعد اس اپنی مچھلی کو دونوں بھول گئے مچھلی نے دریا میں اپنی ایک لکیر کی طرح راہ لی اور چل دی پھر جب دونوں اس پتھر سے آگے بڑھ گئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شاگرد وہ یعنی یوشع بن نون سے فرمایا ہمارا ناشتہ تو لاؤ ہمیں تو اس سفر میں بڑی تکلیف اور تھکان ہوئی ہے یوشع بن نون نے کہا موسیٰ علیہ السلام لیجیے دیکھیے جب ہم اس پتھر کے قریب ٹھہرے تھے تو میں مچھلی کا عجیب واقعہ ذکر کرنا ہی آپ سے بھول گیا اور شیطان ہی نے مجھے بھلا دیا مچھلی نے تو اس مقام پر دریا میں عجیب راہ لی۔

موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اسی موقع کی تو ہمیں تلاش تھی کیوں کہ خضر علیہ السلام سے ملاقات کی اللہ کی طرف سے یہی نشانی بیان کی گئی تھی، سو دونوں اپنے قدموں کے نشان دیکھتے ہوئے اور واپس ہوئے اور اس پتھر کے پاس خضر علیہ السلام کو پایا جن کو ہم نے نبوت کے ساتھ سرفراز فرمایا تھا اور ان کو علم اسرار کونیہ عطا کیا تھا حضرت موسیٰ نے خضر علیہ السلام سے فرمایا میں آپ کے ساتھ رہ سکتا ہوں کہ جو علم مفید آپ کو اللہ کی جانب سے سکھلایا گیا ہے اس میں سے آپ مجھ کو بھی سکھلا دیں۔

انھوں نے جواب دیا کہ موسیٰ علیہ السلام آپ سے میرے ساتھ رہ کر میرے افعال پر صبر نہیں ہو سکے گا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں صبر کروں گا خضر علیہ السلام نے فرمایا موسیٰ آپ بھلا ایسے امور پر کیسے صبر کریں گے جو آپ کے احاطہ علم سے باہر ہیں موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا انشاء اللہ آپ سے جو افعال ظہور پذیر ہوں گے آپ مجھے ان پر صابر پائیں گے اور میں کسی بات میں آپ کے حکم سے اختلاف نہیں کروں گا۔

خضر علیہ السلام نے فرمایا موسیٰ علیہ السلام گر آپ میرے ساتھ رہنا چاہتے ہیں تو مجھ سے کسی بات کی نسبت کچھ سوال نہ کرنا جب تک کہ میں اس کے متعلق خود ہی آپ سے ذکر نہ کروں۔ غرض کہ حضرت موسیٰ اور خضر دونوں ایک طرف چل دیے، جب عبر کے قریب دونوں کشتی میں سوار ہوئے تو خضر علیہ السلام نے کشتی کا ایک تختہ نکال دیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام سے فرمایا کشتی والوں کو غرق کرنے کے لیے ایسا کیا ہے یہ تو قوم کو بہت ہی مشکل میں ڈال دیا ہے، خضر علیہ السلام نے فرمایا، موسیٰ علیہ السلام کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ آپ سے صبر نہ ہو سکے گا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا آپ کے قول و قرار میں جو مجھ سے بھول چوک ہو اس پر گرفت نہ کیجیے اور نہ میرے معاملہ میں زیادہ تنگی کیجیے۔ پھر دونوں کشتی سے اتر کر آگے چلے دو بستیوں کے درمیان ایک کمسن لڑکا ملا، خضر علیہ السلام نے اس کو مار ڈالا۔ موسیٰ علیہ السلام گھبرا کر کہنے لگے کہ آپ نے ایک بے گناہ معصوم بچے کو مار ڈالا اور وہ بھی کسی جان کے بدلے نہیں بے شک آپ نے یہ تو بڑی بے جا حرکت کی۔

خضر علیہ السلام نے فرمایا موسیٰ علیہ السلام میں نے تو پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ آپ سے میری باتیں دیکھ کر صبر نہ ہو سکے گا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس مرتبہ کے بعد میں آپ پر کسی بات کے متعلق دریافت کروں تو آپ مجھے اپنے ساتھ نہ رکھیے کیوں کہ اس کے بارے میں آپ میری طرف سے عذر کی انتہا کو پہنچ چکے ہیں، پھر دونوں آگے چلے، یہاں تک کہ جب انطاکیہ شہر پر سے گزر ہوا تو وہاں کے رہنے والوں سے کھانے کو مانگا، سو انھوں نے ان کی مہمانی کرنے سے انکار کر دیا راستے میں ان کو ایک جھکی ہوئی دیوار جو گرنے والی تھی تو حضرت خضر علیہ السلام نے اس کو سیدھا کر دیا۔

حضرت موسیٰ بولے خضر اگر آپ چاہتے تو اس پر کچھ اجرت لے لیتے کہ اس کا کھانا لے کر کھا لیتے۔

حضرت خضر نے فرمایا یہ وقت ہماری اور آپ کی علیحدگی کا ہے، باقی میں ان چیزوں کی حقیقت بتا رہا ہوں جن پر آپ صبر نہ کر سکے۔

وہ کشتی جس کا میں نے تختہ نکالا تھا وہ چند غریب آدمیوں کی تھی کہ وہ اس کے ذریعے سے لوگوں کو کرایہ پر دریا سے پار کرتے تھے سو میں نے اس لیے عیب ڈالا کیوں کہ ان کے آگے ظالم جلندی نامی بادشاہ تھا جو ہر اچھی کشتی کو زبردستی پکڑ رہا تھا اور رہا وہ لڑکا اس کے والدین ایماندار اور اس بستی کے شرفاء میں سے تھے اور آپ کے پروردگار کو معلوم تھا کہ یہ لڑکا اپنی سرکشی و کفر اور جھوٹی قسموں سے اپنے والدین کو بڑے ہو کر تکلیف پہنچائے گا اس بنا پر میں نے اس کو مار ڈالا۔

سو ہمیں یہ منظور ہوا کہ بجائے اس کے ان کا پروردگار ان کو ایسی اولاد دے جو اس سے زیادہ نیکوکار اور زیادہ صلہ رحمی کرنے والی ہو۔

چنانچہ بعد میں اللہ تعالیٰ نے ان والدین کو لڑکی عطا کی اور پھر اس لڑکی سے انبیاء کرام میں سے ایک نبی نے شادی فرمائی اور پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ایک نبی پیدا فرمایا جس کے ذریعے سے بہت لوگوں کو ہدایت فرمائی۔

اور اس لڑکے کا نام جیسور تھا اور یہ کافر اور بڑا ڈاکو تھا اس واسطے خضر علیہ السلام نے بحکم خداوندی اس کو قتل کیا۔

اور جہاں تک دیوار کا تعلق ہے تو وہ اصرم اور صریم دو یتیم لڑکوں کی تھی جو انطاکیہ شہر میں رہتے تھے اس دیوار کے نیچے ایک سونے کی تختی تھی جس میں علم اور حکمت کی باتیں لکھی تھیں اور اس میں یہ عبارت لکھی ہوئی تھی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ تعجب ہے ایسے شخص پر جو موت کے یقین کے بعد پھر کیسے خوش رہتا ہے اور تعجب ہے ایسے شخص پر جو تقدیر پر یقین رکھنے کے بعد کیسے غمگین رہتا ہے اور تعجب کے قابل ہے وہ شخص جو دنیا کے زوال اور دنیا والوں کے تبدیل احوال پر یقین کرتے ہوئے پھر کیسے اطمینان کے ساتھ زندگی بسر کرتا ہے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کا باپ کاشح ایک امانت دار آدمی تھا سو آپ کے رب نے

اپنی مہربانی سے چاہا کہ وہ دونوں بالغ ہو کر اپنی اس تختی کو نکال لیں اور آپ کے پروردگار کی وحی کے مطابق میں نے ایسا کیا ہے اور ان میں سے کوئی کام میں نے اپنی رائے سے نہیں کیا یہ حقیقت ہے ان باتوں کی جن پر آپ سے صبر نہ ہو سکا۔

وَيَسْـَٔلُونَكَ عَن ذِى ٱلْقَرْنَيْنِ ۖ قُلْ سَأَتْلُوا۟ عَلَيْكُم مِّنْهُ ذِكْرًا ﴿٨٣﴾ إِنَّا مَكَّنَّا لَهُۥ فِى ٱلْأَرْضِ وَءَاتَيْنَـٰهُ مِن كُلِّ شَىْءٍ سَبَبًا ﴿٨٤﴾ فَأَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٨٥﴾ حَتَّىٰٓ إِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ ٱلشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِى عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَوَجَدَ عِندَهَا قَوْمًا ۗ قُلْنَا يَـٰذَا ٱلْقَرْنَيْنِ إِمَّآ أَن تُعَذِّبَ وَإِمَّآ أَن تَتَّخِذَ فِيهِمْ حُسْنًا ﴿٨٦﴾ قَالَ أَمَّا مَن ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهُۥ ثُمَّ يُرَدُّ إِلَىٰ رَبِّهِۦ فَيُعَذِّبُهُۥ عَذَابًا نُّكْرًا ﴿٨٧﴾ وَأَمَّا مَنْ ءَامَنَ وَعَمِلَ صَـٰلِحًا فَلَهُۥ جَزَآءً ٱلْحُسْنَىٰ ۖ وَسَنَقُولُ لَهُۥ مِنْ أَمْرِنَا يُسْرًا ﴿٨٨﴾ ثُمَّ أَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٨٩﴾ حَتَّىٰٓ إِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ ٱلشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلَىٰ قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَل لَّهُم مِّن دُونِهَا سِتْرًا ﴿٩٠﴾ كَذَٰلِكَ وَقَدْ أَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ﴿٩١﴾ ثُمَّ أَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٩٢﴾ حَتَّىٰٓ إِذَا بَلَغَ بَيْنَ ٱلسَّدَّيْنِ وَجَدَ مِن دُونِهِمَا قَوْمًا لَّا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ قَوْلًا ﴿٩٣﴾ قَالُوا۟ يَـٰذَا ٱلْقَرْنَيْنِ إِنَّ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مُفْسِدُونَ فِى ٱلْأَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلَىٰٓ أَن تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ﴿٩٤﴾ قَالَ مَا مَكَّنِّى فِيهِ رَبِّى خَيْرٌ فَأَعِينُونِى بِقُوَّةٍ أَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ﴿٩٥﴾ ءَاتُونِى زُبَرَ ٱلْحَدِيدِ ۖ حَتَّىٰٓ إِذَا سَاوَىٰ بَيْنَ ٱلصَّدَفَيْنِ قَالَ ٱنفُخُوا۟ ۖ حَتَّىٰٓ إِذَا جَعَلَهُۥ نَارًا قَالَ ءَاتُونِىٓ أُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا ﴿٩٦﴾ فَمَا ٱسْطَـٰعُوٓا۟ أَن يَظْهَرُوهُ وَمَا ٱسْتَطَـٰعُوا۟ لَهُۥ نَقْبًا ﴿٩٧﴾ قَالَ هَـٰذَا رَحْمَةٌ مِّن رَّبِّى ۖ فَإِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّى جَعَلَهُۥ دَكَّآءَ ۖ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّى حَقًّا ﴿٩٨﴾ ۞ وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَمُوجُ فِى بَعْضٍ ۖ وَنُفِخَ فِى ٱلصُّورِ فَجَمَعْنَـٰهُمْ جَمْعًا ﴿٩٩﴾ وَعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكَـٰفِرِينَ عَرْضًا ﴿١٠٠﴾ ٱلَّذِينَ كَانَتْ أَعْيُنُهُمْ فِى غِطَآءٍ عَن ذِكْرِى وَكَانُوا۟ لَا يَسْتَطِيعُونَ سَمْعًا ﴿١٠١﴾ أَفَحَسِبَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوٓا۟ أَن يَتَّخِذُوا۟ عِبَادِى مِن دُونِىٓ أَوْلِيَآءَ ۚ إِنَّآ أَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَـٰفِرِينَ نُزُلًا ﴿١٠٢﴾

اور تم سے ذوالقرنین کے بارے میں دریافت کرتے ہیں۔ کہہ دو کہ میں اس کا کسی قدر حال تم کو پڑھ کر سناتا ہوں (۸۳)۔ ہم نے اُس کو زمین میں بڑی دسترس دی تھی اور ہر طرح کا سامان عطا کیا تھا (۸۴)۔ تو اُس نے (سفر کا) ایک سامان کیا (۸۵)۔ یہاں تک کہ جب سورج کے غروب ہونے کی جگہ پہنچا تو اُسے ایسا پایا کہ ایک کیچڑ کی ندی میں ڈوب رہا ہے اور اُس (ندی) کے پاس ایک قوم دیکھی۔ ہم نے کہا ذوالقرنین! تم ان کو خواہ تکلیف دو خواہ اُن (کے بارے) میں بھلائی اختیار کرو (دونوں باتوں کی تمہیں قدرت ہے) (۸۶)۔ (ذوالقرنین نے) کہا کہ جو (کفر و بد کرداری سے) ظلم کرے گا اُسے ہم عذاب دیں گے پھر (جب) وہ اپنے پروردگار کی طرف لوٹایا جائے گا تو وہ بھی اُسے بُرا عذاب دیگا (۸۷)۔ اور جو ایمان لائے گا اور عمل نیک کرے گا اُس کے لئے بہت اچھا بدلہ ہے۔ اور ہم اپنے معاملے میں (اس پر کسی طرح کی سختی نہیں کریں گے بلکہ) اُس سے نرم بات کہیں گے (۸۸)۔ پھر اُس نے ایک اور سامان (سفر کا) کیا (۸۹)۔ یہاں تک کہ سورج کے طلوع ہونے کے مقام پر پہنچا تو دیکھا کہ وہ ایسے لوگوں پر طلوع کرتا ہے جن کے لئے ہم نے سورج کے اس طرف کوئی اوٹ نہیں بنائی تھی (۹۰)۔ (حقیقت حال) یوں (تھی) اور جو کچھ اُس کے پاس تھا ہم کو سب کی خبر تھی (۹۱)۔ پھر اُس نے ایک اور سامان کیا (۹۲)۔ یہاں تک کہ دو دیواروں کے درمیان پہنچا، تو دیکھا کہ اُن کے اس طرف کچھ لوگ ہیں کہ بات کو سمجھ نہیں سکتے (۹۳)۔ اُن لوگوں نے کہا کہ ذوالقرنین! یاجوج اور ماجوج زمین میں فساد کرتے رہتے ہیں۔ بھلا ہم آپ کے لئے خرچ (کا انتظام) کر دیں کہ آپ ہمارے اور اُن کے درمیان ایک دیوار کھینچ دیں (۹۴)۔

(ذوالقرنین نے) کہا کہ خرچ کا جو مقدور خدا نے مجھے بخشا ہے وہ بہت اچھا ہے۔ تم مجھے قوت (بازو) سے مدد دو۔ میں تمہارے اور ان کے درمیان ایک مضبوط اوٹ بنا دوں گا (۹۵)۔ تو تم لوہے کے (بڑے بڑے) تختے لاؤ (چنانچہ کام جاری کردیا گیا) یہاں تک کہ جب اس نے دونوں پہاڑوں کے درمیان (کا حصہ) برابر کردیا۔ (اور) کہا کہ (اب اسے) دھونکو۔ یہاں تک کہ جب اس کو (دھونک دھونک کر) آگ کردیا تو کہا کہ (اب) میرے پاس تانبا لاؤ کہ اس پر پگھلا کر ڈال دوں (۹۶)۔ پھر ان میں یہ قدرت نہ رہی کہ اس پر چڑھ سکیں اور نہ یہ طاقت رہی کہ اس میں نقب لگا سکیں (۹۷)۔ بولا کہ یہ میرے پروردگار کی مہربانی ہے۔ جب میرے پروردگار کا وعدہ آپہنچے گا تو اس کو (ڈھا کر) ہموار کردے گا۔ اور میرے پروردگار کا وعدہ سچا ہے (۹۸)۔ (اس روز) ہم ان کو چھوڑ دیں گے کہ (روئے زمین پر پھیل کر) ایک دوسرے میں گھس جائیں گے اور صور پھونکا جائے گا تو ہم سب کو جمع کرلیں گے (۹۹)۔ اور اس روز جہنم کو کافروں کے سامنے رکھیں گے (۱۰۰)۔ جن کی آنکھیں میری یاد سے پردے میں تھیں اور وہ سننے کی طاقت نہیں رکھتے تھے (۱۰۱)۔ کیا کافر خیال کرتے ہیں کہ وہ ہمارے بندوں کو ہمارے سوا (اپنا) کارساز بنائیں گے (تو ہم خفا نہیں ہوں گے) ہم نے (ایسے) کافروں کے لئے جہنم کی مہمانی تیار کر رکھی ہے (۱۰۲)

تفسیر سورة الکہف آیات (۸۳) تا (۱۰۲)

(۸۳تا۹۸) اے محمد ﷺ مکہ والے آپ سے ذوالقرنین کا حال پوچھتے ہیں، آپ ان سے فرما دیجیے کہ میں اس کا ذکر ابھی تمہارے سامنے بیان کرتا ہوں ہم نے ان کو روئے زمین پر حکومت دی تھی اور ہم نے ان کو راستوں اور منزلوں کی معرفت عطا کی تھی۔

چنانچہ انھوں نے سفر کے لیے ایک راستہ اختیار کرلیا یہاں تک کہ جب غروب آفتاب کے موقع پر پہنچے تو آفتاب ان کو سیاہ رنگ کے پانی میں ڈوبتا ہوا دکھائی دیا اور اس موقع پر انھوں نے ایک کافر قوم دیکھی۔

ہم نے بطور الہام کے کہا کہ ذوالقرنین یا تو ان کو قتل کرو یہاں تک کہ یہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ کے قائل ہو جائیں یا ان کے ساتھ پہلے نرمی کا معاملہ کرو کہ ان کو معاف کرو اور چھوڑ دو۔

ذوالقرنین نے عرض کیا بالکل ٹھیک لیکن جس نے ان میں سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا تو ہم اسے دنیا میں قتل کریں گے اور پھر وہ آخرت میں اپنے مالک حقیقی کے پاس پہنچایا جائے گا اور وہ اسے دوزخ کی سخت سزا دے گا۔

اور جو شخص ایمان لے آئے گا اور نیک عمل کرے گا تو اسے آخرت میں بھی جنت ملے گی اور ہم بھی اس کے ساتھ نرمی کا معاملہ کریں گے۔

پھر ذوالقرنین نے ممالک مشرقیہ کے فتح کرنے کے ارادہ سے مشرق کی طرف راہ لی تو طلوع آفتاب کے موقع پر پہنچ کر انھوں نے آفتاب کو ایک ایسی قوم پر طلوع ہوتے ہوئے دیکھا کہ جن کے لیے ہم نے آفتاب سے اوپر پہاڑ درخت کپڑے وغیرہ کی کوئی آڑ نہیں رکھی تھی کہ حق بات سے بالکل عاری قوم تھی اور اس قوم کو تارج و تاویل اور

خسک کہا جاتا تھا۔

غرض کہ ذوالقرنین جیسا کہ منتہائے مغرب تک پہنچے تھے، اسی طرح سفر کرتے منتہائے مشرق تک پہنچے اور اُن کو جو کچھ واقعات وغیرہ کی خبر تھی۔ ہمیں اس کی پوری خبر ہے، پھر ذوالقرنین فتوحات کرتے ہوئے مشرق کی سمت میں روم کی طرف ہوئے۔

یہاں تک کہ جب دو پہاڑوں کے درمیان میں پہنچے تو ان پہاڑوں سے اس طرف ایک قوم کو دیکھا جو دوسروں کی بات نہیں سمجھتے تھے۔ انھوں نے بذریعہ ترجمان کہا کہ اے ذوالقرنین! قوم یاجوج اس سرزمین میں بڑا فساد مچاتے ہیں، یعنی ہمارے تروتازہ میووں کو کھا جاتے ہیں اور خشک کو لے جاتے ہیں اور ہماری اولاد کو قتل کر ڈالتے ہیں اور ہمارے آدمیوں کو کھا جاتے ہیں۔

یاجوج بھی ایک آدمی کا نام تھا اور ماجوج بھی ایک شخص کا اور یہ دونوں یافث بن نوح کی اولاد میں سے تھے اور کہا گیا ہے کہ اس قوم کی کثرت کی وجہ سے یہ اس کا نام پڑ گیا۔

تو کیا آپ اجازت دیتے ہیں کہ ہم لوگ آپ کے لیے کچھ ضروری چیزیں جمع کردیں اس شرط پر کہ آپ ہمارے اور ان کے درمیان کچھ رکاوٹ بنادیں۔

ذوالقرنین نے جواب دیا کہ جس بادشاہت اور مال میں میرے پروردگار نے مجھے اختیار دیا ہے اور عطا کی ہے وہ اس مزدوری سے بہت زیادہ ہے، انھوں نے عرض کیا سو آپ کس قسم کی حمایت چاہتے ہیں، ذوالقرنین نے جواب دیا ہاتھ پیروں اور اوزاروں سے میری مدد کرو۔ میں تمہارے اور ان کے درمیان خوب مضبوط دیوار بنائے دیتا ہوں تم لوگ میرے پاس لوہے کی چادریں لاؤ، یہاں تک کہ جب ان دونوں پہاڑوں کے دونوں سروں کے خلاء کو پر کردیا تو ان کو حکم دیا دھونکو، چنانچہ انھوں نے آگ جلا کر ان کو دھونکنا شروع کیا، یہاں تک کہ جب ان لوہے کی چادروں کو دھونکتے دھونکتے لال انگارا کردیا تو اس وقت حکم دیا کہ اب میرے پاس پگھلا ہوا تانبا لاؤ تاکہ اس پر ڈال دوں، چنانچہ وہ تانبا اس پر ڈال دیا گیا۔

تو پھر یاجوج ماجوج اس پر چڑھ سکتے تھے اور نہ اس میں نیچے کی طرف سے لگا سکتے تھے تب ذوالقرنین نے فرمایا کہ یہ دیوار کی تیاری میرے پروردگار کی ایک خاص رحمت ہے، جس وقت یاجوج ماجوج کے نکلنے کا وقت آئے گا تو وہ اسے ڈھا کر برابر کردے گا اور میرے رب کا وعدہ یاجوج ماجوج کے نکلنے کے بارے میں برحق ہے۔

(۹۹) اور اُن کے نکلنے کے دن یا روم سے واپسی کے دن جب کہ یاجوج ماجوج اس سے نہیں نکل سکیں گے ہم ان کی یہ حالت کردیں گے کہ ایک دوسرے میں گڈمڈ ہوجائیں گے اور صور پھونکے جانے کے بعد ہم سب کو جمع کرلیں گے۔

(۱۰۰۔۱۰۱) اور قیامت کے دن دوزخ کو کافروں کے سامنے ان کے داخل کرنے سے پہلے پیش کردیں گے جو ہماری

توحید اور ہماری کتاب قرآن سے اندھے تھے اور وہ رسول اکرم ﷺ سے دشمنی کی وجہ سے قرآن کریم سن بھی نہیں سکتے تھے۔

(۱۰۲) کیا پھر بھی ان لوگوں کو جو کہ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کے منکر ہیں خیال ہے کہ مجھے چھوڑ کر میرے بندوں کی عبادت کریں اور دنیوی و اخروی نفع میں ان کو اپنا کارساز سمجھیں یا یہ مطلب ہے کہ کیا ان کافروں کو میری اطاعت و فرمانبرداری کے علاوہ میرے بندوں کی عبادت اور ان کو کارساز سمجھنا کفایت کر جائے گا۔ ہم نے ان کی دعوت اور ٹھکانے کے لیے دوزخ تیار کر رکھی ہے۔

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ۝ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ۝ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَرُسُلِيْ هُزُوًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا ۝ قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ۝ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ۝

کہہ دو کہ ہم تمہیں بتائیں جو عملوں کے لحاظ سے بڑے نقصان میں ہیں (۱۰۳)۔ وہ لوگ جن کی سعی دنیا کی زندگی میں برباد ہوگئی۔ اور وہ یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ وہ اچھے کام کر رہے ہیں (۱۰۴)۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار کی آیتوں اور اس کے سامنے جانے سے انکار کیا تو ان کے اعمال ضائع ہوگئے اور ہم قیامت کے دن ان کے لیے کچھ بھی وزن قائم نہیں کریں گے (۱۰۵)۔ یہ ان کی سزا ہے (یعنی) جہنم اس لیے کہ انہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں اور ہمارے پیغمبروں کی ہنسی اڑائی (۱۰۶)۔ جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کیے ان کے لئے بہشت کے باغ مہمانی ہوں گے (۱۰۷)۔ ہمیشہ ان میں رہیں گے اور وہاں سے مکان بدلنا نہ چاہیں گے (۱۰۸)۔ کہہ دو کہ اگر سمندر میرے پروردگار کی باتوں کے (لکھنے کے) لئے سیاہی ہو تو قبل اس کے کہ میرے پروردگار کی باتیں تمام ہوں سمندر ختم ہو جائے اگرچہ ہم ویسا ہی اور (سمندر) اس کی مدد کو لائیں (۱۰۹)۔ کہہ دو کہ میں تمہاری طرح کا ایک بشر ہوں۔ (البتہ) میری طرف وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود (وہی) ایک معبود ہے تو جو شخص اپنے پروردگار سے ملنے کی امید رکھے چاہیے کہ عمل نیک کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنائے (۱۱۰)

تفسیر سورة الکھف آیات (۱۰۳) تا (۱۱۰)

(۱۰۳-۱۰۴) اے نبی کریم آپ ان سے فرمائیے کہ کیا ہم آپ کو ایسے لوگوں کے بارے میں بتائیں جو آخرت میں خسارہ میں ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کی دنیا میں تمام محنت سب اکارت گئی جیسے کہ خوارج اور گرجاؤں والے اسی خیال میں ہیں کہ وہ اچھا کام کر رہے ہیں۔

(۱۰۵) یہ وہ لوگ ہیں جو رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم اور مرنے کے بعد جی اٹھنے کا انکار کر رہے ہیں ان کے سارے نیک کام غارت گئے تو قیامت کے دن ہم ان کے نیک اعمال کا ذرا بھی وزن قائم نہ کریں گے یعنی قیامت

کے دن ان کے نیک اعمال کا ذرہ برابر بھی وزن قائم نہیں کیا جائے گا۔

(۱۰۶) ان کی سزا جہنم ہوگی اس وجہ سے کہ انہوں نے رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کا انکار کیا تھا اور میری کتاب اور میرے رسول محمد ﷺ کا مذاق اڑایا تھا۔

(۱۰۷۔۱۰۸) بے شک جو حضرات رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کیے ان کی رہائش کے لیے فردوس کے باغات ہوں گے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے نہ وہ وہاں سے کہیں اور جانا چاہیں گے۔

(۱۰۹) اے محمد ﷺ آپ خصوصاً یہود سے بھی فرما دیجیے کہ اگر میرے پروردگار کی باتیں اور اس کے علم و حکمت لکھنے کے لیے سمندر کا پانی روشنائی کی جگہ ہو تو میرے رب کی باتیں ختم ہونے سے پہلے اس جیسا دوسرا سمندر بھی ختم ہو جائے۔

شان نزول: قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ (الخ)

امام حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ قریش نے یہود سے کہا کہ ہمیں کچھ چیز بتاؤ جس کو ہم اس رسول سے پوچھیں، یہود نے کہا روح کے بارے میں سوال کرو، چنانچہ قریش نے آپ سے روح کے بارے میں سوال کیا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا (الخ) اس پر یہود کہنے لگے کہ ہمیں بہت علم دیا گیا ہے ہمیں توریت دی گئی ہے اور جس کو توریت دی گئی ہو اسے خیر کثیر دی گئی، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی اگر میرے رب کی باتیں لکھنے کے لیے سمندر روشنائی ہو تو میرے رب کی باتیں ختم ہونے سے پہلے سمندر ختم ہو جائے۔

(۱۱۰) اور آپ ان سے فرما دیجیے کہ میں تو تم ہی جیسا آدمی ہوں میرے پاس بذریعہ جبریل امین یہ وحی آئی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے جس کا کوئی شریک نہیں سو جس شخص کو مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے روبرو جانے کا ڈر ہو وہ خلوص کے ساتھ نیک اعمال کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے یہ آیت کریمہ جندب بن زہیر عامری کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

شان نزول: فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ (الخ)

ابن ابی حاتم اور ابن ابی الدنیا نے "کتاب الاخلاص" میں طاؤس سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے رسول اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ میں اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے قتال کرتا ہوں اور مجھے اس بات کی تمنا ہے کہ میرا مرتبہ دکھلایا جائے، آپ نے اس کو کوئی جواب نہیں دیا یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی یعنی سو جو شخص اپنے رب سے ملنے کی آرزو رکھے وہ نیک کام کرتا رہے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے یہ روایت مرسل ہے اور

امام حاکم نے اسی روایت کو مستدرک میں بواسطہ طاؤس حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے موصولاً شرط شیخین پر روایت کیا ہے اور ابن ابی حاتمؒ نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ مسلمانوں میں ایک شخص جہاد کرتا تھا اور اسے اس بات کی خواہش تھی کہ اس کا ٹھکانا دکھا دیا جائے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

اور ابو نعیمؒ اور ابن عساکرؒ نے اپنی تاریخ میں بواسطہ سدی صغیرؒ کلبیؒ ابو صالحؒ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جندب بن زہیر نے کہا کہ جب آدمی نماز پڑھے یا روزہ رکھے یا کوئی صدقہ وخیرات کرے اور اس پر اس کی تعریف کی جائے اور پھر وہ لوگوں کی اس تعریف سے اپنی نیکیوں میں اضافہ کرے تو اس کا کیا حکم ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی یعنی جو شخص اپنے رب سے ملنے کی آرزو رکھے وہ نیک کام کرتا رہے۔

سُوْرَۃُ مَرْیَمَ مَکِّیَّۃٌ وَّہِیَ ثَمَانٌ وَّتِسْعُوْنَ اٰیَۃً وَّسِتُّ رُکُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کٓہٰیٰعٓصٓ ﴿۱﴾ ذِکْرُ رَحْمَتِ رَبِّکَ عَبْدَہٗ زَکَرِیَّا ﴿۲﴾ اِذْ نَادٰی رَبَّہٗ نِدَآءً خَفِیًّا ﴿۳﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ وَہَنَ الْعَظْمُ مِنِّیْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَیْبًا وَّلَمْ اَکُنْۢ بِدُعَآئِکَ رَبِّ شَقِیًّا ﴿۴﴾ وَاِنِّیْ خِفْتُ الْمَوَالِیَ مِنْ وَّرَآءِیْ وَکَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا فَہَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ وَلِیًّا ﴿۵﴾ یَّرِثُنِیْ وَیَرِثُ مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ ۖ وَاجْعَلْہُ رَبِّ رَضِیًّا ﴿۶﴾ یٰزَکَرِیَّاۤ اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلٰمِ ۣ اسْمُہٗ یَحْیٰی ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّہٗ مِنْ قَبْلُ سَمِیًّا ﴿۷﴾ قَالَ رَبِّ اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّکَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْکِبَرِ عِتِیًّا ﴿۸﴾ قَالَ کَذٰلِکَ ۚ قَالَ رَبُّکَ ہُوَ عَلَیَّ ہَیِّنٌ وَّقَدْ خَلَقْتُکَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَکُ شَیْئًا ﴿۹﴾ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّیْۤ اٰیَۃً ؕ قَالَ اٰیَتُکَ اَلَّا تُکَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَیَالٍ سَوِیًّا ﴿۱۰﴾ فَخَرَجَ عَلٰی قَوْمِہٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰۤی اِلَیْہِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُکْرَۃً وَّعَشِیًّا ﴿۱۱﴾ یٰیَحْیٰی خُذِ الْکِتٰبَ بِقُوَّۃٍ ؕ وَاٰتَیْنٰہُ الْحُکْمَ صَبِیًّا ﴿۱۲﴾ وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَکٰوۃً ؕ وَکَانَ تَقِیًّا ﴿۱۳﴾ وَّبَرًّۢا بِوَالِدَیْہِ وَلَمْ یَکُنْ جَبَّارًا عَصِیًّا ﴿۱۴﴾ وَسَلٰمٌ عَلَیْہِ یَوْمَ وُلِدَ وَیَوْمَ یَمُوْتُ وَیَوْمَ یُبْعَثُ حَیًّا ﴿۱۵﴾ وَاذْکُرْ فِی الْکِتٰبِ مَرْیَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَہْلِہَا مَکَانًا شَرْقِیًّا ﴿۱۶﴾ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِہِمْ حِجَابًا ۪ فَاَرْسَلْنَاۤ اِلَیْہَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَہَا بَشَرًا سَوِیًّا ﴿۱۷﴾ قَالَتْ اِنِّیْۤ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْکَ اِنْ کُنْتَ تَقِیًّا ﴿۱۸﴾ قَالَ اِنَّمَاۤ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّکِ ۖ لِاَہَبَ لَکِ غُلٰمًا زَکِیًّا ﴿۱۹﴾ قَالَتْ اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّلَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَکُ بَغِیًّا ﴿۲۰﴾

سورۂ مریم مکی ہے اور اس میں اٹھانوے آیتیں اور چھ رکوع ہیں

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

کہیعص (۱)۔ (یہ) تمہارے پروردگار کی مہربانی کا بیان (ہے جو اس نے) اپنے بندے زکریا پر (کی تھی) (۲)۔ جب انہوں نے اپنے پروردگار کو دبی آواز سے پکارا (۳)۔ (اور) کہا کہ اے میرے پروردگار میری ہڈیاں بڑھاپے کے سبب کمزور ہوگئی ہیں اور سر (ہے کہ) بڑھاپے (کی وجہ سے) شعلہ مارنے لگا ہے اور میرے پروردگار میں تجھ سے مانگ کر کبھی محروم نہیں رہا (۴)۔ اور میں اپنے بعد اپنے بھائی بندوں سے ڈرتا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے تو مجھے اپنے پاس سے ایک وارث عطا فرما (۵)۔ جو میری اور اولاد یعقوب کی میراث کا مالک ہو۔ اور (اے) میرے رب اس کو خوش اطوار بنائیو (۶)۔ اے زکریا ہم تم کو ایک لڑکے کی بشارت دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہے۔ اس سے پہلے ہم نے اس نام کا کوئی شخص پیدا نہیں کیا (۷)۔ انہوں نے کہا پروردگار میرے ہاں کس طرح لڑکا ہوگا۔ جس حال میں میری بیوی بانجھ ہے اور میں بڑھاپے کی انتہا کو پہنچ گیا ہوں (۸)۔ حکم ہوا کہ اسی طرح (ہوگا) تمہارے پروردگار نے فرمایا ہے کہ مجھے یہ آسان ہے اور میں پہلے تم کو بھی تو پیدا کرچکا ہوں اور تم کچھ چیز نہ تھے (۹)۔ کہا کہ پروردگار میرے لیے کوئی نشانی مقرر فرما۔ فرمایا نشانی یہ ہے کہ تم صحیح سالم ہو کر تین (رات اور دن) لوگوں سے بات نہ کرسکو گے (۱۰)۔ پھر وہ (عبادت کے) حجرے سے نکل کر اپنی قوم کے پاس آئے تو ان سے اشارے سے کہا کہ صبح وشام (خدا کو) یاد کرتے رہو (۱۱)۔ اے یحییٰ (ہماری) کتاب کو زور سے پکڑے رہو۔ اور ہم نے ان کو لڑکپن ہی میں دانائی عطا فرمائی تھی (۱۲)۔ اور اپنے پاس سے شفقت اور پاکیزگی دی تھی اور وہ پرہیزگار تھے (۱۳)۔ اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے والے تھے اور سرکش (اور) نافرمان نہیں تھے (۱۴)۔ اور جس دن وہ پیدا ہوئے اور جس دن وفات پائیں گے اور جس دن زندہ کرکے اٹھائے جائیں گے ان پر سلام اور رحمت (ہے) (۱۵)۔ اور کتاب (قرآن) میں مریم کا بھی مذکور کرو۔ جب وہ اپنے لوگوں سے الگ ہو کر مشرق کی طرف چلی گئیں (۱۶)۔ تو انہوں نے ان کی طرف سے پردہ کرلیا (اس وقت) ہم نے ان کی طرف اپنا فرشتہ بھیجا تو وہ ان کے سامنے ٹھیک آدمی (کی شکل) بن گیا (۱۷)۔ (مریم) بولیں کہ اگر تم پرہیزگار ہو تو میں تم سے خدا کی پناہ مانگتی ہوں (۱۸)۔ انہوں نے کہا کہ میں تو تمہارے پروردگار کا بھیجا ہوا (یعنی فرشتہ) ہوں (اور اس لیے آیا ہوں) کہ تمہیں پاکیزہ لڑکا بخشوں (۱۹)۔ (مریم نے) کہا کہ میرے ہاں لڑکا کیونکر ہوگا۔ مجھے کسی بشر نے چھوا تک نہیں۔ اور میں بدکار بھی نہیں ہوں (۲۰)

تفسیر سورۃ مریم آیات (۱) تا (۲۰)

یہ پوری سورت مکی ہے اس میں اٹھانوے آیات اور نوسو باسٹھ کلمات اور تین ہزار تین سو دو حروف ہیں۔

(۱) کھیعص۔ یہ اللہ تعالیٰ نے اپنی حمد و ثنا فرمائی ہے یعنی وہ کافی ہے ہدایت عطا فرمانے والا ہے اور عالم ہے صادق ہے یا یہ کہ کاف کا مطلب وہ اپنی مخلوق کو کافی ہے اور ھاء سے مراد ہدایت فرمانے والا ہے اور یا سے مراد ہے کہ اس کا تسلط اور غلبہ تمام مخلوق پر ہے اور عین سے مراد کہ وہ تمام مخلوق کے احوال جاننے والا ہے اور صاد یعنی کہ اپنے وعدے میں سچا ہے یا یہ کہ کاف سے کریم اور لفظ ھا سے ھادی یا حلیم اور عین سے علیم اور صاد سے صادق کنایہ ہے یا یہ کہ صدوق سے کنایہ ہے یعنی کہ بہت ہی زیادہ سچا اور یا یہ کہ ایک قسم ہے جو کہ اللہ تعالیٰ نے کھائی ہے۔

(۲-۳) یہ تذکرہ ہے آپ کے پروردگار کے مہربانی فرمانے کا اپنے بندہ زکریا علیہ السلام پر کہ ان کو لڑکا عطا فرمایا جب کہ زکریا علیہ السلام نے محراب میں اپنی قوم سے پوشیدہ طور پر اپنے پروردگار کو پکارا۔

(۴) اے میرے رب میرا جسم کمزور ہو گیا ہے اور میرے بال سفید ہو گئے ہیں اور اے میرے رب میں آپ سے کوئی دعا کرنے میں ناکام نہیں رہا ہوں۔

(۵-۶) اور اپنے بعد اپنے رشتہ داروں کے بارے میں اندیشہ میں مبتلا ہوں کہ کہیں میرے علم اور تقوے کا میرے بعد کوئی وارث نہ ہو یا یہ کہ میرے وارث کم ہیں اور میری بیوی حنہ ہمشیرہ ام مریم بنت عمران بن ماثان بانجھ ہے لہٰذا آپ خاص اپنی رحمت سے اپنا فرزند عطا فرمایئے جو کہ میرے مخصوص علوم میں میرا وارث بنے اور یعقوب علیہ السلام کے خاندان کے موروثی علوم میں ان کا وارث بنے اگر ان میں یہ علوم اور بادشاہت ہوں (حضرت یعقوب علیہ السلام کا خاندان حضرت یحییٰ علیہ السلام کی ننھیال تھی) اور اس کو اپنا پسندیدہ اور نیکوکار بنایئے۔

(۷) چنانچہ اللہ کی طرف سے جبریل علیہ السلام نے ان سے فرمایا اے زکریا علیہ السلام ہم تمہیں ایک فرزند کی بشارت دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہے کہ ان کی وجہ سے ان کی والدہ کا رحم زندہ ہوا اور ہم نے زکریا علیہ السلام کو یحییٰ علیہ السلام سے پہلے کوئی اولاد نہیں دی تھی یا یہ کہ یحییٰ علیہ السلام سے پہلے یحییٰ نام کا اور کوئی نہیں تھا۔

(۸) زکریا علیہ السلام نے جبریل امین کے ذریعے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار مجھے اولاد کس طرح ہوگی جب کہ میری بیوی بانجھ ہے اور میں بڑھاپے کے انتہائی درجہ کو پہنچ گیا ہوں یہ کہ میری عمر بہتر (۷۲) سال کی ہو چکی ہے۔

(۹) جبریل امین نے فرمایا جیسا کہ تم سے کہا گیا موجودہ حالت یوں ہی رہے گی تمہارے پروردگار کا فرمان ہے کہ اس کا پیدا کرنا مجھ پر آسان ہے اور اے زکریا یحییٰ سے پہلے میں نے تو تمہیں پیدا کیا۔

(۱۰) تب زکریا علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میری بیوی کے حاملہ ہونے کے لیے کوئی علامت مقرر

فرما دیجیے۔

ارشاد ہوا کہ علامت یہ ہے کہ تین دن تین رات تک تم لوگوں سے بات چیت نہ کر سکو گے حالاں کہ تندرست ہو گے کسی قسم کی کوئی بیماری اور گونگا پن نہیں ہوگا۔

(۱۱) چنانچہ مسجد سے اپنی قوم کے پاس تشریف لائے اور ان کو اشارہ سے یا زمین پر لکھ کر فرمایا کہ صبح و شام اللہ تعالیٰ کی عبادت اور پاکی بیان کرنے میں مصروف رہو۔

(۱۲۔۱۳۔۱۴) پھر یحییٰ علیہ السلام جس وقت بالغ ہوئے اور سن شعور کو پہنچ گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا کہ اے یحییٰ کتاب توریت میں جو احکامات ہیں ان کی پوری کوشش اور پابندی کے ساتھ پیروی کرو اور ہم نے یحییٰ علیہ السلام کو لڑکپن ہی میں عقل و علم عطا کیا تھا اور خاص اپنی طرف سے ان کے والدین کے لیے رحمت اور صلہ رحمی یا یہ کہ ان کو دین میں صلاحیت عطا کی تھی۔

اور وہ اپنے رب کے بڑے تابعدار اور اپنے والدین کے بڑے خدمت گزار تھے اور وہ دین میں نافرمانی کرنے والے اور غصہ میں قتل کرنے والے اور اپنے پروردگار کی نافرمانی کرنے والے نہیں تھے۔

(۱۵) اور یحییٰ علیہ السلام کو ہماری جانب سے سلام مغفرت اور سعادت عطا ہو جس دن کہ وہ پیدا ہوئے اور جس دن کہ انھوں نے انتقال فرمایا اور جس وقت کہ وہ قبر سے اٹھائے جائیں گے۔

(۱۶) اور اے محمد ﷺ قرآن کریم میں سے حضرت مریم علیہا السلام کا قصہ بھی بیان کیجیے جو وہ اپنے گھر والوں سے علیحدہ ایک ایسے مکان میں گئیں جو مشرق کی طرف تھا۔

(۱۷) پھر انھوں نے گھر والوں کے سامنے پردہ ڈال لیا تاکہ اس کی آڑ میں غسل کر سکیں چنانچہ غسل سے فراغت کے بعد ہم نے ان کے پاس اپنے فرشتے جبریل امین کو بھیجا وہ ان کے سامنے ایک پورے نوجوان کی صورت میں ظاہر ہوئے۔

(۱۸) یہ دیکھ کر حضرت مریم علیہا السلام کہنے لگیں کہ میں تم سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں اگر تو اللہ کا فرمانبردار ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ تقی ایک بُرے آدمی کا نام تھا حضرت مریم علیہا السلام گھبراہٹ میں اسی کو سمجھیں اور کہنے لگیں کہ اگر تو متقی ہے تو میں تم سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں۔

(۱۹) حضرت جبریل علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ میں تمہارے پروردگار کا فرشتہ ہوں اس لیے آیا ہوں تاکہ تمھیں ایک نیک فرزند دوں۔

(۲۰) حضرت مریم علیہا السلام نے جبریل امین سے فرمایا کہ میرے لڑکا کس طرح ہوگا حالاں کہ ابھی میرا کوئی خاوند نہیں اور نہ ہی میں بدکار ہوں۔

قَالَ كَذٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً لِلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِنَّا وَكَانَ أَمْرًا مَقْضِيًّا ۝ فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهِ مَكَانًا قَصِيًّا ۝ فَأَجَاءَهَا الْمَخَاضُ إِلَىٰ جِذْعِ النَّخْلَةِ قَالَتْ يَا لَيْتَنِي مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَنْسِيًّا ۝ فَنَادَاهَا مِنْ تَحْتِهَا أَلَّا تَحْزَنِي قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ۝ وَهُزِّي إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ۝ فَكُلِي وَاشْرَبِي وَقَرِّي عَيْنًا ۖ فَإِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ أَحَدًا فَقُولِي إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ أُكَلِّمَ الْيَوْمَ إِنْسِيًّا ۝ فَأَتَتْ بِهِ قَوْمَهَا تَحْمِلُهُ ۖ قَالُوا يَا مَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا ۝ يَا أُخْتَ هَارُونَ مَا كَانَ أَبُوكِ امْرَأَ سَوْءٍ وَمَا كَانَتْ أُمُّكِ بَغِيًّا ۝ فَأَشَارَتْ إِلَيْهِ ۖ قَالُوا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ۝ قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ آتَانِيَ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا ۝ وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا أَيْنَ مَا كُنْتُ وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ۝ وَبَرًّا بِوَالِدَتِي وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا شَقِيًّا ۝ وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُ وَيَوْمَ أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا ۝ ذٰلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِي فِيهِ يَمْتَرُونَ ۝ مَا كَانَ لِلَّهِ أَنْ يَتَّخِذَ مِنْ وَلَدٍ ۖ سُبْحَانَهُ ۚ إِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ۝ وَإِنَّ اللَّهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ۚ هٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ۝ فَاخْتَلَفَ الْأَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ ۖ فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ مَشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝ أَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصِرْ يَوْمَ يَأْتُونَنَا ۖ لٰكِنِ الظَّالِمُونَ الْيَوْمَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ۝ وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ وَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ إِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْأَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَإِلَيْنَا يُرْجَعُونَ ۝

(فرشتے نے) کہا کہ یونہی (ہوگا) تمہارے پروردگار نے فرمایا کہ یہ مجھے آسان ہے اور (میں اسے اسی طریق پر پیدا کروں گا) تاکہ اس کو لوگوں کے لیے اپنی طرف سے نشانی اور (ذریعہ) رحمت (و مہربانی) بناؤں اور یہ کام مقرر ہو چکا ہے (۲۱) تو وہ اس (بچے) کے ساتھ حاملہ ہو گئیں اور اسے لے کر ایک دور جگہ چلی گئیں (۲۲) پھر دردِ زہ ان کو کھجور کے تنے کی طرف لے آیا۔ کہنے لگیں کہ کاش میں اس سے پہلے مر چکتی اور بھولی بسری ہو گئی ہوتی (۲۳) اس وقت ان کے نیچے کی جانب سے فرشتے نے ان کو آواز دی کہ غمناک نہ ہو۔ تمہارے پروردگار نے تمہارے نیچے ایک چشمہ جاری کر دیا ہے (۲۴) اور کھجور کے تنے کو پکڑ کر اپنی طرف ہلاؤ تم پر تازہ تازہ کھجوریں جھڑ پڑیں گی (۲۵) تو کھاؤ اور پیو اور آنکھیں ٹھنڈی کرو۔ اگر تم کسی آدمی کو دیکھو تو کہنا کہ میں نے خدا کے لیے روزے کی منت مانی ہے تو آج میں کسی آدمی سے ہرگز کلام نہیں کروں گی (۲۶) پھر وہ اس (بچے) کو اٹھا کر اپنی قوم کے پاس لے آئیں۔ وہ کہنے لگے کہ مریم یہ تو تُو نے برا کام کیا (۲۷) اے ہارون کی بہن نہ تو تیرا باپ ہی بداطوار آدمی تھا اور نہ تیری ماں ہی بدکار تھی (۲۸) تو مریم نے اس لڑکے کی طرف اشارہ کیا۔ وہ بولے کہ ہم اس سے کہ گود کا بچہ ہے کیونکر بات کریں (۲۹) (بچے نے) کہا کہ میں خدا کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی ہے اور نبی بنایا ہے (۳۰) اور میں جہاں ہوں (اور جس حال میں ہوں) مجھے صاحب برکت کیا ہے اور جب تک زندہ ہوں مجھ کو نماز اور زکوٰۃ کا ارشاد فرمایا ہے اور (مجھے) اپنی ماں کے ساتھ نیک سلوک کرنے والا (بنایا ہے) اور سرکش و بدبخت نہیں بنایا (۳۲) اور جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مروں گا اور جس دن زندہ کر کے اٹھایا جاؤں گا مجھ پر سلام (و رحمت) ہے (۳۳) یہ مریم کے بیٹے عیسیٰ ہیں (اور یہ) سچی بات ہے جس میں لوگ شک کرتے ہیں (۳۴) خدا کو سزاوار نہیں کہ کسی کو بیٹا بنائے۔ وہ پاک ہے۔ جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو یہی کہتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے (۳۵) اور بے شک خدا ہی میرا اور تمہارا پروردگار ہے تو اسی کی عبادت کرو۔ یہی سیدھا رستہ ہے (۳۶) پھر (اہل کتاب کے) فرقوں نے باہم اختلاف کیا سو جو لوگ کافر ہوئے ان کو بڑے دن (یعنی قیامت کے روز) حاضر ہونے سے خرابی ہے (۳۷) وہ جس دن ہمارے سامنے آئیں گے کیسے سننے والے

اور کیسے دیکھنے والے ہوں گے۔ مگر ظالم آج صریح گمراہی میں ہیں (۳۸)۔ اور ان کو حسرت (و افسوس) کے دن سے ڈراؤ جب بات فیصل کر دی جائے گی اور (ہیہات) وہ غفلت میں (پڑے ہوئے) ہیں اور ایمان نہیں لاتے (۳۹)۔ ہم ہی زمین کے اور جو لوگ اس پر (بستے) ہیں ان کے وارث ہیں۔ اور ہماری ہی طرف ان کو لوٹنا ہوگا (۴۰)

تفسیر سورۃ مریم آیات (۲۱) تا (۴۰)

(۲۱) جبریل امین نے فرمایا بس جس طرح تم سے کہا ہے اسی طرح ہو جائے گا تمہارے پروردگار کا ارشاد ہے کہ بغیر باپ کے لڑکا پیدا کرنا میرے لیے آسان ہے اور تاکہ ہم اس بغیر باپ کے بیٹے کو بنی اسرائیل کے لیے ایک نشانی بنائیں اور جو ان پر ایمان لائے اس کے لیے باعث رحمت بنائیں اور یہ ایک طے شدہ بات ہے کہ بغیر باپ کے لڑکا پیدا ہوگا۔

(۲۲۔۲۳) چنانچہ حضرت مریمؑ حاملہ ہو گئیں اور ان کا حمل نو ماہ کا تھا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ایک دن کا تھا چنانچہ وہ اس کی پیدائش کے وقت دور دراز مقام پر لوگوں سے علیحدہ کسی جگہ پر چلی گئیں اور درد زہ کی شدت کی وجہ سے ایک خشک کھجور کے درخت کی آڑ لی اور گھبرا کر بولیں کہ کاش میں اس بچے سے پہلے ہی یا اس دن سے پہلے ہی مر گئی ہوتی اور ایسی نیست و نابود ہو جاتی کہ کسی کو یاد بھی نہ رہتی۔

(۲۴) فوراً حضرت جبریل علیہ السلام نے نیچے کی مکان سے ان کو پکارا کہ اے مریم علیہا السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے تم دل گیر مت ہو اللہ تعالیٰ نے ان کو نبوت عطا کی ہے اور یہ کہ تمہارے رب نے تمہارے پائیں مکان میں ایک نہر جاری کر دی ہے۔

(۲۵) اور اس کھجور کے تنے کو پکڑ کر اپنی طرف ہلاؤ اس سے تم پر تازہ کھجوریں جھڑیں گی۔

(۲۶) پھر ان پھلوں کو کھاؤ اور نہر سے پانی پیو اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرو اور آج کے بعد اگر تم آدمیوں میں سے کسی کو بھی دیکھو تو کہہ دینا میں نے تو روزہ کی جس میں بولنے کی پابندی ہے نذر مان رکھی اور پھر اتنا کہنے کے بعد خاموش ہو جانا یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ خود تمہاری طرف سے جواب دے دیں گے۔

(۲۷) حضرت عیسیٰ چالیس دن کے ہوئے تو وہ ان کو گود میں لے کر اپنی قوم کے پاس آئیں قوم بولی بڑے غضب کا کام کیا۔

(۲۸) اے ہارون کی بہن تمہارے باپ کوئی برے آدمی نہ تھے ہارون کی عبادت و پرہیزگاری میں تشبیہ دے کر ان کی بہن کہا کیوں کہ ہارون بہت نیک انسان تھے یا یہ کہ ہارون برے آدمی تھے لہٰذا ان کے ساتھ تشبیہ دے دی۔

(۲۹) اور کہا گیا کہ ہارون اور حضرت مریمؑ ایک ہی باپ کی اولاد تھے اس لیے ان کی طرف منسوب کیا اور نہ تمہاری ماں بری عورت تھی چنانچہ حضرت مریم علیہا السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اشارہ کر دیا کہ جو کچھ پوچھنا ہو ان سے کہو قوم کہنے لگی بھلا ایسے شخص سے کیوں کر بات کریں جو کہ ابھی گود میں ہے یہ پالنے میں بچہ ہی ہے۔

(۳۰،۳۱) حضرت عیسیٰ بول اٹھے کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے ماں کے پیٹ ہی سے مجھے علم تورات و انجیل دیا

(۴۰) اور ہم تمام زمین اور اہل زمین کے مالک ہیں یعنی آخر ایک دن سب مریں گے اور سب کے ہم ہی وارث ہیں، ہم مارتے اور زندہ کرتے ہیں اور قیامت کے دن یہ سب ہمارے ہی پاس لوٹائے جائیں گے۔ پھر ہم ان کو ان کے اعمال کی جزا دیں گے یعنی نیکی کے بدلے نیکی اور برائی کے بدلے برائی پائیں گے۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ۬ؕ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ۝ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ يٰۤاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْـًٔا ۝ يٰۤاَبَتِ اِنِّيْ قَدْ جَآءَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْۤ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ۝ يٰۤاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا ۝ يٰۤاَبَتِ اِنِّيْۤ اَخَافُ اَنْ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا ۝ قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِيْ يٰۤاِبْرٰهِيْمُ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِيْ مَلِيًّا ۝ قَالَ سَلٰمٌ عَلَيْكَ ۚ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِيْ حَفِيًّا ۝ وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَاَدْعُوْا رَبِّيْ ۖ عَسٰۤى اَلَّاۤ اَكُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّيْ شَقِيًّا ۝ فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۙ وَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ؕ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ۝ وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ۝ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مُوْسٰۤى ۬ اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا وَّكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ۝ وَنَادَيْنٰهُ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا ۝ وَوَهَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَاۤ اَخَاهُ هٰرُوْنَ نَبِيًّا ۝ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ ۬ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ۝ وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ ۪ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ۝ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ ۬ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ۝ وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ۝

اور کتاب میں ابراہیم کو یاد کرو۔ بے شک وہ نہایت سچے پیغمبر تھے (۴۱)۔ جب انہوں نے اپنے باپ سے کہا کہ ابا آپ ایسی چیزوں کو کیوں پوجتے ہیں جو نہ سنیں اور نہ دیکھیں اور نہ آپ کے کچھ کام آسکیں (۴۲)۔ ابا مجھے ایسا علم ملا ہے جو آپ کو نہیں ملا تو میرے ساتھ ہو جیے میں آپ کو سیدھی راہ پر چلا دوں گا (۴۳)۔ ابا شیطان کی پرستش نہ کیجیے بے شک شیطان خدا کا نافرمان ہے (۴۴)۔ ابا مجھے ڈر لگتا ہے کہ آپ کو خدا کا عذاب آ پکڑے تو آپ شیطان کے ساتھی ہو جائیں (۴۵)۔ اس نے کہا کہ ابراہیم کیا تو میرے معبودوں سے برگشتہ ہے۔ اگر تو باز نہ آئے گا تو میں تجھے سنگسار کر دوں گا۔ اور تو ہمیشہ کے لیے مجھ سے دور ہو جا (۴۶)۔ (ابراہیم نے) سلام علیک کہا (اور کہا کہ) میں آپ کے لیے اپنے پروردگار سے بخشش مانگوں گا۔ بے شک وہ مجھ پر نہایت مہربان ہے (۴۷)۔ اور میں آپ لوگوں سے اور جن کو آپ خدا کے سوا پکارا کرتے ہیں ان سے کنارہ کرتا ہوں اور اپنے پروردگار ہی کو پکاروں گا۔ امید ہے کہ میں اپنے پروردگار کو پکار کر محروم نہیں رہوں گا (۴۸)۔ اور جب ابراہیم ان لوگوں سے اور جن کی وہ خدا کے سوا پرستش کرتے تھے ان سے الگ ہو گئے تو ہم نے ان کو اسحاق اور (اسحاق کو) یعقوب بخشے۔ اور سب کو پیغمبر بنایا (۴۹)۔ اور ان کو اپنی رحمت سے (بہت سی چیزیں) عنایت کیں۔ اور ان کا ذکر جمیل بلند کیا (۵۰)۔ اور کتاب میں موسیٰ کا بھی ذکر کرو۔ بے شک وہ (ہمارے) برگزیدہ اور پیغمبر مرسل تھے (۵۱)۔ اور ہم نے ان کو طور کی داہنی جانب سے پکارا اور باتیں کرنے کے لیے نزدیک بلایا (۵۲)۔ اور اپنی مہربانی سے ان کو ان کا بھائی ہارون پیغمبر عطا کیا (۵۳)۔ اور کتاب میں اسمٰعیل کا بھی ذکر کرو۔ وہ وعدے کے سچے اور (ہمارے) بھیجے ہوئے نبی تھے (۵۴)۔ اور اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم کرتے تھے اور اپنے پروردگار کے ہاں پسندیدہ (و برگزیدہ) تھے (۵۵)۔ اور کتاب میں ادریس کا بھی ذکر کرو۔ وہ بھی نہایت سچے نبی تھے (۵۶)۔ اور ہم نے ان کو اونچی جگہ اٹھا لیا تھا (۵۷)

(۵۰) اور ہم نے حضرت ابراہیم، حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب علیہم السلام ان میں سے ہر ایک کو نبوت و اسلام کے ساتھ سرفرازی عطا فرمائی اور ان میں سے ہر ایک کو ہم نے اپنی خاص نعمت و رحمت سے نیک اولاد اور رزق حلال عطا کیا اور ہم نے ان کو یہ سرفرازی عطا فرمائی کہ ہر ایک ان کا تعظیم اور تعریف کے ساتھ ذکر کرتا ہے۔

(۵۱) حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بھی ذکر کیجیے، وہ کفر و شرک اور تمام بری باتوں سے پاک اور عبادت و توحید کے لیے اللہ تعالیٰ کے خاص کیے ہوئے بندے تھے۔ اور ان کو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی طرف نبی اور رسول بنا کر بھیجا تھا۔

(۵۲) اور ہم نے حضرت موسیٰؑ کو کوہ طور کے دائیں جانب سے آواز دی اور ہم نے ان کو مصاحب خاص بنایا یہاں تک کہ قلم کی آواز انھوں نے سنی۔

(۵۳) اور ہم نے ان کو راز کی باتیں کرنے کے لیے مصاحب خاص بنایا اور ہم نے اپنی نعمت سے ان کو اور ان کے بھائی ہارون کو نبی بنا کر ان کا وزیر اور مددگار بنایا۔

(۵۴) اور حضرت اسمٰعیل کا بھی ذکر کیجیے، یقیناً وہ وعدے کے بڑے سچے تھے اور اپنی قوم کی طرف بھیجے گئے رسول بھی تھے اور احکام خداوندی سنانے والے بھی تھے۔

(۵۵) اور وہ اپنی قوم کو نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ وصدقات دینے کا بھی حکم دیا کرتے تھے اور وہ اپنے پروردگار کے نزدیک پسندیدہ تھے۔

(۵۶۔۵۷) اور قرآن کریم میں حضرت ادریس علیہ السلام کا بھی ذکر کیجیے بے شک وہ اپنے ایمان میں بڑے سچے نبی تھے اور ہم نے ان کو جنت میں بلند مرتبہ تک پہنچایا۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ مِن ذُرِّيَّةِ آدَمَ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ وَمِن ذُرِّيَّةِ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْرَائِيلَ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا ۚ إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُ الرَّحْمَٰنِ خَرُّوا سُجَّدًا وَبُكِيًّا ۩ فَخَلَفَ مِن بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ ۖ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ۝ إِلَّا مَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ شَيْئًا ۝ جَنَّاتِ عَدْنٍ الَّتِي وَعَدَ الرَّحْمَٰنُ عِبَادَهُ بِالْغَيْبِ ۚ إِنَّهُ كَانَ وَعْدُهُ مَأْتِيًّا ۝ لَّا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا إِلَّا سَلَامًا ۖ وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيهَا بُكْرَةً وَعَشِيًّا ۝ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي نُورِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَن كَانَ تَقِيًّا ۝ وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ ۖ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذَٰلِكَ ۚ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ۝ رَّبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهِ ۚ هَلْ تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا ۝ وَيَقُولُ الْإِنسَانُ أَإِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ أُخْرَجُ حَيًّا ۝ أَوَلَا يَذْكُرُ الْإِنسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِن قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا ۝ فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيَاطِينَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ۝ ثُمَّ لَنَنزِعَنَّ مِن كُلِّ شِيعَةٍ أَيُّهُمْ أَشَدُّ عَلَى الرَّحْمَٰنِ عِتِيًّا ۝ ثُمَّ لَنَحْنُ أَعْلَمُ بِالَّذِينَ هُمْ أَوْلَىٰ بِهَا صِلِيًّا ۝ وَإِن مِّنكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ۝ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوا وَّنَذَرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا ۝

یہ وہ لوگ ہیں جن پر خدا نے اپنے پیغمبروں میں سے فضل کیا (یعنی) اولاد آدم میں سے اور ان لوگوں میں سے جن کو ہم نے نوح کے ساتھ (کشتی میں) سوار کیا اور ابراہیم اور یعقوب کی اولاد میں سے اور ان لوگوں میں سے جن کو ہم نے ہدایت دی اور برگزیدہ کیا۔ جب ان کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی تھیں تو سجدے میں گر پڑتے اور روتے رہتے تھے (۵۸)۔ پھر ان کے بعد چند ناخلف ان کے جانشین ہوئے جنہوں نے نماز کو (چھوڑ دیا گویا اسے) کھو دیا۔ اور خواہشات نفسانی کے پیچھے لگ گئے۔ سو عنقریب ان کو گمراہی کی سزا ملے گی (۵۹)۔ ہاں جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور عمل نیک کیے تو ایسے لوگ بہشت میں داخل ہوں گے اور ان کا ذرا نقصان نہ کیا جائے گا (۶۰)۔ (یعنی) بہشت جاودانی (میں) جس کا خدا نے اپنے بندوں سے وعدہ کیا ہے (اور جو ان کی آنکھوں سے) پوشیدہ (ہے) بےشک اس کا وعدہ (نیکوکاروں کے سامنے) آنے والا ہے (۶۱)۔ وہ اس میں سلام کے سوا کوئی بیہودہ کلام نہ سنیں گے اور ان کے لیے صبح وشام کھانا تیار ہوگا (۶۲)۔ یہی وہ جنت ہے جس کا ہم اپنے بندوں میں سے ایسے شخص کو وارث بنائیں گے جو پرہیزگار ہوگا (۶۳)۔ اور (فرشتوں نے پیغمبر کو جواب دیا کہ) ہم تمہارے پروردگار کے حکم کے سوا اتر نہیں سکتے جو ہمارے آگے ہے اور جو پیچھے ہے اور جو ان کے درمیان ہے سب اسی کا ہے اور تمہارا پروردگار بھولنے والا نہیں (۶۴)۔ (یعنی) آسمان اور زمین کا اور جو ان دونوں کے درمیان ہے سب کا پروردگار۔ تو اسی کی عبادت کرو اور اس کی عبادت پر ثابت قدم رہو۔ بھلا تم کوئی اس کا ہم نام جانتے ہو (۶۵)۔ اور (کافر) انسان کہتا ہے کہ جب میں مر جاؤں گا تو کیا زندہ کر کے نکالا جاؤں گا؟ (۶۶)۔ کیا (ایسا) انسان یاد نہیں کرتا کہ ہم نے اس کو پہلے بھی تو پیدا کیا تھا اور وہ کچھ بھی چیز نہ تھا (۶۷)۔ تمہارے پروردگار کی قسم ہم ان کو جمع کریں گے اور شیطانوں کو بھی پھر ان سب کو جہنم کے گرد حاضر کریں گے (اور وہ) گھٹنوں پر گرے ہوئے (ہوں گے) (۶۸)۔ پھر ہر جماعت میں سے ہم ایسے لوگوں کو کھینچ نکالیں گے جو خدا سے سخت سرکشی کرتے تھے (۶۹)۔ اور ہم ان لوگوں سے خوب واقف ہیں جو ان میں داخل ہونے کے زیادہ لائق ہیں (۷۰)۔ اور تم میں سے کوئی (شخص) نہیں مگر اسے اس پر گزرنا ہوگا۔ یہ تمہارے پروردگار پر لازم اور مقرر ہے (۷۱)۔ پھر ہم پرہیزگاروں کو نجات دیں گے۔ اور ظالموں کو اس میں گھٹنوں کے بل پڑا ہوا چھوڑ دیں گے (۷۲)

تفسیر سورۃ مریم آیات (۵۸) تا (۷۲)

(۵۸) اور جن حضرات کا ذکر کیا گیا ہے یعنی حضرت ابراہیم، حضرت اسمٰعیل، حضرت اسحاق، حضرت یعقوب، حضرت موسیٰ، حضرت ہارون، حضرت عیسیٰ، حضرت زکریا، حضرت یحییٰ، حضرت ادریس، اسی طرح دیگر تمام انبیاء کرام علیہم السلام یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے نبوت و رسالت اور اسلام کے ساتھ خاص انعام فرمایا ہے یہ سب حضرت آدم علیہ السلام کی نسل میں سے تھے اور کچھ ان میں سے ان لوگوں کی نسل میں سے تھے جن کو ہم نے نوح علیہ السلام کے ساتھ ان کی اولاد میں سے کشتی میں سوار کیا تھا اور بعض ان میں سے حضرت ابراہیم کی اولاد یعنی حضرت اسماعیل و حضرت اسحاق کی اولاد میں سے تھے اور بعض ان میں سے حضرت یعقوب علیہ السلام کی نسل یعنی حضرت یوسف اور ان کے بھائیوں کی اولاد میں سے تھے اور ان لوگوں میں سے جن کو ہم نے ایمان کے ساتھ سرفرازی عطا فرمائی اور اسلام اور رسول اکرم ﷺ کی پیروی کی توفیق کی بناء پر منتخب کیا وغیرہ جیسا کہ حضرت عبدالسلام وغیرہ جب ان حضرات کے سامنے اللہ تعالیٰ کی آیات جن میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا بھی ذکر ہوتا ہے تو سجدہ کرتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے خوف سے روتے ہوئے گر جاتے ہیں۔

(۵۹) پھر ان انبیاء کرام اور صالحین کے بعد ایسے ناخلف پیدا ہوئے جنھوں نے نماز کو چھوڑ دیا اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا اور دنیا میں نفسانی لذتوں اور خواہشات کی پیروی کی اور محرمات سے شادی کرنا شروع کر دی، یہ نالائق یہود ہیں سو یہ لوگ عنقریب غیّ وادی جہنم میں گریں گے۔

(۶۰) البتہ ان یہودیوں میں سے جس نے توبہ کر لی اور رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لے آیا اور نیک کام کرنے لگا تو ایسے لوگ جنت میں جائیں گے کہ ان کی نیکیوں میں کسی قسم کی کمی نہیں کی جائے گی اور نہ ان کی برائیوں میں اضافہ کیا جائے گا۔

(۶۱-۶۲) اب اللہ تعالیٰ جس جنت میں یہ لوگ جائیں گے اس کے اوصاف بیان فرما رہا ہے یعنی ان ہمیشہ رہنے والے باغوں میں جن کا اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے غائبانہ وعدہ فرمایا ہے اور اس کا وعدہ ضرور پورا ہوگا اور یہ لوگ جنت میں فضول جھوٹی قسمیں نہ سننے پائیں گے، سوائے اکرام و اعزاز کے طور پر ایک دوسرے کو سلام کرنے کے اور ان کو جنت میں دنیا کے انداز سے صبح و شام کھانا ملا کرے گا۔

(۶۳) اور یہ جنت ایسا مقام ہے کہ ہم اپنے بندوں میں سے ایسے لوگوں کو اس میں داخل کریں گے جو کفر و شرک سے بچنے والے ہوں گے اور اپنے پروردگار کی اطاعت کرنے والے ہوں گے۔

(۶۴) اور اے محمد ﷺ ہم آسمان سے وقتاً فوقتاً سوائے آپ کے رب کے حکم کے نہیں آسکتے۔ قریش نے جب آپ سے روح، ذوالقرنین اور اصحاب کہف کے بارے میں دریافت کیا تھا اور وحی اللہ تعالیٰ نے چند دنوں کے لیے روک لی تھی تو جب جبریل امین وحی لے کر آئے تب آپ نے ان سے تاخیر کی وجہ دریافت کی، اس وقت انھوں نے یہ جواب دیا امور آخرت اور امور دنیا اور دونوں کے درمیان جو کچھ ہوگا وہ سب چیزیں اسی کی ملکیت میں داخل ہیں اور جب سے آپ کے رب نے وحی کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ آپ کا پروردگار آپ کو بھولنے والا نہیں۔

شان نزول: وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ (الخ)

امام بخاریؒ نے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے حضرت جبریل امین سے درخواست کی کہ آپ ہماری ملاقات کے لیے جلدی جلدی کیوں نہیں آتے۔ ذرا جلدی جلدی آیا کریں اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ ہم سوائے آپ کے رب کے حکم کے وقتاً فوقتاً نہیں آسکتے۔ اور ابن ابی حاتمؒ نے عکرمہؒ سے روایت کیا ہے کہ جبریل امین چالیس دن تک تشریف نہیں لائے بقیہ روایت حسب سابق ہے اور ابن مردویہ نے حضرت انس ؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے جبریل امین سے دریافت کیا کہ کون سا قطعہ اللہ تعالیٰ کو زیادہ عزیز ہے اور کون سا اس کی نظر میں زیادہ مرغوب ہے جبریل امین نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے دریافت کیے بغیر میں کچھ نہیں جانتا چنانچہ جبریل دوبارہ تشریف لائے مگر دیر سے آئے اس پر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم نے آنے میں دیر کی جس کی وجہ سے مجھے یہ خیال ہوا کہ مجھ سے کچھ ناراضگی ہے اس پر جبریل امین نے فرمایا ہم سوائے آپ کے رب کے حکم کے وقتاً فوقتاً نہیں آسکتے۔ اور ابن اسحاق نے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت نقل کی ہے کہ قریش نے جب رسول اکرم ﷺ سے اصحاب کہف کے بارے میں پوچھا تو پندرہ راتوں تک اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں کوئی وحی نہیں بھیجی، جب جبریل امین آئے تو آپ نے ان سے فرمایا دیر سے آئے اس پر انھوں نے یہ فرمایا۔

(۶۵) اور وہ آسمانوں اور زمین کا اور ان کے درمیان جو مخلوقات اور نباتات ہیں سب کا خالق ہے سو اسی کی عبادت کیا کرو اور اسی کی عبادت پر قائم رہو۔ بھلا آپ کسی کو اللہ تعالیٰ کے مانند اور اس کا ہم صفت پاتے ہیں۔

(۶۶ ـ ۶۷) ابی بن خلف جمحی منکر بعث یوں کہتا ہے کہ کیا مرنے کے بعد جب کہ میں کچھ بھی نہیں رہوں گا پھر زندہ کر کے قبر سے نکالا جاؤں گا۔

کیا ابی بن خلف اس چیز سے نصیحت حاصل نہیں کرتا کہ اس سے پہلے ہم اس کو بغیر باپ کے نطفہ سے پیدا کر چکے ہیں تو پھر دوبارہ اس کو زندہ کرنے پر تو ہم اس اولیٰ طریقے پر قادر ہیں۔

(۶۸) سو قسم ہے آپ کے پروردگار کی ہم قیامت کے دن ان کو اور ان کے ساتھیوں کو جمع کریں گے اور شیاطین کو بھی پھر ان سب کو دوزخ کے گرد اس حالت میں اکٹھا کریں گے کہ زانوؤں کے بل گرے ہوئے ہوں گے۔

(۶۹) پھر ان گناہگاروں کی ہر ایک جماعت میں سے ان لوگوں کو جدا کر لیں گے جو ان میں سب سے زیادہ قرآن کریم کی نافرمانی اور اس پر دلیری کیا کرتے تھے۔

(۷۰) اور ہم ان کو خوب جانتے ہیں جو دوزخ میں جانے کے زیادہ مستحق ہیں۔

(۷۱) اور انبیاء و مرسلین کے علاوہ تم میں سے کوئی بھی نہیں جس کا دوزخ پر سے گزر نہ ہو (خواہ داخل ہوں یا اس کو یاد کریں) یہ فیصلہ لازم تاکید کیا ہوا ہے جو ضرور ہو کر رہے گا۔

(۷۲) پھر ہم ان لوگوں کو جو کفر و شرک اور برائیوں سے بچنے والے تھے نجات دے دیں گے اور تمام مشرکین کو ہمیشہ کے لیے دوزخ میں رہنے دیں گے۔

وَإِذَا تُتْلَىٰ

عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا أَيُّ الْفَرِيقَيْنِ خَيْرٌ مَّقَامًا وَأَحْسَنُ نَدِيًّا ۝ وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّن قَرْنٍ هُمْ أَحْسَنُ أَثَاثًا وَرِئْيًا ۝ قُلْ مَن كَانَ فِي الضَّلَالَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمَٰنُ مَدًّا ۚ حَتَّىٰ إِذَا رَأَوْا مَا يُوعَدُونَ إِمَّا الْعَذَابَ وَإِمَّا السَّاعَةَ فَسَيَعْلَمُونَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَأَضْعَفُ جُندًا ۝ وَيَزِيدُ اللَّهُ الَّذِينَ اهْتَدَوْا هُدًى ۗ وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِندَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ مَّرَدًّا ۝ أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا ۝ أَطَّلَعَ الْغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِندَ الرَّحْمَٰنِ عَهْدًا ۝ كَلَّا ۚ سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ وَنَمُدُّ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ۝ وَنَرِثُهُ مَا يَقُولُ وَيَأْتِينَا فَرْدًا ۝ وَاتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ آلِهَةً لِّيَكُونُوا لَهُمْ عِزًّا ۝ كَلَّا ۚ سَيَكْفُرُونَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ۝ أَلَمْ تَرَ أَنَّا أَرْسَلْنَا الشَّيَاطِينَ عَلَى الْكَافِرِينَ تَؤُزُّهُمْ أَزًّا ۝ فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ ۖ إِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ۝ يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمَٰنِ وَفْدًا ۝ وَنَسُوقُ الْمُجْرِمِينَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ وِرْدًا ۝ لَّا يَمْلِكُونَ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِندَ الرَّحْمَٰنِ عَهْدًا ۝ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَٰنُ وَلَدًا ۝ لَّقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا ۝ تَكَادُ السَّمَاوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ۝ أَن دَعَوْا لِلرَّحْمَٰنِ وَلَدًا ۝ وَمَا يَنبَغِي لِلرَّحْمَٰنِ أَن يَتَّخِذَ وَلَدًا ۝ إِن كُلُّ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا آتِي الرَّحْمَٰنِ عَبْدًا ۝ لَّقَدْ أَحْصَاهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ۝ وَكُلُّهُمْ آتِيهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَرْدًا ۝ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَٰنُ وُدًّا ۝ فَإِنَّمَا يَسَّرْنَاهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِينَ وَتُنذِرَ بِهِ قَوْمًا لُّدًّا ۝ وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّن قَرْنٍ هَلْ تُحِسُّ مِنْهُم مِّنْ أَحَدٍ أَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ۝

اور جب اُن لوگوں کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو جو کافر ہیں وہ مومنوں سے کہتے ہیں کہ دونوں فریقوں میں سے مکان کس کے اچھے اور مجلسیں کس کی بہتر ہیں (۷۳)۔ اور ہم نے ان سے پہلے بہت سی اُمتیں ہلاک کر دیں۔ وہ لوگ (ان سے) ٹھاٹھ اور نمود میں کہیں اچھے تھے (۷۴)۔ کہہ دو کہ جو شخص گمراہی میں پڑا ہوا ہے خدا اسے آہستہ آہستہ مہلت دیے جاتا ہے یہاں تک کہ جب اس چیز کو دیکھ لیں گے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے خواہ عذاب اور خواہ قیامت۔ تو (اس وقت) جان لیں گے کہ مکان کس کا بُرا ہے اور لشکر کس کا کمزور ہے (۷۵)۔ اور جو لوگ ہدایت یاب ہیں خدا اُن کو اور زیادہ ہدایت دیتا ہے اور نیکیاں جو باقی رہنے والی ہیں وہ تمہارے پروردگار کے صلے کے لحاظ سے خوب اور انجام کے اعتبار سے بہتر ہیں (۷۶)۔ بھلا تم نے اس شخص کو دیکھا جس نے ہماری آیتوں سے کفر کیا اور کہنے لگا کہ (اگر میں از سر نو زندہ ہوا بھی تو یہی) مال اور اولاد مجھے (وہاں) ملے گا (۷۷)۔ کیا اس نے غیب کی خبر پالی ہے یا خدا کے یہاں (سے) عہد لے لیا ہے (۷۸)۔ ہرگز نہیں۔ یہ جو کہتا ہے ہم اس کو لکھتے جاتے اور اس کے لیے آہستہ آہستہ عذاب بڑھاتے جاتے ہیں (۷۹)۔ اور جو چیزیں یہ بتاتا ہے ان کے ہم وارث ہوں گے اور یہ اکیلا ہمارے سامنے آئے گا (۸۰)۔ اور ان لوگوں نے خدا کے سوا اور معبود بنا لیے ہیں تاکہ وہ ان کے لیے (موجب عزت و) مدد ہوں (۸۱)۔ ہرگز نہیں۔ وہ (معبودان باطل) ان کی پرستش سے انکار کریں گے اور ان کے دشمن (ومخالف) ہوں گے (۸۲)۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ ہم نے شیطانوں کو کافروں پر چھوڑ رکھا ہے کہ وہ ان کو برانگیختہ کرتے رہتے ہیں (۸۳)۔ تو تم ان پر (عذاب کے لیے) جلدی نہ کرو اور ہم تو ان کے لیے (دن) شمار کر رہے ہیں (۸۴)۔ جس روز ہم پرہیزگاروں کو خدا کے سامنے (بطور) مہمان جمع کریں گے (۸۵)۔ اور گنہگاروں کو دوزخ کی طرف پیاسے ہانک لے جائیں گے (۸۶)۔ (تو لوگ) کسی کی سفارش کا اختیار نہ رکھیں گے مگر جس نے خدا سے اقرار لیا ہو (۸۷)۔ اور کہتے ہیں کہ خدا بیٹا رکھتا ہے (۸۸)۔ (ایسا کہنے والو یہ تو) تم بُری بات (زبان پر) لائے ہو (۸۹)۔ قریب ہے کہ اس (افترا) پر

آسمان پھٹ پڑیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ پارہ پارہ ہو کر گر پڑیں (۹۰)۔ کہ انہوں نے خدا کے لئے بیٹا تجویز کیا (۹۱)۔ اور خدا کو شایاں نہیں کہ کسی کو بیٹا بنائے (۹۲)۔ تمام شخص جو آسمانوں اور زمین میں ہیں سب خدا کے روبرو بندے ہو کر آئیں گے (۹۳)۔ اس نے ان (سب) کو (اپنے علم سے) گھیر رکھا اور (ایک ایک کو) شمار کر رکھا ہے (۹۴)۔ اور سب قیامت کے دن اس کے سامنے اکیلے اکیلے حاضر ہوں گے (۹۵)۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کیے خدا ان کی محبت (مخلوقات کے دل میں) پیدا کر دے گا (۹۶)۔ (اے پیغمبر) ہم نے یہ (قرآن) تمہاری زبان میں آسان (نازل) کیا ہے تاکہ تم اس سے پرہیزگاروں کو خوشخبری پہنچا دو اور جھگڑالوؤں کو ڈر سنا دو (۹۷)۔ اور ہم نے ان سے پہلے بہت سے گروہوں کو ہلاک کر دیا ہے بھلا تم ان میں سے کسی کو دیکھتے ہو یا (کہیں) ان کی بھنک سنتے ہو (۹۸)

تفسیر سورۃ مریم آیات (۷۳) تا (۹۸)

(۷۳) اور جب نضر اور اس کے ساتھیوں کے سامنے ہمارے اوامر و نواہی کے بیان میں واضح آیات پڑھی جاتی ہیں تو یہ کافر ان لوگوں سے جو کہ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان رکھنے والے ہیں یعنی حضرت ابوبکر صدیق ؓ اور ان کے ساتھیوں سے کہتے ہیں کہ ہم میں اور تم میں مکان کس کا زیادہ اچھا ہے اور محفل کس کی اچھی ہے۔

(۷۴) اور ہم نے ان قریش سے پہلے ایسی بہت سی جماعتیں ہلاک کی ہیں جو مال و اولاد اور مجالس و محافل میں ان سے کہیں زیادہ اچھے تھے۔

(۷۵) اے محمد ﷺ آپ ان سے فرما دیجیے کہ جو کفر و شرک میں مبتلا ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے مال و اولاد میں اضافہ کرتا رہتا ہے آپ ان کی حالت کو کہ جب یہ اس عذاب کو دیکھ لیں گے کہ جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے خواہ غزوہ بدر میں تلواروں کو یا قیامت کے دن دوزخ کے عذاب کو، تو ان کو معلوم ہو جائے گا کہ آخرت میں برا اور دنیا میں تنگ مکان کس کا ہے اور کمزور مددگار کس کے ہیں۔

(۷۶) اور اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ دنیا میں شریعت کے ساتھ ہدایت بڑھاتا رہتا ہے یا یہ کہ جو حضرات ناسخ کے ذریعے سے ہدایت پر ہیں تو منسوخ کے ساتھ ان کو ہدایت عطا فرماتا ہے۔

اور پانچوں نمازیں جن پر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ثواب عطا فرمائے گا وہ ثواب کے اعتبار سے بھی بہتر ہیں اور آخرت میں انجام کے اعتبار سے بھی افضل ہیں۔

(۷۷) اور کیا آپ نے عاص بن وائل کی حالت کو بھی دیکھا جو رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کا انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ محمد ﷺ آخرت کے بارے میں جو بیان کرتے ہیں اگر وہ ٹھیک ہے تو مجھے وہاں بھی مال و اولاد ملے گا۔

شان نزول: اَفَرَءَيۡتَ الَّذِىۡ كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا (الخ)

امام بخاریؒ و مسلمؒ نے حضرت خباب بن ارت سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ میں عاص بن وائل سہمی

کے پاس اپنے قرض کی واپسی کے لیے آیا تو عاص کہنے لگا کہ جب تک تو محمد ﷺ کے ساتھ کفر نہ کرے گا تیرے قرض نہ ادا کروں گا، حضرت خباب نے فرمایا کہ اگر تو مر کر پھر زندہ ہو جائے گا تب بھی کفر نہ کروں گا اس پر عاص نے کہا کہ میں مروں گا پھر زندہ ہوں گا، حضرت خباب نے فرمایا ہاں تو عاص کہنے لگا تو میرے پاس جب ہی آنا میرے پاس اس وقت بھی مال و اولاد سب کچھ ہوگا، تیرا قرض ادا کروں گا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی یعنی کیا بھلا آپ نے اس شخص کو بھی دیکھا جو ہماری آیات کے ساتھ کفر کرتا ہے۔

(۷۸) اللہ تعالیٰ اس کی تردید فرماتا ہے کہ کیا اس نے لوح محفوظ کو دیکھ لیا ہے کہ اس کو مال و اولاد ملے گا، یا اس نے کلمہ لا الہ الا اللہ کا یقین کر کے اللہ تعالیٰ سے اس چیز کا وعدہ لے لیا ہے۔

(۷۹) ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا جو یہ بکتا ہے، ہم اس کا یہ جھوٹ بھی لکھے لیتے ہیں اور اس کے لیے عذاب بڑھاتے چلے جائیں گے۔

(۸۰) اور جنت میں جن چیزوں کو یہ اپنے لیے کہہ رہا ہے اس کے ہم مالک رہ جائیں گے اور وہ ہم مومنین کو دیں گے اور یہ قیامت کے دن ہمارے پاس مال و اولاد اور دیگر چیزوں سے تنہا ہو کر آئے گا حضرت خباب بن ارت ﷺ کا عاص بن وائل پر کچھ قرض تھا جس کے تقاضا پر اس نے ایسا کہا تھا اس کے متعلق یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی ہے۔

(۸۱) اور یہ کفار مکہ اللہ کو چھوڑ کر بتوں کو پوجتے ہیں تاکہ یہ بت ان کی عذاب الٰہی سے حفاظت کریں۔

(۸۲) ہرگز یہ بت ان کی عذاب الٰہی سے حفاظت نہیں کر سکتے بلکہ ان کے وہ معبود تو ان کی عبادت ہی کا انکار کر دیں گے اور ان کے یہ بت ان کفار کے خلاف اور ان کے عذاب کی زیادتی کی حمایت کریں گے۔

(۸۳-۸۴) اے محمد ﷺ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ ہم نے شیاطین کو کفار پر مسلط کر رکھا ہے وہ ان کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر خوب اکساتے اور ان کو گمراہ کرتے رہتے ہیں تو آپ ان پر جلدی نزول عذاب کی درخواست نہ کیجیے ہم ان میں سے ایک کو شمار کر رہے ہیں۔

(۸۵-۸۶-۸۷) اور قیامت کے دن جب کہ ہم کفر و شرک اور تمام برائیوں سے بچنے والوں کو اللہ تعالیٰ کی دار النعیم کی طرف اونٹنیوں پر سوار کر کے جمع کریں گے (یعنی اعزاز دیں گے) اور مشرکین کو دوزخ کی طرف پیاسا ہانکیں گے اور فرشتے بھی کسی کی سفارش نہیں کریں گے مگر جو کہ کلمہ لا الہ الا اللہ کا ماننے والا ہوگا (اس کی اللہ تعالیٰ کے حکم سے سفارش کریں گے)۔

(۸۸-۸۹-۹۰) اور یہود بھی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عزیر علیہ السلام کو بیٹا بنا لیا یہ ایسی سخت حرکت اور بڑی بھاری بات ہے کہ اس بات کی وجہ سے کوئی بعید نہیں کہ آسمان پھٹ پڑیں اور زمین کے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر اڑ جائیں اور

پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر اڑ جائیں۔

(٩١۔٩٢) اس بات سے کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف اولاد منسوب کرتے ہیں جیسا کہ یہود حضرت عزیر کو اللہ کا بیٹا بتاتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کی شان نہیں کہ وہ اولاد اختیار کرے۔

(٩٣) کیوں کہ جو کچھ بھی آسمانوں میں اور زمین میں ہیں سب اللہ تعالیٰ کے روبرو غلام بن کر حاضر ہوں گے اور کافر اس کے علاوہ ہر ایک اس کی عبادت اور اطاعت کا اقرار کرنے والا ہے۔

(٩٤) اس نے ان سب کو اپنے احاطہ میں کر رکھا ہے اور اپنے علم سے سب کو جمع کر رکھا ہے۔

(٩٥) اور قیامت کے دن سب کے سب اس کے پاس بغیر مال و اولاد کے تنہا تنہا حاضر ہوں گے۔

(٩٦) بے شک جو لوگ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور اچھے کام کیے تو اللہ تعالیٰ ان سے محبت فرمائے گا اور ان کے لیے مومنین کے دلوں میں خاص طور پر محبت پیدا کر دے گا۔

شان نزول: اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ (الخ)

ابن جریرؒ نے عبدالرحمن بن عوف سے روایت کیا ہے کہ جب انھوں نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی تو مکہ مکرمہ سے اپنے ساتھیوں کی جدائی کی وجہ سے جن میں سے شیبہ عتبہ امیہ بن خلف تھے افسوس ہوا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیے اللہ تعالیٰ ان کے لیے محبت پیدا کرے گا یعنی مسلمانوں کے دلوں میں ان کے لیے محبت پیدا کر دے گا۔

(٩٧) اور ہم نے اس قرآن کریم کی قرأت کو آپ پر اس لیے آسان کیا ہے تاکہ آپ اس سے کفر و شرک اور برائیوں سے بچنے والوں کو خوشخبری سنائیں اور اس کے ذریعے سے جھگڑالو لوگوں کو خوف دلائیں۔

(٩٨) اور اے محمد ﷺ ہم نے آپ کی قوم سے پہلے بہت سی جماعتوں کو ہلاک کر دیا تو کیا اس ہلاکت کے بعد آپ ان میں سے کسی کو دیکھتے ہیں یا ان میں سے کسی کی کوئی ہلکی آواز بھی سنتے ہیں۔

سُوْرَةُ طٰهٰ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّخَمْسٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّثَمَانُ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

طٰهٰ ۚ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ۙ اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ۙ تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى ۭ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ لَهُ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى وَهَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ۘ اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّىْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ يٰمُوْسٰى ۭ اِنِّىْٓ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۚ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۭ وَاَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

طٰہٰ (۱)۔ (اے محمد ﷺ) ہم نے تم پر قرآن اس لیے نہیں نازل کیا کہ تم مشقت میں پڑ جاؤ (۲)۔ بلکہ اس شخص کو نصیحت دینے کے لیے (نازل کیا ہے) جو خوف رکھتا ہے (۳)۔ یہ اس (ذات برتر) کا اُتارا ہوا ہے جس نے زمین اور اُونچے اُونچے آسمان بنائے (۴)۔ (یعنی خدائے) رحمٰن جس نے عرش پر قرار پکڑا (۵)۔ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور جو کچھ ان دونوں کے بیچ میں ہے اور جو کچھ (زمین کی) مٹی کے نیچے ہے سب اسی کا ہے (۶)۔ اور اگر تم پکار کر بات کہو تو وہ تو چھپے بھید اور نہایت پوشیدہ بات تک کو جانتا ہے (۷)۔ (وہ) معبود (برحق) ہے (کہ) اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اس کے (سب) نام اچھے ہیں (۸)۔ اور کیا تمہیں موسیٰ (کے حال) کی خبر ملی ہے (۹)۔ جب اُنہوں نے آگ دیکھی تو اپنے گھر کے لوگوں سے کہا کہ تم (یہاں) ٹھیرو۔ میں نے آگ دیکھی ہے (میں وہاں جاتا ہوں) شاید اس میں سے میں تمہارے پاس انگاری لاؤں یا آگ (کے مقام) کا رستہ معلوم کر سکوں (۱۰)۔ جب وہاں پہنچے تو آواز آئی کہ موسیٰ (۱۱)۔ میں تو تمہارا پروردگار ہوں تو اپنی جوتیاں اُتار دو۔ تم (یہاں) پاک میدان (یعنی) طویٰ میں ہو (۱۲)۔ اور میں نے تم کو انتخاب کر لیا ہے تو جو حکم دیا جائے اُسے سنو (۱۳)۔ بے شک میں ہی خدا ہوں۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو میری عبادت کرو۔ اور میری یاد کے لیے نماز پڑھا کرو (۱۴)

تفسیر سورۃ طٰہٰ آیات (۱) تا (۱۴)

یہ پوری سورت مکی ہے اس میں ایک سو پینتیس آیات اور ایک ہزار تین سو ایک کلمات اور پانچ ہزار دو سو بیالیس حروف ہیں۔

(۱۔۲۔۳) یہ قرآن کریم آپ پر ہم نے اس لیے نہیں اتارا کہ آپ تکلیف اٹھائیں بلکہ ایسے شخص کی نصیحت کے لیے جو کہ مطیع و فرمانبردار ہو۔ یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی اور اس وقت آپ رات کو تہجد میں اس قدر دیر تک قیام فرماتے تھے کہ قدم مبارک تک ورم آ جاتا تھا تو اس آیت مبارکہ کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے آپ پر آسانی فرما دی۔

یعنی اے محمد ﷺ یہ قرآن کریم آپ پر بذریعہ جبریل امین اس لیے نازل نہیں کیا کہ آپ خود کو تکلیف دیں۔

طٰہٰ کے معنی عکی اصطلاح میں اے آدمی کے ہیں۔

شان نزول: مَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ (الخ)

ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ پر جب پہلی بار اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی تو آپ نماز کے لیے جس وقت کھڑے ہوتے تو بہت ہی دیر تک کھڑے ہوتے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی یعنی ہم نے قرآن آپ پر اس لیے نہیں اتارا کہ آپ تکلیف اٹھائیں۔

اور عبد بن حمید نے اپنی تفسیر میں ربیع بن انس ؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ اپنے دونوں پیروں میں سے ہر ایک پیر باری باری اٹھاتے رہتے تھے تاکہ نماز میں ایک قدم مبارک پر دیر تک کھڑے رہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور نیز ابن مردویہ نے عوفی کے ذریعے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کفار نے کہا کہ اس شخص کو یعنی رسول اکرم ﷺ کو اس کے رب نے تکلیف میں ڈال دیا ہے اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

(۴) یہ اس ذات کا نازل کردہ اور اس کا کلام ہے جس نے زمین کو اور بلند آسمانوں کو پیدا کیا اس طرح ایک آسمان کے اوپر دوسرا آسمان ہے۔

(۵) اور وہ بڑی رحمت والا عرش پر براجمان ہوا یعنی اس کا تخت شاہی سب پر بھاری ہے یا یہ کہ اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں۔

(۶) آسمان و زمین اس کی ملکیت ہیں اور تمام عجائبات اور تمام مخلوقات اور جو چیزیں تحت الثریٰ ہیں یعنی جو چیزیں ساتویں زمین کے نیچے ہیں کیوں کہ ساتوں زمینیں پانی پر ہیں اور پانی مچھلی پر ہے اور مچھلی صخرہ پر ہے۔

(۷) اور صخرہ بیل کے دونوں سینگوں پر ہے اور بیل ثری کے اوپر ہے اور ثری اس تر مٹی کو کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کو اس کے نیچے جو چیزیں ہیں اس کا بھی علم ہے اور وہ بھی اس کی ملکیت میں شامل ہیں اور اس کے علم کی یہ شان ہے کہ اے مخاطب اگر تم کسی بات یا فعل کو علانیہ طور پر کرے تو وہ چپکے سے کہی ہوئی بات اور کہی ہوئی بات کو اور بلکہ اس سے بھی زیادہ پوشیدہ بات کو جانتا ہے یعنی جو ابھی تک دل میں بات ہے ابھی تک اس کو ظاہر نہیں کیا ہوگا اس کو بھی اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔

(۸) وہ ذات وحدہ لاشریک ہے اور اس کی صفات اعلیٰ ہیں ان ہی سے اس کو پکارو اور دعا کرو۔

(۹۔۱۰) اور اے محمد ﷺ ابھی تک آپ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ کی خبر نہیں پہنچی ہے، اب آپ کو بتاتے ہیں جب کہ انھوں نے (مدین سے واپسی پر) اپنے بائیں طرف ایک آگ دیکھی تو اپنے گھر والوں یعنی اپنی بیوی سے کہا تم ٹھہرو میں نے ایک آگ دیکھی ہے شاید میں اس میں سے تمہارے پاس کوئی شعلہ لاؤں کیوں کہ اس رات میں سردی بھی بہت تھی اور راستہ بھی بھول گئے تھے یا شاید وہاں آگ کے پاس راستہ بتانے والا بھی کوئی مجھے مل جائے۔

(۱۱۔۱۲) چنانچہ جب وہاں آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ سبز رنگ کا درخت ہے اس میں سے سفید آگ چمک رہی ہے، فوراً اللہ کی طرف سے آواز دی گئی کہ اے موسیٰ میں تمہارا رب ہوں اپنے جوتے اتار دو، اس لیے کہ وہ مردہ ہوئے

(۳۳)۔اور تجھے کثرت سے یاد کریں (۳۴)۔تو ہم کو (ہر حال میں) دیکھ رہا ہے (۳۵)۔فرمایا موسیٰ تمہاری دُعا قبول کی گئی (۳۶)۔اور ہم نے تم پر ایک بار اور بھی احسان کیا تھا (۳۷)۔جب ہم نے تمہاری والدہ کو الہام کیا تھا جو تمہیں بتایا جاتا ہے (۳۸)۔(وہ یہ تھا) کہ اسے (یعنی موسیٰ کو) صندوق میں رکھو پھر اس (صندوق) کو دریا میں ڈال دو تو دریا اسے کنارے پر ڈال دے گا (اور) میرا اور اس کا دشمن اسے اٹھا لے گا۔اور (موسیٰ) میں نے تم پر اپنی طرف سے محبت ڈال دی (اس لیے کہ تم پر مہربانی کی جائے) اور اس لیے کہ تم میرے سامنے پرورش پاؤ (۳۹)۔جب تمہاری بہن (فرعون کے ہاں) گئی اور کہنے لگی کہ میں تمہیں ایسا شخص بتاؤں جو اس کو پالے۔تو (اس طریق سے) ہم نے تم کو تمہاری ماں کے پاس پہنچا دیا تاکہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور وہ رنج نہ کریں اور تم نے ایک شخص کو مار ڈالا تو ہم نے تم کو غم سے مخلصی دی اور ہم نے تمہاری (کئی بار) آزمائش کی۔پھر تم کئی سال اہل مدین میں ٹھیرے رہے۔پھر اے موسیٰ تم (قابلیت رسالت کے) اندازے پر آپہنچے (۴۰)۔اور میں نے تم کو اپنے کام کے لئے بنایا ہے (۴۱)

تفسیر سورۃ طٰہٰ آیات (۱۵) تا (۴۱)

(۱۵) اور دوسرا یہ کہ قیامت آنے والی ہے میں اس کے قائم ہونے کے وقت کو مخفی رکھنا چاہتا ہوں یا یہ کہ میں نے اس کا علم خاص اپنی ذات کے لیے مخفی رکھا ہے تو کسی اور سے اس کا اظہار کیوں کروں کہ وہ کب آئے گی تاکہ ہر ایک نیک و بد کو، جو کچھ کسی نے نیک و بد اعمال کیے ہیں ان کو ان کا بدلہ مل جائے۔

(۱۶) تو تمہیں قیامت کے اقرار و یقین سے ایسا شخص روک نہ پائے جو اس پر ایمان نہیں رکھتا اور اس کے انکار اور بتوں کی پوجا کر کے اپنی خواہشات پر چلتا ہو کہیں تم اس بے فکری سے تباہ نہ ہو جاؤ۔

(۱۷۔۱۸) اور اللہ تعالیٰ نے دریافت فرمایا کہ موسیٰ تمہارے داہنے ہاتھ میں کیا ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا یہ میری لاٹھی ہے جب تھک جاتا ہوں تو اس پہ ٹیک لگاتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں کے لیے درختوں کے پتے جھاڑتا ہوں اور اس سے میرے اور بھی کئی کام نکلتے ہیں۔

(۱۹۔۲۰) اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اسے زمین پر ڈال دو چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ڈال دیا تو یکا یک وہ ایک دوڑتا ہوا سانپ بن گئی جس سے موسیٰ علیہ السلام ڈر کر بھاگے۔

(۲۱) اللہ تعالیٰ نے فرمایا موسیٰ علیہ السلام اس کو پکڑ لو اور ڈرو نہیں ہم ابھی اس کو پہلی حالت پر لاٹھی بنا دیں گے۔

(۲۲) اور نیز تم دایاں ہاتھ اپنی بائیں بغل میں دے کر پھر نکالو، وہ بغیر کسی برص بیماری کے روشن ہو کر چمکتا ہوا نکلے گا یہ عصا کے ساتھ دوسری نشانی ہوگی۔

(۲۳۔۲۴) تاکہ ہم تمہیں اپنی قدرت کی بڑی نشانیوں میں سے بعض نشانیاں دکھائیں اب یہ نشانیاں لے کر فرعون کے پاس جاؤ، اس نے بہت بڑائی تکبر اور کفر اختیار کر لیا ہے۔

(۲۵۔۲۸) نبوت ملنے کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی کہ اے اللہ میرا حوصلہ بڑھا دیجیے تاکہ میں اس

اِذْهَبْ اَنْتَ وَاَخُوْكَ

بِاٰيٰتِيْ وَلَا تَنِيَا فِيْ ذِكْرِيْ ۚ اِذْهَبَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۚ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى ۚ قَالَا رَبَّنَآ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَآ اَوْ اَنْ يَّطْغٰى ۚ قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِيْ مَعَكُمَآ اَسْمَعُ وَاَرٰى ۚ فَاْتِيٰهُ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّكَ فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ ۭ قَدْ جِئْنٰكَ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ ۭ وَالسَّلٰمُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى ۚ اِنَّا قَدْ اُوْحِيَ اِلَيْنَآ اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰى مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۚ قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا يٰمُوْسٰى ۚ قَالَ رَبُّنَا الَّذِيْٓ اَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى ۚ قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰى ۚ قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ فِيْ كِتٰبٍ ۚ لَا يَضِلُّ رَبِّيْ وَلَا يَنْسَى ۚ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّسَلَكَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۭ فَاَخْرَجْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى ۚ كُلُوْا وَارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ۚ مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ۚ وَلَقَدْ اَرَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَاَبٰى ۚ قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يٰمُوْسٰى ۚ فَلَنَاْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهٗ نَحْنُ وَلَآ اَنْتَ مَكَانًا سُوًى ۚ قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّيْنَةِ وَاَنْ يُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ۚ

تو تم اور تمہارا بھائی دونوں ہماری نشانیاں لے کر جاؤ اور میری یاد میں سستی نہ کرنا (۴۲)۔ دونوں فرعون کے پاس جاؤ کہ وہ سرکش ہو رہا ہے (۴۳)۔ اور اس سے نرمی سے بات کرنا شاید وہ غور کرے یا ڈر جائے (۴۴)۔ دونوں کہنے لگے کہ ہمارے پروردگار ہمیں خوف ہے کہ وہ ہم پر تعدی کرنے لگے یا زیادہ سرکش ہو جائے (۴۵)۔ خدا نے فرمایا کہ ڈرو مت میں تمہارے ساتھ ہوں (اور) سنتا اور دیکھتا ہوں (۴۶)۔ (اچھا) تو اس کے پاس جاؤ اور کہو کہ ہم آپ کے پروردگار کے بھیجے ہوئے ہیں۔ تو بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ جانے کی اجازت دیجیے اور انہیں عذاب نہ کیجیے۔ ہم آپ کے پاس آپ کے پروردگار کی طرف سے نشانی لے کر آئے ہیں۔ اور جو ہدایت کی بات مانے اس کو سلامتی ہو (۴۷)۔ ہماری طرف یہ وحی آئی ہے کہ جو جھٹلائے اور منہ پھیرے اس کے لئے عذاب (تیار) ہے (۴۸)۔ (غرض موسیٰ اور ہارون فرعون کے پاس گئے) اس نے کہا کہ موسیٰ تمہارا پروردگار کون ہے (۴۹)۔ کہا کہ ہمارا پروردگار وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کی شکل وصورت بخشی پھر راہ دکھائی (۵۰)۔ کہا تو پہلی جماعتوں کا کیا حال؟ (۵۱)۔ کہا کہ ان کا علم میرے پروردگار کو ہے (جو) کتاب میں (لکھا ہوا ہے) میرا پروردگار نہ چوکتا ہے نہ بھولتا ہے (۵۲)۔ وہ (وہی تو ہے) جس نے تم لوگوں کے لیے زمین کو فرش بنایا۔ اور اس میں تمہارے لیے رستے جاری کیے اور آسمان سے پانی برسایا۔ پھر اس سے انواع واقسام کی مختلف روئیدگیاں پیدا کیں (۵۳)۔ (کہ خود بھی) کھاؤ اور اپنے چارپایوں کو بھی چراؤ۔ بےشک ان (باتوں) میں عقل والوں کے لئے (بہت سی) نشانیاں ہیں (۵۴)۔ اسی زمین سے ہم نے تم کو پیدا کیا اور اسی میں تمہیں لوٹائیں گے اور اسی سے دوسری دفعہ نکالیں گے (۵۵)۔ اور ہم نے فرعون کو اپنی سب نشانیاں دکھائیں مگر وہ تکذیب وانکار ہی کرتا رہا (۵۶)۔ کہنے لگا کہ موسیٰ کیا تم ہمارے پاس اس لیے آئے ہو کہ (اپنے جادو کے زور) سے ہمیں ہمارے ملک سے نکال دو (۵۷)۔ تو ہم بھی تمہارے مقابل ایسا ہی جادو لائیں گے تو ہمارے اور اپنے درمیان ایک وقت مقرر کرلو کہ نہ تو ہم اس کے خلاف کریں اور نہ تم (اور یہ مقابلہ) ایک ہموار میدان میں (ہوگا) (۵۸)۔ (موسیٰ نے) کہا کہ آپ کے لیے یوم زینت کا وعدہ ہے اور یہ کہ لوگ اس دن چاشت کے وقت اکٹھے ہو جائیں (۵۹)

تفسیر سورۃ طٰہٰ آیات (۴۲) تا (۵۹)

(۴۲۔۴۳) تم اور ہارون دونوں میری نشانیاں یعنی ید بیضاء اور عصا لے کر جاؤ اور میری عبادت میں سستی مت کرنا یا یہ کہ فرعون کی طرف تبلیغ رسالت میں کسی قسم کی کوئی غفلت نہ کرنا۔ لہذا تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ اس نے بہت تکبر اور کفر اختیار کر لیا ہے۔

(۴۴) نرمی کے ساتھ کلمہ لا الٰہ الا اللہ کی تبلیغ کرنا ہو سکتا ہے کہ وہ نصیحت قبول کر لے یا ڈر کر اسلام لے آئے۔

(۴۵۔۴۶) دونوں نے عرض کیا اے ہمارے پروردگار ہمیں اس بات کا ڈر ہے کہ کہیں وہ اس سے پہلے ہم پر ہمیں مارنے کے ساتھ زیادتی نہ کر بیٹھے یا یہ کہ ہمیں قتل ہی کر ڈالے اللہ تعالیٰ نے ان سے ارشاد فرمایا کہ اس کے مارنے اور قتل کرنے کا خوف مت کرو میں تمہارا مددگار ہوں جو تمہیں وہ جواب دے گا اس کو میں سنتا ہوں اور جو وہ تمہارے ساتھ کاروائی کرے گا اسے دیکھتا ہوں۔

(۴۷) لہذا تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ ہم دونوں تیرے پروردگار کے بھیجے ہوئے ہیں ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو جانے دو تاکہ ہم انہیں ان کی سرزمین میں لے جائیں۔

اور ان کو مشقتوں میں ڈال کر اور ان کے بیٹوں کو ذبح کر کے اور ان کی عورتوں سے خدمت لے کر ان کو تکلیف میں مت ڈال اس لیے کہ وہ آزاد ہیں اور ہم اس دعویٰ پر معجزہ بھی لے کر آئے ہیں یعنی ید بیضاء اور یہ پہلا نشان تھا جو کہ اللہ تعالیٰ نے فرعون کو دکھایا۔

اور فرمایا کہ ایسے شخص کے لیے سلامتی ہے جو توحید کا قائل ہو۔

(۴۸) اور ہمارے پاس یہ حکم پہنچا ہے کہ دائمی عذاب اس شخص پر ہو گا جو کہ توحید کا منکر ہو اور ایمان سے منہ پھیرے۔

(۴۹۔۵۰) یہ سن کر فرعون کہنے لگا کہ تم دونوں کا رب کون ہے حضرت موسیٰ نے فرمایا ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کے مطابق جوڑا عطا فرمایا یعنی انسان کو انسان اور اونٹ کو اونٹنی اور بکری کو بکرا کہ ہر ایک کا جوڑا بنا دیا پھر ان کو کھانے پینے اور ضروریات زندگی کی رہنمائی کی۔

(۵۱۔۵۲) فرعون نے اس پر حضرت موسیٰ سے یہ شبہ ظاہر کیا کہ اچھا تو پہلے لوگوں کا کیا حال ہوا وہ کیسے ہلاک کیے گئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ان کی بابت کا علم میرے رب کے پاس لوح محفوظ میں ہے میرا رب ایسا ہے کہ نہ

غلطی کرتا ہے اور نہ ان کا معاملہ اس سے چوک سکتا ہے اور نہ وہ ان کے معاملہ کو بھول سکتا ہے اور نہ ان کو سزا دینے سے چوک سکتا ہے۔

(۵۳) اور وہ ایسا ہے جس نے تم لوگوں کے لیے زمین کو فرش بنایا اور اس میں تمہاری آمد و رفت کے لیے راستے بنائے کہ تم ان پر سے آتے جاتے رہتے ہو اور آسمان سے پانی برسایا پھر ہم نے اس پانی کے ذریعے سے مختلف شکلوں کے نباتات پیدا کیے۔

(۵۴) جن کو اللہ کی اجازت سے تم خود بھی کھاتے ہو اور اپنے مویشی بھی چراتے ہو ان مذکورہ چیزوں میں عقل مندوں کے لیے اللہ کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔

(۵۵) اور اسی طرح اسی زمین سے ہم نے تمہیں کو پیدا کیا یعنی تم سب کو حضرت آدم علیہ السلام کے ذریعے پیدا کر لیا اور حضرت آدم کو مٹی سے اور وہ مٹی اسی زمین کی تھی اور اسی زمین میں تم دفن کیے جاؤ گے۔

اور مرنے کے بعد پھر قبروں سے قیامت کے دن ہم تمہیں کو دوبارہ نکالیں گے۔

(۵۶) اور ہم نے اس فرعون کو اپنی سب نشانیاں یعنی ید بیضا، عصا، طوفان، جراد، قمل، ضفادع، دم، قحط سالی اور پھلوں کی کمی دکھلائیں مگر اس نے ان تمام نشانیوں کو جھٹلایا اور اور کہنے لگا کہ یہ اللہ کی طرف سے نہیں ہیں اور اسلام لانے سے انکار کیا اور ان نشانیوں کو تسلیم نہیں کیا۔

(۵۷) مزید کہنے لگا کہ موسیٰ اپنے جادو سے ہمیں مصر سے نکال باہر کرنا چاہتے ہیں۔

(۵۸) تو جیسا تم جادو لے کر آئے ہو ہم بھی تمہارے مقابلہ میں ایسا ہی جادو لے کر آتے ہیں تو موسیٰ ہمارے اور اپنے درمیان مقابلہ کا ایک وقت مقرر کر لو جس کی ہم میں سے کوئی خلاف ورزی نہ کرے کسی ہموار میدان میں یا یہ کہ منصفانہ برابر طریقہ پر جانچ اور ہمارے درمیان مقرر کر لو۔

(۵۹) حضرت موسیٰ نے فرمایا تمہارے مقابلہ کے وعدہ کا وقت وہ دن ہے جس میں تمہارا بازار لگتا ہے یا یہ کہ تمہارے میلے اور خوشی کا دن یا یہ کہ نیروز اور جس میں تمام شہروں سے دن چڑھے لوگ جمع ہوتے ہیں۔

فَتَوَلّٰى فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهٗ ثُمَّ اَتٰى ﴿۶۰﴾ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰى وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ ۚ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰى ﴿۶۱﴾ فَتَنَازَعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ وَاَسَرُّوا النَّجْوٰى ﴿۶۲﴾ قَالُوْٓا اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ يُرِيْدٰنِ اَنْ يُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى ﴿۶۳﴾ فَاَجْمِعُوْا كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا ۚ وَقَدْ اَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلٰى ﴿۶۴﴾ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى ﴿۶۵﴾ قَالَ بَلْ اَلْقُوْا ۚ فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى ﴿۶۶﴾ فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى ﴿۶۷﴾ قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى ﴿۶۸﴾ وَاَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ۭ اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ ۭ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُ حَيْثُ اَتٰى ﴿۶۹﴾ فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَمُوْسٰى ﴿۷۰﴾ قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۭ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ فَلَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ ۡ وَلَتَعْلَمُنَّ اَيُّنَآ اَشَدُّ عَذَابًا وَّاَبْقٰى ﴿۷۱﴾ قَالُوْا لَنْ نُّؤْثِرَكَ عَلٰى مَا جَاۗءَنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالَّذِيْ فَطَرَنَا فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ ۭ اِنَّمَا تَقْضِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿۷۲﴾ اِنَّآ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطٰيٰنَا وَمَآ اَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿۷۳﴾

تو فرعون لوٹ گیا اور اپنے سامان جمع کر کے پھر آیا (۶۰)۔ موسیٰ نے ان (جادوگروں) سے کہا کہ ہائے تمہاری کم بختی خدا پر جھوٹ افترا نہ کرو کہ وہ تمہیں عذاب سے فنا کر دے گا۔ اور جس نے افترا کیا وہ نامراد رہا (۶۱)۔ تو وہ باہم اپنے معاملے میں جھگڑنے اور چپکے چپکے سرگوشی کرنے لگے (۶۲)۔ کہنے لگے یہ دونوں جادوگر ہیں چاہتے ہیں کہ اپنے جادو (کے زور) سے تم کو تمہارے ملک سے نکال دیں۔ اور تمہارے شائستہ مذہب کو نابود کر دیں (۶۳)۔ تو تم (جادو کا) سامان اکٹھا کر لو اور پھر قطار باندھ کر آؤ اور آج جو غالب رہا وہی کامیاب ہوا۔ (۶۴)۔ بولے کہ موسیٰ یا تو تم (اپنی چیز) ڈالو یا ہم (اپنی چیزیں) ڈالتے ہیں (۶۵)۔ موسیٰ نے کہا کہ نہیں تم ہی ڈالو (جب انہوں نے چیزیں ڈالیں) تو ناگہاں ان کی رسیاں اور لاٹھیاں موسیٰ کے خیال میں ایسی آنے لگیں کہ وہ (میدان میں ادھر ادھر) دوڑ رہی ہیں (۶۶)۔ (اس وقت) موسیٰ نے اپنے دل میں خوف معلوم کیا (۶۷)۔ ہم نے کہا کہ خوف نہ کرو بلاشبہ تم ہی غالب ہو (۶۸)۔ اور جو چیز (یعنی لاٹھی) تمہارے داہنے ہاتھ میں ہے اسے ڈال دو کہ جو کچھ انہوں نے بنایا ہے۔ اس کو نگل جائے گی۔ جو کچھ انہوں نے بنایا ہے (یہ تو) جادوگروں کے ہتھکنڈے ہیں اور جادوگر جہاں جائے فلاح نہیں پائے گا (۶۹)۔ (القصہ یوں ہی ہوا) تو جادوگر سجدے میں گر پڑے (اور) کہنے لگے کہ ہم ہارون اور موسیٰ کے پروردگار پر ایمان لائے (۷۰)۔ (فرعون) بولا کہ پیشتر اس کے کہ میں تمہیں اجازت دوں تم اس پر ایمان لے آئے۔ بے شک وہ تمہارا بڑا (یعنی استاد) ہے جس نے تم کو جادو سکھایا ہے سو میں تمہارے ہاتھ اور پاؤں (جانب) خلاف سے کٹوا دوں گا اور کھجور کے تنوں پر سولی چڑھوا دوں گا (اس وقت) تم کو معلوم ہو گا کہ ہم میں سے کس کا عذاب زیادہ سخت اور دیر تک رہنے والا ہے (۷۱)۔ انہوں نے کہا کہ جو دلائل ہمارے پاس آ گئے ہیں ان پر اور جس نے ہم کو پیدا کیا ہے اس پر ہم آپ کو ترجیح نہیں دیں گے۔ تو آپ کو جو حکم دینا ہو دے دیجیے اور آپ (جو) حکم دے سکتے ہیں وہ صرف اسی دنیا کی زندگی میں (دے سکتے ہیں) (۷۲)۔ ہم اپنے پروردگار پر ایمان لے آئے تاکہ وہ ہمارے گناہوں کو معاف کرے اور (اسے بھی) جو آپ نے ہم سے زبردستی جادو کرایا اور خدا بہتر اور باقی رہنے والا ہے (۷۳)

تفسیر سورۃ طٰہٰ آیات (۶۰) تا (۷۳)

(۶۰) غرض کہ یہ سن کر فرعون دربار سے اپنی جگہ چلا گیا پھر اپنا مکر یعنی جادو کا سامان اور جادوگروں کو جمع کرنا شروع کیا اور جن جادوگروں کو فرعون نے جمع کیا وہ بہتر (۷۲) تھے۔

(۶۱) موسیٰ علیہ السلام نے ان جادوگروں سے فرمایا ارے کمبختو اللہ تعالیٰ پر بہتان مت لگاؤ کہیں اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے عذاب سے ہلاک ہی نہ کردے۔

اور جو اللہ تعالیٰ پر بہتان لگاتا ہے وہ ناکام رہتا ہے۔

(۶۲) یہ سن کر ان جادوگروں نے باہم مشورہ کیا کہ اگر اس مقابلہ میں موسیٰ علیہ السلام ہم پر غالب آگئے تو ہم ان پر ایمان لے آئیں گے اور اس خفیہ مشورہ کا فرعون سے ذکر کیا۔

(۶۳) بالآخر سب متحد ہو کر اعلانیہ کہنے لگے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام و ہارون علیہ السلام دونوں جادوگر ہیں یا یہ کہ فرعون نے ان جادوگروں سے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام و ہارون علیہ السلام دونوں جادوگر ہیں ان کا مطلب یہ ہے کہ تمہیں سرزمین مصر سے اپنے جادو کے زور سے نکال باہر کریں اور تمہارے عمدہ مذہبی طریقہ کا اور تم میں سے بہترین اور عقل مند لوگوں کا دفتر ہی ختم کردیں۔

(۶۴) لہٰذا اب تم مل کر اپنی تدبیر اور اپنے جادو اور اپنے علم کا انتظام کرو اور سب صفیں آراستہ کر کے مقابلہ کے لیے آؤ۔ آج وہی کامیاب ہوگا جو غالب ہوگا۔

(۶۵۔۶۶) غرض کہ ان جادوگروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ آپ اپنا عصا زمین پر پہلے ڈالیں گے یا ہم پہلے ڈالیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے فرمایا نہیں تم ہی پہلے ڈالو، چنانچہ انھوں نے زمین پر ۲۷ لکڑیاں اور ۲۷ رسیاں ڈالیں، ان کی نظر بندی سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایسی معلوم ہونے لگیں جیسے سانپ کی مانند چلتی ہوں۔

(۶۷) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل میں کچھ خوف ہوا کہ ان پر کامیابی کیسے حاصل ہوگی اس لیے کہ جو ایمان لائے گا اس کو یہ لوگ قتل کردیں گے۔

(۶۸۔۶۹) ہم نے حضرت موسیٰؑ سے کہا کہ تم ڈرو نہیں تم ہی ان پر غالب رہو گے بایں طور کہ موسیٰ علیہ السلام تمہارے داہنے ہاتھ میں جو عصا ہے اسے تم زمین پر ڈال دو، اور یہ عصا ان لوگوں نے جو کچھ لکڑیوں اور رسیوں کا سوانگ رچایا ہے سب کو نگل جائے گا، انھوں نے یہ جو کچھ بنایا ہے یہ جادوگروں کا سوانگ ہے اور جادوگر کہیں بھی جائے کبھی کامیاب نہیں ہوتا اور اللہ کے عذاب سے کبھی مامون اور محفوظ نہیں رہتا۔

(۷۰) غرض کہ انھوں نے عصا ڈالا اور وہ واقعی سب کو نگل گیا، جادوگر سب سجدہ میں گر گئے، یعنی اس پھرتی سے سروں کو جھکایا گویا کہ گر پڑے ہوں اور با آواز بلند کہنے لگے کہ ہم تو موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کے رب پر ایمان لے آئے۔

(۷۱) فرعون نے یہ دیکھ کر ان کو دھمکایا کہ میری اجازت کے بغیر تم موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے، موسیٰ علیہ السلام تو جادو میں تمہارے استاد ہیں، میں ابھی تم سب کا داہنا ہاتھ اور بایاں پیر کٹواتا ہوں اور تم سب کو کھجور کے درختوں پر ٹنگواتا ہوں اور یہ بھی تمہیں ابھی معلوم ہو جاتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام و ہارون علیہ السلام کے رب کا عذاب سخت اور دیرپا ہے یا میرا۔

(۷۲) ان جادوگروں نے فرعون کو صاف جواب دے دیا کہ ہم تیری اطاعت اور عبادت کو کبھی ترجیح نہیں دیں گے ان دلائل اور اوامر ونواہی اور کتاب اور رسول کے مقابلے میں جو ہمیں ملے ہیں اور اس ذات کی عبادت کرنے پر جس

جلدی اس لیے کی کہ تو خوش ہو (۸۴) فرمایا کہ ہم نے تمہاری قوم کو تمہارے بعد آزمائش میں ڈال دیا ہے اور سامری نے ان کو بہکا دیا ہے (۸۵) اور موسیٰ غصے اور غم کی حالت میں اپنی قوم کے پاس واپس آئے (اور) کہنے لگے کہ اے قوم کیا تمہارے پروردگار نے تم سے ایک اچھا وعدہ نہیں کیا تھا کیا (میری جدائی کی) مدت تمہیں دراز (معلوم) ہوئی یا تم نے چاہا کہ تم پر تمہارے پروردگار کی طرف سے غضب نازل ہو اور (اس لیے) تم نے مجھ سے جو وعدہ (کیا تھا اس کے) خلاف کیا (۸۶) وہ کہنے لگے کہ ہم نے اپنے اختیار سے تم سے وعدہ خلاف نہیں کیا (۸۷) بلکہ ہم لوگوں کے زیوروں کا بوجھ اٹھائے ہوئے تھے پھر ہم نے اس کو (آگ میں) ڈال دیا اور اسی طرح سامری نے ڈال دیا (۸۸) تو اس نے ان کے لیے ایک بچھڑا بنا دیا (یعنی اس کا) قالب جس کی آواز گائے کی سی تھی تو لوگ کہنے لگے کہ یہی تمہارا معبود ہے اور موسیٰ کا بھی معبود ہے مگر وہ بھول گئے ہیں (۸۸) کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ وہ ان کی کسی بات کا جواب نہیں دیتا اور نہ ان کے نقصان اور نفع کا کچھ اختیار رکھتا ہے (۸۹)

تفسیر سورة طٰهٰ آیات (۷۴) تا (۸۹)

(۷۴) اور جو شخص قیامت کے دن کفر کی حالت میں آئے گا اس کے لیے جہنم مقرر ہے کہ اس میں نہ مرے ہی گا کہ چھٹکارا مل جائے اور نہ زندہ ہی رہے گا یعنی نہ ایسی زندگی حاصل ہوگی کہ اس کو اس سے کچھ آرام ملے۔

(۷۵۔۷۶) اور جو شخص قیامت کے دن ایمان کی حالت میں حاضر ہوگا اور اس حال میں کہ اس نے نیک کام بھی کیے ہوں گے تو ایسے حضرات کے لیے جنتوں میں بڑے اونچے درجات ہیں، پھر اللہ تعالیٰ اس کی تفصیل بیان فرما رہے ہیں کہ وہ دارالرحمٰن ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے تمام جنتوں کے درمیان میں بنایا ہے جن کے درختوں اور محلات کے نیچے سے دودھ، شہد، شراب اور پانی کی نہریں بہتی ہوں گی، وہ ان باغات اور جنتوں میں ہمیشہ رہیں گے، نہ وہاں موت آئے گی اور نہ یہ حضرات وہاں سے نکالے جائیں گے اور یہ باغات اور وہاں ہمیشہ کا قیام اس شخص کا انعام ہے جو توحید خداوندی کا قائل ہو اور اعمال صالحہ کرے۔

(۷۷) (فرعون جب کسی صورت میں ایمان نہیں لایا) تو ہم نے موسیٰ کے پاس وحی بھیجی کہ بنی اسرائیل کو راتوں رات مصر سے باہر لے جاؤ، پھر عصا مار کر ان کے لیے دریا میں خشک راستہ بنا دو کہ اس میں نہ فرعون کے تعاقب کا خدشہ ہوگا اور نہ غرق ہونے کا خوف ہوگا۔

(۷۸۔۷۹) چنانچہ فرعون مع اپنے لشکر کے ان سے جا ملا، اس وقت دریا کا پانی چاروں طرف سے سمٹ کر ان پر آ ملا، غرض کہ فرعون نے اپنی قوم کو بھی لا کر ہلاک کیا اور ان کو غرق ہونے سے نہ بچا سکا۔ یا یہ مطلب ہے کہ فرعون نے اپنی قوم کو دین خداوندی سے بے راہ کیا اور ان کو نیک راہ نہ بتلائی۔

(۸۰) اے بنی اسرائیل دیکھو ہم نے تمہیں فرعون سے نجات دی اور ہم نے تمہارے پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے

کوہ طور کے دائیں جانب آنے کا اور وہاں آنے کے بعد کتاب توریت دینے کا وعدہ کیا اور وادی تیہ میں تم پر من وسلویٰ نازل فرمایا۔

(٨١) اور اجازت دی کہ ہم نے تمہیں جو پاکیزہ چیزیں یعنی من وسلویٰ دی ہیں ان کو کھاؤ اور اس نعمت کی ناشکری مت کرو یا یہ کہ اگلے دن کے لیے بچا کر نہ رکھو کہیں تم پر میرا غضب اور عذاب واقع ہو جائے اور جس شخص پر میری ناراضگی اور غصہ وعذاب واقع ہوتا ہے وہ بالکل ہی گیا گزرا ہوا۔

(٨٢) اور میں ایسے لوگوں کی بڑی مغفرت کرنے والا بھی ہوں جو کفر وشرک سے توبہ کریں اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لائیں اور اچھے کام کریں اور اچھے اعمال پر ثواب ملنے کو حق سمجھیں یا یہ کہ اہل سنت والجماعت کے طریقہ پر قائم رہیں اور اسی پر انتقال کریں۔

(٨٣-٨٤) چنانچہ جب موسیٰ علیہ السلام کوہ طور کی طرف اپنی قوم کے ستر آدمیوں کے ساتھ روانہ ہوئے تو شوق میں سب سے آگے تنہا جا پہنچے اور دوسرے لوگ اپنی جگہ رہ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا آپ کو اپنی قوم سے آگے جلدی آنے کا کیا سبب ہوا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے (اپنے گمان کے موافق) عرض کیا کہ وہ لوگ بھی میرے پیچھے آرہے ہیں اور میں سب سے پہلے جلدی سے آپ کے پاس اس لیے آیا کہ آپ مجھ سے زیادہ خوش ہوں گے۔

(٨٥) اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ارشاد ہوا ہم نے تمہارے کوہ طور پر چلے جانے کے بعد تمہاری قوم کو گوسالہ کی پرستش میں مبتلا کر دیا ہے اور اس گمراہی کے اختیار کرنے کا ان کو سامری نے حکم دیا ہے۔

(٨٦) غرض کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام مدت مکمل ہونے کے بعد غصہ اور رنج میں بھرے ہوئے اپنی قوم کی طرف واپس آئے اور فتنہ کا شور وشغب سنا تو فرمانے لگے اے میری قوم کیا تم سے تمہارے رب نے ایک اچھا اور سچا وعدہ نہیں کیا تھا کیا میں تم سے زمانہ دراز کے لیے جدا ہو گیا تھا یا یہ کہ تمہیں یہ منظور ہوا کہ تم پر تمہارے رب کا غضب اور عذاب نازل ہو، اس لیے تم نے جو مجھ سے وعدہ کیا تھا اس کے خلاف کیا۔

(٨٧) قوم کہنے لگی موسیٰ علیہ السلام ہم نے جو تم سے وعدہ کیا تھا اس کی اپنے اختیار سے خلاف ورزی نہیں کی لیکن آل فرعون کے زیورات کا ہم پر بوجھ لاد رہا تھا اس لیے اس نے اس بچھڑے کی پوجا پر مجبور کیا اور اس کی صورت یہ ہوئی کہ ہم نے ان زیورات کو آگ میں ڈال دیا اور اسی طرح سامری نے بھی اپنے ساتھ کا زیور آگ میں ڈال دیا۔

(٨٨) پھر ان زیورات کا جو کہ آگ میں ڈالے گئے تھے سامری نے ان لوگوں کے لیے اس کا ایک بچھڑا بنا کر ظاہر

اس طرح پر ہم تم سے وہ حالات بیان کرتے ہیں جو گزر چکے ہیں۔ اور ہم نے تمہیں اپنے پاس سے نصیحت (کی کتاب) عطا فرمائی ہے (۹۹)۔ جو شخص اس سے منہ پھیرے گا وہ قیامت کے دن گناہ کا بوجھ اٹھائے گا (۱۰۰)۔ (ایسے لوگ) ہمیشہ اس (عذاب) میں (جہنم) رہیں گے اور یہ بوجھ قیامت کے روز ان کے لئے برا ہے (۱۰۱)۔ جس روز صور پھونکا جائے گا اور ہم گنہگاروں کو اکٹھا کریں گے اور ان کی آنکھیں نیلی نیلی ہوں گی (۱۰۲)۔ (تو) وہ آپس میں آہستہ آہستہ کہیں گے کہ تم (دنیا میں) صرف دس ہی دن رہے ہو (۱۰۳)۔ جو باتیں یہ کریں گے ہم خوب جانتے ہیں۔ اس وقت ان میں سب سے اچھی راہ والا (یعنی عقل و ہوشمند) کہے گا کہ (نہیں بلکہ) صرف ایک ہی روز ٹھہرے ہو (۱۰۴)

تفسیر سورة طٰهٰ آیات (۹۰) تا (۱۰۴)

(۹۰) اور ان لوگوں سے حضرت ہارون علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لوٹنے سے پہلے بھی کہہ دیا تھا کہ اے میری قوم تم اس بچھڑے کی آواز اور اس کی پرستش کی وجہ سے گمراہی میں پھنس گئے ہو یا یہ کہ تم نے اس بچھڑے کی پوجا کی ہے۔

(۹۱) حضرت ہارون علیہ السلام کو قوم نے جواب دیا کہ ہم تو جب تک حضرت موسیٰ علیہ السلام ہمارے پاس واپس نہ آئیں اسی کی عبادت پر برابر جمے بیٹھے رہیں گے۔

(۹۲۔۹۳) غرض کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی واپس آ گئے تو حضرت ہارون سے فرمایا کہ جب تم نے ان کو گمراہ ہوتے ہوئے دیکھا تو تم میرے پاس چلے آتے اور میرے حکم کی اتباع کرنے سے کون سی چیز مانع تھی اور تم نے ان مفسدین کو قتل کیوں نہ کر دیا، کیا تم نے میرے حکم کی خلاف ورزی کی (اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے غصہ میں حضرت ہارون علیہ السلام کی داڑھی پکڑ لی)۔

(۹۴) اس پر حضرت ہارون علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا اے میرے ماں جائے میری داڑھی تو پکڑیں اور نہ میرے سر کے بال پکڑیں۔ (ماں کا ذکر) اس لیے کر دیا تاکہ حضرت موسیٰ کا غصہ ٹھنڈا ہو)۔ مجھ کو یہ اندیشہ ہوا کہ تم کہنے لگو کہ قتل کے ذریعے تم نے بنی اسرائیل میں تفرقہ ڈال دیا اور میرے آنے کا انتظار نہ کیا اس بنا پر میں نے ان کو قتل بھی نہ کیا (اور نہ آپ کے پاس آیا)۔

(۹۵۔۹۶) اس کے بعد حضرت موسیٰ سامری کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا سامری یہ تو نے بچھڑے کی پوجا کیوں کی۔ سامری کہنے لگا کہ مجھے ایسی چیز نظر آئی تھی جو بنی اسرائیل کو نہیں آئی، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ان کے بغیر تجھے ایسی کیا چیز نظر آئی، وہ کہنے لگا کہ میں نے حضرت جبریل امین کو گھوڑے پر سوار دیکھا تھا اور وہ مرکب الحیاۃ تھا۔ تو میں نے حضرت جبریل امین کے گھوڑے کے نقش قدم سے ایک مٹھی بھر خاک اٹھالی تو میں نے اس خاک کو اس بچھڑے کے

منہ اور اس کی سرین میں ڈال دی جس کی وجہ سے اس کے منہ سے یہ آواز نکلنے لگی اور میرے نبی کو یہی بات بھائی۔

(۹۷) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سامری سے فرمایا جا تیری زندگی میں یہی سزا تجویز ہوئی ہے کہ تو یہ کہتا پھرے گا کہ مجھے کوئی ہاتھ نہ لگائے چنانچہ نہ تو کسی کے قریب جائے گا اور نہ تیرے پاس کوئی آئے گا اور قیامت کے دن تیرے لیے ایک اور عذاب کا وقت مقرر ہے جو تجھ سے ٹلنے والا نہیں اور اب اپنے اس معبود کا بھی نظارہ کر لے جس کی عبادت پر تو جما ہوا بیٹھا تھا دیکھ ہم اس کو آگ میں جلا دیں گے یا یہ کہ ہم اس کو ریزہ ریزہ کر دیں گے پھر اس کے ذرات کو دریا میں بکھیر کے اڑا دیں گے۔

(۹۸) تمہارا معبود حقیقی تو وہی اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے اور وہ ہمارا پروردگار اپنے علم سے تمام چیزوں سے تمام جزیوں کو احاطہ میں لیے ہوئے ہے۔

(۹۹) اسی طرح محمد ﷺ ہم آپ سے بذریعہ جبریل امین اور گزشتہ قوموں کے واقعات بیان کرتے ہیں اور ہم نے بذریعہ قرآن کریم آپ کو کرامت وبلندی عطا فرمائی ہے کہ جس قرآن حکیم میں تمام اولین وآخرین کے متعلق معلومات اور باتیں ہیں۔

(۱۰۰ـ۱۰۱) جو لوگ اس کے مطابق ماننے سے اعراض کریں گے تو وہ قیامت کے دن شرک کا عذاب کے بڑا بھاری بوجھ اٹھائیں گے اور وہ اس عذاب میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ ان کے گناہوں کی سزا ان کے لیے بہت ہی بڑا بوجھ ہوگی۔

(۱۰۲ـ۱۰۳) جب دوسری مرتبہ صور میں پھونک ماری جائے گی اور ہم مشرکین کو میدان قیامت میں اس حالت میں جمع کریں گے کہ کرنجے ہوں گے چپکے چپکے آپس میں باتیں کرتے ہوں گے اور ایک دوسرے سے کہتے ہوں گے کہ تم لوگ قبروں میں صرف دس روز رہے ہو گے۔

(۱۰۴) وہ زندہ ہو کر جس مدت کے بارے میں بات چیت کریں گے ہم اسے خوب جانتے ہیں جب کہ ان سب کا زیادہ عاقل اور صحیح صاحب الرائے یوں کہتا ہوگا کہ تم ایک ہی روز قبر میں رہے ہو۔

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا ﴿۱۰۵﴾ فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ﴿۱۰۶﴾ لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَاۤ اَمْتًا ﴿۱۰۷﴾ يَوْمَىِٕذٍ يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ ۚ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ﴿۱۰۸﴾ يَوْمَىِٕذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا ﴿۱۰۹﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا ﴿۱۱۰﴾ وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ۗ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ﴿۱۱۱﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخٰفُ ظُلْمًا وَّلَا هَضْمًا ﴿۱۱۲﴾ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا وَّصَرَّفْنَا فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ اَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا ﴿۱۱۳﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰۤى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ ۫ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ﴿۱۱۴﴾ وَلَقَدْ عَهِدْنَاۤ اِلٰۤى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ﴿۱۱۵﴾ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰۤىِٕكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْۤا اِلَّاۤ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى ﴿۱۱۶﴾ فَقُلْنَا يٰۤاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ﴿۱۱۷﴾ اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى ﴿۱۱۸﴾ وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ﴿۱۱۹﴾ فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰۤاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ﴿۱۲۰﴾ فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ۚ وَعَصٰۤى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ﴿۱۲۱﴾ ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى ﴿۱۲۲﴾

اور تم سے پہاڑوں کے بارے میں دریافت کرتے ہیں کہہ دو کہ خدا انہیں اُڑا کر بکھیر دے گا (۱۰۵)۔ اور زمین کو ہموار میدان کر چھوڑے گا (۱۰۶)۔ جس میں تم نہ کجی (اور پستی) دیکھو گے نہ ٹیلا (اور بلندی) (۱۰۷)۔ اس روز لوگ ایک پکارنے والے کے پیچھے چلیں گے اور اس کی پیروی سے انحراف نہ کر سکیں گے۔ اور خدا کے سامنے آوازیں پست ہو جائیں گی تو تم آواز خفی کے سوا کوئی آواز نہ سنو گے (۱۰۸)۔ اس روز (کسی کی) سفارش کچھ فائدہ نہ دے گی مگر اس شخص کی جسے خدا اجازت دے اور اس کی بات کو پسند فرمائے (۱۰۹)۔ جو کچھ ان کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے وہ اس کو جانتا ہے اور وہ (اپنے) علم سے خدا (کے علم) پر احاطہ نہیں کر سکتے (۱۱۰)۔ اور اس زندہ و قائم کے روبرو منہ نیچے ہو جائیں گے۔ اور جس نے ظلم کا بوجھ اٹھایا وہ نامراد رہا (۱۱۱)۔ اور جو نیک کام کرے گا اور مومن بھی ہوگا تو اس کو نہ ظلم کا خوف ہوگا اور نہ نقصان کا (۱۱۲)۔ اور ہم نے اس کو اسی طرح کا قرآن عربی نازل کیا ہے اور اس میں طرح طرح کے ڈراوے بیان کر دیے ہیں تاکہ لوگ پرہیزگار بنیں۔ یا خدا ان کے لیے نصیحت پیدا کر دے (۱۱۳)۔ تو خدا جو سچا بادشاہ ہے عالی قدر ہے۔ اور قرآن کی وحی جو تمہاری طرف بھیجی جاتی ہے اس کے پورا ہونے سے پہلے قرآن کے (پڑھنے کے) لیے جلدی نہ کیا کرو اور دعا کرو کہ میرے پروردگار مجھے اور زیادہ علم دے (۱۱۴)۔ اور ہم نے پہلے آدم سے عہد لیا تھا مگر وہ (اسے) بھول گئے اور ہم نے ان میں صبر و ثبات نہ دیکھا (۱۱۵)۔

اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کے لیے سجدہ کرو تو سب سجدے میں گر پڑے مگر ابلیس نے انکار کیا (۱۱۶)۔ ہم نے فرمایا کہ آدم یہ تمہارا اور تمہاری بیوی کا دشمن ہے تو یہ کہیں تم دونوں کو بہشت سے نکلوا دے۔ پھر تم تکلیف میں پڑ جاؤ (۱۱۷)۔ یہاں تم کو یہ (آسائش) ہوگی کہ نہ بھوکے رہو نہ ننگے (۱۱۸)۔ اور یہ کہ نہ پیاسے رہو اور نہ دھوپ کھاؤ (۱۱۹)۔ تو شیطان نے ان کے دل میں وسوسہ ڈالا اور کہا کہ آدم بھلا میں تم کو (ایسا) درخت بتاؤں (جو) ہمیشہ کی زندگی کا (ثمرہ دے) اور (ایسی) بادشاہت کہ کبھی زائل نہ ہو (۱۲۰)۔ تو دونوں نے اس درخت کا پھل کھا لیا تو ان پر ان کی شرمگاہیں ظاہر ہو گئیں اور وہ اپنے (بدنوں) پر بہشت کے پتے چپکانے لگے اور آدم نے اپنے پروردگار کے حکم کے خلاف کیا تو (وہ اپنے مطلوب سے) بے راہ ہو گئے (۱۲۱)۔ پھر ان کے پروردگار نے ان کو نوازا تو ان پر مہربانی سے توجہ فرمائی اور سیدھی راہ بتائی (۱۲۲)

تفسیر سورۃ طٰہٰ آیات (۱۰۵) تا (۱۳۲)

(۱۰۵) قبیلہ بنو ثقیف کے لوگوں نے رسول اکرم ﷺ سے پہاڑوں کے متعلق دریافت کیا تھا کہ قیامت کے دن کی کیا حالت ہوگی اس پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ آپ ان کے جواب میں کہہ دیجیے کہ میرا پروردگار ان کو اکھاڑ کر ریزہ ریزہ کر کے اڑا دے گا۔

شان نزول: وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ (الخ)

ابن منذرؒ نے ابن جریجؒ سے روایت کیا ہے کہ قریش نے کہا اے محمد ﷺ! آپ کا پروردگار پہاڑوں کی قیامت کے دن کیا حالت کرے گا اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ لوگ آپ سے پہاڑوں کی نسبت پوچھتے ہیں (الخ)۔

(۱۰۶۔۱۰۷) پھر زمین کو ایک میدان ہموار کر دے گا کہ اس پر کوئی سبزہ وغیرہ نہ ہوگا۔ جس پر تو اے مخاطب نہ کوئی وادی اور شکن وغیرہ کی ناہمواری دیکھے گا اور نہ زمین پر پہاڑ وغیرہ کی کوئی بلندی دیکھے گا۔

(۱۰۸) قیامت کے دن سب خدائی بلانے والے کے ساتھ تیزی سے ہولیں گے اس کے سامنے کوئی دائیں اور بائیں جانب نہیں مڑے گا اور تمام آوازیں اللہ تعالیٰ کی ہیبت اور جلال کی وجہ سے دب جائیں گی، آپ ماسوا پاؤں کی آہٹ کے جیسا کہ اونٹوں کے پیروں کی آواز ہوتی ہے اور کچھ آواز نہ سنیں گے۔

(۱۰۹) اور قیامت کے دن فرشتوں کی شفاعت کسی کو نفع نہیں دے گی مگر ایسے شخص کی شفاعت فائدہ مند ہوگی جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے اجازت دے دی ہو اور اس کا کلمہ طیبہ اللہ تعالیٰ نے قبول فرمالیا ہو۔

(۱۱۰) اللہ تعالیٰ امور آخرت میں سے فرشتوں کے تمام اگلے احوال کو اور امور دنیا میں سے تمام پچھلے احوال کو جانتا ہے اور فرشتوں کا علم اس کی معلومات کا احاطہ نہیں کر سکتا مگر جس چیز کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ان کو بتا دیا ہو۔

(۱۱۱) اس روز تمام چہرے اس اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکے ہوں گے اور ایسا شخص تو ہر طرح ناکام رہے گا جو شرک لے کر آیا ہوگا۔

(۱۱۲) اور جس نے نیک کام کیے ہوں گے اور وہ ایمان بھی رکھتا ہوگا سو اسے نہ تو پورے اعمال کے ضائع ہو جانے کا اندیشہ ہوگا اور نہ اپنے اعمال میں کسی قسم کی کمی کا کوئی خطرہ ہوگا۔

(۱۱۳) اسی طرح اس سارے قرآن کریم کو ہم نے بذریعہ جبریل امین رسول اکرم ﷺ پر عربی زبان میں نازل کیا ہے اور قرآن کریم میں ہم نے طرح طرح سے وعدے وعید بیان کیے ہیں تاکہ یہ لوگ کفر و شرک اور فواحش سے ڈریں یا اگر یہ ایمان لے آئیں تو قرآن کریم ان کے لیے ثواب پیدا کر دے یا یہ کہ اگر یہ توحید کے قائل ہو جائیں تو قرآن کریم ان کے لیے باعث عزت ہو جائے یا یہ کہ اگر یہ لوگ ایمان نہ لائیں تو عذاب کا باعث ہو جائے۔

(۱۱۴) سو اللہ تعالیٰ جو بادشاہ حقیقی ہے وہ شریک اور اولاد سے پاک ہے اور اے محمد ﷺ! آپ قرآن حکیم پڑھنے

میں اس سے پہلے کہ آپ پر اس کی وحی پوری نازل ہو چکے جلدی نہ کیا کیجیے کیوں کہ جبریل امین جس وقت آپ کے پاس کوئی آیت قرآنیہ لے کر آتے تو جبریل امین اس آیت کی قرأت سے فارغ نہیں ہو پاتے تھے، یہاں تک کہ رسول اکرم ﷺ اسی آیت کو شروع سے پڑھنا شروع کر دیتے اس خیال سے کہ کہیں اس آیت کو میں بھول نہ جاؤں تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے روک دیا اور فرمایا کہ آپ تو یہ دعا کیا کیجیے اے میرے رب قرآن کریم کے بارے میں میرے حافظہ فہم اور حکمت اور بڑھا دے۔

شان نزول: وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے سدیؒ سے روایت کیا ہے کہ جبریل امین رسول اکرم ﷺ کے پاس جب قرآن کریم لے کر آتے تو آپ اس کے یاد کرنے کی فکر میں اپنے آپ کو مشقت میں ڈال دیتے یہاں تک کہ آپ کو اس سے تکلیف ہونے لگتی محض اس خوف کی بنا پر کہ کہیں جبریل امین میرے یاد کرنے سے قبل تشریف نہ لے جائیں، اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی یعنی آپ قرآن کریم پڑھنے کے قبل اس کے کہ آپ پر اس کی وحی پوری نازل ہو چکے جلدی نہ کیا کیجیے، امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس آیت کے بارے میں سورۂ نساء میں دوسرا شان نزول بھی گزر چکا ہے مگر یہ زیادہ صحیح ہے۔

(۱۱۵) اور حضرت آدم علیہ السلام کے اس درخت میں سے کھانے سے پہلے یا یہ کہ رسول اکرم ﷺ کی بعثت سے پہلے ہم حضرت آدم علیہ السلام کو ایک حکم دے چکے تھے تو ان سے اس حکم کی بجا آوری میں غفلت اور بے احتیاطی ہوئی اور ہم نے ان میں (مردوں والی) پختگی اور ثابت قدمی نہ پائی۔

(۱۱۶) اور جب کہ ہم نے ان فرشتوں سے بھی کہا جو کہ زمین پر تھے کہ آدم علیہ السلام کے سامنے سجدہ تحیت کرو تو سوائے ان کے سردار ابلیس کے ان سب نے سجدہ کیا، ابلیس نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنا اپنی بڑائی کے خلاف سمجھا اور انکار کر دیا۔

(۱۱۷) پھر ہم نے کہا اے آدم یاد رکھو کہ یہ تمہارا اور تمہاری بیوی حضرت "حوا" کا دشمن ہے اس کے کہنے سے کوئی کام ایسا نہ کرنا کہ جنت سے باہر نکال دیے جاؤ اور مصیبت میں پڑ جاؤ۔

(۱۱۸۔۱۱۹) یہاں جنت میں تو آپ کے لیے یہ آرام ہے کہ تم نہ کبھی بھوکے ہو گے اور نہ کپڑوں سے ننگے ہو گے اور نہ یہاں پیاسے ہو گے اور نہ دھوپ میں تپو گے یا یہ کہ نہ یہاں پسینے آئیں گے۔

(۱۲۰) پھر اس درخت سے کھانے کے بارے میں شیطان نے ان کو بہکایا اور کہنے لگا اے آدم کیا آپ کو ایسا درخت بتلاؤں کہ اس کے کھانے سے ہمیشہ یہاں (آدم و حوا) آباد رہو گے کبھی موت نہ آئے گی اور ایسی بادشاہی ہو گی جو کبھی ختم نہ ہو گی۔

(۱۲۱) ان دونوں (آدم و حوا) نے اس درخت میں سے کھا لیا اس میں سے کھاتے ہی ان دونوں کے ستر ایک دوسرے کے سامنے کھل گئے، دونوں اپنے ستر پر جنت کے پتے چپکانے لگے جب بھی ان پتوں کو چپکاتے فوراً

گر جاتے اور اس درخت میں سے کھانے کی وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام سے اپنے رب کا قصور ہو گیا تو وہ مقصود خلد کے بارے میں غلطی میں پڑ گئے اور اس درخت کے کھانے کی وجہ سے جو ان کا مقصود تھا، اس کو حاصل نہ کر سکے۔

(۱۲۲) اور پھر جب حضرت آدم علیہ السلام نے معذرت کی تو ان کے پروردگار نے انہیں اور زیادہ مقبول بنا لیا اور ان کی معذرت کو قبول فرما لیا اور معذرت پر ہمیشہ قائم رکھا۔

قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ مِنِّي هُدًى فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقَى ۝ وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَى ۝ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِي أَعْمَى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيرًا ۝ قَالَ كَذَلِكَ أَتَتْكَ آيَاتُنَا فَنَسِيتَهَا وَكَذَلِكَ الْيَوْمَ تُنْسَى ۝ وَكَذَلِكَ نَجْزِي مَنْ أَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِآيَاتِ رَبِّهِ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَشَدُّ وَأَبْقَى ۝ أَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنَ الْقُرُونِ يَمْشُونَ فِي مَسَاكِنِهِمْ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِأُولِي النُّهَى ۝ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَأَجَلٌ مُسَمًّى ۝ فَاصْبِرْ عَلَى مَا يَقُولُونَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا وَمِنْ آنَاءِ اللَّيْلِ فَسَبِّحْ وَأَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضَى ۝ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَى مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَى ۝ وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْأَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوَى ۝ وَقَالُوا لَوْلَا يَأْتِينَا بِآيَةٍ مِنْ رَبِّهِ أَوَلَمْ تَأْتِهِمْ بَيِّنَةُ مَا فِي الصُّحُفِ الْأُولَى ۝ وَلَوْ أَنَّا أَهْلَكْنَاهُمْ بِعَذَابٍ مِنْ قَبْلِهِ لَقَالُوا رَبَّنَا لَوْلَا أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا فَنَتَّبِعَ آيَاتِكَ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَذِلَّ وَنَخْزَى ۝ قُلْ كُلٌّ مُتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوا فَسَتَعْلَمُونَ مَنْ أَصْحَابُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدَى ۝

فرمایا کہ تم دونوں یہاں سے نیچے اتر جاؤ۔ تم میں بعض بعض کے دشمن (ہوں گے) پھر اگر میری طرف سے تمہارے پاس ہدایت آئے تو جو شخص میری ہدایت کی پیروی کرے گا وہ نہ گمراہ ہوگا اور نہ تکلیف میں پڑے گا (۱۲۳)۔ اور جو میری نصیحت سے منہ پھیرے گا اس کی زندگی تنگ ہو جائے گی اور قیامت کو ہم اسے اندھا کر کے اٹھائیں گے (۱۲۴)۔ وہ کہے گا کہ میرے پروردگار تو نے مجھے اندھا کر کے کیوں اٹھایا میں تو دیکھتا بھالتا تھا (۱۲۵)۔ خدا فرمائے گا کہ ایسا ہی (چاہیے تھا) تیرے پاس ہماری آیتیں آئیں تو تو نے ان کو بھلا دیا۔ اسی طرح آج ہم تجھ کو بھلا دیں گے (۱۲۶)۔ اور جو شخص حد سے نکل جائے اور اپنے پروردگار کی آیتوں پر ایمان نہ لائے ہم اس کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں۔ اور آخرت کا عذاب بہت سخت اور بہت دیر رہنے والا ہے (۱۲۷)۔ کیا یہ بات ان لوگوں کے لیے موجب ہدایت نہ ہوئی کہ ہم ان سے پہلے بہت سے قرنوں کو ہلاک کر چکے ہیں جن کے رہنے کے مقامات میں یہ چلتے پھرتے ہیں۔ عقل والوں کیلئے اس میں (بہت سی) نشانیاں ہیں (۱۲۸)۔ اور اگر ایک بات تمہارے پروردگار کی طرف سے پہلے صادر اور (جزائے اعمال کے لیے) ایک میعاد مقرر نہ ہو چکی ہوتی تو (نزول) عذاب لازم ہو جاتا (۱۲۹)۔ پس جو کچھ یہ بکواس کرتے ہیں اس پر صبر کرو۔ اور سورج کے نکلنے سے پہلے اور اس کے غروب ہونے سے پہلے اپنے پروردگار کی تسبیح و تحمید کیا کرو۔ اور رات کی ساعات (اولین) میں بھی اس کی تسبیح کیا کرو اور دن کی اطراف (یعنی دوپہر کے قریب ظہر کے وقت بھی) تاکہ تم خوش ہو جاؤ (۱۳۰)۔ اور کئی طرح کے لوگوں کو جو ہم نے دنیا کی زندگی میں آرائش کی چیزوں سے بہرہ مند کیا ہے تاکہ ان کی آزمائش کریں ان پر نگاہ نہ کرنا اور تمہارے پروردگار کی (عطا فرمائی ہوئی) روزی بہت بہتر اور باقی رہنے والی ہے (۱۳۱)۔ اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کرو اور اس پر قائم رہو ہم تم سے روزی کے خواستگار نہیں بلکہ تمہیں ہم روزی دیتے ہیں۔ اور (نیک) انجام (اہل) تقویٰ کا ہے (۱۳۲)۔ اور

(١٣١) اور آپ ہرگز ان اموال کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھیے کہ جن سے ہم نے بنوقریظہ اور بنونضیر (یہودی قبائل) کو ان کی آزمائش کے لیے متمتع کر رکھا تھا تا کہ اس دنیاوی رونق و بہار سے ان کی آزمائش کریں یہ محض دنیاوی زندگی کی رونق ہے اور دنیا میں جو ان کو مال و دولت دے رکھا ہے، اس سے جنت بہت افضل اور دیرپا ہے۔

شانِ نزول: وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ (الخ)

ابن شیبہ، ابن مردویہ، بزار اور ابویعلی نے حضرت ابورافع ؓ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کے ہاں ایک مہمان آئے۔ آپ نے مجھے ایک یہودی کے پاس بھیجا کہ رجب کے چاند تک کچھ آٹا قرض لے آؤ اس نے انکار کر دیا اور کہنے لگا کہ کوئی چیز رہن رکھ دو میں وہاں سے آپ کی خدمت میں آیا اور آپ کو صورت حال بتائی، آپ نے فرمایا اللہ کی قسم میں آسمان والوں میں بھی امین ہوں اور زمین میں بھی امین ہوں، ابورافع ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں آپ کے پاس سے نہیں آیا تا آنکہ فوراً آپ پر یہ آیت کریمہ نازل ہوگئی یعنی اور ہرگز ان چیزوں کی طرف آپ آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھیے جن کو ہم نے کفار کی مختلف جماعتوں کو ان کی آزمائش کے لیے دے کر رکھا۔

(١٣٢) اور اپنے متعلقین کو بھی بالخصوص شدت کے وقت نماز کا حکم کرتے رہیے اور خود بھی اس پر قائم رہیے، ہم آپ سے اور آپ کے متعلقین سے معاش نہیں چاہتے، معاش تو آپ کو ہم دیں گے اور جنت تو ان ہی حضرات کے لیے ہے جو کفر و شرک اور فواحش سے بچنے والے ہیں۔

(١٣٣) اور کفار مکہ یوں کہتے ہیں کہ اے محمد ﷺ ہمارے پاس کوئی نشانی اپنی نبوت کی کیوں نہیں لاتے، کیا ان کے پاس توریت و انجیل کے مضامین کا ظہور نہیں پہنچا کہ ان میں رسول اکرم ﷺ کی نعت و صفت کا ذکر ہے۔

(١٣٤) اور اگر ہم ان کفار مکہ کو اس سے پہلے کہ رسول اکرم ﷺ ان کے پاس قرآن کریم لے کر آئے ہیں ہلاک کر دیتے تو قیامت کے دن یہ یوں کہتے کہ ہمارے پروردگار آپ نے ہمارے پاس کوئی رسول کیوں نہیں بھیجا تھا کہ ہم رسول کی اطاعت کرتے اور آپ کی کتاب پر ایمان لاتے اس سے پہلے کہ ہم بدر کے دن مارے گئے اور قیامت کے دن ہمیں عذاب ہوا۔

(١٣٥) اے محمد ﷺ آپ ان سے فرما دیجیے ہم میں سے اور تم میں سے ہر ایک اپنے ساتھی کی ہلاکت کا انتظار کر رہا ہے تو تھوڑا سا مزید انتظار کر لو۔

قیامت کے نزول عذاب کے وقت تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ راہِ راست پر کون ہیں اور ہم میں سے اور تم میں سے وہ کون ہے جسے دولت ایمان نصیب ہوئی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ۝ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ ۝ لَاهِيَةً قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاَسَرُّوا النَّجْوَى ۖ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۖ هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ۝ قٰلَ رَبِّيْ يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۡ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ بَلْ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍۢ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ ښ فَلْيَاْتِنَا بِاٰيَةٍ كَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ ۝ مَآ اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا ۚ اَفَهُمْ يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ ۝ ثُمَّ صَدَقْنٰهُمُ الْوَعْدَ فَاَنْجَيْنٰهُمْ وَمَنْ نَّشَآءُ وَاَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِيْنَ ۝ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَّاَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ۝ فَلَمَّآ اَحَسُّوْا بَاْسَنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَرْكُضُوْنَ ۝ لَا تَرْكُضُوْا وَارْجِعُوْٓا اِلٰى مَآ اُتْرِفْتُمْ فِيْهِ وَمَسٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْـَٔلُوْنَ ۝

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

لوگوں کا حساب (اعمال کا وقت) نزدیک آ پہنچا ہے اور وہ غفلت میں (پڑے اس سے) منہ پھیر رہے ہیں (۱)۔ ان کے پاس کوئی نئی نصیحت ان کے پروردگار کی طرف سے نہیں آتی مگر وہ اُسے کھیلتے ہوئے سنتے ہیں (۲)۔ اُن کے دل غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور ظالم لوگ (آپس میں) چپکے چپکے باتیں کرتے ہیں کہ یہ (شخص کچھ بھی) نہیں مگر تمہارے جیسا آدمی ہے تو تم آنکھوں دیکھتے جادو (کی لپیٹ) میں کیوں آتے ہو (۳)۔ (پیغمبر نے) کہا کہ جو بات آسمان اور زمین میں (کہی جاتی) ہے میرا پروردگار اُسے جانتا ہے۔ اور وہ سننے والا (اور) جاننے والا ہے (۴)۔ بلکہ (ظالم) کہنے لگے کہ (یہ قرآن) پریشان (باتیں ہیں جو) خواب (میں دیکھ لی) ہیں (نہیں) بلکہ اس نے اس کو اپنی طرف سے بنا لیا ہے (نہیں) بلکہ یہ (شعر ہے جو اس) شاعر (کا نتیجۂ طبع) ہے تو جیسے پہلے (پیغمبر نشانیاں دے کر) بھیجے گئے تھے (اسی طرح) یہ بھی ہمارے پاس کوئی نشانی لائے (۵)۔ ان سے پہلے جن بستیوں کو ہم نے ہلاک کیا وہ ایمان نہیں لاتی تھیں۔ تو کیا یہ ایمان لے آئیں گے (۶)۔ اور ہم نے تم سے پہلے مرد ہی (پیغمبر بنا کر) بھیجے جن کی طرف ہم وحی بھیجتے تھے۔ اگر تم نہیں جانتے تو جو یاد رکھتے ہیں اُن سے پوچھ لو (۷)۔ اور ہم نے اُن کے ایسے جسم نہیں بنائے تھے کہ کھانا نہ کھائیں اور نہ وہ ہمیشہ رہنے والے تھے (۸)۔ پھر ہم نے اُن کے بارے میں (اپنا) وعدہ سچا کر دیا تو اُن کو اور جس کو چاہا نجات دی اور حد سے نکل جانے والوں کو ہلاک کر دیا (۹)۔ ہم نے تمہاری طرف ایسی کتاب نازل کی ہے جس میں تمہارا تذکرہ ہے کیا تم نہیں سمجھتے (۱۰)۔ اور ہم نے بہت سی بستیوں کو جو ستمگار تھیں ہلاک کر مارا اور اُن کے بعد اور لوگ پیدا کر دیے (۱۱)۔ جب انہوں نے ہمارے (عذاب کی) آمد (مقدمہ) عذاب کو دیکھا تو لگے اس سے بھاگنے (۱۲)۔ مت بھاگو اور جن (نعمتوں) میں تم عیش و آسائش کرتے تھے ان کی اور اپنے گھروں کی طرف لوٹ جاؤ۔ شاید تم سے (اس بارے میں) دریافت کیا جائے (۱۳)

تفسیر سورۃ الانبیاء آیات (۱) تا (۱۳)

یہ پوری سورت مکی ہے، اس سورت میں ایک سو بارہ آیات اور ایک ہزار ایک سو اٹھاسی کلمات اور چار ہزار آٹھ سو ساٹھ حروف ہیں۔

(۱) کتاب اللہ میں جس عذاب کا ان مکہ والوں سے وعدہ کیا ہے، ان کے اس عذاب کا وقت قریب ہے اور یہ ابھی اس سے غافل ہیں اور اس کو جھٹلا رہے ہیں اور انھوں نے اس کو پس پشت ڈال رکھا ہے۔

(۲) ان کے نبی کے پاس ان کے رب کی طرف بذریعہ جبریل امین جو نصیحت تازہ آتی ہے۔

یعنی قرآن کریم کی ایک آیت کے بعد دوسری آیت اور ایک سورت کے بعد دوسری سورت نازل ہوتی ہے تو جبریل امین کی تشریف آوری اور رسول اکرم ﷺ کا ان کے سامنے آیات قرآنیہ کا تلاوت کرنا اور ان کا سننا یہ سب چیزیں تازہ اور نئی ہیں تو یہ کفار مکہ رسول اکرم ﷺ کے پڑھنے اور قرآن کریم کو اس طریقے سے سنتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کے ساتھ مذاق کرتے ہیں۔

(۳) ان لوگوں کے دل یوم حشر سے بالکل غافل ہیں اور یہ ظالم لوگ یعنی مشرکین مکہ ابوجہل اور اس کے ساتھی رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کی تکذیب کے بارے میں آپس میں چپکے چپکے سرگوشی کرتے ہیں اور ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ محمد ﷺ ہم جیسے ایک معمولی آدمی ہیں تو کیا پھر بھی ان کے سحر میں مبتلا ہو اور جھوٹ سنتے جاتے۔ حالاں کہ تم خوب جانتے ہو کہ یہ جادو اور جھوٹ ہے۔

(۴) محمد ﷺ نے فرمایا کہ میرا رب ہر بات کو خواہ وہ پوشیدہ ہو خواہ آسمان میں ہو اور خواہ زمین میں ہو خوب جانتا ہے اور وہ ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کی بات کو بخوبی سننے والا اور جو ان کو سزا ملے گی اسے خوب جاننے والا ہے۔

(۵) بلکہ بعض نے یوں بھی کہا کہ محمد ﷺ جو ہمارے پاس لے کر آئے ہیں یہ منتشر خیالات ہیں بلکہ اس سے بڑھ کر یہ کہ پیغمبر ﷺ نے اس قرآن حکیم کو اپنی طرف سے بنالیا بلکہ بعض نے کہا یہ تو شاعر ہیں، شاعروں کی باتیں ایسی ہی ہوتی ہیں۔ ان کو چاہیے کہ ہمارے پاس کوئی بڑی نشانی لائیں جیسا کہ پہلے رسول اپنی اپنی قوم کے انکار کے وقت نشانیاں لائے۔

(۶) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے محمد ﷺ آپ کی قوم سے پہلے کوئی قوم نشانیوں پر ایمان نہیں لائی جن کو ہم نے ان نشانیوں کی تکذیب کے وقت ہلاک کیا ہے سو کیا آپ کی قوم نشانیوں اور معجزات پر ایمان لے آئے گی بلکہ ہرگز یہ ایمان نہیں لائیں گے۔

شان نزول: مَآ اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْيَةٍ (الخ)

ابن جریرؒ نے قتادہ ؓ سے روایت کیا ہے کہ مکہ والوں نے رسول اکرم ﷺ سے کہا کہ اگر آپ اپنے دعوی میں سچے ہیں اور آپ کو ہمارے ایمان لانے پر خوشی ہوگی تو آپ ہمارے لیے صفا پہاڑی کو سونے کی پہاڑی میں تبدیل کردیجیے۔

چنانچہ جبریل امین آپ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ اگر آپ چاہیں تو آپ کی قوم نے جو آپ سے سوال کیا ہے اس کو پورا کر دیا جائے گا لیکن اگر ان کے سوال کو پورا کر دیا جائے اور پھر بھی یہ ایمان نہ لائیں تو نزول عذاب کے متعلق میں ان کو پھر مہلت نہیں دی جائے گی۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی ان سے پہلے کوئی بستی والے جن کو ہم نے ہلاک کیا ہے ایمان نہیں لائے سو کیا یہ لوگ ایمان لے آئیں گے۔

(۷) اور ہم نے آپ سے قبل صرف آدمیوں ہی کو پیغمبر بنایا ہے جیسے کہ آپ کو بنایا ہے جن کے پاس ہم فرشتوں کو بھیجا کرتے تھے جیسا کہ آپ کے پاس بھیجتے ہیں اگر تمہیں یہ معلوم نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے صرف آدمیوں ہی کو پیغمبر بنایا ہے تو توریت وانجیل کے ماننے والوں سے پوچھ لو۔

(۸) اور اسی طرح ہم نے ان انبیاء کرام کے ایسے جسم نہیں بنائے تھے جو کھانا نہ کھاتے ہوں اور پانی نہ پیتے ہوں اور نہ وہ حضرات دنیا میں ہمیشہ رہنے والے ہوئے بلکہ وہ کھانا بھی کھاتے تھے اور پانی بھی پیتے تھے اور ان انبیاء کرام نے وفات بھی پائی ہے۔ یہ آیت کفار مکہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیوں کہ وہ کہتے تھے کہ یہ کیسا رسول ہے کہ کھانا بھی کھاتا ہے اور بازاروں میں بھی چلتا پھرتا ہے۔

(۹) پھر ہم نے ان انبیاء کرام سے جو نجات کا وعدہ کیا تھا اس کو پورا کیا یعنی انبیاء کرام کو اور جو انبیاء کرام پر ایمان لائے ان کو اس عذاب سے نجات دی اور مشرکین کو ہلاک کر دیا۔

(۱۰) اور ہم تمہارے نبی کریم کی طرف ایسی کتاب بھیج چکے ہیں کہ اگر تم اس پر ایمان لے آؤ تو اس میں تمہاری عزت وشرافت ہے کیا پھر بھی نبی عزت وشرافت کی تصدیق نہیں کرتے۔

(۱۱) اور ہم نے بہت سی بستیاں جہاں کے رہنے والے کافر ومشرک تھے برباد کر دیں اور ان کی ہلاکت کے بعد دوسری قوم پیدا کر دی جو ان کی بستیوں میں آباد ہو گئی۔

(۱۲) سو جب ان مشرکین نے اپنی ہلاکت کے لیے ہمارا عذاب آتا ہوا دیکھا تو عذاب سے بچنے کے لیے اس بستی سے بھاگنا شروع کر دیا۔

(۱۳) فرشتوں نے ان سے کہا بھاگو مت اور اپنے سامان عیش کی طرف اور اپنے مکانوں کی طرف واپس چلو شاید تم میں سے کوئی ایمان لانے کے بارے میں یا نبی ﷺ کے قتل کرنے کے بارے میں پوچھے۔

❁ ❁ ❁

تفسیر سورۃ الانبیاء آیات (۱۴ تا ۲۹)

(۱۴) وہ لوگ قتل انبیاء اور نزول عذاب کے وقت کہتے تھے ہائے ہماری کم بختی بے شک ہم ہی نبی علیہ السلام کے قتل کرنے میں ظالم تھے۔

(۱۵) سو ان کی یہی چیخ و پکار جاری رہی حتی کہ ہم نے ان کو ایسا نیست و نابود کر دیا جس طرح فصل کٹ گئی ہو اور آگ ٹھنڈی ہو گئی ہو حضر موت یمن میں ایک بستی ہے۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اس بستی والوں کا تذکرہ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے ان بستی والوں کی طرف ایک نبی بھیجا انھوں نے اس نبی علیہ السلام کو قتل کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پاداش میں ان بستی والوں پر بخت نصر بادشاہ کو مسلط کر دیا اس نے سب کو قتل کر دیا کسی کو بھی باقی نہیں چھوڑا۔

(۱۶) اور ہم نے زمین و آسمان اور تمام مخلوقات کو اس طرح نہیں بنایا کہ ہم فضول کام کرنے والے ہوں کہ اوامر و نواہی کی کوئی ضرورت نہ ہو۔

(۱۷) کفار جو اس بات کے قائل تھے کہ معاذ اللہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں، اس کی اب اللہ تعالیٰ تردید فرماتے ہیں کہ اگر ہمیں لڑکیاں یا بیوی یا یہ کہ اولاد ہی بنانی ہوتی تو ہم اپنے پاس کی چیز یعنی حوروں میں سے بناتے۔

(۱۸) بلکہ ہم اس حق بات کو باطل بات پر پھینک مارتے ہیں سو وہ حق اس باطل کا خاتمہ کر دیتا ہے یعنی یہ کہ ہم نے اثبات حق اور ابطال باطل کے لیے پیدا کیا ہے اور تمہارے لیے اس بات پر بڑا عذاب ہوگا جو تم کہتے ہو کہ معاذ اللہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔

(۱۹۔۲۰) تمام مخلوقات اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں جو اللہ کے نزدیک مقرب فرشتے ہیں ان کی حالت یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت سے عار نہیں کرتے۔ دن رات اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس میں مصروف رہتے ہیں کسی وقت بھی عبادت خداوندی اور اس کی اطاعت و فرمانبرداری سے تھکتے نہیں۔

(۲۱) کیا ان کفار مکہ نے اللہ کے علاوہ اور معبود بنا رکھے ہیں زمین کی چیزوں میں سے جو کسی کو زندہ کرتے ہوں یا پیدا کرتے ہوں۔

(۲۲) اور زمین میں یا آسمان میں اگر اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور خالق ہوتا تو دونوں کی مخلوقات کبھی کی درہم برہم ہو جاتیں، سو ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ جو کہ مالک ہے عرش کا وہ ان کی باتوں سے جو اس کے لیے اولاد اور شریک ثابت کر رہے ہیں پاک ہے۔

(۲۳) اللہ تعالیٰ جو کچھ کرتا اور حکم دیتا ہے اس سے کوئی باز پرس نہیں کر سکتا اور بندوں کے اعمال و اقوال پر باز پرس کی جا سکتی ہے۔

(۲۴) کیا ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اور معبود بنا رکھے ہیں۔ آپ ان سے کہہ دیجیے کہ تم اپنی دلیل ان جھوٹے معبودوں کے دعویٰ پر پیش کرو، یہ میری اور مجھ جیسوں کی کتاب ہے یعنی قرآن کریم ہے اور مجھ سے پہلے جو مومنین، کافرین گزرے ہیں ان کی کتابیں موجود ہیں، ان کی کتابوں میں یہ قطعاً موجود نہیں کہ معاذ اللہ، اللہ تعالیٰ کی اولاد ہے یا اس کا کوئی شریک ہے۔ بلکہ ان لوگوں میں زیادہ وہی ہیں جو رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کی تصدیق نہیں کرتے۔ اس وجہ سے کہ وہ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کو جھٹلانے پر تلے ہوئے ہیں۔

(۲۵) ہم نے آپ سے پہلے کوئی ایسا پیغمبر نہیں بھیجا جس کے پاس یہ وحی نہ بھیجی ہو کہ اپنی قوم کو تبلیغ کرو کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں، تاکہ وہ اس کے قائل ہو جائیں، اور میری ہی عبادت کیا کرو۔

(۲۶۔۲۷) اور ان کفار مکہ میں سے بعض یوں کہتے ہیں کہ نعوذ باللہ، اللہ تعالیٰ نے فرشتوں میں اولاد بنا رکھی ہے توبہ توبہ اس کی ذات اولاد اور شریک سے پاک ہے، بلکہ وہ فرشتے اس کے بندے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت و فرمانبرداری کے صلے میں ان کو اعزاز و اکرام سے نوازا ہے، قول و فعل میں اللہ کے حکم کے بغیر جبریل، میکائیل سے آگے بڑھنے کی کوشش نہیں کرتے اور وہ اس کے حکم کے مطابق قول و فعل انجام دیتے ہیں۔

(۲۸) اللہ تعالیٰ ان کے امور آخرت اور امور دنیا سب کو جانتا ہے اور قیامت کے دن وہ فرشتے سوائے اس شخص کے جس کے لیے شفاعت کرنے کی اللہ تعالیٰ کی مرضی ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کی توحید کو قبول فرما لیا ہو اور کسی کی سفارش نہیں کر سکتے اور وہ سب فرشتے اللہ تعالیٰ کے غضب سے ڈرتے ہیں۔

(۲۹) اور ان فرشتوں میں سے یا پوری مخلوق میں سے جو شخص نعوذ باللہ فرضاً یوں کہے کہ میں اللہ کے علاوہ معبود ہوں تو ہم اس کے بدلے اسے جہنم کی سزا دیں گے اور ہم کافروں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں۔

۞۞۞

اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ۭ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاۗءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۭ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَجَعَلْنَا فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِهِمْ ۠ وَجَعَلْنَا فِيْهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ۝ وَجَعَلْنَا السَّمَاۗءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا ښ وَّهُمْ عَنْ اٰيٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۭ كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ۝ وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ۭ اَفَا۟ىِٕنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ۝ كُلُّ نَفْسٍ ذَاۗىِٕقَةُ الْمَوْتِ ۭ وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ۭ وَاِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ۝ وَاِذَا رَاٰكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ۭ اَھٰذَا الَّذِيْ يَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ ۚ وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝ خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ۭ سَاُورِيْكُمْ اٰيٰتِيْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ ۝ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ لَوْ يَعْلَمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا حِيْنَ لَا يَكُفُّوْنَ عَنْ وُّجُوْهِهِمُ النَّارَ وَلَا عَنْ ظُهُوْرِهِمْ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝ بَلْ تَاْتِيْهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ۝ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ قُلْ مَنْ يَّكْلَؤُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ ۭ بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝

کیا کافروں نے نہیں دیکھا کہ آسمان اور زمین دونوں ملے ہوئے تھے تو ہم نے ان کو جدا جدا کر دیا۔ اور تمام جاندار چیزیں ہم نے پانی سے بنائیں۔ پھر یہ لوگ ایمان کیوں نہیں لاتے (۳۰)۔ اور ہم نے زمین میں پہاڑ بنائے تاکہ لوگوں (کے بوجھ) سے ہلنے (اور جھکنے) نہ لگے اور اس میں کشادہ رستے بنائے تاکہ لوگ ان پر چلیں (۳۱)۔ اور آسمان کو محفوظ چھت بنایا۔ اس پر بھی وہ ہماری نشانیوں سے منہ پھیر رہے ہیں (۳۲)۔ اور وہی تو ہے جس نے رات اور دن اور سورج اور چاند کو بنایا (یہ) سب (یعنی سورج اور چاند اور ستارے) آسمان میں (اس طرح چلتے ہیں گویا) تیر رہے ہیں (۳۳)۔ اور (اے پیغمبر) ہم نے تم سے پہلے کسی آدمی کو بقائے دوام نہیں بخشا۔ بھلا اگر تم مر جاؤ تو کیا یہ لوگ ہمیشہ رہیں گے (۳۴)۔ ہر متنفس کو موت کا مزا چکھنا ہے۔ اور ہم تم لوگوں کو سختی اور آسودگی میں آزمائش کے طور پر مبتلا کرتے ہیں۔ اور تم ہماری ہی طرف لوٹ کر آؤ گے (۳۵)۔ اور جب کافر تم کو دیکھتے ہیں تو تم سے استہزاء کرتے ہیں۔ کہ کیا یہی شخص ہے جو تمہارے معبودوں کا ذکر (برائی سے) کیا کرتا ہے حالانکہ وہ خود رحمٰن کے نام سے منکر ہیں (۳۶)۔ انسان (کچھ ایسا) جلد باز ہے کہ گویا جلد بازی ہی سے بنا دیا گیا ہے۔ میں تم لوگوں کو عنقریب اپنی نشانیاں دکھاؤں گا تو تم جلدی نہ کرو (۳۷)۔ اور کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو (جس عذاب کا) یہ وعدہ (ہے وہ) کب (آئے گا) (۳۸)۔ اے کاش کافر اس وقت کو جانیں جب وہ اپنے مونہوں پر سے (دوزخ کی) آگ کو روک نہ سکیں گے اور نہ اپنی پیٹھوں پر سے اور نہ ان کو کوئی مدد ملے گی (۳۹)۔ بلکہ قیامت ان پر ناگہاں آ واقع ہوگی اور ان کے ہوش کھو دے گی۔ پھر نہ تو وہ اس کو ہٹا سکیں گے اور نہ ان کو مہلت دی جائے گی (۴۰)۔ اور تم سے پہلے بھی پیغمبروں کے ساتھ استہزاء ہوتا رہا ہے تو جو لوگ ان میں سے تمسخر کیا کرتے تھے ان کو اسی (عذاب) نے جس کی ہنسی اڑاتے تھے آ گھیرا (۴۱)۔ کہو کہ رات اور دن میں خدا سے تمہاری کون حفاظت کر سکتا ہے بات یہ ہے کہ اپنے پروردگار کی یاد سے منہ پھیرے ہوئے ہیں (۴۲)

تفسیر سورۃ الانبیاء آیات (۳۰) تا (۴۲)

(۳۰) کیا یہ لوگ جو کہ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کے منکر ہیں نہیں جانتے کہ آسمان اور زمین پہلے بند تھے یعنی

نہ آسمان سے بارش کا ایک قطرہ گرتا تھا اور نہ زمین سے کچھ پیداوار ہوتی تھی ایک دوسرے کے ساتھ اس اعتبار سے ملے ہوئے تھے پھر ہم نے دونوں کو کھول دیا اور ایک دوسرے سے جدا کر دیا کہ آسمان سے بارش ہونے لگی اور زمین میں نباتات اگنے لگے، بلکہ ہم نے مرد و عورت کے پانی سے ہر ایک چیز کو بنایا جو بارش کے پانی کی محتاج ہے۔ کیا ان باتوں کو سن کر بھی مکہ والے رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان نہیں لاتے۔

(۳۱) اور ہم نے زمین پر مضبوط پہاڑوں کو جو کہ زمین کے لیے میخیں ہیں، اس لیے بنایا کہ زمین ان کو لے کر ہلنے نہ لگے اور ہم نے اس زمین میں گھاٹیاں اور کھلے کھلے رستے بنائے تاکہ وہ لوگ ان رستوں کے ذریعے سے سفر کی آمد و رفت میں منزل مقصود کو پہنچ جائیں۔

(۳۲) اور آسمان کو زمین کے اوپر چھت بنایا جو گرنے سے بھی اور بذریعہ ستاروں کی مار کے شیاطین سے بھی محفوظ ہے۔

اور یہ اہل مکہ اس آسمان کے اندر کی نشانیوں سے یعنی چاند، سورج، ستاروں سے اعراض کیے ہوئے ہیں ان میں تدبر اور غور و فکر نہیں کرتے۔ اور اس نے چاند و سورج کو مسخر کیا کہ ہر ایک، الگ الگ دائرے میں اس طرح چل رہے ہیں گویا تیر رہے ہیں۔

(۳۴) اور ہم نے آپ سے پہلے اور انبیاء کرام میں سے کسی بھی نبی کو دنیا میں ہمیشہ رہنے کے لیے پیدا نہیں کیا، اے محمد ﷺ اگر آپ کا انتقال ہو جائے تو کیا یہ لوگ دنیا میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

شان نزول: وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ (الخ)

ابن منذرؒ نے ابن جریجؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کو آپ کے انتقال فرمانے کی خبر دی گئی آپ نے عرض کیا اے میرے پروردگار میرے بعد میری امت کی کون نگرانی کرے گا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی یعنی ہم نے آپ سے پہلے بھی کسی انسان کے لیے ہمیشہ رہنا تجویز نہیں کیا۔

(۳۵) یہ آیت مبارکہ کفار کے جواب کے بارے میں نازل ہوئی ہے، وہ بدبخت آپ کے انتقال فرما جانے کے منتظر تھے اور اس کی خوشیاں مناتے تھے، موت تو ایسی چیز ہے کہ تم میں سے ہر جاندار موت کا مزہ چکھے گا اور ہم تمہیں تنگی اور فراخی سے آزماتے ہیں، یہ دونوں باتیں اللہ کی طرف سے آزمائش ہیں اور مرنے کے بعد پھر تم سب ہماری طرف چلے آؤ گے اور ہم تمہیں تمہارے اعمال کا بدلہ دیں گے۔

(۳۶) اور اے محمد ﷺ ابوجہل اور اس کے ساتھی جب آپ کو دیکھتے ہیں تو آپ سے اپنی گفتگو میں مذاق کرنے لگتے ہیں اور آپس میں کہتے ہیں کیا یہی صاحب ہیں جو تمہارے بتوں کا برائی سے ذکر کرتے ہیں حالاں کہ یہ خود اللہ تعالی

کے ذکر پر انکار اور کفر کیا کرتے ہیں اور بدبخت کہا کرتے ہیں کہ ہم اللہ کو نہیں جانتے مسیلمہ کذاب جانتا ہے۔

شانِ نزول: وَاِذَا رَاٰكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا (الخ)

اور ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے سدی سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کا ابوجہل اور ابوسفیان کے پاس سے گزر ہوا یہ دونوں آپس میں گفتگو کر رہے تھے جب ابوجہل نے آپ کو دیکھا تو بدبخت ہنسا اور ابوسفیان سے کہا کہ یہ بنی عبد مناف کے نبی ہیں۔ یہ سن کر ابوسفیان کو غصہ آیا اور کہا کیا تم اس بات کا انکار کرتے ہو کہ بنی عبد مناف میں کوئی نبی ہو غرض کہ دونوں کی یہ گفتگو رسول اکرم ﷺ نے سنی اور آپ ابوجہل کے پاس لوٹ کر آئے اور اس کو ڈرایا اور فرمایا کہ تو اس وقت تک اپنی باتوں سے باز نہیں آئے گا جب تک کہ تیرے اوپر بھی وہی عذاب نازل نہ ہو جو دوسروں پر ہوا اسی وقت یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی یعنی یہ کافر لوگ جب آپ کو دیکھتے ہیں تو بس آپ سے مذاق کرنے لگتے ہیں۔

(۳۷) انسان جلدی ہی کے خمیر کا بنا ہوا ہے یہ کہ انسان سے مراد نضر بن حارث ہے کہ وہ جلدی ہی کے خمیر کا بنا ہوا ہے اسی بنا پر نزول عذاب کے بارے میں جلدی کرتا ہے۔

ہم عنقریب اپنی وحدانیت کے دلائل آفاق میں دکھائے دیتے ہیں یا یہ کہ اپنی عذاب بالسیف کی نشانی عنقریب بدر کے دن دکھائے دیتے ہیں سو تم وقت آنے سے پہلے نزول عذاب کے بارے میں جلدی مت کرو۔

(۳۸) اور کفار مکہ یوں کہتے ہیں کہ اے محمد ﷺ وہ عذاب کا وعدہ جس سے آپ ہمیں کو ڈراتے ہیں وہ کب آئے گا اگر آپ سچے ہیں۔

(۳۹) کاش ان لوگوں کو جو کہ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کے منکر ہیں اس وقت کی خبر ہوتی کہ عذاب میں ان کی کیا درگت بنے گی تو یہ ہرگز نزول عذاب کے بارے میں جلدی نہ کرتے۔ نزول عذاب کے وقت تو یہ لوگ اس عذاب کی آگ کو نہ اپنے سامنے سے روک سکیں گے اور نہ اپنے پیچھے سے اور نہ ان کی کوئی حمایت کرے گا کہ اس عذاب کو ان سے دور کر دے۔

(۴۰) بلکہ قیامت کا عذاب ان پر ایک دم سے آئے گا سو ان کے ہوش و حواس بھلا دے گا، پھر اپنے اوپر سے نہ اس کو ہٹانے کی ان کو قدرت ہوگی اور نہ ان کو عذاب کے بارے میں مہلت دی جائے گی۔

(۴۱) اور آپ سے پہلے جتنے پیغمبر گزرے ہیں ان کے ساتھ بھی ان کی قوم نے مذاق کیا جیسا کہ آپ کا آپ کی قوم مذاق اڑاتی ہے سو جن لوگوں نے انبیاء کرام کے ساتھ مذاق کیا تھا تو ان پر وہ عذاب نازل ہو گیا جس کے ساتھ وہ مذاق کیا کرتے تھے یا یہ کہ ان کے استہزاء اور تمسخر کی وجہ سے ان پر عذاب نازل ہو گیا۔

(۴۲) اور اے محمد ﷺ آپ ان مکہ والوں سے یہ بھی فرمائیے کہ وہ کون ہے جو رات میں اور دن میں اللہ کے عذاب

سے تمہاری حفاظت کرتا ہے یا یہ کہ اللہ کے علاوہ اور کون ہے جو اس کے عذاب سے حفاظت کرتا ہے بلکہ یہ لوگ اب بھی اپنے رب حقیقی کی توحید اور اس کی کتاب کو جھٹلانے والے اور اسے پس پشت ڈالنے والے ہیں۔

أَمْ لَهُمْ آلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِنْ دُونِنَا ۚ لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَ أَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ مِنَّا يُصْحَبُونَ ﴿٤٣﴾ بَلْ مَتَّعْنَا هَٰؤُلَاءِ وَآبَاءَهُمْ حَتَّىٰ طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۗ أَفَلَا يَرَوْنَ أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا ۚ أَفَهُمُ الْغَالِبُونَ ﴿٤٤﴾ قُلْ إِنَّمَا أُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ ۚ وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَاءَ إِذَا مَا يُنْذَرُونَ ﴿٤٥﴾ وَلَئِنْ مَسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُولُنَّ يَا وَيْلَنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ ﴿٤٦﴾ وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا ۖ وَإِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا ۗ وَكَفَىٰ بِنَا حَاسِبِينَ ﴿٤٧﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَىٰ وَهَارُونَ الْفُرْقَانَ وَضِيَاءً وَذِكْرًا لِلْمُتَّقِينَ ﴿٤٨﴾ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَهُمْ مِنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُونَ ﴿٤٩﴾ وَهَٰذَا ذِكْرٌ مُبَارَكٌ أَنْزَلْنَاهُ ۚ أَفَأَنْتُمْ لَهُ مُنْكِرُونَ ﴿٥٠﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا إِبْرَاهِيمَ رُشْدَهُ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهِ عَالِمِينَ ﴿٥١﴾ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا هَٰذِهِ التَّمَاثِيلُ الَّتِي أَنْتُمْ لَهَا عَاكِفُونَ ﴿٥٢﴾ قَالُوا وَجَدْنَا آبَاءَنَا لَهَا عَابِدِينَ ﴿٥٣﴾ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ﴿٥٤﴾ قَالُوا أَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ أَمْ أَنْتَ مِنَ اللَّاعِبِينَ ﴿٥٥﴾ قَالَ بَلْ رَبُّكُمْ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الَّذِي فَطَرَهُنَّ وَأَنَا عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ ﴿٥٦﴾

کیا ہمارے سوا ان کے اور معبود ہیں کہ ان کو (مصائب سے) بچا سکیں۔ وہ آپ اپنی مدد تو کر ہی نہیں سکتے اور نہ ہم سے پناہ ہی دیے جائیں گے (۴۳)۔ بلکہ ہم ان لوگوں کو اور ان کے باپ دادا کو متمتع کرتے رہے یہاں تک کہ (اسی حالت میں) ان کی عمریں بسر ہوگئیں۔ کیا یہ نہیں دیکھتے کہ ہم زمین کو اس کے کناروں سے گھٹاتے چلے آتے ہیں۔ تو کیا یہ لوگ غلبہ پانے والے ہیں؟ کہہ دو کہ میں تم کو حکم خدا کے مطابق نصیحت کرتا ہوں اور بہروں کو جب نصیحت کی جائے تو وہ پکار کو سنتے ہی نہیں (۴۵)۔ اور اگر ان کو تمہارے پروردگار کا تھوڑا سا بھی عذاب پہنچے تو کہنے لگیں کہ ہائے کم بختی ہم بے شک ظالم تھے (۴۶)۔ اور ہم قیامت کے دن انصاف کی ترازو کھڑی کریں گے تو کسی شخص کی ذرا بھی حق تلفی نہ کی جائے گی۔ اور اگر رائی کے دانے کے برابر بھی (کسی کا عمل) ہوگا تو ہم اس کو لا حاضر کریں گے اور ہم حساب کرنے کو کافی ہیں (۴۷)۔ اور ہم نے موسیٰ اور ہارون کو (ہدایت اور گمراہی میں) فرق کر دینے والی اور (سرتاپا) روشنی اور نصیحت (کی کتاب) عطا کی (یعنی) پرہیزگاروں کے لیے (۴۸)۔ جو بن دیکھے اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں اور قیامت کا بھی خوف رکھتے ہیں (۴۹)۔ اور یہ مبارک نصیحت ہے جسے ہم نے نازل فرمایا ہے تو کیا تم اس سے انکار کرتے ہو (۵۰)۔ اور ہم نے ابراہیم کو پہلے ہی سے ہدایت دی تھی اور ہم ان (کے حال) سے واقف تھے (۵۱)۔ جب انہوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ یہ کیا مورتیں ہیں جن (کی پرستش) پر تم معتکف (و قائم) ہو (۵۲)۔ وہ کہنے لگے کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ان کی پرستش کرتے دیکھا ہے (۵۳)۔ (ابراہیم نے) کہا کہ تم بھی (گمراہ ہو) اور تمہارے باپ دادا بھی صریح گمراہی میں پڑے رہے (۵۴)۔ وہ بولے کیا تم ہمارے پاس (واقعی) حق لائے ہو یا (ہم سے) کھیل (کی باتیں) کرتے ہو (۵۵)۔ (ابراہیم نے) کہا (نہیں) بلکہ تمہارا پروردگار آسمانوں اور زمین کا پروردگار ہے جس نے ان کو پیدا کیا ہے اور میں اس (بات) کا گواہ (اور اسی کا قائل) ہوں (۵۶)

تفسیر سورة الانبیاء آیات (۴۳) تا (۵۶)

(۴۳) کیا ان کے پاس ہمارے علاوہ ایسے معبود ہیں جو ہمارے عذاب سے ان کو بچا لیتے ہوں وہ بے چارے دوسروں کے عذاب سے کیا حفاظت کرتے اور ان کی درماندگی کی تو یہ حالت ہے کہ وہ خود اپنی جانوں کی حفاظت نہیں کر سکتے اور نہ ہمارے عذاب کے مقابلہ میں کوئی ان کا ساتھ دے سکا تو پھر وہ بے چارے دوسروں کا کیا ساتھ دیتے۔

(۴۴) بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ ہم نے ان مکہ والوں کو اور ان سے پہلے ان کے آباؤ اجداد کو بہت مہلت دی یہاں تک کہ اسی حالت میں ایک زمانہ گزر گیا۔ کیا مکہ والے یہ نہیں دیکھتے کہ ہم ان کی سرزمین کو چاروں طرف سے رسول اکرم ﷺ کے ہاتھ پر فتح کرتے چلے آرہے ہیں تو کیا یہ لوگ اب رسول اکرم ﷺ کے مقابلہ میں غالب آئیں گے۔

(۴۵) آپ ان سے فرما دیجیے کہ میں تو صرف وحی یعنی قرآن کریم کے ذریعے سے تمہیں ڈراتا ہوں اور ان بہروں کو جس وقت حق کی دعوت دی جاتی ہے اور اس سے ان کو ڈرایا جاتا ہے تو یہ سنتے ہی نہیں یا یہ کہ آپ ان بہروں کو حق کی بات کہاں سنا سکتے ہیں۔

(۴۶) اور اگر ان کو آپ کے رب کے عذاب کا ایک جھونکا بھی لگ جائے تو یوں کہنے لگیں گے کہ ہائے ہماری کمبختی ہم نے ہی اللہ تعالیٰ کا کفر کر کے اپنے اوپر ظلم کیا ہے۔

(۴۷) بلکہ ہم قیامت کے روز میزان عدل قائم کریں گے اس میزان کے دو پلڑے ہوں گے اور اس کی زبان بھی ہوگی اس میں نیکیوں اور برائیوں کے علاوہ اور کسی چیز کا وزن نہیں کیا جائے گا اور کسی پر ظلم نہیں کیا جائے گا یعنی ایسا ہرگز نہیں ہوگا کہ کسی کی نیکیوں میں سے کچھ کمی کر دی جائے اور کسی کی برائیوں میں اضافہ کر دیا جائے۔ بلکہ اگر کسی کا کوئی عمل رائی کے دانہ کے برابر بھی ہوگا تو ہم اسے وہاں حاضر کر دیں گے یا یہ کہ اس کا بدلہ دے دیں گے اور ہم حساب لینے والے کافی ہیں یا یہ کہ ہم حفاظت کرنے والے اور جاننے والے کافی ہیں۔

(۴۸) اور ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام و ہارون علیہ السلام کو ایک فیصلہ یعنی شبہات سے نکلنے کی راہ یہ کہ فرعون پر غلبہ اور قوت پانے کی اور گمراہی سے روشنی اور اس کے لیے بیان اور کفر و شرک اور برائیوں سے بچنے والوں کے لیے نصیحت کی چیز عطا فرمائی تھی۔

(۴۹) جو پرہیزگار اپنے پروردگار سے بغیر دیکھے اس کی خوشنودی کے لیے غیب ایمان کرتے ہیں اور وہ لوگ عذاب قیامت سے بھی ڈرتے ہیں۔

(۵۰) اسی طرح یہ قرآن کریم بھی ایک کثیر الفائدہ نصیحت کی کتاب ہے جو اس پر ایمان لانے والوں کے لیے باعث رحمت و مغفرت ہے جس کو ہم نے بذریعہ جبریل امین نازل کیا ہے پھر بھی کیا تم اس کے منکر ہو۔

(۵۱) اور ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بالغ ہونے سے پہلے ان کو علم اور خوش فہمی عطا کی تھی یا یہ کہ ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام و حضرت ہارون علیہ السلام کے زمانہ سے پہلے ان کو نبوت کے ساتھ سرفراز فرمایا تھا یا یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی بعثت سے قبل ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نبوت عطا کی تھی اور ہم ان کے کمالات کو اور یہ کہ وہ اس چیز کے اہل ہیں خوب جانتے تھے۔

(۵۲) جب کہ انھوں نے اپنے باپ آزر اور نمرود بن کنعان اور ان کے لوگوں سے کہا یہ کیا بیہودہ مورتیاں ہیں جن کی تم لوگ عبادت کر رہے ہو۔

(۵۳) وہ لوگ کہنے لگے ہم نے اپنے بڑوں کو ان کی عبادت کرتے ہوئے دیکھا ہے اس لیے ہم بھی ان کی عبادت کرتے ہیں۔

(۵۴) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان سے فرمایا بے شک تم اور تمہارے آباؤ اجداد کھلی غلطی اور کفر میں مبتلا ہیں۔

(۵۵) وہ یہ سن کر کہنے لگے اے ابراہیم کیا تم سچی اور حقیقی بات کہہ رہے ہو یا یوں ہی دل لگی کر رہے ہو۔

(۵۶) حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا بلکہ تمہارا حقیقی پروردگار وہی ہے جو آسمان و زمین کا پروردگار اور ان کا خالق ہے اور میں جو تم سے کہہ رہا ہوں اس پر دلیل بھی رکھتا ہوں۔

❁ ❁ ❁

وَتَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ ۝ فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا كَبِيْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ ۝ قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَآ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗٓ اِبْرٰهِيْمُ ۝ قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰٓى اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ ۝ قَالُوْٓا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۝ قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ ۖ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ۝ فَرَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْٓا اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى رُءُوْسِهِمْ ۚ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ يَنْطِقُوْنَ ۝ قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْـًٔا وَّلَا يَضُرُّكُمْ ۝ اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۝ قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ۝ وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ ۝ وَنَجَّيْنٰهُ وَلُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ ۝ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ ۭ وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً ۭ وَكُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ ۝ وَجَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاۗءَ الزَّكٰوةِ ۚ وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ ۝ وَلُوْطًا اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا وَّنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰۗىِٕثَ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِيْنَ ۝ وَاَدْخَلْنٰهُ فِيْ رَحْمَتِنَا ۭ اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝

اور خدا کی قسم جب تم پیٹھ پھیر کر چلے جاؤ گے تو میں تمہارے بتوں سے ایک چال چلوں گا (۵۷)۔ پھر ان کو توڑ کر ریزہ ریزہ کر دیا مگر ایک بڑے (بت) کو (نہ توڑا) تاکہ وہ اس کی طرف رجوع کریں (۵۸)۔ کہنے لگے کہ ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ معاملہ کس نے کیا؟ وہ تو کوئی ظالم ہے (۵۹)۔ لوگوں نے کہا کہ ہم نے ایک جوان کو ان کا ذکر کرتے ہوئے سنا ہے اُسے ابراہیم کہتے ہیں (۶۰)۔ وہ بولے کہ اسے لوگوں کے سامنے لاؤ تاکہ وہ گواہ رہیں (۶۱)۔ (جب ابراہیم آئے تو) بت پرستوں نے کہا کہ ابراہیم بھلا یہ کام ہمارے معبودوں کے ساتھ تم نے کیا ہے؟ (۶۲)۔ (ابراہیم نے) کہا (نہیں) بلکہ یہ ان کے اس بڑے (بت) نے کیا (ہوگا)۔ اگر یہ بولتے ہوں تو ان سے پوچھ لو (۶۳)۔ انہوں نے اپنے دل میں غور کیا تو آپس میں کہنے لگے کہ بےشک تم ہی بےانصاف ہو (۶۴)۔ پھر (شرمندہ ہو کر) سر نیچا کر لیا (اس پر بھی ابراہیم سے کہنے لگے کہ) تم جانتے ہو یہ بولتے نہیں (۶۵)۔ (ابراہیم نے) کہا کہ پھر تم خدا کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کو کیوں پوجتے ہو جو نہ تمہیں کچھ فائدہ دے سکیں اور نہ نقصان پہنچا سکیں (۶۶)۔ تف ہے تم پر اور جن کو تم خدا کے سوا پوجتے ہو ان پر بھی کیا تم عقل نہیں رکھتے؟ (۶۷)۔ (تب وہ) کہنے لگے کہ اگر تمہیں (اس سے اپنے معبود کا انتقام لینا اور) کچھ کرنا ہے تو اس کو جلا دو اور اپنے معبودوں کی مدد کرو (۶۸)۔ ہم نے حکم دیا کہ اے آگ سرد ہو جا اور ابراہیم پر (موجب) سلامتی (بن جا) (۶۹)۔ اور ان لوگوں نے برا تو ان کا چاہا تھا مگر ہم نے انہی کو نقصان میں ڈال دیا (۷۰)۔ اور ابراہیم اور لوط کو اس سرزمین کی طرف بچا نکالا جس میں ہم نے اہل عالم کے لیے برکت رکھی ہے (۷۱)۔ اور ہم نے ابراہیم کو اسحاق عطا کیے۔ اور مستزاد برآں یعقوب۔ اور سب کو نیک بخت کیا (۷۲)۔ اور ان کو پیشوا بنایا کہ ہمارے حکم سے ہدایت کرتے تھے اور ان کو نیک کام کرنے اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم بھیجا اور وہ ہماری عبادت کیا کرتے تھے (۷۳)۔ اور لوط (کا قصہ یاد کرو) جب ان کو ہم نے حکم (یعنی حکمت و نبوت) اور علم بخشا اور اس بستی سے جہاں کے لوگ گندے کام کیا کرتے تھے بچا نکالا۔ بےشک وہ برے اور بدکردار لوگ تھے (۷۴)۔ اور انہیں اپنی رحمت (کے محل) میں داخل کیا۔ کچھ شک نہیں کہ وہ نیک بختوں میں تھے (۷۵)

تفسیر سورۃ الانبیاء، آیات (۵۷) تا (۷۵)

(۵۷) اور حضرت ابراہیم نے اپنے دل میں کہا، اللہ کی قسم میں تمہارے ان بتوں کی اچھی طرح درگت بناؤں گا جب تم ان کے پاس سے اپنی عید منانے چلے جاؤ گے۔

(۵۸۔۵۹) چنانچہ جب وہ سب لوگ شہر کے باہر عید منانے گئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام شہر میں اکیلے رہ گئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کے بت خانہ میں گئے تو انھوں نے بڑے بت کے علاوہ سب کو توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا کہ شاید وہ لوگ اپنی عید سے واپسی پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے دریافت کریں چنانچہ جب وہ لوگ واپس آئے اور اپنے بت خانہ میں داخل ہوئے تو کہنے لگے کہ یہ بے ادبی کا کام ہمارے بتوں کے ساتھ کس نے کیا ہے۔

(۶۰) ان میں سے بعض نے کہا کہ ہم نے ایک نوجوان آدمی کو جس کا نام ابراہیم ہے ان بتوں کا برائی اور ذلت کے ساتھ ذکر کرتے سنا ہے۔

(۶۱) یہ سن کر نمرود نے سب سے کہا، اچھا تو اس شخص کو سب لوگوں کے سامنے حاضر کرو تاکہ سب اس کی حرکت یا اس کے قول یا یہ کہ اس کو جو سزا دی جائے اس پر گواہ ہو جائیں۔

(۶۲) غرض کہ وہ سب کے سامنے آئے تو سب کی طرف سے ان سے نمرود نے کہا، ابراہیم علیہ السلام کیا تم نے ہمارے بتوں کی بے حرمتی کی ہے۔

(۶۳) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا میں نے نہیں بلکہ اس بڑے گرو نے یہ حرکت کی ہے جس کی گردن میں یہ کدال لگی ہوئی ہے سو ان ہی سے پوچھ لو اگر یہ بولتے ہیں تاکہ یہ تمہیں خود بتا دیں کہ کس نے ان کی پٹائی کی ہے۔

(۶۴) اس پر وہ لوگ خود کو ملامت کرنے لگے اور ان کے سردار نمرود نے ان سے کہا کہ حقیقت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مقابلہ میں تم ہی ناحق پر ہو اور وہ حق پر ہیں۔

(۶۵) پھر شرم کے مارے اپنے سروں کو جھکا لیا اور پھر اپنی پچھلی بات پر آ گئے اور نمرود کہنے لگا اے ابراہیم تمہیں تو اچھی طرح معلوم ہی ہے کہ بت کچھ بولتے نہیں تو ان سے کیا پوچھیں کہ کس نے ان کو ٹکڑے کیا ہے۔

(۶۶) اس وقت ابراہیم علیہ السلام نے ان کی خوب خبر لی کہ نہایت افسوس کی بات ہے کہ تم اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت کرتے ہو کہ وہ تمہاری اس عبادت کرنے میں نہ تمہیں کچھ نفع پہنچا سکے اور ترک عبادت میں تمہیں کچھ نقصان پہنچا سکے۔

(۶۷) تمہارے لیے بربادی اور تم پر افسوس ہے اور ان پر بھی جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو کیا تمہارے میں انسانوں والا ذہن نہیں اور تم اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ جو تمہیں نفع و نقصان کچھ بھی نہ پہنچا سکے، وہ ہرگز کسی بھی صورت میں

عبادت کے لائق نہیں۔

(۶۸) ان کا سردار نمرود یہ سن کر کہنے لگا کہ نعوذ باللہ ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں جلا دو اور ان سے اپنے معبودوں کا بدلہ لینے کے لیے اگر تمہیں کچھ کرنا ہو تو بس ان کو آگ میں ڈال دو۔

(۶۹) ہم نے آگ کو حکم دیا کہ گرمی سے ٹھنڈی اور ٹھنڈک سے بے ضرر ہو جا، ابراہیم علیہ السلام کے حق میں اور اگر اللہ تعالیٰ زیادہ ٹھنڈک سے بے ضرر ہونے کا حکم نہ فرماتا تو ٹھنڈک کی شدت حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تکلیف پہنچاتی۔

(۷۰) ان لوگوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جلانے کی کارروائی کی تھی سو ہم نے ان ہی لوگوں کو ذلیل و رسوا کر دیا۔

(۷۱) اور ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ سے اور لوط علیہ السلام کو خسف سے بچا کر ان دونوں کو سرزمین مقدس، فلسطین و اردن کی طرف بھیج دیا جس میں ہم نے دنیا جہان والوں کے لیے پانی اور پھلوں کی بھی برکت رکھی تھی۔

(۷۲) اور ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اسحاق بیٹا اور یعقوب پوتا عطا کیا اور ہم نے حضرت ابراہیم، حضرت اسحاق، حضرت یعقوب علیہم السلام اور ان کی اولاد میں نبوت عطا کی۔

(۷۳) اور ہم نے ان سب کو مقتدا بنایا کہ ہمارے حکم و اطاعت کی طرف مخلوق کو دعوت دیا کرتے تھے۔

اور ہم نے ان کے پاس نیک کاموں کے کرنے کا یعنی توحید کی طرف دعوت دینے کا خصوصاً نماز کی پابندی کا اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم بھیجا اور وہ لوگ ہماری خوب اطاعت کیا کرتے تھے۔

(۷۳) اور لوط علیہ السلام کو بھی ہم نے فہم سلیم اور نبوت عطا کی اور سدوم بستی سے نجات دی جس کے رہنے والے برے برے کام کیا کرتے تھے یعنی لواطت بے شک وہ لوگ اپنے کفر میں بڑے بدذات اور ان افعال لواطت وغیرہ میں بہت ہی بدکار تھے۔

(۷۵) اور ہم لوط علیہ السلام کو آخرت میں جنت میں داخل کریں گے اور ان کو دنیا میں بھی نبوت کے ساتھ سرفراز فرمایا اور وہ انبیاء کرام کے طریقہ پر تھے۔

❁ ❁ ❁

وَنُوحًا إِذْ نَادَىٰ مِن قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ فَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيمِ ﴿٧٦﴾ وَنَصَرْنَاهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمَ سَوْءٍ فَأَغْرَقْنَاهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٧٧﴾ وَدَاوُودَ وَسُلَيْمَانَ إِذْ يَحْكُمَانِ فِي الْحَرْثِ إِذْ نَفَشَتْ فِيهِ غَنَمُ الْقَوْمِ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شَاهِدِينَ ﴿٧٨﴾ فَفَهَّمْنَاهَا سُلَيْمَانَ ۚ وَكُلًّا آتَيْنَا حُكْمًا وَعِلْمًا ۚ وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوُودَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ۚ وَكُنَّا فَاعِلِينَ ﴿٧٩﴾ وَعَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ لَبُوسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُم مِّن بَأْسِكُمْ ۖ فَهَلْ أَنتُمْ شَاكِرُونَ ﴿٨٠﴾ وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ عَاصِفَةً تَجْرِي بِأَمْرِهِ إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا ۚ وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عَالِمِينَ ﴿٨١﴾ وَمِنَ الشَّيَاطِينِ مَن يَغُوصُونَ لَهُ وَيَعْمَلُونَ عَمَلًا دُونَ ذَٰلِكَ ۖ وَكُنَّا لَهُمْ حَافِظِينَ ﴿٨٢﴾ وَأَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ﴿٨٣﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ فَكَشَفْنَا مَا بِهِ مِن ضُرٍّ ۖ وَآتَيْنَاهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُم مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِندِنَا وَذِكْرَىٰ لِلْعَابِدِينَ ﴿٨٤﴾ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِدْرِيسَ وَذَا الْكِفْلِ ۖ كُلٌّ مِّنَ الصَّابِرِينَ ﴿٨٥﴾ وَأَدْخَلْنَاهُمْ فِي رَحْمَتِنَا ۖ إِنَّهُم مِّنَ الصَّالِحِينَ ﴿٨٦﴾

اور نوح (کا قصہ بھی یاد کرو) جب (اس سے) پیشتر انہوں نے ہم کو پکارا تو ہم نے ان کی دعا قبول فرمائی اور ان کو اور ان کے ساتھیوں کو بڑی گھبراہٹ سے نجات دی (۷۶)۔ اور جو لوگ ہماری آیتوں کی تکذیب کرتے تھے ان پر نصرت بخشی۔ وہ بے شک بُرے لوگ تھے سو ہم نے ان سب کو غرق کر دیا (۷۷)۔ اور داؤد اور سلیمان (کا حال بھی سن لو کہ) جب وہ ایک کھیتی کا مقدمہ فیصل کرنے لگے جس میں کچھ لوگوں کی بکریاں رات کو چر گئی (اور اسے روند گئی) تھیں اور ہم ان کے فیصلے کے وقت موجود تھے (۷۸)۔ تو ہم نے فیصلہ (کرنے کا طریق) سلیمان کو سمجھا دیا اور ہم نے دونوں کو حکم (یعنی حکمت و نبوت) اور علم بخشا تھا اور ہم نے پہاڑوں کو داؤد کا مسخر کر دیا تھا کہ ان کے ساتھ تسبیح کرتے تھے اور جانوروں کو بھی (مسخر کر دیا تھا) اور ہم ہی (ایسا) کرنے والے تھے (۷۹)۔ اور ہم نے تمہارے لیے ان کو ایک (طرح کا) لباس بنانا بھی سکھا دیا تاکہ تم کو لڑائی (کے ضرر) سے بچائے پس تم کو شکرگزار ہونا چاہیے (۸۰)۔ اور ہم نے تیز ہوا سلیمان کے تابع (فرمان) کر دی تھی جو ان کے حکم سے اس ملک میں چلتی تھی جس میں ہم نے برکت دی تھی (یعنی شام) اور ہم ہر چیز سے خبردار ہیں (۸۱)۔ اور دیووں (کی جماعت کو بھی ان کے تابع کر دیا تھا کہ ان) میں بعض ان کے لیے غوطے مارتے تھے اور اس کے سوا اور کام بھی کرتے تھے۔ اور ہم ان کے نگہبان تھے (۸۲)۔ اور ایوب کو (یاد کرو) جب انہوں نے اپنے پروردگار سے دعا کی کہ مجھے ایذا ہو رہی ہے اور تو سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے (۸۳)۔ تو ہم نے ان کی دعا قبول کر لی اور جو ان کو تکلیف تھی وہ دور کر دی اور ان کو بال بچے بھی عطا فرمائے اور اپنی مہربانی سے ان کے ساتھ اتنے ہی اور (بخشے) اور عبادت کرنے والوں کے لیے (یہ) نصیحت ہے (۸۴)۔ اور اسمٰعیل اور ادریس اور ذوالکفل (کو بھی یاد کرو) یہ سب صبر کرنے والے تھے (۸۵)۔ اور ہم نے ان کو اپنی رحمت میں داخل کیا۔ بلاشبہ وہ نیکوکار تھے (۸۶)

تفسیر سورۃ الانبیاء آیات (۷۶) تا (۸۶)

(۷۶) اور حضرت نوح علیہ السلام کو بھی ہم نے نبوت کے ساتھ سرفراز فرمایا ان کا وہ واقعہ بھی بیان کیجیے جب کہ انھوں نے حضرت لوط علیہ السلام کے زمانہ سے پہلے اپنی قوم کی ہلاکت کے لیے اپنے رب سے دعا کی، سو ہم نے ان کی دعا قبول کی اور ان کو اور ان پر ایمان لانے والوں کو غرق ہونے سے نجات دی۔

(۷۷) اور ہم نے ایک قوم سے بدلہ لیا جنھوں نے ہماری کتاب اور ہمارے رسول نوح علیہ السلام کو جھٹلایا یقیناً وہ لوگ اپنے کفر میں بہت بڑے تھے، اس لیے ہم نے ان سب کو طوفان کے ذریعے غرق کر دیا۔

(۷۸) اور حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام کو بھی ہم نے نبوت اور حکمت کے ساتھ اعزاز عطا کیا ان کا وہ واقعہ قابل ذکر ہے جب کہ وہ کسی قوم کے انگوروں کے باغ کے بارے میں فیصلہ کرنے لگے جس کھیت میں رات کے وقت کچھ لوگوں کی بکریاں چلی گئی تھیں اور اس کھیت کو کھا گئی تھیں اور ہم حضرت داؤد و سلیمان کے فیصلہ کو جاننے والے تھے۔

(۷۹) سو ہم نے اس فیصلہ کا آسان سمجھاؤ سلیمان علیہ السلام کو دے دیا اور یوں ہم نے دونوں ہی کو حکمت اور نبوت عطا کی تھی اور ہم نے داؤد علیہ السلام کے ساتھ جس وقت وہ تسبیح کیا کرتے تھے، پہاڑوں کو تابع کر دیا تھا کہ وہ بھی ان کے ساتھ تسبیح کیا کرتے تھے اور اسی طرح پرندوں کو بھی اور ان کاموں کے کرنے والے ہم تھے۔

(۸۰) اور ہم نے ان کو زرہ بنانے کی صنعت تم لوگوں کے نفع کے لیے سکھائی تا کہ وہ زرہ تمھیں لڑائی میں تمہارے دشمنوں کے ہتھیاروں سے بچائے سو تم اس زرہ کی نعمت کا شکر کرتے بھی یا نہیں۔

(۸۱) اور ہم نے سلیمان علیہ السلام کے لیے تیز ہوا کو تابع بنا دیا تھا اور وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے یا یوں کہ سلیمان علیہ السلام کے حکم سے اس سرزمین کی طرف چلتی، جس میں ہم نے پھلوں وغیرہ کی برکت رکھی ہے یعنی شام، اردن، فلسطین کی طرف اور ہم ہر چیز کو جانتے ہیں۔ اس لیے ہم نے سلیمان علیہ السلام کے لیے ان چیزوں کو مسخر کیا۔

(۸۲) اور شیاطین یعنی جنات میں سے بھی ہم نے ایسوں کو مسخر کر دیا تھا جو سلیمان علیہ السلام کے لیے دریاؤں میں غوطہ لگایا کرتے تھے تا کہ جواہرات اور موتی سمندروں میں سے نکال کر ان کے پاس لائیں اور وہ اس غوطہ زنی کے علاوہ سلیمان علیہ السلام کے لیے تعمیرات کے بھی کام کیا کرتے تھے اور ان جنات کے سنبھالنے والے ہم تھے تا کہ ان میں سے کوئی کسی پر زیادتی نہ کرے۔

(۸۳) اور ایوب علیہ السلام کے قصہ کا ذکر کیجیے جب کہ انھوں نے شدید مرض میں مبتلا ہونے کے بعد اپنے رب کو پکارا کہ مجھے بہت سخت جسمانی تکلیف پہنچ رہی ہے، آپ مہربانی فرمائیں اور اس تکلیف سے مجھے نجات دیں۔

(۸۴) سو ہم نے ان کی دعا قبول کی اور ان کو جو تکلیف تھی اس کو دور کر دیا اور جنت میں ہم نے ان کا کنبہ جو دنیا میں ہلاک ہو گیا تھا عطا کیا اور جتنا ہلاک ہو گیا تھا اس کے برابر اس دنیا میں بھی عطا کیا یہ سب اپنی خاص رحمت کے سبب سے اور مومنین کے لیے یادگار کے سبب سے۔

(۸۵-۸۶) اور اسماعیل اور ادریس اور ذوالکفل کا بھی تذکرہ کیجیے یہ سب احکام الہیہ تشریعیہ و تکوینیہ پر ثابت قدم رہنے والے لوگوں میں سے تھے، ہم ان کو آخرت میں اپنی جنت میں داخل کریں گے اور ذوالکفل علیہ السلام کے علاوہ یہ سب نبی تھے اور ذوالکفل نبی نہیں تھے بلکہ ایک صالح نیکوکار شخص تھے۔

وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِى الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ؕ وَكَذٰلِكَ نُـنْجِى الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَزَكَرِيَّاۤ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِىْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِى الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ؕ وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ۝ وَالَّتِىْۤ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَاۤ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۖ وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ۝ وَتَقَطَّعُوْۤا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ ؕ كُلٌّ اِلَيْنَا رٰجِعُوْنَ ۝ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ ۚ وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ ۝ وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَاۤ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ۝ حَتّٰۤى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ۝ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِىَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ يٰوَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِىْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝ اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ؕ اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ ۝ لَوْ كَانَ هٰۤؤُلَاۤءِ اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا ؕ وَكُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّهُمْ فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰۤى ۙ اُولٰۤئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ۝ لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا ۚ وَهُمْ فِىْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ۝ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰٮهُمُ الْمَلٰۤئِكَةُ ؕ هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِىْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝

اور ذوالنون کو (یاد کرو) جب وہ (اپنی قوم سے ناراض ہو کر) غصے کی حالت میں چل دیے اور خیال کیا کہ ہم ان پر قابو نہیں پاسکیں گے آخر اندھیرے میں (خدا کو) پکارنے لگے کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو پاک ہے (اور) بے شک میں قصوروار ہوں (۸۷)۔ تو ہم نے ان کی دعا قبول کرلی اور ان کو غم سے نجات بخشی۔ اور ایمان والوں کو ہم اسی طرح نجات دیا کرتے ہیں (۸۸)۔ اور زکریا (کو یاد کرو) جب انہوں نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ پروردگار مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور تو سب سے بہتر وارث ہے (۸۹)۔ تو ہم نے ان کی پکار سن لی اور انہیں یحییٰ بخشے اور ان کی بیوی کو (ان کے حسن معاشرت) کے قابل بنا دیا۔ یہ لوگ لپک لپک کر نیکیاں کرتے اور ہمیں امید اور خوف سے پکارتے اور ہمارے آگے عاجزی کیا کرتے تھے (۹۰)۔ اور ان (مریم) کو بھی یاد کرو جنہوں نے اپنی عفت کو محفوظ رکھا۔ تو ہم نے ان میں اپنی روح پھونک دی اور ان کو اور ان کے بیٹے کو اہل عالم کے لیے نشانی بنا دیا (۹۱)۔ یہ تمہاری جماعت ایک ہی جماعت ہے اور میں تمہارا پروردگار ہوں تو میری ہی عبادت کیا کرو (۹۲)۔ اور یہ لوگ اپنے معاملے میں باہم متفرق ہوگئے (مگر) سب ہماری طرف رجوع کرنے والے ہیں (۹۳)۔ جو نیک کام کرے گا اور مومن بھی ہوگا تو اس کی کوشش رائیگاں نہیں جائے گی۔ اور ہم اس کے لیے (ثواب اعمال) لکھ رہے ہیں (۹۴)۔ اور جس بستی (والوں) کو ہم نے ہلاک کر دیا محال ہے کہ (وہ دنیا کی طرف رجوع کریں) وہ رجوع نہیں کریں گے (۹۵)۔ یہاں تک کہ یاجوج اور ماجوج کھول دیے جائیں اور وہ ہر بلندی سے دوڑ رہے ہوں (۹۶)۔ اور قیامت کا سچا وعدہ قریب آجائے۔ تو ناگاہ کافروں کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں (اور کہنے لگیں کہ) ہائے شامت ہم اس (حال) سے غفلت میں رہے بلکہ ہم (اپنے حق میں) ظالم تھے (۹۷)۔ (کافرو اس روز) تم اور جن کی تم خدا کے سوا عبادت کرتے ہو دوزخ کا ایندھن ہوگے (اور) تم (سب) اس میں داخل ہو کر رہو گے (۹۸)۔ اگر یہ لوگ (درحقیقت) معبود ہوتے تو اس میں داخل نہ ہوتے اور سب اس میں ہمیشہ (جلتے) رہیں گے (۹۹)۔ وہاں ان کو چلانا ہوگا اور اس میں (کچھ) نہ سن سکیں گے (۱۰۰)۔ جن لوگوں کے لیے ہماری طرف سے پہلے بھلائی مقرر ہو چکی ہے وہ اس سے دور رکھے جائیں گے (۱۰۱)۔ (یہاں تک کہ) اس کی آواز بھی تو نہیں سنیں گے۔ اور جو کچھ ان کا جی چاہے گا اس میں (یعنی ہر طرح کے

میں اور لطف میں) ہمیشہ رہیں گے (١٠٢)۔ ان کو (اس دن کا) بڑا بھاری خوف غمگین نہیں کرے گا اور فرشتے ان کو ہاتھوں ہاتھ لیں گے (اور کہیں گے) یہی وہ دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا (١٠٣)

تفسیر سورة الانبیاء آیات (٨٧) تا (١٠٣)

(٨٧) اور مچھلی والے پیغمبر یعنی حضرت یونس علیہ السلام کا بھی ذکر کیجیے جب کہ وہ اپنے بادشاہ سے ناراض ہو کر چل دیے اور انہوں نے یہ سمجھا کہ ہم اس دن کے چلے جانے پر کوئی گرفت نہیں کریں گے (اللہ کے حکم سے ان کو مچھلی نگل گئی) پس انہوں نے اندھیروں میں پکارا، ایک اندھیرا دریا کا، دوسرا مچھلی کے پیٹ کا، تیسرا مچھلی کی آنتوں کا، غرض کہ ان تاریکیوں میں دعا کی کہ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں، آپ پاک ہیں، میں آپ کے حضور توبہ کرتا ہوں، بے شک میں قصور وار ہوں کہ بغیر آپ کے حکم کے ناراض ہوا۔

(٨٨) ہم نے ان کی دعا کو قبول کر لیا اور ان کو تاریکیوں سے نجات دی اور اسی طرح ہم اور ایمان والوں کو بھی غم و پریشانی سے دعا کے وقت نجات دیا کرتے ہیں۔

(٨٩) اور اے محمد ﷺ آپ زکریا علیہ السلام کے قصہ کا ذکر کیجیے جب کہ انہوں نے دعا کی کہ اے میرے پروردگار مجھے لاوارث تنہا بغیر کسی مددگار کے نہ رکھیے، یوں تو سب مددگاروں سے بہتر آپ ہی ہیں۔

(٩٠) سو ہم نے ان کی دعا قبول کر لی اور ان کو نیک بخت فرزند یحییٰ عطا کیا اور ان کی بیوی کو اولاد کے قابل کر دیا یا انبیاء کرام علیہم السلام یہ کہ حضرت زکریا علیہ السلام اور یحییٰ علیہ السلام نیک کاموں کی طرف سبقت کرتے تھے اور اس طرح ہمیں پکارتے تھے یا یہ کہ جنت کی امید اور دوزخ کے خوف کے ساتھ ہماری عبادت کیا کرتے تھے اور ہمارے سامنے تواضع اور اطاعت کے ساتھ رہتے تھے۔

(٩١) اور حضرت مریم علیہا السلام کا بھی ذکر کیجیے جنھوں نے اپنی عزت کو بچایا پھر ان کے گریبان میں ہمارے حکم سے جبریل علیہ السلام نے ہماری روح پھونک دی اور ہم نے ان کو اور ان کے فرزند کو دنیا جہان والوں کے لیے خاص کر بنی اسرائیل کے لیے اپنی قدرت کی نشانی بنا دی۔

(٩٢) کہ بغیر باپ کے لڑکا پیدا ہوا اور مردوں میں سے بغیر کسی کے ہاتھ لگائے وہ قریب آئے حضرت مریم علیہا السلام کے واسطے باسعادت ہوئی اے لوگو یہ ہے تمہارا پسندیدہ طریقہ اور وہ ایک ہی طریقہ ہے وہ حاصل یہ کہ میں تمہارا رب حقیقی وحدہٗ لاشریک ہوں، میری ہی اطاعت کیا کرو۔

(٩٣) اور لوگوں نے اس حقیقت کے باوجود اپنے درمیان اپنے دین میں اختلاف پیدا کر لیا ہے اور یہودیوں نے علیحدہ دین اور عیسائیوں نے علیحدہ اور مجوس نے اپنا علیحدہ طریقہ اختیار کر لیا ہے تو باقی ہر ایک گروہ ہمارے پاس آنے والا ہے۔

(٩٤) سو جو شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کرتا ہوگا اور وہ اپنے ایمان میں سچا بھی ہوگا تو اس کے اعمال

صالحہ کا ثواب ضائع نہیں جائے گا بلکہ اسے اس کے ان اعمال پر ثواب دیا جائے گا اور ہم اس کو بدلہ اور ثواب دینے والے ہیں اور یہ کہ ہم ان کے اعمال لکھ لیتے ہیں اور ان کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

(۹۵) اور مکہ والوں کے لیے جیسا کہ ابوجہل اور اس کے ساتھی ہیں جن کو ہم نے کفر کے ساتھ ذلیل کیا ہے ان کے لیے توفیق اور ہدایت ناممکن ہے کہ وہ اپنے کفر کو چھوڑ کر ایمان اختیار کریں یا یہ مطلب ہے کہ مکہ والوں میں سے جن لوگوں کو ہم نے بدر کے دن تہ تیغ کر کے ہلاک کر دیا ہے، ان کے لیے دنیا میں لوٹ کر آنا ناممکن ہے۔

(۹۶) یہاں تک کہ جب یاجوج ماجوج کھول دیے جائیں گے اور قیامت قائم ہوگی تو اس وقت یہ لوگ اپنی قبروں سے نکلیں گے اور وہ یاجوج ماجوج غایت کثرت کی وجہ سے ہر ایک ٹیلا اور بلندی سے نکلتے معلوم ہوں گے اور ان کے سدِ ذوالقرنین (ذوالقرنین بادشاہ کی بنائی ہوئی دیوار) سے نکلنے کے وقت قیامت بالکل قریب آجائے گی۔

(۹۷) بس پھر یہ قصہ ہوگا کہ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کے انکار کرنے والوں کی ایک دم سے آنکھیں ذلیل و خوار ہو کر پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی۔

اور یوں کہتے نظر آئیں گے ہائے ہماری کم بختی ہم اس دن سے غفلت میں تھے بلکہ حقیقتاً ہم رسول اکرم ﷺ اور قرآن کے منکر تھے۔

(۹۸) بے شک اے مکہ والو تم اور تمہارے یہ بت سب دوزخ کا ایندھن ہیں اور تم سب اور یہ تمہارے بت دوزخ میں داخل ہوں گے۔

شانِ نزول: اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ (الخ)

امام حاکم ؒ نے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ جس وقت یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو ابن زبعری نے کہا کہ چاند سورج، ستارے، فرشتے اور حضرت عزیز ان کی پرستش ہوتی ہے، یہ سب ہمارے معبودوں کے ساتھ دوزخ میں جائیں گے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ (الخ) یعنی جن حضرات کے لیے جنت مقدر ہو چکی، وہ دوزخ سے اس قدر دور رہیں گے کہ اس کی آہٹ بھی نہ سنیں گے اور دوسری یہ آیت نازل ہوئی وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا تا خَصِمُوْنَ (الخ)

(۹۹) اگر یہ بت واقعی تمہارے معبود ہوتے تو اس جہنم میں کیوں داخل ہوتے یہ سب عابد و معبود اس دوزخ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے داخل ہوں گے۔

(۱۰۰) اور ان کا دوزخ میں شور و غل اور گدھے جیسی آوازیں ہوں گی (معاذ اللہ) اور وہ دوزخی رحمت و شفاعت دوزخ سے نکلنے اور نرمی کی کوئی بات بھی نہ سنیں گے اور نہ وہاں دیکھیں گے۔

(۱۰۱۔۱۰۲) اور جن حضرات کے لیے ہماری طرف سے جنت مقدر ہو چکی ہے جیسا کہ حضرت عیسیٰ و عزیر علیہما السلام وہ

دوزخ سے نجات میں رہیں گے اور اس سے اس قدر دور کر دیئے جائیں گے کہ اس کی آہٹ بھی نہ سنیں گے اور وہ لوگ اپنی پسند کی چیزوں سمیت جنت میں ہمیشہ رہیں گے۔

(۱۰۳) اور جب دوزخ بھری جائے گی اور موت کو مینڈھے کی شکل میں جنت اور دوزخ کے درمیان ذبح کیا جائے گا یہ بھی ان کو غم میں نہ ڈالے گی اور جنت کے دروازے پر ان حضرات کا فرشتے بشارت و خوشخبری دینے کے ساتھ استقبال کریں گے اور کہیں گے یہ ہے وہ تمہارا دن جس کا دنیا میں تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔

إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ (الخ) سے لے کر یہاں تک یہ آیت عبداللہ بن زبعری کے بارے میں نازل ہوئی اس نے جو رسول اکرم ﷺ سے بتوں کے بارے میں جھگڑا کیا تھا۔

يَوْمَ نَطْوِي السَّمَاءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ۚ كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ ۚ وَعْدًا عَلَيْنَا ۚ إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ ﴿١٠٤﴾ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ﴿١٠٥﴾ إِنَّ فِي هَٰذَا لَبَلَاغًا لِقَوْمٍ عَابِدِينَ ﴿١٠٦﴾ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ ﴿١٠٧﴾ قُلْ إِنَّمَا يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ فَهَلْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ﴿١٠٨﴾ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ آذَنْتُكُمْ عَلَىٰ سَوَاءٍ ۖ وَإِنْ أَدْرِي أَقَرِيبٌ أَمْ بَعِيدٌ مَا تُوعَدُونَ ﴿١٠٩﴾ إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَيَعْلَمُ مَا تَكْتُمُونَ ﴿١١٠﴾ وَإِنْ أَدْرِي لَعَلَّهُ فِتْنَةٌ لَكُمْ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ ﴿١١١﴾ قَالَ رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ ۗ وَرَبُّنَا الرَّحْمَٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ ﴿١١٢﴾

جس دن ہم آسمان کو اس طرح لپیٹ لیں گے جیسے خطوں کا طومار لپیٹ لیتے ہیں۔ جس طرح ہم نے (کائنات کو) پہلے پیدا کیا تھا اسی طرح دوبارہ پیدا کر دیں گے۔ (یہ) وعدہ (جس کا پورا کرنا لازم) ہے۔ ہم (ایسا) ضرور کرنے والے ہیں (۱۰۴)۔ اور ہم نے نصیحت (کی کتاب یعنی تورات) کے بعد زبور میں لکھ دیا تھا کہ میرے نیکوکار بندے ملک کے وارث ہوں گے (۱۰۵)۔ عبادت کرنے والے لوگوں کے لیے اس میں (خدا کے حکموں کی) تبلیغ ہے (۱۰۶)۔ اور (اے محمد ﷺ) ہم نے تم کو تمام جہان کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے (۱۰۷)۔ کہہ دو کہ مجھ پر (خدا کی طرف سے) یہ وحی آتی ہے کہ تم سب کا معبود خدائے واحد ہے۔ تو تم کو چاہیے کہ فرمانبردار بن جاؤ (۱۰۸)۔ اگر یہ لوگ منہ پھیریں تو کہہ دو کہ میں نے تم سب کو یکساں (احکام الٰہی سے) آگاہ کر دیا ہے۔ اور مجھ کو معلوم نہیں کہ جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ (عن) قریب (آنے والی) ہے یا (اس کا وقت) دور ہے (۱۰۹)۔ جو بات پکار کر کی جائے وہ اسے بھی جانتا ہے اور جو تم پوشیدہ کرتے ہو اس سے بھی واقف ہے (۱۱۰)۔ اور میں نہیں جانتا شاید وہ تمہارے لیے آزمائش ہو اور ایک مدت تک (تم اس سے) فائدہ (اٹھاتے رہو) (۱۱۱)۔ پیغمبر نے کہا کہ اے میرے پروردگار حق کے ساتھ فیصلہ کر دے۔ اور ہمارا پروردگار بڑا مہربان ہے اسی سے ان باتوں میں جو تم بیان کرتے ہو مدد مانگی جاتی ہے (۱۱۲)

تفسیر سورۃ الانبیاء آیات (۱۰۴) تا (۱۱۲)

(۱۰۴) اور قیامت کا دن بھی یاد کرنے کے قابل ہے کہ جس دن ہم آسمانوں کو اپنے داہنے ہاتھ پر اس طرح لپیٹ لیں گے جس طرح لکھے ہوئے مضمون کا کاغذ لپیٹ لیا جاتا ہے اور جس طرح پہلی بار انسان کو ہم نے نطفہ سے پیدا کیا تھا، اسی طرح پھر دوبارہ قبروں سے پیدا کردیں گے یہ ہمارے ذمہ وعدہ ہے ہم ضرور مرنے کے بعد پھر دوبارہ زندہ کریں گے۔

(۱۰۵) اور ہم داؤد علیہ السلام کی زبور میں توریت کے بعد لکھ چکے ہیں یا یہ مطلب ہے کہ ہم تمام آسمانی کتابوں میں لوح محفوظ میں لکھنے کے بعد لکھ چکے ہیں کہ سرزمین جنت کے مالک میرے موحد بندے ہوں گے یا یہ کہ ارض مقدسہ کے وارث بنی اسرائیل کے نیکوکار یا آخر زمانہ کے نیکوکار ہوں گے اور وہاں اتریں گے۔

(۱۰۶) بے شک اس قرآن حکیم میں موحدین کے لیے کافی مضمون ہے یا یہ کہ اوامر و نواہی کے ذریعے سے نصیحت ہے۔

(۱۰۷۔۱۰۸) اور اے محمد ﷺ ہم نے آپ کو اور کسی بات کے لیے رسول بنا کر نہیں بھیجا مگر جن و انس میں سے جو آپ پر ایمان لائے اس پر عذاب سے رحمت و نعمت کے لیے بھیجا ہے۔

بس آپ فرما دیجیے کہ میرے پاس تو اس قرآن حکیم کے ذریعے سے یہ وحی آئی ہے کہ تمہارا معبود حقیقی ایک ہی معبود وحدہ لاشریک ہے اب بھی مکہ والو تم سچے دل سے توحید اور عبادت کا اقرار کرتے ہو یا نہیں۔

(۱۰۹) پھر بھی اگر یہ لوگ ایمان اور اخلاص سے سرکشی کریں تو آپ ان سے فرما دیجیے کہ میں تمہیں واضح اطلاع کر چکا ہوں جس میں کچھ بھی پوشیدہ نہیں کہ میری مدد کی جائے گی اور تمہیں انکار پر سزا ملے گی۔

(۱۱۰) باقی میں نہیں جانتا کہ وہ عذاب قریب ہے یا دور، اللہ تعالیٰ کو تمہاری پکار اور کہی ہوئی بات کی بھی خبر ہے اور جو بات تم دل میں رکھتے ہو یا جو کام چھپ کر کرتے ہو اس کی بھی خبر ہے۔

(۱۱۱) اور تم پر کب عذاب نازل ہوگا اس کی بھی اسی کو خبر ہے باقی پورے یقین سے میں نہیں جانتا شاید تاخیر عذاب تمہارے لیے امتحان ہو اور نزول عذاب کے وقت تک فائدہ پہنچانا ہو۔

(۱۱۲) آپ فرما دیجیے کہ میرے اور مکہ والوں کے درمیان حق اور عدل کے موافق فیصلہ فرما دیجیے اور ہمارا رب بڑا مہربان ہے جس سے ہم ان جھوٹی باتوں کے مقابلہ میں مدد چاہتے ہیں جو تم بنایا کرتے ہو۔

❁ ❁ ❁

سُوْرَةُ الْحَجِّ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانٍ وَسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَعَشْرُ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ﴿۱﴾ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ﴿۲﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ ﴿۳﴾ كُتِبَ عَلَيْهِ اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ يُضِلُّهٗ وَيَهْدِيْهِ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ﴿۴﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ۚ وَنُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْـًٔا ۗ وَتَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَاَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ﴿۵﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّهٗ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَاَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۶﴾ وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ ﴿۷﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ﴿۸﴾ ثَانِيَ عِطْفِهٖ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۗ لَهٗ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّنُذِيْقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۹﴾ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۱۰﴾

سورۃ الحج مدنی ہے اور اس میں اٹھتر آیتیں اور دس رکوع ہیں

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے

لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو کہ قیامت کا زلزلہ ایک حادثہ عظیم ہوگا (۱)۔ (اے مخاطب) جس دن تو اس کو دیکھے گا (اس دن یہ حال ہوگا کہ) تمام دودھ پلانے والی عورتیں اپنے بچوں کو بھول جائیں گی۔ اور تمام حمل والیوں کے حمل گر پڑیں گے اور لوگ تجھ کو متوالے نظر آئیں گے مگر وہ متوالے نہیں ہوں گے بلکہ (عذاب دیکھ کر) مدہوش ہو رہے ہوں گے بےشک خدا کا عذاب بڑا سخت ہے (۲)۔ اور بعض لوگ ایسے ہیں جو خدا (کی شان) میں علم (ودانش) کے بغیر جھگڑتے اور ہر شیطان سرکش کی پیروی کرتے ہیں (۳)۔ جس کے بارے میں لکھ دیا گیا ہے کہ جو اسے دوست رکھے گا تو وہ اس کو گمراہ کردے گا اور دوزخ کے عذاب کا رستہ دکھائے گا (۴)۔ لوگو اگر تم کو (مرنے کے بعد) جی اٹھنے میں کچھ شک ہو تو ہم نے تم کو (پہلی بار بھی تو) پیدا کیا تھا (یعنی ابتدا میں) مٹی سے پھر اس سے نطفہ بنا کر۔ پھر اس سے خون کا لوتھڑا بنا کر۔ پھر اس سے بوٹی بنا کر جس کی بناوٹ کامل بھی ہوتی ہے اور ناقص بھی تاکہ تم پر (اپنی خالقیت) ظاہر کردیں۔ اور ہم جس کو چاہتے ہیں ایک میعاد مقرر تک پیٹ میں ٹھہرائے رکھتے ہیں۔ پھر تم کو بچہ بنا کر نکالتے ہیں۔ پھر تم جوانی کو پہنچتے ہو۔ اور بعض (قبل از پیری) مرجاتے ہیں۔ اور بعض (شیخ فانی ہوجاتے اور بڑھاپے کی) نہایت خراب عمر کی طرف لوٹائے جاتے ہیں کہ بہت کچھ جاننے کے بعد بالکل بےعلم ہوجاتے ہیں۔ اور (اے دیکھنے والے) تو دیکھتا ہے کہ (ایک وقت میں) زمین خشک (پڑی ہوتی ہے) پھر جب ہم اس پر مینہ برساتے ہیں تو شاداب ہوجاتی ہے اور ابھرنے لگتی ہے اور طرح طرح کی بارونق چیزیں اگاتی ہے (۵)۔ ان قدرتوں سے ظاہر ہے کہ خدا ہی (قادر مطلق ہے جو) برحق ہے۔ اور یہ کہ وہ مردوں کو زندہ کردیتا ہے اور یہ کہ وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے (۶)۔ اور یہ کہ قیامت آنے والی ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں۔ اور یہ کہ خدا سب لوگوں کو جو قبروں میں ہیں جلا اٹھائے گا (۷)۔ اور لوگوں میں کوئی ایسا بھی ہے جو خدا (کی شان) میں بغیر علم (ودانش) کے اور بغیر

ہدایت اور بغیر کتاب روشن کے جھگڑتا ہے (۸)۔ (اور تکبر سے) گردن موڑ لیتا (ہے) تاکہ (لوگوں کو) خدا کے رستے سے گمراہ کردے۔ اس کے لیے دنیا میں ذلت ہے۔ اور قیامت کے دن ہم اسے عذاب (آتش) سوزاں کا مزا چکھائیں گے (۹)۔ (اے سرکش) یہ اس (کفر) کی سزا ہے جو تیرے ہاتھوں نے آگے بھیجا تھا اور خدا اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں (۱۰)

تفسیر سورة الحج آیات (۱) تا (۱۰)

یہ سورت مکی ہے سوائے ان پانچ آیتوں کے یعنی وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ (الخ) یہ دو آیتیں اور اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ (الخ) یہ دو آیتیں اور آیت يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا (الخ) یہ پانچوں آیتیں مدنی ہیں قرآن کریم میں جس مقام پر يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (الخ) کے ساتھ خطاب ہو وہ آیت مدنی ہوتی ہے اور جس جگہ پر يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ کے ساتھ خطاب ہو وہ مکی اور مدنی دونوں ہوتی ہے اور آپ کو کوئی ایسی آیت مکی نہیں ملے گی جس میں يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا کے ساتھ خطاب ہوگا۔

اس سورت میں اٹھتر آیتیں اور ایک ہزار دو سو بیانوے کلمات اور پانچ ہزار ایک سو چھتیس حروف ہیں۔

(۱) یہ خطاب خاص و عام دونوں طریقوں پر ہوتا ہے باقی اس مقام پر عام ہے کہ اے لوگو اپنے رب سے ڈرو اور اس کی اطاعت کرو کیوں کہ قیامت کا زلزلہ ایک بڑی خوفناک چیز ہوگی۔

(۲) جس روز نفخہ اولی کے وقت تم لوگ اس زلزلہ کو دیکھو گے تو اس روز یہ حال ہوگا کہ تمام دودھ پلانے والیاں ہیبت کے مارے اپنے دودھ پیتے بچے کو بھول جائیں گی اور تمام حمل والیاں اپنے پیٹ کے بچوں کو ایام پورا ہونے سے پہلے ہی ڈال دیں گی۔

اور اے مخاطب تجھ کو لوگ نشہ کی سی حالت میں دکھائی دیں گے حالاں کہ وہ کسی نشہ آور چیز کی وجہ سے نشہ میں نہ ہوں گے لیکن اللہ کا عذاب ہے ہی سخت چیز جس کے خوف کی وجہ سے لوگوں کی حالت نشہ والوں کی سی ہو جائے گی۔

(۳) اور بعض آدمی ایسے ہیں یعنی نضر بن حارث جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں بغیر جانے بوجھے اور بغیر کسی حجت و دلیل کے جھگڑا کرتے ہیں اور ہر ملعون شیطان کے پیچھے ہو لیتے ہیں۔

شان نزول: وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے ابو مالکؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت نضر بن حارث کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(۴) جس شیطان کے بارے میں یہ فیصلہ کیا جا چکا ہے کہ جو اس کا اتباع کرے گا تو اس کا کام ہی یہ ہے کہ وہ اس کو راہ حق سے بے راہ کردے گا اور اس کو عذاب دوزخ کا راستہ بتلا دے گا یعنی ایسی باتیں اس سے کروائے گا جس

جھٹلاتے ہوئے جھگڑا کرتے ہیں۔

(۹) تاکہ دوسرے لوگوں کو دین الٰہی اور اطاعت خداوندی سے بے راہ کر دیں ایسے شخص کے لیے دنیا میں رسوائی ہے یعنی بدر کے دن ذلیل ہو کر مارا جائے گا اور ہم قیامت کے دن جلتی ہوئی آگ کا عذاب یا سخت عذاب اس کو چکھائیں گے۔

(۱۰) اور اس سے کہا جائے گا کہ بدر کے دن جو تو مارا گیا اور اب یہ سزا ملی یہ تیرے ہاتھ کے کیے ہوئے شرکیہ کاموں کا نتیجہ ہے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ سے لے کر یہاں تک یہ آیت نضر بن حارث کے متعلق نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ بغیر جرم و قصور کے اپنے بندوں کی گرفت کرنے والا نہیں۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ

عَلٰى حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ ۨ اطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ۨ انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ۚ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ۝ يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَمَا لَا يَنْفَعُهٗ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ۝ يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗٓ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ ۭ لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ ۝ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ۝ مَنْ كَانَ يَظُنُّ اَنْ لَّنْ يَّنْصُرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ اِلَى السَّمَاۗءِ ثُمَّ لْيَقْطَعْ فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهٗ مَا يَغِيْظُ ۝ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يُّرِيْدُ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِـِٕيْنَ وَالنَّصٰرٰى وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا ڰ اِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَاۗبُّ وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ ۭ وَكَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ۭ وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاۗءُ ۝ۧ

سجدہ

اور لوگوں میں بعض ایسا بھی ہے جو کنارے پر (کھڑا ہو کر) خدا کی عبادت کرتا ہے۔ اگر اس کو کوئی دنیاوی فائدہ پہنچے تو اس کے سبب مطمئن ہو جائے اور اگر کوئی آفت پڑے تو منہ کے بل لوٹ جائے (یعنی پھر کافر ہو جائے) اس نے دنیا میں بھی نقصان اُٹھایا اور آخرت میں بھی۔ یہی تو نقصان صریح ہے (۱۱)۔ یہ خدا کے سوا ایسی چیز کو پکارتا ہے جو اُسے نہ نقصان پہنچائے اور نہ فائدہ دے سکے یہی پرلے درجے کی گمراہی ہے (۱۲)۔ (بلکہ) ایسے شخص کو پکارتا ہے جس کا نقصان فائدے سے زیادہ قریب ہے۔ ایسا دوست بھی بُرا اور ایسا ہم صحبت بھی بُرا (۱۳)۔ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے خدا اُن کو بہشتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں چل رہی ہیں۔ کچھ شک نہیں خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے (۱۴)۔ جو شخص یہ گمان کرتا ہے کہ خدا اُسے دنیا اور آخرت میں مدد نہیں دے گا تو اس کو چاہیے کہ اوپر کی طرف (یعنی اپنے گھر کی چھت میں) ایک رسّی باندھے پھر (اس سے اپنا) گلا گھونٹ لے پھر دیکھے کہ آیا یہ تدبیر اُس کے غصے کو دُور کر دیتی ہے (۱۵)۔ اور اسی طرح ہم نے اس قرآن کو اُتارا ہے (جس کی تمام) باتیں کھلی ہوئی (ہیں) اور یہ (یاد رکھو) کہ خدا جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے (۱۶)۔ جو لوگ مومن (یعنی مسلمان) ہیں اور جو یہودی ہیں اور ستارہ پرست ہیں اور عیسائی اور مجوسی اور مشرک۔ خدا ان (سب) میں قیامت کے دن فیصلہ کر دے گا بے شک خدا ہر چیز سے باخبر ہے (۱۷)۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ جو

(تفسیر) آسمانوں میں ہے وہ جو زمین میں ہے اور سورج اور چاند اور ستارے اور پہاڑ اور درخت اور چارپائے اور بہت سے انسان خدا کو سجدہ کرتے ہیں اور بہت سے ایسے ہیں جن پر عذاب ثابت ہو چکا ہے اور جس شخص کو خدا ذلیل کرے اس کو کوئی عزت دینے والا نہیں۔ بے شک خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے (۱۸)

تفسیر سورة الحج آیات (۱۱) تا (۱۸)

(۱۱) اور بعض آدمی اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طریقے سے کرتا ہے جیسے کسی چیز کے کنارے پر کھڑا ہو اور شک میں ہو اور کسی نعمت کے انتظار میں مبتلا ہو یہ آیت جو طلاف اور منافقین بنی اسد و غطفان کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

پھر اگر اس کو کوئی دنیاوی فائدہ پہنچ گیا تو ظاہری طور پر رسول اکرم ﷺ کے دین سے رضامندی کا اظہار کر دیا اور اگر کسی قسم کی کوئی سختی آ گئی تو اپنے سابقہ مشرکانہ دین کو اختیار کر لیا جس سے دنیا و آخرت دونوں کو کھو بیٹھا، دنیا کی ذات کو برباد کیا اور آخرت میں جنت ہاتھ سے چھوٹی، یہ دنیا و آخرت کے برباد ہونے کا نقصان واضح نقصان کہلاتا ہے۔

شان نزول: وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ (الخ)

امام بخاری نے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کی ہے کہ ایک آدمی مدینہ منورہ آ کر اسلام قبول کر لیتا تھا پھر اگر اس کی بیوی کے لڑکا پیدا ہو جائے اور اس کی گھوڑی بچہ دے دے تب تو کہتا تھا کہ یہ دین اچھا ہے اور اگر اس کی بیوی کے لڑکا نہ پیدا ہوا اور اس کی گھوڑی نے بچہ نہ دیا تو کہتا کہ یہ دین برا ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ بعض آدمی اللہ تعالیٰ کی عبادت ایسے طور پر کرتا ہے جیسے کوئی کسی چیز کے کنارے پر کھڑا ہو۔

اور ابن مردویہ نے عطیہ کے ذریعے سے حضرت ابن مسعود ؓ سے روایت کیا ہے کہ یہودیوں میں سے ایک شخص مشرف باسلام ہوا، مسلمان ہوتے ہی اس کی بینائی زائل ہو گئی اور مال و اولاد سب چیزیں جاتی رہیں، اس نے اسلام سے بدشگونی لی اور کہنے لگا میرے اس دین سے مجھے نعوذ باللہ کوئی بھلائی نہیں حاصل ہوئی، میری نظر اور مال چلا گیا، میرا لڑکا مر گیا، اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

(۱۲) اور یہ جو طلاف اللہ تعالیٰ کی عبادت کو چھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت کرنے لگے جو نہ ان کو عبادت نہ کرنے کی صورت میں نقصان پہنچا سکتی ہے اور نہ عبادت کرنے کی صورت میں نفع پہنچا سکتی ہے یہ بھی حق و ہدایت سے انتہا درجہ کی گمراہی ہے۔

(۱۳) اور یہ جو طلاف ایسی چیزوں کی عبادت کر رہے ہیں کہ ان کا نقصان بہ نسبت اس کے نفع کے بہت جلد واقع ہونے والا ہے ایسا کارساز بھی بہت برا ہے اور ایسا رفیق بھی برا، یعنی جس معبود کی عبادت اس کے پرستش کرنے والے کے لیے نقصان و عذاب کا باعث ہو تو ایسا معبود بہت برا ہے۔

(۱۴) اور اللہ تعالیٰ تو ایسا منعم حقیقی ہے کہ جو لوگ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور اچھے کام کیے اللہ تعالیٰ ان کو ایسے باغات میں داخل فرمائے گا جن کے درختوں اور محلات کے نیچے سے دودھ، شہد، شراب اور پانی کی نہریں جاری ہوں گی اور اللہ تعالیٰ جو ارادہ کرتا ہے کر گزرتا ہے کہ جس کو چاہے بد بخت بنائے اور جس کو چاہے سعادت سے بہرہ مند فرمائے۔

(۱۵) اور ان ہی لوگوں کے بارے میں اگلی آیت نازل ہوئی ہے کیوں کہ یہ کہا کرتے تھے کہ ہمیں اس بات کا ڈر ہے کہ نعوذ باللہ محمد ﷺ کی دنیا میں مدد نہیں کی جائے گی تو آپ کی پیروی کرنے سے ہمارے اور یہود کے درمیان جو تعلقات ہیں وہ ختم ہو جائیں گے، اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص اس بات کا خیال رکھتا ہو کہ اللہ تعالیٰ رسول اکرم ﷺ کی غلبہ و نصرت و شوکت کے ساتھ دنیا و آخرت میں مدد نہیں فرمائے گا تو وہ ایک رسی اپنے مکان کی چھت میں باندھ کر اس سے اپنا گلا گھونٹ لے اور پھر اپنے متعلق غور کرے کہ اس کے اس فعل نے جو اس کو رسول اکرم ﷺ پر غصہ تھا اس کا تدارک کیا یا نہیں۔

اور اس آیت کی ایک اور طریقہ پر تفسیر کی گئی کہ جو شخص اس بات کا خیال رکھتا ہو کہ اللہ تعالیٰ رسول اکرم ﷺ کو دنیا میں رزق عطا کر کے اور آخرت میں ثواب دے کر مدد نہیں فرمائے گا تو وہ اپنے مکان کی چھت میں ایک رسی باندھ کر اپنا گلا گھونٹ لے اور اس رسی کو کاٹ ڈالے، اس کے بعد دیکھے کہ اس کا گلا گھٹنے لگے اس کو جو رسول اکرم ﷺ کے بارے میں غیظ و غضب تھا وہ ختم کیا یا اب بھی باقی ہے۔

(۱۶) اور ہم نے اسی طرح اس قرآن کریم کو بذریعہ جبریل امین نازل کیا ہے جس میں حلال و حرام کی واضح آیات ہیں اور جو شخص ہدایت کا اہل ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے اپنے دین کی طرف ہدایت کرتا ہے۔

(۱۷) اس میں کوئی شک نہیں کہ جو لوگ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور مدینہ منورہ کے یہودی اور صابئین جو نصاریٰ کا ایک فرقہ ہے اور نجران کے عیسائی یعنی سید و عاقب اور سورج اور آگ کی پوجا کرنے والے اور مشرکین عرب اللہ تعالیٰ ان سب کے درمیان قیامت کے روز عملی فیصلہ فرما دے گا اللہ تعالیٰ ان کے اختلاف اور ان کے اعمال سے واقف ہے۔

(۱۸) اے محمد ﷺ آپ کو قرآن کریم کے ذریعے اس عجیب بات کا علم نہیں ہوا کہ اللہ کے سامنے سب اپنی اپنی حالت کے مطابق عاجزی کرتے ہیں جو مخلوقات کہ آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں جیسا کہ مومنین اور سورج چاند اور ستارے پہاڑ اور درخت اور چوپائے (مگر انسان باوجود سب سے زیادہ عاقل ہونے کے ان میں سے) بہت سے تو فرمانبردار ہیں ان کے لیے جنت ثابت ہوگئی اور وہ مومنین ہیں اور بہت ایسے ہیں (کہ بوجہ نابعدار نہ ہونے کے

اونٹوں پر بھی اور (دراز) رستوں سے چلے آتے ہیں (سوار ہوکر) چلے آئیں (۲۷) تاکہ اپنے فائدے کے کاموں کے لیے حاضر ہوں۔ اور (قربانی کے) ایام معلوم میں چوپایاں مویشی (کے ذبح کے وقت) جو خدا نے ان کو دیے ہیں ان پر خدا کا نام لیں۔ اس میں سے تم خود بھی کھاؤ اور فقیر اور محتاج کو بھی کھلاؤ (۲۸) پھر چاہیے کہ لوگ اپنا میل کچیل دور کریں اور نذریں پوری کریں اور خانہ قدیم (یعنی بیت اللہ) کا طواف کریں (۲۹)

تفسیر سورۃ الحج آیات (۱۹) تا (۲۹)

(۱۹۔۲۰۔۲۱) یہ دو دین والے فریق ہیں یعنی مسلمان اور یہود و نصاریٰ جنھوں نے اپنے پروردگار کے دین کے بارے میں اختلاف کیا ان میں سے ہر ایک نے کہا کہ ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے دین سے زیادہ واقف ہوں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان اس طرح فیصلہ فرمادیا کہ جو لوگ رسول اللہ ﷺ اور قرآن کریم کے منکر تھے یعنی یہود و نصاریٰ ان کے لیے آگ کے کپڑے اور جبے تیار کیے جائیں گے اور ان کے سر کے اوپر سے تیز کھولتا ہوا گرم پانی ڈالا جائے گا۔

اس سے ان کے پیٹ کی چربی اور کھال وغیرہ سب گل جائے گی اور ان کے مارنے کے لیے لوہے کے گرز ہوں گے۔

شانِ نزول: ھٰذٰنِ خَصْمٰنِ (الخ)

امام بخاری ؒ نے حضرت ابوذر ؓ سے روایت نقل کی ہے کہ آیت مبارکہ حضرت حمزہ ؓ، عبیدہ ؓ، علی بن ابی طالب اور عتبہ، شیبہ، ولید بن عتبہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اور امام حاکم ؒ نے حضرت علی ؓ سے روایت کیا فرماتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ ہمارے بارے میں نازل ہوئی ہے غزوہ بدر میں ہم نے جو مبارزت کی۔ نیز امام حاکم ؒ نے دوسرے طریقے سے حضرت علی ؓ سے روایت کی ہے کہ یہ آیت مبارکہ ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جنھوں نے بدر کے دن جنگ کی یعنی حضرت حمزہ ؓ، حضرت علی ؓ، حضرت عبیدہ ؓ اور عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ۔ اور ابن جریر نے عوفی کے واسطے سے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت اہل کتاب کے بارے میں نازل ہوئی ہے انھوں نے مسلمانوں سے کہا کہ ہم تم سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہیں اور ہماری کتاب بھی مقدم ہے اور ہمارا نبی بھی تمہارے نبی سے مقدم ہے، مسلمانوں نے ان کے جواب میں کہا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے قریب کے زیادہ مستحق ہیں ہم رسول اکرم ﷺ پر اور تمہارے نبی پر اور اللہ تعالیٰ نے جو کتاب نازل کی ہے سب پر ایمان لاتے ہیں۔

(۲۲) وہ لوگ جس وقت دوزخ کے عذاب سے گھبرا کر باہر نکلنا چاہیں گے تو پھر اسی دوزخ میں دھکیل دیے جائیں

گے اور گرز مارے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا یہ سخت ترین جلنے کا عذاب جھیلتے رہو۔

(۲۳) اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو کہ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کیے ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے محلات اور درختوں کے نیچے سے دودھ، شہد، پانی اور شراب کی نہریں جاری ہوں گی اور ان کو جنت میں سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے اور لباس ریشم کا ہوگا۔

(۲۴) ان کو دنیا میں کلمہ طیبہ یعنی لا الہ الا اللہ کی ہدایت ہوگئی تھی اور ان کو اس اللہ کے رستہ کی ہدایت ہوگئی تھی جو لائق حمد و ستائش ہے یہ اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ اور مسلمانوں کے درمیان ان کے اختلاف کے بارے میں فیصلہ فرمایا ہے۔

(۲۵) بے شک جن لوگوں نے رسول اکرم ﷺ اور قرآن حکیم کے ساتھ کفر کیا جیسا کہ حضرت ابوسفیان اور ان کے ساتھی (اس واقعہ تک حضرت ابوسفیان اسلام نہیں لائے تھے) اور لوگوں کو دین خداوندی اور طاعت خداوندی سے روکتے ہیں اور مسجد حرام سے بھی روکتے ہیں جب کہ رسول اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام حدیبیہ کے سال عمرہ کے لیے تشریف لے جا رہے تھے حالانکہ جس مقام کو ہم نے سب آدمیوں کے لیے حرم اور قبلہ بنایا ہے اس میں سب برابر ہیں اس حرم کے اندر رہنے والا بھی اور باہر سے آنے والا بھی اور جو شخص حرم میں کسی خلاف دین کام کی ظلم کے ساتھ ابتدا کرے گا تو ہم اسے دردناک عذاب دیں گے یعنی سخت ترین اس کو سزا دیں گے تاکہ اس کو پھر کسی پر ظلم کرنے کی جرأت نہ ہو یہ آخری آیت عبداللہ بن انس بن خطل کے بارے میں نازل ہوئی ہے اس نے مدینہ منورہ میں ایک انصاری کو جان بوجھ کر قتل کر دیا اور پھر اسلام سے مرتد ہو کر مکہ مکرمہ میں جا کر پناہ حاصل کی اس پر یہ آیت نازل ہوئی یعنی جو شخص قصداً قتل ظلم و شرک کا ارتکاب کر کے مکہ مکرمہ میں پناہ لے گا تو ہم اس کو دردناک سزا دیں گے یعنی اسے کھانے پینے کو کچھ نہیں دیا جائے گا اور نہ کسی قسم کی پناہ دی جائے گی تاوقتیکہ حرم سے باہر نہ نکلے پھر اس پر حد لگائی جائے گی۔

شان نزول: وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ (الخ)

ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن انیس کو دو افراد کے ساتھ بھیجا ایک ان میں مہاجر تھے دوسرے انصاری چنانچہ تینوں نے آپس میں نسب پر فخر کیا عبداللہ بن انیس کو غصہ آیا اور اس نے انصاری کو قتل کر دیا پھر اسلام سے مرتد ہو کر مکہ مکرمہ بھاگ گیا اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

(۲۶) اور ان لوگوں کے سامنے وہ واقعہ بھی بیان کیجیے جب کہ ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خانہ کعبہ کی جگہ بتا دی

یعنی ایک بادل بھیجا جو اس جگہ کے چاروں طرف رک گیا اور درمیان میں وحی کے ذریعے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ کی تعمیر فرمائی اور ہم نے ان کو حکم دیا کہ میرے ساتھ ان بتوں میں سے کسی کو شریک مت ٹھہرانا اور میری اس مسجد کو طواف کرنے والوں کے لیے اور تمام شہروں کے نمازیوں کے لیے اور زمین میں قیام و قعود و رکوع کرنے والوں کے لیے خواہ وہ کسی طرح کریں بتوں کی گندگی سے پاک رکھنا۔

(۲۷) اور اپنی اولاد میں حج کی فرضیت کا اعلان کر دو اس اعلان سے لوگ تمہارے پاس چلے آئیں گے پیدل بھی اور جو اونٹنیاں سفر کی وجہ سے دبلی ہو گئی ہیں ان پر سوار ہو کر بھی جو کہ دور دراز رستوں سے پہنچی ہوں گی۔

شان نزول: وَعَلٰی كُلِّ ضَامِرٍ (الخ)

ابن جریر نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ حج کے زمانہ میں لوگ سواری پر سوار نہیں ہوتے تھے تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی یعنی لوگ تمہارے پاس چلے آئیں گے پیدل بھی اور کمزور اونٹنیوں پر بھی سوار ہونے اور زین پر سواری کرنے کی اجازت دی۔

(۲۸) تاکہ اپنے فوائد اخروی اور دنیوی کے لیے حاضر ہوں، فوائد آخرت رضا اور اللہ کی عبادت اور فوائد دنیوی نفع و تجارت تاکہ ایام مقررہ یعنی ایام تشریق میں ان مخصوص قربانی کے جانوروں پر اللہ تعالیٰ کا نام لیں جو کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو دیے ہیں اور قربانی کے جانوروں میں سے تم خود بھی کھایا کرو اور مصیبت زدہ محتاج کو بھی کھلایا کرو۔

(۲۹) پھر قربانی کے بعد لوگوں کو ارکان حج پورے کرا دینے چاہئیں یعنی سر منڈوا لیں اور ناخن اور لب کتروا لیں اور رمی جمار کریں اور جو چیزیں انہوں نے اپنے اوپر واجب کر لی ہیں ان کو پورا کریں اور اس کے محفوظ گھر یعنی خانہ کعبہ کا ان ہی دنوں میں طواف کریں جو کہ فرض ہے اس گھر کو عتیق اس معنی کے اعتبار سے کہا گیا ہے کہ یہ ہر ایک ظالم و جابر کے ظلم سے آزاد ہے یا یہ کہ حضرت نوح کے زمانہ میں جو طوفان آیا تھا اس سے اللہ تعالیٰ نے اس کو محفوظ فرمایا تھا یا یہ کہ (عتیق کے معنی قدیم کے ہیں) اور یہ سب سے پہلا گھر ہے یا یہ کہ جو اس کے گرد طواف کرتا ہے وہ گناہوں سے پاک و آزاد ہو جاتا ہے۔

❁ ❁ ❁

تفسیر سورۃ الحج آیات (۳۰) تا (۳۸)
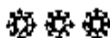
(۳۰) یہ بات تو جو احکام مذکور ہوئے واجبات کی ادائیگی کے بارے میں تھی ہو چکی، اب یہ کہ جو احکام حج کی توقیر کرے گا سو یہ اس کے حق میں اس کے رب کے نزدیک ثواب کے اعتبار سے بہتر ہے اور ان مخصوص جانوروں کا ذبح کرنا اور ان کے گوشت کا کھانا تمہارے لیے حلال کر دیا گیا، سوائے ان بعض جانوروں کے جن کی حرمت سورۂ مائدہ میں تمہیں بتا دی گئی ہے جیسا کہ مردار، خون، سور کا گوشت کہ ان کا کھانا تمہارے لیے حرام ہے، لہٰذا تم شراب خوری اور بت پرستی کو بالکل قطعاً چھوڑ دو اور علاوہ اس کے تم باطل اور جھوٹی بات کو بھی چھوڑ دو کیوں کہ کفار زمانہ جاہلیت میں اپنے حج کے تلبیہ میں یہ الفاظ کہا کرتے تھے لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ اِلَّا شَرِیْکًا ھُوَ لَکَ تَمْلِکُہٗ وَمَا مَلَکَ۔

اللہ تعالیٰ نے اس بے ہودہ بات سے بھی ان کو روک دیا، خالص اللہ تعالیٰ کے لیے تلبیہ پڑھو اور خاص اسی کے لیے حج کرو۔

(۳۱) اور حج و تلبیہ میں اس کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ کیوں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتا ہے گویا کہ وہ آسمان سے گر پڑا پھر راستہ میں پرندے اس کی بوٹیاں نوچ کر جہاں چاہا سو لے گئے یا اس کو ہوا نے کسی دور دراز جگہ میں لے جا کر پھینک دیا۔

(۳۲) یہ بات بھی ہو چکی یعنی جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرے اس کے لیے تباہی اور دوری ہے اب یہ سنو کہ جو شخص مناسک حج کا پورا لحاظ کرے گا اور سب سے اچھی اور عمدہ قربانی کرے گا تو یہ عمدہ قربانی قلوب کی اور آدمی کے خلوص سے حاصل ہوگی۔

(۳۳) تمہیں ان جانوروں سے ان پر سواری کر کے اور ان کے دودھ سے فوائد حاصل کرنا جائز ہے جب تک کہ شرعی قاعدے سے تم ان کو قربانی کے لئے وقف نہ کر دو اور پھر اس کے حلال ہونے کا موقع بیت عتیق کے قریب ہے یعنی کل حرم کہ حج کی قربانی منیٰ میں ذبح کی جائے گی۔

(۳۴) اور ہم نے مسلمانوں میں ہر ایک کے لیے قربانی کرنا اور ان کے حج و عمرہ کے لیے قربانی کی جگہ اس لیے مقرر کی ہے تاکہ وہ ان حلال جانوروں پر اللہ تعالیٰ کا نام لیں جو اس نے ان کو عطا کیے ہیں۔

سو تمہارا معبود ایک ہی اللہ وحدہٗ لاشریک ہے سو تم صدق خالص بن کر اسی کی عبادت کرو۔

(۳۵) اور آپ ایسے لوگوں کو جو خلوص کے ساتھ عبادت میں کوشش کرتے ہیں جنت کی خوشخبری سنا دیجیے کہ جب ان کو اللہ کی طرف سے کوئی حکم دیا جاتا ہے تو ان سے ڈر جاتے ہیں۔

اور مشقتوں اور مصیبتوں پر صبر کرنے والوں کو بھی جنت کی خوشخبری سنا دیجیے اور ایسے پانچوں فرضوں کے تمام

ارکان وآداب وضو، سجود، رکوع، قیام اور اوقات کی پوری رعایت رکھنے والوں کو بھی جنت کی خوشخبری سنا دیجیے اور جو کچھ ہم نے ان لوگوں کو مال دیا ہے، اس میں سے صدقہ وخیرات کرتے اور اس کی زکوۃ ادا کرتے ہیں۔

(۳۶) اور قربانی کے اونٹ اور گائے کو ہم نے تمہارے لیے مسخر کیا ہے اور یہ حج کے ارکان میں سے ہیں تاکہ تم ان کو ایام حج میں ذبح کرو یہ قربانیاں تمہارے لیے باعث ثواب ہیں، سو تم ان کو تمام عیبوں سے درست کرکے ان کے ذبح کرنے کے وقت ان پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا کرو یا یہ کہ (اونٹ کا) بایاں پیر باندھ کر اور تین پیروں پر اس کو کھڑا کرکے اس کے ذبح کے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لیا کرو اور پھر جب وہ ذبح ہونے کے بعد کسی کروٹ کے بل گر پڑیں تو تم ان قربانیوں میں سے خود بھی کھاؤ اور اس سے سوال کرنے والے کو بھی دو جو معمولی سی چیز پر قناعت کر جاتا ہے اور اس کو بھی دو جو تمہارے سامنے آجاتا ہے پر مانگتا نہیں، ہم نے ان جانوروں کو اس طرح جیسا کہ بیان کیا ہے تمہارے حکم کے تابع کر دیا ہے تاکہ تم اللہ تعالیٰ کی اس نعمت اور اس اجازت کا شکر ادا کرو۔

(۳۷) اللہ تعالیٰ کے پاس نہ ان کا گوشت پہنچتا ہے اور نہ ان کا خون زمانہ جاہلیت میں لوگ قربانی کے گوشت کو بیت اللہ کی دیواروں پر رکھ دیا کرتے تھے اور ان کے خون سے بیت اللہ کی دیواروں کو ملوث کر دیا کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس چیز سے ان کو روک دیا کہ اللہ تعالیٰ خون اور گوشت کو قبول نہیں کرتا بلکہ وہ تمہارے پاکیزہ اور صاف اعمال کو قبول کرتا ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ان جانوروں کو تمہارے تابع کر دیا ہے تاکہ تم اس پر اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرو کہ اس نے تمہیں اپنے دین اور سنت کی توفیق عطا فرمائی۔

شان نزول: لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے ابن جریجؒ سے روایت نقل کی ہے کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ بیت اللہ کو اونٹوں کے گوشت اور اس کے خون سے ملوث کر دیا کرتے تھے تو صحابہ کرام یہ دیکھ کر کہنے لگے تو ہم اس چیز کے زیادہ مستحق ہیں اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، یعنی اللہ تعالیٰ کے پاس نہ ان کا گوشت پہنچتا ہے اور نہ ان کا خون۔

(۳۸) اور قول وفعل سے نیکی کرنے والوں کو جنت کی خوشخبری سنا دیجیے یا یہ کہ خلوص کے ساتھ قربانی کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیجیے۔

یقیناً اللہ تعالیٰ رسول اکرمؐ پر اور قرآن کریم پر ایمان رکھنے والوں سے ان کفار مکہ کے مظالم کو ہٹا دے گا بے شک اللہ تعالیٰ کسی دھوکے باز کفر کرنے والے کو نہیں چاہتا۔

۞ ۞ ۞

أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ ﴿٣٩﴾ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِم بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَن يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ ۗ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا ۗ وَلَيَنصُرَنَّ اللَّهُ مَن يَنصُرُهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ﴿٤٠﴾ الَّذِينَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنكَرِ ۗ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ ﴿٤١﴾ وَإِن يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَعَادٌ وَثَمُودُ ﴿٤٢﴾ وَقَوْمُ إِبْرَاهِيمَ وَقَوْمُ لُوطٍ ﴿٤٣﴾ وَأَصْحَابُ مَدْيَنَ ۖ وَكُذِّبَ مُوسَىٰ فَأَمْلَيْتُ لِلْكَافِرِينَ ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ ۖ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ﴿٤٤﴾ فَكَأَيِّن مِّن قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَقَصْرٍ مَّشِيدٍ ﴿٤٥﴾ أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَتَكُونَ لَهُمْ قُلُوبٌ يَعْقِلُونَ بِهَا أَوْ آذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا ۖ فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَٰكِن تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ ﴿٤٦﴾ وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ وَلَن يُخْلِفَ اللَّهُ وَعْدَهُ ۚ وَإِنَّ يَوْمًا عِندَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ ﴿٤٧﴾ وَكَأَيِّن مِّن قَرْيَةٍ أَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ أَخَذْتُهَا وَإِلَيَّ الْمَصِيرُ ﴿٤٨﴾

جن مسلمانوں سے (خواہ مخواہ) لڑائی کی جاتی ہے اُن کو اجازت ہے (کہ وہ بھی لڑیں) کیونکہ اُن پر ظلم ہو رہا ہے۔ اور خدا (اُن کی مدد کرے گا وہ) یقیناً ان کی مدد پر قادر ہے (۳۹)۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ اپنے گھروں سے ناحق نکال دیے گئے (انہوں نے کچھ قصور نہیں کیا) ہاں یہ کہتے ہیں کہ ہمارا پروردگار خدا ہے اور اگر خدا لوگوں کو ایک دوسرے سے نہ ہٹاتا رہتا تو (راہبوں) کے صومعے اور (عیسائیوں کے) گرجے اور (یہودیوں کے) عبادت خانے اور (مسلمانوں کی) مسجدیں جن میں خدا کا بہت سا ذکر کیا جاتا ہے ویران ہو چکی ہوتیں۔ اور جو شخص خدا کی مدد کرتا ہے خدا اُس کی ضرور مدد کرتا ہے۔ بے شک خدا توانا (اور) غالب ہے (۴۰)۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو ملک میں دسترس دیں تو نماز پڑھیں اور زکوٰۃ ادا کریں اور نیک کام کرنے کا حکم دیں اور بُرے کاموں سے منع کریں اور سب کاموں کا انجام خدا ہی کے اختیار میں ہے (۴۱)۔ اور اگر یہ لوگ تم کو جھٹلاتے ہیں تو ان سے پہلے نوح کی قوم اور عاد اور ثمود بھی (اپنے پیغمبروں کو) جھٹلا چکے ہیں (۴۲)۔ اور قوم ابراہیم اور قوم لوط بھی (۴۳)۔ اور مدین کے رہنے والے بھی۔ اور موسیٰ بھی تو جھٹلائے جا چکے ہیں لیکن میں کافروں کو مہلت دیتا رہا پھر اُن کو پکڑ لیا۔ تو (دیکھ لو کہ) میرا عذاب کیسا (سخت) تھا (۴۴)۔ اور بہت سی بستیاں ہیں کہ ہم نے ان کو تباہ کر ڈالا کہ وہ نافرمان تھیں۔ سو وہ اپنی چھتوں پر گری پڑی ہیں۔ اور (بہت سے) کنوئیں بے کار اور (بہت سے) محل ویران پڑے ہیں (۴۵)۔ کیا ان لوگوں نے ملک میں سیر نہیں کی تاکہ اُن کے دل (ایسے) ہوتے کہ اُن سے سمجھ سکتے اور کان (ایسے) ہوتے کہ اُن سے سن سکتے۔ بات یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ دل جو سینوں میں ہیں (وہ) اندھے ہوتے ہیں (۴۶)۔ اور (یہ لوگ) تم سے عذاب کے لیے جلدی کر رہے ہیں اور خدا اپنا وعدہ ہرگز خلاف نہیں کرے گا۔ اور بے شک تمہارے پروردگار کے نزدیک ایک روز تمہارے حساب کی رو سے ہزار برس کے برابر ہے (۴۷)۔ اور بہت سی بستیاں ہیں کہ میں ان کو مہلت دیتا رہا اور وہ نافرمان تھیں۔ پھر میں نے ان کو پکڑ لیا اور میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے (۴۸)

تفسیر سورۃ الحج آیات (۳۹) تا (۴۸)

(۳۹) اب مسلمانوں کو کفار مکہ کے ساتھ لڑنے کی اجازت دے دی گئی جن سے کہ لڑائی کی جاتی ہے اس وجہ سے کہ کفار مکہ نے ان پر بہت ظلم کیا ہے، بے شک اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان کے دشمنوں پر غالب کر دینے پر پوری قدرت رکھتا ہے۔

شان نزول: اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ الخ)

امام احمدؒ نے اور ترمذیؒ نے تحسین اور امام حاکمؒ نے تصحیح کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے چلے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان لوگوں نے اپنے نبی کو نکال دیا تاکہ وہ ہلاک ہوں اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی یعنی اب لڑنے کی ان لوگوں کو اجازت دی گئی۔

(۴۰) جن کو کفار مکہ نے ان کے گھروں سے بے وجہ بغیر کسی جرم کے نکالا محض اتنی بات پر کہ وہ یوں کہتے ہیں، لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ۔

اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کا ایک دوسرے سے زور نہ توڑتا رہتا تو نصاریٰ کے خلوت خانے اور عبادت خانے اور یہود کے عبادت خانے اور مجوسیوں کے آتش کدے اور مسلمانوں کی وہ مسجدیں جس میں تکبیر و تہلیل کثرت سے کی جاتی ہے، سب منہدم ہو جاتیں کہ انبیاء کرام کی بدولت مسلمانوں سے اور مسلمانوں کی بدولت کافروں سے اور مجاہدین کی بدولت جہاد نہ کرنے والوں سے تکالیف کو دور کیا، اللہ تعالیٰ دشمن کے مقابلہ میں اس شخص کی مدد کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے نبی کی مدد کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی مدد کرنے اور اس شخص کی مدد کرنے میں جو کہ اس کے نبی کی مدد کرے، بڑی طاقت والا اور اپنے نبی کے دشمنوں کو سزا دینے میں بڑا غالب ہے۔

(۴۱) یہ حضرات (صحابہ کرام) ایسے ہیں کہ اگر ہم ان کو سرزمین مکہ میں حکومت دے دیں تو خود بھی پانچوں نمازوں کی پابندی کریں۔ اور زکوٰۃ دیں اور دوسروں کو بھی توحید اور رسول اکرم ﷺ کی پیروی کا حکم دیں اور کفر و شرک اور رسول اکرم ﷺ کی مخالفت سے روکیں اور آخرت میں تمام کاموں کے انجام اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کیے جائیں گے۔

(۴۲۔۴۳) اور اے محمد ﷺ اگر یہ قریش آپ کو جھٹلاتے ہیں تو آپ کی قوم سے پہلے قوم نوح، نوح علیہ السلام کی اور قوم ہود، ہود علیہ السلام کی اور قوم صالح، صالح علیہ السلام کی اور قوم ابراہیم، ابراہیم علیہ السلام کی اور قوم لوط، لوط علیہ السلام کی اور قوم شعیب بھی شعیب علیہ السلام کی تکذیب کر چکی ہے۔

(۴۴) اور موسیٰ علیہ السلام کو بھی ان کی قبطی قوم کی طرف سے جھٹلایا گیا ہے، ان کافروں کو ایک مقررہ مدت تک مہلت دی پھر میں نے ان کو عذاب میں جکڑ لیا، سو محمد ﷺ دیکھیے میری گرفت کیسی سخت ہوئی۔

(۴۵) غرض کہ کتنی بستیوں والے جن کو بذریعہ عذاب ہم نے ہلاک کیا ہے جن کی حالت یہ تھی کہ وہ شرک اور نافرمانی کرتی تھیں سو وہ اپنی چھتوں پر گری پڑی ہیں اور اسی طرح ان بستیوں میں کتنے بے کار کنویں پڑے ہیں کہ کوئی ان کا مالک اور ان میں سے پانی کھینچنے والا نہیں اور بہت سے بڑے بڑے مضبوط قلعے پڑے ہیں کہ کوئی ان میں رہنے والا نہیں۔

(۴۶) تو کیا یہ کفار مکہ اپنی تجارتوں کے سلسلہ میں ملک میں چلے پھرے نہیں کہ ان کے علاوہ اور قوموں کا کیا حشر ہوا، اس کو دیکھ کر ان کے دلوں میں خوف پیدا ہو جائے اور یہ غور و فکر کرنے لگیں یا ان کے کان ایسے ہو جائیں کہ حق اور خوف کی بات کو سننے لگیں مگر بات یہ ہے کہ بغیر عبرت کے دیکھے یا یہ کہ کفر و شرک سے آنکھیں اندھی نہیں ہو جایا کرتیں

بلکہ حق اور ہدایت کی طرف سے دل اندھے ہو جایا کرتے ہیں۔

(۴۷) اور اے محمد ﷺ نضر بن حارث نزول عذاب کے وقت سے پہلے آپ سے عذاب کا تقاضا کرتے ہیں، عذاب کے بارے میں جو اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے وہ کبھی اس کے خلاف نہیں کرے گا اور آپ کے رب کے پاس کا ایک دن جس میں ان سے نزول عذاب کا وعدہ فرمایا ہے وہ دنیا کے سالوں میں سے ایک ہزار سال کے برابر ہوگا۔

(۴۸) اور بہت سی بستیوں والے ہیں جن کو میں نے ایک معینہ مدت کے لیے مہلت دی ہے اور وہ ان ہی کی طرح کفر و شرک کی باتیں کرتے تھے، پھر میں نے ان کو دنیا میں بھی سزا دی اور سب کو آخرت میں میری طرف واپس آنا ہوگا۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَآ اَنَا لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۚ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝ وَالَّذِيْنَ سَعَوْا فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ ۚ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَفِيْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ ۝ وَّلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً اَوْ يَاْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيْمٍ ۝ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ۭ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝ لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا يَّرْضَوْنَهٗ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ۝ ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوْقِبَ بِهٖ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۝

(اے پیغمبر) کہہ دو کہ لوگو! میں تم کو کھلم کھلا نصیحت کرنے والا ہوں (۴۹)۔ تو جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کیے ان کے لیے بخشش اور آبرو کی روزی ہے (۵۰)۔ اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں میں (اپنے زعم باطل میں) ہمیں عاجز کرنے کی سعی کی وہ اہل دوزخ ہیں (۵۱)۔ اور ہم نے تم سے پہلے کوئی رسول اور نبی نہیں بھیجا مگر (اس کا یہ حال تھا کہ) جب وہ کوئی آرزو کرتا تھا تو شیطان اس کی آرزو میں (وسوسہ) ڈال دیتا تھا تو جو (وسوسہ) شیطان ڈالتا ہے خدا اس کو دور کر دیتا ہے۔ پھر خدا اپنی آیتوں کو مضبوط کر دیتا ہے۔ اور خدا علم والا اور حکمت والا ہے (۵۲)۔ غرض (اس سے) یہ ہے کہ جو (وسوسہ) شیطان ڈالتا ہے اس کو ان لوگوں کے لیے جن کے دلوں میں بیماری ہے اور جن کے دل سخت ہیں ذریعۂ آزمائش ٹھہرائے۔ بے شک ظالم پرلے درجے کی مخالفت میں ہیں (۵۳)۔ اور یہ بھی غرض ہے کہ جن لوگوں کو علم عطا ہوا ہے وہ جان لیں کہ وہ (یعنی وحی) تمہارے پروردگار کی طرف سے حق ہے تو وہ اس پر ایمان لائیں اور ان کے دل خدا کے آگے عاجزی کریں۔ اور جو لوگ ایمان لائے ہیں خدا ان کو سیدھے رستے کی طرف ہدایت کرتا ہے (۵۴)۔ اور کافر لوگ ہمیشہ اس سے شک میں رہیں گے یہاں تک کہ قیامت ان پر ناگہاں آ جائے یا ایک نامبارک دن کا عذاب ان پر آ واقع ہو (۵۵)۔ اس روز بادشاہی خدا ہی کی ہوگی۔ (اور) وہ ان میں فیصلہ کر دے گا۔ تو جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کرتے رہے وہ نعمت کے باغوں میں ہوں گے (۵۶)۔ اور جو کافر ہوئے اور ہماری آیتوں کو جھٹلاتے رہے

ان کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب ہوگا (۵۷)۔ اور جن لوگوں نے خدا کی راہ میں ہجرت کی پھر مارے گئے یا مر گئے۔ ان کو خدا اچھی روزی دے گا۔ اور بے شک خدا سب سے بہتر رزق دینے والا ہے (۵۸)۔ وہ ان کو ایسے مقام میں داخل کرے گا جسے وہ پسند کریں گے اور خدا تو جاننے والا (اور) بردبار ہے (۵۹)۔ یہ (بات خدا کے ہاں ٹھہر چکی ہے) اور جو شخص (کسی کو) اتنی ہی ایذا دے جتنی ایذا اس کو دی گئی ہے پھر اس شخص پر زیادتی کی جائے تو خدا اس کی مدد کرے گا۔ بے شک خدا معاف کرنے والا (اور) بخشنے والا ہے (۶۰)

تفسیر سورۃ الحج آیات (۴۹) تا (۶۰)

(۴۹) آپ فرما دیجیے کہ اے لوگو! تمہارے لیے اللہ کی طرف سے ایک ایسی زبان میں جس کو تم جانتے ہو ڈرانے والا رسول ہوں۔

(۵۰) سو جو لوگ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لے آئے اور اچھے کام کرنے لگے ان کے گناہوں کی دنیا میں بخشش اور جنت میں ان کے لیے بہترین ثواب ہے۔

(۵۱) اور جو لوگ ہماری آیات یعنی رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کو جھٹلاتے رہتے ہیں اور وہ ہمارے عذاب سے بچ نہیں سکتے، ایسے لوگ جہنمی ہیں۔

(۵۲) بلکہ ہم نے آپ سے پہلے کوئی رسول اور کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا کہ جس کو یہ واقعہ پیش نہ آیا ہو کہ جب اس رسول نے احکام خداوندی میں سے کچھ پڑھا یا اس نبی نے کچھ بیان کیا تو شیطان نے اس رسول کے پڑھنے اور اس نبی کے بیان کرنے میں کچھ شبہ ڈال دیا، پھر اللہ تعالیٰ نے ان شیطانی شبہات کو اپنے نبی کی زبانی بیان کروا دیا تا کہ ان پر کوئی عمل نہ کرے، پھر اللہ تعالیٰ اپنی آیات کو بیان کر دیتا ہے تا کہ ان پر عمل کیا جائے اور شیطان جو شبہات ڈالتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو جاننے والا اور شیطان کو نابود کر دینے میں حکمت والا ہے۔

شان نزول: وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ اور ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ نے سند صحیح کے ساتھ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے مکہ مکرمہ میں سورۂ نجم کی تلاوت فرمائی، جس وقت آپ اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى (الخ) پر پہنچے تو شیطان نے آپ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ کہلوا دیے تِلْكَ الْغَرَانِيقُ الْعُلٰى وَاِنَّ شَفَاعَتَهُنَّ لَتُرْتَجٰى (الخ)۔ (کہ ان بڑے بڑے بتوں کی سفارش قبول کی جائے گی) مشرکین کہنے لگے آج سے پہلے ہمارے بتوں کا بھلائی کے ساتھ ذکر نہیں کیا گیا غرض کہ آپ نے سورت کے اختتام پر سجدہ کیا اور تمام لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ سجدہ کیا اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

اور بزارؒ اور ابن مردویہؒ نے دوسرے طریقے سے سعید بن جبیرؓ کے ذریعے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے جہاں

تک میں سمجھتا ہوں یہ روایت نقل کی ہے اور اس سند کے علاوہ اور دوسری سند سے یہ روایت متصلاً مروی نہیں ہے اور صرف امیہ بن خالد اس روایت کو متصلاً بیان کر رہے ہیں، باقی وہ ثقہ اور مشہور آدمی ہیں اور نیز اسی روایت کو امام بخاریؒ نے حضرت ابن عباس ؓ سے ایسی سند کے ساتھ روایت کیا ہے جس میں واقدیؒ ہے اور ابن مردویہؒ نے کلبیؒ، ابو صالحؒ کے طریق سے ابن عباس ؓ سے اور ابن جریرؒ نے عوفی کے ذریعے سے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے۔

اور ابن اسحٰقؒ نے اسی روایت کو سیرت میں محمد بن کعبؒ اور موسیٰ بن عقبہؒ کے ذریعے سے ابن شہابؒ سے اور ابن جریرؒ نے محمد بن کعبؒ اور محمد بن قیسؒ سے اور ابن ابی حاتمؒ نے سدیؒ سے روایت کیا ہے اور یہ سب روایات قریب قریب ایک ہی مضمون کی ہیں باقی یہ تمام روایات سعید بن جبیر ؓ کی سند کے علاوہ جو سب سے پہلے روایت کی ہے ضعیف ہیں یا منقطع، حافظ بن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ روایت کے کثرت طرق اس بات پر دلالت کر رہے ہیں کہ اس واقعہ کی کوئی اصلیت موجود ہے اور پھر جب کہ دو مرسل صحیح طریق بھی اس روایت کے موجود ہیں جنھیں ابن جریرؒ نے روایت کیا ہے ایک طریق تو ان میں سے زہری عن ابی بکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام کا طریق ہے اور دوسرا داؤد بن ہند عن ابی العالیہ کا طریق ہے اور شیخ ابن عربی اور قاضی عیاض کے اس قول کا کہ یہ سب روایات باطل ہیں، کی کوئی اصلیت نہیں اور کچھ اعتبار نہیں۔☆

(۵۳) تاکہ اللہ تعالیٰ نبی کے اس پڑھنے میں شیطان کے ڈالے ہوئے شبہات کو ایسے لوگوں کے لیے آزمائش کا ذریعہ بنادے جن کے دل میں شک و اختلاف کا مرض ہے اور جن کے دل یاد الٰہی سے بالکل ہی شقی ہیں تاکہ دیکھیں کہ کس پر عمل کرتے ہیں اور واقعی یہ مشرک لوگ جیسا کہ ولید بن مغیرہ اور اس کے ساتھی حق اور ہدایت کی بڑی مخالفت اور دشمنی میں ہیں۔

(۵۴) تاکہ جن حضرات کو قرآن کریم اور توریت کا علم دیا گیا وہ اس بات کو اچھی طرح جان لیں کہ یہ حق و باطل کی وضاحت اللہ کی طرف سے ہے اور یہ نبی کی زبان پر جو حق بات ظاہر ہوئی ہے وہ آپ کے رب کی طرف سے حق ہے سو اللہ تعالیٰ کے اس حق کے اظہار کی اور تصدیق کریں اور پھر اس کی طرف ان کے دل اور بھی جھک جائیں اور بسرو چشم قبول کرلیں۔

اور واقعی اللہ تعالیٰ ہی ایسے لوگوں کو جو رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لائے راہ راست یعنی دین اسلام دکھاتا ہے۔

☆ یہ واقعہ امام بیہقیؒ، قاضی عیاض، محمد بن اسحاق، شیخ ابو منصور ماتریدیؒ اور ابن عربیؒ کی تصریح کے مطابق غیر ثابت، بے سند، موضوع اور گھڑا ہوا ہے۔ اور اس کی کوئی اصلیت نہیں۔ واللہ اعلم (مترجم)

(۵۵) اور یہ کافر ولید بن مغیرہ اور اس کے ساتھی تو ہمیشہ قرآن کریم کے بارے میں شک ہی میں رہیں گے یعنی محمد ﷺ آپ ان کو اس وقت دیکھنا جب اچانک ان پر قیامت آجائے گی یا ان پر کسی ایسے دن کا عذاب آپہنچے جس سے چھٹکارا نہیں۔

(۵۶) جیسا کہ بدر، قیامت کے دن بادشاہی اللہ ہی کی ہوگی وہی مسلمانوں اور کافروں کے درمیان فیصلہ فرمائے گا سو جو لوگ آپ پر اور قرآن کریم پر ایمان لائے ہوں گے اور اچھے کام کیے ہوں گے وہ چین کے باغوں میں ہوں گے کہ تحائف کے ذریعے سے ان کو عزت دی جائے گی۔

(۵۷) اور جنہوں نے کفر کیا ہوگا اور ہماری کتاب اور ہمارے رسول کو جھٹلایا ہوگا تو ان کے لیے ذلیل کرنے والا اور سخت ترین عذاب ہوگا۔

(۵۸) جن لوگوں نے اطاعت خداوندی میں مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی پھر ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں کفار نے قتل بھی کیا یا سفر یا حضر میں وہ انتقال کر گئے تو ان لوگوں میں سے انتقال فرمانے والوں کو اللہ تعالیٰ جنت میں بہترین ثواب اور ان میں سے جو زندہ ہیں ان کو پاکیزہ اور حلال اموال غنیمت عطا فرمائے گا اور یقیناً اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں سب دینے والوں سے اچھا ہے۔

(۵۹) اور اللہ تعالیٰ ان کو ایسی جگہ داخل فرمائے گا جسے وہ اپنے لیے بہت ہی پسند کریں گے یعنی کہ ان کو جنت میں لے جائے گا اور اللہ تعالیٰ ان کے ثواب اور ان کی شرافت و بزرگی کو خوب جاننے والا اور جن لوگوں نے ایسے بزرگ لوگوں کو قتل کیا ان کی سزا کے موخر کرنے میں بڑا حلیم ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ تھا جو اللہ تعالیٰ آخرت میں مسلمانوں اور کافروں کے درمیان فرمائے گا۔

(۶۰) جو شخص دشمن کے ولی کو قتل کرے جیسا کہ اس نے اس کے ولی کو قتل کیا ہے اور پھر اس دشمن کی طرف سے اسی شخص پر ظلم کیا جائے تو مظلوم کی اللہ تعالیٰ ضرور مدد فرمائے گا کہ وہ اسے قتل کر دے گا تو اس سے دیت نہیں لی جائے گی یعنی کسی شخص کے ولی کو قتل کر دیا اور پھر اس قاتل سے ولی مقتول نے دیت وصول کر لی پھر قاتل کی طرف سے زیادتی کی گئی اور اس نے اس ولی مقتول کو بھی قتل کر دیا تو اب اس قاتل کو قصاص میں قتل کیا جائے گا اور اس سے دیت قبول نہیں کی جائے گی یہ اس شخص کے بھائی پر زیادتی کی گئی ہے یہ اس کے لیے انتقام ہے۔

شان نزول: ذٰلِكَ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوقِبَ (الخ)

ابن ابی حاتم نے مقاتل سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت مبارکہ ایک چھوٹے لشکر کے بارے میں نازل ہوئی جس کو رسول اکرم ﷺ نے روانہ فرمایا تھا چنانچہ راستے میں ان سے مشرکین ایسے وقت میں ملے جب کہ ماہ محرم الحرام

کے احترام میں دو راتیں باقی تھیں مشرکین نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا کہ اصحاب محمد ﷺ کو قتل کر دو کیونکہ یہ شہر حرام میں قتال کو حرام سمجھتے ہیں (اس لیے ہم سے جھگڑا نہیں کریں گے موقع اچھا ہے) صحابہ کرام نے ان کو قسمیں دلائیں اور اللہ تعالیٰ سے ڈرایا کہ ہمارے سے جھگڑا مت کرو کیونکہ ہم شہر حرام میں قتل کو حلال نہیں سمجھتے مشرکین نے اس بات کے ماننے سے انکار کیا اور ان سے قتال کیا اور ان پر زیادتی کی چنانچہ پھر مسلمانوں نے بھی ان سے قتال کیا اور مسلمانوں کی اللہ کی طرف سے مدد کی گئی۔ اسی کے بارے میں یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

ذٰلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ يُولِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَأَنَّ اللّٰهَ سَمِيعٌۢ بَصِيرٌ ۝ ذٰلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ هُوَ الْبَاطِلُ وَأَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ۝ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَتُصْبِحُ الْأَرْضُ مُخْضَرَّةً ۚ إِنَّ اللّٰهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ ۝ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ وَإِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ۝ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ وَيُمْسِكُ السَّمَاءَ أَنْ تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۗ إِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ ۝ وَهُوَ الَّذِي أَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ۗ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَكَفُورٌ ۝ لِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوهُ ۖ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْأَمْرِ ۚ وَادْعُ إِلَىٰ رَبِّكَ ۖ إِنَّكَ لَعَلَىٰ هُدًى مُسْتَقِيمٍ ۝ وَإِنْ جَادَلُوكَ فَقُلِ اللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝ اللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ۝ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۗ إِنَّ ذٰلِكَ فِي كِتَابٍ ۚ إِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيرٌ ۝ وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا وَمَا لَيْسَ لَهُمْ بِهِ عِلْمٌ ۗ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ نَصِيرٍ ۝

یہ اس لیے کہ خدا رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور خدا تو سننے والا دیکھنے والا ہے (۶۱) یہ اس لیے کہ خدا ہی برحق ہے اور جس چیز کو (کافر) خدا کے سوا پکارتے ہیں وہ باطل ہے اور اس لیے کہ خدا رفیع الشان اور بڑا ہے (۶۲) کیا تم نہیں دیکھتے کہ خدا آسمان سے مینہ برساتا ہے تو زمین سرسبز ہو جاتی ہے۔ بے شک خدا باریک بین اور خبردار ہے (۶۳) جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اسی کا ہے۔ اور بے شک خدا بے نیاز (اور) قابل ستائش ہے (۶۴) کیا تم نہیں دیکھتے کہ جتنی چیزیں زمین میں ہیں (سب) خدا نے تمہارے زیرفرمان کر رکھی ہیں۔ اور کشتیاں (بھی) جو اسی کے حکم سے دریا میں چلتی ہیں۔ اور وہ آسمان کو تھامے رہتا ہے کہ زمین پر (نہ) گر پڑے مگر اس کے حکم سے۔ بے شک خدا لوگوں پر نہایت شفقت کرنے والا مہربان ہے (۶۵) اور وہی تو ہے جس نے تم کو حیات بخشی۔ پھر تم کو مارتا ہے پھر تمہیں زندہ بھی کرے گا۔ اور انسان تو (بڑا) ناشکرا ہے (۶۶) ہم نے ہر ایک امت کے لیے ایک شریعت مقرر کر دی ہے جس پر وہ چلتے ہیں۔ تو یہ لوگ تم سے اس امر میں جھگڑا نہ کریں اور تم (لوگوں کو) اپنے پروردگار کی طرف بلاتے رہو۔ بے شک تم سیدھے رستے پر ہو (۶۷) اور اگر یہ تم سے جھگڑا کریں تو کہہ دو کہ جو عمل تم کرتے ہو خدا ان سے خوب واقف ہے (۶۸) جن باتوں میں تم اختلاف کرتے ہو خدا تم میں قیامت کے روز ان کا فیصلہ کر دے گا (۶۹) کیا تم نہیں جانتے کہ جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے خدا اس کو جانتا ہے۔ یہ

(سب کچھ) کتاب میں (لکھا ہوا) ہے۔ بے شک یہ سب خدا کو آسان ہے (۷۰)۔ اور یہ (لوگ) خدا کے سوا ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جن کی اس نے کوئی سند نازل نہیں فرمائی اور نہ ان کے پاس اس کی کوئی دلیل ہے اور ظالموں کا کوئی بھی مددگار نہیں ہوگا۔ (۷۱)

تفسیر سورۃ الحج آیات (۶۱) تا (۷۶)

(۶۱) اس لیے کہ اللہ تعالیٰ رات کو دن میں داخل کرتا ہے تو بعض اوقات دن رات سے لمبا ہوتا ہے اور دن کے حصے کو رات میں داخل کرتا ہے تو بعض اوقات رات دن سے زیادہ لمبی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی باتوں کو خوب سننے والا اور ان کے اعمال کو خوب دیکھنے والا ہے۔

(۶۲) یہ اللہ کی قدرت کا اس لیے مظاہرہ کیا جا رہا ہے تاکہ تمہیں معلوم ہو جائے اور تم اس بات کا یقین کر لو کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت حق ہے اور وہی ہستی میں کامل الوجود ہے اور جن چیزوں کی تم اللہ تعالیٰ کے علاوہ عبادت کرتے ہو وہ بالکل ہی بیہودہ ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی تمام چیزوں سے بلند اور سب سے بڑا ہے۔

(۶۳) اے محمد ﷺ کیا آپ کو بذریعہ قرآن کریم اس چیز کی خبر نہیں ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں سے بارش برسائی جس سے زمین نباتات کی وجہ سے سرسبز ہوگئی اللہ تعالیٰ ان نباتات کے نکالنے میں بڑا مہربان اور ان کے پورے مکانات کی خبر رکھنے والا ہے۔

(۶۴) جو کچھ آسمانوں و زمین میں مخلوقات وغیرہ ہیں وہ سب اسی کی ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی ایسا ہے جو اپنی مخلوق میں سے کسی کا محتاج نہیں اور وہ اپنے کامل قدرت میں ہر طرح کی تعریف کے لائق ہے یا یہ کہ جو بھی اس کی تعریف کرے ہر قسم کی تعریفوں کے لائق ہے۔

(۶۵) اے محمد ﷺ کیا آپ کو بذریعہ قرآن اس چیز کی خبر نہیں ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے درختوں اور جانوروں کو تم لوگوں کے کام میں لگا رکھا ہے اور کشتیوں کو بھی تمہارے لیے مسخر کر رکھا ہے کہ وہ دریا میں اس کے حکم سے چلتی ہیں۔

اور وہی قیامت تک کے لیے آسمان کو زمین پر گرنے سے اپنے حکم سے روکے ہوئے ہے، بے شک اللہ تعالیٰ مومنین پر بڑا شفقت و رحمت والا ہے۔

(۶۶) اور اسی نے تمہیں کو تمہاری ماؤں کے رحم ہی میں نطفہ کی حالت میں زندگی دی اور وہی تمہیں بچپن یا بڑے

ہونے کی حالت میں موت دے گا اور وہی تمہیں مرنے کے بعد پھر زندہ کرے گا۔ واقعی بدلیل عدم ورود کافر اور اللہ تعالیٰ اور بعث بعد الموت اور مسلمانوں کے توحید کا منکر ہے۔

(۶۷) کیوں کہ ہم نے ہر ایک دین والے کے لیے ذبح اور یہ کہ عبادت کا طریقہ متعین کر دیا ہے وہ اپنے دین کے طریقہ پر ذبح کیا کرتے ہیں۔

(۶۸) سو ان اعتراض کرنے والوں کو چاہیے اس امر ذبح اور توحید میں آپ سے جھگڑا نہ کریں اور نہ آپ کی مخالفت کیا کریں اور آپ ان کو اپنے پروردگار کی توحید کی طرف دعوت دیتے رہیے، یقیناً آپ پسندیدہ صحیح رستہ یعنی اسلام پر ہیں اور اگر یہ پھر بھی ذبح اور توحید کے معاملہ میں آپ سے جھگڑا نکالتے رہیں اور بکتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ذبح کیا ہوا یعنی مردار بہ نسبت اس کے زیادہ حلال ہے کہ جسے تم اپنی چھریوں سے ذبح کرتے ہو تو آپ فرما دیجیے کہ تم میں جو ذبح کا طریقہ ہے اللہ تعالیٰ اس سے بخوبی واقف ہے۔

(۶۹) اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تم لوگوں کے درمیان عملی فیصلہ فرما دے گا جن چیزوں یعنی امر ذبح اور توحید کے بارے میں مخالفت کیا کرتے تھے۔

(۷۰) اے محمد ﷺ کیا آپ کو معلوم نہیں (خطاب خاص مراد عام ہے) کہ آسمان والوں میں جو نیکیاں اور زمین والوں میں جو کچھ نیکیاں اور برائیاں ہیں اللہ تعالیٰ سب کو جانتا ہے اور یہ تمام چیزیں لوح محفوظ میں محفوظ ہیں اور لوح محفوظ کے بغیر بھی ان تمام چیزوں کا محفوظ رکھنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت آسان ہے۔

(۷۱) اور یہ کفار مکہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں کہ جن کے جواز عبادت پر اللہ تعالیٰ نے کوئی کتاب اور حجت نہیں بھیجی اور نہ ان کے پاس اس کی کوئی نقلی اور عقلی دلیل اور ان مشرکین سے کوئی عذاب خداوندی کو روکنے والا ان کا مددگار نہ ہوگا۔

❁ ❁ ❁

وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ تَعْرِفُ فِي وُجُوهِ الَّذِينَ كَفَرُوا الْمُنكَرَ ۖ يَكَادُونَ يَسْطُونَ بِالَّذِينَ يَتْلُونَ عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا ۗ قُلْ أَفَأُنَبِّئُكُم بِشَرٍّ مِّن ذَٰلِكُمُ ۗ النَّارُ وَعَدَهَا اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿٧٢﴾ يَا أَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوا لَهُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ لَن يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوِ اجْتَمَعُوا لَهُ ۖ وَإِن يَسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَّا يَسْتَنقِذُوهُ مِنْهُ ۚ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ ﴿٧٣﴾ مَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ﴿٧٤﴾ اللَّهُ يَصْطَفِي مِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا وَمِنَ النَّاسِ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ ﴿٧٥﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۗ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ﴿٧٦﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا وَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۩ ﴿٧٧﴾ وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ ۚ هُوَ اجْتَبَاكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ ۚ مِّلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ ۚ هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ مِن قَبْلُ وَفِي هَٰذَا لِيَكُونَ الرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ ۚ فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَاعْتَصِمُوا بِاللَّهِ هُوَ مَوْلَاكُمْ ۖ فَنِعْمَ الْمَوْلَىٰ وَنِعْمَ النَّصِيرُ ﴿٧٨﴾

اور جب ان کو ہماری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو (ان کی شکل بگڑ جاتی ہے اور) تم ان کے چہروں پر صاف طور پر ناخوشی (کے آثار) دیکھتے ہو۔ قریب ہوتے ہیں کہ جو لوگ ان کو ہماری آیتیں پڑھ کر سناتے ہیں ان پر حملہ کردیں۔ کہہ دو کہ میں تم کو اس سے بھی بری چیز بتاؤں؟ وہ دوزخ کی آگ ہے جس کا خدا نے کافروں سے وعدہ کیا ہے اور وہ برا ٹھکانا ہے (۷۲)۔ لوگو! ایک مثال بیان کی جاتی ہے اسے غور سے سنو کہ جن لوگوں کو تم خدا کے سوا پکارتے ہو وہ ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے۔ اگرچہ اس کے لیے سب مجتمع ہوجائیں اور اگر ان سے مکھی کوئی چیز چھین لے جائے تو اسے اس سے چھڑا نہیں سکتے۔ طالب اور مطلوب (یعنی عابد اور معبود دونوں) گئے گزرے ہیں (۷۳)۔ ان لوگوں نے خدا کی قدر جیسی کرنی چاہیے تھی نہیں کی۔ کچھ شک نہیں کہ خدا زبردست (اور) غالب ہے (۷۴)۔ خدا فرشتوں میں سے پیغام پہنچانے والے منتخب کرلیتا ہے اور انسانوں میں سے بھی۔ بے شک خدا سننے والا (اور) دیکھنے والا ہے (۷۵)۔ جو ان کے آگے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے وہ اس سے واقف ہے اور سب کاموں کا رجوع خدا ہی کی طرف ہے (۷۶)۔ مومنو! رکوع کرتے اور سجدے کرتے اور اپنے پروردگار کی عبادت کرتے رہو اور نیک کام کرو تاکہ فلاح پاؤ (۷۷)۔ اور خدا (کی راہ) میں جہاد کرو جیسا جہاد کرنے کا حق ہے۔ اس نے تم کو برگزیدہ کیا ہے اور تم پر دین (کی کسی بات) میں تنگی نہیں کی۔ (اور تمہارے لیے) تمہارے باپ ابراہیم کا دین (پسند کیا) اسی نے پہلے (یعنی پہلی کتابوں میں) تمہارا نام مسلمان رکھا تھا اور اس کتاب میں بھی (وہی نام رکھا ہے تو جہاد کرو) تاکہ پیغمبر تمہارے بارے میں شاہد ہوں۔ اور تم لوگوں کے مقابلے میں شاہد ہو۔ اور نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو اور خدا (کے دین کی رسی) کو مضبوط پکڑے رہو۔ وہی تمہارا دوست ہے۔ اور خوب دوست اور خوب مددگار ہے (۷۸)

تفسیر سورة الحج آیات (۷۲) تا (۷۸)

(۷۲) اور جب ان لوگوں کے سامنے قرآن حکیم کی آیتیں جو کہ اوامر و نواہی کے بیان میں خوب واضح ہیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو آپ ان منکرین قرآن کے چہروں پر قرآن کریم سے ناگواری کے آثار دیکھتے ہیں۔

قریب ہے کہ یہ ان لوگوں پر ابھی حملہ کردیں جو ان کو قرآن کریم کی آیات پڑھ کر سناتے ہیں، آپ ان کفار مکہ سے فرما دیجیے کیا میں تمہیں اس سے زیادہ ناگواری کی چیز بتادوں جو کہ تم اس دنیا میں مسلمانوں سے کہتے ہو وہ دوزخ ہے کیوں کہ وہ مسلمانوں سے کہتے تھے کہ ہم نے تم سے زیادہ کم نفع والا کسی دین والے کو نہیں دیکھا اس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان سے یہ کہنے کا حکم دیا کہ وہ دوزخ ہے اور اس کا اللہ تعالیٰ نے کافروں سے وعدہ کیا ہے اور تم بھی رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کے ساتھ کفر کرتے ہو اور وہ برا ٹھکانا ہے جس کی طرف تم جاؤ گے۔

(۷۳) اے کفار مکہ تمہارے بتوں کی ایک عجیب حالت بیان کی جاتی ہے اس کو غور سے سنو اور قبول کرو وہ یہ کہ جن بتوں کی تم عبادت کرتے ہو وہ ایک مکھی تو پیدا کر ہی نہیں سکتے اگرچہ یہ سارے عابد اور یہ سب معبود مل کر بھی کوشش کریں تب بھی ایک مکھی نہیں پیدا کرسکتے (اور یہ تو بڑی بات ہے وہ معبود تو ایسے عاجز ہیں) اور اگر مکھی تمہارے ان معبودوں سے کچھ چھین لے جائے جو کچھ تم ان پر شہد ملتے ہو تو تمہارے یہ معبود اس مکھی سے چھڑا ہی نہیں سکتے اور نہ اس کو بھگا سکتے ہیں۔

ایسے ہی یہ بت بیہودہ ہیں اور ایسی ہی مکھی یا یہ کہ ایسا ہی ان کی پرستش کرنے والا بیہودہ ہے اور ایسے ہی ان کے یہ معبود بیہودہ ہیں۔

(۷۴) افسوس ہے کہ ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی جیسی بڑائی بیان کرنا چاہیے تھی نہ کی یہ آخری آیت یہود کے اقوال کی تردید میں نازل ہوئی ہے کیوں کہ وہ حضرت عزیرؑ کو اللہ کا بیٹا کہتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم غنی اور معاذ اللہ اللہ تعالیٰ فقیر ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ بند ہیں اور یہ کہ آسمان و زمین کے پیدا کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے آرام کیا ان بدتمیزیوں کی اللہ تعالیٰ نے تردید فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کی جیسی بڑائی بیان کرنی چاہیے تھی وہ نہ کی، اللہ تعالیٰ اپنے دشمنوں کے مقابلہ میں بڑی طاقت والا اور یہودیوں کو سزا دینے میں بڑے غلبہ والا ہے۔

(۷۵) اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے رسالت کے لیے جس کو چاہتا ہے چن لیتا ہے فرشتوں میں سے جیسے جبرئیل، میکائیل، اسرافیل اور ملک الموت اور اسی طرح آدمیوں میں سے بھی جیسا کہ رسول اکرم ﷺ اور تمام انبیاء کرام ہیں اور جو کفار کہتے ہیں کہ اس رسول کو کیا ہوا کھانا بھی کھاتا ہے بازاروں میں چلتا پھرتا بھی ہے اللہ تعالیٰ ان کی باتوں کو خوب سننے والا اور ان کے انجام کو خوب دیکھنے والا ہے۔

(۷۶) اور وہ ان فرشتوں اور انسانوں کے امور آخرت امور دنیا اور ان سب چیزوں کو اچھی طرح جانتا ہے اور آخرت میں تمام کاموں کا انجام اللہ تعالیٰ ہی تک ہے گا۔

(۷۷) لہٰذا اے ایمان والو تم نماز میں رکوع کیا کرو اور سجدہ کیا کرو اور اپنے رب کی تابعداری کیا کرو اور نیک اعمال کیا

کرو امید ہے کہ تم غضب الٰہی اور عذاب الٰہی سے نجات پاؤ گے۔

(۷۸) بلکہ اللہ کے کام میں خوب کوشش کیا کرو جیسا کہ کوشش کرنے کا حق ہے اسی نے تمہیں اپنے دین کے لیے منتخب فرمایا اور تم پر دین میں کسی قسم کی کوئی تنگی نہیں کی مثلاً فرض کر جو کھڑے ہونے کی طاقت نہ رکھے وہ بیٹھ کر نماز پڑھ لے اور جس میں بیٹھ کر بھی نماز پڑھنے کی طاقت نہ ہو وہ سیدھے لیٹ کر اشارہ سے پڑھ لے تم اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت کا اتباع کرو اسی اللہ نے قرآن کریم کے نزول سے پہلے کتب انبیاء کرام میں تمہارا لقب مسلمان رکھا اور اس قرآن میں بھی تاکہ رسول اکرم ﷺ تمہاری گواہی دینے اور تصدیق کرنے والے ہوں اور تم انبیاء کرام کے لیے ان کی قوموں کے مقابلہ میں گواہ ہو لہٰذا پانچوں نمازوں کو وضو، رکوع و سجود کی تکمیل اور اوقات کی پوری رعایت کے ساتھ ادا کرتے رہو اور اپنے مالوں کی زکوٰۃ دیتے رہو اور دین الٰہی اور کتاب الٰہی کو مضبوطی سے پکڑے رہو وہ تمہارا محافظ و کارساز ہے سو کیسا اچھا محافظ اور کیسا اچھا مددگار ہے۔

[illegible]

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝ اِلَّا عَلٰۤى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۝ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۝ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ۝ وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ ۝ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِي الْاَرْضِ وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابٍ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ ۝ فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ لَكُمْ فِيْهَا فَوَاكِهُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝ وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَآءَ تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ ۝ وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهَا وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ۝

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

بے شک ایمان والے رستگار ہو گئے (۱)۔ جو نماز میں عجز و نیاز کرتے ہیں (۲)۔ اور جو بیہودہ باتوں سے منہ موڑے رہتے ہیں (۳)۔ اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں (۴)۔ اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں (۵)۔ مگر اپنی بیویوں سے یا (کنیزوں سے) جو ان کی ملک ہوتی ہیں کہ (ان سے) مباشرت کرنے سے انہیں ملامت نہیں (۶)۔ اور جو ان کے سوا اوروں کے طالب ہوں وہ (خدا کی مقرر کی ہوئی) حد سے نکل جانے والے ہیں (۷)۔ اور جو امانتوں اور اقراروں کو ملحوظ رکھتے ہیں (۸)۔ اور جو نمازوں کی پابندی کرتے ہیں (۹)۔ یہی لوگ میراث حاصل کرنے والے ہیں (۱۰)۔ (یعنی) جو بہشت کی میراث حاصل کریں گے۔ (اور) اس میں ہمیشہ رہیں گے (۱۱)۔ اور ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصے سے پیدا کیا ہے (۱۲)۔ پھر اس کو ایک مضبوط (اور محفوظ) جگہ میں نطفہ بنا کر رکھا (۱۳)۔ پھر نطفے کا لوتھڑا بنایا۔ پھر لوتھڑے کی بوٹی بنائی پھر بوٹی کی ہڈیاں بنائیں پھر ہڈیوں پر گوشت (پوست) چڑھایا۔ پھر اس کو نئی صورت میں بنا دیا۔ تو خدا جو سب سے بہتر بنانے والا ہے بڑا بابرکت ہے (۱۴)۔ پھر اس کے بعد تم مر جاتے ہو (۱۵)۔ پھر قیامت کے روز اٹھا کھڑے کیے جاؤ گے (۱۶)۔ اور ہم نے تمہارے اوپر (کی جانب) سات آسمان پیدا کیے اور ہم خلقت سے غافل نہیں ہیں (۱۷)۔ اور ہم ہی نے آسمان سے ایک اندازے سے پانی نازل کیا۔ پھر اس کو زمین میں ٹھہرا دیا اور ہم اس کے نابود کر دینے پر بھی قادر ہیں (۱۸)۔ پھر ہم نے اس سے تمہارے لیے کھجوروں اور انگوروں کے باغ بنائے۔ ان میں تمہارے لیے بہت سے میوے پیدا ہوتے ہیں اور ان میں سے تم کھاتے بھی ہو (۱۹)۔ اور وہ درخت بھی (ہم ہی نے پیدا کیا) جو طور سینا میں پیدا ہوتا ہے (یعنی زیتون کا درخت کہ) کھانے کے لیے روغن اور سالن لیے ہوئے اُگتا ہے (۲۰)۔ اور تمہارے لیے چارپایوں میں عبرت (اور نشانی) ہے کہ جو ان کے پیٹوں میں ہے اس سے ہم تمہیں (دودھ) پلاتے ہیں۔ اور تمہارے لیے ان میں (اور بھی) بہت سے فائدے ہیں اور بعض کو تم کھاتے بھی ہو (۲۱)۔ اور ان پر اور کشتیوں پر تم سوار ہوتے ہو (۲۲)

تفسیر سورة المؤمنون آیات (۱) تا (۲۲)

یہ پوری سورت مکی ہے، اس سورت میں ایک سو اٹھارہ آیات اور ایک ہزار آٹھ سو چالیس کلمات اور چار ہزار آٹھ سو حروف ہیں۔

(۱۔۲) بے شک ان مومنوں نے کامیابی اور نجات پائی اور ان موحدین نے توحید خداوندی کی وجہ سے مقام سعادت کو حاصل کرلیا اور یہی لوگ جنت کے وارث ہوں گے کافر جنت کے وارث نہیں ہوں گے یا یہ کہ ان مومنوں نے جو اپنے ایمان کے ذریعے تصدیق خداوندی کرنے والے ہیں فلاح اور کامیابی پائی اور فلاح کی دو قسمیں ہیں ایک کامیابی اور دوسرے اس کامیابی کی بقاء اور دوام (اور یہ دونوں اہل ایمان کو حاصل ہوں گی) اب اللہ تعالیٰ ان مومنین کے اوصاف بیان فرما رہے ہیں کہ جو اپنی نماز میں خشوع وخضوع کرنے والے ہیں، دائیں بائیں التفات نہیں کرتے اور تکبیر تحریمہ کے بعد نماز میں اپنے ہاتھ نہیں اٹھاتے۔

شان نزول: اَلَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ (الخ)

امام حاکمؒ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ جس وقت نماز پڑھتے تو اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھاتے اس وقت یہ آیت نازل ہوئی یعنی جو اپنی نماز میں خشوع کرنے والے ہیں، اس کے نزول کے بعد سے آپ نے اپنا سر مبارک جھکا لیا اور اسی روایت کو ابن مردویہ نے ان ہی الفاظ میں روایت کیا ہے کہ آپ اپنی نماز میں التفات فرماتے تھے اور سعید بن منصور رحمۃ اللہ علیہ نے ابن سیرین سے اسی کو بایں طور روایت کیا ہے کہ آپ اپنی نظر گھمایا کرتے تھے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن سیرین سے مرسلاً روایت کیا ہے کہ صحابہ کرامؓ بحالت نماز میں اپنی نگاہوں کو آسمان کی طرف اٹھایا کرتے تھے تب یہ آیت نازل ہوئی۔

(۳۔۷) اور جو بیہودہ باتوں اور جھوٹی قسموں سے کنارہ کشی کرنے والے ہیں اور جو اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا کرنے والے ہیں اور جو اپنی شرم گاہوں کو حرام شہوت رانی سے پاک رکھنے والے ہیں لیکن اپنی چاروں بیویوں سے یا اپنی شرعی لونڈیوں سے کیوں کہ ان پر اس حلال طریقہ میں کوئی الزام نہیں، البتہ جو حلال راستہ کے علاوہ اور مقام پر شہوت رانی کا طلب گار ہو تو ایسے حلال اور پاکیزہ طریقہ سے حرام اور گندے راستہ کی طرف بڑھنے والے ہیں۔

(۸۔۱۱) اور جو لوگ اپنی امانتوں کو جو شرعاً ان کے سپرد کی گئی ہیں جیسا کہ روزہ، وضو، غسل جنابت اور امانت کا مال اور اپنے عہد کا خواہ وہ اللہ تعالیٰ اور بندہ کے درمیان ہو یا حقوق العباد میں سے ہو پورا کرنے کا پورا خیال رکھنے والے ہیں اور جو اپنی نمازوں کو ان کے اوقات پر ادا کرتے ہیں۔ ایسے ہی لوگ وارث ہونے والے ہیں اور یہی جنت کے وارث

ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا اصل مقام ہے اور یہ لوگ جنت میں ہمیشہ رہیں گے نہ وہاں موت آئے گی اور نہ یہ لوگ وہاں سے نکالے جائیں گے۔

(۱۲۔۱۴) اور ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصہ یعنی غذا سے بذریعہ آدم علیہ السلام پیدا کیا پھر ہم نے اس خلاصہ یعنی غذا کو منی بنادیا جو ایک محفوظ مقام یعنی رحم میں رہا پھر ہم نے اس نطفہ کو خون کا لوتھڑا بنادیا جو چالیس روز تک اسی حالت میں رہا پھر ہم نے اس خون کے لوتھڑے کو گوشت کی بوٹی بنادی جو چالیس دن تک اسی حالت میں رہی، پھر ہم نے اس بوٹی کے بعض اجزا کو ہڈیاں بنادیا پھر ہم نے ان ہڈیوں پر گوشت اور رگ اور پٹھے چڑھائے، پھر ہم نے اس میں روح ڈال کر ایک دوسری طرح کی مخلوق بنادیا سو کیسی بڑی شان ہے اللہ کی جو تمام صناعوں سے بڑھ کر ہے۔

شان نزول: وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ (الخ)

اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عمرؓ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ میں نے چار باتوں میں اپنے رب کے ساتھ موافقت کی چنانچہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو میں نے کہا کہ ہم بھی لوٹائے جائیں گے، فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ تو یہی الفاظ قرآن کریم میں نازل ہوگئے۔

(۱۵۔۱۶) اور پھر تم اس عجیب واقعہ کے بعد ضرور مرنے والے ہو اور پھر تم قیامت کے دن دوبارہ زندہ کیے جاؤ گے۔

(۱۷) اور ہم نے تمہارے اوپر سات آسمان بنائے کہ ان میں سے ایک ایک کے اوپر ہے اور ہم مخلوق کی مصلحتوں سے بے خبر نہ تھے کہ بغیر کسی حکم اور نہی کے ان کو ویسے ہی چھوڑ دیتے۔

(۱۸) اور ہم نے سالانہ ضرورت کے مطابق بارش برسائی یا یہ کہ اتنا پانی برسایا جو تمہاری کفایت کر جائے اور پھر ہم نے اس پانی کو زمین میں داخل کر دیا اور اس پانی سے ہم نے چشمے، جھیلیں، تالاب اور نہریں بنائیں اور پانی کو زمین میں سے بالکل خشک کر دینے پر بھی قادر ہیں۔

(۱۹) اور پھر ہم نے اس پانی سے تمہارے لیے باغات پیدا کیے، کھجوروں کے اور انگوروں کے اور ان باغوں میں تمہارے لیے بکثرت قسم قسم کے میوے ہیں اور ان کو تم بعد میں کھاتے بھی ہو۔

(۲۰) اور اسی پانی سے ایک زیتون کا درخت بھی ہم نے پیدا کیا جو طور سینا میں کثرت سے ہوتا ہے نبطی زبان میں طور پہاڑ کو اور حبشی زبان میں سینا اس پہاڑ کو کہتے ہیں جس پر درخت زیادہ ہوں جس میں سے تیل نکلتا ہے اور وہ تیل سالن کے طور پر بھی استعمال ہوتا ہے۔

(۲۱۔۲۲) اور تمہارے لیے مویشی بالخصوص اونٹ میں بھی غور کرنے کا مقام ہے ہم تمہیں ان میں سے خالص شیریں دودھ پینے کو دیتے ہیں، جو خون اور نجاست کے درمیان سے نکلتا ہے اور تمہارے لیے ان میں اور بھی کئی سواری اور

باربرداری کے بہت سے فوائد ہیں اور ان کے گوشت، دودھ اور بچوں کو کاٹ کر کھاتے پیتے بھی ہو اور اونٹوں پر خشکی میں اور کشتیوں پر سمندر میں سفر کرتے رہتے ہو۔

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَقَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿۲۳﴾ فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَوْمِهِ مَا هَٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُرِيدُ أَن يَتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَأَنزَلَ مَلَائِكَةً مَّا سَمِعْنَا بِهَٰذَا فِي آبَائِنَا الْأَوَّلِينَ ﴿۲۴﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ بِهِ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوا بِهِ حَتَّىٰ حِينٍ ﴿۲۵﴾ قَالَ رَبِّ انصُرْنِي بِمَا كَذَّبُونِ ﴿۲۶﴾ فَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِ أَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا فَإِذَا جَاءَ أَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّورُ فَاسْلُكْ فِيهَا مِن كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ إِلَّا مَن سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ وَلَا تُخَاطِبْنِي فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا إِنَّهُم مُّغْرَقُونَ ﴿۲۷﴾ فَإِذَا اسْتَوَيْتَ أَنتَ وَمَن مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي نَجَّانَا مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿۲۸﴾ وَقُل رَّبِّ أَنزِلْنِي مُنزَلًا مُّبَارَكًا وَأَنتَ خَيْرُ الْمُنزِلِينَ ﴿۲۹﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ وَإِن كُنَّا لَمُبْتَلِينَ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ أَنشَأْنَا مِن بَعْدِهِمْ قَرْنًا آخَرِينَ ﴿۳۱﴾ فَأَرْسَلْنَا فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿۳۲﴾

اور ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا تو انہوں نے ان سے کہا کہ اے قوم خدا ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ کیا تم ڈرتے نہیں (۲۳)۔ تو ان کی قوم کے سردار جو کافر تھے کہنے لگے کہ یہ تو تم ہی جیسا آدمی ہے۔ تم پر بڑائی حاصل کرنی چاہتا ہے۔ اور اگر خدا چاہتا تو فرشتے اتار دیتا۔ ہم نے اپنے اگلے باپ دادا میں تو یہ بات کبھی سنی نہیں (۲۴)۔ اس آدمی کو تو دیوانگی (کا عارضہ) ہے۔ تو اس کے بارے میں کچھ مدت انتظار کرو (۲۵)۔ (نوح نے) کہا کہ پروردگار انہوں نے مجھے جھٹلایا ہے تو میری مدد کر (۲۶)۔ پھر ہم نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ ہمارے سامنے اور ہمارے حکم سے کشتی بناؤ۔ پھر جب ہمارا حکم آپہنچے اور تنور (پانی سے بھر کر) جوش مارنے لگے تو سب (قسم کے حیوانات) میں سے جوڑا جوڑا (یعنی نر اور مادہ) دو دو کشتی میں بٹھا دو اور اپنے گھر والوں کو بھی۔ سوا ان کے جن کی نسبت ان میں سے (ہلاک ہونے کا) حکم پہلے (صادر) ہو چکا ہے اور ظالموں کے بارے میں ہم سے کچھ نہ کہنا۔ وہ ضرور ڈبو دیے جائیں گے (۲۷)۔ اور جب تم اور تمہارے ساتھی کشتی میں بیٹھ جاؤ تو (خدا کا شکر کرنا اور) کہنا کہ سب تعریف خدا ہی کو (سزاوار) ہے جس نے ہم کو نجات بخشی ظالم لوگوں سے (۲۸)۔ اور (یہ بھی) دعا کرنا کہ اے پروردگار ہم کو مبارک جگہ اتاریو اور تو سب سے بہتر اتارنے والا ہے (۲۹)۔ بے شک اس (قصے) میں نشانیاں ہیں اور ہمیں تو آزمائش کرنی تھی (۳۰)۔ پھر ان کے بعد ہم نے ایک اور جماعت پیدا کی (۳۱)۔ اور ان ہی میں سے ایک پیغمبر بھیجا (جس نے ان سے کہا) کہ خدا ہی کی عبادت کرو (کہ) اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ تو کیا تم ڈرتے نہیں؟ (۳۲)

تفسیر سورۃ المؤمنون آیات (۲۳) تا (۳۲)

(۲۳) حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا توحید خداوندی کا اقرار کرو اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی ایسا نہیں جو تمہیں اس بات کا حکم دے کہ تم اس پر ایمان لاؤ پھر کیا تم دوسروں کو معبود بنانے سے نہیں ڈرتے۔

(۲۴۔۲۵) تو ان کی قوم کے رئیس یہ سن کر عوام سے کہنے لگے کہ نوح علیہ السلام سوائے اس کے کہ تمہاری طرح کے ایک

آدمی ہیں اور کچھ نہیں۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ نبوت اور رسالت کے دعوے سے تم پر فوقیت حاصل کریں اور اگر اللہ کو ہمارے پاس رسول بھیجنا منظور ہوتا تو فرشتوں میں سے کسی فرشتے کو بھیج دیتا نوح علیہ السلام جو کہتے ہیں ہم نے اپنے پہلے بڑوں کے زمانہ میں بھی اس چیز کا تذکرہ نہیں سنا نوح علیہ السلام کو جنون ہو گیا ہے تو ان کے مرنے کے وقت تک ان کی حالت کا انتظار کرو۔

(۲۶۔۲۷) نوح علیہ السلام نے (دعا کرتے ہوئے) عرض کیا پروردگار ان پر عذاب نازل کر کے میرا بدلہ لے کیوں کہ انھوں نے میری رسالت کو جھٹلایا ہے تو ہم نے ان کے پاس بذریعہ جبریل امین حکم بھیجا کہ تم کشتی تیار کرلو ہماری نگرانی میں اور ہمارے حکم سے پھر جس وقت ہمارے عذاب کا وقت قریب آپہنچا اور زمین سے پانی ابلنا شروع ہو یعنی تنور کا کنارا نکل جائے تو ہر قسم کے جانوروں میں سے ایک ایک نر اور ایک مادہ اس کشتی میں سوار کرلو اور آپ کے متعلقین میں سے جو آپ پر ایمان لائے ان کو بھی سوار کرلو سوائے ان کے جن پر عذاب نازل ہونے کا حکم ہو چکا اور یہ کہ مجھ سے اپنی قوم کے کافروں کی نجات کے بارے میں کوئی درخواست مت کرنا وہ سب غرق کیے جائیں گے۔

(۲۸) پھر جس وقت تم اور تمہارے ساتھی مومنین کشتی میں بیٹھ چکیں تو یوں کہنا کہ شکر ہے اس اللہ کا جس نے ہمیں کافروں سے نجات دی۔

(۲۹) اور جس وقت کشتی سے زمین پر اترنے لگو تو یوں کہنا کہ اے میرے رب مجھے یہاں اترنے میں برکت فرمائیے یعنی پانی اور سبزہ کی برکت ہو اور آپ دنیا و آخرت میں سب اتارنے والوں سے اچھے ہیں۔

(۳۰) اس مشرک قوم کے ساتھ جو ہم نے کیا اس میں بڑی نشانیاں اور عبرت کی چیزیں ہیں خصوصاً مکہ والوں کے لیے تاکہ وہ ایسے لوگوں کی پیروی نہ کریں اور ہم آزمائشوں کے ساتھ بایں کہ سزا دے کر آزماتے ہیں۔

(۳۱۔۳۲) پھر ہم نے قوم نوح علیہ السلام کی ہلاکت کے بعد دوسرا گروہ پیدا کیا اور ان کی طرف ایک پیغمبر کو بھیجا جو ان ہی میں سے تھے کہ تم اللہ تعالیٰ کی توحید کا اقرار کرلو اور جس خدائے واحد لاشریک پر میں تمہیں ایمان لانے کے لیے کہتا ہوں اس کے علاوہ اور کوئی اللہ نہیں کیا تم پھر غیر اللہ کی عبادت سے ڈرتے نہیں ہو۔

❁ ❁ ❁

وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِلِقَاءِ الْآخِرَةِ وَأَتْرَفْنَاهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا مَا هَٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يَأْكُلُ مِمَّا تَأْكُلُونَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُونَ ﴿۳۳﴾ وَلَئِنْ أَطَعْتُمْ بَشَرًا مِثْلَكُمْ إِنَّكُمْ إِذًا لَخَاسِرُونَ ﴿۳۴﴾ أَيَعِدُكُمْ أَنَّكُمْ إِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَعِظَامًا أَنَّكُمْ مُخْرَجُونَ ﴿۳۵﴾ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوعَدُونَ ﴿۳۶﴾ إِنْ هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ ﴿۳۷﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا وَمَا نَحْنُ لَهُ بِمُؤْمِنِينَ ﴿۳۸﴾ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِي بِمَا كَذَّبُونِ ﴿۳۹﴾ قَالَ عَمَّا قَلِيلٍ لَيُصْبِحُنَّ نَادِمِينَ ﴿۴۰﴾ فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنَاهُمْ غُثَاءً ۚ فَبُعْدًا لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿۴۱﴾ ثُمَّ أَنْشَأْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قُرُونًا آخَرِينَ ﴿۴۲﴾ مَا تَسْبِقُ مِنْ أُمَّةٍ أَجَلَهَا وَمَا يَسْتَأْخِرُونَ ﴿۴۳﴾ ثُمَّ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَىٰ ۖ كُلَّ مَا جَاءَ أُمَّةً رَسُولُهَا كَذَّبُوهُ ۚ فَأَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَجَعَلْنَاهُمْ أَحَادِيثَ ۚ فَبُعْدًا لِقَوْمٍ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿۴۴﴾ ثُمَّ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ وَأَخَاهُ هَارُونَ بِآيَاتِنَا وَسُلْطَانٍ مُبِينٍ ﴿۴۵﴾ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ فَاسْتَكْبَرُوا وَكَانُوا قَوْمًا عَالِينَ ﴿۴۶﴾ فَقَالُوا أَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عَابِدُونَ ﴿۴۷﴾ فَكَذَّبُوهُمَا فَكَانُوا مِنَ الْمُهْلَكِينَ ﴿۴۸﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ ﴿۴۹﴾ وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ آيَةً وَآوَيْنَاهُمَا إِلَىٰ رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ ﴿۵۰﴾

تو اُن کی قوم کے سردار جو کافر تھے اور آخرت کے آنے کو جھوٹ سمجھتے تھے۔ اور دنیا کی زندگی میں ہم نے ان کو آسودگی دے رکھی تھی۔ کہنے لگے کہ یہ تو تمہارے جیسا آدمی ہے۔ جس قسم کا کھانا تم کھاتے ہو اسی طرح کا یہ بھی کھاتا ہے اور جو (پانی) تم پیتے ہو اسی قسم کا یہ بھی پیتا ہے (۳۳)۔ اور اگر تم نے اپنے ہی جیسے آدمی کا کہا مان لیا تو گھاٹے میں پڑ گئے (۳۴)۔ کیا یہ تم سے یہ کہتا ہے کہ جب تم مر جاؤ گے اور مٹی ہو جاؤ گے اور استخوان (کے سوا کچھ نہ رہے گا) تو تم (زمین سے) نکالے جاؤ گے؟ (۳۵)۔ جس بات کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے (بہت) بعید اور (بہت) بعید ہے (۳۶)۔ زندگی تو یہی ہماری دنیا کی زندگی ہے کہ (اسی میں) ہم مرتے اور جیتے ہیں اور ہم پھر نہیں اٹھائے جائیں گے (۳۷)۔ یہ تو ایک ایسا آدمی ہے جس نے خدا پر جھوٹ افترا کیا ہے اور ہم اس کو ماننے والے نہیں (۳۸)۔ پیغمبر نے کہا کہ اے پروردگار انہوں نے مجھے جھوٹا سمجھا ہے تو میری مدد کر (۳۹)۔ فرمایا کہ تھوڑے ہی عرصے میں یہ پشیمان ہو کر رہ جائیں گے (۴۰)۔ تو ان کو (وعدۂ برحق کے مطابق) زور کی آواز نے آن پکڑا تو ہم نے ان کو کوڑا کر ڈالا۔ پس ظالم لوگوں پر لعنت ہے (۴۱)۔ پھر ان کے بعد ہم نے اور جماعتیں پیدا کیں (۴۲)۔ کوئی جماعت اپنے وقت سے نہ آگے جا سکتی ہے اور نہ پیچھے رہ سکتی ہے (۴۳)۔ پھر ہم پے درپے اپنے پیغمبر بھیجتے رہے۔ جب کسی امت کے پاس اس کا پیغمبر آتا تھا تو وہ اسے جھٹلا دیتے تھے۔ تو ہم بھی بعض کو بعض کے پیچھے (ہلاک کرتے اور ان پر عذاب) لاتے رہے اور ان کے افسانے بناتے رہے۔ پس جو لوگ ایمان نہیں لاتے ان پر لعنت (۴۴)۔ پھر ہم نے موسیٰ اور ان کے بھائی ہارون کو اپنی نشانیاں اور دلیل ظاہر دے کر بھیجا (۴۵)۔ (یعنی) فرعون اور اس کی جماعت کی طرف۔ تو انہوں نے تکبر کیا اور وہ سرکش لوگ تھے (۴۶)۔ کہنے لگے کہ کیا ہم اپنے جیسے دو آدمیوں پر ایمان لے آئیں اور ان کی قوم کے لوگ ہمارے خدمتگار ہیں (۴۷)۔ تو ان لوگوں نے ان کی تکذیب کی سو (آخر) ہلاک کر دیئے گئے (۴۸)۔ اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی کہ وہ لوگ ہدایت پائیں (۴۹)۔ اور مریم کے بیٹے (عیسیٰ) کو اور ان کی ماں کو (اپنی) نشانی بنایا تھا اور ان کو ایک اونچی جگہ پر جو رہنے کے لائق تھی اور جہاں (نتھرا ہوا) پانی جاری تھا پناہ دی تھی (۵۰)

تفسیر سورۃ المؤمنون آیات (۳۳) تا (۵۰)

(۳۳) ان پیغمبر کی قوم میں سے جو رئیس تھے اور جنہوں نے کفر کر لیا تھا اور آخرت کے آنے کو جھٹلایا تھا اور ہم نے ان کو مال و اولاد بھی دے رکھا تھا وہ کہنے لگے کہ یہ رسول تو تمہاری طرح ایک عام آدمی ہیں یہ وہی کھاتے ہیں جو کہ تم کھاتے ہو اور وہی پیتے ہیں جیسا کہ تم پیتے ہو۔

(۳۴) اور اگر تم نے اپنے جیسے ایک آدمی کا کہا مان لیا تو واقعی تم بے وقوف اور خسارے میں ہو۔

(۳۵۔۳۶) کیا یہ رسول تم سے یہ کہتا ہے کہ جب مر جاؤ گے اور مر کر مٹی اور ہڈیاں ہو جاؤ گے تو پھر مرنے کے بعد تم دوبارہ زندہ کیے جاؤ گے یہ ناممکن ہے ایسا نہیں ہو سکتا۔

(۳۷) بس زندگی تو یہی ہماری دنیوی زندگی ہے اس میں باپ دادا مرتے ہیں اور اولاد پیدا ہوتی ہے اور ہم مرنے کے بعد دوبارہ زندہ نہیں کیے جائیں گے۔

(۳۸) یہ رسول ایسا ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے ہم تو ہرگز اس کی باتوں کی تصدیق نہیں کریں گے پیغمبر نے دعا کی اے میرے رب ان پر عذاب نازل کر کے میری مدد کر کیوں کہ انھوں نے مجھے جھٹلایا ہے۔

(۳۹۔۴۰۔۴۱) اللہ کی طرف سے ارشاد ہوا اس تکذیب پر نزول سزا کے وقت عنقریب یہ پچھتائیں گے چنانچہ ان کو جبریل امین کی آواز نے سخت عذاب کے ساتھ آ پکڑا پھر ہلاک کرنے کے بعد ہم نے ان کو خس و خاشاک کی مانند کر دیا تو ان کافروں کے لیے اللہ کی مار اور رحمت خداوندی سے رسوائی اور محرومی ہے۔

(۴۲) اور پھر ہم نے ان کی ہلاکت کے بعد اور امتوں کو پیدا کیا ایک امت کے بعد دوسری امت ان کے زمانہ سے لے کر اٹھارہ سال تک اور اٹھارہ سال کے عرصے کو ایک قرن کہتے ہیں۔

(۴۳) ان امتوں میں سے کوئی امت اپنی مقررہ مدت سے پہلے ہلاک ہو سکتی ہے اور نہ اس سے پیچھے ہٹ سکتی ہے۔

(۴۴) پھر ہم نے اپنے پیغمبروں کو یکے بعد دیگرے بھیجا جب کسی امت کے پاس اس امت کا رسول اللہ کے احکام لے کر آیا اور انھوں نے اس رسول کو جھٹلایا تو ہم نے بھی ہلاک کرنے میں ایک کے بعد ایک کا نمبر لگا دیا اور ہم نے ان کی کہانیاں بنا دیں کہ ان کے زمانہ میں وہ سنائی جانے لگیں تو اللہ کی رحمت سے دور ہیں وہ لوگ جو رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان نہیں لاتے۔

(۴۵) پھر ہم نے موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو اپنی نو نشانیاں اور کھلا معجزہ دے کر فرعون اور اس کی قوم کی طرف بھیجا۔

(۴۶) تو انھوں نے حضرت موسیٰ ؑ اور آیات تسعہ پر ایمان لانے سے تکبر کیا اور وہ لوگ تھے ہی موسیٰ ؑ کے مخالف اور ایمان سے تکبر کرنے والے۔

(۴۷) اور کہنے لگے کیا ہم ایسے دو شخصوں پر یعنی موسیٰ ؑ و ہارون ؑ پر جو کہ ہماری ہی طرح ہیں ایمان لے آئیں حالاں کہ ان کی قوم کے لوگ ہمارے غلام ہیں۔

(۴۸۔۴۹) غرض کہ وہ لوگ ان دونوں کی رسالت کو جھٹلاتے رہے، نتیجہ یہ ہوا کہ سب کے سب دریا میں غرق کیے گئے اور ہم نے موسیٰ کو توریت عطا کی تاکہ وہ لوگ گمراہی سے ہدایت پائیں۔

(۵۰) اور ہم نے حضرت عیسیٰ ؑ اور ان کی والدہ کو بڑی نشانی بنایا کہ بغیر باپ کے اور بغیر کسی انسانی تعلق کے پیدا ہوئے یہ دونوں کے لیے قدرت خداوندی کی عظیم نشانی ہے اور ہم نے ان دونوں کو ایک بلند زمین میں لے جا کر پناہ دی جو پھلوں کی وجہ سے اور نہر جاری ہونے کی وجہ سے سرسبز و شاداب جگہ تھی یعنی دمشق۔

يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّىْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝ وَاِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ۝ فَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا ۭ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ۝ فَذَرْهُمْ فِيْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى حِيْنٍ ۝ اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ ۝ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ ۭ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ۝ اُولٰۗىِٕكَ يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ ۝ وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا وَلَدَيْنَا كِتٰبٌ يَّنْطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِيْ غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا وَلَهُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا عٰمِلُوْنَ ۝ حَتّٰٓى اِذَآ اَخَذْنَا مُتْرَفِيْهِمْ بِالْعَذَابِ اِذَا هُمْ يَجْــَٔــرُوْنَ ۝ لَا تَجْــَٔــرُوا الْيَوْمَ ۣ اِنَّكُمْ مِّنَّا لَا تُنْصَرُوْنَ ۝ قَدْ كَانَتْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلٰٓي اَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ ۝ مُسْتَكْبِرِيْنَ ڰ بِهٖ سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ ۝ اَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ اَمْ جَاۗءَهُمْ مَّا لَمْ يَاْتِ اٰبَاۗءَهُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ اَمْ لَمْ يَعْرِفُوْا رَسُوْلَهُمْ فَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ۝ اَمْ يَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ ۭ بَلْ جَاۗءَهُمْ بِالْحَقِّ وَاَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ۝ وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَاۗءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ۭ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ اَمْ تَسْــَٔــلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ ڰ وَّهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝ وَاِنَّكَ لَتَدْعُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ وَاِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنٰكِبُوْنَ ۝ وَلَوْ رَحِمْنٰهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِمْ مِّنْ ضُرٍّ لَّـلَجُّوْا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ ۝ حَتّٰٓى اِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيْدٍ اِذَا هُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ۝

اے پیغمبرو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو۔ جو عمل تم کرتے ہو میں اُن سے واقف ہوں (۵۱)۔ اور یہ تمہاری جماعت (حقیقت میں) ایک ہی جماعت ہے اور میں تمہارا پروردگار ہوں تو مجھ سے ڈرو (۵۲)۔ تو پھر آپس میں اپنے کام کو متفرق کر کے جدا جدا کر دیا۔ جو چیز جس فرقے کے پاس ہے وہ اس سے خوش ہو رہا ہے (۵۳)۔ تو اُن کو ایک مدت تک ان کی غفلت ہی میں رہنے دو (۵۴)۔ کیا یہ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ جو دُنیا میں اُن کو مال اور بیٹوں سے مدد دیتے ہیں (۵۵)۔ (تو اس سے) اُن کی بھلائی میں جلدی کر رہے ہیں۔ (نہیں) بلکہ یہ سمجھتے ہی نہیں (۵۶)۔ جو لوگ اپنے پروردگار کے خوف سے ڈرتے ہیں (۵۷)۔ اور جو اپنے پروردگار کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں (۵۸)۔ اور جو اپنے پروردگار کے ساتھ شرک نہیں کرتے (۵۹)۔ اور جو دے سکتے ہیں وہ دیتے ہیں اور اُن کے دل اس بات سے ڈرتے رہتے ہیں کہ اُن کو اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانا ہے (۶۰) یہی لوگ نیکیوں میں جلدی کرتے ہیں اور یہی اُن سے آگے نکل جاتے ہیں (۶۱)۔ اور ہم کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے اور ہمارے پاس کتاب ہے جو سچ سچ کہہ دیتی ہے اور لوگوں پر ظلم نہیں کیا جائے گا (۶۲)۔ مگر ان کے دل ان باتوں کی طرف سے غفلت میں (پڑے ہوئے) ہیں اور ان کے سوا اور اعمال بھی ہیں جو یہ کرتے رہتے ہیں (۶۳)۔ یہاں تک کہ جب ہم نے اُن میں سے آسودہ حال لوگوں کو پکڑ لیا تو وہ اس وقت چلائیں گے (۶۴)۔ آج مت چلاؤ تم کو ہم سے کچھ مدد نہیں ملے گی (۶۵)۔ میری آیتیں تم کو پڑھ پڑھ کر سنائی جاتی تھیں اور تم اُلٹے پاؤں پھر پھر جاتے تھے (۶۶)۔ اُن سے سرکشی کرتے، کہانیوں میں مشغول ہوتے، اور بیہودہ بکواس کرتے تھے (۶۷)۔ کیا انہوں نے اس کلام میں غور نہیں کیا یا اُن کے پاس کچھ ایسی چیز آئی ہے جو ان کے اگلے باپ دادا کے پاس نہیں آئی تھی (۶۸)۔ یا یہ اپنے پیغمبر کو جانتے پہچانتے نہیں اس وجہ سے اُن کو نہیں مانتے (۶۹)۔ کیا یہ کہتے ہیں کہ اسے سودا ہے (نہیں)

بلکہ وہ اُن کے پاس حق لیکر آئے ہیں اور اُن میں اکثر حق کو ناپسند کرتے ہیں (۷۰)۔ اور اگر خدا ئے برحق اُن کی خواہشوں پر چلے تو آسمان اورزمین اور جو اُن میں ہیں سب درہم برہم ہو جائیں۔ بلکہ ہم نے اُن کے پاس اُن کی نصیحت (کی کتاب) پہنچادی ہے اور وہ اپنی (کتاب) نصیحت سے منہ پھیر رہے ہیں (۷۱)۔ کیا تم اُن سے (تبلیغ کے صلے میں) کچھ مال مانگتے ہو۔ تو تمہارے پروردگار کا مال بہت اچھا ہے اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے (۷۲)۔ اور تم تو اُن کو سیدھے رستے کی طرف بلاتے ہو (۷۳)۔ اور جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے وہ رستے سے الگ ہو رہے ہیں (۷۴)۔ اور اگر ہم اُن پر رحم کریں اور جو تکلیفیں اُن کو پہنچ رہی ہیں وہ دور کر دیں تو اپنی سرکشی پر اڑے رہیں (اور) بھٹکتے (پھریں) (۷۵)۔ اور ہم نے اُن کو عذاب میں بھی پکڑا تو بھی اُنھوں نے خدا کے آگے عاجزی نہ کی اور وہ عاجزی کرتے ہی نہیں (۷۶)۔ یہاں تک کہ جب ہم نے اُن پر عذاب شدید کا دروازہ کھول دیا تو اُس وقت وہاں ناامید ہو گئے (۷۷)

تفسیر سورۃ المؤمنون آیات (۵۱) تا (۷۷)

(۵۱) اے محمد ﷺ حلال چیزیں کھاؤ اور خوب نیک کام کرو، آپ اور آپ کی امت جو نیک کام کرتی ہے میں اس کے ثواب سے خوب واقف ہوں۔

(۵۲) یہ ہے تمہارا طریقہ اور وہ ایک ہی طریقہ ہے اور یہ ہے تمہارا پسندیدہ دین اور میں تمہارا رب حقیقی وحدہٗ لاشریک ہوں کہ اس عظیم نعمت کے ساتھ میں نے تمہیں کو سرفراز کیا، سو تم میری ہی اطاعت کرو۔

(۵۳) تو ان امتوں نے اپنے دین میں اپنا طریقے سے الگ الگ مختلف فرقے بنائے، جیسے یہود، نصاریٰ، مشرکین، مجوس، ہر ایک گروہ اور جماعت کے پاس جو دین ہے وہ اسی سے خوش ہے۔

(۵۴) اے محمد ﷺ آپ ان کو ان کی جہالت میں نزول عذاب کے وقت تک یعنی بدر کے واقعہ تک یوں ہی رہنے دیجیے۔

(۵۵-۵۶) یہ مختلف گروہ والے کیا یہ سوچ رہے ہیں کہ ہم ان کو دنیا میں جو مال و اولاد دیتے چلے جاتے ہیں تو ہم ان کو دنیا میں جلدی جلدی فائدہ پہنچا رہے ہیں، ایسا ہرگز نہیں، بلکہ ان سے آخرت میں پوچھ گچھ ہوگی اور یہ اس کی وجہ نہیں سمجھتے کہ ہم نے ان کو دنیا میں فائدہ پہنچایا اور آخرت میں ہم ان کو ذلیل و رسوا کریں گے۔

(۵۷-۶۱) اب اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے اوصاف بیان فرماتا ہے جنھیں حقیقی طور پر دنیا میں جلدی جلدی فائدے پہنچائے جاتے ہیں کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے پروردگار کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں۔

اور جو لوگ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان رکھتے ہیں اور جو لوگ اس ایمان میں اپنے رب کے ساتھ ان بتوں کو شریک نہیں کرتے اور جو لوگ اللہ کی راہ میں دیتے ہیں اور جو کچھ صدقہ دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو کچھ مال خرچ کرتے ہیں، سو کرتے ہیں یا یہ کہ جو کچھ نیک اعمال کرتے ہیں سو کرتے ہیں اور باوجود اس دینے کے ان

کے دل اس بات سے خوف زدہ ہوتے ہیں کہ وہ اپنے رب کے پاس جانے والے ہیں کہیں ایسا نہ کہ وہاں آخرت میں یہ چیزیں قابل قبول نہ ہوں ایسی خوبیوں والوں کو ہماری طرف سے بہت جلد فائدہ پہنچایا جائے گا۔

اور یہ لوگ اعمال صالحہ میں سبقت کر رہے ہیں اور اپنے ذکر سے جلدی جلدی حاصل کرنے میں اس کی طرف دوڑ رہے ہیں۔

(۶۲) اور ہم تو کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ کام کرنے کو نہیں کہتے اور ہمارے پاس ایک دفتر نامہ اعمال کا محفوظ ہے جس میں ہر ایک کی نیکیاں اور برائیاں لکھی ہوئی ہیں جو ٹھیک ٹھیک عدل و انصاف کے ساتھ سب کا حال بتادے گا اور ان کی نیکیوں میں کسی قسم کی کوئی کمی اور ان کی برائیوں میں کوئی ذرہ برابر اضافہ نہیں کیا جائے گا۔

(۶۳) بلکہ ان مکہ والوں یعنی ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کے دل اس قرآن کریم کی طرف سے جہالت اور غفلت میں پڑے ہوئے ہیں اور جن نیکیوں کا آپ ان کو حکم دیتے ہیں ان کے علاوہ برائیاں ان کے مقدر میں لکھی ہوئی ہیں جن کو یہ دنیا میں اپنے وقت آنے تک کر رہے ہیں۔

(۶۴) یہاں تک کہ جب ہم ان کے سرکشوں اور امراء اور رؤسا ہشام، ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل، عتبہ، شیبہ وغیرہ پر سات سالہ قحط سالی کا عذاب نازل کریں گے تو یہ چیخ و پکار شروع کردیں گے۔

(۶۵) آپ ان سے فرما دیجیے آج کے دن ہمارے عذاب سے چیخ و پکار مت کرو کیوں کہ ہمارا عذاب تم سے ٹالا نہیں جائے گا۔

(۶۶-۶۷) قرآن حکیم تمہیں پڑھ کر سنایا جایا کرتا تھا اور تمہارے سامنے پیش کیا جاتا تھا تو تم اپنے پہلے دین کی طرف لوٹتے تھے در بیت اللہ شریف کی وجہ سے خود کو بڑا سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم اس کے زیادہ حق دار ہیں اور کہتے تھے مشغلہ اس کے چاروں طرف ہے اور رسول اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام اور قرآن کریم کی شان میں تم لوگ بیہودہ باتیں بکتے تھے۔

شانِ نزول: مُسْتَكْبِرِيْنَ بِهٖ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ قریش تو بیت اللہ کے گرد قصے کہانیاں کہا کرتی تھی اور طواف نہیں کرتی تھی اور پھر اس پر فخر کرتے چنانچہ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

(۶۸) کیا ان لوگوں نے اس قرآن کریم میں اور جو کچھ اس میں وعیدیں بیان کی گئی ہیں غور نہیں کیا یا ان مکہ والوں کے لیے امن و برأت کی کوئی دستاویز آگئی۔

(۶۹) یا یہ لوگ اپنے رسول سے واقف نہیں تھے اس وجہ سے ان کے منکر ہیں۔

(۷۰) یا یہ وجہ ہے کہ نعوذ باللہ یہ لوگ آپ کی نسبت جنون کے قائل ہیں بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ ان کے پاس قرآن کریم اور توحید و رسالت لے کر آئے اور ان میں سے اکثر لوگ قرآن کریم کا انکار کرتے ہیں۔

(۷۱) اور اگر بالفرض والتقدیر حق ان کے خیالات کے مطابق ہو جاتا کہ آسمان میں بھی ایک اللہ اور زمین پر بھی ایک اللہ تو آسمان و زمین اور جو کچھ ان میں مخلوقات ہیں سب تباہ ہو جاتے بلکہ ہم نے ان کے نبی کے پاس بذریعہ جبریل امین قرآن کریم بھیجا جس میں ان کی عزت اور شرافت ہے سو یہ لوگ اپنی شرافت و عزت کی چیز کو بھی جھٹلاتے ہیں۔

(۷۲) کیا اے محمد ﷺ آپ ان مکہ والوں سے کچھ آمدنی چاہتے ہیں جس کی وجہ سے یہ آپ کی بات کو قبول نہیں کرتے، سو یہ بھی غلط ہے کیوں کہ آمدنی تو آپ کی جو جنت میں ہے اس تمام دولت سے بہتر ہے جو ان کے پاس دنیا میں ہے اور وہ دنیا و آخرت میں سب دینے والوں سے اچھا ہے۔

(۷۳) بلکہ آپ تو ان کو صراط مستقیم یعنی دین اسلام کی طرف بلا رہے ہیں۔

(۷۴) اور ان لوگوں کی جو مرنے کے بعد جی اٹھنے پر ایمان نہیں رکھتے یہ حالت ہے کہ وہ دین خداوندی سے دور ہوتے جاتے ہیں۔

(۷۵) اور اگر ہم ان مکہ والوں پر مہربانی فرما دیں اور ان کو بھوک کی جو تکلیف ہے اس کو ہم دور بھی کر دیں تو یہ لوگ پھر بھی کفر اور گمراہی میں بھٹکتے رہیں گے کہ حق اور ہدایت ان کو کچھ بھی نظر نہیں آئے گا۔

(۷۶) اور ہم نے ان کو بھوک اور قحط سالی کے عذاب میں گرفتار بھی کیا ہے سو یہ لوگ نہ اپنے پروردگار کے سامنے توحید کے قائل ہو کر جھکے اور نہ عاجزی اختیار کر کے ایمان لائے۔

شانِ نزول: وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ (الخ)

امام نسائی اور حاکم نے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ ابوسفیان ؓ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ محمد ﷺ میں آپ کو اللہ کی اور رشتہ داری کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ ہم نے خون اور مردار تک کھا لیا ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی ہم نے ان کو گرفتار عذاب بھی کیا ہے سو ان لوگوں نے نہ اپنے رب کے سامنے فروتنی کی اور نہ عاجزی اختیار کی اور امام بیہقی نے دلائل میں ان الفاظ میں روایت نقل کی ہے کہ ابن اثال حنفی جب رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں لائے گئے تو وہ قیدی تھے آپ نے ان کو رہا کر دیا چنانچہ وہ اسلام قبول کر کے مکہ مکرمہ چلے گئے پھر وہاں سے واپس آئے تو مکہ والوں اور یمامہ والوں کے درمیان کوئی رکاوٹ ہو گئی یہاں تک نوبت آ گئی کہ قریش نے مردار تک کھائے اس کے بعد ابوسفیان رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں آئے اور

کہنے لگے کہ کیا آپ یہ نہیں کہتے کہ میں رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا گیا ہوں؟ آپ نے فرمایا یقیناً تو ابوسفیان کہنے لگے تو باپ دادا تو تلواروں سے قتل کر دیے گئے اور اولاد بھوک سے مر گئی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(۷۷) اے محمدﷺ ان کی یہ حالت اس وقت تک ہے کہ جب ہم ان پر قحط سالی کے عذاب کا سخت دروازہ کھول دیں گے تو اس وقت یہ ہر ایک بھلائی سے مایوس ہو جائیں گے۔

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَلَهُ اخْتِلَافُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ بَلْ قَالُوْا مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُوْنَ ۝ قَالُوْٓا ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ۝ لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَاٰبَاۗؤُنَا هٰذَا مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۭ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۭ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ قُلْ مَنْۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۭ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ۝ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۢ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰي بَعْضٍ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝

اور وہی تو ہے جس نے تمہارے کان اور آنکھیں اور دل بنائے (لیکن) تم کم شکر گزاری کرتے ہو (۷۸)۔ اور وہی تو ہے جس نے تم کو زمین میں پیدا کیا اور اسی کی طرف تم سب جمع ہو کر جاؤ گے (۷۹)۔ اور وہی ہے جو زندگی بخشتا اور موت دیتا ہے اور رات اور دن کا بدلتے رہنا اسی کا تصرف ہے کیا تم سمجھتے نہیں؟ (۸۰)۔ بات یہ ہے جو اگلے (کافر) کہتے تھے اسی طرح کی (بات یہ) کہتے ہیں (۸۱)۔ کہتے ہیں کہ جب ہم مر جائیں گے اور مٹی ہو جائیں گے اور استخوان (بوسیدہ کے سوا کچھ) نہ رہے گا تو کیا ہم پھر اٹھائے جائیں گے؟ (۸۲)۔ یہ وعدہ ہم سے اور ہم سے پہلے ہمارے باپ دادا سے بھی ہوتا چلا آیا ہے (اجی) یہ تو صرف اگلے لوگوں کی کہانیاں ہیں (۸۳)۔ کہو کہ اگر تم جانتے ہو تو (بتاؤ کہ) زمین اور جو کچھ زمین میں ہے (سب) کس کا مال ہے (۸۴)۔ جھٹ بول اٹھیں گے کہ خدا کا۔ کہو کہ پھر تم سوچتے کیوں نہیں (۸۵)۔ (ان سے) پوچھو کہ سات آسمانوں کا کون مالک ہے اور عرش عظیم کا (کون) مالک (ہے) (۸۶)۔ بےساختہ کہہ دیں گے کہ (یہ چیزیں) خدا ہی کی ہیں۔ کہو کہ پھر تم ڈرتے کیوں نہیں (۸۷)۔ کہو کہ اگر تم جانتے ہو تو (بتاؤ کہ) وہ کون ہے جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی بادشاہی ہے اور وہ پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابل کوئی پناہ نہیں دے سکتا (۸۸)۔ فوراً کہہ دیں گے کہ (ایسی بادشاہی تو) خدا ہی کی ہے۔ کہو پھر تم پر جادو کہاں سے پڑ جاتا ہے (۸۹)۔ بات یہ ہے کہ ہم نے ان کے پاس حق پہنچا دیا ہے اور یہ (جو بت پرستی کیے جاتے ہیں) بیشک جھوٹے ہیں (۹۰)۔ خدا نے نہ تو کسی کو (اپنا) بیٹا بنایا ہے اور نہ اس کے ساتھ کوئی اور معبود ہے ایسا ہوتا تو ہر معبود اپنی اپنی مخلوقات کو لے کر چل دیتا اور ایک دوسرے پر غالب آ جاتا۔ یہ لوگ جو کچھ (خدا کے بارے میں) بیان کرتے ہیں خدا اس سے پاک ہے (۹۱)۔ وہ پوشیدہ اور ظاہر کو جانتا ہے اور (مشرک) جو اس کے ساتھ شریک کرتے ہیں اس کی شان اس سے اونچی ہے (۹۲)

تفسیر سورۃ المؤمنون آیات (۷۸) تا (۹۲)

(۷۸) بالخصوص مکہ والو اللہ تعالیٰ ایسا قادر و منعم ہے کہ اس نے تمہارے سننے کے لیے کان اور دیکھنے کے لیے آنکھیں اور سوچنے اور سمجھنے کے لیے دل بنائے، مکہ والو تم پر یہ جتنے انعامات و احسانات فرمائے تم ان کی نسبت بہت ہی کم شکر کرتے ہو۔

(۷۹) اور وہ ایسا ہے کہ اس نے زمین میں تمہیں پھیلا رکھا ہے اور تم مرنے کے بعد اسی کے سامنے پیش کیے جاؤ گے پھر وہ تمہیں تمہارے اعمال کا بدلہ دے گا۔

(۸۰) اور وہ ایسا ہے جو حشر کے لیے سب کو زندہ کرے گا اور وہی دنیا میں موت دیتا ہے اور دن رات کی تبدیلی اور ان کا آنا جانا اور گھٹنا اور بڑھنا اور رات کا تاریک کرنا اور دن کو روشن کرنا یہ سب چیزیں اسی کے دائرہ اختیار میں ہیں اور یہ سب اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ وہ مرنے کے بعد مردوں کو زندہ کرے گا تو ان دلائل کے بعد بھی تم بعث بعد الموت یعنی مرنے کے بعد زندگی کی تصدیق نہیں کرتے۔

(۸۱-۸۲) بلکہ یہ کفار مکہ بھی بعث بعد الموت کی اسی طرح تکذیب کرتے ہیں جیسا کہ پہلے کافر لوگ تکذیب کرتے چلے آتے ہیں یعنی یوں کہتے ہیں کہ کیا ہم جب مر جائیں گے اور ہم مٹی اور بوسیدہ ہڈیاں ہو جائیں گے تو کیا ہم دوبارہ زندہ کیے جائیں گے۔

(۸۳) اے محمد ﷺ آپ جس چیز کا ہم سے وعدہ کر رہے ہیں اس کا اس سے پہلے ہمارے بڑوں سے بھی وعدہ ہوتا چلا آیا ہے آپ جو بیان کرتے ہیں یہ کچھ بھی نہیں محض بے سند اگلوں کی منقول شدہ باتیں ہیں۔

(۸۴) نبی کریم ﷺ آپ جواب یوں فرما دیجیے کہ اچھا یہ تو بتاؤ کہ یہ زمین اور یہ جو اس پر مخلوقات رہتی ہے یہ کس کی ہے اگر تم کچھ جانتے ہو۔

(۸۵-۸۶) وہ ضرور یہی کہیں گے کہ اللہ کے ہیں تو آپ ان سے فرمائیے کہ پھر کیوں غور و فکر نہیں کرتے تاکہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور آپ ان سے یہ بھی فرمائیے کہ اچھا یہ تو بتاؤ کہ ان سات آسمانوں کا مالک اور عالی شان عرش کا مالک کون ہے۔

(۸۷) اس کا بھی وہ یہی جواب دیں گے کہ ان سب کا خالق و مالک اللہ ہے تو آپ ان سے فرما دیجیے کہ پھر تم غیر اللہ کی پرستش سے کیوں نہیں ڈرتے۔

(۸۸-۸۹) آپ ان سے یہ بھی فرمائیے اچھا وہ کون ہے جس کے ہاتھ میں تمام چیزوں کا اختیار ہے اور وہ جو چاہتا ہے فیصلہ فرماتا ہے اور اس کے مقابلہ میں کوئی کچھ فیصلہ نہیں کر سکتا یعنی مطلب ہے کہ وہ جس کو چاہتا ہے اپنے عذاب سے پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابلہ میں کوئی کسی کو اس کے عذاب سے پناہ نہیں دے سکتا۔ اس بات کا جواب دو اگر تمہیں کچھ خبر ہے۔

ابتہ وہ ضرور یہی کہیں گے کہ یہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہیں تو آپ ان سے اس وقت کہیے کہ پھر تم اللہ تعالیٰ کے بارے میں کیوں تکذیب کر رہے ہو۔ یا یہ کہ آپ دیکھیے یہ کیسے جھوٹ کی طرف جا رہے ہیں۔

(۹۰-۹۱) بلکہ ہم نے تو ان کے نبی کریم کے پاس قرآن کریم بذریعہ جبریل پہنچایا ہے جس میں صاف طور پر یہ موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ واحد لاشریک ہے اور یقیناً یہ خود ہی اپنے اس قول میں کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں جھوٹے ہیں اللہ تعالیٰ نے کسی کو اولاد قرار نہیں دیا نہ انسانوں میں اور نہ بقول ان کے فرشتوں میں سے، ورنہ اس کے ساتھ اور کوئی شریک ہے اگر بقول ان کے ایسا ہوتا تو ہر ایک اللہ اپنی مخلوق کو تقسیم کر کے جدا کر لیتا اور اس پر اپنی سلطنت جما لیتا اور پھر ایک دوسرے پر چڑھائی کر کے غالب آ جاتا۔ اللہ تعالیٰ تو ان نازیبا باتوں سے ماوراء، پاک اور برتر ہے جو لوگ اس کی نسبت بیان کرتے ہیں۔

(۹۲) وہ ان سب چیزوں کو جاننے والا ہے جو بندوں سے پوشیدہ ہیں، یعنی کہ آئندہ ہونے والی ہیں اور آشکارا کو بھی یعنی کہ جن چیزوں کا ظہور ہو چکا ان کا بھی غرض کہ ان لوگوں کے شرک سے کہ یہ بتوں کو اس کا شریک قرار دیتے وہ بالاتر اور منزہ ہے۔

قُلْ رَّبِّ

قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِیَنِّیْ مَا یُوْعَدُوْنَ ﴿۹۳﴾ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِیْ فِی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۹۴﴾ وَ اِنَّا عَلٰۤی اَنْ نُّرِیَكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقٰدِرُوْنَ ﴿۹۵﴾ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ السَّیِّئَةَ ؕ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَصِفُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَ قُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّیٰطِیْنِ ﴿۹۷﴾ وَ اَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ ﴿۹۸﴾ حَتّٰۤی اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ﴿۹۹﴾ لَعَلِّیْۤ اَعْمَلُ صَالِحًا فِیْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ؕ اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآىِٕلُهَا ؕ وَ مِنْ وَّرَآىِٕهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَلَاۤ اَنْسَابَ بَیْنَهُمْ یَوْمَىِٕذٍ وَّ لَا یَتَسَآءَلُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُهٗ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَ مَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُهٗ فَاُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فِیْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَ هُمْ فِیْهَا كٰلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾ اَلَمْ تَكُنْ اٰیٰتِیْ تُتْلٰی عَلَیْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَیْنَا شِقْوَتُنَا وَ كُنَّا قَوْمًا ضَآلِّیْنَ ﴿۱۰۶﴾ رَبَّنَاۤ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ قَالَ اخْسَـُٔوْا فِیْهَا وَ لَا تُكَلِّمُوْنِ ﴿۱۰۸﴾ اِنَّهٗ كَانَ فَرِیْقٌ مِّنْ عِبَادِیْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَ ارْحَمْنَا وَ اَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ ﴿۱۰۹﴾ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِیًّا حَتّٰۤی اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِیْ وَ كُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ اِنِّیْ جَزَیْتُهُمُ الْیَوْمَ بِمَا صَبَرُوْۤا ۙ اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآىِٕزُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِی الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِیْنَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوْا لَبِثْنَا یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ فَسْـَٔلِ الْعَآدِّیْنَ ﴿۱۱۳﴾ قٰلَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِیْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱۵﴾ فَتَعٰلَی اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِیْمِ ﴿۱۱۶﴾ وَ مَنْ یَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَ قُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَ ارْحَمْ وَ اَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ ﴿۱۱۸﴾ ع

(اے محمد ﷺ) کہو کہ اے پروردگار جس عذاب کا ان (کفار) سے وعدہ ہو رہا ہے اگر تو میری زندگی میں ان پر نازل کر کے مجھے بھی دکھا دے (۹۳) تو اے پروردگار مجھے (اس سے محفوظ رکھیو اور) ان ظالموں میں شامل نہ کیجیو (۹۴) اور جو وعدہ ہم ان سے کر رہے ہیں ہم تم کو دکھا کر ان پر نازل کرنے پر قادر ہیں (۹۵) اور بری بات کے جواب میں ایسی بات کہو جو نہایت اچھی ہو اور یہ جو کچھ بیان کرتے ہیں ہمیں خوب معلوم ہے (۹۶) اور کہو کہ اے پروردگار! میں شیطانوں کے وسوسوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں (۹۷) اور اے پروردگار! اس سے بھی تیری پناہ مانگتا ہوں کہ وہ میرے پاس آ موجود ہوں (۹۸) (یہ لوگ اسی طرح غفلت میں رہیں گے) یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کے پاس موت آ جائے گی تو کہے گا کہ اے پروردگار! مجھے پھر (دنیا میں) واپس بھیج دے (۹۹) تاکہ میں اس میں جسے چھوڑ آیا ہوں نیک کام کیا کروں۔ ہرگز نہیں یہ ایک (ایسی) بات ہے کہ وہ اسے زبان سے کہہ رہا ہو گا (اور اس کے ساتھ عمل نہیں ہوگا) اور ان کے پیچھے برزخ ہے (جہاں وہ) اس دن تک کہ (دوبارہ) اٹھائے جائیں گے (رہیں گے) (۱۰۰) پھر جب صور پھونکا جائے گا تو نہ تو ان میں قرابتیں ہوں گی اور نہ ایک دوسرے کو پوچھیں گے (۱۰۱) تو جن کے (عملوں کے) بوجھ بھاری ہوں گے وہ فلاح پانے والے ہیں (۱۰۲) اور جن کے بوجھ ہلکے ہوں گے وہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے تئیں خسارے میں ڈالا ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے (۱۰۳) آگ ان کے مونہوں کو جھلس دے گی اور وہ اس میں تیوری چڑھائے ہوں گے (۱۰۴) کیا تم کو میری آیتیں پڑھ کر نہیں سنائی جاتی تھیں (نہیں) تم ان کو سنتے تھے (اور) جھٹلاتے تھے (۱۰۵) اے ہمارے پروردگار ہم پر ہماری کمبختی غالب ہو گئی اور ہم رستے سے بھٹک گئے (۱۰۶) اے پروردگار! ہم کو اس میں سے نکال دے اگر ہم پھر (ایسے کام) کریں تو ظالم ہوں گے

(۱۰۷)۔ (خدا) فرمائے گا کہ اسی میں ذلت کے ساتھ پڑے رہو اور مجھ سے بات نہ کرو (۱۰۸)۔ میرے بندوں میں سے ایک گروہ تھا جو دعا کیا کرتا تھا کہ اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لائے تو تو ہم کو بخش دے اور ہم پر رحم کر اور تو سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے (۱۰۹)۔ تو تم ان سے تمسخر کرتے رہے یہاں تک کہ ان کے پیچھے میری یاد بھی بھول گئے۔ اور تم (ہمیشہ) ان سے ہنسی کیا کرتے تھے (۱۱۰)۔ آج میں نے ان کو ان کے صبر کا بدلہ دیا کہ وہ کامیاب ہو گئے (۱۱۱)۔ (خدا) پوچھے گا کہ تم زمین میں کتنے برس رہے (۱۱۲)۔ وہ کہیں گے کہ ہم ایک روز یا ایک روز سے بھی کم رہے تھے شمار کرنے والوں سے پوچھ لیجیے (۱۱۳)۔ (خدا) فرمائے گا کہ (وہاں) تم (بہت ہی) کم رہے۔ کاش تم جانتے ہوتے (۱۱۴)۔ کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ ہم نے تم کو بے فائدہ پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹ کر نہیں آؤ گے؟ (۱۱۵)۔ تو خدا جو سچا بادشاہ ہے (اس کی شان) اس سے اونچی ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں (وہی) عرش بزرگ کا مالک ہے (۱۱۶)۔ اور جو شخص خدا کے ساتھ کسی اور معبود کو پکارتا ہے جس کی اس کے پاس کوئی سند نہیں تو اس کا حساب خدا ہی کے ہاں ہوگا۔ کچھ شک نہیں کہ کافر رستگاری نہیں پائیں گے (۱۱۷)۔ اور خدا سے دعا کرو کہ میرے پروردگار مجھے بخش دے اور (مجھ پر) رحم کر اور تو سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے (۱۱۸)

تفسیر سورۃ المؤمنون آیات (۹۳) تا (۱۱۸)

(۹۳۔۹۴) اے محمد ﷺ آپ دعا کیجیے کہ جس عذاب کا ان سے وعدہ کیا جا رہا ہے اگر آپ مجھ کو دکھا دیں تو بدر کے دن ان کافروں کے ساتھ مجھ کو شامل نہ کیجیے۔

(۹۵) اور ہم جس عذاب کا ان سے وعدہ کر رہے ہیں وہ بدر کے دن آپ کو بھی دکھا دیں ہم اس بات پر قادر ہیں۔

(۹۶) اور آپ ان کے ساتھ یہ معاملہ رکھیے کہ ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کے شرک کا دفعیہ کلمہ طیبہ کے ساتھ کر دیا کیجیے یعنی کہ اچھے سے ان کی بدتمیزیوں کا دفعیہ سلامتی اور اچھے طریقہ پر کر دیا کیجیے اور ہم خوب جانتے ہیں جو کچھ یہ آپ کی نسبت جھوٹ کہا کرتے ہیں۔

(۹۷) اور آپ یہ بھی دعا کیجیے کہ اے میرے رب میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں شیطانوں کے وسوسوں سے کہ جن سے انسان سے خلاف مصلحت کام سرزد ہو جائے۔

(۹۸) اور اے میرے رب میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ شیطان میرے پاس بھی آئیں خواہ نماز میں یا تلاوت قرآن کریم کے وقت یا موت کے وقت۔

(۹۹) یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کے سر پر "ملک الموت" اور ان کے مددگار ان کی روحیں قبض کرنے کے لیے آ کھڑے ہوں تو یہ کہتا ہے کہ اے میرے پروردگار مجھ کو دنیا میں پھر واپس کر دیجیے۔

(۱۰۰) تاکہ جس دنیا کو میں چھوڑ آیا ہوں اور وہاں آپ کی تکذیب کی ہے تو پھر وہاں جا کر نیک کام کروں اور آپ پر

ایمان لاؤں، اللہ تعالیٰ تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہرگز اس کو دنیا کی طرف واپس نہیں کیا جائے گا، یہ واپس ہونے کی درخواست اس کی ایک بات ہے جس کو یہ کہے جا رہا ہے اور یہ اسے کوئی سود مند نہ ہوگی اور ان لوگوں سے آگے ایک چیز آڑ کی آنے والی ہے یعنی قبر یہاں تک کہ ان کو قبروں سے اٹھایا جائے۔

(۱۰۱) پھر جب بعث بعد الموت کے لیے صور پھونکا جائے گا تو ان میں باہمی جو رشتے ناتے تھے قیامت کے دن وہ بھی باقی نہیں رہیں گے اور نہ کوئی کسی کو پوچھے گا۔

(۱۰۲، ۱۰۳) سو جس شخص کی نیکیوں کا پلہ بھاری ہوگا تو ایسے ہی لوگ غضب خداوندی اور اس کے عذاب سے دور ہوں گے اور جس کی نیکیوں کا پلہ ہلکا ہوگا سو یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنا نقصان کر لیا اور جہنم میں ہمیشہ کے لیے رہیں گے نہ وہاں موت آئے گی اور نہ یہ اس سے نکالے جائیں گے۔

(۱۰۴) ان کے چہروں کو جہنم کی آگ جھلستی ہوگی اور ان کی ہڈیوں اور گوشت کو آگ جلا کر ختم کر دے گی اور دوزخ میں ان کی صورتیں سیاہ اور آنکھیں نیلی ہوں گی۔

(۱۰۵) اور اب سے اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ کیوں کیا میری آیات یعنی قرآن کریم دنیا میں تمہیں پڑھ کر سنایا نہیں جایا کرتا تھا اور تم ان کو جھٹلایا کرتے تھے۔

(۱۰۶) کفار دوزخ ہی میں عرض کریں گے اے ہمارے پروردگار واقعی ہماری بدبختی نے ہمیں گھیر لیا جو ہمارے بارے میں لکھی جا چکی تھی سو ہم اپنے ارادہ سے ایمان نہیں لائے اور واقعی ہم کافر تھے۔

(۱۰۷) اے ہمارے پروردگار ہمیں اس جہنم سے اب نکال دیجیے پھر اگر ہم دوبارہ کفر کریں تو بے شک ہم پورے قصوروار ہیں۔

(۱۰۸) ارشاد خداوندی ہوگا کہ اسی جہنم میں راندے ہوئے پڑے رہو اور یہاں سے نکلنے کے بارے میں مجھ سے کسی قسم کی کوئی بات نہ کرو۔

(۱۰۹) میرے بندوں میں ایک گروہ ایمانداروں کا تھا جو مجھ سے عرض کیا کرتے تھے کہ اے ہمارے پروردگار تجھ پر اور تیری کتاب اور تیرے رسول پر ایمان لے آئے سو ہمارے گناہوں کو معاف فرما دیجیے اور ہم پر رحمت فرمائیے اور ہمیں عذاب سے بچا لیجیے، آپ ہم پر والدین سے بھی زیادہ رحم فرمانے والے ہیں۔

(۱۱۰) سو تم نے ان کا مذاق مقرر کیا تھا یہاں تک کہ اس کا مشغلہ کیا کہ ان کے مشغلہ نے تمہیں ہماری توحید اور ہماری

یاد بھی بھلا دی اور تم ان کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔

(۱۱۱) میں نے انھیں آج ان کے صبر کا بدلہ جنت کی صورت میں دیا کیوں کہ وہ میری اطاعت پر ثابت قدم رہے اور تمہاری تکالیف پر انھوں نے صبر کیا اور یہی حضرات جنت کے ملنے اور دوزخ سے نجات حاصل ہونے کی وجہ سے کامیاب ہوئے۔

یہ آیت مبارکہ ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیوں کہ وہ لوگ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔

(۱۱۲) ارشاد خداوندی ہوگا کہ اچھا یہ تو بتلاؤ کہ تم مہینوں اور دنوں کے اعتبار سے کتنی مدت قبروں میں رہے ہوگے۔

(۱۱۳) وہ جواب دیں گے بہت رہے ہوں گے تو ایک دن، پھر اس میں بھی ان کو شک ہو جائے گا تو بولیں گے یا ایک دن سے بھی کم ہم رہے ہوں گے اور سچ یہ ہے کہ ہمیں کچھ یاد نہیں فرشتوں سے یا ملک الموت اور ان کے مددگاروں سے پوچھ لیجیے۔

(۱۱۴) ارشاد خداوندی ہوگا کہ بہ نسبت دوزخ کے قیام کے تم قبروں میں تھوڑی ہی مدت رہے ہو کیا خوب ہوتا اگر تم میرے حکم کی تصدیق کرتے۔

(۱۱۵) یا یہ کہ ان سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا خوب ہوتا اگر تم دنیا میں اس چیز کو سمجھتے اور میرے انبیاء کرام کی تصدیق کرتے تو تمہیں معلوم ہو جاتا کہ تم قبروں میں کتنی رہے ہو۔

ہاں البتہ خصوصا کیا تم نے یہ خیال کیا تھا کہ ہم نے تمہیں یوں ہی مہمل پیدا کر دیا ہے کہ اوامر و نواہی اور ثواب و عذاب کا تم سے کوئی تعلق نہیں اور یہ کہ تم مرنے کے بعد ہمارے پاس نہیں لائے جاؤ گے۔

(۱۱۶) سو اللہ تعالیٰ بہت ہی عالی شان ہے اور جو اولاد اور شریک سے منزہ اور بادشاہ حقیقی ہے اس کے سوا کوئی بھی لائق عبادت نہیں اور وہ عرش عظیم کا مالک ہے۔

(۱۱۷) اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور بتوں وغیرہ کی عبادت کرے جس کے معبود ہونے پر اس کے پاس کوئی بھی دلیل نہیں تو اس کو آخرت میں عذاب ملے گا۔ یقیناً کافروں کو عذاب الٰہی سے نجات اور فلاح نہیں ہوگی۔

(۱۱۸) اور اے نبی کریم ﷺ آپ تو یوں دعا کیا کیجیے کہ اے میرے پروردگار میری امت کی خطائیں معاف کر اور میری امت پر رحم فرما اور اس کو عذاب مت دے یقیناً تو ہی ارحم الراحمین ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَآ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱﴾ اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۪ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲﴾ اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً ۫ وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۳﴾ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۴﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵﴾ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۢ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۶﴾ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۷﴾ وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۢ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۸﴾ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۹﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۰﴾

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

یہ (ایک) سورت ہے جس کو ہم نے نازل کیا اور اس (کے احکام) کو فرض کر دیا اور اس میں واضح المطالب آیتیں نازل کیں تاکہ تم یاد رکھو (۱)۔ بدکاری کرنے والی عورت اور بدکاری کرنے والا مرد (جب اُن کی بدکاری ثابت ہو جائے تو) دونوں میں سے ہر ایک کو سو دُرّے مارو۔ اور اگر تم خدا اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو شرع خدا (کے حکم) میں اُن پر ہرگز ترس نہ آئے۔ اور چاہیئے کہ اُن کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت بھی موجود ہو (۲)۔ بدکار مرد تو بدکار یا مشرک عورت کے سوا نکاح نہیں کرتا اور بدکار عورت کو بھی بدکار یا مشرک مرد کے سوا کوئی نکاح میں نہیں لاتا اور یہ (یعنی بدکار عورت سے نکاح کرنا) مومنوں پر حرام ہے (۳)۔ اور جو لوگ پرہیزگار عورتوں پر بدکاری کا الزام لگائیں اور اس پر چار گواہ نہ لائیں تو اُن کو اسّی دُرّے مارو اور کبھی اُن کی شہادت قبول نہ کرو۔ اور یہی بدکردار ہیں (۴)۔ ہاں جو اس کے بعد توبہ کر لیں اور (اپنی حالت) سنوار لیں تو خدا بھی بخشنے والا مہربان ہے (۵)۔ اور جو لوگ اپنی عورتوں پر بدکاری کی تہمت لگائیں اور خود اُن کے سوا اُن کے گواہ نہ ہوں تو ہر ایک کی شہادت یہ ہے کہ پہلے تو چار بار خدا کی قسم کھائے کہ بے شک وہ سچا ہے (۶)۔ اور پانچویں بار یہ (کہے) کہ اگر وہ جھوٹا ہو تو اُس پر خدا کی لعنت (۷)۔ اور عورت سے سزا کو یہ بات ٹال سکتی ہے کہ وہ پہلے چار بار خدا کی قسم کھائے کہ بے شک یہ جھوٹا ہے (۸)۔ اور پانچویں (دفعہ) یوں (کہے) کہ اگر یہ سچا ہو تو مجھ پر خدا کا غضب (نازل ہو) (۹)۔ اور اگر تم پر خدا کا فضل اور مہربانی نہ ہوتی تو بہت سی خرابیاں پیدا ہو جاتیں۔ مگر وہ صاحب کرم ہے اور یہ کہ خدا توبہ قبول کرنے والا (اور) حکیم ہے (۱۰)

تفسیر سورۃ نور آیات (۱) تا (۱۰)

یہ سورت مدنی ہے، اس میں چونسٹھ آیات اور ایک ہزار تین سو سولہ کلمات اور پانچ ہزار نو سو اسی حروف ہیں۔

(۱) یہ ایک سورت ہے۔ جس کے الفاظ کو بھی ہم نے بذریعہ جبریل امین ؑ نازل کیا ہے اور اس کے حلال و

حرام کو بھی ہم ہی نے مقرر کیا ہے اور اس صورت میں ہم نے واضح طور پر اوامر و نواہی اور فرائض و حدود کو بیان کیا ہے تا کہ تم اوامر و نواہی کو سمجھو اور حدود کو معطل نہ کرو۔

(۲) غیر شادی شدہ زنا کرنے والی عورت اور غیر شادی شدہ زنا کرنے والا مرد ان میں سے ہر ایک کو زنا کرنے پر سو سو درے مارو اور تم لوگوں کو ان دونوں پر حد قائم کرنے اور حکم الٰہی کو ان پر نافذ کرنے میں ذرا بھی رحم نہیں آنا چاہیے اگر تم اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو۔

اور ان دونوں کو سزا دینے کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت کو موجود رہنا چاہیے تا کہ وہ حدود اللہ کو محفوظ کر لیں۔

(۳) اور اہل کتاب میں سے علانیہ طور پر زنا کرنے والا مرد نکاح بھی کسی کے ساتھ نہیں کرتا سوائے اہل کتاب یا مشرکین میں سے کسی زانیہ کے اور اہل کتاب یا مشرکین کی زانیہ کے ساتھ بھی کوئی نکاح نہیں کرتا سوائے اہل کتاب میں سے کسی زانی یا مشرک کے اور یہ اس قسم کا نکاح جو اہل کتاب میں سے کسی زانیہ کے ساتھ کن حیثیت از زانیہ و مشرک کے ساتھ ہو مسلمانوں پر حرام کر دیا گیا ہے۔

یہ آیت کریمہ چند اصحاب کے بارے میں نازل ہوئی، یہ لوگ اہل کتاب اور مشرکین عرب کی کنیزوں سے نکاح کرنا چاہتے تھے جو کہ کھلم کھلا زنا کاری میں مبتلا تھیں جس وقت یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی انھوں نے اپنے ارادہ کو ترک کر دیا۔

اور آیت کریمہ کی اس طرح بھی تفسیر کی گئی ہے کہ اہل قبلہ یا اہل کتاب کا زانی وہ اپنے ہی جیسی زانیہ یا اہل کتاب زانیہ یا مشرکہ ہی کے ساتھ نکاح کرتا ہے اور اہل قبلہ یا اہل کتاب کی زانیہ یا مشرکہ کے ساتھ اہل قبلہ یا اہل کتاب کا زانی یا مشرک ہی زنا کیا کرتا ہے اور یہ فعل زنا مسلمانوں پر حرام کر دیا گیا ہے۔

شانِ نزول: اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً (الخ)

امام نسائی ؒ نے عبد اللہ بن عمر ؓ سے روایت کیا ہے کہ ام مہزول نامی ایک عورت بدچلن تھی، اصحاب نبی اکرم ﷺ میں سے ایک صحابی نے اس سے نکاح کرنا چاہا تب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔ یعنی زانی نکاح بھی کسی کے ساتھ نہیں کرتا سوائے زانیہ یا مشرکہ کے۔ اور امام ابوداؤد، ترمذی، نسائی ؒ اور امام حاکم ؒ نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے روایت نقل کی ہے کہ مرثد نامی ایک شخص مکہ مکرمہ سے قیدیوں کو لے جایا کرتے تھے۔

اور مکہ مکرمہ میں عناق نامی ایک عورت ان کی دوست تھی انھوں نے رسول اکرم ﷺ سے اس عورت سے نکاح

کرنے کی اجازت طلب کی اس پر یہ آیت نازل ہوئی تب رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اے مرثد کہ زانی نکاح بھی کسی کے ساتھ نہیں کرتا سوائے زانیہ یا مشرکہ کے لہٰذا تم اس عورت سے شادی مت کرو۔ اور سعید بن منصورؒ نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے زنا کو حرام کیا تو زانیہ عورتیں بہت خوبصورت تھیں تو لوگ آپس میں گفتگو کرنے لگے کہ ان عورتوں سے نکاح ہی کیوں نہ کر لیں تب یہ آیت نازل ہوئی۔

(۴) اور جو لوگ آزاد مسلمان پاک دامن عورتوں کو زنا کی تہمت لگائیں پھر چار عادل مسلمان آزاد آدمیوں کو اپنے دعوے پر گواہ نہ پیش کر سکیں تو ایسے لوگوں کو اس تہمت لگانے پر اسی درے لگاؤ اور ان کی کوئی گواہی بھی قبول مت کرو اور یہ لوگ فاسق ہیں۔

(۵) لیکن جو لوگ یہ تہمت لگانے کے بعد اللہ کے سامنے توبہ کر لیں اور دیانت داری سے بھی اپنی پہلی حالت کی اصلاح کر لیں کیوں کہ اللہ تعالیٰ تائب کی مغفرت فرمانے والا اور توبہ پر مرنے والے پر رحمت کرنے والا ہے۔

شروع سے لے کر یہاں تک یہ آیت مبارکہ عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(۶) اور جو لوگ اپنی منکوحہ بیویوں کو زنا کی تہمت لگائیں اور ان کے پاس اس چیز پر سوائے خود اور گواہ نہ ہوں تو ایسا شخص چار مرتبہ اللہ وحدہٗ لاشریک کی قسم کھا کر یہ کہہ دے کہ میں نے اپنی عورت پر جو تہمت لگائی ہے اس میں، میں سچا ہوں۔

شان نزول: وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ (الخ)

امام بخاریؒ نے عکرمہؓ کے ذریعے سے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ہلال بن امیہ نے اپنی بیوی کو رسول اکرم ﷺ کے سامنے تہمت لگائی، رسول اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا گواہ لاؤ ورنہ تمہاری پشت پر حد قذف لگائی جائے گی انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر ہم میں کوئی شخص اپنی عورت کے ساتھ کسی کو برا کام کرتے دیکھے تو گواہ ڈھونڈتا پھرے، رسول اکرم ﷺ یہی فرماتے رہے گواہ لاؤ ورنہ تم پر حد قائم ہوگی۔

حضرت ہلالؓ نے عرض کیا کہ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو سچائی کے ساتھ مبعوث فرمایا میں اپنی بات میں سچا ہوں اور اللہ تعالیٰ میرے بارے میں ضرور کوئی ایسا حکم نازل فرمائے گا جس سے میری پیٹھ سزا سے بچا دے گا، اس کے بعد جبریل امین تشریف لائے اور یہ آیت نازل ہوئی۔ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ (الخ) آپ نے مِنَ الصّٰدِقِيْنَ تک یہ آیات پڑھ کر سنائیں۔

اور نیز اسی روایت کو امام احمدؒ نے انہی الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ (الخ) تو حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ انصار کے سردار کہنے لگے یارسول اللہ کیا اسی طرح نازل ہوئی ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اے انصار کی جماعت سن نہیں رہے کہ تمہارے سردار کیا کہہ رہے ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ ان کو ملامت نہ کیجیے یہ بہت ہی باغیرت انسان ہیں اللہ کی قسم انہوں نے کنواری کے علاوہ اور کسی عورت سے کبھی شادی نہیں کی اور نہ کبھی کسی عورت کو طلاق دی ہے کہ ان کی غیرت کی شدت کی وجہ سے پھر ہم میں سے کسی کو جرأت ہو کہ وہ ان کی مطلقہ کے ساتھ شادی کرے، پھر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ میں جانتا ہوں کہ یہ بات حق ہے اور یہ حکم الٰہی ہے لیکن مجھے اس بات پر تعجب ہوا کہ اگر میں کسی بے وقوف کے ساتھ کسی نامحرم کو پاؤں تو مجھے اس نامحرم کو علیحدہ کرنے اور اس کو حرکت دینے کی بھی اجازت نہیں، جب تک کہ میں چار گواہ نہ لے آؤں تو خدا کی قسم میں گواہوں کو اس وقت تک نہیں لاؤں گا جب تک کہ وہ اپنی حاجت کو پورا نہ کرے اس کے بعد کچھ وقت نہیں گزرا تھا کہ ہلال بن امیہ آگئے اور وہ تین حضرات میں سے ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نے توبہ قبول فرمائی ہے وہ اپنی زمین سے شام کو گھر آئے تو انہوں نے اپنی گھر والی کے پاس کسی شخص کو پایا یہ منظر انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اپنے کانوں سے یہ باتیں سنیں تو وہ اس واقعہ سے بالکل نہیں گھبرائے یہاں تک کہ صبح ہوگئی وہ علی الصباح رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آکر عرض کیا کہ میں شام کے وقت اپنی گھر والی کے پاس آیا تو اس کے پاس ایک شخص کو دیکھا یہ چیز میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھی اور یہ باتیں میں نے اپنے کانوں سے سنیں یہ جس واقعہ کی اطلاع لے کر آئے اس سے رسول اکرم ﷺ کو ناگواری ہوئی اور آپ پر یہ چیز گراں گزری، اتنے میں سب انصار جمع ہوگئے اور کہنے لگے کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے اس وقت جو بات کہی تھی اس کی وجہ سے ہم سب آزمائش میں ڈال دیے گئے، رسول اکرم ﷺ ہلال بن امیہ کو سزا دیں گے اور ان کی گواہی کو مسلمانوں میں جھوٹی قرار دے دیں گے، حضرت ہلال رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم میں اس چیز کی امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس چیز سے میرے لیے نجات کا کوئی راستہ نکال دیں گے، سو اللہ کی قسم رسول اکرم ﷺ ان کو سزا دینے کے لیے حکم فرمانا ہی چاہ رہے تھے کہ آپ پر وحی نازل ہونا شروع ہوگئی تو سب ان سے رک گئے یہاں تک کہ آپ وحی سے فارغ ہوئے چنانچہ آپ پر یہ آیات نازل ہوئیں یعنی جو لوگ اپنی منکوحہ عورتوں کو تہمت لگاتے ہیں۔ نیز ابو یعلیٰ نے اسی طرح حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے۔

اور امام بخاریؒ و مسلمؒ نے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ عویمر عاصم بن عدی کے پاس آئے اور

کہنے لگے کہ میرے لیے یہ مسئلہ رسول اکرم ﷺ سے پوچھو کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس کسی اجنبی آدمی کو پائے تو کیا کرے وہ اس کو مار ڈالے تو کیا وہ بھی بدلے میں قتل کر دیا جائے گا تو پھر کرے تو کیا کرے چنانچہ عاصم رسول اکرم ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے یہ مسئلہ دریافت کیا رسول اکرم ﷺ نے اس قسم کے سوال کو برا سمجھا اس کے بعد عویمر سے ملاقات ہوئی عویمر نے ان سے دریافت کیا کہ آپ نے کیا کیا عاصم نے جواب دیا میں کیا کرتا تم نے میرے ساتھ بھلائی نہیں کی، میں نے آپ کا مسئلہ رسول اکرم ﷺ سے دریافت کیا تو آپ نے ایسے سوالات کو پسند نہیں فرمایا عویمر بولے اللہ کی قسم میں تو رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں گا اور بغیر دریافت کیے ہوئے نہیں رہوں گا چنانچہ انھوں نے رسول اکرم ﷺ سے جا کر دریافت کیا آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہارے اور تمہاری بیوی کے بارے میں حکم نازل کر دیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ اس مقام پر ائمہ کرام کا اختلاف ہے کہ آیت مبارکہ کس واقعہ کے ماتحت نازل ہوئی ہے تو بعض حضرات نے اس چیز کو ترجیح دی ہے کہ یہ آیت حضرت عویمر ؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور بعض نے حضرت ہلال ؓ کے واقعہ کو ترجیح دی ہے کہ یہ آیت اس واقعہ میں نازل ہوئی ہے۔

اور بعض لوگوں نے دونوں واقعات میں موافقت کر دی ہے کہ پہلے تو حضرت ہلال ؓ کا واقعہ پیش آیا اور پھر حضرت عویمر ؓ کے آنے سے اس واقعہ کی تائید ہوگئی پھر دونوں کے بارے میں ایک ساتھ آیت مبارکہ نازل ہوئی، امام نوویؒ کا بھی اسی جانب رجحان ہے اور خطیب بھی یہی کہتے ہیں کہ ممکن ہے یہ دونوں واقعے ایک ہی وقت پیش آئے ہوں۔

نیز حافظ ابن حجر عسقلانیؒ ان دونوں واقعات میں موافقت بیان کرتے ہیں کہ ممکن ہے حضرت ہلال ؓ کا واقعہ پیش آنے پر پہلے آیت کریمہ کا نزول ہو چکا ہو پھر جب حضرت عویمر ؓ اپنا واقعہ لے کر آئے اور انھیں اس بات کا علم نہ ہوا کہ حضرت ہلال ؓ کا کیا واقعہ ہو چکا ہے تو رسول اکرم ﷺ نے انھیں اس حکم سے مطلع فرما دیا یہی وجہ ہے کہ حضرت ہلال ؓ کے واقعہ میں تو یہ الفاظ ہیں کہ پھر جبریل امین نازل ہوئے اور حضرت عویمر ؓ کے واقعہ میں یہ الفاظ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے بارے میں حکم نازل کر دیا ہے یعنی تمہارے جیسا واقعہ پیش آچکا ہے اس کے بارے حکم نازل ہو گیا اور ابن الصباغؒ نے بھی شامل میں یہی جواب دیا ہے اور امام قرطبی کا میلان اس جانب ہے کہ دو مرتبہ آیت مبارکہ نازل ہوئی ہو کیوں کہ نزول آیت دو مرتبہ جائز ہے۔

اور بزار نے زید بن مطیعؒ کے ذریعے حضرت حذیفہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا اگر تم ام رومان کے ساتھ کسی اجنبی کو دیکھو تو تم کیا کرو گے، حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا میں ایسے شخص کے ساتھ بہت برا پیش آؤں گا پھر آپ حضرت عمرؓ کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا عمر تم کیا کرو گے حضرت عمرؓ نے فرمایا میں ایسے شخص پر اللہ تعالیٰ کی لعنت بھیجوں گا اور ایسا شخص خبیث ہے۔ تب یہ آیت نازل ہوئی۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں سبب نزول کے زیادہ متعدد ہونے میں کوئی حرج نہیں۔

(۷) اور پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اگر میں اپنے دعوے میں جھوٹا ہوں۔

(۸) اور اس کے بعد اس عورت سے زنا کی سزا اس طرح ٹل سکتی ہے کہ وہ چار مرتبہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہے یہ شخص اس کا خاوند اپنے دعوے میں جھوٹا ہے۔

(۹) اور پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ مجھ پر اللہ کا غضب ہو اگر میرا خاوند سچا ہو۔

(۱۰) اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور کرم ہے تو وہ یوں فرما دیتا کہ تم میں سے جھوٹا کون ہے اور اللہ تعالیٰ توبہ کی توبہ قبول فرمانے والا اور حکمت والا ہے کہ اس نے مرد و عورت کے درمیان ایسے موقع پر لعان کا فیصلہ فرمایا ہے۔ یہ آیت مبارکہ عاصم بن عدی انصاری کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیونکہ وہ اس شخص کی بابت پوچھ گئے تھے۔

إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنكُمْ ۚ لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَّكُم ۖ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُم مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ ۚ وَالَّذِي تَوَلَّىٰ كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١١﴾ لَّوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا وَقَالُوا هَٰذَا إِفْكٌ مُّبِينٌ ﴿١٢﴾ لَّوْلَا جَاءُوا عَلَيْهِ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ ۚ فَإِذْ لَمْ يَأْتُوا بِالشُّهَدَاءِ فَأُولَٰئِكَ عِندَ اللَّهِ هُمُ الْكَاذِبُونَ ﴿١٣﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِي مَا أَفَضْتُمْ فِيهِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١٤﴾ إِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُولُونَ بِأَفْوَاهِكُم مَّا لَيْسَ لَكُم بِهِ عِلْمٌ وَتَحْسَبُونَهُ هَيِّنًا وَهُوَ عِندَ اللَّهِ عَظِيمٌ ﴿١٥﴾ وَلَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُم مَّا يَكُونُ لَنَا أَن نَّتَكَلَّمَ بِهَٰذَا سُبْحَانَكَ هَٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ ﴿١٦﴾ يَعِظُكُمُ اللَّهُ أَن تَعُودُوا لِمِثْلِهِ أَبَدًا إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿١٧﴾ وَيُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿١٨﴾ إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿١٩﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ وَأَنَّ اللَّهَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿٢٠﴾

جن لوگوں نے بہتان باندھا ہے تم ہی میں سے ایک جماعت ہے اس کو اپنے حق میں برا نہ سمجھنا۔ بلکہ وہ تمہارے لیے اچھا ہے۔ ان میں سے جس شخص نے گناہ کا جتنا حصہ لیا اس کے لیے اتنا وبال ہے۔ اور جس نے ان میں سے اس بہتان کا بڑا بوجھ اٹھایا ہے اس کو بڑا عذاب ہوگا (۱۱)۔ جب تم نے وہ بات سنی تھی تو مومن مردوں اور عورتوں نے کیوں اپنے دلوں میں نیک گمان نہ کیا۔ اور (کیوں نہ) کہا کہ یہ صریح طوفان ہے (۱۲)۔ یہ (افترا پرداز) اپنی بات (کی تصدیق) کے (لیے) چار گواہ کیوں نہ لائے۔ تو جب یہ گواہ نہیں لا سکے تو خدا کے نزدیک یہی جھوٹے ہیں (۱۳)۔ اور اگر دنیا اور آخرت میں خدا کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو جس بات کا تم چرچا کرتے تھے اس کی وجہ سے تم پر بڑا (سخت) عذاب نازل ہوتا (۱۴)۔ جب تم اپنی زبانوں سے اس کا ایک دوسرے سے ذکر کرتے تھے اور اپنے منہ سے ایسی بات کہتے تھے جس کا تم کو کچھ بھی علم نہ تھا اور تم اسے ایک ہلکی بات سمجھتے تھے اور خدا کے نزدیک وہ بڑی (بھاری) بات تھی (۱۵)۔ اور جب تم نے اسے سنا تو کیوں نہ کہہ دیا کہ ہمیں شایاں نہیں کہ ایسی بات زبان پر لائیں۔ (پروردگار) تو پاک ہے یہ تو (بہت) بڑا بہتان ہے (۱۶)۔ خدا تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ اگر مومن ہو تو پھر کبھی ایسا (کام) نہ کرنا (۱۷)۔ اور خدا تمہارے (سمجھانے کے) لیے اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان فرماتا ہے اور خدا جاننے والا اور حکمت والا ہے (۱۸)۔ جو لوگ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ مومنوں میں بے حیائی (یعنی تہمت بدکاری کی خبر) پھیلے ان کو دنیا اور آخرت میں دکھ دینے والا عذاب ہوگا اور خدا جانتا ہے اور تم نہیں جانتے (۱۹)۔ اور اگر تم پر خدا کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی (تو کیا کچھ نہ ہوتا مگر وہ کریم ہے) اور یہ کہ خدا نہایت مہربان (اور) رحیم ہے (۲۰)

تفسیر سورۃ نور آیات (۱۱) تا (۲۰)

(۱۱) جن لوگوں نے حضرت عائشہؓ کی نسبت یہ طوفان بدتمیزی برپا کیا ہے وہ تم ہی میں سے ایک چھوٹا سا گروہ ہے۔

یہ آیات مبارکہ کذاب اور واقعہ کو گھڑنے والا عبداللہ بن ابی بن سلول منافق اور حسان بن ثابت انصاری اور مسطح بن اثاثہ اور حمنہ بنت جحش کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔ ابی بن سلول منافق نے حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت صفوانؓ پر تہمت لگائی تھی اور یہ بقیہ مومن اس منافق کے کہنے میں آگئے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اس چیز کو اپنے حق میں آخرت میں بھی برا نہ سمجھو، بلکہ یہ تمہارے حق میں ثواب و انجام کے اعتبار سے بہتر ہی بہتر

ہے۔ ان میں سے ہر شخص کو جس نے جتنا اس معاملہ میں حصہ لیا تھا گناہ ہوا۔

اور ان میں سے جس نے یعنی عبداللہ بن ابی سلول منافق نے اس طوفان میں سب سے بڑا حصہ لیا ہے کہ اس واقعہ کو اس نے گھڑا اور سارے مدینہ میں اس کو پھیلایا اس کو سب سے بڑھ کر سخت سزا ہوگی کہ دنیا میں حد قذف اس پر لگائی جائے گی اور آخرت میں دوزخ میں جلے گا۔

شان نزول: اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ (الخ)

امام بخاری و مسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ جب کسی سفر پر تشریف لے جاتے تو بیویوں میں قرعہ ڈالتے جس کا نام نکل جاتا اس کو ساتھ لے جاتے ایک مرتبہ ایک جہاد پر تشریف لے گئے اور قرعہ میں میرا نام نکل آیا اس لیے میں حضور ﷺ کے ساتھ نکلی اور یہ واقعہ پردہ کا حکم نازل ہونے کے بعد کا ہے۔

چنانچہ میں کجاوہ میں سوار ہو کر چلتی بھی تھی اور جہاں کہیں پڑاؤ ہوتا تھا میرا کجاوہ اتار دیا جاتا تھا غرض کہ ہم چل دیے جہاد سے فارغ ہونے کے بعد جب رسول اکرم ﷺ واپس ہوئے اور ہم سب مدینہ منورہ کے قریب پہنچ گئے تو ایک رات کو حضور ﷺ نے کوچ کا اعلان فرما دیا اعلان سنتے ہی میں بھی اٹھی اور پیدل جا کر لشکر سے نکل کر قضائے حاجت سے فارغ ہو کر منزل پر آئی سینہ کو ٹٹول کر دیکھا تو ظفاری نگینوں کا ہار جو میں پہنے ہوئی تھی نہ معلوم کہاں ٹوٹ کر نکل گیا تو راہ میں اس کی تلاش کے لیے لوٹی اور تلاش کرنے میں دیر لگ گئی جو گروہ میرا کجاوہ کستا تھا اس نے میرے کجاوہ کو اٹھا کر اسی اونٹ پر کس دیا جس اونٹ پر کہ میں سوار ہوتی تھی۔

کیوں کہ ان لوگوں کا خیال تھا کہ میں کجاوہ میں ہوں اور اس زمانہ میں عورتیں ہلکی پھلکی ہوتی تھیں بھاری فربہ اندام نہیں ہوتی تھیں کھانا تھوڑا کھایا کرتی تھیں اور میں تو ویسے بھی نوعمر لڑکی تھی اس لیے جن لوگوں نے کجاوہ کو اونٹ پر اٹھا کر رکھا ان کو کجاوہ کی گرانی کا اندازہ نہ ہوا۔ غرض کہ اونٹ اٹھا کر وہ لوگ چل دیے اور لشکر کے چلے جانے کے بعد مجھ کو ہار مل گیا میں پڑاؤ پر آئی تو وہاں نہ کوئی کہنے والا تھا اور نہ کوئی جواب دینے والا میں اپنے پڑاؤ پر آ گئی اور خیال کیا کہ جب میں لوگوں کو نہیں ملوں گی تو ضرور یہیں لوٹ کر آئیں گے میں اپنی جگہ بیٹھی ہوئی تھی کہ آنکھوں میں نیند غالب آ گئی اور میں سو گئی صفوان بن معطل لشکر کے پیچھے پچھلی رات سے چلے آ رہے تھے وہ صبح کو اس جگہ پہنچے، جہاں میں پڑی ہوئی سو رہی تھی دور سے انھیں ایک سوتا ہوا شخص معلوم ہوا میرے پاس آئے تو مجھ کو پہچان لیا کیوں کہ پردہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے میں ان کے سامنے نکلا کرتی تھی، انھوں نے جو مجھے دیکھ کر انا للہ پڑھی تو میری آنکھ کھل گئی انھوں نے مجھے پہچان لیا میں نے اپنا چہرہ چادر سے چھپا لیا اللہ کی قسم انھوں نے مجھ سے کوئی بات تک نہیں کی اور نہ میں نے سوائے انا

لائے کہ ان کی زبان سے اور کوئی کلمہ سنا۔ انھوں نے فوراً یہ کیا کہ اپنی اونٹنی بٹھائی اور اس کا پاؤں اپنے پیر سے دبائے رکھا میں اونٹنی پر سوار ہوگئی وہ خود بے چارے پیدل چلتے رہے اور اونٹنی کو چلاتے رہے یہاں تک کہ ہم لشکر میں اس وقت پہنچے جب کہ عین دوپہر کو گرمی کی شدت میں وہ اترے ہوئے تھے اب لوگوں نے طوفان اٹھایا اور جس کی قسمت میں تباہی لکھی ہوئی تھی وہ تباہ ہوا اور سب سے بڑا اس طوفان کا بانی و موجد عبداللہ بن ابی بن سلول منافق ملعون تھا پھر ہم لوگ مدینہ منورہ پہنچے اور وہاں پہنچ کر میں بیمار ہوگئی اور ایک مہینہ تک میں بیمار رہی، لوگ طوفان برپا کرنے والوں کی باتوں کا چرچا کرتے رہے لیکن مجھ کو کچھ خبر نہ ہوئی ایک ذرا سا وہم مجھے اس بات سے پیدا ہوا کہ رسول اکرم ﷺ میری بیماری کے زمانہ میں جو مہربانیاں میرے حال پر فرمایا کرتے تھے وہ میں اس بیماری کے زمانہ میں نہیں پاتی تھی۔

رسول اکرم ﷺ میرے حجرے میں تشریف لاتے اور سلام کرنے کے بعد فرماتے اب کیسی ہو اور تشریف لے جاتے، اس سے بے شک مجھ کو وہم ہوا مگر اس طوفان کی مجھ کو خبر تک بھی نہ تھی، بیماری سے اچھی ہونے کے بعد لاغری اور کمزوری ہی کی حالت میں، میں باہر نکلی اور میرے ساتھ مسطح کی ماں مناصع کی طرف چلی، مناصع اس زمانے میں ہمارا پاخانہ تھا اور ہم رات ہی رات وہاں جایا کرتے تھے اور اس زمانہ میں ہماری حالت بالکل ابتدائی عربوں کی طرح تھی۔ گھروں میں بیت الخلاء بنانے سے ہمیں تکلیف بھی ہوتی تھی، ام مسطح ابو رہم بن مطلب بن عبد مناف کی لڑکی تھیں اور ان کی ماں صخر بن عامر کی بیٹی تھیں جو حضرت ابوبکر ﷺ کی خالہ تھیں اور ام مسطح کے شوہر کا نام اثاثہ بن عباد بن عبدالمطلب تھا، غرض کہ ضرورت سے فارغ ہو کر میں اور ام مسطح گھر کی طرف آئے راستہ میں ام مسطح اپنی چادر میں الجھ کر گریں اور بولیں مسطح ہلاک ہو، میں نے کہا کہ تم نے برا کہا، کیا ایسے آدمی کو بد دعا دیتی ہو جو غزوہ بدر میں شریک ہوا ہے، بولیں بھولی بھالی کیا تو نے اس کی بات نہیں سنی؟ میں نے کہا اس کی کیا بات ہے چنانچہ مسطح کی والدہ نے تہمت لگانے والوں کا قول بیان کیا یہ سن کر میری بیماری میں اور اس بیماری کا اضافہ ہوگیا گھر واپس آئی رسول اکرم ﷺ تشریف لائے انھوں نے سلام کرنے کے بعد پوچھا تمہارا کیا حال ہے میں نے عرض کیا، کیا آپ کی اجازت ہے کہ میں اپنے والدین کے پاس چلی جاؤں، اس اجازت لینے کی غرض یہ تھی کہ میں اپنے والدین کی طرف سے اس بات کی تصدیق کرنا چاہتی تھی، چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے مجھے اجازت دے دی، میں اپنے والدین کے یہاں چلی آئی اور آ کر والدہ سے پوچھا کہ لوگ کیا چہ میگوئیاں کر رہے ہیں انھوں نے کہا بیٹی تو غم مت کر کیونکہ اللہ کی قسم اگر کوئی خوبصورت عورت ہوتی ہے اور اس کا خاوند اس سے محبت کرتا ہے اور اس کی سوتنیں بھی ہوتی ہیں تو سوتنیں اس پر بڑی بڑی باتیں رکھ دیا کرتی ہیں۔

میں نے کہا سبحان اللہ لوگ کیسی کیسی باتیں اڑا رہے ہیں (اور آپ یہ کہہ رہے ہیں)۔ غرض اس رات کو ساری رات میں روتی رہی اور میرے آنسو تھمتے نہ تھے اور نہ نیند آئی، صبح کو میں روتی رہی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی

ؓ اور حضرت اسامہ ؓ کو اپنی بیوی کے طلاق کے معاملہ میں مشورہ کے لیے طلب فرمایا کیونکہ وحی آنے میں دیر ہوگئی تھی حضرت اسامہ ؓ نے تو یہی مشورہ دیا جو ان کو معلوم تھا کہ رسول اکرم ﷺ کی زوجہ مطہرہ پاک دامن ہے اور جیسا کہ ان کے دل میں آپ کی ازواج سے محبت تھی۔ چنانچہ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ آپ کی بیوی ہیں ہمیں تو ان کے متعلق کسی برائی کا علم نہیں مگر حضرت علی ؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے تنگی نہیں رکھی ہے ان کے علاوہ عورتیں بہت ہیں اگر آپ خادمہ کو بلا کر دریافت کریں گے تو وہ آپ کو سچ سچ بیان کر دیں گی اور عائشہ ؓ کی سچائی ظاہر ہو جائے گی، رسول اکرم ﷺ نے حضرت بریرہ ؓ کو بلایا اور فرمایا بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تمہیں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف سے کبھی کوئی شک کی بات نظر آئی، حضرت بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا قسم ہے اس اللہ کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں نے تو عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کوئی بات قابل گرفت کبھی دیکھی ہی نہیں، صرف اتنی بات ہے کہ وہ کمسن لڑکی ہیں، گھر کا گوندھا ہوا آٹا چھوڑ کر سو جاتی ہیں بکری کا بچہ اس کو آ کر کھا لیتا ہے اس کے بعد رسول اکرم ﷺ نے منبر پر تشریف فرما ہو کر عبد اللہ بن ابی سلول منافق مردود کے مقابل مدد چاہی، فرمایا مسلمانو! کون میری حمایت کرتا ہے کون میری مدد کرتا ہے ایسے شخص کے مقابلہ میں جس کی جانب سے مجھے اپنے گھر والوں کے متعلق اذیت پہنچی ہے، اللہ کی قسم مجھے تو اپنی بیوی میں کوئی برائی نظر نہیں آتی لوگو میں ان کو نیک اور پاک دامن ہی سمجھتا ہوں، اور جس شخص کا ذکر کیا ہے اس کو بھی نیک بخت جانتا ہوں وہ تو کبھی میرے گھر میں اکیلا نہیں آیا، ہمیشہ میرے ہی ساتھ آیا، یہ سن کر قبیلہ اوس کے سردار سعد بن معاذ ؓ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ میں اس شخص کے مقابلہ میں آپ کی مدد کو تیار ہوں، اگر یہ شخص اوس قبیلہ کا ہے تو ابھی میں اس کو قتل کر دیتا ہوں اور اگر ہمارے بھائیوں میں سے خزرج کا ہے تو آپ جو حکم دیں ہم پورا کریں گے، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں سعد بن معاذ کی یہ بات سن کر سعد بن عبادہ ؓ اٹھ کھڑے ہوئے جو قبیلہ خزرج کے سردار تھے، وہ پہلے بہت نیک بخت آدمی تھے مگر اس وقت ان کو ایک قومی غیرت نے آگھیرا، سعد بن معاذ سے کہنے لگے اللہ کی بقاء کی قسم تو جھوٹ کہتا ہے تو نہ اس کو مارے گا اور نہ مار سکے گا، اتنے میں اسید بن حضیر جانثار صحابی جو سعد بن معاذ کے چچازاد بھائی تھے کھڑے ہو گئے اور سعد بن عبادہ ؓ سے کہنے لگے اللہ کی بقاء کی قسم تو جھوٹا ہے ہم تو ضرور اس شخص کو قتل کریں گے کیا تو بھی منافق ہو گیا ہے جو منافقوں کی طرف داری کرتا ہے بس اس گفتگو پر اوس اور خزرج دونوں قبیلوں کے آدمی کھڑے ہو گئے اور آپس میں لڑنے والے ہی تھے مگر رسول اکرم ﷺ منبر پر ہی تھے آپ ان کو ٹھنڈا کرتے رہے یہاں تک کہ وہ سب خاموش ہو گئے، تب آپ بھی خاموش ہو گئے، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں اس دن سارے دن میرا یہ حال رہا کہ نہ میرے آنسو بند ہوتے تھے اور نہ نیند ہی آتی تھی۔ صبح کو میرے

والدین بھی میرے پاس موجود تھے اور میرے تو دو رات اور ایک دن سے یہی حال تھا کہ نہ نیند آتی تھی اور نہ آنسو ہی تھمتے
تھے میرے والدین یہ سمجھے کہ روتے روتے میرا کلیجہ پھٹ جائے گا، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ
میرے والدین میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور میں رو رہی تھی اتنے میں ایک انصاری عورت نے اندر آنے کی
اجازت طلب کی، میں نے اسے اجازت دے دی وہ بھی میرے ساتھ بیٹھ کر رونے لگی اسی حالت میں رسول اکرم ﷺ
ہمارے یہاں تشریف لائے، آپ نے سلام کیا اور سلام کر کے بیٹھ گئے اس سے قبل جب سے میرے اوپر یہ بہتان
لگایا گیا تھا آپ کبھی میرے پاس نہیں بیٹھے تھے ایک مہینہ تک آپ رکے رہے، میرے بارے میں کوئی وحی نہ آئی، غرض
کہ آپ نے بیٹھ کر تشہد پڑھا، پھر فرمایا امابعد عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مجھے تمہارے بارے میں ایسی ایسی خبر پہنچی ہے
اگر تو پاک ہے تو اللہ تعالیٰ تیری پاک دامنی عنقریب بیان فرما دے گا اور اگر واقعی تجھ سے کوئی قصور سرزد ہو گیا ہے تو
اللہ تعالیٰ سے اپنے قصور کی مغفرت مانگ، توبہ کر کیونکہ جب کوئی بندہ اپنے گناہ کا اقرار کرتا ہے پھر اللہ کی درگاہ
میں توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا گناہ بخش دیتا ہے جب رسول اکرم ﷺ یہ گفتگو ختم کر چکے تو اللہ کی قدرت یک بارگی
میرے آنسو تھم گئے یہاں تک کہ ایک قطرہ بھی مجھ کو معلوم نہ ہوا، میں نے اپنے والد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا
آپ آنحضرت ﷺ کی بات کا جواب دیں انھوں نے کہا اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ آپ کو کیا جواب دوں پھر میں نے
اپنی والدہ ام رومان سے کہا کہ آپ ہی رسول اکرم ﷺ کی بات کا جواب دیں انھوں نے کہا میں نہیں جانتی کیا جواب
دوں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں بالآخر میں ہی جواب کے لیے مستعد ہوئی اور میں ایک کمسن لڑکی تھی،
قرآن کریم بھی مجھے زیادہ یاد نہ تھا خیر میں نے عرض کیا اللہ کی قسم میں جانتی ہوں کہ یہ بات جو آپ نے سنی ہے وہ آپ
کے دلوں میں جم گئی ہے اور آپ اس کو سچ سمجھنے لگے ہیں تو ایسی صورت میں اگر میں یہ کہوں کہ میں پاک ہوں اور اللہ
تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ میں پاک ہوں جب بھی آپ مجھے سچا نہیں سمجھیں گے اور اگر میں فرضی طور پر ایک گناہ کا اقرار
کر لوں (جو میں نے نہیں کیا) اور اللہ جانتا ہے کہ میں اس سے پاک ہوں تو آپ سچ سمجھیں گے اللہ کی قسم میری اس وقت
اپنی اور آپ کی مثال ایسی ہی ہے جو حضرت یوسف علیہ السلام کے والد حضرت یعقوب علیہ السلام کی تھی انھوں نے جو کچھ کہا
تھا میں بھی وہی کہتی ہوں کہ فَصَبْرٌ جَمِيلٌ اور آپ کی باتوں پر اللہ ہی میری مدد فرمانے والا ہے، حضرت عائشہ رضی
اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ کہہ کر میں نے اپنے بستر پر کروٹ بدل لی اور مجھے یہ یقین تھا کہ چونکہ میں پاک ہوں تو
اللہ تعالیٰ میری پاکی ضرور ظاہر فرمائے گا مگر اللہ کی قسم مجھے ہرگز یہ گمان نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ میرے بارے میں قرآن
کریم کی ایسی آیتیں نازل فرمائے گا جو قیامت تک پڑھی جاتی رہیں گی میں خود کو اس قابل نہیں سمجھتی تھی کہ میرے بارے
میں اللہ ایسا کلام اتارے کہ جو ہمیشہ پڑھا جائے، البتہ مجھے یہ امید تھی کہ رسول اللہ ﷺ کو کوئی ایسا خواب نظر آ جائے گا

جس سے آپ کے سامنے میری پاکیزگی ظاہر ہو جائے گی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں پھر اللہ کی قسم رسول کریم ﷺ جس جگہ بیٹھے ہوئے تھے نہ آپ اپنی اس جگہ سے اٹھے اور نہ ہی طرح گھر میں جو حضرات تھے نہ ان میں سے کوئی باہر گیا کہ آپ پر وحی اترنا شروع ہوگئی اور حسب معمول آپ پر وحی کی سختی ہونے لگی اور پسینہ موتی کی طرح آپ کے بدن مبارک سے ٹپکنے لگا حالانکہ وہ سردی کا دن تھا مگر نزول وحی کے وقت آپ پر ایسی ہی سختی ہوتی تھی، خیر جب وحی کی حالت ختم ہوگئی دیکھا تو آپ مسکرا رہے ہیں پھر پہلی بات آپ نے جو کی وہ یہی فرمائی کہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اللہ تعالیٰ نے تمہیں پاک صاف کر دیا، یہ سن کر میری والدہ کہنے لگیں اٹھو کر حضور ﷺ کا شکریہ ادا کرو میں نے کہا واللہ کی قسم میں تو کبھی بھی آپ کے شکریہ کے لیے نہیں اٹھوں گی میں تو فقط اپنے پروردگار کا شکریہ ادا کروں گی جو عزت اور بزرگی والا ہے اور اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ (الخ) پوری دس آیتیں نازل ہوئیں، چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے میری پاک دامنی میں یہ آیتیں نازل فرمائیں تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو پہلے مسطح بن اثاثہ کے ساتھ اس کی غربت اور رشتہ داری کی وجہ سے جو مہربانی کا سلوک کیا کرتے تھے کہنے لگے اللہ کی قسم اب تو میں مسطح کو کچھ نہیں دوں گا جب اس نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حق میں ایسی باتیں کیں اور رشتہ داری کا خیال نہیں کیا تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ (الخ) یعنی تم سے وسعت اور بزرگی والوں کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ اس قسم کی قسم کھائیں کہ اپنے عزیزوں یا مسکین اور مہاجروں کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں کچھ نہ دیں گے۔ تو یہ آیتیں سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرمانے لگے اللہ کی قسم میں یہی چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بخش دے اور مسطح سے حسب عادت سلوک کرنے لگے اور فرمانے لگے کہ میں مسطح کے ساتھ اس سلوک کو کبھی ختم نہیں کروں گا۔

اور اس باب میں طبرانیؒ میں حضرت ابن عمرؓ اور حضرت ابن عباسؓ اور بزار میں ابو ہریرہؓ اور ابن مردویہ میں ابوالیسرؓ سے روایات نقل ہیں۔

اور امام طبرانیؒ نے ضعیفؒ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ میں نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ زنا اور قذف میں سے کون سی چیز زیادہ سخت ہے فرمایا زنا، میں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ جو لوگ تہمت لگاتے ہیں ان عورتوں کو جو کہ پاک دامن ہیں۔ انھوں نے فرمایا کہ یہ آیت خاص طور پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں نازل ہوئی ہے اس روایت کی سند میں یحییٰ حمانی ہیں جو ضعیف ہیں۔

(۱۲) جب تم لوگوں نے یہ طوفان سنا تھا تو مسلمان مردوں یعنی مسطح اور مسلمان عورتوں یعنی حمنہ نے اپنی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ گمان نیک کیوں نہ کیا جیسا کہ تم اپنی ماؤں کے ساتھ گمان کرتے ہو

اور زبان سے صاف طور پر یوں کیوں نہ کہا کہ یہ کھلا جھوٹ ہے۔

(۱۳) یہ جھوٹے لوگ اپنے اس قول پر چار عادل گواہ کیوں نہ لائے جو اس کی تصدیق کرتے، سو جس حالت میں یہ لوگ گواہ قاعدے کے مطابق نہیں لائے تو یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جھوٹے ہیں۔

(۱۴) اب اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کو ان مسلمانوں کے بارے میں بیان فرماتا ہے جو اس منافق کے کہنے میں آ گئے تھے اور انھوں نے اس میں حصہ لیا تھا کہ اے (حسان و مسطح) اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم نہ ہوتا دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی تو جس شغل میں تم پڑے تھے یعنی اس طوفان بدتمیزی میں تو تم پر دنیا و آخرت میں سخت عذاب واقع ہوتا۔

(۱۵) جب کہ تم اس جھوٹ بات کو اپنی زبانوں سے ایک دوسرے سے بیان کر رہے تھے اور اپنی زبانوں سے ایسی بات نکال رہے تھے جس کا تمہارے پاس کوئی ثبوت اور اس کی کوئی بھی دلیل موجود نہیں تھی اور تم اس طوفان کو معمولی سا گناہ سمجھ رہے تھے حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک سزا اور گناہ کے اعتبار سے بہت بھاری بات ہے۔

(۱۶) اور تم نے جب اس بات کو سنا تھا تو اسی وقت کیوں نہ کہہ دیا کہ ہمارے لیے ہرگز مناسب نہیں کہ کسی جھوٹی بے اصل بات اپنے منہ سے نکالیں، معاذ اللہ یہ تو بہت بڑا بہتان ہے۔

(۱۷) اللہ تعالیٰ تمہیں ڈراتا اور روکتا ہے کہ پھر کبھی ایسی حرکت مت کرنا جب کہ تم اس کی تصدیق کرنے والے ہو۔

(۱۸) اور اللہ تعالیٰ تم سے واضح طور پر اوامر و نواہی کو بیان کرتا ہے اور وہ تمہاری باتوں کو سننے والا ہے اور بڑی حکمت والا ہے کہ تم پر حد کا فیصلہ فرمایا۔

(۱۹) جو لوگ یعنی عبداللہ بن ابی منافق یہ کوشش کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت صفوان رضی اللہ عنہ میں بے حیائی کی بات کا چرچا ہو، ان سب کے لیے دنیا میں حد قذف ہے اور خاص طور پر عبداللہ بن ابی منافق کے لیے آخرت میں جہنم کی دردناک سزا ہے۔

اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت صفوان پاک دامن و بری ہیں اور تم اس جرم کی سزا کو نہیں جانتے۔

(۲۰) اور جن حضرات نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت صفوانؓ پر بہتان تہمت لگایا اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے اور اللہ تعالیٰ مومنین پر بڑا شفیق اور بڑا رحیم ہے تو تم بھی نہ بچتے۔

❁ ❁ ❁

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ ۭ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰي مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۠ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ۭ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۠ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ يَوْمَىِٕذٍ يُّوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ دِيْنَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ ۝ اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ ۚ اُولٰۗىِٕكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝ع

مومنو! شیطان کے قدموں پر نہ چلنا۔ اور جو شخص شیطان کے قدموں پر چلے گا تو شیطان تو بے حیائی (کی باتیں) اور برے کام ہی بتائے گا اور اگر تم پر خدا کا فضل اور اس کی مہربانی نہ ہوتی تو ایک شخص بھی تم میں پاک نہ ہوسکتا مگر خدا جس کو چاہتا ہے پاک کردیتا ہے اور خدا سننے والا (اور) جاننے والا ہے (۲۱)۔ اور جو لوگ تم میں صاحب فضل اور صاحب وسعت ہیں وہ اس بات کی قسم نہ کھائیں کہ رشتہ داروں اور محتاجوں اور وطن چھوڑ جانے والوں کو کچھ خرچ پات نہ دیں گے۔ ان کو چاہیے کہ معاف کردیں اور درگزر کریں کیا تم پسند نہیں کرتے کہ خدا تم کو بخش دے اور خدا تو بخشنے والا مہربان ہے (۲۲)۔ جو لوگ پرہیزگار (اور) برے کاموں سے بے خبر اور ایماندار عورتوں پر بدکاری کی تہمت لگاتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت (دونوں) میں لعنت ہے اور ان کو سخت عذاب ہوگا (۲۳)۔ (یعنی قیامت کے روز) جس دن ان کی زبانیں اور ہاتھ اور پاؤں سب ان کے کاموں کی گواہی دیں گے (۲۴)۔ اس دن خدا ان کو (ان کے اعمال کا) پورا پورا (اور) ٹھیک بدلہ دے گا اور ان کو معلوم ہوجائے گا کہ خدا برحق (اور حق کو) ظاہر کرنے والا ہے (۲۵)۔ ناپاک عورتیں ناپاک مردوں کے لیے اور ناپاک مرد ناپاک عورتوں کے لیے۔ پاک عورتیں پاک مردوں کے لیے اور پاک مرد پاک عورتوں کے لیے۔ یہ (پاک لوگ) ان (بدگویوں) کی باتوں سے بری ہیں (اور) ان کے لیے بخشش اور نیک روزی ہے (۲۶)

تفسیر سورۃ نور آیات (۲۱) تا (۲۶)

(۲۱) اب اللہ تعالیٰ شیطان کی پیروی اور اس کے نقش قدم پر چلنے سے روکتا ہے کہ اے ایمان والو تلبیس ابلیس اور شیطانی وسوسوں کی پیروی مت کرو۔

کیوں کہ جو شخص تلبیس و وساوس شیطانی کی پیروی کرتا ہے تو شیطان تو نامعقول کام اور نامعقول باتیں کرنے اور ایسی چیزوں کے ارتکاب کو کہے گا کہ جن کا شریعت اور سنت میں کہیں ثبوت نہیں اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم نہ ہوتا کہ اس نے تمہیں ان باتوں سے حفاظت اور توبہ کی توفیق عطا فرمائی تو تم میں سے کبھی کوئی موحد اور نیکوکار نہ ہوتا لیکن جو شخص اس کا اہل ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اسی کو توبہ اور نیکی کی توفیق عطا فرماتا ہے اللہ تعالیٰ سب باتوں کو سنتا اور تمہیں اور تمہارے سب اعمال کو جانتا ہے۔

(۲۲) آیات برأت نازل ہونے کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے شدت غیظ میں قسم کھائی تھی کہ آپ ان رشتہ داروں کی کچھ مالی امداد نہ کریں گے جنہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اس معاملہ میں حصہ لیا

یعنی مسطح وغیرہ تو اگلی آیتوں میں اللہ تعالیٰ ان کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ تم میں سے جو حضرات بزرگی، شرافت والے اور دنیاوی وسعت والے ہیں ان کو یہ قسم نہیں کھانی چاہیے کہ وہ قرابت داروں کو اور مساکین کو اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو کچھ نہیں دیں گے اور حضرت مسطح ؓ، حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے خالہ زاد بھائی تھے مسکین بھی تھے اور مہاجر بھی تھے بلکہ وہ لوگ ایسی قسموں کو چھوڑ دیں اور درگزر کریں! اے ابوبکر صدیق کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے قصور معاف کرے اور اللہ تعالیٰ تو بڑا غفور رحیم ہے، حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے فرمایا بے شک اے میرے پروردگار میں اس بات کو پسند کرتا ہوں چنانچہ اس آیت کے نزول کے بعد حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے اپنے رشتہ داروں کے ساتھ بہت زیادہ نرمی اور احسان کا معاملہ شروع کر دیا۔

(۲۳) اگلی آیات اللہ تعالیٰ عبداللہ بن ابی منافق اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں جنھوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر اس اتہام لگانے میں بڑا حصہ لیا تھا نازل فرمائی ہیں، چنانچہ فرماتا ہے کہ جو لوگ تہمت لگاتے ہیں ان عورتوں کو جو کہ آزاد پاک دامن ہیں اور ایسی باتوں سے بالکل بے خبر ہیں اور ایمان دار ہیں، توحید خداوندی کی تصدیق کرنے والی ہیں یعنی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان لوگوں یعنی عبداللہ بن ابی منافق پر دنیا و آخرت میں لعنت کی جاتی ہے کہ دنیا میں تو اس کے کوڑے لگیں گے اور آخرت میں دوزخ میں جلے گا اور عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو آخرت کا عذاب دنیا کے عذاب سے زیادہ سخت ہوگا۔

شانِ نزول: اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ (الخ)

نیز ضحاک بن مزاحم ؒ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ خاص طور پر ازواج مطہرات کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

ابن ابی حاتم ؒ نے سعید بن جبیر کے واسطہ سے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ مذکورہ بالا آیت خاص طور پر حضرت عائشہ ؓ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

اور ابن جریر ؒ نے حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں کہ جو کچھ میرے خلاف طوفان برپا کیا گیا میں اس سے بالکل بے خبر تھی، بعد میں اس چیز کی مجھے خبر ہوئی تو اسی دوران میں رسول اکرم ﷺ میرے پاس تشریف فرما تھے کہ آپ پر وحی نازل ہوئی پھر وحی کے بعد آپ سیدھے ہو کر بیٹھے اور اپنے چہرۂ انور سے پسینہ پونچھا، اس کے بعد فرمایا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خوشخبری قبول کرو میں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے ساتھ خوشخبری قبول کرتی ہوں، آپ کے شکریہ کے ساتھ نہیں قبول کرتی، چنانچہ آپ نے یہ آیات تلاوت فرمائیں کہ جو لوگ تہمت لگاتے ہیں ان عورتوں کو جو پاک دامن ہیں، یہ اس بات سے پاک ہیں جو یہ بکتے پھرتے ہیں، اور امام طبرانی نے ثقہ راویوں کی سند سے عبدالرحمن بن زید بن اسلم سے اللہ تعالیٰ کے فرمان الخبيثات کے بارے میں روایت کیا ہے کہ یہ آیتیں حضرت عائشہ ؓ کے واقعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہیں کہ جس وقت منافق مردود نے ان کے خلاف طوفان

بری کیا تھا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو جو کچھ یہ بکتے پھرتے تھے اس سے بری کر دیا۔

(۲۴) اور وہ قیامت کا دن ہوگا کہ جس دن عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کے خلاف ان کی زبانیں ان کی باتوں پر گواہی دیں گی اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں بھی گواہی دیں گے ان کاموں کی جو یہ دنیا میں کیا کرتے تھے۔

(۲۵) اس روز اللہ تعالیٰ ان کو ان کے اعمال کا واجبی بدلہ پورا پورا دے گا اور اس روز ان کو ٹھیک طرح معلوم ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے جو دنیا میں فرمایا تھا وہ حق ہے۔

(۲۶) اگلی آیت پھر ان منافقین افترا پردازوں کے بارے میں نازل فرما کر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی برأت کے واقعہ کو اللہ تعالیٰ ختم فرماتا ہے کہ جو قول و فعل میں گندی عورتیں ہیں، وہ گندے مردوں کے لائق ہوتی ہیں اور گندے مرد گندی عورتوں کے لائق ہوتے ہیں۔

اور کہا گیا کہ گندی عورتوں سے مراد حمنہ بنت جحش اور گندے مردوں سے مراد عبداللہ بن ابی منافق اور اس کا ساتھ دینے والے ہیں، جیسے کہ مسطح اور قول و فعل میں پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لائق ہوتی ہیں اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے لائق ہوتے ہیں۔

تو پاکیزہ عورتوں سے مراد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں اور پاکیزہ مردوں سے مراد رسول اکرم ﷺ ہیں یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت صفوانؓ اس بات سے پاک ہیں جو منافقین بکتے پھرتے ہیں ان کے لیے آخرت میں مغفرت اور جنت میں عزت کا رزق ہے۔

چنانچہ جب کسی مرد و عورت کی تعریف کی جاتی ہے اور وہ اس کے اہل ہوتے ہیں تو اس تعریف کی تصدیق کی جاتی ہے اور سننے والا بھی کہتا ہے کہ یقیناً وہ اسی تعریف کے قابل ہیں اور اس کے برعکس جب گندے مردوں کی برائی بیان کی جاتی ہے اور وہ اسی کے مستحق ہوتے ہیں تو اس برائی کی سب تائید کرتے ہیں اور سننے والا بھی سمجھتا ہے کہ وہ ایسے ہی ہیں۔

شان نزول: اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ (الخ)

نیز طبرانیؒ نے دو ضعیف سندوں کے ساتھ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ آیت کا یہ حصہ الخبیثت للخبیثین (الخ) ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوا ہے جو رسول اکرم ﷺ کی زوجہ مطہرہ کے بارے میں چہ میگوئیاں کر رہے تھے۔ نیز طبرانیؒ نے حکم بن عتیبہ سے روایت کیا ہے کہ جب لوگوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے واقعہ میں حصہ لیا تو رسول اکرم ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس قاصد بھیجا اور فرمایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا لوگ کیا کہہ رہے ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا میں خود سے کسی چیز کی برأت نہیں کرتی، جب تک کہ میری برأت آسمان سے نازل نہ ہو، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور کی پندرہ آیتیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں نازل فرمائیں۔ اس کے بعد حکم بن عتیبہ نے للخبیثین تک آیتیں پڑھ کر سنائیں، یہ روایت مرسل اور صحیح الاسناد ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّىٰ تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۝ فَإِن لَّمْ تَجِدُوا فِيهَا أَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوهَا حَتَّىٰ يُؤْذَنَ لَكُمْ ۖ وَإِن قِيلَ لَكُمُ ارْجِعُوا فَارْجِعُوا ۖ هُوَ أَزْكَىٰ لَكُمْ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ۝ لَّيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ مَسْكُونَةٍ فِيهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا تَكْتُمُونَ ۝ قُل لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ۚ ذَٰلِكَ أَزْكَىٰ لَهُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ ۝ وَقُل لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا ۖ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ ۖ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التَّابِعِينَ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَىٰ عَوْرَاتِ النِّسَاءِ ۖ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِن زِينَتِهِنَّ ۚ وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ وَأَنكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ ۚ إِن يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ ۗ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝ وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ نِكَاحًا حَتَّىٰ يُغْنِيَهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ ۗ وَالَّذِينَ يَبْتَغُونَ الْكِتَابَ مِمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا ۖ وَآتُوهُم مِّن مَّالِ اللَّهِ الَّذِي آتَاكُمْ ۚ وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوا عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ وَمَن يُكْرِههُّنَّ فَإِنَّ اللَّهَ مِن بَعْدِ إِكْرَاهِهِنَّ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ وَلَقَدْ أَنزَلْنَا إِلَيْكُمْ آيَاتٍ مُّبَيِّنَاتٍ وَمَثَلًا مِّنَ الَّذِينَ خَلَوْا مِن قَبْلِكُمْ وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ ۝ ع

مومنو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے (لوگوں کے) گھروں میں گھر والوں سے اجازت لئے اور ان کو سلام کئے بغیر داخل نہ ہوا کرو۔ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے (اور ہم یہ نصیحت اس لئے کرتے ہیں کہ) شاید تم یاد رکھو (۲۷)۔ اگر تم گھر میں کسی کو موجود نہ پاؤ تو جب تک تم کو اجازت نہ دی جائے اس میں مت داخل ہو۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ (اس وقت) لوٹ جاؤ تو لوٹ جایا کرو۔ یہ تمہارے لئے بڑی پاکیزگی کی بات ہے اور جو کام تم کرتے ہو خدا سب جانتا ہے (۲۸)۔ (ہاں) اگر تم کسی ایسے مکان میں جاؤ جس میں کوئی بستا نہ ہو اور اس میں تمہارا اسباب (رکھا) ہو تو تم پر کچھ گناہ نہیں۔ اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو پوشیدہ کرتے ہو خدا کو سب معلوم ہے (۲۹)۔ مومن مردوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کیا کریں۔ یہ ان کے لئے بڑی پاکیزگی کی بات ہے اور جو کام یہ کرتے ہیں خدا ان سے خبردار ہے (۳۰)۔ اور مومن عورتوں سے بھی کہہ دو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کیا کریں اور اپنی آرائش (یعنی زیور کے مقامات) کو ظاہر نہ ہونے دیا کریں مگر جو ان میں سے کھلا رہتا ہو۔ اور اپنے سینوں پر اوڑھنیاں اوڑھے رہا کریں اور اپنے خاوند اور باپ اور خسر اور بیٹوں اور خاوند کے بیٹوں اور بھائیوں اور بھتیجوں اور بھانجوں اور اپنی (ہی قسم کی) عورتوں اور لونڈی غلاموں کے سوا نیز ان خدام کے جو عورتوں کی خواہش نہ رکھیں یا ایسے لڑکوں سے جو عورتوں کے پردے کی چیزوں سے واقف نہ ہوں (غرض ان لوگوں کے سوا) کسی پر اپنی زینت (اور سنگار کے مقامات) کو ظاہر نہ ہونے دیں۔ اور اپنے پاؤں (ایسے طور سے زمین پر) نہ ماریں (کہ جھنکار کی آواز کانوں میں پہنچے اور) ان کا پوشیدہ زیور معلوم ہو جائے۔ اور مومنو! سب خدا کے آگے توبہ کرو تاکہ فلاح پاؤ (۳۱)۔ اور اپنی قوم کی بیوہ عورتوں کے نکاح کر دیا کرو۔ اور اپنے غلاموں اور لونڈیوں کے بھی جو نیک ہوں (نکاح کر دیا کرو) اگر وہ مفلس ہوں گے تو خدا ان کو اپنے فضل سے خوشحال کر دے گا۔ اور خدا (بہت) وسعت والا اور (سب کچھ) جاننے والا ہے (۳۲)۔ اور جن کو بیاہ کا مقدور نہ ہو وہ پاکدامنی کو اختیار کئے رہیں یہاں تک کہ خدا ان کو اپنے فضل سے غنی کر دے۔

اور جو غلام تم سے مکاتبت چاہیں اگر تم ان میں (صلاحیت اور) بھلائی پاؤ تو ان سے مکاتبت کر لو اور خدا نے جو مال تم کو بخشا ہے اس میں سے ان کو بھی دو۔ اور اپنی لونڈیوں کو اگر وہ پاک دامن رہنا چاہیں تو (بے شرمی سے) دنیاوی زندگی کے فوائد حاصل کرنے کے لیے بدکاری پر مجبور نہ کرنا اور جو ان کو مجبور کرے گا تو ان (بیچاریوں) کے مجبور کیے جانے کے بعد خدا بخشنے والا مہربان ہے (۳۳) اور ہم نے تمہاری طرف روشن آیتیں نازل کی ہیں اور جو لوگ تم سے پہلے گزر چکے ہیں ان کی خبریں اور پرہیزگاروں کے لیے نصیحت (۳۴)

تفسیر سورة نور آیات (۲۷) تا (۲۹)

(۲۷) اے ایمان والو تمہارے لیے یہ جائز نہیں کہ تم اپنے خاص گھروں کے علاوہ دوسرے گھروں میں داخل ہو جب تک کہ تم ان سے اجازت نہ لے لو اور اس سے پہلے ان کو سلام نہ کر لو اور یہ سلام کرنا اور اجازت لے کر جانا تمہارے لیے بہتر ہے تاکہ تم اس کا خیال رکھو اور تم میں سے کوئی دوسرے کے گھر میں بغیر اجازت کے نہ داخل ہو۔

شان نزول: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا (الخ)

فریابی اور ابن جریر نے عدی بن ثابت سے روایت کیا ہے کہ ایک انصاری عورت نے آکر عرض کیا یا رسول اللہ میں اپنے گھر میں ایسی حالت میں ہوتی ہوں کہ میں چاہتی ہوں کہ اس حالت میں مجھے کوئی اور شخص نہ دیکھے اور میرے پاس میرے خاندان کے آدمی آتے رہتے ہیں اور میں اسی حالت میں ہوتی ہوں تو ایسی صورت میں میں کیا کروں، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اے ایمان والو تم اپنے گھروں کے علاوہ دوسرے گھروں میں نہ داخل ہو۔

(۲۸) پھر اگر ان گھروں میں تمہیں کوئی اجازت دینے والا معلوم نہ ہو تب بھی بغیر اجازت کے مت جاؤ جب تک کہ تمہیں گھر کے مالک کی طرف سے واقعی اجازت نہ ملے اور اگر تم سے کہہ دیا جائے کہ اس وقت لوٹ جاؤ تو تم فوراً لوٹ آیا کرو اور دروازوں پر جمے نہ رہا کرو یہ فوراً لوٹ آنا تمہارے لیے اس سے بہتر ہے کہ تم وہیں دروازوں پر کھڑے رہو اور تم جو اجازت طلب کرتے ہو اور نہیں طلب کرتے اللہ تعالیٰ کو اس کی سب خبر ہے۔

(۲۹) اب اللہ تعالیٰ اس قسم کے گھروں میں جن میں گھر کے طور پر کوئی نہیں رہتا ہے جیسا کہ مسافر خانہ اور راستوں پر سرائے وغیرہ جانے کی اجازت مرحمت فرماتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ تمہیں اس قسم کے مکانات میں اجازت کے بغیر چلے جانے میں کوئی گناہ نہ ہوگا جن میں گھر کے طور پر کوئی نہ رہتا ہو جیسا کہ مسافر خانہ اور اس میں تمہارے لیے گرمی اور سردی سے بچاؤ کا سامان بھی ہو اور تمہارا اجازت لینا اور سلام کرنا ایسے ہی سلام و اجازت کا جواب دینا ان سب باتوں کو اللہ تعالیٰ بخوبی جانتا ہے۔

شانِ نزول: لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا (الخ)

اور ابن ابی حاتمؒ نے مقاتل بن حیانؒ سے روایت کیا ہے کہ جب گھروں میں اجازت لے کر داخل ہونے کے بارے میں یہ حکم نازل ہوا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ پھر قریش کے ان تاجروں کے بارے میں کیا حکم ہے جو کہ مکہ اور مدینہ منورہ اور شام کے درمیان آتے جاتے رہتے ہیں اور راستوں پر ان کے متعین شدہ مکانات ہیں (یعنی مسافر خانے) تو وہ ان مکانوں میں کیسے اجازت طلب کریں اور کیوں کر وہاں سلام کریں جب کہ ان میں کوئی رہنے والا نہیں، تب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی یعنی تمہیں اس قسم کے مکانات میں خاص اجازت کے بغیر چلے جانے میں کوئی گناہ نہ ہوگا۔

(۳۰) اور آپ مسلمان مردوں سے فرما دیجیے کہ وہ حرام چیزوں کے دیکھنے سے اپنی نگاہیں روکے رکھیں اور حرام کام سے اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں یہ آنکھ اور شرم گاہ کی حفاظت ان کے لیے زیادہ درستگی اور پاکیزگی کا باعث ہے اور نیکی اور بدی جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ سب سے باخبر ہے۔

(۳۱) اور اسی طرح آپ مسلمان عورتوں سے فرما دیجیے کہ وہ اپنی نگاہیں حرام اور مردوں کے دیکھنے سے نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کے مواقع اور زیورات وغیرہ کو ظاہر نہ کریں مگر جو اس کے پہناوں میں سے غالباً کھلا رہتا ہے (جیسا کہ چہرہ) اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں اور چہروں پر ڈالے رکھا کریں اور ان کو بند رکھا کریں اور اپنی زینت کے مواقع مذکورہ کو کسی پر ظاہر نہ ہونے دیں مگر [illegible] اپنے شوہروں پر یا اپنے باپ پر خواہ نسبی ہو یا رضاعی یا اپنے شوہروں کے باپ پر یا اپنے بیٹوں پر خواہ نسبی [illegible] رضاعی یا اپنے شوہروں کے بیٹوں پر جو دوسری بیوی سے ہوں یا اپنے نسبی یا رضاعی بھائیوں پر یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں [illegible] نسبی ہوں یا رضاعی یا اپنی نسبی یا رضاعی بہنوں کے بیٹوں پر یا اپنی مسلمان عورتوں پر کیوں کہ یہودیہ نصرانیہ، مجوسیہ، کافرہ عورتوں کے سامنے زینت کے مقامات کھولنا جائز نہیں یا ان باندیوں پر جو کہ تمہاری ملکیت میں داخل ہیں یا ان مردوں اور عورتوں پر جو کہ ان کے خاندانوں کے پاس محض طفیلی طور پر رہتے ہیں اور ان کو عورتوں کی طرف ذرا توجہ نہ ہو جیسا کہ خصی اور بہت بوڑھا آدمی یا ایسے کم سن لڑکوں پر جو عورتوں کے پردوں کی باتوں سے ابھی تک واقف نہیں ہوئے ہیں یعنی کم سنی کی وجہ سے عورتوں کے ساتھ صحبت نہیں کر سکتے اور نہ عورتیں ان کے ساتھ اپنی خواہش پوری کر سکتی ہیں تو ان کے سامنے زیورات یا چہرے کے کھلے رہنے میں کوئی حرج نہیں اور پردے کا اہتمام یہاں تک رکھیں کہ ایک پیر کو دوسرے پیر پر مت ماریں کہ ان کا مخفی زیور مثلاً پازیب معلوم ہو جائے۔

اور اے مسلمانو! تم سب اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے تمام گناہوں سے خواہ چھوٹے ہوں یا بڑے توبہ کرو تاکہ

تم اللہ تعالیٰ کے غصہ اور اس کی ناراضگی سے نجات پاؤ۔

شانِ نزول: وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے مقاتل سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ بات معلوم ہوئی کہ جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ اسماء بنت مرثد اپنے کھجوروں کے باغ میں تھیں تو ان کے پاس عورتیں چادریں اچھی طرح اوڑھ کر نہیں آتی تھیں جس سے ان کے پیروں کے زیورات یعنی پازیب اور ان کے سینے اور مینڈھیاں کھل جاتی تھیں تو اس پر حضرت اسماءؓ نے فرمایا کہ یہ کس قدر بری چیز ہے تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی یعنی آپ مسلمان عورتوں سے فرما دیجیے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔

اور ابن جریرؒ نے حضرمی سے روایت کیا ہے کہ ایک عورت نے چاندی کے پازیب بنوائے تھے اور پاؤں کے کڑے بھی تو اس کا ایک قوم پر سے گزر ہوا اس نے اپنا پیر زور سے رکھا تو پازیب کڑوں پر گر پڑے جس کی وجہ سے آواز پیدا ہوئی تب آیت کریمہ نازل ہوئی وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ (الخ) یعنی اپنے پیر زور سے نہ رکھیں۔

(۳۲) اور تمہاری لڑکیوں اور بہنوں میں سے یا کہ تمہارے بیٹوں اور بھائیوں میں سے جو غیر شادی شدہ ہوں ان کی تم شادی کر دیا کرو اور اسی طرح تمہارے غلام اور باندیوں میں سے جو نکاح کے لائق ہوں ان کا بھی نکاح کر دیا کرو اور اگر وہ آزاد آدمی مفلس ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فضل سے غنی کر دے گا اور اللہ تعالیٰ آزاد و غلام کو روزی میں بہت وسعت والا اور ان کی روزی کو جاننے والا ہے۔

(۳۳) اور ایسے لوگ جن کے پاس نکاح کرنے کی گنجائش نہیں ان کو چاہیے کہ وہ اپنے نفس کو زنا سے بچائیں، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فضل سے غنی کر دے۔

اگلی آیت کریمہ حویطب بن عبدالعزیٰ کے بارے میں نازل ہوئی ہے ان کا ایک غلام تھا، اس نے ان سے مکاتب (غلام جس سے معاوضہ لے کر آزاد کیا جائے) ہونے کی درخواست کی تھی تو انھوں نے اس کو مکاتب نہیں کیا تھا۔

اور تمہارے غلاموں میں سے جو مکاتب ہونے کے خواہاں ہوں ان کو مکاتب بنا دیا کرو، اگر ان میں بہتر ائی اور وفاعہد کے آثار پاؤ، اور اللہ تعالیٰ کے دیے مال میں سے جو اس نے تمہیں دے رکھا ہے ان کو بھی دو، تاکہ یہ بدل کتابت جلدی ادا کر کے آزاد ہو جائیں، یا یہ کہ اس آیت میں مالک کو بدل کتابت کا تہائی حصہ چھوڑنے کی ترغیب دی ہے۔

اگلی آیت عبداللہ بن ابی منافق اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے ان لوگوں کے پاس لونڈیاں تھیں یہ ان سے زبردستی زنا کراتے تھے تاکہ ان کی کمائی اور اولاد حاصل ہو اللہ تعالیٰ نے اس کام کو منع فرما دیا

اور اس کو حرام کر دیا، چنانچہ فرماتا ہے کہ اپنی مملوکہ لونڈیوں کو زنا کرنے پر مجبور مت کرو بالخصوص جب کہ وہ زنا سے پاک دامن رہنا چاہتی ہیں محض اس لیے کہ ان کی کمائی اور اولاد تمہیں حاصل ہو جائے اور جو شخص ان باندیوں کو زنا پر مجبور کرے گا تو اللہ تعالیٰ مجبور کیے جانے اور ان کی توبہ کرنے کے بعد ان کی مغفرت فرمانے والے اور مرنے کے بعد ان پر رحمت فرمانے والا ہے۔

شانِ نزول: وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ (الخ)

ابن السکن نے معرفۃ الصحابہ میں عبداللہ بن صبیح سے ان کے والد کے ذریعے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ میں حویطب بن عبدالعزیٰ کا غلام تھا میں نے ان سے مکاتب (وہ غلام جس سے معاوضہ لے کر آزاد کیا جائے) ہونے کی درخواست کی، انہوں نے مکاتب کرنے سے انکار کر دیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی یعنی جو تم سے مکاتب ہونے کے خواہاں ہوں ان کو مکاتب کر دیا کرو۔

شانِ نزول: وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ (الخ)

امام مسلمؒ نے ابی سفیان کے طریق سے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ عبداللہ بن ابی منافق اپنی باندی سے کہتا تھا کہ جا اور زنا کر کے ہمارے لیے کچھ لا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

نیز امام مسلمؒ نے اسی طریق سے روایت کیا ہے کہ عبداللہ بن ابی کی ایک باندی مسیکہ اور دوسری امیمہ نامی تھی یہ ان دونوں باندیوں کو زنا کرنے پر مجبور کیا کرتا تھا ان دونوں نے رسول اکرم ﷺ سے آکر شکایت کی، اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ اپنی مملوکہ باندیوں کو زنا کرانے پر مجبور مت کیا کرو الخ۔

اور امام حاکمؒ نے ابی الزبیر کے طریق سے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ مسیکہ بنی انصار میں سے کسی کی باندی تھی اس نے آکر عرض کیا کہ میرا آقا مجھے زنا کرانے پر مجبور کرتا ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اور بزارؒ اور طبرانیؒ نے سند صحیح کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ عبداللہ بن ابی کی ایک باندی تھی جو زمانہ جاہلیت میں زنا کیا کرتی تھی، جب اللہ تعالیٰ نے زنا کو حرام کیا تو اس نے کہا اللہ کی قسم میں تو اب کبھی بھی زنا نہیں کروں گی اور ابن ابی نے اس کو مجبور کیا تب یہ آیت نازل ہوئی اور بزار نے سند ضعیف کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے باقی انہوں نے اس میں باندی کا نام معاذہ ذکر کیا ہے اور سعید بن منصور نے عمرو بن دینار کے واسطہ سے عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ عبداللہ بن ابی منافق کی مسیکہ اور معاذہ نامی دو باندیاں تھیں وہ ان کو زنا کرانے پر مجبور کرتا تھا تو ان میں سے ایک باندی کہنے لگی اگر یہ اچھی چیز ہے تو میں نے اس سے بہت فائدہ

حاصل کرلیا اور اگر یہ بری بات ہے تو مجھے اس کا چھوڑنا ضروری ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(۳۴) اور ہم نے تمہارے نبی کے پاس بذریعہ جبریل امین حلال وحرام اور اوامر ونواہی زنا وفواحش سے بچنے کے واضح احکامات بھیجے ہیں اور مسلمان اور کافروں میں سے جو لوگ تم سے پہلے گزرے ہیں ان کی بعض حکایات اور زنا اور فواحش سے بچنے والوں کے لیے نصیحت کی چیزیں بھیجی ہیں۔

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ۭ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ۭ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْۗءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ۭ نُوْرٌ عَلٰي نُوْرٍ ۭ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ ۙ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاۗءِ الزَّكٰوةِ ۽ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۭ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاۗءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۢ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَاۗءً ۭ حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْــــًٔا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ۭ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰـىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ۭ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ۭ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا ۭ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ

خدا آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ اس کے نور کی مثال ایسی ہے کہ گویا ایک طاق ہے جس میں چراغ ہے۔ اور چراغ ایک قندیل میں ہے اور قندیل (ایسی صاف شفاف ہے کہ) گویا موتی کا سا چمکتا ہوا تارہ ہے۔ اس میں ایک مبارک درخت کا تیل جلایا جاتا ہے (یعنی) زیتون کہ نہ مشرق کی طرف ہے نہ مغرب کی طرف ہے (ایسا معلوم ہوتا ہے کہ) اس کا تیل خواہ آگ اسے نہ بھی چھوئے جلنے کو تیار ہے (بڑی) روشنی پر روشنی (ہو رہی ہے) خدا اپنے نور سے جس کو چاہتا ہے سیدھی راہ دکھاتا ہے اور خدا (جو) مثالیں بیان فرماتا ہے (تو) لوگوں کو (سمجھانے کے) لیے اور خدا ہر چیز سے واقف ہے (۳۵)۔ (وہ قندیل) ان گھروں میں (ہے) جن کے بارے میں خدا نے ارشاد فرمایا ہے کہ بلند کیے جائیں اور وہاں خدا کے نام کا ذکر کیا جائے (اور) ان میں صبح وشام اس کی تسبیح کرتے ہیں (۳۶)۔ (یعنی ایسے) لوگ جن کو خدا کے ذکر اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے سے نہ سوداگری غافل کرتی ہے نہ خرید وفروخت۔ وہ اس دن سے جب دل (خوف اور گھبراہٹ کے سبب) الٹ جائیں گے اور آنکھیں (اوپر چڑھ جائیں گی) ڈرتے ہیں (۳۷)۔ تاکہ خدا ان کو ان کے عملوں کا بہت اچھا بدلہ دے اور اپنے فضل سے زیادہ بھی عطا کرے۔ اور جس کو چاہتا ہے خدا بےشمار رزق دیتا ہے (۳۸)۔ اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کے اعمال کی مثال ایسی ہے جیسے میدان میں ریت کہ پیاسا اسے پانی سمجھے یہاں تک کہ جب اس کے پاس آئے تو اسے کچھ بھی نہ پائے۔ اور خدا ہی کو اپنے پاس دیکھے تو وہ اسے اس کا حساب پورا پورا چکا دے اور خدا جلد حساب کرنے والا ہے (۳۹)۔ یا (ان کے اعمال کی مثال ایسی ہے) جیسے دریائے عمیق میں اندھیرے جس پر لہر چلی آتی (ہو) اور اس کے اوپر اور لہر (آرہی ہو) اور اس کے اوپر بادل ہو غرض اندھیرے ہی اندھیرے ہوں۔ ایک پر ایک (چھایا ہوا) جب اپنا ہاتھ نکالے تو کچھ نہ دیکھ سکے۔ اور جس کو خدا روشنی نہ دے اس کو (کہیں بھی) روشنی نہیں (مل سکتی) (۴۰)

تفسیر سورة نور آیات (۳۵) تا (۴۰)

(۳۵) اللہ تعالیٰ آسمان اور زمین والوں کو ہدایت دینے والا ہے اور ہدایت منجانب اللہ دو قسم کی ہوتی ہے تعریف اور بیان یا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کو ستاروں کے ساتھ اور زمین کو نباتات اور پانی کے ذریعے مزین کرنے والا اور رونق دینے والا ہے یا یہ کہ اللہ تعالیٰ آسمان اور زمین والوں میں سے مسلمانوں کے دلوں کو روشن و منور کرنے والا ہے، مسلمانوں کے اس نور یا یہ کہ مسلمان کے دل میں جو نور خداوندی ہے اس کی حالت عجیبہ ایسی ہے جیسے فرض کرو کہ ایک طاق ہے اور اس میں ایک چراغ رکھا ہے اور وہ چراغ ایک شیشہ کی قندیل میں ہے اور وہ قندیل طاق میں رکھا ہے اور وہ ایسا شفاف ہے جیسا ان پانچ ستاروں یعنی عطارد، زہرہ، مشتری، بہرام، زحل میں سے ایک چمکدار ستارہ ہو اور اس قندیل میں ایک نہایت مفید درخت کا تیل دیا جاتا ہو اور وہ زیتون کا درخت جو جنگل میں بلندی پر ہے نہ اسے شرقی سایہ پہنچتا ہے اور نہ غربی سایہ یا یہ کہ ایسے مکان پر ہے کہ نہ سورج کے نکلنے کے وقت اس پر دھوپ پڑتی ہے اور نہ سورج کے غروب ہونے کے وقت اور اس درخت کا تیل اس قدر صاف ہے کہ اگر اس کو آگ بھی نہ چھوئے تاہم ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خود بخود جل اٹھے گا اور اگر آگ لگ بھی گئی تو "نور علیٰ نور" ہے یعنی ایک تو خود چراغ میں روشنی ہے اور پھر قندیل اس قدر نورانی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ زیتون کا تیل خوب صاف اور روشن ہے چنانچہ جس میں اس چیز کی صلاحیت ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اسے اپنے اس نور معرفت کے ساتھ یا یہ کہ اپنے دین کے ساتھ سرفرازی عطا فرماتا ہے۔

یا یہ کہ اللہ تعالیٰ کے نور کی مثال وہ رسول اکرم ﷺ کی ذات بابرکت کا نور ہے جو اپنے آباء کی اصلاب میں ودیعت تھا آخر تک اسی وصف کے ساتھ۔

رسول اکرم ﷺ کا نور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی ذات میں مسلم حنیف کی صورت میں ظاہر ہوا اور زیتون سے مراد وہ دین حنیف ہے کہ جو نہ شرقی ہے اور نہ غربی یعنی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی اور رہا یہ کہ اس کا تیل ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خود بخود جل اٹھے گا یہی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اعمال صالحہ کی حالت ہے کہ اسی وصف کے ساتھ ان کے آباء کی پشت میں منور ہونے کو ہیں اور وہ چراغ ایک نہایت مفید درخت کے تیل سے روشن کیا جاتا ہے یہ حالت عجیبہ رسول اکرم ﷺ کے نور کی ہے اور اگر اس کو آگ بھی نہ چھوئے یعنی اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نبوت کے ساتھ سرفراز نہ کیا جاتا تب بھی ان میں یہ نور ودیعت تھا یا یہ مطلب ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ حضرت

ایمانِ کامل کو اپنا مقرب نہ بنا تا تب ان میں اس نور کو ودیعت نہ فرماتا یا یہ مطلب ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے مسلمان بندہ کو اس نور ہدایت کے ساتھ سرفراز نہ فرماتا تو اس میں یہ نورانیت نہ ہوتا۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ لوگوں کے لیے معرفت خداوندی کی حقیقت بیان فرماتا رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اس نعمت کے ساتھ سرفراز فرمانے میں بخوبی واقف ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ نے اپنی معرفت کی ایک عجیب کیفیت بیان فرمائی اور ساتھ ساتھ اس کے منافع اور خوبیوں کا بھی تذکرہ فرمایا تاکہ انسان اس کا شکر ادا کریں۔

یعنی جیسا کہ چراغ کی روشنی سے راستہ معلوم کیا جاتا ہے اسی طرح معرفت خداوندی بھی ایک نور ہے جس کے ذریعے سے ہدایت حاصل کی جاتی ہے اور جیسا کہ قندیل ایک نور ہے کہ جس سے فائدہ حاصل کیا جاتا ہے اسی طرح معرفت بھی ہدایت حاصل کرنے کے لیے نور ہے اور جس طرح چمکدار اور روشن ستاروں سے خشکی اور تری کی تاریکیوں میں راستہ معلوم کیا جاتا ہے بالکل اسی طرح معرفت خداوندی سے بھی کفر و شرک کی تاریکیوں میں نجات حاصل کی جاتی ہے اور جیسا کہ قندیل میں تیل صاف سفید زیتون کے درخت سے پہنچایا جاتا ہے اسی طرح بندے کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے معرفت حاصل ہوتی ہے۔

اور جیسا کہ زیتون کا درخت نہ شرقی ہے اور نہ غربی اسی طرح مومن کا دین بھی خالص ہے نہ یہودی ہے اور نہ نصرانی اور جیسا کہ زیتون کا تیل خود بخود جل اٹھے گا اگرچہ ابھی تک اس کو آگ بھی نہ چھوئے، اسی طرح مومنین کے ایمان کے جو احکامات ہیں خود بخود وہ تعریف کے قابل ہیں، اگرچہ اس کے ساتھ اور دیگر فضائل نہ ہوں۔

اور جیسا کہ چراغ قندیل اور طاق یہ سب نور علیٰ نور ہے، اسی طرح معرفت خداوندی بھی نور اور قلب مومن بھی نور، اور اس کا سینہ بھی نور اور داخل کی جگہ بھی نور اور اس کے نکلنے کی جگہ بھی نور اور مومن نور علیٰ نور ہے اور جو اس چیز کے لائق ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے اس نور کے ساتھ سرفراز فرماتا ہے، غرض کہ اللہ تعالیٰ نے معرفت خداوندی کی یہ عجیب کیفیت بیان فرمائی ہے۔

(۳۶) اور وہ نور معرفت کی قندیلیں ایسے گھروں یعنی مساجد میں لگی ہوئی ہیں کہ جن کے بنانے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور ان مساجد میں اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کی جاتی ہے اور ان مسجدوں میں ایسے لوگ صبح و شام نمازوں میں اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے ہیں یعنی فجر، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھتے ہیں۔

(۳۷) جن کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت یا پانچوں نمازوں کے اوقات سے اور بالخصوص پانچوں کو کمال وضو، رکوع اور سجود

اور تمام آداب کے ساتھ ادائیگی سے اور اپنے اموال کی زکوۃ ادا کرنے سے خرید و فروخت غفلت میں نہیں ڈالتی اور وہ ایسے دن یعنی قیامت کے دن کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں جس میں بہت سے دل اور بہت سی آنکھیں الٹ جائیں گی کہ ایک حالت کے بعد دوسری حالت تبدیل ہو جائے گی ایک وقت کو پہچانیں گے اور دوسرے وقت کو نہیں پہچانیں گے۔

(۳۸) اور ان کو اللہ تعالیٰ ان کے اعمال دنیویہ کا بہت ہی اچھا بدلہ دے گا اور ان کو اپنے فضل سے اسی جزا پر اور بھی زیادہ دے گا یعنی ایک نیکی کا دس گنا ثواب ملے گا اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہے بے شمار اور بغیر حساب کے دے دیتا ہے۔

(۳۹) اور جن لوگوں نے رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کے ساتھ کفر کیا تو ان کے اعمال کی آخرت میں یہ حالت ہوگی کہ جیسے ایک چٹیل میدان میں چمکتی ہوئی ریت کہ پیاسا آدمی اس کو دور سے پانی خیال کرتا ہے یہاں تک کہ جب دوڑتا ہوا اس کے پاس آئے تو وہاں پینے کی کوئی چیز بھی نہ پائے، اسی طرح کافر قیامت کے دن اپنے عمل کا کچھ بھی ثواب نہ پائے گا اور اللہ تعالیٰ کے پاس اپنے گناہوں کی سزا پائے گا یا یہ کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے عذاب کے لیے مستعد پائے گا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو پوری پوری سزا دے دی اور اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے یا یہ کہ جس کی میعاد آجاتی ہے تو پل بھر میں اس کے حساب کا فیصلہ کر دیتا ہے۔

(۴۰) یا یہ کہ کافر کے دل میں کفر کی تاریکی کی حالت ایسی ہے جیسے بڑے گہرے سمندر کے اندرونی اندھیرے کہ اس سمندر کو ایک بڑی موج نے ڈھانپ لیا ہو بلکہ اس لہر کے اوپر دوسری لہر ہو اور پھر اس کے اوپر بادل ہو، یہی حالت کافر کے دل کی ہے کہ اس کے دل میں جو گندگی اور تاریکی ہے وہ سمندر کی تاریکی کی طرح ہے اور اس کے دل کی حالت بڑے گہرے سمندر کی سی ہے اور اس کا سینہ اس لہر کی طرح ہے جس نے سمندر کی اصلی سطح کو ڈھانپ لیا ہو اور اس کے اعمال کی مثال اس اوپر والے بادل کی طرح ہے کہ جس سے کچھ بھی فائدہ نہیں حاصل ہو سکتا، اسی چیز کو اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقام پر فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں اور کانوں اور ان کے سینوں پر مہر لگا دی ہے سو یہ اوپر تلے بہت سے اندھیرے ہی اندھیرے ہیں تو ایسی تاریکیوں میں اگر کوئی اپنا ہاتھ نکال کر دیکھنا چاہے تو دیکھنا تو درکنار دیکھنے کا احتمال بھی نہیں، اسی طرح کافر اپنے دل کی تاریکی کی شدت سے حق اور ہدایت کے راستہ کو نہیں دیکھ سکتا اور جس کو اللہ تعالیٰ دنیا میں نور معرفت نہ دے اس کے لیے آخرت میں بھی نور معرفت نہیں یا یہ کہ جس کو اللہ تعالیٰ دنیا میں دولت ایمان کے ساتھ سرفرازی نہ عطا فرمائے اس کے لیے آخرت میں بھی ایمان پر کچھ صلہ نہیں۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ

يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۴۲﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزْجِيْ سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهٗ ثُمَّ يَجْعَلُهٗ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا مِنْۢ بَرَدٍ فَيُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ يَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ ﴿۴۳﴾ يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ﴿۴۴﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى رِجْلَيْنِ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰٓى اَرْبَعٍ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴۵﴾ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۴۶﴾ وَيَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَمَآ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَاِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْٓا اِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ ﴿۴۹﴾ اَفِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْٓا اَمْ يَخَافُوْنَ اَنْ يَّحِيْفَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُوْلُهٗ بَلْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۵۰﴾

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ جو لوگ آسمانوں اور زمین میں ہیں خدا کی تسبیح کرتے رہتے ہیں اور پر پھیلائے ہوئے جانور بھی۔ اور سب اپنی نماز اور تسبیح (کے طریقے) سے واقف ہیں اور جو کچھ وہ کرتے ہیں (سب) خدا کو معلوم ہے (۴۱)۔ اور آسمان اور زمین کی بادشاہی خدا کے لئے ہے اور خدا ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے (۴۲)۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ خدا ہی بادلوں کو چلاتا ہے پھر اُن کو آپس میں ملا دیتا ہے۔ پھر اُن کو تہ بہ تہ کر دیتا ہے پھر تم دیکھتے ہو کہ بادل میں سے مینہ نکل (کر برس) رہا ہے۔ اور آسمان میں جو (اولوں کے) پہاڑ ہیں اُن سے اولے نازل کرتا ہے تو جس پر چاہتا ہے اس کو برسا دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے ہٹا دیتا ہے۔ اور بادل میں جو بجلی ہوتی ہے اس کی چمک آنکھوں کو (خیرہ کر کے بینائی کو) اُچکے لیے جاتی ہے (۴۳)۔ اور خدا ہی رات اور دن کو بدلتا رہتا ہے۔ اہل بصارت کے لیے اس میں بڑی عبرت ہے (۴۴)۔ اور خدا ہی نے ہر چلنے پھرنے والے جاندار کو پانی سے پیدا کیا۔ تو اُن میں سے بعضے ایسے ہیں کہ پیٹ کے بل چلتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو دو پاؤں پر چلتے ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ چار پاؤں پر چلتے ہیں۔ خدا جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ بے شک خدا ہر چیز پر قادر ہے (۴۵)۔ ہم ہی نے روشن آیتیں نازل کی ہیں۔ اور خدا جس کو چاہتا ہے سیدھے راستے کی طرف ہدایت کرتا ہے (۴۶)۔ اور (بعض لوگ) کہتے ہیں کہ ہم خدا پر اور رسول پر ایمان لائے اور (اُن کا) حکم مان لیا۔ پھر اس کے بعد اُن میں سے ایک فرقہ پھر جاتا ہے اور یہ لوگ صاحب ایمان ہی نہیں ہیں (۴۷)۔ اور جب اُن کو خدا اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ (رسول خدا) اُن کا قضیہ چکا دیں تو اُن میں سے ایک فرقہ منہ پھیر لیتا ہے (۴۸)۔ اور اگر (معاملہ) حق (ہو اور) اُن کو (پہنچتا) ہو تو اُن کی طرف مطیع ہو کر چلے آتے ہیں (۴۹)۔ کیا ان کے دلوں میں بیماری ہے یا (یہ) شک میں ہیں یا اُن کو یہ خوف ہے کہ خدا اور اس کا رسول اُن کے حق میں ظلم کریں گے (نہیں) بلکہ یہ خود ظالم ہیں (۵۰)

تفسیر سورۃ نور آیات (۴۱) تا (۵۰)

(۴۱۔۴۲) اے محمد ﷺ کیا آپ کو بذریعہ قرآن کریم یہ بات معلوم نہیں ہوئی کہ سب اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے ہیں جو آسمانوں میں فرشتے ہیں اور زمین میں جتنے مومنین ہیں بالخصوص پرند بھی اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے ہیں جو پر پھیلائے ہوئے اڑتے پھرتے ہیں ان میں سے ہر ایک کو جو بھی اللہ تعالیٰ کے سامنے التجا کرے اور اس کی پاکی بیان

کرے اپنی اپنی دعا اور تسبیح کا طریقہ معلوم ہے۔

یا یہ مطلب ہے کہ جو اللہ تعالیٰ سے دعا کرے اللہ تعالیٰ کو اس کی دعا اور جو اس کی پاکی بیان کرے اللہ تعالیٰ کو اس کی پاکی بیان کرنا معلوم ہے اور اللہ تعالیٰ کو ان سب کے افعال کا خواہ اچھے ہوں پورا علم ہے۔

اور آسمانوں کے خزانے یعنی بارش وغیرہ اور زمین کے خزانے یعنی نباتات وغیرہ سب اللہ ہی کے قبضہ قدرت میں ہیں اور مرنے کے بعد سب کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

(۴۳) کیا تمہیں یہ بات معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ ایک بادل کو دوسرے بادل کی طرف چلاتا ہے اور پھر اس بادل کے مجموعہ کو ایک دوسرے سے ملا دیتا ہے پھر اس کو تہہ بہ تہہ کرتا ہے پھر تو بارش کو دیکھتا ہے کہ ان بادلوں کے بیچ میں سے نکل کر آتی ہے اور پھر اسی بادل سے یعنی اس کے بڑے بڑے حصوں سے اولے برساتا ہے اور پھر ان اولوں سے جو اس سزا کا مستحق ہوتا ہے اس پر گرا کر اس کو سزا دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے اپنے اس عذاب کو ہٹا دیتا ہے۔

اور اس بادل میں سے جو بجلی پیدا ہوتی ہے اس کی چمک کی تیزی کی یہ حالت ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا بینائی چھین لے گی۔

(۴۴) اور اللہ تعالیٰ رات اور دن کو بھی بدلتا رہتا ہے کہ رات ختم ہوئی اور دن آیا اور دن پورا کیا تو رات کو لایا ان تمام مذکورہ بالا چیزوں میں دین میں سمجھ و بصیرت رکھنے والوں یا صرف آنکھوں سے دیکھنے والوں کے لیے استدلال کا موقع ہے۔

(۴۵) اور اللہ تعالیٰ ہی نے ہر ایک چلنے والے جانور کو نر اور مادہ کے پانی سے پیدا کیا تو کچھ تو وہ جانور ہیں جو اپنے پیٹ کے بل چلتے ہیں جیسا کہ سانپ وغیرہ اور کچھ ان میں وہ ہیں جو دو پیروں پر چلتے ہیں جیسا کہ انسان وغیرہ اور کچھ ان میں وہ ہیں جو چار پیروں پر چلتے ہیں جیسا کہ مویشی وغیرہ اللہ تعالیٰ جس طرح چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور وہ ہر مرتب پیدا کرنے پر قادر ہے۔

(۴۶) ہم نے بذریعہ جبریل امین اوامر و نواہی کے واضح احکامات اور دلائل نازل فرمائے اور اللہ تعالیٰ جس کو اہل سمجھتا ہے اسے اپنے پسندیدہ دین اسلام کی طرف خاص ہدایت فرماتا ہے۔

(۴۷) یہ آیت مبارکہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی قوم کے بارے میں نازل ہوئی ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے درمیان ایک زمین کے بارے میں جھگڑا چل رہا تھا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ

رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں فیصلہ کے لیے جارہے تھے تو ان کی قوم نے ان کو جانے سے منع کیا، اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کی مذمت فرمائی۔

کہ قوم عثمان بظاہر دعویٰ تو کرتی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر سچائی کے ساتھ ایمان لے آئے اور جس چیز کا ہمیں حکم دیا گیا اسے ہم نے دل سے مانا، پھر اس ایمان و اطاعت کے دعوے کے بعد ان کا ایک گروہ حکم الٰہی سے سرتابی کرتا ہے اور یہ لوگ اپنے ایمان میں سچے نہیں۔

(۴۸) اور جب یہ لوگ اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی طرف اس غرض سے بلائے جاتے ہیں کہ رسول کتاب خداوندی اور حکم خداوندی کے مطابق ان کے درمیان فیصلہ کر دیں تو ان میں سے ایک گروہ کتاب اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ سے پہلوتہی کرتا ہے۔

شانِ نزول: وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے مرسلاً روایت کیا ہے کہ جب کسی انسان کا دوسرے شخص سے جھگڑا ہوتا تھا اور وہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں بلایا جاتا تھا اور اگر وہ حق پر ہوتا تھا اور کلی طور پر اسے اس بات کا یقین ہوتا تھا کہ فیصلہ اس کے حق میں ہوگا (تو چلا آتا تھا) اور جس وقت یہ سمجھتا تھا کہ اس نے کسی پر ظلم کیا ہے پھر اس کو رسول اکرم صلی ﷺ کی خدمت میں بلایا جاتا تھا تو روگردانی کرتا تھا اور کہتا تھا کہ فلاں کے پاس چلو اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

(۴۹) اور اگر اتفاق سے ان کے حق میں فیصلہ ہو تو خوشی خوشی تیزی کے ساتھ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں چلے آئیں۔

(۵۰) آیا اس کا سبب یہ ہے کہ ان کے دلوں میں شک و نفاق کا مرض ہے یا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے بارے میں شک میں پڑے ہوئے ہیں یا ان کو یہ اندیشہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول فیصلہ میں ان پر ظلم نہ کرنے لگیں بلکہ اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ خود اپنے نفسوں پر ظلم کرتے ہیں اور اپنے ایمان میں یہ سچے نہیں بلکہ ان کے اندر نفاق کا مرض ہے۔

❁ ❁ ❁

إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿۵۱﴾ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشَ اللَّهَ وَيَتَّقْهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ﴿۵۲﴾ وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَئِنْ أَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ۖ قُلْ لَا تُقْسِمُوا ۖ طَاعَةٌ مَعْرُوفَةٌ ۚ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿۵۳﴾ قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ ۖ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَا حُمِّلْتُمْ ۖ وَإِنْ تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا ۚ وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ﴿۵۴﴾ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا ۚ يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا ۚ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿۵۵﴾ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿۵۶﴾ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ ۚ وَمَأْوَاهُمُ النَّارُ ۖ وَلَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿۵۷﴾

مومنوں کی تو یہ بات ہے کہ جب خدا اور اُس کے رسول کی طرف بلائے جائیں تاکہ اُن میں فیصلہ کریں تو کہیں کہ ہم نے (حکم) سن لیا اور مان لیا۔ اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں (۵۱)۔ اور جو شخص خدا اور اُس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گا اور اُس سے ڈرے گا تو ایسے ہی لوگ مُراد کو پہنچنے والے ہیں (۵۲)۔ اور (یہ) خدا کی سخت سخت قسمیں کھاتے ہیں کہ اگر تم اُن کو حکم دو تو (سب گھروں سے) نکل کھڑے ہوں۔ کہہ دو کہ قسمیں مت کھاؤ پسندیدہ فرمانبرداری (درکار ہے) بے شک خدا تمہارے سب اعمال سے خبردار ہے (۵۳)۔ کہہ دو کہ خدا کی فرمانبرداری کرو اور رسول خدا کے حکم پر چلو۔ اگر منہ موڑو گے تو رسول پر (اس چیز کا ادا کرنا) ہے جو اُن کے ذمّے ہے اور تم پر (اس چیز کا ادا کرنا) ہے جو تمہارے ذمّے ہے اور اگر تم ان کے فرمان پر چلو گے تو سیدھا رستہ پالو گے اور رسول کے ذمّے تو صاف صاف (احکام خدا کا) پہنچا دینا ہے (۵۴)۔ جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے۔ اُن سے خدا کا وعدہ ہے کہ اُن کو ملک کا حاکم بنادے گا جیسا اُن سے پہلے لوگوں کو حاکم بنایا تھا اور اُن کے دین کو جسے اُس نے اُن کے لیے پسند کیا ہے مستحکم اور پائیدار کرے گا اور خوف کے بعد اُن کو امن بخشے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی اور کو شریک نہ بنائیں گے۔ اور جو اس کے بعد کفر کرے تو ایسے لوگ بدکردار ہیں (۵۵)۔ اور نماز پڑھتے رہو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور پیغمبر خدا کے فرمان پر چلتے رہو تاکہ تم پر رحمت کی جائے (۵۶)۔ (اور) ایسا خیال نہ کرنا کہ کافر لوگ غالب آجائیں گے۔ (وہ جا ہی کہاں سکتے ہیں) اُن کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بہت بُرا ٹھکانا ہے (۵۷)

تفسیر سورۃ نور آیات (۵۱) تا (۵۷)

(۵۱) اب اللہ تعالیٰ کامل مومنوں کا ذکر فرماتا ہے جیسا کہ حضرت عثمانؓ نے فرمایا تھا کہ میں تمہارے ساتھ رسول اکرم ﷺ کے پاس جاؤں گا اور آپ ہمارے درمیان جو فیصلہ فرمائیں گے میں اس پر راضی ہوں تو اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف فرمائی کہ خالص ایمان والوں کی شان اور ان کا قول تو یہ ہے کہ جس وقت ان کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ رسول ان کے درمیان خدائی فیصلہ فرمائے تو وہ بخوشی کہہ دیتے ہیں کہ ہم نے قبول کیا اور جس چیز کا ہمیں حکم دیا گیا ہے اس کو ہم نے مان لیا اور یہی حضرات یعنی حضرت عثمانؓ، اللہ تعالیٰ کے غصہ اور اس کی ناراضگی سے آخرت میں فلاح پائیں گے۔

(۵۲) اور اگلی آیت بھی حضرت عثمان بن عفانؓ کے بارے میں ان کی اس درخواست پر نازل ہوئی، انھوں

نے عرض کیا تھا اللہ کی قسم یا رسول اللہ اگر آپ کی رضا ہو تو میں اپنا سارا مال اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خیرات کر دوں، چنانچہ اللہ تعالیٰ ان کی تعریف میں فرما رہے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے اور سابقہ چیزوں پر اللہ سے ڈرے اور آئندہ اس کی مخالفت سے بچے، ایسے ہی حضرات جنت حاصل کر کے بامراد اور دوزخ سے دور ہوں گے۔

(۵۳) اور حضرت عثمانؓ قسم کھا رہے ہیں کہ اگر آپ حکم دیں تو سارا مال اللہ کے راستے میں نکال دیں، آپ ان سے فرما دیجیے اطاعت و فرمانبرداری کرو جو تم پر فرض ہے اللہ تعالیٰ کو نیکی و بدی کی پوری خبر ہے۔

(۵۴) اور آپ حضرت عثمان وغیرہ سے فرما دیجیے کہ فرائض میں اللہ تعالیٰ کی اور سنن و احکام میں رسول اکرم ﷺ کی اطاعت کرو پھر اگر تم لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت سے روگردانی کرو گے تو سمجھ لو کہ رسول کے ذمہ تو ربی تبلیغ کا کام ہے اور تمہارے ذمہ اطاعت اور فرمانبرداری کا کام ہے۔

سو اگر تم نے احکام الٰہی میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کر لی تو گمراہی سے نکل کر سیدھے راستے پر جا لگو گے اور رسول کے ذمہ احکام خداوندی کا صرف صاف طور پر پہنچا دینا ہے۔

(۵۵) اے اصحاب محمد ﷺ تم میں جو لوگ ایمان لائیں اور نیک کام کریں ان سے اللہ تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے کہ ان کو مکے بعد دیگرے زمین پر حکومت عطا فرمائے گا جیسا کہ ان سے پہلے لوگوں کو یعنی بنی اسرائیل میں سے یوشع بن نون اور کالب بن یوقنا کو حکومت دی تھی یہ کہ ان کو سرزمین مکہ میں اتارے گا جیسا کہ ان سے پہلے بنی اسرائیل کو ان کے دشمن کے ہلاک کرنے کے بعد اتارا اور جس دین کو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے پسند فرمایا ہے اس کو غلبہ دے گا اور مکہ مکرمہ میں جو ان کو اپنے دشمن کا خوف ہے تو ان کے دشمن کے ہلاک کرنے کے بعد اس کو مبدل بامن کر دے گا بشرطیکہ مکہ مکرمہ میں میری عبادت کریں اور میرے ساتھ ان بتوں وغیرہ میں سے کسی قسم کا شرک نہ کریں اور جو شخص بعد ظہور اس فضل اور امن کے ناشکری کرے گا تو یہ لوگ بے حکم ہیں۔

شان نزول: وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ (الخ)

امام حاکمؒ نے ابی بن کعبؓ سے روایت نقل کی ہے اور طبرانی نے اس کی تصحیح کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام جس وقت مدینہ منورہ تشریف لائے اور انصار نے ان کو پناہ دی تو تمام عرب ان کی مخالفت پر متفق ہو گئے چنانچہ رات کو بھی ہتھیار پاس رکھ کر سوتے تھے اور بغیر ہتھیار کے کہیں نہیں جاتے تھے چنانچہ ان لوگوں نے کہا کہ تم دیکھ رہے ہو ہم اس طرح زندگی گزار رہے ہیں اور ایک وقت ایسا آئے گا کہ ہم ایسے اطمینان کے ساتھ راتیں گزاریں گے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کا خوف نہیں ہوگا۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی یعنی تم میں جو لوگ ایمان لائیں اور نیک عمل کریں ان سے اللہ تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے کہ ان کو زمین میں حکومت عطا فرمائے گا اور ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت براءؓ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ ہمارے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے اور ہم اس وقت نہ

پریشانی کی حالت میں تھے۔

(۵۶) اور پانچوں نمازوں کی پابندی رکھو اور اپنے اموال کی زکوٰۃ دیا کرو اور احکامات میں رسول کی اطاعت کیا کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے اور تمہیں عذاب نہ دیا جائے۔

(۵۷) اے محمد ﷺ کفارِ مکہ کے متعلق یہ خیال مت کرنا کہ وہ عذابِ الٰہی سے زمین میں بھی چھٹکارا پا جائیں گے اور آخرت میں تو ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے کہ شیاطین سمیت اس میں داخل ہوں گے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ؕ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ ؕ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ؕ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ ؕ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِيْنَةٍ ؕ وَاَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْۢ بُيُوْتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اٰبَآئِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اِخْوَانِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَعْمَامِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ خٰلٰتِكُمْ اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗۤ اَوْ صَدِيْقِكُمْ ؕ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا ؕ فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝

مومنو! تمہارے غلام لونڈیاں اور جو بچے تم میں سے بلوغ کو نہیں پہنچے، تین دفعہ (یعنی تین اوقات میں) تم سے اجازت لیا کریں۔ (ایک تو) نمازِ صبح سے پہلے اور (اور دوسرے گرمی کی) دوپہر کو جب تم کپڑے اُتار دیتے ہو اور (تیسرے) عشاء کی نماز کے بعد (یہ) تین (وقت) تمہارے پردے (کے) ہیں ان کے (آگے) پیچھے (یعنی دوسرے وقتوں میں) نہ تم پر کچھ گناہ ہے اور نہ ان پر۔ کہ (کام کاج کے لیے) ایک دوسرے کے پاس آتے رہتے ہو۔ اس طرح خدا اپنی آیتیں تم سے کھول کھول کر بیان فرماتا ہے۔ اور خدا بڑا علم والا اور حکمت والا ہے (۵۸)۔ اور جب تمہارے لڑکے بالغ ہو جائیں تو اُن کو بھی اسی طرح اجازت لینی چاہیے جس طرح اُن سے اگلے (یعنی بڑے آدمی) اجازت حاصل کرتے رہے ہیں۔ اس طرح خدا تم سے اپنی آیتیں کھول کھول کر سناتا ہے اور خدا جاننے والا اور حکمت والا ہے (۵۹)۔ اور بڑی عمر کی عورتیں جن کو نکاح کی توقع نہیں رہی اور وہ کپڑے اُتار کر سر ننگا کر لیا کریں تو اُن پر کچھ گناہ نہیں بشرطیکہ اپنی زینت کی چیزیں ظاہر نہ کریں۔ اور اگر اس سے بھی بچیں تو (یہ) اُن کے حق میں بہتر ہے اور خدا سنتا جانتا ہے (۶۰)۔ نہ تو اندھے پر کچھ گناہ ہے نہ لنگڑے پر اور نہ بیمار پر اور نہ خود تم پر کہ اپنے گھروں سے کھانا کھاؤ یا اپنے باپوں کے گھروں سے یا اپنی ماؤں کے گھروں سے یا بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں یا اُس گھر سے جس کی کنجیاں تمہارے ہاتھ میں ہوں یا اپنے دوستوں کے گھروں

سے (اور اس کا بھی) تم پر کچھ گناہ نہیں کہ سب مل کر کھانا کھاؤ یا جدا جدا۔ اور جب گھروں میں جایا کرو تو (اپنے گھر والوں) کو سلام کیا کرو (یہ) خدا کی طرف سے مبارک اور پاکیزہ تحفہ ہے۔ اس طرح خدا اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ تم سمجھو (۶۱)

تفسیر سورۃ نور آیات (۵۸) تا (۶۱)

(۵۸) اے ایمان والو تمہارے پاس آنے کے لیے تمہارے چھوٹے غلاموں کو اور تمہارے آزادوں کو جو ابھی تک حد بلوغ کو نہیں پہنچے، تین وقتوں میں اجازت لینی چاہیے ایک تو صبح صادق کے وقت نماز صبح سے پہلے اور دوپہر کو آرام کے وقت ظہر کی نماز پڑھنے تک اور تیسرے نماز عشاء کے بعد سے صبح صادق تک، یہ تین وقت تمہارے پردہ اور خلوت کے ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ میری خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ان تینوں خلوت کے وقتوں میں ہمارے بچوں اور خادموں کو بلا اجازت آنے کی ممانعت فرمادے چنانچہ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

ان اوقات کے علاوہ پھر بلا اجازت آنے جانے کی اللہ تعالیٰ نے اجازت مرحمت فرمادی، چنانچہ فرمایا کہ ان تین اوقات کے علاوہ نہ گھر والوں پر کوئی الزام ہے اور نہ ان نابالغ لڑکوں اور خادموں پر کیوں کہ وہ بکثرت تمہارے پاس آتے جاتے رہتے ہیں کوئی کسی کے پاس کوئی کسی کے پاس اور بہرحال بڑے غلام اور نوجوان لڑکے ان کو آنے کے لیے ہر مرتبہ اجازت لینا ضروری ہے، اللہ تعالیٰ اسی طرح تم سے اوامر و نواہی کو کھول کھول کر بیان کرتا رہتا ہے جیسا کہ ان احکامات کو بیان کیا اور اللہ تعالیٰ تمہاری مصلحتوں کو جاننے والا اور حکمت والا ہے چنانچہ بڑوں کو آنے کے لیے ہر مرتبہ اجازت لینے کا حکم دیا۔

(۵۹) اور جس وقت تمہارے نابالغ لڑکے اور غلام حد بلوغ کو پہنچیں تو ان کو بھی ہر وقت آنے کے لیے اسی طرح اجازت لینی چاہیے جیسا کہ ان سے بڑی عمر والے ان کے بھائی اجازت لیتے ہیں جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ احکام بیان فرمائے اسی طرح وہ تم سے اپنے اوامر و نواہی بیان کرتا رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ تمہاری مصلحتوں کا جاننے والا اور حکمت والا ہے کہ بڑوں کو ہر وقت آنے جانے کے لیے اجازت لینے کا حکم فرمایا۔

اور بڑی بوڑھی عورتیں جن کو حیض آنا بند ہو گیا ہو اور ان کو کسی سے شادی کرنے کی کوئی امید اور خواہش نہ باقی رہی ہو تو ان کو اس بات میں کوئی گناہ نہیں کہ وہ اپنے زیادہ کپڑے یعنی چادر وغیرہ اتار دیں، بشرطیکہ کسی نامحرم کے سامنے مواقع زینت کا اظہار نہ کریں جیسا کہ چہرہ وغیرہ لیکن اگر نامحرم کے سامنے اس کے کھولنے سے بھی احتیاط رکھیں اور چادر سے مواقع زینت کو چھپائیں یہ ان کے لیے اظہار سے بہتر ہے۔

اور اللہ تعالیٰ تمہاری سب باتوں کو سنتا ہے اور تمہارے سب اعمال سے باخبر ہے۔

(۶۱) جس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی لَيْسَ عَلَى الْأَعْمٰى تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس آیت کے نزول کے بعد

ایک دوسرے کے ساتھ کھانے پینے میں تنگی محسوس کرنے لگے تھے کہ مبادا کسی کی حق تلفی ہو جائے اور اس سے ڈرنے لگے تھے بالخصوص محتاجوں کے ساتھ کھانے پینے میں اللہ تعالیٰ نے مشترک طریقہ پر کھانے پینے کی اجازت مرحمت فرما دی۔

چنانچہ ارشاد فرمایا اندھے کے ساتھ بیٹھ کر کھانے والے پر کسی قسم کا کوئی گناہ نہیں اور نہ لنگڑے آدمی کے ساتھ کھانے میں کوئی حرج ہے اور نہ بیمار کے ساتھ کھانے میں اور نہ خود تمہارے لیے اس بات میں کوئی حرج ہے کہ تم لوگ اپنی اولاد کے گھروں سے بغیر اجازت کے عدل و انصاف کے ساتھ کھانا کھالو یا اپنے باپ کے گھر سے اپنی ماؤں کے گھر سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے کھانے یا کسی کو کھلانے میں ہر ایک طریقہ سے کوئی مضائقہ نہیں یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے یا اپنے ماموں کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے یا ان کے گھروں سے جن کے مالوں کی چابیاں تمہارے اختیار میں ہیں یعنی غلام، لونڈیاں یا اپنے دوستوں کے گھروں سے مالک بن زید اور حارث بن عمارہ دونوں دوست تھے ان کے بارے میں یہ آخری جملہ نازل ہوا اور پھر اس چیز میں بھی تم پر کوئی گناہ نہیں کہ سب مل کر عدل و انصاف کے ساتھ کھاؤ یا الگ الگ کھاؤ اس آیت میں اندھے، لنگڑے اور بیمار سب شامل ہو گئے۔

پھر جب تم اپنے گھروں یا مساجد میں جانے لگا کرو اور وہاں کوئی نہ ہو تو خود کو سلام کر لیا کرو یعنی السلام علینا من ربنا کہہ لیا کرو جو تمہارے لیے دعا کے طور پر اللہ کی طرف سے مقرر ہے اور یہ ثواب ملنے کی وجہ سے برکت والی چیز اور مغفرت کے ساتھ عمدہ چیز ہے۔

جیسا کہ یہ احکام اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائے ہیں اسی طرح وہ اوامر و نواہی بیان فرماتا ہے تاکہ جس چیز کا تمہیں حکم دیا گیا ہے تم اس کو سمجھو۔

شانِ نزول: لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ (الخ)

(۶۱) عبدالرزاقؒ نے بواسطہ معمر ابن ابی نجیح مجاہد سے روایت کیا ہے کہ ایک آدمی لنگڑے، اندھے اور بیمار کو اپنے باپ یا بھائی یا بہن یا پھوپھی یا خالہ کے گھر لے جایا کرتا تھا تو یہ محتاج اس چیز میں تنگی محسوس کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہمیں دوسروں کے گھر لے جایا جاتا ہے تو یہ آیت کریمہ ان کے حق میں اجازت کے طور پر نازل ہوگئی کہ نہ تو اندھے آدمی کے لیے کچھ مضائقہ ہے۔

اور ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ (الخ) نازل فرمائی، اس آیت کو سن کر صحابہ کرامؓ ڈر

گئے اور کہنے لگے کہ کھانا تو اور اموال سے افضل ہے تو لہٰذا ہم میں سے کسی کو کسی کے یہاں کھانا حلال نہیں ہے تو سب نے اس سے احتیاط کرنا شروع کردی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے لَيْسَ عَلَى الْأَعْمٰى سے مفاتحہ تک یہ آیتیں نازل فرمائیں۔

نیز ضحاک سے روایت کیا ہے کہ مدینہ والے رسول اکرم ﷺ کی بعثت سے پہلے اپنے ساتھ اندھے بیمار اور لنگڑے کو کھانا نہیں کھلایا کرتے تھے کیوں کہ اندھا آدمی تو عمدہ کھانوں کو نہیں دیکھ سکتا اور بیمار تندرست کی طرح خوب سیر ہو کر کھانا نہیں کھا سکتا اور لنگڑا کھانے میں مزاحمت نہیں کر سکتا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ کھلانے میں اجازت دے دی۔

نیز مقیم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ اندھے اور لنگڑے کے ساتھ کھانے سے ڈرتے تھے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور ثعلبی نے اپنی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت حارث رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ کے ساتھ جہاد پر روانہ ہوئے اور اپنے گھر والوں کی نگرانی کے لیے خالد بن زید کو چھوڑ دیا، چنانچہ خالد بن زید رضی اللہ عنہ کو ان کے گھر سے کھانا کھاتے ہوئے ایک حجاب سا ہوا اور خالد مفلس آدمی تھے تب یہ آیت نازل ہوئی۔

شانِ نزول: لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ (الخ)

بزارؒ نے سند صحیح کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ صحابہ کرام رسول ﷺ کے ساتھ سفر میں جانے کو پسند کرتے تھے چنانچہ وہ اپنے اموال کی کنجیاں اپنے محتاجوں کو دے دیا کرتے تھے اور ان سے کہہ دیا کرتے تھے کہ ہم نے تمھیں اجازت دے دی ہے جو تمہاری طبیعت چاہے سو کھاؤ مگر وہ پسماندہ حضرات کہتے تھے کہ ہمارے لیے ان کی چیزوں کا کھانا حلال نہیں ہے کیوں کہ انھوں نے ہمیں خوشی سے اجازت نہیں دی اس پر اللہ تعالیٰ نے لَيْسَ عَلَيْكُمْ سے اَوْمَا مَلَكْتُمْ مَفَاتِحَهُ (الخ) تک آیت نازل فرمائی۔ یعنی ان گھروں سے جن کی کنجیاں تمہارے اختیار میں ہیں، کھانے میں کوئی حرج نہیں۔

اور ابن جریرؒ نے زہری سے روایت کیا ہے کہ ان سے دریافت کیا کہ کیا وجہ ہے آیت کریمہ لَيْسَ عَلَى الْأَعْمٰى (الخ) میں اندھے لنگڑے اور بیمار کا ذکر کیا گیا ہے؟ تو انھوں نے فرمایا کہ اس چیز کے بارے میں مجھے عبداللہ بن عبداللہ نے بیان کیا ہے کہ مسلمان جہاد کے لیے تشریف لے جاتے تو اپنے محتاجوں کو گھروں پر چھوڑ جاتے اور انھیں اپنے گھروں کی چابیاں دے جاتے اور ان سے کہہ جاتے کہ ہم نے تمھیں مکمل اختیار دے دیا ہے جو ہمارے گھروں میں ہے سو کھاؤ پیو مگر وہ لوگ اس چیز میں تنگی محسوس کرتے اور کہتے کہ ان کی عدم موجودگی میں ہم ان کے گھروں میں نہیں جائیں گے تو یہ آیت کریمہ اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کو اجازت دینے کے لیے نازل فرمائی ہے۔ نیز قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ عرب کے ایک قبیلہ کے بارے میں نازل ہوئی، اس قبیلہ کا کوئی بھی فرد تنہا کھانا نہیں کھاتا تھا اور اپنا دن کا کھانا اٹھا کر رکھ لیتا تھا جب تک کہ اس کو ساتھ کھانے کے لیے کوئی نہ ملے

جب کوئی ساتھی مل جاتا تب کھاتا اور نیز عکرمہ ؓ اور ابو صالح ؓ سے روایت کیا ہے کہ انصار کے یہاں جب کوئی مہمان آجاتا تھا تو جب تک مہمان ان کے ساتھ کھانا نہ کھاتا اس وقت تک یہ بھی کھانا نہ کھاتے تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس چیز کی اجازت مرحمت فرمانے کے لیے یہ آیت نازل فرمائی۔

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِذَا كَانُوا مَعَهُ عَلَىٰ أَمْرٍ جَامِعٍ لَمْ يَذْهَبُوا حَتَّىٰ يَسْتَأْذِنُوهُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَأْذِنُونَكَ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ۚ فَإِذَا اسْتَأْذَنُوكَ لِبَعْضِ شَأْنِهِمْ فَأْذَن لِّمَن شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٦٢﴾ لَّا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُم بَعْضًا ۚ قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الَّذِينَ يَتَسَلَّلُونَ مِنكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٦٣﴾ أَلَا إِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ قَدْ يَعْلَمُ مَا أَنتُمْ عَلَيْهِ وَيَوْمَ يُرْجَعُونَ إِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُم بِمَا عَمِلُوا ۗ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٦٤﴾

مومن تو وہ ہیں جو خدا پر اور اس کے پیغمبر خدا پر ایمان لائے اور جب کبھی ایسے کام کے لیے جو جمع ہو کر کرنے کا ہو پیغمبر خدا کے پاس جمع ہوں تو اُن سے اجازت لیے بغیر چلے نہیں جاتے۔ اے پیغمبر جو لوگ تم سے اجازت حاصل کرتے ہیں وہی خدا پر اور اس کے پیغمبر پر ایمان رکھتے ہیں۔ سو جب یہ لوگ تم سے کسی کام کے لیے اجازت مانگا کریں تو اُن میں سے جسے چاہا کرو اجازت دے دیا کرو اور اُن کے لیے خدا سے بخشش مانگا کرو کچھ شک نہیں کہ خدا بخشنے والا مہربان ہے (۶۲)۔ مومنو پیغمبر کے بلانے کو ایسا خیال نہ کرنا جیسا تم آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے ہو۔ بے شک خدا کو وہ لوگ معلوم ہیں جو تم میں سے آنکھ بچا کر چل دیتے ہیں تو جو لوگ اُن کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں اُن کو ڈرنا چاہیے کہ (ایسا نہ ہو کہ) اُن پر کوئی آفت پڑ جائے یا تکلیف دینے والا عذاب نازل ہو (۶۳)۔ دیکھو جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب خدا ہی کا ہے جس (طریق) پر تم ہو وہ اُسے جانتا ہے۔ اور جس روز لوگ اس کی طرف لوٹائے جائیں گے تو جو لوگ عمل کرتے رہے وہ ان کو بتا دے گا۔ اور خدا ہر چیز پر قادر ہے (۶۴)

تفسیر سورۃ نور آیات (۶۲) تا (٦٤)

(۶۲) سچے ایماندار تو وہی ہیں جو ظاہر و باطن کے ساتھ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں اور جب رسول اکرم ﷺ کے ساتھ جمعہ کی نماز کے لیے ہوتے ہیں یا آپ کے ساتھ کسی جہاد پر ہوتے ہیں تو جب تک آپ سے اجازت نہ لے لیں تو جمعہ یا جہاد سے واپس نہیں جاتے، اے پیغمبرؐ جو لوگ آپ سے ایسے موقع پر اجازت لیتے ہیں بس وہی اللہ پر اور اس کے رسولؐ پر ایمان رکھتے ہیں۔

حضرت عمر فاروق ؓ کو غزوہ تبوک میں ایک ضروری کام پیش آ گیا تھا حضرت عمر ؓ نے مدینہ منورہ واپسی کی حضور ﷺ سے اجازت طلب کی، اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی چنانچہ آگے اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ جب یہ مخلص حضرات ایسے مواقع پر اپنے کسی ضروری کام کے لیے آپ سے جانے کی اجازت طلب کریں تو ان میں سے آپ جس کو چاہیں اجازت دے دیا کریں اور اجازت دینے کے بعد بھی آپ ان کے لیے مغفرت کی دعا کیا کیجیے بے شک اللہ

تعالیٰ تائب کو بخشنے والا اور اس پر بڑا مہربان ہے۔

شانِ نزول: اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (الخ)

ابن اسحاقؒ نے اور بیہقیؒ نے دلائل میں عروہ اور محمد بن کعب قرظی سے روایت کیا ہے کہ احزاب کے سال جس وقت قریش مقابلہ کے لیے آئے تو انھوں نے مدینہ منورہ کے قریب مجمع الاسیال میں پڑاؤ ڈالا اور ان کا سپہ سالار ابوسفیان تھا، ادھر سے قبیلہ غطفان آیا اور اس نے احد پہاڑ کے کنارے پر پڑاؤ کیا، رسول اکرم ﷺ کو اس چیز کی اطلاع ہوئی تو آپ نے مدینہ منورہ کے باہر خندق کھودنے کا حکم دیا، چنانچہ آپ نے اور صحابہ کرام ؓ نے خندق کھودنی شروع کی چنانچہ منافقین نے ٹال مٹول شروع کر دی آتے اور معمولی سا کام کر کے بغیر آپ کی اجازت کے اس طریقہ پر کہ آپ کو معلوم نہ ہو سکے، اپنے گھروں کی طرف چلے جاتے تھے اور مسلمانوں میں سے جب کسی آدمی کو بہت ضروری کام پیش آ جاتا تو اپنے اس کام کا رسول اکرم ﷺ سے تذکرہ کرتا اور اپنے کام کے پورا کرنے کی آپ سے اجازت طلب کرتا، چنانچہ اس کو اجازت دے دی جاتی جب وہ اپنے کام سے فارغ ہو جاتا تو پھر فوراً واپس آ جاتا تھا تو ایسے مومنین کی تعریف میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی ہے کہ سچے مومن تو وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں۔

(۶۳) اور تم لوگ رسول اکرم ﷺ کو آپ کا نام لے کر ایک دوسرے کی طرح مت پکارو بلکہ تعظیم و توقیر اور عظمت کے ساتھ آپ کو پکارو کہ یا نبی اللہ اور یا رسول اللہ کہہ کر آواز دو۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو دوسروں کی آڑ میں ہو کر تم میں سے مجلس نبوی ﷺ سے کھسک جاتے ہیں۔ منافقین مسجد نبوی میں سے جس وقت نکلتے تو بغیر اجازت کے اس طرح سے کھسکتے تھے کہ کوئی ان کو دیکھنے نہ پائے۔

سو جو لوگ رسول اکرم ﷺ یا حکم خداوندی کی مخالفت کرتے ہیں ان کو اس چیز سے ڈرنا چاہیے کہ ان پر کوئی آفت نہ آن پڑے یا کوئی دردناک عذاب نازل نہ ہو جائے۔

شانِ نزول: لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَكُمْ (الخ)

ابونعیمؒ نے دلائل میں ضحاک کے واسطے سے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ صحابہ کرام ؓ آپ کو یا محمد ﷺ یا ابوالقاسم کہا کرتے تھے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا کہ تم لوگ رسول اکرم ﷺ کا نام لے کر ایک دوسرے کی طرح مت پکارو، چنانچہ اس کے بعد صحابہ کرام نے یا نبی اللہ، یا رسول اللہ کہنا شروع کر دیا۔

(۶۴) تمام مخلوقات اللہ ہی کی مملکت ہیں اللہ تعالیٰ اس حالت کو بھی جانتا ہے جس پر تم اب ہو یعنی ایمان و کفر

تصدیق وتکذیب خالص ونفاق اور استقامت وتذبذب وغیرہ اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کو بھی جانتا ہے جس دن سب اس کے پاس لائے جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان سب کو جتا دے گا جو کچھ انہوں نے دنیا میں کیا تھا اور وہ ان کے اعمال سے بخوبی واقف ہے۔

سورۃ الفرقان مکیۃ آیاتها ۷۷ رکوعاتها ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرَا ۙ﴿۱﴾ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا ﴿۲﴾ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ﴿۳﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اِفْكُ ۨافْتَرٰىهُ وَاَعَانَهٗ عَلَيْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ ۚ فَقَدْ جَآءُوْ ظُلْمًا وَّزُوْرًا ۚ﴿۴﴾ وَقَالُوْۤا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿۵﴾ قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِيْ يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۶﴾ وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ ۭ لَوْلَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا ۙ﴿۷﴾ اَوْ يُلْقٰۤى اِلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ يَّاْكُلُ مِنْهَا ۭ وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ﴿۸﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ﴿۹﴾

سورۃ الفرقان مکی ہے اور اس میں ستتر آیتیں اور چھ رکوع ہیں

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

وہ (خدائے عزوجل) بہت ہی بابرکت ہے جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل فرمایا تاکہ اہل عالم کو ہدایت کرے (۱) وہی کہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اسی کی ہے اور جس نے (کسی کو) بیٹا نہیں بنایا اور جس کا بادشاہی میں کوئی شریک نہیں اور جس نے ہر چیز کو پیدا کیا اور پھر اس کا ایک اندازہ ٹھہرایا (۲) اور (لوگوں نے) اس کے سوا اور معبود بنا لئے ہیں جو کوئی چیز بھی پیدا نہیں کر سکتے اور خود پیدا کئے گئے ہیں۔ اور نہ اپنے نقصان اور نفع کا کچھ اختیار رکھتے ہیں اور نہ مرنا ان کے اختیار میں ہے اور نہ جینا اور نہ مر کر اٹھ کھڑے ہونا (۳) اور کافر کہتے ہیں کہ یہ (قرآن) من گھڑت باتیں ہیں جو اس (مدعی رسالت) نے بنا لی ہیں۔ اور لوگوں نے اس میں اس کی مدد کی ہے۔ یہ لوگ (ایسا کہنے سے) ظلم اور جھوٹ پر (اتر) آئے ہیں (۴)۔ اور کہتے ہیں کہ یہ پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں جن کو اس نے لکھ رکھا ہے اور وہ صبح وشام اس کو پڑھ پڑھ کر سنائی جاتی ہیں (۵)۔ کہہ دو کہ اس کو اس نے اتارا ہے جو آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے بےشک وہ بخشنے والا مہربان ہے (۶)۔ اور کہتے ہیں کہ یہ کیسا پیغمبر ہے کہ کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے۔ کیوں نازل نہیں کیا گیا اس کے پاس فرشتہ کہ اس کے ساتھ ہدایت کرنے کو رہتا (۷)۔ یا اس کی طرف (آسمان سے) خزانہ اتارا جاتا یا اس کا کوئی باغ ہوتا کہ اس میں سے کھایا کرتا۔ اور ظالم کہتے ہیں کہ تم تو ایک جادو زدہ شخص کی پیروی کرتے ہو (۸)۔ (اے پیغمبر) دیکھو تو یہ تمہارے بارے میں کس کس طرح کی باتیں کرتے ہیں سو گمراہ ہو گئے اور رستہ نہیں پا سکتے (۹)

تفسیر سورۃ الفرقان آیات (۱) تا (۹)

یہ سورت مکی ہے اس میں ستتر آیتیں اور تین سو بانوے کلمات اور تین ہزار سات سو تریسٹھ حروف ہیں۔

(۱) بڑی برکتوں والی یا یہ کہ بڑی عالی شان شریک اور اولاد سے پاک ذات ہے جس نے قرآن کریم بذریعہ جبریل امین رسول اکرم ﷺ پر نازل فرمایا تاکہ آپ بذریعہ قرآن کریم تمام جن وانس کو عذاب الٰہی سے ڈرانے والے رسول ہوں۔

(۲) وہ ایسی ذات ہے جس کے لیے آسمانوں اور زمین یعنی نظام بارش ونباتات وغیرہ کی حکومت حاصل ہے اور بقول یہود ونصاریٰ کے اس نے کسی کو اولاد قرار نہیں دیا اور نہ کوئی اس کا شریک ہے حکومت میں جیسا کہ مشرکین عرب بکتے رہتے ہیں اور اس نے ہر موجود چیز کو پیدا کیا خواہ وہ شے موجود اس کی عابد ہو یا نہ ہو اور پھر سب کی عمریں رزق اور اعمال کا الگ الگ انداز رکھا یا یہ کہ ہر ایک نر کے لیے مادہ بنائی۔

(۳) مگر ان کفار مکہ یعنی ابوجہل اور اس کے ساتھیوں نے اللہ کو چھوڑ کر ایسے معبودوں کی پرستش شروع کر دی ہے کہ ان میں اتنی بھی طاقت نہیں کہ وہ کسی چیز کو پیدا کر سکیں بلکہ وہ تو خود مخلوق ہیں ان بتوں کے پجاریوں نے ان کو خود اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے اور یہ بت خود اپنے لیے نہ کسی نقصان کے رفع کرنے کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ فائدہ حاصل کرنے کا تو پھر دوسروں کا کیا کام کر سکتے ہیں اور نہ کسی کے مارنے پر ان کو قدرت ہے اور نہ کسی کی زندگی میں اضافہ کرنے کا اختیار رکھتے ہیں یا یہ کہ نہ یہ نطفہ پیدا کرنے کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ اس میں روح ڈالنے کا اور نہ کسی کو مرنے کے بعد جلانے کا اختیار رکھتے ہیں۔

(۴) اور کفار مکہ یوں کہتے ہیں کہ یہ قرآن کریم کچھ بھی نہیں محض جھوٹ ہے جس کو رسول اکرم ﷺ نے گھڑ لیا ہے اور جبر ویسار اور ابوفکیہ راوی نے اس چیز میں ان کی مدد کی ہے تو یہ لوگ بڑے ظلم اور جھوٹ کے مرتکب ہوئے۔

(۵) اور نضر اور اس کے ساتھی کہتے ہیں کہ یہ قرآن کریم بے سند باتیں ہیں جو پہلے لوگوں کی تراشی ہوئی منقول ہوتی چلی آرہی ہیں جس کو محمد ﷺ نے جبر ویسار سے لکھوا لیا ہے پھر یہی محمد ﷺ کو صبح وشام پڑھ پڑھ کر سنوائی جاتی ہیں۔

(۶) اے محمد ﷺ آپ ان سے فرما دیجیے کہ قرآن کریم کو تو جبریل امین کے ذریعے اس ذات نے نازل کیا ہے جس کو ہر ایک پوشیدہ بات کی خواہ آسمانوں میں ہو یا زمین میں خبر ہے اور وہ توبہ کرنے والے کی مغفرت فرمانے والا اور جو توبہ پر مرے اس پر رحم کرنے والا ہے۔

(۷) اور ابوجہل نضر اور امیہ بن خلف اور ان کے ساتھی یوں کہتے ہیں کہ اس رسول کو کیا ہوا کہ وہ ہماری طرح کھانا کھاتا ہے اور ہماری طرح بازاروں میں چلتا پھرتا ہے اس کے ساتھ کوئی فرشتہ کیوں نہیں بھیجا گیا جو اس کا مددگار

اور محافظ رہتا۔

(۸) یا اس کو کوئی خزانہ حاصل ہوتا جس سے اس کو تقویت رہتی یا اس کے پاس کوئی باغ ہوتا جس سے یہ بے فکری کے ساتھ کھایا کرتا اور یہ مشرکین یعنی ابوجہل، نضر، امیہ اور ان کے ساتھی یوں کہتے ہیں کہ تم لوگ ایک مسلوب العقل آدمی یعنی رسول اکرم ﷺ کی راہ پر چل رہے ہو۔

(۹) اے محمد ﷺ آپ دیکھیے تو کہ یہ لوگ آپ کے لیے کیسی عجیب عجیب باتیں بیان کر رہے ہیں اور ساحر و کاہن جھوٹا شاعر اور مجنوں کیا کیا یہ آپ کے نام رکھ رہے ہیں، باقی یہ لوگ خود گمراہ ہو گئے ہیں اور تمام ان کے مکر وفریب خاک میں مل گئے ہیں اور پھر یہ اپنی باتوں سے چھٹکارا نہیں پا سکتے اور نہ ان کے پاس اس بکواس کی کوئی دلیل ہے۔

تَبٰرَكَ الَّذِیْ

اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَكَ خَیْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ وَیَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا ۝ بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ ۚ وَاَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِیْرًا ۝ اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍۭ بَعِیْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَیُّظًا وَّزَفِیْرًا ۝ وَاِذَآ اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَیِّقًا مُّقَرَّنِیْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا ۝ لَا تَدْعُوا الْیَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِیْرًا ۝ قُلْ اَذٰلِكَ خَیْرٌ اَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِیْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ۚ كَانَتْ لَهُمْ جَزَآءً وَّمَصِیْرًا ۝ لَهُمْ فِیْهَا مَا یَشَآءُوْنَ خٰلِدِیْنَ ۚ كَانَ عَلٰی رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْـُٔوْلًا ۝ وَیَوْمَ یَحْشُرُهُمْ وَمَا یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَیَقُوْلُ ءَاَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ عِبَادِیْ هٰۤؤُلَآءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِیْلَ ۝ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ یَنْۢبَغِیْ لَنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِیَآءَ وَلٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰی نَسُوا الذِّكْرَ ۚ وَكَانُوْا قَوْمًۢا بُوْرًا ۝ فَقَدْ كَذَّبُوْكُمْ بِمَا تَقُوْلُوْنَ ۙ فَمَا تَسْتَطِیْعُوْنَ صَرْفًا وَّلَا نَصْرًا ۚ وَمَنْ یَّظْلِمْ مِّنْكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِیْرًا ۝ وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَیَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَیَمْشُوْنَ فِی الْاَسْوَاقِ ۗ وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً ۗ اَتَصْبِرُوْنَ ۚ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِیْرًا ۝

وہ (خدا) بہت بابرکت ہے جو اگر چاہے تو تمہارے لیے اس سے بہتر (چیزیں) بنا دے (یعنی) باغات جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں نیز تمہارے لیے محل بنا دے (۱۰)۔ بلکہ یہ تو قیامت ہی کو جھٹلاتے ہیں اور ہم نے قیامت کے جھٹلانے والوں کے لیے دوزخ تیار کر رکھی ہے (۱۱)۔ جس وقت وہ ان کو دور سے دیکھے گی تو (غضب ناک ہو رہی ہوگی اور یہ) اس کے جوش (غضب) اور چیخنے چلانے کو سنیں گے (۱۲)۔ اور جب یہ دوزخ کی کسی تنگ جگہ میں (زنجیروں میں) جکڑ ڈالے جائیں گے تو وہاں موت کو پکاریں گے (۱۳)۔ آج ایک ہی موت کو نہ پکارو بہت سی موتوں کو پکارو (۱۴)۔ پوچھو کہ یہ بہتر ہے یا بہشت جاودانی جس کا پرہیزگاروں سے وعدہ ہے۔ یہ ان (کے عملوں) کا بدلہ اور رہنے کا ٹھکانہ ہوگا (۱۵)۔ وہاں جو چاہیں گے ان کے لیے (میسر) ہوگا ہمیشہ اس میں رہیں گے یہ وعدہ خدا کو (پورا کرنا) لازم ہے اور اس لائق ہے کہ مانگ لیا جائے (۱۶)۔ اور جس دن (خدا) ان کو اور ان کو جنہیں یہ خدا کے سوا پوجتے ہیں جمع کرے گا تو فرمائے گا کیا تم نے میرے ان بندوں کو گمراہ کیا تھا یا یہ خود گمراہ ہو گئے تھے (۱۷)۔ وہ کہیں گے کہ تو پاک ہے ہمیں یہ بات شایاں نہ تھی کہ تیرے سوا اوروں کو دوست بناتے لیکن تو نے ہی ان کو اور ان کے باپ دادا کو برتنے کو نعمتیں دیں۔ یہاں تک کہ وہ تیری یاد کو بھول گئے اور یہ ہلاک ہونے والے لوگ تھے (۱۸)۔ تو (کافرو) انہوں نے تو تم کو تمہاری بات میں جھٹلا دیا پس (اب) تم (عذاب کو) نہ پھیر سکتے ہو نہ

(کسی سے) مدد لے سکتے ہو۔ اور جو شخص تم میں سے ظلم کرے گا ہم اس کو بڑے عذاب کا مزا چکھائیں گے (۱۹)۔ اور ہم نے تم سے پہلے جتنے پیغمبر بھیجے ہیں سب کھانا کھاتے تھے اور بازاروں میں چلتے پھرتے تھے۔ اور ہم نے تمہیں ایک دوسرے کے لیے آزمائش بنایا ہے کیا تم صبر کرو گے اور تمہارا پروردگار تو دیکھنے والا ہے (۲۰)

تفسیر سورۃ الفرقان آیات (۱۰) تا (۲۰)

(۱۰) وہ ذات بڑی عالی شان ہے، اس نے تو ان کفار کی فرمائش سے بھی اچھی چیز آپ کو دے دی، آخرت میں بہت سے باغات جن کے درختوں اور محلات کے نیچے سے دودھ، شہد، شراب اور پانی کی نہریں بہتی ہیں اور جنت میں آپ کے لیے اس نے سونے اور چاندی کے بہت سے محلات تیار کر دیے جو ان کفار کی اس فرمائش سے کہیں زیادہ بہتر ہیں جو آپ کے لیے دنیا میں بقول ان کے بنائے جاتے اور یہ کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو بقول ان کے آپ کے لیے دنیا میں بہت سے محلات اور باغات بنا دے یعنی مشرق و مغرب میں آپ کے لیے بہت سے شہر اور قلعے فتح فرما دے جن سے یہ کفار رشک کریں۔

شانِ نزول: تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ (الخ)

ابن ابی شیبہؒ نے مصنف میں اور ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے خیثمہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ سے کہا گیا کہ اگر آپ چاہیں تو آپ کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں اور اس کے خزانے دے دیے جائیں اور اس دینے سے آخرت میں آپ کے درجات میں ہمارے یہاں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں ہوگی اور اگر آپ فرمائیں تو یہ سب آخرت میں آپ کو دینے کے لیے جمع کر رکھیں آپ نے اس پر فرمایا آخرت میں مجھے دینے کے لیے جمع رکھیے چنانچہ آیت اسی چیز کی تصدیق میں نازل ہوئی ہے تَبٰرَكَ الَّذِیْ (الخ) وہ ذات بہت عالی شان ہے اگر وہ چاہے تو آپ کو اس سے بہتر چیز دے دے۔

(۱۱) بلکہ یہ لوگ تو قیامت کے قائم ہونے کو جھوٹ سمجھ رہے ہیں اور ہم نے ایسے شخص کی سزا کے لیے جو قیامت کو جھوٹ سمجھے دوزخ کی آگ تیار کر رکھی ہے۔

(۱۲) اور جب وہ دوزخ ان کو پانچ سو سال کی مسافت سے دیکھے گی تو یہ لوگ دور ہی سے اس کا جوش و خروش سنیں گے یعنی وہ غصہ میں انسان کی طرح غضب ناک ہوگی اور گدھے کی طرح چیخے گی۔

(۱۳) اور جب یہ لوگ اس دوزخ کی کسی تنگ جگہ میں شیاطین کے ساتھ ہاتھ پیر جکڑ کر ڈال دیے جائیں گے تو اس تنگ جگہ میں یہ موت ہی موت پکاریں گے۔

(۱۴) اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا کہ اپنی ان لامتناہی مصیبتوں کی وجہ سے ایک موت کو نہ پکارو بلکہ بہت سی موتوں

کو پکارا۔

(۱۵) اے محمد ﷺ آپ ان مکہ والوں یعنی ابوجہل اور اس کے ساتھیوں سے فرمائیے کہ یہ مصیبت (موت) اور یہ دوزخ کی حالت اچھی ہے یا وہ ہمیشہ رہنے کی جنت اچھی ہے جس کا کفر و شرک اور برائیوں سے بچنے والوں یعنی رسول اکرم ﷺ اور آپ کے رفقاء والوں کے ساتھ وعدہ کیا گیا ہے کہ وہ ہمیشہ کی جنت ان کے لیے صلہ ہے اور ان کا آخرت میں ٹھکانا ہے۔

(۱۶) ان کو جنت میں وہ سب چیزیں ملیں گی جو کچھ وہ چاہیں گے اور تمنا کریں گے اور وہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے نہ وہاں موت آئے گی اور نہ وہاں سے وہ نکالے جائیں گے۔ یہ ایک وعدہ ہے جو آپ کے رب کے ذمہ ہے اور جس کی ان لوگوں نے درخواست کی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان کی درخواست پوری فرمادی ہے۔

(۱۷) اور قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ ان کافروں کو اور ان کے بتوں کو جمع کرے گا تو ان کے معبودوں سے فرمائے گا کیا تم نے ان کو میری اطاعت سے گمراہ کیا تھا اور اپنی اطاعت کا حکم دیا تھا یا خود ہی انھوں نے راہ حق کو چھوڑ دیا اور اپنی خواہشات کی وجہ سے تمہاری پرستش شروع کر دی۔

(۱۸) تو ان کے معبود یعنی بت وغیرہ عرض کریں گے معاذ اللہ ہماری کیا مجال تھی کہ ہم اس کے سوا اور کارسازوں کو تجویز کریں یعنی وہ معبود کہیں گے کہ معاذ اللہ ہماری کیا مجال تھی کہ ہم آپ کے سوا اوروں کی عبادت کریں تو پھر ہماری کیسے جرأت ہو سکتی تھی کہ ہم ان بدبختوں کو اپنی عبادت کا حکم دیتے لیکن آپ نے ان کو اور ان سے قبل ان کے بڑوں کو دولت کفر میں بہت زیادہ (مہل) اور آسودگی دی یہاں تک کہ یہ لوگ توحید اور آپ کی اطاعت ہی کو بھلا بیٹھے تو یہ لوگ خود ہی تباہ اور برباد ہوئے۔

(۱۹) اس وقت اللہ تعالیٰ ان غیر اللہ کے پجاریوں سے فرمائے گا سو تمہارے ان معبودوں نے تو تمہیں تمہاری سب باتوں میں جھوٹا ٹھہرا دیا سو تم اب ان فرشتوں یا بتوں کی گواہی کو اپنے سے نہ تو خود ٹال سکتے ہو یا یہ کہ اس دوزخ کے عذاب کو اپنے سے نہ تو خود ٹال سکتے ہو اور نہ کوئی تمہاری مدد کر سکتا ہے۔

اور اے گروہ مسلمین جو جو تم میں سے کفر کرے گا یا یہ کہ اے گروہ کفار جو جو تم میں سے کفر پر قائم رہے گا تو ہم اس کو دوزخ میں بڑا عذاب دیں گے۔

(۲۰) اب اللہ تعالیٰ کفار کی اس بات کا جواب دیتا ہے کہ اس رسول کو کیا ہوا کہ کھاتا پیتا ہے الخ چنانچہ فرماتا ہے کہ اے محمد ﷺ ہم نے آپ سے پہلے جتنے پیغمبر بھیجے سب کھانا بھی کھاتے تھے اور بازاروں میں چلتے پھرتے تھے اور ہم نے ایک کو دوسرے کے لیے آزمائش بنایا ہے یعنی عربی کو غیر عربی اور غنی کو فقیر اور شریف کو وضیع کے ذریعے آزماتے

تھیں جب یہ بات معلوم ہوگئی تو ابوجہل اور اس کے ساتھیوں نے کہا کیا تم رسول اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام کے ساتھ صبر کرو گے تاکہ تم دین الٰہی اور حکم خداوندی کی اطاعت میں ان جماعت میں شامل ہو جاؤ اور ان لوگوں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے لگو باقی آپ کا پروردگار خوب دیکھ رہا ہے کہ یہ اس چیز پر صبر نہیں کریں گے یا آیت مبارکہ کا یہ مطلب ہے کہ اے صحابہ کرام ؓ کیا تم ان کفار کی تکالیف پر صبر کرو گے تاکہ اللہ تعالیٰ تمہیں پورا پورا بدلہ دے جو صبر کرنے والوں کو ملتا ہے اور آپ کا پروردگار خوب دیکھ رہا ہے کہ ان کفار میں سے کون ایمان لاتا ہے اور کون ایمان نہیں لاتا۔

شان نزول: وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ (الخ)

اور واحدی نے جبیرؒ کے طریق سے بذریعہ ضحاکؒ حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ جس وقت مشرکین نے رسول اکرم ﷺ کو ناداری کی تنگی پر طعنہ دیا اور کہنے لگے کہ اس رسول کو کیا ہوا کہ ہماری طرح کھانا بھی کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا بھی ہے تو یہ بات سن کر رسول اکرم ﷺ کو افسوس ہوا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی ہم نے آپ سے پہلے جتنے پیغمبر بھیجے سب کھانا بھی کھاتے تھے اور بازاروں میں چلتے پھرتے بھی تھے اور ابن جریرؒ نے بواسطہ سعیدؒ یا عکرمہؒ حضرت ابن عباس ؓ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْنَا الْمَلَائِكَةُ أَوْ نَرَىٰ رَبَّنَا ۗ لَقَدِ اسْتَكْبَرُوا فِي أَنفُسِهِمْ وَعَتَوْا عُتُوًّا كَبِيرًا ﴿۲۱﴾ يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلَائِكَةَ لَا بُشْرَىٰ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِينَ وَيَقُولُونَ حِجْرًا مَّحْجُورًا ﴿۲۲﴾ وَقَدِمْنَا إِلَىٰ مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَّنثُورًا ﴿۲۳﴾ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَأَحْسَنُ مَقِيلًا ﴿۲۴﴾ وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَاءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلَائِكَةُ تَنزِيلًا ﴿۲۵﴾ الْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ لِلرَّحْمَٰنِ ۚ وَكَانَ يَوْمًا عَلَى الْكَافِرِينَ عَسِيرًا ﴿۲۶﴾ وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلَىٰ يَدَيْهِ يَقُولُ يَا لَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا ﴿۲۷﴾ يَا وَيْلَتَىٰ لَيْتَنِي لَمْ أَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيلًا ﴿۲۸﴾ لَّقَدْ أَضَلَّنِي عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ إِذْ جَاءَنِي ۗ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِلْإِنسَانِ خَذُولًا ﴿۲۹﴾ وَقَالَ الرَّسُولُ يَا رَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَٰذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا ﴿۳۰﴾ وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِينَ ۗ وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ هَادِيًا وَنَصِيرًا ﴿۳۱﴾ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ جُمْلَةً وَاحِدَةً ۚ كَذَٰلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهِ فُؤَادَكَ ۖ وَرَتَّلْنَاهُ تَرْتِيلًا ﴿۳۲﴾ وَلَا يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ إِلَّا جِئْنَاكَ بِالْحَقِّ وَأَحْسَنَ تَفْسِيرًا ﴿۳۳﴾ الَّذِينَ يُحْشَرُونَ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ إِلَىٰ جَهَنَّمَ أُولَٰئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَأَضَلُّ سَبِيلًا ﴿۳۴﴾

اور جو لوگ ہم سے ملنے کی اُمید نہیں رکھتے کہتے ہیں کہ ہم پر فرشتے کیوں نازل نہ کیے گئے یا ہم آنکھ سے اپنے پروردگار کو دیکھ لیں۔ یہ اپنے خیال میں بڑائی رکھتے ہیں اور (اسی بنا پر) بڑے سرکش ہو رہے ہیں (۲۱)۔ جس دن یہ فرشتوں کو دیکھیں گے اُس دن گنہگاروں کے لیے کوئی خوشی کی بات نہیں ہوگی اور کہیں گے (خدا کرے تم) روک لیے (اور بند کر دیے) جاؤ (۲۲)۔ اور جو انہوں نے عمل کیے ہوں گے ہم اُن کی طرف متوجہ ہوں گے تو ان کو اُڑتی خاک کر دیں گے (۲۳)۔ اُس دن اہل جنت کا ٹھکانا بھی بہتر ہوگا اور مقام استراحت بھی خوب ہوگا (۲۴)۔ اور جس دن آسمان ابر کے ساتھ پھٹ جائے گا اور فرشتے نازل کیے جائیں گے (۲۵)۔ اُس دن سچی بادشاہی خدا ہی کی ہوگی۔ اور وہ دن کافروں پر (سخت) مشکل ہوگا (۲۶)۔ اور جس دن (ناعاقبت اندیش) ظالم اپنے ہاتھ کاٹ کاٹ کھائے گا (اور) کہے گا کہ کاش میں نے پیغمبر کے ساتھ رشتہ اختیار کیا ہوتا (۲۷)۔ ہائے شامت کاش میں نے فلاں شخص کو دوست نہ بنایا ہوتا (۲۸)۔ اُس نے مجھ کو (کتاب) نصیحت کے میرے پاس آنے کے بعد بہکا دیا۔ اور شیطان انسان کو وقت پر دغا دینے والا ہے (۲۹)۔ اور پیغمبر کہیں گے کہ اے پروردگار میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑ رکھا تھا (۳۰)۔ اور اسی طرح ہم نے گنہگاروں میں سے ہر پیغمبر کا دشمن بنا دیا اور تمہارا پروردگار ہدایت دینے اور مدد کرنے کو کافی ہے (۳۱)۔ اور کافر کہتے ہیں کہ اس پر قرآن ایک ہی دفعہ کیوں نہ اُتارا گیا۔ اس طرح (آہستہ آہستہ) اس لیے (اُتارا گیا) کہ اس سے تمہارے دل کو قائم رکھیں۔ اور (اسی واسطے) ہم اس کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے ہیں (۳۲)۔ اور یہ لوگ تمہارے پاس جو (اعتراض کی) بات لاتے ہیں ہم تمہارے پاس اس کا معقول اور خوب مشرح جواب بھیج دیتے ہیں (۳۳)۔ جو لوگ اپنے مونہوں کے بل دوزخ کی طرف جمع کیے جائیں گے اُن کا ٹھکانا بھی بُرا ہے اور وہ رستے سے بھی بہکے ہوئے ہیں (۳۴)

تفسیر سورة الفرقان آیات (۲۱) تا (۳۴)

(۲۱) ابوجہل اور اس کے ساتھی جو بعث بعد الموت کا فکر نہیں کرتے وہ یوں کہتے ہیں کہ ہمارے پاس فرشتے کیوں نہیں بھیجے جاتے جو ہم سے آکر کہیں کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے یا ہم اپنے رب کو دیکھ لیں اور اس سے خود آپ کے بارے میں دریافت کر لیں یہ لوگ ایمان سے تکبر کر رہے ہیں اور اپنے دلوں میں خود کو

واجب الاعتقاد تھا بالکل نظر انداز کر رکھا تھا کہ اس کی طرف التفات تک نہیں کرتے تھے اس پر عمل تو درکنار۔

(۳۱) اور ہم اسی طرح جیسا کہ ابوجہل آپ کا دشمن ہے مشرک لوگوں میں سے ہر نبی کے دشمن بناتے رہتے ہیں کہ آپ سے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کی ان کی قوم دشمن رہی ہے اور آپ کا رب آپ کی حفاظت کرنے اور آپ کے دشمن کے مقابلہ میں آپ کی مدد کرنے کے لیے کافی ہے۔

(۳۲) اور ابوجہل اور اس کے ساتھی کہتے ہیں کہ جیسا کہ توریت موسیٰ علیہ السلام اور زبور داؤد علیہ السلام پر اور انجیل عیسیٰ علیہ السلام پر ایک ہی دفعہ نازل کی گئی ہے اسی طرح یہ قرآن کریم ایک ہی بار کیوں نازل نہیں کیا گیا اسی طرح بذریعہ جبریل امین تھوڑا تھوڑا اس لیے نازل کیا ہے تاکہ اس کے ذریعے سے ہم آپ کے دل کو قوی رکھیں اور آپ کے دل میں اس کو محفوظ کر دیں۔

شان نزول: وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ (الخ)

ابن ابی حاتم اور حاکم نے تصحیح کے ساتھ اور ضیاء نے مختارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ مشرکین کہنے لگے کہ اگر محمد ﷺ اپنے دعوے کے مطابق نبی ہیں تو ان کا پروردگار ان کو عذاب کیوں نہیں دے گا باقی قرآن کریم ان پر ایک ہی بار کیوں نازل نہیں ہوتا ایک ایک اور دو دو آیتیں کر کے کیوں نازل ہوتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی کافر لوگ یوں کہتے ہیں کہ ان پر یہ قرآن دفعۃً کیوں نازل نہیں کیا گیا۔

(۳۳) اور اسی لیے ہم نے اس کو بہت ٹھہرا ٹھہرا کر ایک ایک آیت کر کے نازل کیا ہے اور اوامر و نواہی اس میں صاف طور پر بیان کیے ہیں اور یہ لوگ آپ کے سامنے کیسا ہی عجیب سوال پیش کریں مگر ہم اس کا ٹھیک اور ٹھوس اور وضاحت کے ساتھ جواب آپ کو عنایت کر دیتے ہیں۔

(۳۴) یہ ابوجہل اور اس کے ساتھی وہ لوگ ہیں جو قیامت کے دن اپنے مونہوں کے بل دوزخ میں ڈالے جائیں گے یہ لوگ آخرت میں جگہ کے اعتبار سے اور دنیا میں عمل کے اعتبار سے بھی بدتر اور حق و ہدایت کے راستے سے گمراہ ہیں۔

❁❁❁

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَجَعَلْنَا مَعَهُ
أَخَاهُ هَارُونَ وَزِيرًا ﴿۳۵﴾ فَقُلْنَا اذْهَبَا إِلَى الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا
فَدَمَّرْنَاهُمْ تَدْمِيرًا ﴿۳۶﴾ وَقَوْمَ نُوحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ أَغْرَقْنَاهُمْ
وَجَعَلْنَاهُمْ لِلنَّاسِ آيَةً ۖ وَأَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿۳۷﴾ وَعَادًا
وَثَمُودَا وَأَصْحَابَ الرَّسِّ وَقُرُونًا بَيْنَ ذَٰلِكَ كَثِيرًا ﴿۳۸﴾ وَكُلًّا ضَرَبْنَا
لَهُ الْأَمْثَالَ ۖ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيرًا ﴿۳۹﴾ وَلَقَدْ أَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِي
أُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ۚ أَفَلَمْ يَكُونُوا يَرَوْنَهَا ۚ بَلْ كَانُوا لَا
يَرْجُونَ نُشُورًا ﴿۴۰﴾ وَإِذَا رَأَوْكَ إِن يَتَّخِذُونَكَ إِلَّا هُزُوًا أَهَٰذَا
الَّذِي بَعَثَ اللَّهُ رَسُولًا ﴿۴۱﴾ إِن كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ آلِهَتِنَا لَوْلَا
أَن صَبَرْنَا عَلَيْهَا ۚ وَسَوْفَ يَعْلَمُونَ حِينَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ
مَنْ أَضَلُّ سَبِيلًا ﴿۴۲﴾ أَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ أَفَأَنتَ
تَكُونُ عَلَيْهِ وَكِيلًا ﴿۴۳﴾ أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُونَ
أَوْ يَعْقِلُونَ ۚ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ ۖ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا ﴿۴۴﴾

اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور ان کے بھائی ہارون کو مددگار بنا کر ان کے ساتھ کیا (۳۵)۔ اور کہا کہ دونوں ان لوگوں کے پاس جاؤ جنہوں نے ہماری آیتوں کی تکذیب کی۔ (جب تکذیب پر اڑے رہے) تو ہم نے ان کو ہلاک کر ڈالا (۳۶)۔ اور نوح کی قوم نے بھی جب پیغمبروں کو جھٹلایا تو ہم نے انہیں غرق کر دیا اور لوگوں کے لیے نشانی بنا دیا۔ اور ظالموں کے لیے ہم نے دکھ دینے والا عذاب تیار کر رکھا ہے (۳۷)۔ اور عاد اور ثمود اور کنوئیں والوں اور ان کے درمیان اور بہت سی جماعتوں کو بھی (ہلاک کر ڈالا) (۳۸)۔ اور سب کے (سمجھانے کے) لیے ہم نے مثالیں بیان کیں اور (نہ ماننے پر) سب کا تہس نہس کر دیا (۳۹)۔ اور یہ (کافر) اس بستی پر بھی گزر چکے ہیں جس پر بری طرح کا مینہ برسایا گیا تھا کیا وہ اس کو دیکھتے نہ ہوں گے۔ بلکہ ان کو (مرنے کے بعد) جی اٹھنے کی امید ہی نہیں تھی (۴۰)۔ اور یہ لوگ جب تم کو دیکھتے ہیں تو تمہاری ہنسی اڑاتے ہیں کہ کیا یہی شخص ہے جس کو خدا نے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے (۴۱)۔ اگر ہم اپنے معبودوں کے بارے میں ثابت قدم نہ رہتے تو یہ ضرور ہم کو بہکا دیتا (اور ان سے پھیر دیتا)۔ اور یہ عنقریب معلوم کر لیں گے جب عذاب دیکھیں گے کہ سیدھے رستے سے کون بھٹکا ہوا ہے (۴۲)۔ کیا تم نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہش نفس کو معبود بنا رکھا ہے تو کیا تم اس پر نگہبان ہو سکتے ہو (۴۳)۔ یا تم یہ خیال کرتے ہو کہ ان میں اکثر سنتے یا سمجھتے ہیں (نہیں) یہ تو چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں (۴۴)

تفسیر سورۃ الفرقان آیات (۳۵) تا (۴۴)

(۳۵) اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو توریت دی تھی اور ہم نے ان کے ساتھ ان کے بھائی ہارون علیہ السلام کو معین و مددگار بنایا تھا۔

(۳۶) پھر ہم نے ان دونوں کو حکم دیا کہ فرعون اور اس کی قبطی قوم کے پاس جاؤ جنہوں نے ہماری نشانیوں کو جھٹلایا ہے مگر ان کے سمجھانے کے باوجود بھی وہ لوگ ایمان نہیں لائے تو نتیجہ یہ ہوا کہ ہم نے ان سب کو غرق کر کے بالکل ہی نیست و نابود کر دیا۔

(۳۷) اور قوم نوح (علیہ السلام) کو بھی ہم ہلاک کر چکے ہیں جب انہوں نے حضرت نوح علیہ السلام اور پیغمبروں کو جھٹلایا تو ہم نے ان کو طوفان سے غرق کر دیا اور ہم نے ان کے واقعہ کو لوگوں کی عبرت کے لیے ایک نشان بنا دیا تھا کہ بعد میں آنے

والے ان کی پیروی نہ کریں۔

(۳۸) اور ہم نے ان مشرکین بالخصوص مشرکین مکہ کے لیے دوزخ میں دردناک سزا تیار کر رکھی ہے۔

(۳۹) اور ہم نے قوم ہود علیہ السلام قوم صالح علیہ السلام اور قوم شعیب علیہ السلام اور ان کے درمیان اور بہت سی امتوں کو ہلاک کیا ہے اور ان پچھلی قوموں میں سے ہم نے ہر ایک قوم کو عذاب سے ڈرایا مگر اس کے باوجود وہ نہ مانے تو ہم نے ان سب کو یکے بعد دیگرے بالکل ہی تباہ کر دیا۔

(۴۰) اور یہ کفار مکہ اپنی آمد و رفت میں حضرت لوط علیہ السلام کی بستی سے ہو کر گزرے ہیں جس پر بری طرح پتھر برسائے گئے تو اس بستی اور وہاں کے رہنے والوں کے ساتھ کیا کیا گیا؟ کیا یہ لوگ اس کو دیکھتے نہیں رہتے کہ پھر بھی عبرت نہیں حاصل کرتے کہ آپ کو نہ جھٹلائیں، بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ مرکر جی اٹھنے کا احتمال ہی نہیں رکھتے۔

(۴۱) اور جب کفار مکہ آپ کو دیکھتے ہیں تو آپ سے تمسخر کرنے لگتے ہیں اور بطور مذاق کے کہتے ہیں کیا یہی بزرگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے۔

(۴۲) کہ اس نے ہمیں ہمارے معبودوں کی عبادت سے ہٹا ہی دیا ہوتا اگر ہم ان کی عبادت پر مضبوطی کے ساتھ قائم نہ رہتے۔

اللہ تعالیٰ بطور وعید کے فرماتا ہے کہ ان کو جلدی ہی معلوم ہو جائے گا جب عذاب کا معائنہ کریں گے کہ کون شخص دین و حجت کے اعتبار سے گمراہ تھا۔

(۴۳) اے پیغمبر آپ نے اس شخص یعنی نضر بن حارث اور اس کے ساتھیوں کی حالت بھی دیکھی جنھوں نے عبادت کے لیے اپنا اللہ اپنی خواہشات نفسانی کو بنا رکھا ہے تو کیا آپ اس کی اس فساد سے نکالنے میں نگرانی کر سکتے ہیں، اس آیت کو آیت جہاد نے منسوخ کر دیا یا یہ کہ آپ اس کی عذاب سے نگرانی کر سکتے ہیں۔

(۴۴) یا آپ خیال کرتے ہیں کہ ان میں سے اکثر حق بات کو سنتے ہیں یا یہ کہ جس وقت وہ حق بات کو سنتے ہیں تو اس کو سمجھتے ہیں ان کا سننا اور پھر سمجھنا تو درکنار یہ تو محض چوپایوں کی طرح ہیں کہ جن کو کھانے پینے کے علاوہ کسی قسم کی سمجھ بوجھ نہیں بلکہ یہ تو دین و حجت میں ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں کیوں کہ چوپائے تو اس راہ دین کے مکلف ہی نہیں۔

❁❁❁

الم تر الى ربك كيف مد الظل ولو شاء لجعله ساكنا ثم جعلنا الشمس عليه دليلا ﴿۴۵﴾ ثم قبضناه الينا قبضا يسيرا ﴿۴۶﴾ وهو الذي جعل لكم الليل لباسا والنوم سباتا وجعل النهار نشورا ﴿۴۷﴾ وهو الذي ارسل الرياح بشرا بين يدي رحمته وانزلنا من السماء ماء طهورا ﴿۴۸﴾ لنحيي به بلدة ميتا ونسقيه مما خلقنا انعاما واناسي كثيرا ﴿۴۹﴾ ولقد صرفناه بينهم ليذكروا فابى اكثر الناس الا كفورا ﴿۵۰﴾ ولو شئنا لبعثنا في كل قرية نذيرا ﴿۵۱﴾ فلا تطع الكافرين وجاهدهم به جهادا كبيرا ﴿۵۲﴾ وهو الذي مرج البحرين هذا عذب فرات وهذا ملح اجاج وجعل بينهما برزخا وحجرا محجورا ﴿۵۳﴾ وهو الذي خلق من الماء بشرا فجعله نسبا وصهرا وكان ربك قديرا ﴿۵۴﴾ ويعبدون من دون الله ما لا ينفعهم ولا يضرهم وكان الكافر على ربه ظهيرا ﴿۵۵﴾ وما ارسلناك الا مبشرا ونذيرا ﴿۵۶﴾ قل ما اسالكم عليه من اجر الا من شاء ان يتخذ الى ربه سبيلا ﴿۵۷﴾ وتوكل على الحي الذي لا يموت وسبح بحمده وكفى به بذنوب عباده خبيرا ﴿۵۸﴾ الذي خلق السماوات والارض وما بينهما في ستة ايام ثم استوى على العرش الرحمن فاسال به خبيرا ﴿۵۹﴾ واذا قيل لهم اسجدوا للرحمن قالوا وما الرحمن انسجد لما تامرنا وزادهم نفورا ﴿۶۰﴾

بلکہ تم نے اپنے پروردگار (کی قدرت) کو نہیں دیکھا کہ وہ سائے کو کس طرح دراز کر (کے پھیلا) دیتا ہے اور اگر وہ چاہتا تو اس کو (بے حرکت) ٹھیرا رکھتا پھر سورج کو اس کا رہنما بنا دیتا ہے (۴۵)۔ پھر ہم اس کو آہستہ آہستہ اپنی طرف سمیٹ لیتے ہیں (۴۶)۔ اور وہی تو ہے جس نے رات کو تمہارے لیے پردہ اور نیند کو آرام بنایا اور دن کو اٹھ کھڑے ہونے کا وقت ٹھیرایا (۴۷)۔ اور وہی تو ہے جو اپنی رحمت کے مینہ کے آگے ہواؤں کو خوشخبری بنا کر بھیجتا ہے۔ اور ہم آسمان سے پاک (اور نتھرا ہوا) پانی برساتے ہیں (۴۸)۔ تاکہ اس سے شہر مردہ (یعنی زمین افتادہ) کو زندہ کردیں اور پھر اسے بہت سے چوپایوں اور آدمیوں کو جو ہم نے پیدا کیے ہیں پلاتے ہیں (۴۹)۔ اور ہم نے اس (قرآن کی آیتوں) کو طرح طرح سے لوگوں میں بیان کیا تاکہ نصیحت پکڑیں مگر بہت سے لوگوں نے انکار کے سوا قبول نہ کیا (۵۰)۔ اور اگر ہم چاہتے تو ہر بستی میں ڈرانے والا بھیج دیتے (۵۱)۔ تو تم کافروں کا کہا نہ مانو اور ان سے اس قرآن کے حکم کے مطابق بڑے شد ومد سے لڑو (۵۲)۔ اور وہی تو ہے جس نے دو دریاؤں کو ملا دیا ایک کا پانی شیریں ہے پیاس بجھانے والا اور دوسرے کا کھاری چھاتی جلانے والا۔ اور دونوں کے درمیان ایک آڑ اور مضبوط اوٹ بنا دی (۵۳)۔ اور وہی تو ہے جس نے پانی سے آدمی پیدا کیا۔ پھر اس کو صاحب نسب اور صاحب قرابت دامادی بنایا۔ اور تمہارا پروردگار (ہر طرح کی) قدرت رکھتا ہے (۵۴)۔ اور یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر ایسی چیز کی پرستش کرتے ہیں جو نہ ان کو فائدہ پہنچا سکے اور نہ ضرر۔ اور کافر اپنے پروردگار کی مخالفت میں بڑا زور مارتا ہے (۵۵)۔ اور ہم نے (اے محمدﷺ) تم کو صرف خوشی اور عذاب کی خبر سنانے کو بھیجا ہے (۵۶)۔ کہہ دو کہ میں تم سے اس (کام) کی اجرت نہیں مانگتا۔ ہاں جو شخص چاہے اپنے پروردگار کی طرف (جانے کا) رستہ اختیار کرے (۵۷)۔ اور اس (خدائے) زندہ پر بھروسہ رکھو جو (کبھی) نہیں مرے گا اور اس کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرتے رہو۔ اور وہ اپنے بندوں کے گناہوں سے خبر رکھنے کو کافی ہے (۵۸)۔ جس نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے چھ دن میں پیدا کیا پھر عرش پر جا ٹھیرا وہ (جس کا نام) رحمٰن (یعنی بڑا مہربان) ہے تو اس کا حال کسی باخبر سے دریافت کرلو (۵۹)۔ اور جب ان (کفار) سے کہا جاتا ہے کہ رحمٰن کو سجدہ کرو تو کہتے ہیں کہ رحمٰن کیا ہے؟ کیا جس کے لیے تم ہم سے کہتے ہو ہم اس کے آگے سجدہ کریں اور اس سے بدکتے ہیں (۶۰)

تفسیر سورۃ الفرقان آیات (۴۵) تا (۶۰)

(۴۵-۴۶) اے مخاطب کیا تو نے اپنے پروردگار کی اس قدرت وصنعت پر نظر نہیں کی کہ وہ صبح صادق کے بعد سورج نکلنے سے پہلے مشرق سے مغرب تک کس طرح سایہ کو پھیلاتا ہے اور اگر وہ چاہتا تو اس سایہ کو ہمیشہ ایک حالت پر ٹھہرایا ہوا رکھتا کہ آفتاب کی بلندی کا بھی اس پر کچھ اثر نہ پڑتا۔ پھر ہم نے آفتاب کو اس سایہ کی درازی و کوتاہی پر ایک ظاہری علامت مقرر کر دیا کہ جہاں بھی سورج ہوتا ہے، سایہ فوراً اس کے ساتھ ہوتا ہے، پھر ہم نے اس سایہ کو آہستہ آہستہ اپنی طرف سمیٹ لیا۔

(۴۷) اور وہ اللہ ایسا ہے جس نے رات تمہارے لیے پردہ کی چیز بنائی کہ اس میں ہر ایک چیز چھپ جاتی ہے اور نیند کو تمہارے جسموں کے لیے راحت کی چیز بنایا اور دن کو تمہاری روزی تلاش کرنے کا وقت بنایا۔

(۴۸-۴۹) اور وہ ایسا ہے کہ اپنی باران رحمت سے پہلے خوش کر دینے والی ہواؤں کو بھیجتا ہے اور ہم آسمان سے پانی برساتے ہیں جو پاک صاف کر دینے کی چیز ہے تاکہ اس کے ذریعے سے مردہ و بنجر زمین میں جان ڈال دیں اور اپنی مخلوق میں سے بہت سے جانوروں اور بہت سے انسانوں کو سیراب کریں۔

(۵۰) اور ہم اس پانی کو بقدر مصلحت سال بہ سال تقسیم کر دیتے ہیں تاکہ لوگ اس کے ذریعے سے نصیحت حاصل کریں لیکن اکثر لوگوں نے اللہ کے اس انعام کو قبول نہیں کیا اور اللہ تعالیٰ اور اس کی نعمتوں کے ساتھ کفر کیے بغیر نہ رہے۔

(۵۱) مگر اگر ہم چاہتے تو ہر ایک بستی والوں میں ایک ایک پیغمبر بھیج دیتے۔

مگر ہم نے آپ کو تمام اقوام کے لیے رسول بنا کر بھیجا ہے تاکہ ہر قسم کا ثواب اور ہر قسم کی فضیلتیں آپ کو حاصل ہوں۔

(۵۲) تو آپ ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کی خوشی کا کام نہ کیجیے اور ان سے قرآن کریم کے ذریعے سے زور و شور سے مقابلہ کیجیے۔

(۵۳) اور وہ ایسا ہے جس نے دو دریاؤں کو ملایا جن میں ایک تو شیریں تسکین بخش ہے اور ایک شور تلخ ہے۔

اور باوجود اس کے ان دونوں یعنی شیریں اور تلخ کے درمیان ایک حجاب اور ایک دوسرے کے پانی کے اختلاط سے ایک مانع قوی رکھ دیا۔

(۵۴) اور وہ ایسا ہے کہ جس نے مرد و عورت کے نطفہ سے انسانوں کو پیدا کیا اور پھر اسے خاندان والا یعنی ایسے رشتہ داروں والا بنایا جن سے نکاح نہیں کر سکتا اور سسرال والا بنایا کہ جن میں شادی بیاہ کر سکتا ہے اور مخلوق میں جو حلال

وحرام رشتے پیدا کیے اور تیرا پروردگار بڑی قدرت والا ہے۔

(۵۵) اور یہ کفار مکہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں کہ دنیا و آخرت میں ان کی یہ عبادت اور اطاعت ان لوگوں کو کوئی نفع نہیں پہنچا سکتی اور نہ ان جھوٹے معبودوں کی نافرمانی اور ترک عبادت ان لوگوں کے لیے کوئی نقصان دہ ہے اور ابوجہل تو اپنے رب کا مخالف ہی ہے یا یہ کہ کافروں کی مدد کر کے اپنے پروردگار کی کفر کے ساتھ مخالفت کرتا ہے۔

(۵۶) اور اے محمد ﷺ ہم نے آپ کو والا مکہ والوں کی طرف جنت کی خوشخبری سنانے والا اور دوزخ سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

(۵۷) آپ ان کفار مکہ سے فرما دیجیے کہ میں تبلیغ توحید و قرآن پر تم سے کسی قسم کا کوئی مالی معاوضہ نہیں مانگتا البتہ جو چاہے وہ ایمان کا راستہ اختیار کرے یا یہ کہ جو چاہے وہ توحید کا قائل ہو جائے اور اس کے ذریعے سے اپنے رب تک پہنچنے کا رستہ اختیار کرے اور وہاں پہنچ کر اس ایمان و توحید پر ثواب حاصل کرے۔

(۵۸) اور آپ اس حی لا یموت پر توکل رکھیے اور ایسے زندوں پر بھروسہ نہ کیجیے جن کو موت آجاتی ہے جیسا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ابوطالب اور نہ مردوں پر جن میں کسی قسم کی کوئی حرکت نہیں اور اس کے حکم سے نماز پڑھتے رہیے اور اللہ اپنے بندوں کے گناہوں سے کافی خبردار ہے۔

(۵۹) اور وہ ایسا ہے کہ جس نے تمام مخلوقات اور تمام عجائبات کو چھ دن میں پیدا کیا یعنی دنیا کے اول دنوں میں کہ ہر ایک دن کی مقدار ہمارے حساب سے سال بھر کے برابر تھی اتوار سے شروع فرما کر جمعہ کو پورا کیا۔

پھر اللہ تعالیٰ تخت شاہی پر قائم ہوا سو اس کی شان کسی اللہ والے سے پوچھنی چاہیے یا یہ کہ اللہ تعالیٰ کی شان اہل علم سے دریافت کرو وہ تمہیں بتا دیں گے۔

(۶۰) اور جس وقت ان کفار مکہ سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کو سجدہ کرو اور توحید خداوندی کے قائل رہو، اس کے سامنے سربسجود ہو جاؤ تو کہتے ہیں کہ اللہ کیا چیز ہے ہم تو مسیلمہ کذاب کے علاوہ اور کسی کو نہیں جانتے کیا ہم اس بے سند چیز کو سجدہ کرنے لگیں گے اور اللہ تعالیٰ یا قرآن کریم کے تذکرہ سے یا یہ کہ رسول اکرم ﷺ کی دعوت سے ان کو اور زیادہ نفرت ہوتی ہے اور ایمان سے دور بھاگتے جاتے ہیں۔

❁ ❁ ❁

تَبٰرَكَ الَّذِيْ جَعَلَ فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِيْهَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِيْرًا ﴿٦١﴾ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا ﴿٦٢﴾ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ﴿٦٣﴾ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ﴿٦٤﴾ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ﴿٦٥﴾ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ﴿٦٦﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ﴿٦٧﴾ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ﴿٦٨﴾ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ﴿٦٩﴾ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿٧٠﴾ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ﴿٧١﴾ وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ﴿٧٢﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ﴿٧٣﴾ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ﴿٧٤﴾ اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ﴿٧٥﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ﴿٧٦﴾ قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ ۚ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا ﴿٧٧﴾

(اور خدا) بڑی برکت والا ہے جس نے آسمانوں میں برج بنائے اور اُن میں (آفتاب کا نہایت روشن) چراغ اور چمکتا ہوا چاند بھی بنایا (۶۱)۔ اور وہی تو ہے جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے والا بنایا (یہ باتیں) اس شخص کیلئے جو غور کرنا چاہے یا شکر گزاری کا ارادہ کرے (سوچنے اور سمجھنے کی ہیں) (۶۲)۔ اور خدا کے بندے تو وہ ہیں جو زمین پر آہستگی سے چلتے ہیں اور جب جاہل لوگ اُن سے (جاہلانہ) گفتگو کرتے ہیں تو سلام کہتے ہیں (۶۳)۔ اور وہ جو اپنے پروردگار کے آگے سجدے کرکے اور (عجز وادب سے) کھڑے رہ کر راتیں بسر کرتے ہیں (۶۴)۔ اور وہ جو دعا مانگتے ہیں کہ اے پروردگار دوزخ کے عذاب کو ہم سے دور رکھیو کہ اس کا عذاب بڑی تکلیف کی چیز ہے (۶۵)۔ اور دوزخ ٹھیرنے اور رہنے کی بہت بری جگہ ہے (۶۶)۔ اور وہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ بے جا اڑاتے ہیں اور نہ تنگی کو کام میں لاتے ہیں۔ بلکہ اعتدال کے ساتھ نہ ضرورت سے زیادہ نہ کم (۶۷)۔ اور وہ جو خدا کے ساتھ کسی اور معبود کو نہیں پکارتے اور جس جاندار کو مار ڈالنا خدا نے حرام کیا ہے اس کو قتل نہیں کرتے مگر جائز طریق پر (یعنی حکم شریعت کے مطابق) اور بدکاری نہیں کرتے۔ اور جو یہ کام کرے گا سخت گناہ میں مبتلا ہوگا (۶۸)۔ قیامت کے دن اس کو دونا عذاب ہوگا اور ذلت وخواری سے ہمیشہ اس میں رہے گا (۶۹)۔ مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھے کام کیے تو ایسے لوگوں کے گناہوں کو خدا نیکیوں سے بدل دے گا اور خدا تو بخشنے والا مہربان ہے (۷۰)۔ اور جو توبہ کرتا اور نیک عمل کرتا ہے تو بے شک وہ خدا کی طرف رجوع کرتا ہے (۷۱)۔ اور وہ جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جب اُن کو بیہودہ چیزوں کے پاس سے گزرنے کا اتفاق ہو تو بزرگانہ انداز سے گزرتے ہیں (۷۲)۔ اور وہ کہ جب ان کو پروردگار کی باتیں سمجھائی جاتی ہیں تو اُن پر اندھے اور بہرے ہوکر نہیں گرتے (بلکہ غور سے سنتے ہیں) (۷۳)۔ اور وہ جو (خدا سے) دعا مانگتے ہیں کہ اے پروردگار ہم کو ہماری بیویوں کی طرف سے (دل کا چین) اور اولاد کی طرف سے آنکھ کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا امام بنا (۷۴)۔ ان (صفات کے) لوگوں کو ان کے صبر کے بدلے اونچے اونچے محل دیے جائیں گے اور وہاں فرشتے اُن سے دعا وسلام کے ساتھ ملاقات کریں گے (۷۵)۔ اس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اور وہ ٹھیرنے اور رہنے کی بہت ہی عمدہ جگہ ہے (۷۶)۔ کہہ دو کہ اگر تم (خدا کو) نہیں پکارتے تو میرا پروردگار بھی تمہاری کچھ

پرواہ نہیں کرتا تم نے تکذیب کی ہے سو اس کی سزا تمہارے لیے لازم ہوگی (۷۷)

تفسیر سورة الفرقان آیات (٦١) تا (٧٧)

(۶۱) وہ ذات بہت عالی شان برکتوں والی ہے جس نے آسمان میں بڑے بڑے ستارے یا یہ کہ برج بنائے اور اس میں ایک روشن آفتاب جو انسانوں کے لیے دن کو روشن کر دیتا ہے اور ایک نورانی چاند جو بنی آدم کے لیے رات کو چمکدار بنا رہا ہے بنایا۔

(۶۲) اور وہ ایسا ہے جس نے رات اور دن ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے والے بنائے اس شخص کے لیے جو ان کی آمد و رفت سے نصیحت حاصل کرنا چاہے اور شکر خداوندی میں خوب نیک عمل کرنا چاہے وہ رات کی عبادت دن میں کرنے کے لیے نہ چھوڑے اور دن کی عبادات کو ٹال کر رات پر نہ ڈالے۔

(۶۳) اور اللہ کے خاص بندے وہ ہیں جو خوف خداوندی سے زمین پر عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب ان سے کافر و احمق جہالت کی بات چیت کرتے ہیں تو وہ نرمی کے ساتھ جواب دیتے ہیں اور برائی کو دور کرنے کی بات کہتے ہیں۔

(۶۴) اور جو راتوں کو اپنے پروردگار کے سامنے تہجد کی نماز میں لگے رہتے ہیں۔

(۶۵۔۶۶) اور جو دعائیں مانگتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم سے دوزخ کا عذاب دور رکھیے کیونکہ اس کا عذاب لازم ہونے والا اور پوری تباہی ہے۔ بے شک وہ برا ٹھکانا اور برا مقام ہے۔

(۶۷) اور طاعات الٰہیہ میں ان کا یہ طریقہ ہے کہ جب وہ خرچ کرتے ہیں تو اللہ کی نافرمانی میں بالکل خرچ نہیں کرتے اور نہ تنگی کرتے ہیں کہ حق اور طاعات ضروریہ میں خرچ کی کوتاہی کریں اور ان کا خرچ اس اسراف اور اس قسم کی کمی کے درمیان اعتدال پر ہوتا ہے۔

(۶۸) اور جو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور کسی معبود کی عبادت نہیں کرتے اور جس شخص کے قتل کرنے کو اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے اس کو قتل نہیں کرتے اور نہ اس کے قتل کو حلال سمجھتے ہیں مگر حق پر یعنی قتل کرنے کا کوئی سبب ہو جیسا کہ رجم قصاص ارتداد اور غیرہ اور وہ زنا نہیں کرتے اور نہ زنا کو حلال سمجھتے ہیں۔

شان نزول: وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ (الخ)

امام بخاری و مسلم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے دریافت کیا کہ کون سا گناہ سب سے بڑا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراؤ حالانکہ اس نے تمہیں پیدا کیا ہے میں نے عرض کیا پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا اپنے بچے کو اس ڈر سے قتل کر دو کہ وہ تمہیں

تمہارے ساتھ نہ کھائے، میں نے عرض کیا پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا یہ کہ تم اپنے پڑوسی کی بیوی کے ساتھ زنا کرو، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق کے لیے یہ آیات نازل فرما دیں یعنی کہ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور معبود کی عبادت نہیں کرتے۔

نیز بخاری و مسلم وغیرہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ مشرکین میں سے کچھ لوگوں نے قتل بھی بہت کیے تھے اور زنا بھی بکثرت کیے تھے وہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ آپ جو کچھ کہتے ہیں اور جس چیز کی دعوت دیتے ہیں وہ بہت اچھی ہے کہ کاش آپ ہمیں یہ بتا دیں کہ اس چیز کو قبول کر لینا کیا ہمارے سابقہ گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اور امام بخاریؒ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب سورۂ فرقان کی یہ آیت نازل ہوئی تو مشرکین مکہ نے کہا ہم نے تو بہت سے ناحق خون کیے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ بہت سے معبودوں کی عبادت کی ہے اور فواحش کا ارتکاب کیا ہے اس پر الا من تاب (الخ) سے آیت کا یہ حصہ نازل ہوا یعنی مگر جو توبہ کر لے اور ایمان لے آئے۔

(۶۹) وہ جو اس کو حلال سمجھے یعنی کافر تو اس کو دوزخ کی وادی یا ثرہ سے ہمیشہ کے لیے سابقہ پڑے گا اور وہ اس عذاب میں ہمیشہ ذلت کے ساتھ رہے گا۔

(۷۰) مگر جو شرک و گناہوں سے توبہ کرے اور ایمان لے آئے اور ایمان لانے کے بعد نیک کام کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے کفر کو ایمان کی برکت سے اور گناہوں کو اطاعت کی برکت سے اور جو غیر اللہ کی عبادت کی تھی اس کو عبادت خداوندی کی برکت سے اور برائیوں کو نیکیوں کی برکت سے معاف فرما دے گا کیوں کہ اللہ تعالیٰ تائب کی مغفرت فرمانے والا اور جو توبہ پر مرے اس پر رحمت فرمانے والا ہے۔

(۷۱) اور جو شخص گناہوں سے توبہ کرتا ہے اور خلوص کے ساتھ اعمال صالحہ کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں خاص توبہ کرنے والا ہوگا اور اس توبہ کا ثواب وہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں پائے گا۔

(۷۲) اور اللہ تعالیٰ کے خصوصی بندوں میں یہ بات ہے کہ وہ بیہودہ باتوں کی مجالس میں شریک نہیں ہوتے اور اگر اتفاقی طور پر ایسی مجالس پر سے گزرنا پڑ جائے تو وہ سنجیدگی و متانت کے ساتھ گزر جاتے ہیں۔

(۷۳) اور وہ ایسے ہیں کہ جس وقت ان کو اللہ کے احکام کے ذریعے سے نصیحت کی جاتی ہے تو وہ احکام خداوندی پر بہرے ہو کر اور اندھے ہو کر اس پر نہیں گرتے بلکہ ان کو سنتے اور دیکھتے ہیں۔

(۷۴) اور وہ حضرات ایسے ہیں جو یہ دعائیں کرتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہماری بیویوں اور ہماری

اور ہم کو نیک صالح بنا تا کہ ان کو دیکھ کر ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور ہمیں ایسا نیکوکار بنا کہ ہماری پیروی کی جائے۔

(۷۵۔۷۶) ان اوصاف والوں کو جنت میں بلند درجات ملیں گے بوجہ اس کے کہ وہ اطاعت خداوندی پر اور تکالیف پر ثابت قدم رہے اور وہ لوگ جس وقت جنت میں داخل ہوں گے تو فرشتے ان کو منجانب اللہ بقا اور سلام کی دعائیں دیں گے اور وہ اس جنت میں ہمیشہ رہیں گے نہ وہاں موت آئے گی اور نہ وہ اس سے نکالے جائیں گے وہ کیسا اچھا ٹھکانا اور مقام ہے۔

(۷۷) پیغمبر خدا ﷺ آپ ان کفار مکہ سے فرما دیجیے کہ اگر تم اس کی عبادت نہیں کرو گے تو میرا پروردگار تمہارے جسموں اور صورتوں کی کچھ بھی پرواہ نہیں کرے گا جب کہ اس نے تمہیں توحید و عبادت کا حکم دیا ہے تو تم تو رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کو جھوٹا سمجھتے ہو تو عنقریب یہ چیز تمہارے لیے وبال جان ہو کر رہے گی، چنانچہ غزوہ بدر میں ضرب قتل اور قید کا عذاب نازل ہوا یعنی تم نے اپنے نبی ﷺ کو جھٹلایا تو یہ عذاب تم پر لازم ہو کر رہے گا یہ اللہ کی طرف سے وعید ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

طٰسٓمٓ ﴿۱﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿۲﴾ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۳﴾ اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِيْنَ ﴿۴﴾ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمٰنِ مُحْدَثٍ اِلَّا كَانُوْا عَنْهُ مُعْرِضِيْنَ ﴿۵﴾ فَقَدْ كَذَّبُوْا فَسَيَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۶﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ كَمْ اَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ﴿۷﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۸﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۹﴾

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

طٰسٓمٓ (۱)۔ یہ کتاب روشن کی آیتیں ہیں (۲)۔ (اے پیغمبر) شاید تم اس (رنج) سے کہ یہ لوگ ایمان نہیں لاتے اپنے تئیں ہلاک کر دو گے (۳)۔ اگر ہم چاہیں تو ان پر آسمان سے نشانی اتار دیں پھر ان کی گردنیں اس کے آگے جھک جائیں (۴)۔ اور ان کے پاس (خدائے) رحمٰن کی طرف سے کوئی نئی نصیحت نہیں آتی مگر یہ اس سے منہ پھیر لیتے ہیں (۵)۔ سو یہ تو جھٹلا چکے اب ان کو اس چیز کی حقیقت معلوم ہوگی جس کی ہنسی اڑاتے تھے (۶)۔ کیا انہوں نے زمین کی طرف نہیں دیکھا کہ ہم نے اس میں ہر قسم کی کتنی نفیس چیزیں اگائی ہیں (۷)۔ کچھ شک نہیں کہ اس میں (قدرت خدا کی) نشانی ہے مگر یہ اکثر ایمان لانے والے نہیں (۸)۔ اور تمہارا پروردگار غالب (اور) مہربان ہے (۹)

تفسیر سورۃ الشعراء آیات (۱) تا (۹)

یہ پوری سورت مکی ہے سوائے آخری آیت کے، اس لیے کہ یہ آیت مدینہ منورہ میں نازل ہوئی ہے، اس سورت میں دو سو ستائیس آیات اور ایک ہزار دو سو ستر کلمات، پانچ ہزار پانچ سو چالیس حروف ہیں۔

(۱۔۲) طاء سے مراد اس کی بلندی اور قدرت اور سین سے مراد مجد گی اور میم سے مراد ملک اور بادشاہت ہے یا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے یہ ایک قسم کھائی ہے یعنی میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ سورت اس قرآن کی آیات میں جو حلال و حرام اور اوامر و نواہی کو واضح طور پر بیان کرنے والا ہے۔

(۳) اور اے محمد ﷺ شاید آپ قریش کے ایمان نہ لانے پر غم کرتے کرتے اپنی جان دے دیں گے۔

(۴) کیوں کہ آپ قریش کے ایمان لانے کے بہت خواہش مند تھے اور آپ ان کے ایمان لانے کو پسند فرماتے تھے، اگر ہم چاہیں تو ان پر آسمان سے ایک بڑی نشانی نازل کر دیں کہ پھر ان کی گردنیں اس نشانی سے جھک جائیں۔

(۵) اور ان کے نبی کے پاس جبریل امین قرآن کریم کی کوئی تازہ آیت ایک کے بعد دوسری لے کر نہیں آتے مگر یہ کہ اس قرآن کریم کو جھٹلانے لگتے ہیں۔

(۶) یہاں تک کہ انھوں نے رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کو جھٹلایا۔

سو ان کو عنقریب عذاب کی حقیقت معلوم ہو جائے گی یا یہ کہ قرآن کریم اور رسول اکرم ﷺ کے ساتھ جو مذاق

کرتے تھے اس کی سزا کی حقیقت ان کو عنقریب معلوم ہو جائے گی۔

(۷) کیا کفار مکہ نے زمین کو نہیں دیکھا کہ ہم نے اس میں ہر ایک رنگ کی عمدہ عمدہ قسم کی بوٹیاں اگائی ہیں۔

(۸۔۹) ان کے رنگوں کے اختلاف میں بھی ایک بڑی نشانی اور عبرت ہے اور ان میں اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔ بدر کے دن جتنے مارے گئے سب کے سب کافر تھے اور آپ کا رب سزا دینے میں غالب اور مومنین پر رحم کرنے والا ہے۔

وَاِذۡ نَادٰى رَبُّكَ مُوۡسٰۤى اَنِ ائۡتِ الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِيۡنَ ۙ‏ قَوۡمَ فِرۡعَوۡنَ ؕ اَلَا يَتَّقُوۡنَ‏ قَالَ رَبِّ اِنِّىۡۤ اَخَافُ اَنۡ يُّكَذِّبُوۡنِ ؕ‏ وَيَضِيۡقُ صَدۡرِىۡ وَلَا يَنۡطَلِقُ لِسَانِىۡ فَاَرۡسِلۡ اِلٰى هٰرُوۡنَ‏ وَلَهُمۡ عَلَىَّ ذَنۡۢبٌ فَاَخَافُ اَنۡ يَّقۡتُلُوۡنِ ۚ‏ قَالَ كَلَّا ۚ فَاذۡهَبَا بِاٰيٰتِنَاۤ اِنَّا مَعَكُمۡ مُّسۡتَمِعُوۡنَ‏ فَاۡتِيَا فِرۡعَوۡنَ فَقُوۡلَاۤ اِنَّا رَسُوۡلُ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۙ‏ اَنۡ اَرۡسِلۡ مَعَنَا بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ ؕ‏ قَالَ اَلَمۡ نُرَبِّكَ فِيۡنَا وَلِيۡدًا وَّلَبِثۡتَ فِيۡنَا مِنۡ عُمُرِكَ سِنِيۡنَ ۙ‏ وَفَعَلۡتَ فَعۡلَتَكَ الَّتِىۡ فَعَلۡتَ وَاَنۡتَ مِنَ الۡكٰفِرِيۡنَ‏ قَالَ فَعَلۡتُهَاۤ اِذًا وَّاَنَا مِنَ الضَّآلِّيۡنَ ؕ‏ فَفَرَرۡتُ مِنۡكُمۡ لَمَّا خِفۡتُكُمۡ فَوَهَبَ لِىۡ رَبِّىۡ حُكۡمًا وَّجَعَلَنِىۡ مِنَ الۡمُرۡسَلِيۡنَ‏ وَتِلۡكَ نِعۡمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَىَّ اَنۡ عَبَّدتَّ بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ ؕ‏ قَالَ فِرۡعَوۡنُ وَمَا رَبُّ الۡعٰلَمِيۡنَ ؕ‏ قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَمَا بَيۡنَهُمَا ؕ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّوۡقِنِيۡنَ‏ قَالَ لِمَنۡ حَوۡلَهٗۤ اَلَا تَسۡتَمِعُوۡنَ‏ قَالَ رَبُّكُمۡ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الۡاَوَّلِيۡنَ‏ قَالَ اِنَّ رَسُوۡلَكُمُ الَّذِىۡۤ اُرۡسِلَ اِلَيۡكُمۡ لَمَجۡنُوۡنٌ‏ قَالَ رَبُّ الۡمَشۡرِقِ وَالۡمَغۡرِبِ وَمَا بَيۡنَهُمَا ؕ اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ‏ قَالَ لَئِنِ اتَّخَذۡتَ اِلٰهًا غَيۡرِىۡ لَاَجۡعَلَنَّكَ مِنَ الۡمَسۡجُوۡنِيۡنَ‏ قَالَ اَوَلَوۡ جِئۡتُكَ بِشَىۡءٍ مُّبِيۡنٍ ۚ‏ قَالَ فَاۡتِ بِهٖۤ اِنۡ كُنۡتَ مِنَ الصّٰدِقِيۡنَ‏ فَاَلۡقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِىَ ثُعۡبَانٌ مُّبِيۡنٌ ۖ ۚ‏ وَّنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِىَ بَيۡضَآءُ لِلنّٰظِرِيۡنَ

اور جب تمہارے پروردگار نے موسیٰ کو پکارا کہ ظالم لوگوں کے پاس جاؤ (۱۰)۔ (یعنی) قوم فرعون کے پاس۔ کیا یہ ڈرتے نہیں (۱۱)۔ انہوں نے کہا کہ میرے پروردگار میں ڈرتا ہوں کہ یہ مجھے جھوٹا سمجھیں (۱۲)۔ اور میرا دل تنگ ہوتا ہے اور میری زبان رکتی ہے تو ہارون کو حکم بھیج (کہ میرے ساتھ چلیں) (۱۳)۔ اور ان لوگوں کا مجھ پر ایک گناہ (یعنی قبطی کے خون کا دعویٰ) بھی ہے سو مجھے یہ بھی ڈر ہے کہ مجھ کو مار ہی ڈالیں (۱۴)۔ فرمایا ہرگز نہیں تم دونوں ہماری نشانیاں لے کر جاؤ ہم تمہارے ساتھ سننے والے ہیں (۱۵)۔ تو دونوں فرعون کے پاس جاؤ اور کہو کہ ہم تمام جہان کے مالک کے بھیجے ہوئے ہیں (۱۶)۔ (اور اس لیے آئے ہیں) کہ آپ بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ جانے کی اجازت دیں (۱۷)۔ (فرعون نے موسیٰ سے) کہا کیا ہم نے تم کو کہ ابھی بچے تھے پرورش نہیں کیا اور تم نے برسوں ہمارے ہاں عمر بسر (نہیں) کی (۱۸)۔ اور تم نے وہ کام کیا تھا جو کیا اور تم ناشکرے معلوم ہوتے ہو (۱۹)۔ (موسیٰ نے) کہا کہ (ہاں) وہ حرکت مجھ سے ناگہاں سرزد ہوئی تھی اور میں خطا کاروں میں تھا (۲۰)۔ تو جب مجھے تم سے ڈر لگا تو تم میں سے بھاگ گیا۔ پھر خدا نے مجھ کو نبوت و علم بخشا اور مجھے پیغمبروں میں سے کیا (۲۱)۔ اور (کیا) یہی احسان ہے جو آپ مجھ پر رکھتے ہیں کہ آپ نے بنی اسرائیل کو غلام بنا رکھا ہے (۲۲)۔ فرعون نے کہا کہ تمام جہان کا مالک کیا (۲۳)۔ کہا کہ آسمانوں اور زمین میں اور جو کچھ ان دونوں میں ہے سب کا مالک۔ بشرطیکہ تم لوگوں کو یقین ہو (۲۴)۔ فرعون نے اپنے اہالی موالی سے کہا کہ کیا تم سنتے نہیں (۲۵)۔ (موسیٰ نے) کہا کہ تمہارا اور تمہارے باپ دادا کا مالک (۲۶)۔ (فرعون نے) کہا کہ (یہ) پیغمبر جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے باؤلا ہے (۲۷)۔ (موسیٰ نے) کہا کہ مشرق اور مغرب اور جو کچھ ان

دونوں میں ہے سب کا مالک بشرطیکہ تم کو سمجھ ہو (۲۸)۔ (فرعون نے) کہا کہ اگر تم نے میرے سوا کسی اور کو معبود بنایا تو میں تمہیں قید کر دوں گا (۲۹)۔ (موسیٰ) نے کہا خواہ آپ کے پاس روشن چیز لاؤں (یعنی معجزہ) (۳۰)۔ (فرعون نے) کہا اگر سچے ہو تو اسے لاؤ (دکھاؤ) (۳۱)۔ پس انہوں نے اپنی لاٹھی ڈالی تو وہ اسی وقت صریح اژدہا بن گئی (۳۲)۔ اور اپنا ہاتھ نکالا تو اسی دم دیکھنے والوں کو سفید (براق) نظر آنے لگا (۳۳)

تفسیر سورة الشعراء آیات (۱۰) تا (۳۳)

(۱۰-۱۱) اور ان لوگوں سے وہ واقعہ بیان کیجیے جب کہ آپ کے رب نے موسیٰ علیہ السلام کو پکارا یا یہ کہ ان کو حکم دیا کہ ان کافر لوگوں کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ غیر اللہ کی عبادت سے کیوں نہیں ڈرتے۔

(۱۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار مجھے اندیشہ ہے کہ وہ میری رسالت کو جھٹلا دیں گے۔

(۱۳) اور ان لوگوں کے جھٹلانے سے میرا دل تنگ ہونے لگتا ہے یا یہ کہ بزدلی پیدا ہو جاتی ہے اور فرعون کے ڈر سے میری زبان اچھی طرح نہیں چلتی، اس لیے میرے ساتھ ہارون کو بھی بھیج دیجیے تاکہ وہ میرے مددگار رہیں یا یہ کہ بذریعہ جبریل امین ہارون علیہ السلام کے پاس بھی وحی بھیج دیجیے تاکہ وہ میرے مددگار رہیں۔

(۱۴) اور میں نے قبطی کو قتل کر دیا تھا اس کا بدلہ بھی میرے ذمہ ہے مجھے ڈر ہے کہ کہیں وہ لوگ مجھے قتل نہ کر ڈالیں۔

(۱۵) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے موسیٰ میں ہرگز ان لوگوں کو تم پر تسلط کا موقع نہیں دوں گا۔ سو تم دونوں ہماری نو نشانیاں یعنی ید بیضاء، عصا، طوفان، قمل، جراد، ضفادع، دم، پھلوں کی کمی، قحط سالی لے کر جاؤ میں تمہارا مددگار ہوں اور جو کچھ وہ تم دونوں کو جواب دے گا میں اس کو سنتا ہوں۔

(۱۶-۱۷) سو تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ اور اسے کہو کہ ہم تیری طرف اور تیری قوم کی طرف رب العالمین کی طرف سے بھیجے ہوئے ہیں کہ تو بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ جانے دے۔

(۱۸) یہ پیغام سن کر فرعون نے حضرت موسیٰ کو نظر اٹھا کر دیکھا اور کہنے لگا اے موسیٰ علیہ السلام کیا ہم نے تمہیں بچپن میں پرورش نہیں کیا اور تیس سال تک تم ہم میں رہے۔

(۱۹) اور تم نے قبطی کو بھی قتل کیا اور تم میری نعمتوں کے بڑے ناشکر گزار ہو۔

(۲۰-۲۱) حضرت موسیٰ نے فرمایا میں نے واقعتاً وہ حرکت کر لی تھی اور اس وقت تمہارے احسان کا خیال نہ تھا سو جب مجھے اپنی جان کا خطرہ ہوا تو میں یہاں سے مفرور ہو گیا تو میرے پروردگار نے مجھے دانشمندی علم اور نبوت عطا فرمائی اور مجھے رسولوں میں شامل کر کے تیرے اور تیری قوم کی طرف بھیج دیا۔

(۲۲) اے فرعون یہ وہ نعمت ہے جس کا تو احسان جتا رہا ہے اور میرے اوپر جو تم نے زیادتی کی ہے اس کو یاد نہیں کرتے کہ تم نے بنی اسرائیل کو سخت ذلت میں ڈال رکھا ہے۔

(۲۳-۲۴) فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ رب العالمین کی ماہیت اور اس سے تمہارا مقصود کیا ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ رب العالمین آسمان و زمین اور ان کے درمیان جو مخلوقات اور عجائبات ہیں ان سب کا پروردگار ہے اگر تمہیں اس بات کا یقین ہو کہ آسمان و زمین کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔

(۲۵) فرعون نے اپنے حواریوں سے کہا موسیٰ جو کچھ کہہ رہے ہیں تم سنتے ہو اور فرعون کے حواریوں کی تعداد دو سو پچاس تھی یہ فرعون کے خصوصی آدمی تھے جو دیباج کے جبے پہنے ہوئے تھے جن پر سونے کا کام تھا۔

(۲۶) ان حواریوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ آسمان و زمین کا پروردگار کون ہے جس کی طرف تم ہمیں دعوت دے رہے ہو، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا وہ پروردگار ہے تمہارا اور تمہارے پہلے آباؤ اجداد کا۔

(۲۷) فرعون نہ سمجھا اس نے اپنے ہم نشینوں سے کہا کہ یہ تمہارا رسول مجنون معلوم ہوتا ہے ان حواریوں نے کہا کہ موسیٰ کس پروردگار کی طرف تم ہمیں دعوت دے رہے ہو اور کون ہمارا پروردگار ہے اور ہمارے آباؤ اجداد کا۔

(۲۸) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا وہ پروردگار مشرق کا اور مغرب کا ہے اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے اس کا بھی اگر تم اس کی تصدیق کرتے ہو۔

(۲۹) آخر فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ اگر تم میرے سوا کوئی اور معبود تجویز کرو گے تو تمہیں جیل خانہ بھیج دوں گا اور اس کی قید قتل کرنے سے زیادہ سخت تھی کیوں کہ جب کسی کو قید کرتا تھا تو دور دراز وحشت ناک تاریک مقام میں ڈال دیا کرتا تھا کہ وہاں نہ کوئی آواز سنائی دیتی تھی اور نہ ہی کوئی چیز نظر آیا کرتی تھی۔

(۳۰) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے کہا کہ اگر میں اپنے دعوی پر کوئی صریح دلیل پیش کر دوں تب بھی نہ مانے گا۔

(۳۱-۳۲) فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا اچھا تو دلیل پیش کرو اگر تم اپنے دعوائے رسالت میں سچے ہو، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لاٹھی ڈال دی تو وہ اچانک ایک پیلے رنگ کا نمایاں اژدہا بن گیا۔

(۳۳) فرعون کہنے لگا یہ تو ایک واضح نشانی ہے اس کے علاوہ اور کوئی دوسری نشانی ہے تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنا ہاتھ گریبان میں دے کر نکالا تو وہ سورج کی روشنی کی طرح دفعتاً چمکتا ہوا ہو گیا کہ اس کی چمک اور روشنی سے دیکھنے والے حیران رہ گئے۔

❁ ❁ ❁

قَالَ لِلْمَلَاِ حَوْلَهٗۤ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ۙ﴿۳۴﴾ يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهٖ ۖ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ﴿۳۵﴾ قَالُوْۤا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَابْعَثْ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ۙ﴿۳۶﴾ يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيْمٍ ﴿۳۷﴾ فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ۙ﴿۳۸﴾ وَّقِيْلَ لِلنَّاسِ هَلْ اَنْتُمْ مُّجْتَمِعُوْنَ ۙ﴿۳۹﴾ لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ اِنْ كَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۴۰﴾ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالُوْا لِفِرْعَوْنَ اَئِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۴۱﴾ قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ اِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۴۲﴾ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰۤى اَلْقُوْا مَاۤ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿۴۳﴾ فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَقَالُوْا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۴﴾ فَاَلْقٰى مُوْسٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ۚ﴿۴۵﴾ فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ۙ﴿۴۶﴾ قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ﴿۴۷﴾ رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۴۸﴾ قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۬ؕ لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۚ﴿۴۹﴾ قَالُوْا لَا ضَيْرَ ۫ اِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ۚ﴿۵۰﴾ اِنَّا نَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطٰيٰنَاۤ اَنْ كُنَّاۤ اَوَّلَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۱﴾ ع

فرعون نے اپنے گرد کے سرداروں سے کہا کہ یہ کامل فن جادوگر ہے (۳۴)۔ چاہتا ہے کہ تم کو اپنے جادو (کے زور) سے تمہارے ملک سے نکال دے تو تمہاری کیا رائے ہے؟ (۳۵)۔ انہوں نے کہا کہ اس کے اور اس کے بھائی (کے بارے) میں کچھ توقف کیجیے اور شہروں میں ہرکارے بھیج دیجیے (۳۶)۔ کہ سب ماہر جادوگروں کو (جمع کر کے) آپ کے پاس لے آئیں (۳۷)۔ تو جادوگر ایک مقرر دن کی میعاد پر جمع ہو گئے (۳۸)۔ اور لوگوں سے کہہ دیا گیا کہ تم (سب) کو اکٹھے ہو جانا چاہیے (۳۹)۔ تاکہ اگر جادوگر غالب رہیں تو ہم اُن کے پیرو ہو جائیں (۴۰)۔ جب جادوگر آ گئے تو فرعون سے کہنے لگے کہ اگر ہم غالب رہے تو ہمیں صلہ بھی عطا ہو گا؟ (۴۱)۔ فرعون نے کہا ہاں اور تم مقربوں میں داخل کر لیے جاؤ گے (۴۲)۔ موسیٰ نے اُن سے کہا کہ جو چیز ڈالنی چاہتے ہو ڈالو (۴۳)۔ تو اُنہوں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں ڈالیں اور کہنے لگے کہ فرعون کے اقبال کی قسم ہم ضرور غالب رہیں گے (۴۴)۔ پھر موسیٰ نے اپنی لاٹھی ڈالی تو وہ ان چیزوں کو جو جادوگروں نے بنائی تھیں یکایک نگلنے لگی (۴۵)۔ تب جادوگر سجدے میں گر پڑے (۴۶)۔ (اور) کہنے لگے کہ ہم تمام جہان کے مالک پر ایمان لائے (۴۷)۔ جو موسیٰ اور ہارون کا مالک ہے (۴۸)۔ فرعون نے کہا کیا اس سے پہلے کہ میں تمہیں اجازت دوں تم اس پر ایمان لے آئے بے شک یہ تمہارا بڑا ہے جس نے تم کو جادو سکھایا ہے۔ سو عنقریب تم (اس کا انجام) معلوم کر لو گے کہ میں تمہارے ہاتھ اور پاؤں اطراف مخالف سے کٹوا دوں گا اور تم سب کو سولی پر چڑھوا دوں گا (۴۹)۔ انہوں نے کہا کہ کچھ نقصان (کی بات) نہیں ہم اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں (۵۰)۔ ہمیں اُمید ہے کہ ہمارا پروردگار ہمارے گناہ بخش دے گا اس لیے کہ ہم اوّل ایمان لانے والوں میں ہیں (۵۱)

تفسیر سورة الشعراء آیات (۳۴) تا (۵۱)

(۳۴۔۳۵) اس پر فرعون نے اہل دربار سے کہا کہ یہ رسول ماہر جادوگر ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ سرزمین مصر سے تمہیں نکال باہر کرے تم اس بارے میں مجھے کیا مشورہ دیتے ہو۔

(۳۶۔۳۷) درباریوں نے کہا کہ آپ ان کو اور ان کے بھائی کو کچھ مہلت دیجیے اور ان کو قتل نہ کیجیے اور شہروں میں چپراسیوں کے ذریعے جادوگروں کے نام حکم نامے بھیج دیجیے کہ وہ سب ماہر جادوگروں کو لا کر حاضر کر دیں تاکہ وہ موسیٰ

علیہ السلام کی طرح اپنا جادو دکھائیں۔

(۳۸۔۳۹۔۴۰) چنانچہ تمام جادوگر ایک معروف دن کے خاص وقت پر حاضر کیے گئے۔

اور وہ میلے یا ان کی عید کا دن یا نیروز تھا اور لوگوں میں بھی اعلان کرا دیا گیا کہ اگر جادوگر موسیٰ پر غالب آگئے تو ہم ان جادوگروں ہی کی پیروی کریں گے۔

(۴۱) چنانچہ جب جادوگر آئے تو انھوں نے کہا کہ اگر ہم موسیٰ علیہ السلام پر غالب آگئے تو کیا ہمیں کوئی بڑا معاوضہ اور انعام ملے گا۔

(۴۲) فرعون نے کہا ہاں تمہیں بڑا انعام ملے گا اور مزید یہ کہ تم میرے خصوصی مقرب بن جاؤ گے۔

(۴۳) غرض کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جادوگروں سے کہا جو کچھ تمہیں ڈالنا ہو ڈالو۔

(۴۴) چنانچہ انھوں نے ستر لاٹھیاں اور ستر رسیاں میدان میں ڈالیں اور کہنے لگے فرعون کے اقبال کی قسم ہم ہی موسیٰ علیہ السلام پر غالب رہیں گے۔

(۴۵) چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا ڈالا اور وہ ڈالتے ہی جادوگروں کے تمام دھندوں کو نگلنے لگا۔

(۴۶۔۴۷۔۴۸) یہ دیکھتے ہی تمام جادوگر سجدہ میں گر گئے ان کے تیزی کے ساتھ سجدہ کرنے کو گرنے سے تعبیر فرمایا اور جب تمام ان کی رسیوں اور لکڑیوں کا جال ختم ہو گیا تو جادوگر سمجھ گئے کہ یہ جادو نہیں بلکہ اللہ کی طرف سے عطا کردہ معجزہ ہے اور پکار پکار کر کہنے لگے کہ ہم رب العالمین پر ایمان لے آئے۔

(۴۹) فرعون نے ان سے کہا کیا رب العالمین سے معاذ اللہ میری ذات مراد ہے انھوں نے کہا نہیں بلکہ جو موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کا رب ہے۔

فرعون نے کہا میرے حکم دینے سے پہلے ہی تم موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام جادو میں تم سب کا استاد ہے ابھی تمہیں حقیقت معلوم ہو جاتی ہے جو میرا تمہارے ساتھ برتاؤ ہوگا میں تمہارا داہنا ہاتھ اور بایاں پیر کٹواؤں گا اور مصر کی نہر کے کنارے پر تم سب کو سولی پر لٹکواؤں گا۔

(۵۰) انھوں نے جواب دیا جو تم چاہو ہمارے ساتھ برتاؤ کرو گے اس سے ہمارا آخرت میں کوئی نقصان نہیں ہوگا ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے عطا کردہ ثواب کے پاس جا پہنچیں گے۔

(۵۱) اور ہم امید رکھتے ہیں کہ ہمارا پروردگار ہمارے سابقہ شرک کو معاف کر دے اس وجہ سے کہ ہم حضرت موسیٰ علیہ السلام پر سب سے پہلے ایمان لائے ہیں۔

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْٓ اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ﴿۵۲﴾ فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ﴿۵۳﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ ﴿۵۴﴾ وَاِنَّهُمْ لَنَا لَغَآئِظُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَاِنَّا لَجَمِيْعٌ حٰذِرُوْنَ ﴿۵۶﴾ فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۵۷﴾ وَّكُنُوْزٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ﴿۵۸﴾ كَذٰلِكَ ۭ وَاَوْرَثْنٰهَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۵۹﴾ فَاَتْبَعُوْهُمْ مُّشْرِقِيْنَ ﴿۶۰﴾ فَلَمَّا تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰٓى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ ﴿۶۱﴾ قَالَ كَلَّا ۚ اِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ﴿۶۲﴾ فَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ۭ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ ﴿۶۳﴾ وَاَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِيْنَ ﴿۶۴﴾ وَاَنْجَيْنَا مُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ﴿۶۵﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿۶۶﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۶۷﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۶۸﴾

اور ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ ہمارے بندوں کو رات کو لے نکلو کہ (فرعونیوں کی طرف سے) تمہارا تعاقب کیا جائے گا (۵۲)۔ تو فرعونیوں نے شہروں میں نقیب روانہ کئے (۵۳)۔ (اور کہا) کہ یہ لوگ تھوڑی سی جماعت ہے (۵۴)۔ اور یہ ہمیں غصہ دلا رہے ہیں (۵۵)۔ اور ہم سب باساز و سامان ہیں (۵۶)۔ تو ہم نے اُن کو باغوں اور چشموں سے نکال دیا (۵۷)۔ اور خزانوں اور نفیس مکانات سے (۵۸)۔ (ان کے ساتھ ہم نے) اس طرح (کیا) اور ان چیزوں کا وارث بنی اسرائیل کو کر دیا (۵۹)۔ تو انہوں نے سورج نکلتے (یعنی صبح کو) اُن کا تعاقب کیا (۶۰)۔ جب دونوں جماعتیں آمنے سامنے ہوئیں تو موسیٰ کے ساتھی کہنے لگے کہ ہم تو پکڑ لیے گئے (۶۱)۔ موسیٰ نے کہا ہرگز نہیں میرا پروردگار میرے ساتھ ہے وہ مجھے رستہ بتائے گا (۶۲)۔ اس وقت ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ اپنی لاٹھی دریا پر مارو۔ تو دریا پھٹ گیا اور ہر ایک ٹکڑا (یوں) ہو گیا (کہ) گویا پہاڑ (ہے) (۶۳)۔ اور دوسروں کو وہاں ہم نے قریب کر دیا (۶۴)۔ اور موسیٰ اور اُن کے ساتھ والوں کو (تو) بچا لیا (۶۵)۔ پھر دوسروں کو ڈبو دیا (۶۶)۔ بے شک اس قصے میں نشانی ہے۔ لیکن یہ اکثر ایمان لانے والے نہیں (۶۷)۔ اور تمہارا پروردگار تو غالب (اور) مہربان ہے (۶۸)

تفسیر سورۃ الشعراء آیات (۵۲) تا (۶۸)

(۵۲) اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم بھیجا کہ بنی اسرائیل میں سے میرے ان بندوں کو جو کہ آپ پر ایمان لائے ہیں، شباشب (مصر) سے باہر لے جاؤ تم لوگوں کا فرعون اور اس کی قوم تعاقب کرے گی۔

(۵۳۔۵۶) چنانچہ فرعون نے شہروں میں چپڑاسی دوڑائے اور یہ کہلا بھیجا موسیٰ علیہ السلام کے ماننے والے تھوڑی سی جماعت ہے اور ان لوگوں نے ہمیں بہت غصہ دلایا ہے اور ہم سب ایک مسلح جماعت ہیں۔

(۵۷۔۵۸) غرض کہ ہم نے فرعونیوں کو باغوں سے، پاکیزہ پانی کے چشموں سے اور مالوں کے خزانوں اور عمدہ مکانات سے نکال باہر کیا۔

(۵۹) اور جو ہماری نافرمانی کرتا ہے ہم اس کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کرتے ہیں اور فرعونیوں کی ہلاکت کے بعد بنی اسرائیل کو مصر کا مالک بنا دیا۔

(۶۰۔۶۱) غرض فرعونیوں نے (ایک روز) سورج نکلتے کے وقت ان کو پیچھے سے جا لیا، پھر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جماعت اور فرعون کی جماعت کا آمنا سامنا ہوگیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہمراہی کہنے لگے، اے موسیٰ علیہ السلام بس ہم تو اب ان کے ہاتھ آگئے۔

(۶۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہم ہرگز ان کے ہاتھ نہیں آسکتے کیوں کہ میرے ساتھ میرا پروردگار ہے وہ ابھی مجھ کو ان سے نجات دے دے گا اور راستہ بتا دے گا۔

(۶۳) پھر ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ اپنے عصا کو دریا پر مارو، چنانچہ انھوں نے مارا جس سے اس دریا کے پھٹ کر بارہ حصے ہوگئے اور ان میں سے ہر ایک حصہ اتنا بڑا تھا جتنا بڑا پہاڑ۔

(۶۴) اور ہم نے فرعون اور اس کی قوم کو بھی اس کے قریب پہنچا دیا اور دریا میں اتار دیا اور یہ سب کے سب کافر تھے۔

(۶۵۔۶۶) اور ہم نے موسیٰ اور ان کے سب ساتھیوں کو غرق ہونے سے بچا لیا پھر فرعون اور اس کی قوم کو دریا میں غرق کردیا۔

(۶۷) اور یہ جو ہم نے ان کے ساتھ معاملہ کیا اس واقعہ میں بھی بڑی عبرت ہے اور باوجود اس کے ان میں اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔

(۶۸) اور آپ کا رب کافروں کو سزا دینے میں بڑا زبردست ہے اور مسلمانوں پر بڑا مہربان بھی اسی لیے ان لوگوں کو غرق ہونے سے بچا لیا۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ إِبْرَاهِيمَ ۞ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا تَعْبُدُونَ ۞ قَالُوا نَعْبُدُ أَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عَاكِفِينَ ۞ قَالَ هَلْ يَسْمَعُونَكُمْ إِذْ تَدْعُونَ ۞ أَوْ يَنْفَعُونَكُمْ أَوْ يَضُرُّونَ ۞ قَالُوا بَلْ وَجَدْنَا آبَاءَنَا كَذَٰلِكَ يَفْعَلُونَ ۞ قَالَ أَفَرَأَيْتُمْ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ ۞ أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمُ الْأَقْدَمُونَ ۞ فَإِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِي إِلَّا رَبَّ الْعَالَمِينَ ۞ الَّذِي خَلَقَنِي فَهُوَ يَهْدِينِ ۞ وَالَّذِي هُوَ يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِ ۞ وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ ۞ وَالَّذِي يُمِيتُنِي ثُمَّ يُحْيِينِ ۞ وَالَّذِي أَطْمَعُ أَنْ يَغْفِرَ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ ۞ رَبِّ هَبْ لِي حُكْمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ ۞ وَاجْعَلْ لِي لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِينَ ۞ وَاجْعَلْنِي مِنْ وَرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيمِ ۞ وَاغْفِرْ لِأَبِي إِنَّهُ كَانَ مِنَ الضَّالِّينَ ۞ وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ ۞ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ ۞ إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ۞ وَأُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ ۞ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيمُ لِلْغَاوِينَ ۞ وَقِيلَ لَهُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ ۞ مِنْ دُونِ اللَّهِ هَلْ يَنْصُرُونَكُمْ أَوْ يَنْتَصِرُونَ ۞ فَكُبْكِبُوا فِيهَا هُمْ وَالْغَاوُونَ ۞ وَجُنُودُ إِبْلِيسَ أَجْمَعُونَ ۞ قَالُوا وَهُمْ فِيهَا يَخْتَصِمُونَ ۞ تَاللَّهِ إِنْ كُنَّا لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ۞ إِذْ نُسَوِّيكُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۞ وَمَا أَضَلَّنَا إِلَّا الْمُجْرِمُونَ ۞ فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِينَ ۞ وَلَا صَدِيقٍ حَمِيمٍ ۞ فَلَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۞ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ۞ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۞

اور اُن کو ابراہیم کا حال پڑھ کر سنا دو (۶۹)۔ جب اُنہوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ تم کس چیز کو پوجتے ہو (۷۰)۔ وہ کہنے لگے کہ ہم بتوں کو پوجتے ہیں اور ان (کی پوجا) پر قائم ہیں (۷۱)۔ (ابراہیم نے) کہا کہ جب تم ان کو پکارتے ہو تو کیا وہ تمہاری (آواز) سنتے ہیں؟ (۷۲)۔ یا تمہیں کچھ فائدہ دے سکتے ہیں یا نقصان پہنچا سکتے ہیں؟ (۷۳)۔ انہوں نے کہا (نہیں) بلکہ ہم نے اپنے باپ دادا کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے (۷۴)۔ (ابراہیم نے) کہا کہ تم نے دیکھا کہ جن کو تم پوجتے رہے ہو (۷۵)۔ تم بھی اور تمہارے اگلے باپ دادا بھی (۷۶)۔ وہ میرے دشمن ہیں۔ مگر (خدائے) رب العالمین (میرا دوست ہے) (۷۷)۔ جس نے مجھے پیدا کیا اور وہی مجھے رستہ دکھاتا ہے (۷۸)۔ اور وہ جو مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے (۷۹)۔ اور جب میں بیمار پڑتا ہوں تو مجھے شفا بخشتا ہے (۸۰)۔ اور وہ جو مجھے مارے گا (اور) پھر زندہ کرے گا (۸۱)۔ اور وہ جس سے میں اُمید رکھتا ہوں کہ قیامت کے دن میرے گناہ بخشے گا (۸۲)۔ اے میرے پروردگار مجھے علم ودانش عطا فرما اور نیکوکاروں میں شامل کر (۸۳)۔ اور پچھلے لوگوں میں میرا ذکر نیک (جاری) کر (۸۴)۔ اور مجھے نعمت کی بہشت کے وارثوں میں کر (۸۵)۔ اور میرے باپ کو بخش دے کہ وہ گمراہوں میں سے ہے (۸۶)۔ اور جس دن لوگ اٹھا کھڑے کیے جائیں گے مجھے رسوا نہ کیجیو ۸۷۔ جس دن نہ مال ہی کچھ فائدہ دے سکے گا اور نہ بیٹے (۸۸)۔ ہاں جو شخص خدا کے پاس پاک دل لے کر آیا (وہ بچ جائے گا) (۸۹)۔ اور بہشت پرہیزگاروں کے قریب کردی جائے گی (۹۰)۔ اور دوزخ گمراہوں کے سامنے لائی جائے گی (۹۱)۔ اور اُن سے کہا جائے گا کہ جن کو تم پوجتے تھے وہ کہاں ہیں؟ (۹۲)۔ یعنی جن کو خدا کے سوا (پوجتے تھے) کیا وہ تمہاری مدد کر سکتے ہیں یا خود بدلہ لے سکتے ہیں؟ (۹۳)۔ تو وہ اور گمراہ (یعنی بت اور بت پرست) اوندھے منہ دوزخ میں ڈال دیے جائیں گے (۹۴)۔ اور شیطان کے لشکر سب کے سب (داخل جہنم ہوں گے) (۹۵)۔ (وہاں) وہ آپس میں جھگڑیں گے اور کہیں گے (۹۶)۔ کہ خدا کی قسم ہم تو صریح گمراہی میں تھے (۹۷)۔ جب کہ تمہیں (خدائے) رب العالمین کے برابر ٹھیراتے تھے (۹۸)۔ اور ہم کو ان گنہگاروں ہی نے گمراہ کیا تھا (۹۹)۔ تو (آج) نہ کوئی ہمارا سفارش کرنے والا ہے (۱۰۰)۔ اور نہ گرم جوش دوست (۱۰۱)۔ کاش ہمیں (دنیا میں) پھر جانا ہو تو ہم مومنوں میں ہو جائیں (۱۰۲)۔ بےشک اس میں نشانی ہے اور ان میں اکثر ایمان لانے والے نہیں (۱۰۳)۔ اور تمہارا پروردگار تو غالب (اور) مہربان ہے (۱۰۴)

تفسیر سورة الشعراء آیات (٦٩) تا (١٠٤)

(۶۹) اور آپ اپنی قوم یعنی قریش کے سامنے حضرت ابراہیم ؑ کا قصہ بیان کیجیے۔

(۷۰) جب کہ انھوں نے اپنے باپ آزر اور اپنی قوم سے جو کہ بت پرست تھے فرمایا کہ تم کس بیہودہ چیز کی عبادت کیا کرتے ہو۔

(۷۱) انھوں نے کہا ہم ان بتوں کی جو کہ معبود ہیں عبادت کیا کرتے ہیں اور ہم ان کی عبادت پر جمے بیٹھے رہتے ہیں۔

(۷۲۔۷۳) حضرت ابراہیمؑ نے ان لوگوں سے فرمایا کیا یہ تمہارے معبود تمہیں جواب دیتے ہیں جب تم ان کو پکارتے ہو یا جب تم ان کی اطاعت کرتے ہو تو یہ تمہاری ضروریات زندگی میں تمہیں کچھ نفع پہنچاتے ہیں یا اگر تم ان کی نافرمانی شروع کر دو تو یہ تمہیں کچھ نقصان پہنچا سکتے ہیں۔

(۷۴) ان لوگوں نے کہا نہیں یہ بات تو نہیں بلکہ ہم نے اپنے بڑوں کو ان کی عبادت کرتے ہوئے دیکھا ہے تو ہم بھی ان کی پیروی میں ان کی عبادت کرتے ہیں۔

(۷۵۔۷۶) حضرت ابراہیم ؑ نے فرمایا بھلا تم نے کبھی ان کی حالت پر غور بھی کیا جن کی تم اور تمہارے آباؤ اجداد بھی عبادت کرتے ہیں میں ان تمام لوگوں سے برأت ظاہر کرتا ہوں۔

(۷۷۔۷۸) البتہ ان میں سے وہ جو رب العالمین کی عبادت کرتا ہے کہ جس نے مجھ کو نطفہ سے پیدا کیا اور پھر اسی نے مجھے دین پر ثابت قدمی عطا فرمائی۔

(۷۹) اور وہی مجھے حق اور ہدایت کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور جو کہ مجھے رزق دیتا ہے۔

(۸۰۔۸۲) اور جس وقت میں بھوکا اور پیاسا ہوتا ہوں تو خوب کھلاتا اور پلاتا ہے اور جب میں بیمار ہو جاتا ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے اور جو مجھے دنیا میں موت دے گا پھر قیامت کے روز مجھے زندہ کرے گا اور جس سے مجھے یہ امید ہے کہ وہ میری غلط کاری کو قیامت کے دن معاف فرمائے گا حضرت ابراہیم ؑ نے فرمایا تھا کہ میں بیمار ہوں اور قوم سے کہہ دیا تھا کہ بڑے بت نے ایسا کیا ہوگا اور اپنی بیوی کو بادشاہ کی وجہ سے بہن کہہ دیا تھا (غالباً حضور خداوندی میں ان چیزوں کو بھی غلطی میں شمار فرما رہے ہیں)۔

(۸۳) اے میرے پروردگار مجھے جامعیت بین العلم والعمل میں زیادہ کمال عطا فرما اور مجھے جنت میں میرے بڑوں میں سے جو رسول گزرے ہیں ان کے ساتھ شامل فرما۔

(۸۴۔۸۶) اور میرا ذکر حسن میرے بعد آنے والوں میں جاری رکھ اور مجھے جنت کے مستحقین میں سے کر اور

میرے باپ کو ہدایت عطا فرما وہ گمراہ کافر لوگوں میں سے ہے۔

(۸۷۔۸۹) اور جس روز سب قبروں سے زندہ ہو کر اٹھیں گے اس روز مجھے رسوانہ کرنا جس دن کہ نہ کثرت مال کام آئے گا اور نہ اولاد کی زیادتی مگر ہاں جو اللہ کے پاس گناہوں سے یا یہ کہ دنیا کی محبت سے یا یہ کہ اصحاب نبی اکرمؐ کی دشمنی سے پاک وصاف دل لے کر آئے گا۔

(۹۰۔۹۱) اور کفر وشرک اور برائیوں سے بچنے والوں کے لیے جنت نزدیک کردی جائے گی اور وہی ان کا ٹھکانا ہو جائے گی اور کافروں کے لیے دوزخ سامنے ظاہر کی جائے گی اور وہی ان کا ٹھکانا ہوگی۔

(۹۲۔۹۳) اور بتوں کے پجاریوں سے کہا جائے گا کہ دنیا میں تم جن بتوں کی عبادت کیا کرتے تھے وہ کہاں گئے کیا وہ تمہاری عذاب الٰہی سے حفاظت کر سکتے ہیں یا عذاب الٰہی سے خود کا ہی بچاؤ کر سکتے ہیں۔

(۹۴۔۹۵) پھر یہ کہ کر کفار مکہ اور تمام کافر خواہ انسانوں میں سے ہوں یا جنات میں سے اور ابلیس کا لشکر سب کے سب دوزخ میں اوندھے منہ ڈال دیے جائیں گے۔

(۹۶۔۹۷) اور دوزخ میں کفار اپنے معبودوں اور روساء اور ابلیس کے لشکر سے کہیں گے خدا کی قسم بے شک ہم دنیا میں کھلی گمراہی میں تھے۔

(۹۸۔۹۹) جب کہ تمہیں کو عبادت میں رب العالمین کے برابر کرتے تھے اور ہمیں تو بس ایمان اور اطاعت سے ان سے بڑے مشرکین نے ہٹایا ہے جو ہم سے پہلے ہوئے ہیں اور ہم نے ان کی پیروی کی۔

(۱۰۰۔۱۰۱) سو اب فرشتوں انبیاء کرام اور صالحین میں سے نہ کوئی ہمارا سفارشی ہے جو ہمیں چھڑا لے اور نہ کوئی قربت والا مخلص دوست ہے کہ ہمارے مسئلہ میں دل سوزی ہی کرے۔

(۱۰۲) سو کیا اچھا ہوتا کہ ہمیں دنیا میں پھر واپس جانا ملتا کہ ہم ایمان لا کر مسلمانوں کے زمرہ میں داخل ہو جاتے۔

(۱۰۳) یہ جو ان کی حالت بیان کی گئی اس میں بڑی عبرت ہے۔ اور اگر ان کو دنیا میں پھر واپس کر دیا جائے تو ان میں اکثر ایمان نہیں لائیں گے یا یہ کہ ان میں سے اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے اور یہ سب کے سب کفار ہی تھے۔

(۱۰۴) اور آپ کا رب ان کو سزا دینے میں بڑا زبردست اور مومنین پر رحمت کرنے والا ہے۔

❁ ❁ ❁

كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ ۝ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ نُوحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۝ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ قَالُوا أَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْأَرْذَلُونَ ۝ قَالَ وَمَا عِلْمِي بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ إِنْ حِسَابُهُمْ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّي لَوْ تَشْعُرُونَ ۝ وَمَا أَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِينَ ۝ إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ مُبِينٌ ۝ قَالُوا لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ يَا نُوحُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمَرْجُومِينَ ۝ قَالَ رَبِّ إِنَّ قَوْمِي كَذَّبُونِ ۝ فَافْتَحْ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَنَجِّنِي وَمَنْ مَعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ فَأَنْجَيْنَاهُ وَمَنْ مَعَهُ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ ۝ ثُمَّ أَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبَاقِينَ ۝ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝

قوم نوح نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا (۱۰۵)۔ جب اُن سے اُن کے بھائی نوح نے کہا کہ تم ڈرتے کیوں نہیں (۱۰۶)۔ میں تو تمہارا امانت دار ہوں (۱۰۷)۔ تو خدا سے ڈرو اور میرا کہا مانو (۱۰۸)۔ اور میں اس کام کا تم سے صلہ نہیں مانگتا میرا صلہ تو خدائے رب العالمین ہی پر ہے (۱۰۹)۔ تو خدا سے ڈرو اور میرے کہنے پر چلو (۱۱۰)۔ وہ بولے کیا ہم تم کو مان لیں اور تمہارے پیرو تو رذیل لوگ ہوتے ہیں (۱۱۱)۔ (نوح نے) کہا کہ مجھے کیا معلوم کہ وہ کیا کرتے ہیں (۱۱۲)۔ ان کا حساب (اعمال) میرے پروردگار کے ذمے ہے کاش تم سمجھو (۱۱۳)۔ اور میں مومنوں کو نکال دینے والا نہیں ہوں (۱۱۴)۔ میں تو صرف کھول کھول کر نصیحت کرنے والا ہوں (۱۱۵)۔ انہوں نے کہا کہ نوح اگر تم باز نہ آؤ گے تو سنگسار کردیے جاؤ گے (۱۱۶)۔ (نوح نے) کہا کہ پروردگار میری قوم نے تو مجھے جھٹلا دیا (۱۱۷)۔ سو تو میرے اور اُن کے درمیان ایک کھلا فیصلہ کر دے اور مجھے اور جو میرے ساتھ ہیں اُن کو بچا لے (۱۱۸)۔ پس ہم نے اُن کو اور جو اُن کے ساتھ کشتی میں (سوار) تھے ان کو بچا لیا (۱۱۹)۔ پھر اس کے بعد باقی لوگوں کو ڈبو دیا (۱۲۰)۔ بے شک اس میں نشانی ہے اور ان میں اکثر ایمان لانے والے نہیں تھے (۱۲۱)۔ اور تمہارا پروردگار تو غالب (اور) مہربان ہے (۱۲۲)

تفسیر سورۃ الشعراء آیات (۱۰۵) تا (۱۲۲)

(۱۰۵) حضرت نوح ؑ کی قوم نے حضرت نوح ؑ کو اور ان پیغمبروں کو جن کا نوح ؑ نے ذکر کیا جھٹلایا۔

(۱۰۶۔۱۰۸) جب کہ ان سے ان کے نبی اور ان کے برادری کے بھائی نوح ؑ نے فرمایا کیا تم غیر اللہ کی عبادت سے نہیں ڈرتے ہو اللہ کی طرف سے رسالت پر تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں یا یہ مطلب ہے کہ میں تمہارے اندر اس سے پہلے امانت دار تھا پھر آج کیسے مجھے متہم قرار دیتے ہو، لہٰذا تم لوگ کفر سے توبہ کر کے اور ایمان لا کر اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میرے حکم اور میرے طریقہ کی پیروی کرو۔

(۱۰۹۔۱۱۰) اور میں توحید کی تبلیغ پر تم سے کوئی دنیوی صلہ بھی نہیں مانگتا، میرا صلہ تو بس رب العالمین کے ذمہ ہے، لہٰذا تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری بات مانو۔

(۱۱۱) وہ کہنے لگے اے نوح ؑ کیا ہم تمہاری تصدیق کریں گے، حالاں کہ رذیل اور کمزور آدمی تمہارے ساتھ ہوئے ہیں ان کو اپنے پاس سے ہٹا دو تا کہ ہم تم پر ایمان لے آئیں۔

(۱۱۲۔۱۱۳) حضرت نوح ؑ نے فرمایا اس چیز کا تو مجھے علم نہیں کہ ان کو توفیق حاصل ہوگی یا تمہیں ان کا ثواب دیتا

اور ان سے حساب کتاب لینا بس اللہ کا کام ہے کیا خوب ہوتا کہ تم اس کو سمجھتے۔

(۱۱۴۔۱۱۵) اور میں ایمانداروں کو عبادت خداوندی سے ہٹانے والا نہیں میں تو ایسی زبان میں صاف طور پر ڈرانے والا رسول ہوں جس کو تم سمجھو۔

(۱۱۶) وہ لوگ کہنے لگے اے نوح ؑ اگر تم اپنے اس کہنے سننے سے باز نہ آؤ گے تو ضرور قتل کر دیے جاؤ گے جیسا کہ تمہارے ماننے والوں میں سے غریبوں کو قتل کیا گیا۔

(۱۱۷۔۱۱۹) تب نوح ؑ نے دعا کی کہ اے میرے پروردگار میری قوم میری رسالت کی مسلسل تکذیب کر رہی ہے اور میرے ماننے والوں کو قتل کر رہی ہے تو میرے اور ان کے درمیان ایک عملی عادلانہ فیصلہ فرما دیجیے اور مجھے اور میرے ماننے والوں کو ان لوگوں پر جو آپ عذاب نازل فرمائیں اس سے نجات دیجیے چنانچہ ہم نے ان کو اور ان کے ساتھ جو مسلمان اس بھری ہوئی کشتی میں سوار تھے نجات دی۔

(۱۲۰) اور نوح ؑ کے کشتی میں سوار ہونے کے بعد باقی لوگوں کو ہم نے غرق کر دیا۔

(۱۲۱۔۱۲۲) اس واقعہ میں بھی بعد میں آنے والوں کے لیے بڑی عبرت ہے اور ان میں اکثر مومن نہیں تھے بلکہ سب ہی کافر تھے اور آپ کا رب سزا دینے میں بڑا زبردست ہے کہ ان لوگوں کو طوفان کے ذریعے سے غرق کر دیا اور مومنین پر مہربان ہے کہ ان کو غرق ہونے سے بچا لیا۔

كَذَّبَتْ عَادُ ٱلْمُرْسَلِينَ ﴿١٢٣﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ هُودٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٢٤﴾ إِنِّى لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٢٥﴾ فَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٢٦﴾ وَمَآ أَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِىَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿١٢٧﴾ أَتَبْنُونَ بِكُلِّ رِيعٍ ءَايَةً تَعْبَثُونَ ﴿١٢٨﴾ وَتَتَّخِذُونَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُونَ ﴿١٢٩﴾ وَإِذَا بَطَشْتُم بَطَشْتُمْ جَبَّارِينَ ﴿١٣٠﴾ فَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٣١﴾ وَٱتَّقُوا۟ ٱلَّذِىٓ أَمَدَّكُم بِمَا تَعْلَمُونَ ﴿١٣٢﴾ أَمَدَّكُم بِأَنْعَٰمٍ وَبَنِينَ ﴿١٣٣﴾ وَجَنَّٰتٍ وَعُيُونٍ ﴿١٣٤﴾ إِنِّىٓ أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿١٣٥﴾ قَالُوا۟ سَوَآءٌ عَلَيْنَآ أَوَعَظْتَ أَمْ لَمْ تَكُن مِّنَ ٱلْوَٰعِظِينَ ﴿١٣٦﴾ إِنْ هَٰذَآ إِلَّا خُلُقُ ٱلْأَوَّلِينَ ﴿١٣٧﴾ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ ﴿١٣٨﴾ فَكَذَّبُوهُ فَأَهْلَكْنَٰهُمْ ۗ إِنَّ فِى ذَٰلِكَ لَءَايَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ﴿١٣٩﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ ٱلْعَزِيزُ ٱلرَّحِيمُ ﴿١٤٠﴾

عاد نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا (۱۲۳)۔ جب اُن سے اُن کے بھائی ہود نے کہا کیا تم ڈرتے نہیں؟ (۱۲۴)۔ میں تو تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں (۱۲۵)۔ تو خدا سے ڈرو اور میرا کہا مانو (۱۲۶)۔ اور میں اس کام کا تم سے کچھ بدلہ نہیں مانگتا میرا بدلہ (خدائے) رب العالمین کے ذمے ہے (۱۲۷)۔ بھلا تم جو ہر اونچی جگہ پر نشان تعمیر کرتے ہو (۱۲۸)۔ اور محل بناتے ہو شاید تم ہمیشہ رہو گے (۱۲۹)۔ اور (جب کسی) کو پکڑتے ہو تو ظالمانہ پکڑتے ہو (۱۳۰)۔ تو خدا سے ڈرو اور میری اطاعت کرو (۱۳۱)۔ اور اس سے جس نے تم کو ان چیزوں سے مدد دی جن کو تم جانتے ہو ڈرو (۱۳۲)۔ اس نے تمہیں چارپایوں اور بیٹوں سے مدد دی (۱۳۳)۔ اور باغوں اور چشموں سے (۱۳۴)۔ مجھ کو تمہارے بارے میں بڑے (سخت) دن کے عذاب کا خوف ہے (۱۳۵)۔ وہ کہنے لگے ہمیں خواہ نصیحت کرو یا نہ کرو ہمارے لیے یکساں ہے (۱۳۶)۔ یہ تو اگلوں ہی کے طریق ہیں (۱۳۷)۔ اور ہم پر کوئی عذاب نہیں آنے کا (۱۳۸)۔ تو انہوں نے

ہود کو جھٹلایا سو ہم نے ان کو ہلاک کر ڈالا۔ بے شک اس میں نشانی ہے۔ اور ان میں اکثر ایمان لانے والے نہیں تھے (۱۳۹) اور تمہارا پروردگار تو غالب اور مہربان ہے (۱۴۰)

تفسیر سورۃ الشعراء آیات (۱۲۳) تا (۱۴۰)

(۱۲۳۔۱۲۴) قوم عاد نے حضرت ہود اور تمام پیغمبروں کو جن کا ہود علیہ السلام نے ذکر کیا جھٹلایا۔ جب کہ ان سے ان کے نبی نے فرمایا کیا تم غیر اللہ کی پرستش سے نہیں ڈرتے۔

(۱۲۵۔۱۲۶) میں اللہ کی طرف سے امانت دار رسول ہوں لہٰذا توبہ کرو اور ایمان لاؤ اور جن باتوں کا میں تمہیں حکم دیتا ہوں ان میں تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔

(۱۲۷) میں اس تبلیغ توحید پر تم سے کسی صلے کا طالب نہیں ہوں بس میرا صلہ تو رب العالمین کے ذمہ ہے۔

(۱۲۸) کیا تم ہر ایک راستہ پر ایک یادگار کے طور پر عمارت بناتے ہو اور وہاں سے غریبوں میں سے جو بھی گزرتا ہے اس کو ڈراتے ہو اور اس کے کپڑے اتار لیتے ہو۔

یا یہ مطلب ہے کہ ہر ایک اونچے مقام پر ایک یادگار کے طور پر عمارت بناتے ہو جس کو محض فضول بناتے ہو اور وہاں سے ہر ایک گزرنے والے کا مذاق اڑاتے ہو۔

(۱۲۹) اور بڑی بڑی مضبوط محلات اور حوض بناتے ہو جیسا کہ دنیا میں تمہیں ہمیشہ رہنا ہے اور یہاں کوئی بھی ہمیشہ نہیں رہے گا۔

(۱۳۰) اور جب کسی کا مواخذہ کرنے لگتے ہو تو بالکل ہی ظالم و جابر بن کر اس کا مواخذہ کرتے ہو اور اسے غصہ میں آکر قتل کرتے ہو۔

(۱۳۱۔۱۳۴) اللہ تعالیٰ نے جو تمہیں کفر سے توبہ کرنے اور ایمان لانے کا حکم دیا ہے اس چیز میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو اور اس اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس نے تمہیں وہ چیزیں دیں جن کو تم جانتے ہو مویشی اور بیٹے اور باغات اور پاک پانی کے چشمے تمہیں عطا کیے۔

(۱۳۵) مجھے تمہارے حق میں اگر تم کفر و شرک اور بتوں کی پرستش سے باز نہ آئے ایک بڑے سخت دن کے عذاب یعنی دوزخ کا اندیشہ ہے۔

(۱۳۶۔۱۳۸) وہ بولے ہمارے نزدیک دونوں چیزیں برابر ہیں خواہ آپ ہمیں ان چیزوں سے روکیں یا نہ روکیں اور جس طریقہ پر ہم قائم ہیں یہ تو پہلے لوگوں کا ایک طریقہ چلا آرہا ہے یا یہ کہ جو کچھ تم کہہ رہے ہو یہ تو بس پہلے لوگوں کی باتیں ہیں اور رسم ہے اور تم جو ہمیں عذاب سے ڈراتے ہو ہمیں ہرگز عذاب نہ ہوگا۔

(۱۳۹) غرض کہ ان لوگوں نے ہود علیہ السلام کو جھٹلایا تو ہم نے ان کو ایک سخت تند ہوا کے عذاب سے ہلاک کر دیا اس واقعہ میں بھی بعد والوں کے لیے بڑی عبرت ہے اور باوجود اس کے یہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔

(۱۴۰) اور بے شک آپ کا پروردگار کفار کو سزا دینے میں زبردست ہے اور مومنین پر مہربان ہے کہ انھیں اس عذاب سے نجات دی۔

كذبت ثمود المرسلين ﴿١٤١﴾ إذ قال لهم أخوهم صالح ألا تتقون ﴿١٤٢﴾
إني لكم رسول أمين ﴿١٤٣﴾ فاتقوا الله وأطيعون ﴿١٤٤﴾ وما أسألكم عليه
من أجر إن أجري إلا على رب العالمين ﴿١٤٥﴾ أتتركون في ما هاهنا
آمنين ﴿١٤٦﴾ في جنات وعيون ﴿١٤٧﴾ وزروع ونخل طلعها هضيم ﴿١٤٨﴾
وتنحتون من الجبال بيوتا فارهين ﴿١٤٩﴾ فاتقوا الله وأطيعون ﴿١٥٠﴾
ولا تطيعوا أمر المسرفين ﴿١٥١﴾ الذين يفسدون في الأرض
ولا يصلحون ﴿١٥٢﴾ قالوا إنما أنت من المسحرين ﴿١٥٣﴾ ما أنت إلا
بشر مثلنا فأت بآية إن كنت من الصادقين ﴿١٥٤﴾ قال هذه
ناقة لها شرب ولكم شرب يوم معلوم ﴿١٥٥﴾ ولا تمسوها بسوء
فيأخذكم عذاب يوم عظيم ﴿١٥٦﴾ فعقروها فأصبحوا نادمين ﴿١٥٧﴾
فأخذهم العذاب إن في ذلك لآية وما كان أكثرهم مؤمنين
﴿١٥٨﴾ وإن ربك لهو العزيز الرحيم ﴿١٥٩﴾

(اور) قوم ثمود نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا (۱۴۱)۔ جب اُن کو اُن کے بھائی صالح نے کہا تم ڈرتے کیوں نہیں؟ (۱۴۲)۔ میں تو تمہارا امانت دار ہوں (۱۴۳)۔ تو خدا سے ڈرو اور میرا کہا مانو (۱۴۴)۔ اور میں اس کام کا تم سے بدلہ نہیں مانگتا۔ میرا بدلہ (خدائے) رب العالمین کے ذمے ہے (۱۴۵) کیا جو چیزیں (تمہیں یہاں میسر) ہیں ان میں تم بے خوف چھوڑ دیے جاؤ گے (۱۴۶)۔ (یعنی باغ اور چشمے (۱۴۷)۔ اور کھیتیاں اور کھجوریں اور جن کے خوشے لطیف اور نازک ہوتے ہیں (۱۴۸)۔ اور تکلف سے پہاڑوں میں تراش تراش کر گھر بناتے ہو (۱۴۹)۔ تو خدا سے ڈرو اور میرے کہے پر چلو (۱۵۰)۔ اور حد سے تجاوز کرنے والوں کی بات نہ مانو (۱۵۱)۔ جو ملک میں فساد کرتے ہیں اور اصلاح نہیں کرتے (۱۵۲)۔ وہ کہنے لگے کہ تم تو جادو زدہ ہو (۱۵۳)۔ تم اور کچھ نہیں ہماری ہی طرح کے آدمی ہو۔ اگر سچے ہو تو کوئی نشانی پیش کرو (۱۵۴)۔ (صالح نے) کہا (دیکھو) یہ اونٹنی ہے (ایک دن) اس کی پانی پینے کی باری ہے اور ایک معین روز تمہاری باری (۱۵۵)۔ اور اس کو کوئی تکلیف نہ دینا (نہیں تو) تم کو سخت عذاب آ پکڑے گا (۱۵۶)۔ تو انہوں نے اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں پھر نادم ہوئے (۱۵۷)۔ سو ان کو عذاب نے آ پکڑا۔ بیشک اس میں نشانی ہے اور ان میں اکثر ایمان لانے والے نہیں تھے (۱۵۸)۔ اور تمہارا پروردگار تو غالب (اور) مہربان ہے (۱۵۹)

تفسیر سورة الشعراء آیات (۱۴۱) تا (۱۵۹)

(۱۴۱-۱۴۳) قوم ثمود نے بھی حضرت صالح علیہ السلام کو اور جن انبیاء کی حضرت صالح علیہ السلام نے ان کو خبر دی سب کو جھٹلایا جب کہ ان کے نبی صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ تم اللہ سے نہیں ڈرتے کہ غیر اللہ کی عبادت کرتے ہو۔ میں اللہ کی طرف سے امانت دار پیغمبر ہوں سو تم اللہ سے ڈرو کہ توبہ کرو اور ایمان لاؤ۔

(۱۴۴-۱۴۵) اور اللہ کے حکم اور میرے طریقہ کی پیروی کرو اور تم سے اس تبلیغ توحید پر کوئی صلہ نہیں چاہتا میرا صلہ اور

ثواب تو رب العالمین کے ذمہ ہے۔

(۱۴۶۔۱۴۸) کیا تمہیں کو ان ہی نعمتوں میں موت و عذاب وغیرہ وبال سے بے فکری کے ساتھ رہنے دیا جائے گا یعنی باغوں میں اور پاک پانی کے چشموں میں۔

اور کھیتوں میں اور ان کھجوروں میں جن کے گچھے خوب گندھے ہوئے اور خوبصورت ہیں۔

(۱۴۹۔۱۵۰) اور کیا تم پہاڑوں کو تراش تراش کر اتراتے ہوئے اور فخر کرتے ہوئے مکانات بناتے ہو سو اللہ سے ڈرو جن باتوں کا اس نے تمہیں حکم دیا ہے اس میں اور میرا کہنا مانو۔

(۱۵۱۔۱۵۲) اور ان مشرکین کا کہنا مت مانو جو زمین میں کفر و شرک اور غیر اللہ کی پرستش کی ترغیب کرتے پھرتے ہیں اور نجات کی بات نہیں کرتے۔

(۱۵۳) ان لوگوں نے کہا کہ تم پر تو کسی نے بڑا بھاری جادو کر دیا ہے کہ تم ایسی باتیں کرتے ہو۔

(۱۵۴) ورنہ تم تو فرشتے ہو اور نہ نبی تم تو ہماری طرح کے ایک معمولی سے آدمی ہو جیسے کہ ہم کھاتے پیتے ہیں تم بھی اسی طرح کھاتے پیتے ہو سو اگر تم اپنے دعویٰ نبوت میں اور اس چیز میں کہ ہم پر عذاب نازل ہوگا سچے ہو تو کوئی معجزہ پیش کرو۔

(۱۵۵) حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا یہ ایک اونٹنی ہے جو میری نبوت کے لیے دلیل و معجزہ ہے پانی پینے کے لیے مقررہ دن میں ایک دن اس کے پینے کی باری ہے اور ایک دن تمہارے مویشی کی باری کا دن ہے۔

(۱۵۶) اور اس کو برائی کے ساتھ ہاتھ بھی مت لگانا کہیں تمہیں ایک بھاری دن کا عذاب آ پکڑے۔

(۱۵۷) چنانچہ ان لوگوں نے اس اونٹنی کو مار ڈالا پھر اپنی اس حرکت پر پشیمان ہوئے۔

(۱۵۸) بالآخر تین دن کے بعد ان کو عذاب نے آ پکڑا اے نبی کریم ﷺ اس واقعہ میں بھی جو ہم نے ان کے ساتھ کیا بعد والوں کے لیے بڑی عبرت ہے اور ان میں اکثر ایمان نہیں لائے تھے۔

(۱۵۹) اور آپ کا رب بڑا زبردست اور بڑا مہربان ہے کہ مومنین کو بچا لیتا ہے۔

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٦٠﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ لُوطٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٦١﴾ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٦٢﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٦٣﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٦٤﴾ أَتَأْتُونَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعَالَمِينَ ﴿١٦٥﴾ وَتَذَرُونَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ عَادُونَ ﴿١٦٦﴾ قَالُوا لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ يَا لُوطُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِينَ ﴿١٦٧﴾ قَالَ إِنِّي لِعَمَلِكُمْ مِنَ الْقَالِينَ ﴿١٦٨﴾ رَبِّ نَجِّنِي وَأَهْلِي مِمَّا يَعْمَلُونَ ﴿١٦٩﴾ فَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ أَجْمَعِينَ ﴿١٧٠﴾ إِلَّا عَجُوزًا فِي الْغَابِرِينَ ﴿١٧١﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْآخَرِينَ ﴿١٧٢﴾ وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَطَرًا فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِينَ ﴿١٧٣﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿١٧٤﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٧٥﴾ ع

(اور) قوم لوط نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا (۱۶۰)۔ جب اُن سے ان کے بھائی نے کہا کہ تم کیوں نہیں ڈرتے (۱۶۱)۔ میں تو تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں (۱۶۲)۔ تو خدا سے ڈرو اور میرا کہا مانو (۱۶۳)۔ اور میں تم سے اس (کام) کا بدلہ نہیں مانگتا میرا بدلہ (خدائے) رب العالمین کے ذمے ہے (۱۶۴)۔ کیا تم اہل عالم میں سے لڑکوں پر مائل ہوتے ہو (۱۶۵)۔ اور تمہارے پروردگار نے تمہارے لیے جو تمہاری بیویاں پیدا کی ہیں اُن کو چھوڑ دیتے ہو حقیقت یہ ہے کہ تم حد سے نکل جانے والے ہو (۱۶۶)۔ وہ کہنے لگے لوط اگر تم باز نہ آؤ گے تو شہر بدر کر دیے جاؤ گے (۱۶۷)۔ (لوط نے) کہا کہ میں تمہارے کام کا سخت دشمن ہوں (۱۶۸)۔ اے میرے پروردگار مجھ کو اور میرے گھر والوں کو ان کے کاموں (کے وبال) سے نجات دے (۱۶۹)۔ سو ہم نے اُن کو اور اُن کے سب گھر والوں کو نجات دی (۱۷۰)۔ مگر ایک بڑھیا پیچھے رہ گئی (۱۷۱)۔ پھر ہم نے اوروں کو ہلاک کر دیا (۱۷۲)۔ اور ان پر مینہ برسایا۔ سو جو مینہ ان (لوگوں) پر (برسا) جو ڈرائے گئے تھے برا تھا (۱۷۳)۔ بے شک اس میں نشانی ہے۔ اور ان میں اکثر ایمان لانے والے نہیں تھے (۱۷۴)۔ اور تمہارا پروردگار تو غالب (اور) مہربان ہے (۱۷۵)

تفسیر سورة الشعراء آیات (۱۴۱) تا (۱۷۵)

(۱۶۰۔۱۶۲) قوم لوط علیہ السلام نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا جب کہ ان کے نبی نے ان سے فرمایا کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے ہو کہ غیر اللہ کی عبادت کرتے ہو میں تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں۔

(۱۶۳۔۱۶۴) سو تم اللہ سے ڈرو اور توبہ و ایمان کا جو تمہیں حکم دیا ہے اس کو پورا کرو اور میرے حکم اور میرے طریقہ کی اطاعت کرو اور میں تم سے اس پر کوئی صلہ نہیں چاہتا بس میرا صلہ تو رب العالمین کے ذمہ ہے۔

(۱۶۵۔۱۶۶) کیا تمام دنیا جہاں والوں میں تم یہ حرکت کرتے ہو کہ مردوں کے ساتھ بدفعلی کرتے ہو اور تمہارے لیے جو تمہارے پروردگار نے تمہاری بیویوں کی شرمگاہیں حلال کر رکھی ہیں ان کو نظر انداز کیے رکھتے ہو بلکہ اصل بات یہ ہے کہ تم حلال کو چھوڑ کر حرام کاموں کی طرف بڑھنے والے لوگ ہو۔

(۱۶۷) وہ کہنے لگے اے لوط علیہ السلام اگر تم ہمارے کہنے سننے سے باز نہیں آؤ گے تو ضرور اس سدوم سے نکال دیے جاؤ گے۔

(۱۶۸) حضرت لوط علیہ السلام نے فرمایا میں تمہارے اس ناپاک کام سے سخت نفرت رکھتا ہوں۔

(۱۶۹۔۱۷۴) چنانچہ لوط علیہ السلام نے بددعا کی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اور ان کے متعلقین کو نجات دی سوائے ان کی منافقہ بیوی کے کہ وہ عذاب کے اندر رہ جانے والوں میں رہ گئی اور پھر ہم نے بقیہ ان کی قوم کے تمام لوگوں کو ہلاک کر دیا۔

(۱۷۳) اور ہم نے ان سب لوگوں پر پتھروں کا مینہ برسایا سو کیا برا مینہ تھا جو ان لوگوں پر برسا جن کو لوط علیہ السلام نے عذاب خداوندی سے ڈرایا تھا۔

(۱۷۴-۱۷۵) مگر اس کے باوجود بھی وہ ایمان نہیں لائے تھے اس واقعہ میں بھی بعد والوں کے لیے بڑی عبرت ہے اور ان میں اکثر ایمان نہیں لاتے اور آپ کا رب بڑی قدرت والا اور بڑی رحمت والا ہے۔

كَذَّبَ أَصْحَابُ لْـَٔيْكَةِ الْمُرْسَلِينَ ﴿۱۷۶﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿۱۷۷﴾ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿۱۷۸﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿۱۷۹﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۱۸۰﴾ أَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُخْسِرِينَ ﴿۱۸۱﴾ وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ ﴿۱۸۲﴾ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿۱۸۳﴾ وَاتَّقُوا الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْأَوَّلِينَ ﴿۱۸۴﴾ قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَ ﴿۱۸۵﴾ وَمَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا وَإِنْ نَظُنُّكَ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ ﴿۱۸۶﴾ فَأَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِنَ السَّمَاءِ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿۱۸۷﴾ قَالَ رَبِّي أَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿۱۸۸﴾ فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ إِنَّهُ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿۱۸۹﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿۱۹۰﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿۱۹۱﴾

اور بن کے رہنے والوں نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا (۱۷۶)۔ جب ان سے شعیب نے کہا کہ تم ڈرتے کیوں نہیں (۱۷۷)۔ میں تو تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں (۱۷۸)۔ تو خدا سے ڈرو اور میرا کہا مانو (۱۷۹)۔ اور میں اس کام کا تم سے کچھ بدلہ نہیں مانگتا میرا بدلہ تو (خدائے) رب العالمین کے ذمے ہے (۱۸۰)۔ (دیکھو) پیمانہ پورا بھرا کرو اور نقصان نہ کیا کرو (۱۸۱)۔ اور ترازو سیدھی رکھ کر تولا کرو (۱۸۲)۔ اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دیا کرو اور ملک میں فساد نہ کرتے پھرو (۱۸۳)۔ اور اس سے ڈرو جس نے تم کو اور پہلی خلقت کو پیدا کیا (۱۸۴)۔ وہ کہنے لگے کہ تم تو جادو زدہ ہو (۱۸۵)۔ اور تم اور کچھ نہیں ہم ہی جیسے آدمی ہو۔ اور ہمارا خیال ہے کہ تم جھوٹے ہو (۱۸۶)۔ اگر سچے ہو تو ہم پر آسمان سے ایک ٹکڑا لا کر گراؤ (۱۸۷)۔ (شعیب نے کہا) کہ جو کام تم کرتے ہو میرا پروردگار اس سے خوب واقف ہے (۱۸۸)۔ تو ان لوگوں نے ان کو جھٹلایا پس سائبان کے عذاب نے ان کو آ پکڑا۔ بے شک وہ بڑے (سخت) دن کا عذاب تھا (۱۸۹)۔ اس میں یقیناً نشانی ہے۔ اور ان میں اکثر ایمان لانے والے نہیں تھے (۱۹۰)۔ اور تمہارا پروردگار تو غالب (اور) مہربان ہے (۱۹۱)

تفسیر سورۃ الشعراء آیات (۱۷۶) تا (۱۹۱)

(۱۷۶-۱۷۷) قوم شعیب نے بھی حضرت شعیب علیہ السلام اور تمام پیغمبروں کو جھٹلایا جب کہ حضرت شعیب علیہ السلام نے ان سے فرمایا کیا تم اللہ سے ڈرتے نہیں ہو؟ کہ غیر اللہ کی عبادت کرتے ہو۔

(۱۷۸-۱۸۰) میں تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں سو تم اللہ سے ڈرو اور کفر سے توبہ کرو اور ایمان لاؤ اور میرا کہنا مانو میں تم سے اس بات پر کوئی صلہ نہیں مانگتا میرا صلہ تو بس رب العالمین کے ذمہ ہے۔

(۱۸۱) تم لوگ پورا ناپا تولا کرو اور ناپ و تول میں کمی کر کے نقصان پہنچانے والے مت بنا کرو۔

(۱۸۲-۱۸۳) اور سیدھی ترازو سے تولا کرو اور ناپ و تول میں لوگوں کے حقوق مت مارا کرو اور سرزمین میں نافرمانی مت کیا کرو اور ناپ و تول میں کمی کر کے اور غیر اللہ کی پرستش کی طرف لوگوں کو بلا کر زمین میں فساد مت پھیلایا کرو۔

(۱۸۴) اور اس اللہ سے ڈرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے تمام مخلوقات کو پیدا کیا۔

(۱۸۵_۱۸۶) وہ لوگ کہنے لگے بس تم پر تو کسی نے بڑا بھاری جادو کر دیا ہے اور تم ہمارے جیسے ایک معمولی آدمی ہو کوئی نبی اور فرشتے نہیں ہو جیسا کہ ہم کھاتے پیتے ہیں ایسے ہی تم بھی کھاتے پیتے ہو اور ہم تو تمہیں تمہاری ان باتوں میں جھوٹا سمجھتے ہیں۔

(۱۸۷) سو اگر تم اپنے اس دعویٰ میں سچے ہو کہ ہم پر عذاب نازل ہوگا تو ہمارے اوپر آسمان سے کوئی عذاب کا ٹکڑا گرا دو۔

(۱۸۸) حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا کہ میرا پروردگار تمہاری ان کفریہ باتوں کو اچھی طرح جانتا ہے اور میں بھی تمہاری حالت سے اور اس عذاب سے جو تم پر نازل ہوگا بخوبی واقف ہوں۔

(۱۸۹) چنانچہ انھوں نے حضرت شعیب علیہ السلام کی تکذیب کی اور ان کو سائبان کے عذاب نے آ پکڑا بادل کی مانند عذاب ان کے اوپر آ گیا اور اس میں سے آگ برسنا شروع ہوئی جس نے ان سب کو جلا دیا بے شک یہ ان لوگوں کے حق میں بڑے سخت دن کا عذاب تھا۔

(۱۹۰_۱۹۱) اور اس واقعہ میں بھی بڑی عبرت ہے باقی اس کے باوجود بھی ان میں سے اکثر ایمان نہیں لاتے اور آپ کا پروردگار کفار کو سزا دینے میں بڑی قدرت والا ہے اور مومنین کے حق میں بڑی رحمت والا ہے۔

وَإِنَّهُ لَتَنزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ نَزَلَ بِهِ
الرُّوحُ الْأَمِينُ ۝ عَلَىٰ قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ ۝ بِلِسَانٍ
عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ ۝ وَإِنَّهُ لَفِي زُبُرِ الْأَوَّلِينَ ۝ أَوَلَمْ يَكُن لَّهُمْ آيَةً أَن
يَعْلَمَهُ عُلَمَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ ۝ وَلَوْ نَزَّلْنَاهُ عَلَىٰ بَعْضِ الْأَعْجَمِينَ ۝
فَقَرَأَهُ عَلَيْهِم مَّا كَانُوا بِهِ مُؤْمِنِينَ ۝ كَذَٰلِكَ سَلَكْنَاهُ فِي قُلُوبِ
الْمُجْرِمِينَ ۝ لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ حَتَّىٰ يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ۝ فَيَأْتِيَهُم
بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝ فَيَقُولُوا هَلْ نَحْنُ مُنظَرُونَ ۝ أَ
فَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُونَ ۝ أَفَرَأَيْتَ إِن مَّتَّعْنَاهُمْ سِنِينَ ۝ ثُمَّ
جَاءَهُم مَّا كَانُوا يُوعَدُونَ ۝ مَا أَغْنَىٰ عَنْهُم مَّا كَانُوا يُمَتَّعُونَ ۝
وَمَا أَهْلَكْنَا مِن قَرْيَةٍ إِلَّا لَهَا مُنذِرُونَ ۝ ذِكْرَىٰ وَمَا كُنَّا
ظَالِمِينَ ۝ وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيَاطِينُ ۝ وَمَا يَنبَغِي لَهُمْ وَمَا
يَسْتَطِيعُونَ ۝ إِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُولُونَ ۝ فَلَا تَدْعُ مَعَ
اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ فَتَكُونَ مِنَ الْمُعَذَّبِينَ ۝ وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ
الْأَقْرَبِينَ ۝ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝
فَإِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ إِنِّي بَرِيءٌ مِّمَّا تَعْمَلُونَ ۝ وَتَوَكَّلْ عَلَى

اور یہ (قرآن) خدائے پروردگار عالم کا اتارا ہوا ہے (۱۹۲)۔ اس کو امانت دار فرشتہ لے کر اترا ہے (۱۹۳)۔ (یعنی اس نے) تمہارے دل پر (القا کیا ہے) تاکہ (لوگوں کو) نصیحت کرتے رہو (۱۹۴)۔ (اور القا بھی) فصیح عربی زبان میں (کیا ہے) (۱۹۵)۔ اس کی خبر پہلے پیغمبروں کی کتابوں میں (لکھی ہوئی) ہے (۱۹۶)۔ کیا ان کے لیے یہ سند نہیں کہ علمائے بنی اسرائیل اس (بات) کو جانتے ہیں (۱۹۷)۔ اور اگر ہم اس کو کسی غیر اہل زبان پر اتارتے (۱۹۸)۔ اور وہ اسے ان (لوگوں) کو پڑھ کر سناتا تو یہ اسے (کبھی) نہ مانتے (۱۹۹)۔ اسی طرح ہم نے انکار کو گنہگاروں کے دلوں میں داخل کر دیا (۲۰۰)۔ وہ جب تک درد دینے والا عذاب نہ دیکھ لیں اس کو نہیں مانیں گے (۲۰۱)۔ وہ ان پر ناگہاں آ واقع ہوگا اور انہیں خبر بھی نہ ہوگی (۲۰۲)۔ اس وقت کہیں گے کیا ہمیں مہلت ملے گی (۲۰۳)۔ تو کیا یہ ہمارے عذاب کو جلدی طلب کر رہے ہیں (۲۰۴)۔ بھلا دیکھو تو اگر ہم ان کو برسوں فائدہ

الرَّحِيمِ ۙ الَّذِي يَرَاكَ حِينَ تَقُومُ ۙ وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ ۙ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۙ هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَىٰ مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُ ۙ تَنَزَّلُ عَلَىٰ كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ ۙ يُلْقُونَ السَّمْعَ وَأَكْثَرُهُمْ كَاذِبُونَ ۙ وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ ۙ أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ يَهِيمُونَ ۙ وَأَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ ۙ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَذَكَرُوا اللَّهَ كَثِيرًا وَانْتَصَرُوا مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوا ۗ وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ ۚ ع

دیتے رہے (۲۰۵)۔ پھر ان پر وہ (عذاب) آ واقع ہو جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے (۲۰۶)۔ تو جو فائدے یہ اٹھاتے رہے ان کے کس کام آئیں گے (۲۰۷)۔ اور ہم نے کوئی بستی ہلاک نہیں کی مگر اس کے لیے نصیحت کرنے والے (پہلے بھیج دیتے) تھے (۲۰۸)۔ (تاکہ) نصیحت (کر دیں) اور ہم ظالم نہیں ہیں (۲۰۹)۔ اور اس (قرآن) کو شیطان لے کر نازل نہیں ہوئے (۲۱۰)۔ یہ کام نہ تو ان کو سزاوار ہے اور نہ وہ اس کی طاقت رکھتے ہیں (۲۱۱)۔ وہ (آسمانی باتوں کے) سننے (کے مقامات) سے الگ کر دیئے گئے ہیں (۲۱۲)۔ تو خدا کے سوا کسی اور معبود کو مت پکارنا ورنہ تم کو عذاب دیا جائے گا (۲۱۳)۔ اور اپنے قریب کے رشتہ داروں کو ڈر سنا دو (۲۱۴)۔ اور جو مومن تمہارے پیرو ہو گئے ہیں ان سے متواضع پیش آؤ (۲۱۵)۔ پھر اگر لوگ تمہاری نافرمانی کریں تو کہہ دو کہ میں تمہارے اعمال سے بے تعلق ہوں (۲۱۶)۔ اور (خدائے) غالب اور مہربان پر بھروسا رکھو (۲۱۷)۔ جو تم کو جب تم تہجد کے وقت اٹھتے ہو دیکھتا ہے (۲۱۸)۔ اور نمازیوں میں تمہارے پھرنے کو بھی (۲۱۹)۔ بے شک وہ سننے والا اور جاننے والا ہے (۲۲۰)۔ (اچھا) میں تمہیں بتاؤں کہ شیطان کس پر اترتے ہیں (۲۲۱) ہر جھوٹے گنہگار پر اترتے ہیں (۲۲۲)۔ جو سنی ہوئی بات (اس کے کان میں) لا ڈالتے ہیں اور وہ اکثر جھوٹے ہیں (۲۲۳)۔ اور شاعروں کی پیروی گمراہ لوگ کیا کرتے ہیں (۲۲۴)۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ وہ ہر وادی میں سر مارتے پھرتے ہیں (۲۲۵)۔ اور کہتے وہ ہیں جو کرتے نہیں (۲۲۶)۔ مگر جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کیے اور خدا کو بہت یاد کرتے رہے اور اپنے اوپر ظلم ہونے کے بعد انتقام لیا اور ظالم عنقریب جان لیں گے کہ کون سی جگہ لوٹ کر جاتے ہیں (۲۲۷)

تفسیر سورۃ الشعراء آیات (۱۹۲) تا (۲۲۷)

(۱۹۲۔۱۹۳) اور یہ قرآن رب العالمین کا بھیجا ہوا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے امانت دار فرشتہ جبریل امین کے ذریعے آپ کے قلب مبارک پر اتارا جس قدر آپ اس کو محفوظ رکھ سکیں۔

یا یہ کہ جس وقت آپ کے سامنے اس کی تلاوت کی جائے صاف عربی زبان میں کہ آپ ان لوگوں کو ان کی زبان میں یہ کلام پہنچا دیں تاکہ آپ بھی منجملہ اور ڈرانے والوں کے ہوں۔

(۱۹۵۔۱۹۷) اور اس قرآن کریم کا اور آپ کا ذکر پہلے انبیاء کی کتابوں میں بھی ہے۔

کیا ان کفار مکہ کے لیے رسول اکرم ﷺ کی رسالت پر یہ بات دلیل نہیں ہے کہ علماء بنی اسرائیل اس پیشین گوئی کو جانتے ہیں کہ جس وقت ان کفار نے علماء بنی اسرائیل سے آپ کے اور قرآن کریم کے بارے میں دریافت کیا

تو انھوں نے لوگوں کو اس کے بارے میں بتا دیا۔

(۱۹۸۔۱۹۹) اور اگر بالفرض ہم اس قرآن کریم کو کسی عجمی پر نازل کر دیتے جسے عربی زبان سے واقفیت ہی نہیں اور وہ اس قرآن حکیم کو ان کے سامنے پڑھ کر سنا دیتا تب بھی یہ لوگ اس کو نہ مانتے۔

کیوں کہ جب ایسے شخص پر ایمان نہیں لائے جو ان کی زبان جانتا ہے تو پھر ایسے آدمی کی بات کیسے مانتے جو ان کی زبان سے واقف نہیں۔

(۲۰۰) اسی طرح ہم نے اس جھٹلانے کو ان مشرکین یعنی ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کے دلوں میں ڈال رکھا ہے۔

(۲۰۱۔۲۰۲) یہ قرآن کریم اور رسول اکرم ﷺ پر ایمان نہیں لائیں گے یہاں تک کہ سخت عذاب کو نہ دیکھ لیں جو اچانک ان کے سامنے آ کھڑا ہوگا اور پہلے سے ان کو نزول عذاب کی خبر بھی نہ ہوگی۔

(۲۰۳۔۲۰۵) پھر اس وقت کہیں گے کیا کسی طرح اس عذاب سے ہمیں کچھ مہلت مل سکتی ہے اور اس وقت تو یہ لوگ ہمارے عذاب کو جلد لانا چاہتے ہیں۔

شان نزول: اَفَرَءَیْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ (الخ)

ابن ابی حاتم ؒ نے ابی جہضم سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کو کچھ پریشان دیکھا تو آپ سے اس کا سبب پوچھا گیا آپ نے فرمایا میرے دشمن کو کیوں چھپا دیا جو میری امت میں میرے بعد ہوگا اس پر یہ آیت نازل ہوئی چنانچہ آپ خوش ہو گئے۔

(۲۰۶۔۲۰۸) اے محمد ﷺ بتائیے تو سہی اگر ہم ان کو چند سال تک ان کے اسی کفر میں رہنے دیں پھر جس عذاب کا ان سے وعدہ ہے وہ ان کے سر پر آ پڑے تو جس مہلت کا یہ مطالبہ کر رہے ہیں وہ مہلت عذاب الہی کے سامنے ان کے کیا کام آ سکتی ہے اور جتنی بستی والوں کو ہم نے غارت کیا ہے سب میں عذاب الہی کو یاد دلانے والے اور ڈرانے والے رسول آتے ہیں۔

(۲۰۹) اور ظاہر ہے کہ ہم ان کے ہلاک کرنے میں ظالم نہیں ہیں۔

(۲۱۰۔۲۱۲) اور اس قرآن حکیم کو شیاطین نے لے کر نہیں آئے کیوں کہ یہ ان کی حالت کے مناسب بھی نہیں اور نہ وہ اس کے اہل ہیں اور وہ اس پر قادر بھی نہیں کیوں کہ وہ شیاطین وحی آسمانی سے روک دیے گئے ہیں۔

(۲۱۳) اور تم اللہ کے ساتھ ان بتوں وغیرہ میں سے کسی اور معبود کی عبادت مت کرنا کہیں تمہیں دوزخ کی سزا ہونے لگے۔

(۲۱۴-۲۲۰) اور آپ اپنے نزدیک کے کنبہ کو ڈرایئے اور مومنین کے ساتھ مشفقانہ پیش آیئے اور اگر یہ قریش آپ کا کہنا نہ مانیں تو آپ صاف فرما دیجیے کہ میں تمہارے افعال و اقوال سے بیزار ہوں اور آپ اس اللہ پر جو کہ دشمنوں کو سزا دینے پر قادر ہے اور آپ پر اور تمام مسلمانوں پر مہربان ہے توکل رکھیے کہ آپ جس وقت کہ نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں اور نماز شروع کرنے کے بعد قیام رکوع و سجود میں نمازیوں کے ساتھ آپ کی نشست و برخاست کو دیکھتا ہے یا یہ کہ جب کہ آپ اپنے آباء کی اصلاب طاہرہ میں رہے اس سے واقف ہے۔

وہ ان کی باتوں کو خوب سننے والا اور ان کو اور ان کے اعمال کو خوب دیکھنے والا ہے۔

شان نزول: وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ (الخ)

اور ابن جریر نے ابن جریج ؓ سے روایت کیا ہے کہ جس وقت یہ آیت مبارکہ یعنی وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ یعنی آپ اپنے نزدیک کے کنبہ کو ڈرایئے۔ تو آپ اپنے گھر والوں اور خاندان سے ہر ایک چیز میں مکمل کرنے لگے تو یہ چیز مومنین کو شاق گزری اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔ یعنی ان لوگوں کے ساتھ مشفقانہ نرمی سے پیش آیئے۔

(۲۲۱-۲۲۲) کیا میں تمہیں بتاؤں کہ کس پر شیاطین اترا کرتے ہیں سو ایسے شخصوں پر اترا کرتے ہیں جو پہلے سے جھوٹے اور بڑے بدکردار ہوں جیسا کہ مسیلمہ کذاب وغیرہ۔

(۲۲۳) اور جو شیاطین کی فرشتوں سے اڑائی ہوئی باتوں کی طرف ان شیاطین کی طرف کان لگا لیتے ہیں اور وہ شیاطین ایک بات سچی ہیں اور سو جھوٹ اس میں اپنی طرف سے ملا کر کاہنوں کو اس سے مطلع کرتے ہیں۔

(۲۲۴) اور شاعروں کی راہ تو گمراہ لوگ چلا کرتے ہیں جو فضول شعر کہتے ہیں۔

(۲۲۵-۲۲۶) اے محمد ﷺ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ وہ شاعر لوگ خیالی مضامین کے ہر میدان میں حیران پھرا کریں مارے ہوئے مضامین کی تلاش میں پھرا کرتے ہیں کہ کسی کی تعریف کر دی تو کسی کی برائی کر دی اور وہ زبان سے ایسی باتیں کرتے اور آسمان کے قلابے ملاتے اور شیخیاں بگھارتے ہیں کہ جن کو وہ کر بھی نہیں سکتے اور ایسا شاعر اور اس کی راہ پر چلنے والا دونوں گمراہ ہیں۔

شان نزول: وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ (الخ)

نیز ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے عوفی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول

آکرم ﷺ کے زمانہ میں دو شخصوں نے ایک دوسرے کی برائی کی ایک ان میں سے انصاری تھا اور دوسرا دوسری قوم کا تھا اور ہر ایک کے ساتھ اس کی قوم کے بیوقوفوں کی جماعت تھی اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ نیز ابن ابی حاتمؒ نے عکرمہ رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کی ہے اور عروہ سے روایت کیا گیا ہے کہ جب وَالشُّعَرَاءُ سے فَـلَا يَفْعَلُوْنَ تک یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ چیز بتادی کہ میں بھی ان ہی لوگوں میں سے ہوں، اس پر اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سے آخری سورت تک یہ آیات نازل ہوئیں۔

اور ابن جریرؒ اور حاکمؒ نے ابوالحسن براد سے روایت کیا ہے کہ جس وقت یہ آیت وَالشُّعَرَآءُ نازل ہوئی تو حضرت عبداللہ بن رواحہؓ حضرت کعب بن مالکؓ اور حضرت حسان بن ثابتؓ حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے اور وہ جانتا ہے کہ ہم شاعر ہیں تو ہم تو ہلاک ہوگئے اس پر اللہ تعالیٰ نے اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا والی آیت نازل فرمائی چنانچہ حضور ﷺ نے پھر ان لوگوں کو بلا کر ان کو یہ آیت سنادی۔

(۲۲۷) سوائے ان حضرات کے جو رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور انھوں نے اپنے اشعار میں کثرت سے اللہ کا ذکر کیا اور انھوں نے رسول اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرامؓ کی اپنے اشعار میں کفار کی تردید کرکے مدد کی بعد اس کے کہ کفار نے ان کی برائی کی تھی تو انھوں نے بھی کفار کی برائی کرکے ان سے بدلہ لیا جیسا کہ حضرت حسان بن ثابتؓ وغیرہ گزرے ہیں اور عنقریب ان لوگوں کو جنھوں نے رسول اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہؓ کی شان میں گستاخی کی ہے معلوم ہو جائے گا کہ آخرت میں کیسی مصیبت کی جگہ ان کو جانا ہے یعنی اگر ایمان نہ لائے تو جہنم میں جائیں گے۔

سُوْرَةُ النَّمْلِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثٌ وَّتِسْعُوْنَ اٰيَةً وَّسَبْعُ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

طٰسٓ تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَكِتَابٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱﴾ هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲﴾ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ﴿۳﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمْ اَعْمَالَهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۴﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْعَذَابِ وَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ﴿۵﴾ وَاِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ ﴿۶﴾ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِاَهْلِهٖٓ اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا ۭ سَاٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ اٰتِيْكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ﴿۷﴾ فَلَمَّا جَاۗءَهَا نُوْدِيَ اَنْۢ بُوْرِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا ۭ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸﴾ يٰمُوْسٰٓى اِنَّهٗٓ اَنَا اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۹﴾ وَاَلْقِ عَصَاكَ ۭ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَاۗنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ۭ يٰمُوْسٰى لَا تَخَفْ ۣ اِنِّيْ لَا يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۱۰﴾ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًۢا بَعْدَ سُوْۗءٍ فَاِنِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱﴾ وَاَدْخِلْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاۗءَ مِنْ غَيْرِ سُوْۗءٍ ۣ فِيْ تِسْعِ اٰيٰتٍ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهٖ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۱۲﴾ فَلَمَّا جَاۗءَتْهُمْ اٰيٰتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۳﴾ وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا ۭ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۱۴﴾

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

طٰسٓ۔ یہ قرآن اور کتاب روشن کی آیتیں ہیں (۱) مومنوں کے لئے ہدایت اور بشارت ہے (۲) وہ جو نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے اور آخرت کا یقین رکھتے ہیں (۳) جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہیں ہم نے ان کے اعمال ان کے لیے آراستہ کر دیے ہیں تو وہ سرگرداں ہو رہے ہیں (۴) یہی لوگ ہیں جن کے لیے بڑا عذاب ہے اور وہ آخرت میں بھی وہ بہت نقصان اٹھانے والے ہیں (۵) اور تم کو قرآن (خدائے) حکیم وعلیم کی طرف سے عطا کیا جاتا ہے۔ (۶) جب موسیٰ نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ میں نے آگ دیکھی ہے میں وہاں سے (رستے کا) پتہ لاتا ہوں یا سلگتا ہوا انگارہ تمہارے پاس لاتا ہوں تاکہ تم تاپو (۷) جب موسیٰ اس کے پاس آئے تو ندا آئی کہ جو آگ میں (تجلی دکھاتا) ہے بابرکت ہے اور وہ جو آگ کے اردگرد ہیں، اور خدا جو تمام عالم کا پروردگار ہے پاک ہے (۸) اے موسیٰ میں ہی خدائے غالب ودانا ہوں (۹) اور اپنی لاٹھی ڈال دو۔ جب اسے دیکھا تو (اس طرح) ہل رہی تھی گویا سانپ ہے تو پیٹھ پھیر کر بھاگے اور پیچھے مڑ کر نہ دیکھا (حکم ہوا کہ) موسیٰ ڈرو مت ہمارے پاس پیغمبر ڈرا نہیں کرتے (۱۰) ہاں جس نے ظلم کیا پھر برائی کے بعد اسے نیکی سے بدل دیا تو میں بخشنے والا مہربان ہوں (۱۱) اور اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈالو سفید نکلے گا (ان دو معجزوں کے ساتھ جو) نو معجزوں میں (داخل ہیں) فرعون اور اس کی قوم کے پاس جاؤ کہ وہ بے حکم لوگ ہیں (۱۲) جب ان کے پاس ہماری روشن نشانیاں پہنچیں، کہنے لگے یہ صریح جادو ہے۔ (۱۳) اور بے انصافی اور غرور سے ان سے انکار کیا۔ کہ ان کے دل ان کو مان چکے تھے سو دیکھ لو کہ فساد کرنے والوں کا انجام کیسا ہوا (۱۴)

تفسیر سورۃ النمل آیات (۱) تا (۱۴)

یہ پوری سورت مکی ہے اس میں ترانوے آیات اور ایک ہزار ایک سو انچاس کلمات اور چار ہزار سات سو سرسٹھ حروف ہیں۔

(۱۔۲) طٰسٓ طاء سے طول اور سین سے خوبصورتی ونزاکت مراد ہے یا یہ کہ یہ ایک قسم ہے یہ سورت قرآن کریم اور ایک ایسی کتاب کی آیتیں ہیں جو کہ حلال وحرام کو واضح کرنے والی ہیں یہ آیتیں ایمان والوں کے لیے گمراہی سے ہدایت کے لیے اور جنت کی خوشخبری سنانے والی ہیں۔

(۳) اب اللہ تعالیٰ اہل ایمان کے اوصاف بیان فرماتا ہے کہ جو پانچوں نمازوں کی کمال وضو، رکوع اور سجود اور تمام آداب کی رعایت کے ساتھ پابندی کرتے ہیں اور اپنے اموال کی زکوٰۃ دیتے ہیں اور بعث بعد الموت اور جنت و دوزخ پر پورا یقین رکھتے ہیں۔

(۴) جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہم نے ان کی نظر میں ان کے اعمال کفریہ مرغوب کر رکھے ہیں جیسا کہ ابوجہل اور اس کے ساتھی سو وہ بھٹکتے پھرتے ہیں اور ان کو کچھ نہیں سوجھتا۔

(۵) ایسے لوگوں کے لیے دوزخ میں سخت ترین عذاب ہوگا اور یہ لوگ قیامت کے دن جنت کے ہاتھ سے نکل جانے اور دوزخ میں داخلہ کی وجہ سے نقصان اٹھانے والوں میں ہوں گے۔

(۶) اور اے محمد ﷺ آپ پر یہ قرآن حکیم بذریعہ جبریل امین یقین کے ساتھ ایک بڑی حکمت والے علم والے کی جانب سے نازل کیا جارہا ہے۔

(۷) اس وقت کا واقعہ بیان کیجیے جب کہ موسیٰ علیہ السلام مدین سے واپسی پر راستہ بھول گئے تھے تو اپنے گھر والوں سے کہا کہ میں نے راستہ کے بائیں جانب آگ دیکھی تم یہیں ٹھہرے رہو میں ابھی جا کر آگ کے پاس سے یا تو راستہ کی کوئی خبر لاتا ہوں یا تمہارے پاس آگ کا شعلہ کسی لکڑی وغیرہ میں لگا ہوا لاتا ہوں تاکہ تم سینک لو کیوں کہ اس وقت سردی کی شدت تھی۔

(۸) چنانچہ جب موسیٰ علیہ السلام اس آگ کے پاس پہنچے تو ان کو اللہ کی طرف سے آواز دی گئی ہے کہ جو اس آگ میں یعنی فرشتے ہیں ان پر بھی برکت ہے اور جو اس آگ کے پاس ہے (یعنی موسیٰ) اس پر بھی برکت ہو۔

یا یہ مطلب ہے کہ وہ ذات بہت ہی بابرکت ہے کہ جس کے نور سے یہ نور ہے یا یہ کہ جو تلاش میں ہیں یعنی حضرت موسیٰؑ اور جو ان کے گرد فرشتے ہیں ان سب پر برکت ہو اور اللہ رب العزت کی ذات پاک ہے۔

(۹-۱۰) ارشاد ہوا اے موسیٰؑ بات یہ ہے کہ میں اللہ ہوں اور جو میرے اوپر ایمان نہ لائے اس کو سزا دینے میں زبردست ہوں اور اپنے حکم اور فیصلہ میں حکمت والا ہوں۔

میں نے اس چیز کا حکم دیا ہے کہ میرے علاوہ کسی اور کی عبادت نہ کی جائے اور تم ہاتھ میں سے اپنا عصا زمین پر ڈال دو۔ چنانچہ انھوں نے ڈال دیا سو جب حضرت موسیٰؑ نے اس کو اس طرح حرکت کرتے دیکھا جیسے سانپ ہو تو وہ اس سے مڑ کر بھاگے اور اس کے ڈر کی وجہ سے پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا۔

ارشاد خداوندی ہوا اے موسیٰ علیہ السلام ڈرو نہیں اور ہمارے حضور میں پیغمبر نہیں ڈرا کرتے۔

(۱۱) ہاں مگر جس سے کوئی خطا ہو جائے اور پھر وہ اس خطا سے توبہ کرے تو اس کو بھی ڈرنا نہیں چاہیے کیوں کہ میں تائب کی مغفرت کرنے والا اور جو توبہ کی حالت میں مرے اس پر رحم کرنے والا ہوں۔

(۱۲) اور تم اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈالے جاؤ اور پھر نکالو تو وہ بلا کسی عیب یعنی برص کے روشن ہو کر نکلے گا اور دونوں معجزے ان نو معجزوں میں سے ہیں جن کو دے کر تمہیں فرعون اور اس کی قبطی قوم کی طرف بھیجا جاتا ہے کیوں کہ وہ حد سے بڑھے ہوئے لوگ ہیں۔

(۱۳) غرض کہ جب موسیٰ علیہ السلام ان لوگوں کے پاس ہمارے دیے ہوئے معجزات لے کر پہنچے جو نہایت واضح تھے اور یکے بعد دیگرے وہ دکھائے تو وہ لوگ کہنے لگے کہ موسیٰ علیہ السلام جو ہمارے پاس لے کر آئے ہیں یہ کھلا جادو ہے۔

(۱۴) اور غضب یہ کہ ظلم وعناد اور تکبر کی وجہ سے ان معجزات کے منکر ہو گئے حالاں کہ ان کے دلوں نے اس بات کا یقین کر لیا تھا کہ یہ اللہ کی طرف سے ہیں تو آپ دیکھیے کہ ان مشرکین یعنی فرعون اور اس کی قوم کا کیسا برا انجام ہوا کہ ہم نے سب کو دریا میں غرق کر دیا۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ
عِلْمًا ۚ وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ
الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ وَقَالَ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا
مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَاُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ۭ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ ۝
وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ۝
حَتّٰٓى اِذَآ اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ ۙ قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰٓاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا
مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ ۙ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝
فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ
نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا
تَرْضٰىهُ وَاَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَتَفَقَّدَ
الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَآ اَرَى الْهُدْهُدَ ڮ اَمْ كَانَ مِنَ الْغَاۗىِٕبِيْنَ ۝
لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا شَدِيْدًا اَوْ لَاَاذْبَحَنَّهٗٓ اَوْ لَيَاْتِيَنِّيْ بِسُلْطٰنٍ
مُّبِيْنٍ ۝ فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيْدٍ فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ
وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍۢ بِنَبَاٍ يَّقِيْنٍ ۝ اِنِّيْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ
وَاُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَّلَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ ۝ وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا
يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ
اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ ۝ اَلَّا يَسْجُدُوْا
لِلّٰهِ الَّذِيْ يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ
وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۝ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝
قَالَ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ اِذْهَبْ بِّكِتٰبِيْ
هٰذَا فَاَلْقِهْ اِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُوْنَ ۝ قَالَتْ
يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّيْٓ اُلْقِيَ اِلَيَّ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ ۝ اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ۝

اور ہم نے داؤد اور سلیمان کو علم بخشا۔ اور انہوں نے کہا کہ خدا کا شکر ہے جس نے ہمیں بہت سے مومن بندوں پر فضیلت دی (۱۵) اور سلیمان داؤد کے قائم مقام ہوئے اور کہنے لگے کہ لوگو ہمیں (خدا کی طرف سے) جانوروں کی بولی سکھائی گئی ہے۔ اور ہر چیز عنایت فرمائی گئی ہے بیشک یہ (اس کا) صریح فضل ہے (۱۶) اور سلیمان کے لیے جنوں اور انسانوں اور پرندوں کے لشکر جمع کیے گئے اور وہ قسم وار کیے گیے تھے (۱۷) یہاں تک کہ جب چیونٹیوں کے میدان میں پہنچے تو ایک چیونٹی نے کہا کہ چیونٹیو اپنے بلوں میں داخل ہو جاؤ ایسا نہ ہو کہ سلیمان اور اس کے لشکر تم کو کچل ڈالیں اور ان کو خبر بھی نہ ہو (۱۸) تو وہ اس کی بات سن کر ہنس پڑے اور کہنے لگے کہ اے پروردگار! مجھے توفیق عطا فرما کہ جو احسان تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کیے ہیں ان کا شکر کروں اور ایسے نیک کام کروں کہ تو ان سے خوش ہو جائے اور مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں داخل فرما (۱۹) انہوں نے جانوروں کا جائزہ لیا تو کہنے لگے کیا سبب ہے کہ ہدہد نظر نہیں آتا کیا کہیں غائب ہو گیا ہے (۲۰) میں اسے سخت سزا دوں گا یا ذبح کر ڈالوں گا یا میرے سامنے (اپنی بے قصوری کی) دلیل صریح پیش کرے (۲۱) ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ ہدہد آ موجود ہوا اور کہنے لگا کہ مجھے ایک ایسی چیز معلوم ہوئی ہے جس کی آپ کو خبر نہیں اور میں آپ کے پاس (شہر) سبا سے ایک سچی خبر لے کر آیا ہوں (۲۲) میں نے ایک عورت دیکھی کہ ان لوگوں پر بادشاہت کرتی ہے اور ہر چیز اسے میسر ہے اور اس کا ایک بڑا تخت ہے (۲۳) میں نے دیکھا کہ وہ اور اس کی قوم خدا کو چھوڑ کر آفتاب کو سجدہ کرتے ہیں اور شیطان نے ان کے اعمال

قَالَتْ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِیْ فِیْۤ اَمْرِیْ ۚ مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ ۝ قَالُوْا نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّاُولُوْا بَاْسٍ شَدِیْدٍ ۙ۬ وَّالْاَمْرُ اِلَیْكِ فَانْظُرِیْ مَاذَا تَاْمُرِیْنَ ۝ قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْیَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْۤا اَعِزَّةَ اَهْلِهَاۤ اَذِلَّةً ۚ وَكَذٰلِكَ یَفْعَلُوْنَ ۝ وَاِنِّیْ مُرْسِلَةٌ اِلَیْهِمْ بِهَدِیَّةٍ فَنٰظِرَةٌۢ بِمَ یَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ ۝ فَلَمَّا جَآءَ سُلَیْمٰنَ قَالَ اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ ۫ فَمَاۤ اٰتٰىنِ ۦَ اللّٰهُ خَیْرٌ مِّمَّاۤ اٰتٰىكُمْ ۚ بَلْ اَنْتُمْ بِهَدِیَّتِكُمْ تَفْرَحُوْنَ ۝ اِرْجِعْ اِلَیْهِمْ فَلَنَاْتِیَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِّنْهَاۤ اَذِلَّةً وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ۝ قَالَ یٰۤاَیُّهَا الْمَلَؤُا اَیُّكُمْ یَاْتِیْنِیْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ یَّاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ ۝ قَالَ عِفْرِیْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ وَاِنِّیْ عَلَیْهِ لَقَوِیٌّ اَمِیْنٌ ۝

انھیں آراستہ کر دکھائے ہیں اور ان کو رستے سے روک رکھا ہے پس وہ رستے پر نہیں آتے (۲۴) (اور نہیں سمجھتے) کہ خدا کو جو آسمانوں اور زمین میں چھپی چیزوں کو ظاہر کر دیتا اور تمہارے پوشیدہ اور ظاہر اعمال کو جانتا ہے کیوں سجدہ نہ کریں (۲۵) خدا کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہی عرش عظیم کا مالک ہے (۲۶) سلیمان نے کہا (اچھا) ہم دیکھیں گے تو نے سچ کہا ہے یا تو جھوٹا ہے (۲۷) یہ میرا خط لے جا اور اسے ان کی طرف ڈال دے پھر ان کے پاس سے پھر آ اور دیکھ کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں (۲۸) ملکہ نے کہا کہ دربار والو! میری طرف ایک نامہ گرامی ڈالا گیا ہے (۲۹) وہ سلیمان کی طرف سے ہے اور (مضمون یہ ہے) کہ شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے (۳۰) (بعد اس کے یہ) کہ مجھ سے سرکشی نہ کرو اور مطیع و منقاد ہو کر میرے پاس چلے آؤ (۳۱) (خط سنا کر) کہنے لگی کہ اے اہل دربار میرے اس معاملے میں مجھے مشورہ دو جب تک تم حاضر نہ ہو (اور صلاح نہ دو) میں کسی کام کو فیصل کرنے والی نہیں (۳۲) وہ بولے کہ ہم بڑے زور آور اور سخت جنگجو ہیں اور حکم آپ کے اختیار ہے تو جو حکم دیجیے گا (اس کے مآل پر) نظر کر لیجیے گا (۳۳) اس نے کہا کہ بادشاہ جب کسی شہر میں داخل ہوتے ہیں تو اس کو تباہ کر دیتے ہیں اور وہاں کے عزت والوں کو ذلیل کر دیا کرتے ہیں اور اسی طرح یہ بھی کریں گے (۳۴) اور میں ان کی طرف کچھ تحفہ بھیجتی ہوں اور دیکھتی ہوں کہ قاصد کیا جواب لاتے ہیں (۳۵) جب (قاصد) سلیمان کے پاس پہنچا تو (سلیمان نے) کہا کیا تم مجھے مال سے مدد دینا چاہتے ہو جو کچھ خدا نے مجھے عطا فرمایا ہے وہ اس سے بہتر ہے جو تمہیں دیا ہے حقیقت یہ ہے کہ تم ہی اپنے تحفے سے خوش ہوتے ہو گے (۳۶) ان کے پاس واپس جاؤ ہم ان پر ایسے لشکر لے کر حملہ کریں گے جن کے مقابلے کی ان میں طاقت نہ ہوگی اور ان کو وہاں سے بے عزت کر کے نکال دیں گے اور وہ ذلیل ہوں گے (۳۷) (سلیمان نے) کہا کہ اے دربار والو! کوئی تم میں ایسا ہے کہ قبل اس کے کہ وہ لوگ فرمانبردار ہو کر ہمارے پاس آئیں ملکہ کا تخت میرے پاس لے آئے (۳۸) جنات میں سے ایک قوی ہیکل جن نے کہا کہ قبل اس کے کہ آپ اپنی جگہ سے اٹھیں میں اس کو آپ کے پاس لا حاضر کرتا ہوں اور میں اسے اس (کے اٹھانے) کی طاقت رکھتا ہوں (اور) امانت دار ہوں (۳۹)

تفسیر سورة النمل آیات (۱۵) تا (۳۹)

(۱۵) اور ہم نے داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام کو شریعت اور حکومت کا علم اور فہم عطا فرمائی اور ان دونوں نے شکر ادا کرنے کے لیے فرمایا کہ تمام تعریفوں کا اللہ تعالیٰ ہی حق دار ہے جس نے ہمیں علم اور نبوت کے ذریعے اپنے بہت سے مومن بندوں پر فضیلت دی اور داؤد علیہ السلام کے انیس لڑکے تھے۔

(۱۶) ان سب میں داؤد علیہ السلام کی وفات کے بعد ان کی سلطنت کے جانشین سلیمان علیہ السلام ہوئے اور سلیمان علیہ السلام

نے فرمایا اے لوگو ہمیں پرندوں کی بولی سمجھنے کی تعلیم دی گئی اور سامان سلطنت کے متعلق ہر قسم کی ضروری چیزوں کا علم دیا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے میرے اوپر بہت بڑا انعام ہے۔

(۱۷) اور سلیمان علیہ السلام کے لیے جو ان کا تمام لشکر جمع کیا گیا تو اس کو چلنے کے وقت روکا جایا کرتا تھا تاکہ سب جمع ہو جائیں اور متفرق نہ ہوں۔

(۱۸) چنانچہ ایک مرتبہ سرزمین شام میں ایک چیونٹیوں کے میدان پر سے گزر ہوا تو گرجا یا جنوب رواں ایک چیونٹی نے دوسری چیونٹیوں سے کہا اے چیونٹیو اپنے اپنے سوراخوں میں جا گھسو کہیں تمہیں سلیمان اور ان کا لشکر بے خبری میں نہ کچل ڈالیں یہ کہ سلیمان علیہ السلام کے لشکر نے چیونٹی کی یہ بات نہیں سنی۔

(۱۹) غرض کہ سلیمان علیہ السلام نے اس کی بات سنی اور اس کی عقل مندی پر متعجب ہو کر مسکراتے ہوئے ہنس پڑے اور ان کا لشکر اس کی بات نہ سمجھ سکا اور کہنے لگے اے میرے رب مجھے اس بات کی توفیق دیجیے کہ میں آپ کی ان نعمتوں کا شکر ادا کیا کروں جو آپ نے توحید کے صلہ میں مجھ کو اور میرے ماں باپ کو عطا فرمائی ہیں اور یہ کہ میں ایسے نیک کام کروں جن کو آپ قبول فرمائیں اور مجھ کو اپنے خصوصی فضل سے جنت میں اپنے نیک بندوں یعنی انبیاء کرام میں شامل کر لیجیے۔

(۲۰) ایک بار یہ قصہ ہوا کہ سلیمان علیہ السلام نے تمام پرندوں کی حاضری لی تو ہدہد کو نہ دیکھا تو فرمانے لگے کیا بات ہے کہ میں ہدہد کو اس کی جگہ پر نہیں پاتا اگر وہ پرندوں میں سے کہیں غائب ہو گیا ہے۔

(۲۱) تو میں اس کے پر اکھاڑ دوں گا پرندوں کی یہی سزا تھی یا اس کو ذبح کر ڈالوں گا یا وہ اپنی غیر حاضری کا معقول عذر پیش کرے۔

(۲۲) تھوڑی ہی دیر میں وہ آ گیا اور سلیمان علیہ السلام سے کہنے لگا کہ میں ایسی جگہ ہو کر آیا ہوں جہاں ابھی تک آپ نہیں گئے اور ایسی بات معلوم کر کے آیا ہوں جو آپ کو معلوم نہیں ہوئی میں آپ کے پاس ملک سبا کی ایک تحقیقی خبر لایا ہوں۔

(۲۳) وہ یہ کہ میں نے بلقیس نامی ایک عورت کو دیکھا ہے جو ان لوگوں پر بادشاہت کر رہی ہے اور اس کو اپنے شہر میں ہر قسم کا سامان میسر ہے اور اس کے پاس ایک بڑا قیمتی خوب صورت تخت ہے جس پر جواہرات اور موتی جڑے ہوئے ہیں۔

(۲۴) میں نے ان لوگوں کو دیکھا کہ وہ اللہ کو چھوڑ کر سورج کی پوجا کر رہے ہیں اور شیطان نے اس سورج کی پوجا کو ان کی نظر میں پسندیدہ بنا کر رکھا ہے اور ان کو شیطان نے راہ حق اور ہدایت سے روک رکھا ہے سو وہ راہ حق پر نہیں چلتے۔

(۲۵۔۲۶) اور میں نے ان سے کہا کہ اس اللہ کو کیوں سجدہ نہیں کرتے جو آسمان و زمین کی پوشیدہ چیزوں کو باہر لاتا ہے جن میں سے بارش اور نباتات بھی ہیں۔

یا یہ کہ یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا قول ہو کہ ہدہد سے سن کر انھوں نے ایسا فرمایا ہو اور تم لوگ جو کچھ بھی دل میں چھپا کر رکھتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو وہ سب کو جانتا ہے اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور وہ عرش عظیم کا مالک ہے۔

(۲۷) یہ سن کر سلیمان علیہ السلام نے ہدہد سے فرمایا ہم ابھی دیکھ لیتے ہیں کہ تو سچا ہے یا جھوٹا۔

(۲۸) میرا یہ خط لے جا اور ان کے پاس ڈال دینا پھر ذرا وہاں سے ہٹ جانا کہ وہ دیکھ نہ سکیں پھر دیکھنا کہ میرے خط کے بارے میں وہ آپس میں کیا گفتگو اور سوال و جواب کرتے ہیں۔

(۲۹۔۳۲) غرض کہ ہدہد نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے حکم کے مطابق ایسا ہی کیا اور اس خط کو حضرت بلقیس نے اٹھا لیا اور پڑھ کر اپنے سرداروں کو مشورہ کے لیے جمع کیا اور ان سے کہا کہ میرے پاس ایک مہر شدہ باوقعت خط ڈالا گیا ہے اور وہ سلیمان علیہ السلام کی طرف سے ہے۔

اور اس میں یہ مضمون ہے کہ اول بسم اللہ الرحمن الرحیم پھر یہ کہ تم لوگ میرے مقابلہ میں تکبر مت کرو اور میرے پاس مطیع و فرمانبردار ہو کر چلے آؤ۔

اس کے بعد حضرت بلقیس نے درباریوں سے فرمایا کہ تم مجھے اس معاملہ میں اپنی رائے اور مشورہ دو اور میں کبھی کسی معاملہ میں کوئی قطعی فیصلہ نہیں کرتی جب تک کہ تم میرے پاس موجود نہ ہو اور مجھے مشورہ نہ دو۔

(۳۳) وہ لوگ کہنے لگے ہم ہتھیاروں کے اعتبار سے بڑے طاقتور ہیں اور لڑنے والے بھی ہیں باقی جیسی آپ کی رائے ہو آپ جیسا ہمیں حکم دیں ہم اس کی بجا آوری کے لیے تیار ہیں۔

(۳۴) یہ سن کر حضرت بلقیس نے حکمت آمیز گفتگو کی وہ یہ کہ والیان ملک جب کسی بستی میں غلبہ اور لڑائی کے ذریعے سے داخل ہوتے ہیں تو اس کو تہہ و بالا کر دیتے ہیں اور جو عزت والے ہوتے ہیں ان کو قتل کے ذریعے ذلیل و رسوا کر دیتے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ والیان ملک بڑائی میں ایسا ہی کیا کرتے ہیں۔

(۳۵) اور سر دست میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں کچھ تحفہ بھیجتی ہوں پھر دیکھوں گی کہ قاصد وہاں سے کیا جواب لاتے ہیں۔

(۳۶) چنانچہ جب قاصد نے حضرت سلیمانؑ کی خدمت میں پہنچ کر تحائف پیش کیے تو حضرت سلیمان نے فرمایا کیا تم لوگ ان تحائف سے میری مدد کرنا چاہتے ہو سو جو کچھ اللہ تعالیٰ نے مجھے بادشاہت اور نبوت دے رکھی ہے وہ

اس مال سے کہیں بہتر ہے جو تمہیں دے رکھا ہے اگر میں تمہارے اس تحفہ کو واپس کر دوں تو تم ہی اس پر اتراؤ گے۔

(۳۷) اپنے تحائف لے کر ان لوگوں کے پاس لوٹ جاؤ ہم ان پر ایسی فوجیں بھیجتے ہیں کہ ان لوگوں سے ان کا ذرا بھی مقابلہ نہیں ہو سکے گا اور ہم ان کو ملک سبا سے اطاعت کا طوق ان کی گردنوں میں ڈال کر نکال دیں گے اور وہ ذلت کے ساتھ ہمیشہ ہمارے ماتحت ہو جائیں گے۔

(۳۸) اس کے بعد سلیمان علیہ السلام نے درباریوں سے کہا کہ تم میں کوئی ایسا شخص ہے کہ بلقیس کا تخت اس سے پہلے کہ وہ لوگ میرے پاس مطیع ہو کر آئیں حاضر کر دے۔

(۳۹) یہ سن کر ایک عمرو نامی قوی ہیکل جن نے کہا کہ میں اس کو لا کر آپ کی خدمت میں حاضر کر دوں گا اس سے پہلے۔ آپ اپنے اجلاس سے اٹھیں اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا اجلاس قضا آدھی رات تک ہوتا تھا۔
اور میں اس کے اٹھانے پر طاقت رکھتا ہوں اور اس میں جو جواہرات اور موتی اور سونا و چاندی لگا ہوا ہے اس پر امانت دار بھی ہوں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا میں اس سے جلدی منگوانا چاہتا ہوں۔

قَالَ الَّذِي عِندَهُ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتَابِ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَن يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ ۚ فَلَمَّا رَآهُ مُسْتَقِرًّا عِندَهُ قَالَ هَٰذَا مِن فَضْلِ رَبِّي لِيَبْلُوَنِي أَأَشْكُرُ أَمْ أَكْفُرُ ۖ وَمَن شَكَرَ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ ۖ وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ رَبِّي غَنِيٌّ كَرِيمٌ ۝ قَالَ نَكِّرُوا لَهَا عَرْشَهَا نَنظُرْ أَتَهْتَدِي أَمْ تَكُونُ مِنَ الَّذِينَ لَا يَهْتَدُونَ ۝ فَلَمَّا جَاءَتْ قِيلَ أَهَٰكَذَا عَرْشُكِ ۖ قَالَتْ كَأَنَّهُ هُوَ ۚ وَأُوتِينَا الْعِلْمَ مِن قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِينَ ۝ وَصَدَّهَا مَا كَانَت تَّعْبُدُ مِن دُونِ اللَّهِ ۖ إِنَّهَا كَانَتْ مِن قَوْمٍ كَافِرِينَ ۝ قِيلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ ۖ فَلَمَّا رَأَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَكَشَفَتْ عَن سَاقَيْهَا ۚ قَالَ إِنَّهُ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّن قَوَارِيرَ ۗ قَالَتْ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي وَأَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ ع

ایک شخص جس کو کتاب (الہیٰ) کا علم تھا کہنے لگا کہ میں آپ کی آنکھ کے جھپکنے سے پہلے پہلے اسے آپ کے پاس حاضر کیے دیتا ہوں جب (سلیمان نے) تخت کو اپنے پاس رکھا ہوا دیکھا تو کہا کہ یہ میرے پروردگار کا فضل ہے تاکہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا کفران نعمت کرتا ہوں اور جو شکر کرتا ہے تو اپنے ہی فائدے کے لیے شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے تو میرا پروردگار بے پروا (اور) کرم کرنے والا ہے (۴۰) (سلیمان نے) کہا کہ ملکہ کے (امتحان عقل کے) لیے اس کے تخت کی صورت بدل دو دیکھیں کہ وہ سوجھ رکھتی ہے یا ان لوگوں میں سے ہے جو سوجھ نہیں رکھتے (۴۱) جب وہ آپہنچی تو پوچھا گیا کہ کیا آپ کا تخت بھی اسی طرح کا ہے؟ اس نے کہا کہ یہ تو گویا ہو بہو وہی ہے۔ اور ہم کو اس سے پہلے ہی (سلیمان کی عظمت وشان کا) علم ہو گیا تھا۔ اور ہم فرمانبردار ہیں (۴۲) اور وہ جو خدا کے سوا (اور کی) پرستش کرتی تھی (سلیمان نے) اس کو اس سے منع کیا (اس سے پہلے تو) وہ کافروں میں سے تھی (۴۳) (پھر) اس سے کہا گیا کہ محل میں چلیے جب اس نے اس (کے فرش) کو دیکھا تو اسے پانی کا حوض سمجھا اور (کپڑا اٹھا کر) اپنی پنڈلیاں کھول دیں (سلیمان نے) کہا یہ ایسا محل ہے جس کے (نیچے بھی) شیشے جڑے ہوئے ہیں وہ بول اٹھی کہ پروردگار میں اپنے آپ پر ظلم کرتی رہی تھی اور (اب) میں سلیمان کے ہاتھ پر خدائے رب العالمین پر ایمان لاتی ہوں (۴۴)

تفسیر سورۃ النمل آیات (۴۰) تا (۴۴)

(۴۰) اس کے بعد آصف بن برخیا نامی ایک شخص نے جو اسم اعظم یعنی یا حی یا قیوم جانتا تھا عرض کیا کہ میں اس کو آپ کی آنکھ جھپکنے سے پہلے یعنی جیسا کہ آپ کوئی چیز فاصلے سے نظر ڈالیں اس چیز کے آپ تک پہنچنے سے پہلے آپ کے سامنے لا کر حاضر کرتا ہوں۔

غرض کہ جب سلیمان علیہ السلام نے اس تخت کو اپنے تخت کے پاس رکھا ہوا دیکھا تو خوش ہو کر آصف سے فرمانے لگے کہ یہ بھی میرے پروردگار کا فضل ہے تاکہ وہ میری آزمائش کرے کہ میں اس کی نعمتوں کا شکر کرتا ہوں یا خدانخواستہ ناشکری کرتا ہوں۔

اور جو اس کی نعمتوں کا شکر کرتا ہے وہ اپنے ہی نفع اور ثواب حاصل کرنے کے لیے شکر کرتا ہے اور اسی طرح جو ناشکری کرتا ہے تو میرا رب اس کے شکر سے غنی ہے اور توبہ کو معاف فرمانے والا ہے اور ایسے ہی سزا دینے میں جلدی نہیں فرماتا۔

(۴۱) پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے حکم دیا کہ بلقیس کے تخت کی شکل بدل دو یعنی اس میں کچھ کمی بیشی کر دو تاکہ ہم دیکھیں کہ ان کو اس کا پتا چلتا ہے یا نہیں۔

(۴۲) چنانچہ جب بلقیس آئیں تو سلیمان علیہ السلام نے ان کو تخت دکھا کر فرمایا کہ کیا تمہارا تخت ایسا ہی ہے وہ کہنے لگیں ہاں ہے تو ایسا ہی اور ہمیں تو اس واقعہ سے پہلے ہی آپ کی نبوت کی تحقیق ہو گئی۔

(۴۳) اور ہم تو اسی وقت سے فرمانبردار ہو گئے تھے یا یہ کہ سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس تبدیلی کی سمجھ اور بلقیس کے آنے سے پہلے ان کے تخت لانے کی قوت عطا فرمائی اور سلیمان علیہ السلام نے ان کو یا اللہ تعالیٰ نے سورج کی پوجا سے بلقیس کو روک دیا کیونکہ وہ پہلے مجوسی قوم میں سے تھیں۔

(۴۴) اس کے بعد بلقیس سے کہا گیا کہ اس محل میں داخل ہو تو جب بلقیس نے اس کا صحن دیکھا تو پانی سے بھرا ہوا سمجھا اور اندر داخل ہونے کے لیے دامن اٹھائے۔

اس وقت سلیمان علیہ السلام نے ان سے فرمایا یہ تو ایک محل ہے جو شیشوں سے بنایا گیا ہے اور یہ حوض بھی شیشہ سے بنا ہوا ہے لہذا گھبرانے اور دامن اٹھانے کی ضرورت نہیں اندر چلی آؤ اس وقت بلقیس کے دل میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی دینی و دنیوی عظمت کمال کو پہنچ گئی اور کہنے لگیں کہ اے میرے پروردگار میں نے سورج کی پوجا کر کے اپنے اوپر ظلم کیا تھا اور اب میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہاتھ پر رب العالمین پر ایمان لے آئی۔

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ
ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ فَإِذَا هُمْ فَرِيقَانِ
يَخْتَصِمُونَ ۝ قَالَ يَا قَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُونَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ
الْحَسَنَةِ ۖ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُونَ اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝
قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَن مَّعَكَ ۚ قَالَ طَائِرُكُمْ عِندَ اللَّهِ ۖ بَلْ
أَنتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُونَ ۝ وَكَانَ فِي الْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ
يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ۝ قَالُوا تَقَاسَمُوا بِاللَّهِ
لَنُبَيِّتَنَّهُ وَأَهْلَهُ ثُمَّ لَنَقُولَنَّ لِوَلِيِّهِ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ أَهْلِهِ وَإِنَّا
لَصَادِقُونَ ۝ وَمَكَرُوا مَكْرًا وَمَكَرْنَا مَكْرًا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝ فَانظُرْ
كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ أَنَّا دَمَّرْنَاهُمْ وَقَوْمَهُمْ أَجْمَعِينَ ۝
فَتِلْكَ بُيُوتُهُمْ خَاوِيَةً بِمَا ظَلَمُوا ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ
يَعْلَمُونَ ۝ وَأَنجَيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ۝ وَلُوطًا إِذْ
قَالَ لِقَوْمِهِ أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ وَأَنتُمْ تُبْصِرُونَ ۝ أَئِنَّكُمْ
لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّن دُونِ النِّسَاءِ ۚ بَلْ أَنتُمْ قَوْمٌ
تَجْهَلُونَ ۝ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَن قَالُوا أَخْرِجُوا آلَ
لُوطٍ مِّن قَرْيَتِكُمْ ۖ إِنَّهُمْ أُنَاسٌ يَتَطَهَّرُونَ ۝ فَأَنجَيْنَاهُ
وَأَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ قَدَّرْنَاهَا مِنَ الْغَابِرِينَ ۝ وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِم
مَّطَرًا ۖ فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنذَرِينَ ۝ قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ وَسَلَامٌ عَلَىٰ
عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ ۗ آللَّهُ خَيْرٌ أَمَّا يُشْرِكُونَ ۝

اور ہم نے ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا کہ خدا کی عبادت کرو تو وہ دو فریق ہو کر آپس میں جھگڑنے لگے (۴۵) (صالح نے) کہا کہ بھائیو! تم بھلائی سے پہلے برائی کے لیے کیوں جلدی کرتے ہو (اور) خدا سے بخشش کیوں نہیں مانگتے تاکہ تم پر رحم کیا جائے (۴۶) وہ کہنے لگے کہ تم اور تمہارے ساتھی ہمارے لیے شگون بد ہے (صالح نے) کہا کہ تمہاری بدشگونی خدا کی طرف سے ہے بلکہ تم ایسے لوگ ہو جن کی آزمائش کی جاتی ہے (۴۷) اور شہر میں نو شخص تھے جو ملک میں فساد کیا کرتے تھے اور اصلاح سے کام نہیں لیتے تھے (۴۸) کہنے لگے کہ خدا کی قسم کھاؤ کہ ہم رات کو اس پر اور اس کے گھر والوں پر شب خون ماریں گے پھر اس کے وارث سے کہہ دیں گے کہ ہم تو اس کے گھر والوں کے موقع ہلاکت پر گئے ہی نہیں اور ہم سچ کہتے ہیں (۴۹) اور وہ ایک چال چلے اور ان کو کچھ خبر نہ ہوئی (۵۰) تو دیکھ لو کہ ان کی چال کا انجام کیسا ہوا، ہم نے ان کو اور ان کی قوم سب کو ہلاک کر ڈالا (۵۱) اب یہ ان کے گھر ان کے ظلم کے سبب خالی پڑے ہیں۔ جو لوگ دانش رکھتے ہیں ان کے لیے اس میں نشانی ہے (۵۲) اور جو لوگ ایمان لائے اور ڈرتے تھے ان کو ہم نے نجات دی (۵۳) اور لوط کو (یاد کرو) جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ تم بے حیائی (کے کام) کیوں کرتے ہو اور تم دیکھتے ہو (۵۴) کیا تم عورتوں کو چھوڑ کر لذت (حاصل کرنے) کے لیے مردوں کی طرف مائل ہوتے ہو حقیقت یہ ہے کہ تم احمق لوگ ہو (۵۵) تو ان کی قوم کے لوگ (بولے تو) یہ بولے اور اس کے سوا ان کا کچھ جواب نہ تھا کہ لوط کے گھر والوں کو اپنے شہر سے نکال دو یہ لوگ پاک رہنا چاہتے ہیں (۵۶) تو ہم نے ان کو اور ان کے گھر والوں کو نجات دی مگر ان کی بیوی کہ اس کی نسبت ہم نے مقرر کر رکھا ہے (کہ وہ پیچھے رہنے والوں میں ہوگی) (۵۷) اور ہم نے ان پر مینہ برسایا سو (جو) مینہ ان لوگوں پر برسا جن کو متنبہ کر دیا گیا تھا برا تھا (۵۸) کہہ دو کہ سب تعریف خدا ہی کو (سزاوار) ہے اور اس کے بندوں پر سلام ہے جن کو اس نے منتخب فرمایا۔ بھلا خدا بہتر ہے یا وہ جن کو یہ (اس کا) شریک ٹھہراتے ہیں (۵۹)

تفسیر سورۃ النمل آیات (۴۵) تا (۵۹)

(۴۵) اور ہم نے قوم ثمود کی طرف ان کے نبی حضرت صالح علیہ السلام کو یہ پیغام دے کر بھیجا کہ تم کفر وشرک سے توبہ کرو اور توحید خداوندی کا اقرار کرلو تو ان میں مومن وکافر کے دو گروہ ہوگئے جو دین کے بارے میں باہم جھگڑنے لگے۔

(۴۶) حضرت صالح علیہ السلام نے کافر گروہ سے فرمایا ارے تم لوگ عافیت ورحمت سے پہلے عذاب کو کیوں جلدی مانگتے ہو تم لوگ کفر وشرک سے معافی کیوں نہیں مانگتے اور توحید کا اقرار کیوں نہیں کرتے جس سے توقع ہو کہ تم پر رحم کیا جائے اور عذاب نازل نہ ہو۔

(۴۷) وہ لوگ بولے ہم تو تم کو اور تمہارے ساتھ جو مومن ہیں انہیں منحوس سمجھتے ہیں جس کی وجہ سے ہم پر قحط ہو رہی ہے حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا تمہاری تنگی اور خوشحالی یہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے بلکہ تم تنگی اور خوشحالی کے ذریعے آزمائے جاؤ گے اور یہ کہ تم کفر کی بدولت عذاب میں مبتلا ہو جاؤ گے۔

(۴۸) اور اس بستی کے رؤساء کے بیٹوں میں نو آدمی نہایت فاسق تھے یعنی قدار بن سالف، مصدع بن دہر اور اس کے ساتھی جو بہت گناہ کیا کرتے تھے اور بالکل اصلاح کا حکم نہیں دیا کرتے تھے اور نہ خود ہی اس پر عمل پیرا ہوا کرتے تھے۔

(۴۹) انھوں نے آپس میں یہ گفتگو کی کہ سب مل کر اس چیز پر اللہ تعالیٰ کی قسمیں کھاؤ کہ ہم رات کے وقت حضرت صالح علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں پر حملہ کریں گے اور نعوذ باللہ ان سب کو مار ڈالیں گے پھر ان کے وارثوں اور رشتہ داروں سے کہہ دیں گے کہ ہم حضرت صالح اور ان کے ساتھیوں کے مارے جانے کے وقت موجود نہ تھے اور ہم اپنی بات میں بالکل سچے ہیں اور پھر ہماری کوئی بھی تردید نہیں کرے گا۔

(۵۰) غرض کہ ان لوگوں نے حضرت صالح علیہ السلام اور ان کے ماننے والوں کے قتل کرنے کی تدبیر کی تھی اور ہم نے بھی ان سب کے ختم کرنے کی تدبیر کی جس کی ان کو خبر بھی نہ ہوئی۔ کہا گیا ہے کہ ان سب کو حضرت صالح علیہ السلام کے مکان پر فرشتوں نے مار ڈالا اور ان لوگوں کو فرشتوں کا پتا بھی نہیں چلا۔

(۵۱) سو دیکھیے ان کی اس شرارت کا کیا انجام ہوا ہم نے ان کو اس طریقے سے مذکور اور بقیہ ان کی ساری قوم کو پتھروں کا عذاب نازل کرکے ہلاک کردیا۔

(۵۲) سو یہ ان کے ویران گھر پڑے ہوئے ہیں ان کے شرک کی وجہ سے ہم نے جو ان کو سزا دی، بے شک اس میں بڑی عبرت ہے۔ ان لوگوں کے لیے جو ہماری اس سزا دینے کی تصدیق کرتے ہیں۔

(۵۳) اور ہم نے حضرت صالح علیہ السلام کو اور ان مومن بندوں کو جو کفر و شرک برائیوں اور اونٹنی کے قتل سے بچتے تھے نجات دی۔

(۵۴) اور ہم نے لوط علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف بھیجا جس وقت انھوں نے اپنی قوم سے فرمایا تم جان بوجھ کر بے حیائی کا کام کرتے ہو۔

(۵۵) کیا تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے ساتھ شہوت رانی کرتے ہو تم حکم الٰہی کے بارے میں جہالت کر رہے ہو۔

(۵۶) ان کی قوم کو سوائے اس کے اور کوئی جواب نہ بن پڑا کہ لوط علیہ السلام اور ان کی دونوں صاحبزادیوں یعنی زعورا اور ریثا کو اپنی بستی سدوم سے نکال دو، کیوں کہ یہ لوگ مردوں سے شہوت رانی کے بارے میں بڑے پاک صاف بنتے ہیں۔

(۵۷) چنانچہ ہم نے حضرت لوط علیہ السلام اور ان کی دونوں صاحبزادیوں کو اس عذاب سے بچالیا سوائے ان کی منافقہ بیوی کے کہ ہم نے اس کو ان ہی لوگوں میں تجویز کر رکھا تھا جو عذاب میں رہ گئے تھے۔

(۵۸) چنانچہ ہم نے ان سب پر خواہ مسافر ہوں یا مقیم پتھروں کا مینہ برسا دیا سو ان لوگوں کا کیا برا حال تھا جن کو لوط علیہ السلام نے عذاب الٰہی سے ڈرایا تھا پھر بھی وہ ایمان نہیں لائے تھے۔

(۵۹) اے محمد ﷺ آپ ان منکرین کی ہلاکت پر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کیجیے اور اس کا شکر کیجیے اور اس کے بندوں پر جن کو اس نے نبوت کے ذریعے منتخب فرمایا ہے یا یہ کہ اس کے ان بندوں پر جن کو اس نے اسلام کی دولت سے سرفراز فرمایا ہے اور وہ امت محمدیہ ﷺ ہے۔

أَمَّنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَأَنزَلَ لَكُم مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَنبَتْنَا بِهِ حَدَائِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ مَّا كَانَ لَكُمْ أَن تُنبِتُوا شَجَرَهَا ۗ أَإِلَٰهٌ مَّعَ اللَّهِ ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَعْدِلُونَ ﴿٦٠﴾ أَمَّن جَعَلَ الْأَرْضَ قَرَارًا وَجَعَلَ خِلَالَهَا أَنْهَارًا وَجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ۗ أَإِلَٰهٌ مَّعَ اللَّهِ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٦١﴾ أَمَّن يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ ۗ أَإِلَٰهٌ مَّعَ اللَّهِ ۚ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ﴿٦٢﴾ أَمَّن يَهْدِيكُمْ فِي ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَن يُرْسِلُ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ ۗ أَإِلَٰهٌ مَّعَ اللَّهِ ۚ تَعَالَى اللَّهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٦٣﴾ أَمَّن يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَمَن يَرْزُقُكُم مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۗ أَإِلَٰهٌ مَّعَ اللَّهِ ۚ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿٦٤﴾ قُل لَّا يَعْلَمُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ ۚ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ﴿٦٥﴾ بَلِ ادَّارَكَ عِلْمُهُمْ فِي الْآخِرَةِ ۚ بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ مِّنْهَا ۖ بَلْ هُم مِّنْهَا عَمُونَ ﴿٦٦﴾

بھلا کس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور (کس نے) تمہارے لیے آسمان سے پانی برسایا۔ (ہم نے) پھر ہم ہی نے اس سے سرسبز باغ اگائے۔ تمہارا کام تو نہ تھا کہ تم ان کے درختوں کو اگاتے تو کیا خدا کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے؟ (ہرگز نہیں) بلکہ یہ لوگ رستے سے الگ ہو رہے ہیں (۶۰) بھلا کس نے زمین کو قرار گاہ بنایا اور اس کے بیچ نہریں بنائیں اور اس کے لیے پہاڑ بنائے اور (کس نے) دو دریاؤں کے بیچ اوٹ بنائی (یہ سب کچھ خدا نے بنایا) تو کیا خدا کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے؟ (ہرگز نہیں) بلکہ ان میں اکثر دانش نہیں رکھتے (۶۱) بھلا کون بیقرار کی التجا قبول کرتا ہے جب وہ اس سے دعا کرتا ہے اور (کون اس کی) تکلیف کو دور کرتا ہے اور (کون) تم کو زمین میں (اگلوں کا) جانشین بناتا ہے (یہ سب کچھ خدا کرتا ہے) تو کیا خدا کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے؟ (ہرگز نہیں مگر) تم بہت کم غور کرتے ہو (۶۲) بھلا کون تم کو جنگل اور دریا کے اندھیروں میں رستہ بتاتا ہے اور (کون) ہواؤں کو اپنی رحمت کے آگے خوشخبری بنا کر بھیجتا ہے (یہ سب کچھ خدا کرتا ہے) تو کیا خدا کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے؟ (ہرگز نہیں) (۶۳) یہ لوگ جو شرک کرتے ہیں خدا (کی شان) اس سے بلند ہے (۶۳) بھلا کون خلقت کو پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر اس کو بار بار پیدا کرتا رہتا ہے اور (کون) تم کو آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے (یہ سب کچھ خدا کرتا ہے) تو کیا خدا کے ساتھ کوئی معبود بھی ہے (ہرگز نہیں) کہہ دو کہ (مشرکو) اگر تم سچے ہو تو دلیل پیش کرو (۶۴) کہہ دو کہ جو لوگ آسمانوں اور زمین میں ہیں خدا کے سوا غیب کی باتیں نہیں جانتے۔ اور نہ یہ جانتے ہیں کہ کب (زندہ کرکے) اٹھائے جائیں گے (۶۵) بلکہ آخرت (کے بارے) میں ان کا علم منتہی ہو چکا ہے بلکہ وہ اس سے شک میں ہیں بلکہ اس سے اندھے ہو رہے ہیں (۶۶)۔

تفسیر سورۃ النمل آیات (۶۰) تا (۶۶)

(۶۰) آپ ان کفار مکہ سے فرمائیے کہ اچھا بتاؤ کہ ان بتوں کی جن کو تم اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہو پرستش بہتر ہے یا اس ذات کی عبادت و فرمانبرداری بہتر ہے جس نے آسمان و زمین کو پیدا کیا اور آسمان سے پانی برسایا اور پھر اس پانی سے پھل دار باغ اگائے، جن کی باڑ کھجور کے درختوں اور دوسرے درختوں سے ہوتی ہے تمہاری قدرت سے تو یہ چیز باہر ہے کہ تم ان باغوں کے درخت اگا سکو، اب سوچ کر ذرا بتاؤ تو سہی کہ کیا اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور معبود نے یہ چیزیں اگائی ہیں؟ بلکہ یہ ایسے بدتمیز ہیں کہ بتوں کو عبادت میں اللہ تعالیٰ کے برابر ٹھہراتے ہیں۔

(۶۱) اور یہ بتاؤ کہ یہ بت بہتر ہیں یا وہ ذات جس نے زمین کو قرار گاہ بنایا اور اس کے درمیان نہریں جاری کیں اور زمین کے ٹھہرانے کے لیے کھونٹوں کی طرح مضبوط پہاڑ بنائے اور شیریں اور تلخ دو دریاؤں کے درمیان ایک حد بنائی جس کی بنا پر ایک دوسرے کا پانی ایک دوسرے سے نہیں ملتا اب بتاؤ کہ کیا اللہ کے علاوہ کسی اور معبود کی یہ کارگزاریاں ہیں بلکہ ان میں اکثر تو اس چیز کی تصدیق ہی نہیں کرتے اچھا اور ہی کہ بتاؤ کہ یہ بت بہتر ہیں

(۶۲) یا وہ ذات جو بے قرار آدمی کی سنتا ہے جب وہ اپنی تکلیف دور کرانے کے لیے اس کو پکارتا ہے اور وہ اس کی مصیبت دور کر دیتا ہے اور ایک قوم کی ہلاکت کے بعد پھر تمہیں کو زمین میں جانشین بناتا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود یہ کام کر سکتا ہے؟ مگر تم لوگ اس سے نصیحت نہیں حاصل کرتے۔

(۶۳) اور پھر یہ بتاؤ کہ یہ بت بہتر ہیں یا وہ ذات جو تمہیں حالت سفر میں خشکی اور دریا کی تاریکیوں میں رستہ دکھاتا ہے اور جو ہواؤں کو بارش سے پہلے بھیجتا ہے جو بارش کی امید دلا کر دلوں کو خوش کر دیتی ہیں کیا اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی ایسا کر سکتا ہے ہرگز نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی شرکیہ باتوں سے برتر و منزہ ہے۔

(۶۴) اور بتاؤ کہ یہ بت بہتر ہیں یا وہ ذات جو نطفہ سے مخلوقات کو پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر اس کو مرنے کے بعد دوبارہ پیدا کرے گا اور جو کہ آسمان سے تمہارے لیے پانی برساتا اور زمین سے نباتات اگاتا ہے کیا اللہ جل شانہ کے علاوہ اور کسی کی جرأت ہے کہ ایسا کر سکے (اور اگر اب بھی نہ مانیں) تو آپ فرما دیجیے کہ اپنی دلیل پیش کرو اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو کہ اللہ کے علاوہ اور بھی معبود اور مشکل کشا ہیں۔

(۶۵) آپ فرما دیجیے کہ فرشتے ہوں یا انسان سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی بھی غیب کی بات نہیں جانتا کہ قیامت کب قائم ہوگی اور ان کفار پر عذاب کس وقت نازل ہوگا اور ان مخلوقات کو تو یہ بھی خبر نہیں کہ وہ قبروں سے کس وقت دوبارہ زندہ کیے جائیں گے۔

(۶۶) بلکہ آخرت کے بارے میں تو ان کا علم کالعدم ہو گیا اور انھوں نے سمجھ لیا کہ قیامت قائم نہیں ہوگی بلکہ یہ لوگ قیامت کے قائم ہونے کے بارے میں شک میں ہیں اور اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ یہ اس سے اندھے بنے ہوئے ہیں کہ ان کو ہدایت کا راستہ نظر ہی نہیں آتا۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا وَّاٰبَآؤُنَآ اَىِٕنَّا لَمُخْرَجُوْنَ ۝ لَقَدْ وُعِدْنَا هٰذَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ قُلْ سِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِىْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ۝ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ رَدِفَ لَكُمْ بَعْضُ الَّذِىْ تَسْتَعْجِلُوْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۝ وَمَا مِنْ غَآىِٕبَةٍ فِى السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِلَّا فِىْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَكْثَرَ الَّذِىْ هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝ وَاِنَّهٗ لَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِىْ بَيْنَهُمْ بِحُكْمِهٖ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ۝ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِيْنِ ۝ اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ۝ وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِى الْعُمْىِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ؕ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ ۙ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ ۝ ع

اور جو لوگ کافر ہیں کہتے ہیں کہ جب ہم اور ہمارے باپ دادا مٹی ہو جائیں گے تو کیا ہم پھر (قبروں سے) نکالے جائیں گے (۶۷) یہ وعدہ ہم سے اور ہمارے باپ دادا سے پہلے سے ہوتا چلا آیا ہے (کہاں کا اٹھنا اور کیسی قیامت) یہ تو صرف پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں (۶۸) کہہ دو کہ ملک میں چلو پھرو پھر دیکھو کہ گنہگاروں کا انجام کیا ہوا ہے (۶۹) اور ان (کے حال) پر غم نہ کرنا اور نہ ان چالوں سے جو یہ کر رہے ہیں تنگ دل ہونا (۷۰) اور کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو یہ وعدہ کب پورا ہوگا؟ (۷۱) کہہ دو کہ جس (عذاب) کے لیے تم جلدی کر رہے ہو شاید اس میں سے کچھ تمہارے نزدیک آ پہنچا ہو (۷۲) اور تمہارا پروردگار تو لوگوں پر فضل کرنے والا ہے لیکن ان میں سے اکثر شکر نہیں کرتے (۷۳) اور جو باتیں ان کے سینوں میں پوشیدہ ہوتی ہیں اور جو کام وہ ظاہر کرتے ہیں تمہارا پروردگار ان (سب) کو جانتا ہے (۷۴) اور آسمانوں اور زمین میں کوئی پوشیدہ چیز نہیں ہے مگر (وہ) کتاب روشن میں (لکھی ہوئی) ہے (۷۵) بے شک یہ قرآن بنی اسرائیل کے سامنے اکثر باتیں جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں بیان کر دیتا ہے (۷۶) اور بے شک یہ مومنوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے (۷۷) تمہارا پروردگار (قیامت کے روز) ان میں اپنے حکم سے فیصلہ کر دے گا اور وہ غالب (اور) علم والا ہے (۷۸) تو خدا پر بھروسہ رکھو تم تو حق صریح پر ہو (۷۹) کچھ شک نہیں کہ تم مردوں کو (بات) نہیں سنا سکتے اور نہ بہروں کو جب کہ وہ پیٹھ پھیر کر پھر جائیں آواز سنا سکتے ہو (۸۰) اور نہ اندھوں کو گمراہی سے (نکال کر) رستہ دکھا سکتے ہو۔ تم تو انہی کو سنا سکتے ہو جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں اور وہ فرمانبردار ہو جاتے ہیں (۸۱) اور جب ان کے بارے میں (عذاب کا) وعدہ پورا ہوگا تو ہم ان کے لیے زمین میں سے ایک جانور نکالیں گے جو ان سے بیان کر دے گا۔ اس لیے کہ لوگ ہماری آیتوں پر ایمان نہیں لاتے تھے (۸۲)

تفسیر سورة النمل آیات (۶۷) تا (۸۲)

(۶۷) یہ کفار مکہ یوں کہتے ہیں کیا ہم لوگ جب مر کر خاک ہو گئے اور اسی طرح ہمارے آباؤ اجداد بھی تو کیا پھر ہمیں

زندہ کر کے قبروں سے نکالا جائے گا۔

(۶۸) جس کا محمد ﷺ آپ ہم سے وعدہ کر رہے ہیں اس چیز کا تو ہمارے آباؤ اجداد سے آپ کے وعدہ سے پہلے وعدہ ہوتا چلا آیا ہے یہ تو محض بے سند باتیں ہیں جو اگلے لوگوں سے روایت ہوتی چلی آئی ہیں۔

(۶۹۔۷۰) اے محمد ﷺ آپ ان کفار مکہ سے فرما دیجیے کہ تم زمین میں چل پھر کر دیکھو کہ مجرموں کا انجام کیا ہوا اور اگر یہ ایمان نہیں لاتے یا یہ کہ یہ لوگ ہلاک ہو جائیں تو ان پر غم نہ کیجیے اور جو کچھ یہ شرارتیں اور بکواس کر رہے ہیں آپ اس سے تنگ نہ ہوں۔

(۷۱) اور یہ لوگ کہتے ہیں اگر تم سچے ہو تو بتاؤ کہ جس نزول عذاب کا آپ ہم سے وعدہ کرتے ہیں وہ وعدہ کب ہوگا۔

(۷۲) آپ ان سے فرما دیجیے کہ عجب نہیں جس عذاب کے بارے میں تم جلدی مچا رہے ہو وہ تمہارے قریب ہی آ گیا ہو یعنی بدر کا دن۔

(۷۳) اور آپ کا رب لوگوں پر بڑا فضل رکھتا ہے اس کی وجہ سے قدرے عذاب کو موخر کر رکھا ہے لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے کہ تاخیر عذاب کو غنیمت سمجھیں۔

(۷۴) اور آپ کے پروردگار کو سب خبر ہے جو کچھ ان کے دلوں میں بغض و عداوت بھرا ہوا ہے۔

(۷۵) اور یہ جو کفر و شرک قتل و غارت گری کرتے ہیں اور آسمان والوں اور زمین والوں میں ایسی کوئی پوشیدہ چیز نہیں جو لوح محفوظ میں لکھی ہوئی نہ ہو۔

(۷۶) اور یہ قرآن کریم جو آپ ان کو پڑھ کر سناتے ہیں یہ بنی اسرائیل یعنی یہود و نصاری پر اکثر ان باتوں کی حقیقت ظاہر کرتا ہے جن دینی باتوں میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔

(۷۷) اور یہ قرآن کریم ایمان داروں کے لیے گمراہی سے ہدایت اور عذاب سے خاص رحمت ہے۔

(۷۸) اور آپ کا پروردگار یہود و نصاری کے درمیان قیامت کے دن اپنے حکم سے فیصلہ فرما دے گا اور وہ زبردست ہے ان کو اور ان کی سزا کو بھی جاننے والا ہے۔

(۷۹) اور آپ اللہ تعالیٰ پر بھروسا کیجیے یقیناً آپ صریح دین حق یعنی دین اسلام پر ہیں۔

(۸۰) اور آپ حق و ہدایت کی آواز ایسے لوگوں کو جن کے دل مردہ ہو چکے ہیں یا یہ کہ وہ مردوں کی طرح ہیں اور اسی طرح بہروں کو نہیں سنا سکتے خصوصاً جب کہ وہ راہ حق و ہدایت سے منہ پھیر کر چل دیں۔

(۸۱) اور نہ آپ اندھوں کو ان کی گمراہی سے بچا کر ہدایت کا راستہ دکھلانے والے ہیں آپ تو صرف ان ہی کو سنا سکتے ہیں جو ہماری کتاب اور رسول کا یقین رکھتے ہیں اور پھر وہ عبادت اور توحید خداوندی میں مخلص بھی ہیں۔

(۸۲) اور جس وقت ان پر نزول عذاب کا وقت آجائے گا تو ہم صفا و مروہ کے درمیان سے ایک جانور نکالیں گے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا یا یہ کہ اس کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا ہوگا اور وہ ان سے باتیں کرے گا اس لیے کہ لوگ ہماری آیات یعنی قرآن کریم اور رسول اکرم ﷺ پر یا یہ کہ خروج دابہ پر یقین نہیں کرتے تھے۔

وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ يُكَذِّبُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ يُوزَعُونَ ۝ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوا قَالَ أَكَذَّبْتُم بِآيَاتِي وَلَمْ تُحِيطُوا بِهَا عِلْمًا أَمَّاذَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِم بِمَا ظَلَمُوا فَهُمْ لَا يَنطِقُونَ ۝ أَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا اللَّيْلَ لِيَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝ وَيَوْمَ يُنفَخُ فِي الصُّورِ فَفَزِعَ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَمَن فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَن شَاءَ اللَّهُ ۚ وَكُلٌّ أَتَوْهُ دَاخِرِينَ ۝ وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ۚ صُنْعَ اللَّهِ الَّذِي أَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ إِنَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَفْعَلُونَ ۝ مَن جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِّنْهَا وَهُم مِّن فَزَعٍ يَوْمَئِذٍ آمِنُونَ ۝ وَمَن جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ هَلْ تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ إِنَّمَا أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ رَبَّ هَٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِي حَرَّمَهَا وَلَهُ كُلُّ شَيْءٍ ۖ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۝ وَأَنْ أَتْلُوَ الْقُرْآنَ ۖ فَمَنِ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ ۖ وَمَن ضَلَّ فَقُلْ إِنَّمَا أَنَا مِنَ الْمُنذِرِينَ ۝ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ سَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ فَتَعْرِفُونَهَا ۚ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ۝

اور جس روز ہم ہر امت میں سے اس گروہ کو جمع کریں گے جو ہماری آیتوں کی تکذیب کرتے تھے تو ان کی جماعت بندی کی جائے گی (۸۳) یہاں تک کہ جب (سب) آجائیں گے تو (خدا) فرمائے گا کہ کیا تم نے میری آیتوں کو جھٹلایا تھا اور تم نے (اپنے) علم سے ان پر احاطہ تو کیا ہی نہ تھا۔ بھلا تم کیا کرتے تھے (۸۴) اور ان کے ظلم کے سبب ان کے حق میں وعدہ (عذاب) پورا ہو کر رہے گا تو وہ بول بھی نہ سکیں گے (۸۵) کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے رات کو (اس لیے) بنایا ہے کہ اس میں آرام کریں اور دن کو روشن (بنایا ہے کہ اس میں کام کریں) بے شک اس میں مومن لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں (۸۶) اور جس روز صور پھونکا جائے گا تو جو لوگ آسمانوں اور جو زمین میں ہیں سب گھبرا اٹھیں گے مگر وہ جسے خدا چاہے اور سب اس کے پاس عاجز ہو کر چلے آئیں گے (۸۷) اور تم پہاڑوں کو دیکھتے ہو تو خیال کرتے ہو کہ (اپنی جگہ پر) کھڑے ہیں مگر وہ (اس روز) اس طرح اڑے پھریں گے جیسے بادل۔ (یہ) خدا کی کاریگری ہے جس نے ہر چیز کو مضبوط بنایا۔ بیشک وہ تمہارے سب افعال سے باخبر ہے (۸۸) جو شخص نیکی لے کر آئے گا تو اس کے لیے اس سے بہتر (بدلہ تیار) ہے اور ایسے لوگ (اس روز) گھبراہٹ سے بے خوف ہوں گے (۸۹) اور جو برائی لے کر آئے گا تو ایسے لوگ اوندھے منہ دوزخ میں ڈال دیے جائیں گے۔ تم کو تو ان ہی اعمال کا بدلہ ملے گا جو تم کرتے رہے ہو (۹۰) (کہہ دو) مجھ کو یہی ارشاد ہوا ہے کہ اس شہر (مکہ) کے مالک کی عبادت کروں جس نے اس کو محترم (اور مقام ادب) بنایا ہے اور سب چیز اسی کی ہے اور یہ بھی حکم ہوا ہے کہ اس کا حکم بردار رہوں (۹۱) اور یہ بھی کہ قرآن پڑھا کروں۔ تو جو شخص راہ راست اختیار کرتا ہے تو اپنے ہی فائدے کے لیے اختیار کرتا ہے اور جو گمراہ رہتا ہے تو کہہ دو کہ میں تو صرف نصیحت کرنے والا ہوں (۹۲) اور کہو کہ خدا کا شکر ہے وہ تم کو عنقریب اپنی نشانیاں دکھائے گا تو تم ان کو پہچان لو گے اور جو کام تم کرتے ہو تمہارا پروردگار ان سے بے خبر نہیں ہے (۹۳)

تفسیر سورۃ النمل آیات (۸۳) تا (۹۳)

(۸۳) اور قیامت کے دن ہم ہر امت میں سے ایک ایک گروہ ان لوگوں کا جمع کریں گے جو ہماری کتاب اور ہمارے رسول کو جھٹلایا کرتے تھے اور ان کو چلنے سے پچھلوں کے آملنے کے لیے روکا جائے گا۔

(۸۴) یہاں تک کہ جب سب آ کر جمع ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا کیا تم نے میری کتاب اور میرے رسول کو جھٹلایا تھا اور یہ تک تم نے غور نہیں کیا کہ یہ میری طرف سے ہیں اور بلا سوچے سمجھے تکذیب کر دی اور اس کے علاوہ کفر و شرک کے اور بھی کام کیا کرتے تھے۔

(۸۵) اور ان پر عذاب کا وعدہ پورا ہو جائے گا اس بنا پر کہ انھوں نے کفر و شرک کر کے بڑی بڑی زیادتیاں کی تھیں اور وہ جواب بھی نہ دے سکیں گے۔

(۸۶) کیا کفار مکہ اس میں غور نہیں کرتے کہ ہم نے آرام کے لیے رات بنائی تاکہ اس میں آرام کریں اور روزگار وغیرہ کے دیکھنے کے لیے دن بنایا تاکہ اس میں روزی تلاش کریں یہ جو ہم نے ان کے آرام کے لیے چیزیں بنائیں بے شک اس میں بڑی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو کہ اس چیز کی تصدیق کرتے ہیں۔

(۸۷) اور جس دن پہلی مرتبہ صور پھونکا جائے گا تو تمام فرشتے اور آدمی سب گھبرا جائیں گے سوائے جبرئیل و میکائیل اسرافیل اور ملک الموت اور حاملان عرش کے کہ ان کی اس وقت وفات نہ ہوگی پھر ان سب کی بھی وفات ہو جائے گی اور سب کے سب خواہ آسمانوں والے ہوں یا زمین والے قیامت کے دن اس کے سامنے دبے جھکے حاضر رہیں گے۔

(۸۸) اور جن پہاڑوں کے متعلق تم یہ خیال کر رہے ہو کہ اپنی جگہ سے حرکت نہیں کریں گے۔ اس وقت فضاء میں بادلوں کی طرح اڑے اڑے پھریں گے کہ اللہ کا کام ہوگا جس نے ہر چیز کو اپنے اندازہ پر مضبوط بنا رکھا ہے جو کچھ تم نیکی و برائی کرتے ہو اس کو سب خبر ہے۔

(۸۹) اور جو شخص قیامت کے دن خلوص کے ساتھ کلمہ لا الٰہ الا اللہ لے کر آئے گا تو اس کو اس نیکی کے اجر مذکور سے بہتر اجر ملے گا اور وہ گھبراہٹ اور عذاب کے دن اور جب کہ دوزخ کو بند کیا جائے گا امن میں رہیں گے۔

(۹۰) اور جو شخص کفر و شرک لائے گا وہ اوندھے منہ دوزخ میں ڈالا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا کہ تمہیں تو آخرت میں ان ہی کاموں کا بدلہ دیا جا رہا ہے جو تم دنیا میں کیا کرتے تھے۔

(۹۱) پیغمبر ﷺ آپ ان سے فرما دیجیے کہ مجھے تو یہی حکم ملا ہے کہ میں اس شہر کے مالک کی عبادت کیا کروں جس نے اس کو محترم بنایا ہے اور سب چیزیں مخلوقات وغیرہ اسی کی ملکیت ہیں اور مجھے یہ بھی حکم ہوا ہے کہ میں دین اسلام پر

مسلمانوں کے ساتھ قائم رہوں۔

(۹۲) اور مجھے یہ بھی حکم ہوا ہے کہ تمہیں قرآن کریم پڑھ پڑھ کر سناؤں سو جو شخص قرآن کریم پر ایمان لائے گا وہ اپنے فائدے کے لیے ایمان لائے گا اور جو شخص قرآن کریم کا انکار کرے تو آپ فرما دیجیے میں صرف قرآن کریم کے ذریعے دوزخ سے ڈرانے والا ہوں پھر اس کے بعد جہاد کا حکم ہوا۔

(۹۳) چنانچہ ارشاد ہوا کہ آپ ان سے فرما دیجیے سب خوبیاں اور وحدانیت خاص اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے وہ عنقریب بدر کے دن تم پر عذاب نازل کر کے اپنی وحدانیت اور قدرت کی نشانیاں تمہیں دکھا دے گا سو تم اس وقت پہچان لو گے کہ محمد ﷺ جو کچھ تم سے فرماتے تھے وہ حق اور سچ تھا اور یہ جو کفر و شرک کر رہے ہیں آپ کا پروردگار ان سے غافل نہیں کفار مکہ کو اللہ کی جانب سے کفر و شرک پر وعید ہے یا یہ کہ جو تم لوٹ کر خیانت اور فساد کے کام کر رہے ہو اللہ تعالیٰ ان کی سزا دینے سے چوک فرمانے والا نہیں۔

[illegible]

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

طٰسٓمّٓ ۝ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ نَتْلُوْا عَلَيْكَ مِنْ نَّبَاِ
مُوْسٰى وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ اِنَّ فِرْعَوْنَ
عَلَا فِى الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً
مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَيَسْتَحْىٖ نِسَآءَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ
الْمُفْسِدِيْنَ ۝ وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا
فِى الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ ۝
وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِى الْاَرْضِ وَنُرِىَ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا
مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ ۝ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ
اَرْضِعِيْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِى الْيَمِّ وَلَا تَخَافِىْ وَلَا
تَحْزَنِىْ ۚ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝
فَالْتَقَطَهٗٓ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا ؕ اِنَّ
فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا كَانُوْا خٰطِـِٕيْنَ ۝ وَقَالَتِ
امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّىْ وَلَكَ ؕ لَا تَقْتُلُوْهُ ۖ
عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝
وَاَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا ؕ اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِىْ بِهٖ

[illegible]

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

طٰسٓمّٓ (۱) یہ کتاب روشن کی آیتیں ہیں (۲) (اے محمد ﷺ) ہم تمہیں موسیٰ اور فرعون کے کچھ حالات مومن لوگوں کے سنانے کے لیے صحیح صحیح سناتے ہیں (۳) کہ فرعون نے ملک میں سر اٹھا رکھا تھا اور وہاں کے باشندوں کو گروہ گروہ بنا رکھا تھا ان میں سے ایک گروہ کو (یہاں تک) کمزور کر دیا تھا کہ ان کے بیٹوں کو ذبح کر ڈالتا اور ان کی لڑکیوں کو زندہ رہنے دیتا۔ بیشک وہ مفسدوں میں سے تھا (۴) اور ہم چاہتے تھے کہ جو لوگ ملک میں کمزور کر دیے گئے ہیں ان پر احسان کریں اور ان کو پیشوا بنائیں اور انہیں (ملک کا) وارث کریں (۵) اور ملک میں ان کو قدرت دیں اور فرعون اور ہامان اور ان کے لشکر کو وہ چیز دکھا دیں جس سے وہ ڈرتے تھے (۶) اور ہم نے موسیٰ کی ماں کی طرف وحی بھیجی کہ اس کو دودھ پلاؤ جب تم کو اس کے بارے میں کچھ خوف پیدا ہو تو اسے دریا میں ڈال دینا اور نہ تو خوف کرنا اور نہ رنج کرنا۔ ہم اس کو تمہارے پاس واپس پہنچا دیں گے اور (پھر) اسے پیغمبر بنا دیں گے (۷) تو فرعون کے لوگوں نے اس کو اٹھا لیا اس لیے کہ (نتیجہ یہ ہونا تھا کہ) وہ ان کا دشمن اور

لَوْلَآ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَقَالَتْ لِاُخْتِهٖ قُصِّيْهِ فَبَصُرَتْ بِهٖ عَنْ جُنُبٍ وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰۤى اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَهُمْ لَهٗ نٰصِحُوْنَ ۝ فَرَدَدْنٰهُ اِلٰۤى اُمِّهٖ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

(ان کے لیے موجب) غم ہو بیشک فرعون اور ہامان اور ان کے لشکر چوک گئے (۸) اور فرعون کی بیوی نے کہا کہ (یہ) میری اور تمہاری (دونوں کی) آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ اس کو قتل نہ کرنا شاید یہ ہمیں فائدہ پہنچائے یا ہم اسے بیٹا بنالیں اور وہ (انجام سے) بے خبر تھے (۹) اور موسیٰ کی ماں کا دل بے قرار ہو گیا۔ اگر ہم ان کے دل کو مضبوط نہ کر دیتے تو قریب تھا کہ وہ اس (قصے) کو ظاہر کر دیں۔ غرض یہ تھی کہ وہ مومنوں میں رہیں (۱۰) اور اس کی بہن سے کہا کہ اس کے پیچھے پیچھے چلی جا تو وہ اسے دور سے دیکھتی رہی۔ اور ان (لوگوں) کو کچھ خبر نہ تھی (۱۱) اور ہم نے پہلے ہی سے اس پر (دائیوں کے) دودھ حرام کر دیے تھے۔ تو موسیٰ کی بہن نے کہا کہ میں تمہیں ایسے گھر والے بتاؤں کہ تمہارے لیے اس (بچے) کو پالیں اور اس کی خیر خواہی (سے پرورش) کریں (۱۲) تو ہم نے (اس طریق سے) ان کو ان کی ماں کے پاس واپس پہنچا دیا تاکہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور وہ غم نہ کھائیں اور معلوم کریں کہ خدا کا وعدہ سچا ہے لیکن یہ اکثر نہیں جانتے (۱۳)

تفسیر سورۃ القصص آیات (۱) تا (۱۳)

یہ پوری سورت مکی ہے سوائے اس آیت اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ (الخ) کیوں کہ یہ آیت مکہ و مدینہ کے درمیان مقام جحفہ میں نازل ہوئی ہے۔ اس سورت میں اٹھاسی آیات اور چار سو اکتالیس کلمات اور پانچ ہزار آٹھ سو حروف ہیں۔

(۱۔۲) طٰسٓمٓ۔ طاء سے طول وقدرت اور سین سے خوبصورتی و بلندی میم سے بادشاہت و سلطنت مراد ہے یا یہ کہ ایک قسم ہے جو تاکید کے لیے بیان کی گئی ہے یہ سورت ایسی کتاب کی آیتیں ہیں جو حلال و حرام اور اوامر و نواہی کو بیان کرنے والی ہے۔

(۳) ہم آپ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا کچھ واقعہ بذریعہ قرآن کریم سناتے ہیں ان لوگوں کے فائدہ کے لیے جو آپ کی اور قرآن کریم کی تصدیق کرتے ہیں۔

(۴) غرض کہ فرعون سرزمین مصر میں بہت بڑھ چڑھ گیا تھا اور اس نے ان کے باشندوں کی مختلف جماعتیں بنا رکھی تھیں۔ ان جماعتوں میں سے بنی اسرائیل کا زور کم کر دیا تھا۔ اس طرح کہ ان کے بیٹوں کو ذبح کراتا تھا اور ان کی عورتوں سے خدمت لیتا تھا، واقعی وہ بڑا فساد پھیلانے والا، کفر و شرک اور قتل و غارت گری میں حد سے بڑھا ہوا تھا۔

(۵) اور ہمیں یہ منظور تھا کہ جن لوگوں کا سرزمین مصر میں زور گھٹایا جا رہا تھا ہم ان کو نجات دیں اور ان کو دین کا پیشوا بنا دیں اور سرزمین مصر کا ان کو وارث بنائیں۔

(۶) اور حکومت دیں اور فرعون اور ہامان اور ان کے لشکروں کو وہ بات دکھائیں جس سے وہ بنی اسرائیل کی طرف سے ڈرا کرتے تھے یعنی بادشاہت کے ختم ہو جانے سے۔

(۷) اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کی والدہ یوحانذ بنت لاوی بن یعقوب کو الہام کیا کہ تم اس بچے کو دودھ پلاتی رہو پھر جب ان کی تفتیش کا خدشہ ہو تو بے خوف و خطر صندوق میں رکھ کر دریا میں ڈال دیں اور ان کے ڈوبنے کا اندیشہ کرنا اور نہ جدائی پر غم کرنا ہم ضرور پھر اس کو تمہارے ہی پاس پہنچا دیں گے اور فرعون اور اس کی قوم کی طرف ان کو رسول بنا کر بھیجیں گے۔

(۸) غرض کہ ایسا ہی ہوا، فرعون کی باندیوں نے پانی اور درختوں میں سے اس صندوق کو نکال لیا اور فرعون کی بیوی حضرت آسیہ کے پاس لے گئیں تاکہ رسالت مل جانے کے بعد وہ فرعونیوں کے دشمن اور فرعون کی سلطنت ختم ہو جانے کے بعد اس کے لیے باعث غم بنیں۔

(۹) فرعون کی بیوی حضرت آسیہ بنت مزاحم جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پھوپھی تھیں انھوں نے فرعون سے کہا کہ یہ بچہ میری اور تمہاری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اس کو قتل مت کرو بعید نہیں کہ ہمیں کچھ فائدہ پہنچائے یا ہم اسے اپنا بیٹا ہی بنالیں اور بنی اسرائیل کو پتا بھی نہ چلے کہ یہ ہمارا لڑکا ہے یا یہ کہ ان لوگوں کو انجام کی خبر ہی نہیں تھی کہ یہ وہی لڑکا ہے جس کے ہاتھوں ان کی ہلاکت ہوگی۔

(۱۰) ادھر موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا دل موسیٰ علیہ السلام کے غم میں بے قرار ہو گیا قریب تھا کہ وہ اس بے قراری میں موسیٰ علیہ السلام کا حال سب پر ظاہر کر دیں اگر ہم ان کے دل کو اس غرض سے مضبوط نہ کرتے کہ یہ وعدہ خداوندی پر یقین کیے بیٹھی رہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو رسول بنائے گا۔

(۱۱) آخر کار انھوں نے دل کو سنبھال کر یہ تدبیر سوچی کہ موسیٰ علیہ السلام کی بہن مریم سے کہا ذرا موسیٰ علیہ السلام کا سراغ تو لگاؤ چنانچہ اس نے دور سے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا اور ان لوگوں کو یہ خبر بھی نہیں تھی کہ یہ موسیٰ علیہ السلام کی بہن ہیں۔

(۱۲) اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام پر ان کی والدہ کے آنے سے پہلے دودھ پلانے والیوں کی بندش کر دی کسی کا دودھ نہ لیتے تھے یہ موقع دیکھ کر موسیٰ علیہ السلام کی بہن نے فرعونیوں سے کہا کیا میں تمہیں ایسے گھرانے کا پتا بتاؤں جو اس بچے کی اچھی طرح پرورش کریں اور عادت کے موافق دل سے اس کی خیر خواہی کریں۔

(۱۳) چنانچہ ان لوگوں نے ایسے گھرانے کا پتا پوچھا انھوں نے اپنی ماں کا پتا بتا دیا غرض کہ اس طرح ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو ان کی والدہ کے پاس پہنچا دیا تاکہ موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور موسیٰ علیہ السلام کے غم میں نہ رہیں اور جان لیں کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہوتا ہے کہ اپنے وعدہ کے مطابق موسیٰ علیہ السلام کو پھر ان کے پاس پہنچا دیا مگر خاص طور پر یہ مصری اس چیز کو نہیں سمجھتے اور نہ اس کی تصدیق کرتے ہیں۔

❁ ❁ ❁

وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰٓى اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَدَخَلَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰي حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيْهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلٰنِ ڭ هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ ۚ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِيْ مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَي الَّذِيْ مِنْ عَدُوِّهٖ ۙ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ ڭ قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ ۝ قَالَ رَبِّ اِنِّىْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَغَفَرَ لَهٗ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ قَالَ رَبِّ بِمَآ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِيْرًا لِّلْمُجْرِمِيْنَ ۝ فَاَصْبَحَ فِي الْمَدِيْنَةِ خَاۗىِٕفًا يَّتَرَقَّبُ فَاِذَا الَّذِي اسْتَنْصَرَهٗ بِالْاَمْسِ يَسْتَصْرِخُهٗ ۭ قَالَ لَهٗ مُوْسٰٓى اِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُّبِيْنٌ ۝ فَلَمَّآ اَنْ اَرَادَ اَنْ يَّبْطِشَ بِالَّذِيْ هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا ۙ قَالَ يٰمُوْسٰٓى اَتُرِيْدُ اَنْ تَقْتُلَنِيْ كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًۢا بِالْاَمْسِ ڰ اِنْ تُرِيْدُ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ جَبَّارًا فِي الْاَرْضِ وَمَا تُرِيْدُ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْمُصْلِحِيْنَ ۝ وَجَاۗءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ يَسْعٰى ۡ قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنَّ الْمَلَاَ يَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِيَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّىْ لَكَ مِنَ النّٰصِحِيْنَ ۝ فَخَرَجَ مِنْهَا خَاۗىِٕفًا يَّتَرَقَّبُ ۡ قَالَ رَبِّ نَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝

اور جب موسیٰ جوانی کو پہنچے اور بھرپور (جوان) ہو گئے تو ہم نے اُن کو حکمت اور علم عنایت کیا اور ہم نیکو کاروں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں (۱۴) اور وہ ایسے وقت شہر میں داخل ہوئے کہ وہاں کے باشندے بے خبر ہو رہے تھے۔ تو دیکھا کہ وہاں دو شخص لڑ رہے تھے۔ ایک تو موسیٰ کی قوم کا ہے اور دوسرا ان کے دشمنوں میں سے تو جو شخص ان کی قوم میں سے تھا اس نے دوسرے شخص کے مقابلے میں جو موسیٰ کے دشمنوں میں سے تھا مدد طلب کی تو انہوں نے اس کو مکا مارا اور اس کا کام تمام کر دیا۔ کہنے لگے کہ یہ کام تو (اغوائے) شیطان سے ہوا۔ بیشک وہ (انسان کا) دشمن اور صریح بہکانے والا ہے (۱۵) بولے کہ اے پروردگار میں نے اپنے آپ پر ظلم کیا تو مجھے بخش دے تو خدا نے ان کو بخش دیا۔ بیشک وہ بخشنے والا مہربان ہے (۱۶) کہنے لگے کہ اے پروردگار تو نے جو مجھ پر مہربانی فرمائی ہے میں (آئندہ) کبھی گنہگاروں کا مددگار نہ بنوں (۱۷) الغرض صبح کے وقت شہر میں ڈرتے ڈرتے داخل ہوئے کہ دیکھیں (کیا ہوتا ہے) تو ناگہاں وہی شخص جس نے کل ان سے مدد مانگی تھی پھر ان کو پکار رہا ہے۔ (موسیٰ نے) اس سے کہا کہ تو تو صریح گمراہ ہے (۱۸) جب موسیٰ نے ارادہ کیا کہ اس شخص کو جو ان دونوں کا دشمن تھا پکڑ لیں تو وہ (یعنی موسیٰ کی قوم کا آدمی) بول اٹھا کہ جس طرح تم نے کل ایک شخص کو مار ڈالا تھا (اسی طرح) چاہتے ہو کہ مجھے بھی مار ڈالو۔ تم تو یہی چاہتے ہو کہ ملک میں ظلم و ستم کرتے پھرو اور یہ نہیں چاہتے کہ نیکو کاروں میں ہو (۱۹) اور ایک شخص شہر کی پرلی طرف سے دوڑتا ہوا آیا (اور) بولا کہ موسیٰ (شہر کے) رئیس تمہارے بارے میں صلاحیں کرتے ہیں کہ تم کو مار ڈالیں سو تم یہاں سے نکل جاؤ۔ میں تمہارا خیر خواہ ہوں (۲۰) موسیٰ وہاں سے ڈرتے ڈرتے نکل کھڑے ہوئے کہ دیکھیں (کیا ہوتا ہے اور) دعا کرنے لگے کہ اے پروردگار مجھے ظالم لوگوں سے نجات دے (۲۱)

تفسیر سورۃ القصص آیات (۱۴) تا (۲۱)

(۱۴) جب موسیٰ علیہ السلام اٹھارہ سال سے گزر کر چالیس سال کو پہنچے ہم نے ان کو حکمت اور نبوت عطا فرمائی اور اسی طرح ہم انبیاء کرام کو فہم و نبوت دیا کرتے ہیں یا یہ کہ صالحین کو علم و حکمت دیا کرتے ہیں۔

(۱۵) اور موسیٰ علیہ السلام شہر میں ایسے وقت پہنچے کہ وہاں کے اکثر باشندے بے خبر تھے قیلولہ کا وقت تھا یا مغرب کے بعد کا تو انھوں نے وہاں ایک اسرائیلی اور ایک قبطی کو آپس میں لڑتے ہوئے دیکھا ایک تو موسیٰ علیہ السلام کی برادری یعنی بنی

اسرائیل میں سے تھا اور دوسرا مخالفین میں سے یعنی قبطی تھا۔

موسیٰ علیہ السلام کی برادری میں سے جو تھا اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر اس مخالف کے مقابلہ میں مدد چاہی موسیٰ علیہ السلام نے اس کو گھونسا مارا تو وہ ہلاک ہو گیا کہنے لگے کہ یہ شیطانی حرکت ہو گئی بے شک شیطان بھی انسان کا کھلا دشمن ہے۔

(۱۶) اور اپنی غلطی پر نادم ہو کر عرض کیا اے میرے پروردگار مجھ سے قصور ہو گیا کہ غلطی سے یہ قبطی مر گیا سو آپ میرے اس قصور کو معاف کر دیجیے اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دیا وہ بڑا غفور رحیم ہے۔

(۱۷) اور آئندہ کے لیے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار آپ نے جو مجھ پر معرفت توحید اور مغفرت کے انعامات فرمائے ہیں تو آپ کبھی بھی ان مشرکین یعنی فرعون اور اس کی قوم کی مدد کا مجھے موقع نہ دیجیے کہ میں مجرموں کی مدد کروں۔

(۱۸) پھر موسیٰ علیہ السلام کو اس قتل کے خوف اور وحشت کی حالت میں صبح ہو گئی انہیں ڈر تھا کہ کب پکڑا جاؤں دیکھتے کیا ہیں کہ وہی اسرائیلی جس نے گزشتہ روز ان سے قبطی کے مقابلہ میں مدد چاہی تھی آج پھر دوسرے قبطی کے خلاف مدد کے لیے پکار رہا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اس سے فرمایا تو بڑا بدراہ ہے روزانہ لڑتا پھرتا ہے اور روکنا چاہا۔

(۱۹) سو جب موسیٰ علیہ السلام نے قبطی کی طرف ہاتھ بڑھایا تو اسرائیلی کو شبہ ہوا کہ شاید آج مجھ سے مواخذہ کریں گے گھبرا کر کہنے لگا اے موسیٰ علیہ السلام کیا آج مجھ کو قتل کرنا چاہتے ہو جیسا کہ کل ایک قبطی کو قتل کر چکے ہو معلوم ہوتا ہے کہ سرزمین مصر میں تم اپنا زور بٹھانا چاہتے ہو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ذریعے صلح کرانا نہیں چاہتے۔

(۲۰) آخر موسیٰ علیہ السلام کے قتل کی تجویز قرار پائی وہاں موسیٰ علیہ السلام کے خیر خواہ تھے جو حزقیل نامی شہر کے اس کنارے سے دوڑتے ہوئے آئے اور عرض کیا اے موسیٰ علیہ السلام مقتول کے وارثوں نے آپ کے قتل کرنے پر اتفاق کر لیا ہے سو آپ اس شہر سے فوراً چلے جائیے میں آپ کی خیر خواہی کر رہا ہوں۔

(۲۱) یہ سن کر موسیٰ علیہ السلام خوف اور وحشت کی حالت میں اس شہر سے نکل پڑے کہ معلوم نہیں فرعونی کب مجھ کو پکڑ لیں اور کہنے لگے اے میرے پروردگار مجھ کو ان مصریوں سے بچائیے۔

❁ ❁ ❁

وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ۝ وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ ۡ وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ ۚ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ۭ قَالَتَا لَا نَسْقِيْ حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَاۗءُ ۚ وَاَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ ۝ فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰٓى اِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ اِنِّىْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ ۝ فَجَاۗءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِيْ عَلَي اسْـتِحْيَاۗءٍ ۡ قَالَتْ اِنَّ اَبِيْ يَدْعُوْكَ لِيَجْزِيَكَ اَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا ۭ فَلَمَّا جَاۗءَهٗ وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ ۙ قَالَ لَا تَخَفْ ڣ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا يٰٓاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ ۡ اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْاَمِيْنُ ۝ قَالَ اِنِّىْٓ اُرِيْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَيَّ هٰتَيْنِ عَلٰٓي اَنْ تَاْجُرَنِيْ ثَمٰـنِيَ حِجَجٍ ۚ فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ ۚ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَيْكَ ۭ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَاۗءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ قَالَ ذٰلِكَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ ۭ اَيَّمَا الْاَجَلَيْنِ قَضَيْتُ فَلَا عُدْوَانَ عَلَيَّ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ۝

اور جب مدین کی طرف رخ کیا تو کہنے لگے امید ہے کہ میرا پروردگار مجھے سیدھا رستہ بتائے (۲۲) اور جب مدین کے پانی (کے مقام) پر پہنچے تو دیکھا کہ وہاں لوگ جمع ہو رہے ہیں (اور اپنے چارپایوں کو) پانی پلا رہے ہیں اور ان کے ایک طرف دو عورتیں (اپنی بکریوں کو) روکے کھڑی ہیں۔ موسیٰ نے (اُن سے) کہا تمہارا کیا کام ہے وہ بولیں کہ جب تک چرواہے (اپنے چارپایوں کو) لے نہ جائیں ہم پانی نہیں پلا سکتیں اور ہمارے والد بڑی عمر کے بوڑھے ہیں (۲۳) تو موسیٰ نے ان کے لیے (بکریوں کو) پانی پلا دیا پھر سائے کی طرف چلے گئے اور کہنے لگے کہ پروردگار میں اس کا محتاج ہوں کہ تو مجھ پر اپنی نعمت نازل فرمائے (۲۴) (تھوڑی دیر کے بعد) ان میں سے ایک عورت جو شرماتی اور لجاتی چلی آتی تھی موسیٰ کے پاس آئی (اور) کہنے لگی کہ تم کو میرے والد بلاتے ہیں کہ تم نے جو ہمارے لیے پانی پلایا تھا اس کی تم کو اُجرت دیں۔ جب وہ اُن کے پاس آئے اور اُن سے (اپنا) ماجرا بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ کچھ خوف نہ کرو تم ظالم لوگوں سے بچ آئے ہو (۲۵) ایک لڑکی بولی کہ ابا ان کو نوکر رکھ لیجیے کیونکہ بہتر نوکر جو آپ رکھیں وہ ہے (جو) توانا اور امانت دار (ہو) (۲۶) انہوں نے (موسیٰ سے) کہا کہ میں چاہتا ہوں اپنی ان دو بیٹیوں میں سے ایک کو تم سے بیاہ دوں اس (عہد) پر کہ تم آٹھ برس میری خدمت کرو اور اگر دس سال پورے کر دو تو وہ تمہاری طرف سے (احسان) ہے اور میں تم پر تکلیف ڈالنی نہیں چاہتا تم مجھے ان شاء اللہ نیک لوگوں میں پاؤ گے (۲۷) موسیٰ نے کہا کہ مجھ میں اور آپ میں یہ (عہد پختہ ہوا) میں جو کونسی مدت چاہوں پوری کر دوں پھر مجھ پر کوئی زیادتی نہ ہو اور ہم جو معاہدہ کرتے ہیں خدا اس کا گواہ ہے (۲۸)

تفسیر سورۃ القصص آیات (۲۲) تا (۲۸)

(۲۲) اور جب موسیٰ علیہ السلام مدین کی طرف کو چل پڑے تو خیال ہوا کہ راستہ تو معلوم نہیں تو خود ہی کہنے لگے امید ہے کہ میرا پروردگار مجھے مدین کی طرف سیدھا پہنچا دے گا۔

(۲۳) چنانچہ جب مدین کے کنوئیں پر پہنچے تو اس پر تقریباً چالیس آدمیوں کا مجمع تھا جو اس کنوئیں سے پانی کھینچ کر اپنی بکریوں کو پلا رہے تھے۔

اور ان لوگوں سے ایک طرف الگ ہو کر دو عورتیں دیکھیں جو اپنی کمزوری کی وجہ سے پانی سے اپنی بکریاں روکے ہوئے کھڑی تھیں اور لوگوں کے فارغ ہو جانے کی منتظر تھیں۔

موسیٰ علیہ السلام نے ان سے فرمایا تمہارا کیا مطلب ہے اپنی بکریوں کو پانی کیوں نہیں پلاتیں وہ بولیں ہم اس

وقت تک اپنی بکریوں کو پانی نہیں پلاتیں جب تک کہ یہ چرواہے پانی پلا کر فارغ نہ ہو جائیں پھر اس کے بعد پلاتی ہیں اور ہمارے باپ بہت بوڑھے ہیں ہمارے علاوہ ان کا اور کوئی مددگار نہیں۔

(۲۴) یہ سن کر موسیٰ علیہ السلام نے ان کی بکریوں کو پانی پلا دیا انھوں نے جا کر اپنے والد سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ بیان کیا پھر موسیٰ علیہ السلام وہاں سے ہٹ کر ایک سایہ دار درخت کے نیچے یا کہ دیوار کے سایہ میں بیٹھ گئے اور عرض کرنے لگے کہ اے میرے رب اس وقت جو کھانے کی چیز بھی آپ مجھے بھیج دیں میں اس کا محتاج ہوں۔

(۲۵) اتنے میں ان دونوں لڑکیوں میں سے چھوٹی لڑکی صفوراء ہی آئی جو کہ بالکل کنواری لڑکی کی طرح شرماتی ہوئی چلتی تھی اور آ کر کہنے لگی کہ میرے والد تمہیں بلاتے ہیں تاکہ تمہیں اس کا صلہ دیں جو تم نے ہماری خاطر ہمارے جانوروں کو پانی پلایا ہے چنانچہ جب موسیٰ علیہ السلام ان کے باپ یثرون یعنی شعیب علیہ السلام کے بھتیجے کے پاس آئے اور شعیب علیہ السلام پہلے ہی انتقال فرما چکے تھے اور یثرون سے فرعون کے پکڑ سے آنے کا واقعہ بیان کیا تو یثرون نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا اب فکر مت کرو تم مصر والوں کی زد سے نکل آئے۔

(۲۶) اس چھوٹی لڑکی نے کہا کہ ابا جان ان کو ملازم رکھ لیجیے کیوں کہ اچھا نوکر وہ ہے جو مضبوط اور امانت دار بھی ہو۔

(۲۷) یثرون نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ ان دونوں لڑکیوں میں سے ایک کی تمہارے ساتھ شادی کر دوں اس شرط پر کہ تم آٹھ سال تک میری بکریاں چراؤ پھر اگر تم دس سال پورے کر دو تو یہ تمہاری طرف سے احسان ہے اور میں اس دس سال کے پورا کرنے میں تمہیں مجبور کرنا نہیں چاہتا تم مجھے انشاء اللہ خوش معاملہ پاؤ گے۔

(۲۸) موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے بس یہ بات ہمارے درمیان طے ہو گئی آٹھ یا دس ان دونوں مدتوں میں سے جس کو بھی میں پورا کروں گا آپ کا مجھ پر کوئی جبر نہ ہوگا اور ہماری اس شرط اور اس کے پورا کرنے پر اللہ تعالیٰ گواہ کافی ہے۔

فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ وَسَارَ بِاَهْلِهٖٓ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا ۚ قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّیْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّیْٓ اٰتِیْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ۝ فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِیَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَیْمَنِ فِی الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ یّٰمُوْسٰٓى اِنِّیْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ وَاَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۚ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ یُعَقِّبْ ۚ یٰمُوْسٰٓى اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ ۫ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِیْنَ ۝ اُسْلُكْ یَدَكَ فِیْ جَیْبِكَ تَخْرُجْ بَیْضَآءَ مِنْ غَیْرِ سُوْٓءٍ ۫

جب موسیٰ نے مدت پوری کر دی اور اپنے گھر والوں کو لے کر چلے تو طور کی طرف سے آگ دکھائی دی تو اپنے گھر والوں سے کہنے لگے کہ (تم یہاں) ٹھہرو مجھے آگ نظر آئی ہے شاید میں وہاں سے (رستے کا) کچھ پتہ لاؤں یا آگ کا انگارہ لے آؤں تاکہ تم تاپو (۲۹) جب اس کے پاس پہنچے تو میدان کے دائیں کنارے سے ایک مبارک جگہ میں ایک درخت میں سے آواز آئی کہ موسیٰ میں تو خدائے رب العالمین ہوں (۳۰) اور یہ کہ اپنی لاٹھی ڈال دو جب دیکھا کہ وہ حرکت کر رہی ہے گویا کہ وہ سانپ ہے تو پیٹھ پھیر کر بھاگے اور پیچھے

وَاضْمُمْ إِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ فَذَانِكَ بُرْهَانَانِ مِن رَّبِّكَ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ ﴿٣٢﴾ قَالَ رَبِّ إِنِّي قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَأَخَافُ أَن يَقْتُلُونِ ﴿٣٣﴾ وَأَخِي هَارُونُ هُوَ أَفْصَحُ مِنِّي لِسَانًا فَأَرْسِلْهُ مَعِيَ رِدْءًا يُصَدِّقُنِي ۖ إِنِّي أَخَافُ أَن يُكَذِّبُونِ ﴿٣٤﴾ قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِأَخِيكَ وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطَانًا فَلَا يَصِلُونَ إِلَيْكُمَا ۚ بِآيَاتِنَا أَنتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغَالِبُونَ ﴿٣٥﴾ فَلَمَّا جَاءَهُم مُّوسَىٰ بِآيَاتِنَا بَيِّنَاتٍ قَالُوا مَا هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّفْتَرًى وَمَا سَمِعْنَا بِهَٰذَا فِي آبَائِنَا الْأَوَّلِينَ ﴿٣٦﴾ وَقَالَ مُوسَىٰ رَبِّي أَعْلَمُ بِمَن جَاءَ بِالْهُدَىٰ مِنْ عِندِهِ وَمَن تَكُونُ لَهُ عَاقِبَةُ الدَّارِ ۖ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ ﴿٣٧﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ مَا عَلِمْتُ لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرِي فَأَوْقِدْ لِي يَا هَامَانُ عَلَى الطِّينِ فَاجْعَل لِّي صَرْحًا لَّعَلِّي أَطَّلِعُ إِلَىٰ إِلَٰهِ مُوسَىٰ وَإِنِّي لَأَظُنُّهُ مِنَ الْكَاذِبِينَ ﴿٣٨﴾ وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُودُهُ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ إِلَيْنَا لَا يُرْجَعُونَ ﴿٣٩﴾ فَأَخَذْنَاهُ وَجُنُودَهُ فَنَبَذْنَاهُمْ فِي الْيَمِّ ۖ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظَّالِمِينَ ﴿٤٠﴾ وَجَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً يَدْعُونَ إِلَى النَّارِ ۖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يُنصَرُونَ ﴿٤١﴾ وَأَتْبَعْنَاهُمْ فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً ۖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ هُم مِّنَ الْمَقْبُوحِينَ ﴿٤٢﴾

پھر کر بھی نہ دیکھا (ہم نے کہا کہ) موسیٰ آگے آؤ اور ڈرو مت تم امن پانے والوں میں ہو (۳۱) اپنا ہاتھ گریبان میں ڈالو تو بغیر کسی عیب کے سفید نکل آئے گا اور خوف دور ہونے (کی وجہ) سے اپنے بازو کو اپنی طرف سکیڑ لو۔ یہ دو دلیلیں تمہارے پروردگار کی طرف سے ہیں (ان کے ساتھ) فرعون اور اس کے درباریوں کے پاس (جاؤ) کہ وہ نافرمان لوگ ہیں (۳۲) (موسیٰ نے) کہا اے پروردگار ان میں کا ایک شخص میرے ہاتھ سے قتل ہو چکا ہے سو مجھے خوف ہے کہ وہ (کہیں) مجھ کو مار نہ ڈالیں (۳۳) اور ہارون (جو) میرا بھائی (ہے) اس کی زبان مجھ سے زیادہ فصیح ہے تو اس کو میرے ساتھ مددگار بنا کر بھیج کہ میری تصدیق کرے۔ مجھے خوف ہے کہ وہ لوگ میری تکذیب کریں گے (۳۴) (خدا نے) فرمایا ہم تمہارے بھائی سے تمہارے بازو کو مضبوط کریں گے اور تم دونوں کو غلبہ دیں گے تو ہماری نشانیوں کے سبب وہ تم تک پہنچ نہ سکیں گے (اور) تم اور جنہوں نے تمہاری پیروی کی غالب رہو گے (۳۵) اور جب موسیٰ ان کے پاس ہماری کھلی نشانیاں لے کر آئے تو وہ کہنے لگے کہ یہ تو جادو ہے جو اس نے بنا کھڑا کیا ہے۔ اور یہ (باتیں) ہم نے اپنے اگلے باپ دادا میں تو (کبھی) سنی ہی نہیں (۳۶) اور موسیٰ نے کہا کہ میرا پروردگار اس شخص کو خوب جانتا ہے جو اس کی طرف سے حق لے کر آیا ہے اور جس کے لیے عاقبت کا گھر (یعنی بہشت) ہے۔ بیشک ظالم نجات نہیں پائیں گے (۳۷) اور فرعون نے کہا کہ اے اہل دربار میں تمہارا اپنے سوا کسی کو خدا نہیں جانتا تو ہامان میرے لیے گارے کو آگ لگوا (کر اینٹیں پکوا) دو پھر ایک (اونچا) محل بنوا دو تاکہ میں موسیٰ کے خدا کی طرف چڑھ جاؤں اور میں تو اسے جھوٹا سمجھتا ہوں (۳۸) اور وہ اور اس کے لشکر ملک میں ناحق مغرور ہو رہے تھے اور خیال کرتے تھے کہ وہ ہماری طرف لوٹ کر نہیں آئیں گے (۳۹) تو ہم نے ان کو اور ان کے لشکروں کو پکڑ لیا اور دریا میں ڈال دیا۔ سو دیکھ لو کہ ظالموں کا کیسا انجام ہوا (۴۰) اور ہم نے ان کو پیشوا بنایا تھا وہ (لوگوں کو) دوزخ کی طرف بلاتے تھے اور قیامت کے دن ان کی مدد نہیں کی جائے گی (۴۱) اور اس دنیا میں ہم نے ان کے پیچھے لعنت لگا دی اور وہ قیامت کے دن بھی بدحالوں میں ہوں گے (۴۲)

تفسیر سورۃ القصص آیات (۲۹) تا (۴۲)

(۲۹) غرض کہ جب موسیٰ علیہ السلام اپنی مدت پوری کر چکے اور اپنی بیوی کو لے کر مصر کی طرف روانہ ہوئے تو

ایک رات جب کہ سردی بھی سخت تھی اور راستہ بھی بھول گئے تھے راستہ کے بائیں جانب ایک روشنی آگ کی صورت میں دکھائی دی۔

انھوں نے اپنی بیوی سے کہا تم یہاں ٹھہرے رہو میں نے آگ دیکھی ہے شاید میں تمہارے پاس وہاں سے رستے کی کچھ خبر لاؤں یا تمہارے سینکنے کو کوئی آگ کا دہکتا ہوا انگارا لے آؤں۔

(۳۰) چنانچہ جب وہ اس آگ کے پاس پہنچے تو موسیٰ علیہ السلام کو دائیں طرف سے جو ان کی بھی دائیں طرف تھی اس مبارک مقام میں ایک درخت میں سے آواز آئی کہ اے موسیٰ میں رب العالمین ہوں۔

(۳۱) اور تم اپنے ہاتھ میں سے اپنا عصا ڈال دو، چنانچہ انھوں نے ڈال دیا وہ سانپ بن کر چلنے لگا جب انھوں نے اس کو لہراتا ہوا دیکھا جیسا کہ پتلا سانپ تیز ہوتا ہے تو پشت پھیر کر بھاگے اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا۔

ارشاد خداوندی ہوا اے موسیٰ علیہ السلام آگے آؤ اور اس سے ڈرو نہیں تم اس کے شر سے امن میں ہو۔

چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے اس کو پکڑ لیا تو وہ اپنی اصلی حالت کے مطابق پھر لکڑی ہوگیا اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اب تم اپنا ہاتھ گریبان میں ڈالو وہ بلا کسی برص وغیرہ کی بیماری کے سورج کی طرح روشن ہو کر نکلے گا۔

(۳۲) اور خوف دور کرنے کے لیے اپنا وہ ہاتھ پھر گریبان اور بغل سے بدستور ملا لینا تاکہ ہاتھ پھر اصلی حالت پر آجائے سو یہ تمہاری نبوت کی دو نشانیاں ہیں تمہارے رب کی طرف سے فرعون اور اس کی قوم کے پاس جانے کے لیے کیوں کہ وہ بڑے نافرمان مشرک لوگ ہیں۔

(۳۳) موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا میں نے ان کا ایک آدمی مار دیا تھا مجھے ڈر ہے کہ کہیں اس کے بدلے میں وہ مجھے قتل نہ کر دیں۔

(۳۴) اور دوسری بات یہ ہے کہ میرے بھائی ہارون مجھ سے زیادہ خوش گفتار ہیں اور ان کی زبان مجھ سے زیادہ رواں ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کی زبان میں گرہ تھی تو ان کو بھی میرا مددگار بنا کر میری رسالت دے دیجیے کہ وہ میری تقریر کی تائید اور تصدیق کریں گے کیوں کہ مجھ کو تکذیب کا اندیشہ ہے۔

(۳۵) ارشاد خداوندی ہوا اچھا ہم ابھی تمہارے بھائی ہارون کو تمہارا قوت بازو بنا دیتے ہیں اور ہم تم دونوں کو ایک خاص شوکت عطا کرتے ہیں جس سے ان لوگوں کو تمہارے قتل کی جرأت نہ ہو سکے گی یہ معجزات لے کر جاؤ تم دونوں اور جو تم پر ایمان لائے گا فرعون اور اس کی قوم پر غالب رہو گے۔

(۳۶) غرض کہ جب موسیٰ علیہ السلام ان لوگوں کے پاس ہماری کھلی نشانیاں یعنی ید بیضاء اور عصا لے کر آئے تو ان لوگوں نے کہا موسیٰ یہ جو تم لے کر آئے ہو یہ تو تمہارے خود کا گھڑا ہوا ایک جادو ہے اور تم جو کہتے ہو ہم نے کبھی بھی ایسی

بات نہیں سنی کہ ہمارے آباؤ اجداد کے وقت میں بھی ہوئی ہو۔

(۳۷) موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میرا پروردگار اس شخص کو خوب جانتا ہے جو اس کے پاس سے رسالت و توحید لے کر آیا ہے اور جس کو آخرت میں جنت ملنے والی ہو اور مشرکین کو عذاب خداوندی سے کبھی نجات نہیں ملے گی۔

(۳۸) فرعون نے کہا اے مصر والو! مجھے تو تمہارا اپنے سوا کوئی الٰہ معلوم نہیں ہوتا سو تم موسیٰ علیہ السلام کی پیروی مت کرنا اور اے ہامان تم ہمارے لیے مٹی کی اینٹیں بنوا کر ان کو آگ میں پکواؤ اور پھر ان اینٹوں سے میرے لیے ایک بلند عمارت بناؤ تاکہ میں اس پر چڑھ کر موسیٰ علیہ السلام کے الٰہ کو دیکھوں اور میں تو موسیٰ علیہ السلام کو اس دعوے میں کہ کوئی اور الٰہ بھی اوپر ہے جھوٹا سمجھتا ہوں۔

(۳۹) اور فرعون اور اس کے قبطی لشکر نے ناحق سرزمین مصر میں سر اٹھا رکھا تھا اور ایمان سے انکار کر رہے تھے اور یوں سمجھ رکھا تھا کہ آخرت میں ان کو ہمارے سامنے پیش ہونا ہی نہیں۔

(۴۰) سو ہم نے اس تکبر کی سزا میں فرعون اور اس کے قبطی لشکر کو دریا میں پھینک دیا سو آپ دیکھیے کہ فرعون اور اس کی مشرک قوم کا کیا انجام ہوا۔

(۴۱) سو ہم نے ان کو کافروں اور گمراہوں کا ذلیل پیشوا بنا رکھا تھا جو لوگوں کو کفر و شرک اور بتوں کی پوجا کی طرف بلاتے رہے اسی لیے قیامت کے دن عذاب خداوندی کے مقابلہ میں کوئی ان کا ساتھ نہیں دے گا۔

(۴۲) اور دنیا میں بھی ہم نے ان پر لعنت نازل کر کے غرق کر دیا اور قیامت کے دن بھی وہ برے حال میں اٹھیں گے کہ شکلیں کالی اور آنکھیں نیلی ہوں گی۔

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ مِن بَعْدِ مَا أَهْلَكْنَا الْقُرُونَ الْأُولَىٰ بَصَائِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۝ وَمَا كُنتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ إِذْ قَضَيْنَا إِلَىٰ مُوسَى الْأَمْرَ وَمَا كُنتَ مِنَ الشَّاهِدِينَ ۝ وَلَٰكِنَّا أَنشَأْنَا قُرُونًا فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۚ وَمَا كُنتَ ثَاوِيًا فِي أَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا وَلَٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِينَ ۝ وَمَا كُنتَ بِجَانِبِ الطُّورِ إِذْ نَادَيْنَا وَلَٰكِن رَّحْمَةً مِّن رَّبِّكَ لِتُنذِرَ قَوْمًا مَّا أَتَاهُم مِّن نَّذِيرٍ مِّن قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۝ وَلَوْلَا أَن تُصِيبَهُم

اور ہم نے پچھلی امتوں کے ہلاک کرنے کے بعد موسیٰ کو کتاب دی جو لوگوں کے لیے بصیرت اور ہدایت اور رحمت ہے تاکہ وہ نصیحت پکڑیں (۴۳) اور جب ہم نے موسیٰ کی طرف حکم بھیجا تو تم (طور کی) غرب کی طرف نہیں تھے اور نہ اس واقعے کے دیکھنے والوں میں تھے (۴۴) لیکن ہم نے (موسیٰ کے بعد) کئی امتوں کو پیدا کیا پھر ان پر مدت طویل گزر گئی اور نہ تم مدین والوں میں رہنے والے تھے کہ ان کو ہماری آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے تھے۔ ہاں ہم ہی تو پیغمبر بھیجنے والے تھے (۴۵) اور نہ تم اس وقت جب کہ ہم نے (موسیٰ کو) آواز دی طور کے کنارے تھے۔ بلکہ (تمہارا بھیجا جانا) تمہارے پروردگار کی رحمت ہے تاکہ تم ان لوگوں کو جن کے پاس تم سے پہلے کوئی ہدایت

مُصِيبَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ فَيَقُولُوا رَبَّنَا لَوْلَا أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا فَنَتَّبِعَ آيَاتِكَ وَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ فَلَمَّا جَاءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا لَوْلَا أُوتِيَ مِثْلَ مَا أُوتِيَ مُوسَىٰ ۚ أَوَلَمْ يَكْفُرُوا بِمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ مِنْ قَبْلُ ۖ قَالُوا سِحْرَانِ تَظَاهَرَا وَقَالُوا إِنَّا بِكُلٍّ كَافِرُونَ ۝ قُلْ فَأْتُوا بِكِتَابٍ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ هُوَ أَهْدَىٰ مِنْهُمَا أَتَّبِعْهُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝ فَإِنْ لَمْ يَسْتَجِيبُوا لَكَ فَاعْلَمْ أَنَّمَا يَتَّبِعُونَ أَهْوَاءَهُمْ ۚ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ هُدًى مِنَ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝

کرنے والا نہیں آیا ہدایت کرو تا کہ وہ نصیحت پکڑیں (۴۶) اور (اے پیغمبر ہم نے تم کو اس لیے بھیجا ہے کہ) ایسا نہ ہو کہ اگر ان (اعمال) کے سبب جو ان کے ہاتھ آگے بھیج چکے ہیں ان پر کوئی مصیبت واقع ہو تو یہ کہنے لگیں کہ اے پروردگار تو نے ہماری طرف کوئی پیغمبر کیوں نہ بھیجا کہ ہم تیری آیتوں کی پیروی کرتے اور ایمان لانے والوں میں ہوتے (۴۷) پھر جب ان کے پاس ہماری طرف سے حق آپہنچا تو کہنے لگے کہ جیسی (نشانیاں) موسیٰ کو ملی تھیں ویسی اس کو کیوں نہیں ملیں۔ کیا جو (نشانیاں) پہلے موسیٰ کو دی گئی تھیں اُنھوں نے اُن سے کفر نہیں کیا کہنے لگے کہ دونوں جادوگر ہیں ایک دوسرے کے موافق۔ اور بولے کہ ہم سب سے منکر ہیں (۴۸) کہہ دو کہ اگر سچے ہو تو تم خدا کے پاس سے کوئی کتاب لے آؤ جو ان دونوں (کتابوں) سے بڑھ کر ہدایت کرنے والی ہو۔ تا کہ میں بھی اسی کی پیروی کروں (۴۹) پھر اگر یہ تمہاری بات قبول نہ کریں تو جان لو کہ یہ صرف اپنی خواہشوں کی پیروی کرتے ہیں۔ اور اس سے زیادہ کون گمراہ ہوگا جو خدا کی ہدایت کو چھوڑ کر اپنی خواہش کے پیچھے چلے۔ بیشک خدا ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا (۵۰)

تفسیر سورة القصص آیات (٤٣) تا (٥٠)

(۴۳) اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو ان سے پہلے اور امتوں کی ہلاکت کے بعد توریت دی تھی جو بنی اسرائیل کے لیے دانش مندیوں کا سبب اور گمراہی سے ہدایت اور ایمان لانے والوں کے لیے رحمت کا باعث تھی تا کہ وہ نصیحت حاصل کریں اور ایمان لائیں۔

(۴۴) اور اے محمد ﷺ آپ اس وقت کوہ طور کے غربی جانب میں نہیں تھے جب کہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے پاس آنے کا حکم دیا تھا اور آپ تو اس مقام پر موجود بھی نہیں تھے۔

(۴۵) لیکن بات یہ ہے کہ ہم نے ایک نسل کے بعد دوسری نسل پیدا کی اور پہلوں کا واقعہ بعد والوں سے بیان کیا جیسا کہ اب آپ سے پہلے بیان کیا ہے پھر ان پر طویل زمانہ گزر گیا اور وہ ایمان نہیں لائے تو ہم نے یکے بعد دیگرے سب کو ہلاک کر دیا اور اے محمد ﷺ آپ اہل مدین میں بھی قیام پذیر نہیں تھے کہ ان کے حالات کے بارے میں اپنی قوم کو ہماری قرآنی آیتیں پڑھ پڑھ کر سنا رہے ہو لیکن جیسا کہ ہم نے آپ کو رسول بنایا اور پہلوں کے واقعات آپ سے بیان کیے اسی طرح ہم نے پہلی قوموں کی طرف رسول بھیجے ہیں اور اگلوں کی باتیں پچھلوں سے بیان کی ہیں۔

(۴۶) اور اسی طرح آپ طور کی غربی جانب میں اس وقت بھی نہیں تھے جب کہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا تھا

یہ کہ آپ کی امت کو پکارا تھا لیکن اس کا علم بھی اس طرح حاصل ہوا کہ آپ اپنے رب کی رحمت سے نبی بنائے گئے اور بذریعہ جبریل امین قرآن حکیم میں گزشتہ قوموں کے آپ سے واقعات بیان کیے گئے تاکہ آپ بذریعہ قرآن ایسی قوم کو یعنی قریش کو ڈرائیں جن کے پاس آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نبی نہیں آیا ممکن ہے کہ یہ نصیحت قبول کرلیں اور ایمان لے آئیں۔

(۴۷) اور اگر ہم ان کی طرف کوئی رسول نہ بھی بھیجتے تو قیامت کے دن آپ کی قوم پر ان کے کرداروں کی وجہ سے جب عذاب نازل ہوتا تو یہ یوں کہنے لگتے کہ اے ہمارے پروردگار اس عذاب کے نازل ہونے سے پہلے کوئی رسول ہمارے پاس کتاب دے کر کیوں نہیں بھیجا تھا تاکہ ہم آپ کی کتاب اور آپ کے رسول کی پیروی کرتے اور کتاب و رسول پر ایمان لانے والوں میں ہوتے اسی لیے ہم نے آپ کو قرآن حکیم دے کر ان کی طرف بھیجا ہے تاکہ ان کے پاس کسی قسم کا کوئی عذر نہ رہے۔

(۴۸) مگر جب ان کفار مکہ کی طرف رسول اکرم ﷺ قرآن حکیم لے کر آئے تو یہ کہنے لگے کہ اے محمد ﷺ موسیٰ علیہ السلام کی طرح ید بیضاء عصا اور من وسلویٰ کے معجزات کیوں نہیں ملے اور موسیٰ علیہ السلام کی طرح ایک ہی بار قرآن کریم ان پر کیوں نازل نہیں کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کو جو کتاب توریت ملی تھی کیا یہ کفار مکہ آپ سے پہلے اس کے منکر نہیں ہوئے یہ کفار مکہ تو یوں کہتے ہیں کہ قرآن کریم اور توریت دونوں جادو ہیں جو ایک دوسرے کے موافق ہیں اور یوں بھی کہتے ہیں کہ ہم تو قرآن کریم اور توریت میں سے کسی کو بھی نہیں مانتے۔

(۴۹) آپ ان کفار سے فرما دیجیے کہ اللہ کی طرف سے تم کوئی اور کتاب لے آؤ جو ہدایت کرنے میں قرآن اور توریت سے بہتر ہو میں اسی کی پیروی کرنے لگوں گا اگر تم اپنے اس دعوے میں سچے ہو کہ قرآن کریم اور توریت دونوں جادو ہیں جو ایک دوسرے کے موافق ہیں مگر ان میں اس کی کہاں طاقت ہے۔

(۵۰) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پھر اگر اس احتجاج کے بعد یہ گمراہ آپ کا کہا پورا نہ کرسکیں تو آپ سمجھ لیجیے کہ یہ لوگ کفر و شرک اور بتوں کی پوجا میں گرفتار ہیں۔

اور حق و ہدایت سے اس شخص سے زیادہ کون گمراہ ہوگا جو کفر و شرک اور بتوں کی پوجا میں گرفتار ہو سوائے اس کے اللہ کی طرف سے اس کے پاس اس چیز پر کوئی دلیل ہو اور اللہ تعالیٰ ایسے مشرکوں یعنی ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کو اپنے دین کی ہدایت نہیں کیا کرتا۔

وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۝ الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ مِن قَبْلِهِ هُم بِهِ يُؤْمِنُونَ ۝ وَإِذَا يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ قَالُوا آمَنَّا بِهِ إِنَّهُ الْحَقُّ مِن رَّبِّنَا إِنَّا كُنَّا مِن قَبْلِهِ مُسْلِمِينَ ۝ أُولَٰئِكَ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُم مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوا وَيَدْرَءُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ۝ وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوا عَنْهُ وَقَالُوا لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجَاهِلِينَ ۝ إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَن يَشَاءُ ۚ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ۝ وَقَالُوا إِن نَّتَّبِعِ الْهُدَىٰ مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ أَرْضِنَا ۚ أَوَلَمْ نُمَكِّن لَّهُمْ حَرَمًا آمِنًا يُجْبَىٰ إِلَيْهِ ثَمَرَاتُ كُلِّ شَيْءٍ رِّزْقًا مِّن لَّدُنَّا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝ وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِن قَرْيَةٍ بَطِرَتْ مَعِيشَتَهَا ۖ فَتِلْكَ مَسَاكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَن مِّن بَعْدِهِمْ إِلَّا قَلِيلًا ۖ وَكُنَّا نَحْنُ الْوَارِثِينَ ۝ وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرَىٰ حَتَّىٰ يَبْعَثَ فِي أُمِّهَا رَسُولًا يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا ۚ وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرَىٰ إِلَّا وَأَهْلُهَا ظَالِمُونَ ۝ وَمَا أُوتِيتُم مِّن شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَزِينَتُهَا ۚ وَمَا عِندَ اللَّهِ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝

اور ہم پے در پے ان لوگوں کے پاس (ہدایت کی) باتیں بھیجتے رہے ہیں تاکہ نصیحت پکڑیں (۵۱) جن لوگوں کو ہم نے اس سے پہلے کتاب دی تھی وہ اس پر ایمان لے آتے ہیں (۵۲) اور جب (قرآن) اُن کو پڑھ کر سنایا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لے آئے۔ بیشک وہ ہمارے پروردگار کی طرف سے برحق ہے (اور) ہم تو اس سے پہلے کے حکم بردار ہیں (۵۳) اُن لوگوں کو دگنا بدلہ دیا جائے گا کیونکہ وہ صبر کرتے رہے ہیں اور بھلائی کے ساتھ برائی کو دور کرتے ہیں اور جو (مال) ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں (۵۴) اور جب بیہودہ بات سنتے ہیں تو اس سے منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم کو ہمارے اعمال اور تم کو تمہارے اعمال۔ تم کو سلام۔ ہم جاہلوں کے خواستگار نہیں ہیں (۵۵) (اے محمد ﷺ) تم جس کو دوست رکھتے ہو اسے ہدایت نہیں کر سکتے بلکہ خدا ہی جس کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اور وہ ہدایت پانے والوں کو خوب جانتا ہے (۵۶) اور کہتے ہیں کہ اگر ہم تمہارے ساتھ ہدایت کی پیروی کریں تو اپنے ملک سے اُچک لیے جائیں۔ کیا ہم نے اُن کو حرم میں جو امن کا مقام ہے جگہ نہیں دی۔ جہاں ہر قسم کے میوے پہنچائے جاتے ہیں (اور یہ) رزق ہماری طرف سے ہے لیکن اُن میں سے اکثر نہیں جانتے (۵۷) اور ہم نے بہت سی بستیوں کو ہلاک کر ڈالا جو اپنی (فراخی) معیشت میں اترا رہے تھے۔ سو یہ ان کے مکانات ہیں جو ان کے بعد آباد نہیں ہوئے مگر بہت کم۔ اور ان کے پیچھے ہم ہی اُن کے وارث ہوئے (۵۸) اور تمہارا پروردگار بستیوں کو ہلاک نہیں کرتا جب تک ان کے بڑے شہر میں پیغمبر نہ بھیج لے جو ان کو ہماری آیتیں پڑھ پڑھ کر سنائے اور ہم بستیوں کو ہلاک نہیں کیا کرتے مگر اس حالت میں کہ وہاں کے باشندے ظالم ہوں (۵۹) اور جو چیز تم کو دی گئی ہے وہ دنیا کی زندگی کا فائدہ اور اس کی زینت ہے اور جو خدا کے پاس ہے وہ بہتر اور باقی رہنے والی ہے۔ کیا تم سمجھتے نہیں (۶۰)

تفسیر سورۃ القصص آیات (۵۱) تا (۶۰)

(۵۱) اور ہم نے اس قرآن کریم میں توحید کے مضامین کو ان کے فائدہ کے لیے وضاحت کے ساتھ بیان کیا تاکہ یہ لوگ اس قرآن کریم سے نصیحت حاصل کر کے ایمان لے آئیں۔

شانِ نزول: وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ (الخ)

ابن جریرؒ اور طبرانیؒ نے رفاعہ قرظی ؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت دس حضرات کے بارے میں نازل ہوئی ہے میں بھی ان میں سے ایک ہوں۔

(۵۲) جن حضرات کو ہم نے رسول اکرم ﷺ کی بعثت اور نزول قرآن کریم سے پہلے توریت کا علم دیا ہے یعنی

حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی یہ چالیس کے قریب ہیں کچھ ان میں سے شام کی طرف سے آئے اور کچھ یمن سے وہ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لائے ہیں۔

شان نزول: اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْکِتٰبَ (الخ)

نیز ابن جریرؒ نے علی بن رفاعہ ؓ سے روایت کیا ہے کہ اہل کتاب میں سے دس حضرات کی جماعت نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی جن میں ان کے والد رفاعہ بھی تھے اور آکر مشرف با اسلام ہو گئے تو ان کو کفار کی طرف سے تکلیف پہنچائی گئی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اور قتادہ ؓ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ ہم یہ ذکر کیا کرتے تھے کہ یہ آیت اہل کتاب کے کچھ حضرات کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو رسول اکرم ﷺ کی بعثت تک حق پر قائم تھے پھر آپ پر ایمان لائے جن میں سے عثمان اور عبداللہ بن سلام ہیں۔

(۵۳) اور جب ان حضرات کے سامنے قرآن کریم رسول اکرم ﷺ کے اوصاف وصفات کے ساتھ پڑھا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ ہم رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لائے بے شک یہ حق ہے اور ہم تو قرآن حکیم کے آنے سے پہلے ہی رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کو مانتے تھے

(۵۴) ایسے حضرات کو ان کی پختگی کی وجہ سے دوہرا ثواب ملے گا کیوں کہ ان حضرات نے اپنی کتاب میں رسول اکرم ﷺ کی نعت وصفت لوگوں کے سامنے بیان کی اور پھر اس دین میں داخل ہونے تو اس پر ان کو کفار نے جو تکالیف پہنچائیں اس پر انھوں نے صبر کیا اور یہ لوگ نیک بات یعنی کلمہ لا الہ الا اللہ سے بری بات یعنی شرک کا توڑ کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو مال دیا ہے اس میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔

(۵۵) اور جب کسی سے اپنی نسبت جھوٹی بات یعنی کفار کا طعنہ سنتے ہیں تو اس کو بھی خوبی کے ساتھ ٹال جاتے ہیں اور نرمی سے کہہ دیتے ہیں ہمارا اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا اور ہمارا دین اسلام ہمارے سامنے ہے اور تم پر تمہارے بتوں کی پرستش اور شیطان کی پیروی اور شرک کا بوجھ ہے اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت دے ہم مشرکین کے طریقہ پر چلنا نہیں چاہتے۔

(۵۶) اے محمد ﷺ آپ جس سے چاہیں ایمان کا اقرار نہیں کرا سکتے یعنی حضرت ابو طالب کو البتہ اللہ جس کو چاہے اپنے دین کی ہدایت دیتا ہے یعنی حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ اور ان کے ساتھی اور اپنے دین کی ہدایت پانے والوں کا علم بھی اسی کو ہے۔

شان نزول: اِنَّکَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ (الخ)

امام مسلمؒ نے حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنے چچا محترم سے فرمایا

کہ کلمہ لا الہ الا اللہ کہہ لوتا کہ قیامت کے دن میں تمہارے حق میں گواہی دوں انھوں نے فرمایا کہ اگر مجھے قریش کی عورتیں عار نہ دلاتیں اور یہ نہ کہتیں کہ گھبراہٹ اور ڈر سے یہ اس کے قائل ہوئے ہیں تو میں اس سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرتا اس پر یہ آیت نازل ہوئی یعنی آپ جس کو چاہیں ہدایت نہیں کر سکتے۔ امام نسائیؒ اور ابن عساکرؒ نے تاریخ دمشق میں سند جید کے ساتھ ابی سعید بن رافع ؓ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عمر ؓ سے اس آیت اِنَّکَ لَا تَھْدِیْ کے بارے میں دریافت کیا کہ آیا یہ ابو طالب اور ابوجہل کے بارے میں نازل ہوئی ہے؟ تو انھوں نے فرمایا ہاں۔

(۵۷) اور حرث بن عمرو نوفلی اور اس کے ساتھی کہتے ہیں کہ اے محمد ﷺ اگر ہم آپ کے ساتھ توحید کا اقرار کرلیں گے تو ہم سرزمین مکہ سے نکال دیے جائیں گے۔

کیا ہم نے ان کو امن وامان والے حرم میں جگہ نہیں دی کہ وہاں کسی قسم کا خوف نہیں جہاں ہر قسم کے پھل کھچے چلے آتے ہیں جو ہماری طرف سے ان کو کھانے کو ملتے ہیں سو اگر یہ ایمان لے آئیں گے تو میں ان پر کفار کو کیوں کر مسلط کردوں گا لیکن ان میں سے اکثر اس چیز کو نہیں جانتے اور نہ اس کی تصدیق کرتے ہیں۔

شان نزول: وَقَالُوْٓا اِنْ نَّتَّبِعِ الْھُدٰی مَعَکَ (الخ)

ابن جریرؒ نے عوفی کے واسطہ سے ابن عباس ؓ سے روایت نقل کی ہے کہ کچھ قریشیوں نے رسول اکرم ﷺ سے کہا کہ اگر ہم آپ کی اطاعت قبول کرلیں گے تو فوراً لوگ ہمیں یہاں سے نکال دیں گے اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ حرث بن عامر بن نوفل نے یہ بات کہی تھی۔

(۶۰) اور اے گروہ قریش جو کچھ تمہیں مال وخرم دیا گیا ہے وہ چند روزہ دنیوی زندگی کا ساز وسامان ہے جو باقی نہیں رہے گا اور یہیں کی زیب وزینت ہے اور جنت میں جو اجر وثواب رسول اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرامؓ کے لیے ہے وہ اس سے کئی گنا بہتر ہے اور تمہارے اس دنیاوی ساز وسامان کے مقابلہ میں ہمیشہ رہنے والا ہے

کیا تم لوگوں میں اتنا توں والے دماغ نہیں کہ اتنی سی بات سمجھ لو کہ دنیاوی چیزیں فانی ہیں اور آخرت باقی رہنے والی ہے۔

أَفَمَن وَعَدْنَٰهُ وَعْدًا

حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيهِ كَمَن مَّتَّعْنَٰهُ مَتَٰعَ ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ
يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ مِنَ ٱلْمُحْضَرِينَ ۝ وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ أَيْنَ
شُرَكَآءِىَ ٱلَّذِينَ كُنتُمْ تَزْعُمُونَ ۝ قَالَ ٱلَّذِينَ حَقَّ عَلَيْهِمُ
ٱلْقَوْلُ رَبَّنَا هَٰٓؤُلَآءِ ٱلَّذِينَ أَغْوَيْنَآ أَغْوَيْنَٰهُمْ كَمَا غَوَيْنَا تَبَرَّأْنَآ
إِلَيْكَ مَا كَانُوٓا۟ إِيَّانَا يَعْبُدُونَ ۝ وَقِيلَ ٱدْعُوا۟ شُرَكَآءَكُمْ
فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا۟ لَهُمْ وَرَأَوُا۟ ٱلْعَذَابَ لَوْ أَنَّهُمْ
كَانُوا۟ يَهْتَدُونَ ۝ وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ مَاذَآ أَجَبْتُمُ
ٱلْمُرْسَلِينَ ۝ فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ ٱلْأَنۢبَآءُ يَوْمَئِذٍ فَهُمْ لَا
يَتَسَآءَلُونَ ۝ فَأَمَّا مَن تَابَ وَءَامَنَ وَعَمِلَ صَٰلِحًا فَعَسَىٰٓ
أَن يَكُونَ مِنَ ٱلْمُفْلِحِينَ ۝ وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ مَا
كَانَ لَهُمُ ٱلْخِيَرَةُ سُبْحَٰنَ ٱللَّهِ وَتَعَٰلَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ وَرَبُّكَ
يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ ۝ وَهُوَ ٱللَّهُ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ لَهُ
ٱلْحَمْدُ فِى ٱلْأُولَىٰ وَٱلْءَاخِرَةِ وَلَهُ ٱلْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝
قُلْ أَرَءَيْتُمْ إِن جَعَلَ ٱللَّهُ عَلَيْكُمُ ٱلَّيْلَ سَرْمَدًا إِلَىٰ يَوْمِ
ٱلْقِيَٰمَةِ مَنْ إِلَٰهٌ غَيْرُ ٱللَّهِ يَأْتِيكُم بِضِيَآءٍ أَفَلَا تَسْمَعُونَ ۝
قُلْ أَرَءَيْتُمْ إِن جَعَلَ ٱللَّهُ عَلَيْكُمُ ٱلنَّهَارَ سَرْمَدًا إِلَىٰ يَوْمِ
ٱلْقِيَٰمَةِ مَنْ إِلَٰهٌ غَيْرُ ٱللَّهِ يَأْتِيكُم بِلَيْلٍ تَسْكُنُونَ فِيهِ أَفَلَا
تُبْصِرُونَ ۝ وَمِن رَّحْمَتِهِۦ جَعَلَ لَكُمُ ٱلَّيْلَ وَٱلنَّهَارَ لِتَسْكُنُوا۟
فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا۟ مِن فَضْلِهِۦ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝ وَيَوْمَ
يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَآءِىَ ٱلَّذِينَ كُنتُمْ تَزْعُمُونَ ۝
وَنَزَعْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا فَقُلْنَا هَاتُوا۟ بُرْهَٰنَكُمْ
فَعَلِمُوٓا۟ أَنَّ ٱلْحَقَّ لِلَّهِ وَضَلَّ عَنْهُم مَّا كَانُوا۟ يَفْتَرُونَ ۝ ع

بھلا جس شخص سے ہم نے نیک وعدہ کیا اور اس نے اسے حاصل کر لیا تو کیا وہ اس شخص کا سا ہے جس کو ہم نے دنیا کی زندگی کے فائدے سے بہرہ مند کیا۔ پھر وہ قیامت کے روز ان لوگوں میں ہو جو (ہمارے روبرو) حاضر کیے جائیں گے (۶۱) اور جس روز (خدا) ان کو پکارے گا اور کہے گا کہ میرے وہ شریک کہاں ہیں جن کا تمہیں دعویٰ تھا (۶۲) (تو) جن لوگوں پر (عذاب کا) حکم ثابت ہو چکا ہوگا وہ کہیں گے کہ ہمارے پروردگار یہ وہ لوگ ہیں جن کو ہم نے گمراہ کیا تھا۔ اور جس طرح ہم خود گمراہ ہوئے تھے اسی طرح ان کو گمراہ کیا تھا (اب) ہم تیری طرف (متوجہ ہو کر) ان سے بیزار ہوتے ہیں یہ ہمیں نہیں پوجتے تھے (۶۳) اور کہا جائے گا کہ اپنے شریکوں کو بلاؤ۔ تو وہ ان کو پکاریں گے اور وہ ان کو جواب نہ دے سکیں گے اور (جب) عذاب کو دیکھ لیں گے (تو تمنا کریں گے۔) کاش وہ ہدایت یاب ہوتے (۶۴) اور جس روز (خدا) ان کو پکارے گا اور کہے گا کہ تم نے پیغمبروں کو کیا جواب دیا (۶۵) تو وہ اس روز خبروں سے اندھے ہو جائیں گے اور آپس میں کچھ بھی پوچھ نہ سکیں گے (۶۶) لیکن جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور عمل نیک کیے تو امید ہے کہ وہ نجات پانے والوں میں ہو (۶۷) اور تمہارا پروردگار جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور (جسے چاہتا ہے) برگزیدہ کر لیتا ہے۔ ان کو (اس کا) اختیار نہیں ہے یہ جو شرک کرتے ہیں خدا اس سے پاک و بالاتر ہے (۶۸) اور ان کے سینے جو کچھ مخفی کرتے اور جو یہ ظاہر کرتے ہیں تمہارا پروردگار اس کو جانتا ہے (۶۹) اور وہی خدا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ دنیا اور آخرت میں اسی کی تعریف ہے اور اسی کا حکم اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے (۷۰) کہو بھلا دیکھو تو اگر خدا تم پر ہمیشہ قیامت کے دن تک رات (کی تاریکی) کیے رہے تو خدا کے سوا کون معبود ہے جو تم کو روشنی لا دے تو کیا تم سنتے نہیں؟ (۷۱) کہو تو بھلا دیکھو تو اگر خدا تم پر ہمیشہ قیامت تک دن کیے رہے تو خدا کے سوا کون معبود ہے کہ تم کو رات لا دے جس میں تم آرام کرو۔ تو کیا تم دیکھتے نہیں؟ (۷۲) اور اس نے اپنی رحمت سے تمہارے لیے رات کو اور دن کو بنایا تا کہ تم اس میں آرام کرو اور اس کا فضل تلاش کرو اور تاکہ شکر کرو (۷۳) اور جس دن وہ ان کو پکارے گا اور کہے گا کہ میرے وہ شریک جن کا

تمہیں دعویٰ تھا کہاں گئے؟ (۷۴) اور ہم ہر ایک امت میں سے گواہ نکال لیں گے پھر کہیں گے کہ اپنی دلیل پیش کرو تو وہ جان لیں گے کہ سچی بات خدا کی ہے اور جو وہ افترا کیا کرتے تھے ان سے جاتا رہے گا (۷۵)

تفسیر سورة القصص آیات (۶۱) تا (۷۵)

(۶۱) بھلا وہ شخص جس سے ہم نے جنت کا وعدہ کر رکھا ہے یعنی رسول اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام یا یہ کہ حضرت عثمان بن عفانؓ اور پھر وہ اس کو آخرت میں پانے والا ہے اس شخص جیسا ہوسکتا ہے جس کو ہم نے دنیا میں چند روزہ مال و دولت دے رکھا ہے پھر وہ دوزخ میں جلے گا یعنی ابوجہل۔

شان نزول: اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ (الخ)

ابن جریرؒ نے مجاہدؒ سے اس آیت کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ یہ آیت رسول اکرم ﷺ اور ابوجہل بن ہشام کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور دوسرے طریق سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت حضرت حمزہؓ اور ابوجہل کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(۶۲) اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کو پکار کر کہے گا کہ وہ میرے شریک کہاں ہیں جن کی تم عبادت کر رہے تھے اور میرا شریک سمجھ رہے تھے۔

(۶۳) یہ سن کر وہ شرکاء اور شیاطین جن پر اللہ کا عذاب اور اس کی ناراضگی ثابت ہوچکی ہوگی کہ اٹھیں گے اے ہمارے پروردگار یہ ہمارے پیروکار وہی لوگ ہیں جن کو ہم نے گمراہ کیا ہے ہم نے حق و ہدایت سے ان کو ایسا ہی گمراہ کیا جیسا کہ ہم خود گمراہ تھے اور ہم ان سے دست بردار ہوتے ہیں یہ لوگ ہمارے حکم سے ہمیں نہیں پوجتے تھے۔

(۶۴) اور اس وقت ان مشرکین سے کہا جائے گا کہ اپنے معبودوں کو بلاؤ تاکہ وہ تم سے عذاب خداوندی دور کریں تو یہ مشرکین حیرت زدہ ہوکر اس مقصد کے لیے ان کو پکاریں گے سو وہ جواب بھی نہ دیں گے اس وقت یہ پیروکار اور ان کے پیشوا اپنی آنکھوں سے عذاب کو دیکھ لیں گے اور تمنا کریں گے کہ کاش دنیا میں حق و ہدایت پر ہوتے۔

(۶۵) اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کافروں سے پکار کر پوچھے گا کہ پیغمبروں نے جب تمہیں ہدایت کی طرف بلایا تھا تو تم نے ان کو کیا جواب دیا تھا۔

(۶۶) تو قیامت کے دن ان سے سب مضامین گم ہوجائیں گے اور آپس میں گفتگو بھی نہ کرسکیں گے۔

(۶۷) البتہ جو شخص کفر و شرک سے توبہ کرے اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئے اور نیک اعمال کرے تو ایسے لوگ عذاب الٰہی سے نجات پانے والے ہوں گے۔

(۶۸) اور آپ کا پروردگار جیسا چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور اپنی مخلوقات میں سے جس کو چاہتا ہے نبوت کے لیے پسند

فرماتا ہے یعنی رسول اکرم ﷺ کو اس نے منتخب فرمایا ان کفار مکہ کو کسی قسم کا کوئی بھی حق حاصل نہیں اللہ تعالیٰ ان کے شرک سے پاک اور برتر ہے۔

(۶۹) اور آپ کا پروردگار سب چیزوں کی خبر رکھتا ہے جو کچھ ان کے دلوں میں بغض و دشمنی چھپی ہوئی ہے اور جو یہ ظاہری طور پر نافرمانیاں کرتے ہیں۔

(۷۰) اور اللہ وہی واحد لاشریک ہے اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں دنیا و آخرت میں حمد و ثنا کے لائق وہی ہے یا یہ کہ آسمان و زمین میں حمد و ثنا کے لائق وہی ہے اور حکومت بھی اسی کی ہوگی اور قیامت کے دن تم سب اسی کے پاس لوٹ کر جاؤ گے۔

(۷۱) آپ ان کفار مکہ سے کہیے کہ اے گروہ کفار یہ تو بتاؤ کہ اگر اللہ تعالیٰ تم پر ہمیشہ کے لیے قیامت تک تاریک رات رہنے دے تو اللہ کے علاوہ وہ کون سا معبود ہے جو تمہارے لیے دن کی روشنی لے آئے کیا پھر بھی تم اس ذات کی اطاعت نہیں کرتے جس نے تمہارے لیے رات اور دن کو بنایا۔

(۷۲) اور آپ ان سے یہ بھی کہیے کہ بھلا یہ تو بتاؤ کہ اگر اللہ تعالیٰ تم پر ہمیشہ کے لیے قیامت تک دن ہی رہنے دے رات نہ لائے تو اللہ کے علاوہ وہ کون سا معبود ہے جو تمہارے لیے رات کو لے آئے جس میں تم آرام پاؤ کیا پھر بھی تم اس ذات کی تصدیق نہیں کرتے جس نے تمہارے لیے رات دن بنائے۔

(۷۳) اس نے اپنی نعمت و رحمت سے تمہارے لیے رات اور دن کو بنایا تاکہ تم رات میں آرام کرو اور دن میں علم دین اور عبادت الٰہی کے ذریعے سے اس کا فضل تلاش کرو اور تاکہ تم ان نعمتوں پر کہ اس نے تمہارے لیے رات اور دن کو بنایا اللہ کا شکر کرو۔

(۷۴) اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا جن کو تم میرا شریک سمجھتے تھے وہ کہاں گئے۔

(۷۵) اور ہم ہر امت میں سے ایک ایک نبی بھی نکال کر لائیں گے جو دنیا میں ان امتوں کے اندر بھیجا گیا تھا اور وہ احکام خداوندی پہنچانے کی گواہی دے گا پھر ہم ان مشرکین سے کہیں گے کہ اپنی کوئی دلیل پیش کرو کہ تم نے انبیاء کرام کو کیوں جھٹلایا تو ہر ایک امت جان جائے گی کہ سچی بات دین خداوندی اور عبادت خداوندی تھی اور ان کے بارے میں فیصلہ کرنے کا حق اللہ ہی کو ہے اور دنیا میں جو جھوٹے معبودوں کی پوجا کرتے تھے آج کسی کا پتا نہیں رہے گا۔

اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ ۪ وَاٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَاۤ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ اُولِى الْقُوَّةِ ۗ اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ ﴿۷۶﴾ وَابْتَغِ فِيْمَاۤ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَاَحْسِنْ كَمَاۤ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِى الْاَرْضِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۷۷﴾ قَالَ اِنَّمَاۤ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِىْ ؕ اَوَلَمْ يَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهٖ مِنَ الْقُرُوْنِ مَنْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَّاَكْثَرُ جَمْعًا ؕ وَلَا يُسْـَٔلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۷۸﴾ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِىْ زِيْنَتِهٖ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَاۤ اُوْتِىَ قَارُوْنُ ۙ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ﴿۷۹﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۚ وَلَا يُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ ﴿۸۰﴾ فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۗ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَاَصْبَحَ الَّذِيْنَ تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ بِالْاَمْسِ يَقُوْلُوْنَ وَيْكَاَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ ۚ لَوْلَاۤ اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ؕ وَيْكَاَنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۲﴾

قارون موسیٰ کی قوم میں سے تھا اور ان پر تعدی کرتا تھا۔ اور ہم نے اس کو اتنے خزانے دیے تھے کہ ان کی کنجیاں ایک طاقتور جماعت کو اٹھانی مشکل ہوتیں۔ جب اس سے اس کی قوم نے کہا کہ اترائیے مت کہ خدا اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا (۷۶) اور جو (مال) تم کو خدا نے عطا فرمایا ہے اس سے آخرت (کی بھلائی) طلب کیجیے اور دنیا سے اپنا حصہ نہ بھلائیے اور جیسی خدا نے تم سے بھلائی کی ہے (ویسی تم) بھی (لوگوں سے) کرو اور ملک میں طالب فساد نہ ہو کیونکہ خدا فساد کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا (۷۷) بولا کہ یہ (مال) مجھے میری دانش (کے زور) سے ملا ہے۔ کیا اس کو معلوم نہیں کہ خدا نے اس سے پہلے بہت سی امتیں جو اس سے قوت میں بڑھ کر اور جمعیت میں بیشتر تھیں ہلاک کر ڈالی ہیں اور گنہگاروں سے ان کے گناہوں کے بارے میں پوچھا نہیں جائے گا (۷۸) تو (ایک روز) قارون (بڑی) آرائش (اور ٹھاٹھ) سے اپنی قوم کے سامنے نکلا۔ جو لوگ دنیا کی زندگی کے طالب تھے کہنے لگے کہ جیسا (مال و متاع) قارون کو ملا ہے کاش (ایسا ہی) ہمیں بھی ملے وہ تو بڑا ہی صاحب نصیب ہے (۷۹) اور جن لوگوں کو علم دیا گیا تھا وہ کہنے لگے کہ تم پر افسوس مومنوں اور نیکوکاروں کے لیے (جو) ثواب خدا (کے ہاں تیار ہے وہ) کہیں بہتر ہے اور وہ صرف صبر کرنے والوں ہی کو ملے گا (۸۰) پس ہم نے قارون کو اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا۔ تو خدا کے سوا کوئی جماعت اس کی مددگار نہ ہو سکی اور نہ وہ بدلہ لے سکا (۸۱) اور وہ لوگ جو کل اس کے رتبے کی تمنا کرتے تھے صبح کو کہنے لگے ہائے شامت! خدا ہی تو اپنے بندوں میں سے جس کے لیے چاہتا ہے رزق فراخ کر دیتا ہے اور (جس کے لیے چاہتا ہے) تنگ کر دیتا ہے۔ اگر خدا ہم پر احسان نہ کرتا تو ہمیں بھی دھنسا دیتا۔ ہائے خرابی! کافر نجات نہیں پا سکتے (۸۲)

تفسیر سورة القصص آیات (۷۶) تا (۸۲)

(۷۶) قارون موسیٰ علیہ السلام کا چچازاد بھائی تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام و ہارون علیہ السلام اور ان کی قوم کے مقابلہ میں تکبر کرنے لگا اور کہنے لگا کہ موسیٰ علیہ السلام کو رسالت اور ہارون کو دانش مندی مل گئی اور مجھے کچھ بھی نہیں ملا میں تو اس چیز پر راضی نہیں ہوں اور موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا انکار کر دیا اور ہم نے اس کو دولت کے اس قدر خزانے دیے تھے کہ اس کے

خزانوں کی چابیوں کی کئی طاقت آور آدمیوں کو گرانبار کر دیتی تھیں یعنی چالیس آدمیوں سے بھی اس کے خزانوں کی چابیاں نہیں اٹھتی تھیں جب کہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے اس سے کہا کہ تو دولت کی وجہ سے تکبر مت کر اور شرک مت کر اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

(۷۷) اور یہ بھی کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے جتنا مال دے رکھا ہے اس میں حصول جنت کی بھی جستجو کیا کر اور دنیا سے اپنے آخرت کے حصہ کو فراموش مت کر یا یہ کہ دنیا کے حصہ سے آخرت کے حصہ میں کمی مت کر اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے مال دے کر تم پر احسان کیا تو پھر تم بھی فقرا اور مساکین کے ساتھ احسان کیا کر اور نافرمانی اور موسیٰ علیہ السلام کے فرمان کی مخالفت مت کر اللہ تعالیٰ ایسے نافرمانوں کو پسند نہیں کرتا۔

(۷۸) قارون کہنے لگا کہ مجھ کو یہ جو کچھ مال ملا ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کا اہل سمجھ کر دیا ہے اور یہ کیمیا سے سونا بنایا کرتا تھا کیا اس قارون نے یہ نہ جانا کہ اللہ تعالیٰ اس سے پہلے گزشتہ امتوں میں سے ایسے ایسوں کو ہلاک کر چکا ہے جو قوت جسمانی میں بھی ان سے کہیں بڑھے ہوئے تھے اور ان کا مال اور مجمع بھی زیادہ تھا اور قیامت کے دن مشرکین سے ان کے گناہوں کے بارے میں سوال کرنا نہیں پڑے گا ہر ایک اپنے نشان سے خود بخود پہچانا جائے گا۔

(۷۹) ایک بار قارون جو اس کی شان و آرائش تھی یعنی گھوڑوں، خچروں، غلاموں اور لونڈیوں اور سونے چاندی کے زیورات اور طرح طرح کے ہتھیاروں اور کپڑوں کے ساتھ اپنی قوم کے سامنے نکلا تو جو لوگ دنیا کے طالب تھے وہ کہنے لگے کیا خوب ہوتا کہ ہمیں بھی ویسا ہی مال و دولت ملا ہوتا جیسا کہ قارون کو ملا ہے۔ واقعی وہ بڑا خوش نصیب ہے۔

(۸۰) اور جن لوگوں کو دین کی فہم یعنی زہد و توکل حاصل تھا وہ بولے تم لوگ برباد ہو اللہ تعالیٰ کے گھر یعنی جنت کا ثواب اس سے ہزار درجہ بہتر ہے جو ایسے شخص کو ملتا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ اور حضرت موسیٰ پر ایمان لائے اور نیک کام کرے اور جنت ان ہی لوگوں کو دی جاتی ہے جو احکام خداوندی اور تکالیف پر صبر کرنے والے ہیں یا یہ کہ کلمہ طیبہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی توفیق ان ہی لوگوں کو ہوتی ہے جو احکام خداوندی اور تکالیف پر صبر کرنے والے ہیں۔

(۸۱) پھر ہم نے اس قارون کو اور اس کے محل سرائے کو زمین میں دھنسا دیا سو کوئی اس کے پاس ایسی جماعت نہ ہوئی جو اس کو عذاب خداوندی سے جس وقت وہ اس پر نازل ہو رہا تھا بچالیتی اور نہ وہ خود ہی اپنے آپ کو عذاب الٰہی سے بچا سکا۔

(۸۲) اور گزشتہ زمانہ میں جو لوگ قارون جیسے ہونے کی تمنا کر رہے تھے وہ آج ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ قارون جو کہا کرتا تھا کہ میری ہنرمندی سے مجھے یہ مال ملا ہے ایسا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے آزمائش کے لیے جس کو چاہے زیادہ مال دیتا ہے اور جس کو چاہے تنگی سے دینے لگتا ہے اور اس میں اس آدمی کے لیے فائدہ ہے اگر ہم پر اللہ تعالیٰ کی مہربانی نہ ہوتی کہ ہمیں اتنا مال اس نے نہیں دیا تو ہمیں بھی قارون کی طرح زمین میں دھنسا دیتا بس اچھی طرح معلوم ہو گیا کہ کافروں کو عذاب خداوندی سے نجات نہیں ملتی۔

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ۭ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ مَنْ جَاۗءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ جَاۗءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَاۗدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ ۭ قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ مَنْ جَاۗءَ بِالْهُدٰى وَمَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ وَمَا كُنْتَ تَرْجُوْٓا اَنْ يُّلْقٰٓى اِلَيْكَ الْكِتٰبُ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ ظَهِيْرًا لِّلْكٰفِرِيْنَ ۝ وَلَا يَصُدُّنَّكَ عَنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ بَعْدَ اِذْ اُنْزِلَتْ اِلَيْكَ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۘ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۣ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ۭ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝

وہ (جو) آخرت کا گھر (ہے) ہم نے اسے ان لوگوں کے لیے (تیار) کر رکھا ہے جو ملک میں ظلم اور فساد کا ارادہ نہیں کرتے اور انجام (نیک) تو پرہیزگاروں ہی کا ہے (۸۳) جو شخص نیکی لے کر آئے گا اس کے لیے اس سے بہتر (صلہ موجود) ہے اور جو برائی لائے گا تو جن لوگوں نے برے کام کیے ان کو بدلہ بھی اسی طرح کا ملے گا جس طرح کے وہ کام کرتے تھے (۸۴) (اے پیغمبر) جس (خدا) نے تم پر قرآن (کے احکام) کو فرض کیا ہے وہ تمہیں بازگشت کی جگہ لوٹا دے گا۔ کہہ دو کہ میرا پروردگار اس شخص کو بھی جانتا ہے جو ہدایت لے کر آیا اور (اس کو بھی) جو صریح گمراہی میں ہے (۸۵) اور تمہیں امید نہ تھی کہ تم پر یہ کتاب نازل کی جائے گی مگر تمہارے پروردگار کی مہربانی سے (نازل ہوئی) تو تم ہرگز کافروں کے مددگار نہ ہونا (۸۶) اور وہ تمہیں خدا کی آیتوں (کی تبلیغ) سے بعد اس کے کہ وہ تم پر نازل ہو چکی ہیں روک نہ دیں اور اپنے پروردگار کو پکارتے رہو اور مشرکوں میں ہرگز نہ ہوجیو (۸۷) اور خدا کے ساتھ کسی اور کو معبود (سمجھ کر) نہ پکارنا۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس کی ذات (پاک) کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے۔ اس کا حکم ہے اور اسی کی طرف تم لوٹ کر جاؤ گے (۸۸)

تفسیر سورۃ القصص آیات (۸۳) تا (۸۸)

(۸۳) یہ جنت ہم ان ہی لوگوں کے لیے خاص کرتے ہیں جو دنیا میں مال و دولت کی وجہ سے نہ بڑا بننا چاہتے ہیں اور نہ گناہ اور برائیاں کرتے ہیں اور جنت کفر و شرک تکبر و فساد سے بچنے والوں کے لیے ہے۔

(۸۴) جو شخص قیامت کے دن خلوص نیت کے ساتھ کلمہ طیبہ لے کر آئے گا اس کو اس سے بہتر بدلہ ملے گا اور جو شرک لے کر آئے گا تو شرک کرنے والوں کو اسی کے مطابق دوزخ ملے گی۔

(۸۵) جس ذات نے آپ پر بذریعہ جبریل امین قرآن حکیم نازل کیا ہے وہ آپ کو آپ کے اصلی وطن مکہ مکرمہ میں پہنچا دے گا یا یہ کہ جنت میں تو آپ ان سے فرما دیجیے کہ میرا رب خوب جانتا ہے کہ کون توحید و قرآن لے کر آیا اور کون صریح کفر اور گمراہی میں مبتلا ہے۔

شان نزول: اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے ضحاکؒ سے روایت کیا ہے کہ جب رسول اکرم ﷺ مکہ مکرمہ سے روانہ ہوئے اور مقام جحفہ میں پہنچے تو آپ کو مکہ مکرمہ کا اشتیاق ہوا اس وقت یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی یعنی جس ذات نے آپ پر قرآن حکیم فرض

کیا ہے وہ آپ کو آپ کے اصلی وطن کی طرف پھر لوٹا دے گا۔

(۸۶) اور آپ کو تو یہ توقع بھی نہ تھی کہ آپ پر قرآن حکیم نازل ہوگا اور آپ نبی ہوں گے مگر محض آپ کے رب کی مہربانی سے آپ پر قرآن کریم نازل ہوا اور آپ کو نبی بنایا گیا تو آپ ان کفار کے کفر کی ذرا تائید نہ کیجیے۔

(۸۷) اور جب اللہ کے احکام آپ پر نازل ہو چکے تو ایسا نہ ہو کہ یہ مشرکین آپ کو احکام قرآنیہ سے روک دیں اور آپ بدستور اپنے رب کی توحید اور اس کی کتاب کی طرف لوگوں کو بلاتے رہیے اور ان مشرکین کا ساتھ نہ دیجیے۔

(۸۸) اور اللہ تعالی کے علاوہ کسی معبود کی عبادت نہ کرنا اور نہ مخلوق کو غیر اللہ کی طرف بلانا، اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں سوائے اس کی ذات کے سب چیزیں فانی ہیں یعنی جو کام بھی اللہ تعالی کی خوشنودی کے لیے نہ کیا جائے وہ ناپاک ہے اسی طرح اس کی بادشاہت اور سلطنت کے علاوہ اور تمام سلطنتیں فانی ہیں وہی مخلوق کے درمیان فیصلہ فرمائے گا اور مرنے کے بعد سب کو اسی کے سامنے پیش ہونا ہے وہ تمہیں تمہارے اعمال کا بدلہ دے گا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓمّٓ ۞ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ۞ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ۞ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّسْبِقُوْنَا ۭ سَاۗءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۞ مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَاۗءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ ۭ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۞ وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۞ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَحْسَنَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۞ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ۭ وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۭ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۞ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصّٰلِحِيْنَ ۞ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَآ اُوْذِيَ فِي اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ ۭ وَلَىِٕنْ جَاۗءَ نَصْرٌ مِّنْ رَّبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ ۭ اَوَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِمَا فِيْ صُدُوْرِ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓمّٓ (۱) کیا لوگ یہ خیال کیے ہوئے ہیں کہ (صرف) یہ کہنے سے کہ ہم ایمان لے آئے چھوڑ دیے جائیں گے اور ان کی آزمائش نہیں کی جائے گی (۲) اور جو لوگ ان سے پہلے ہو چکے ہیں ہم نے ان کو بھی آزمایا تھا (اور ان کو بھی آزمائیں گے) سو خدا ان کو ضرور معلوم کرے گا جو (اپنے ایمان میں) سچے ہیں اور ان کو بھی جو جھوٹے ہیں (۳) کیا وہ لوگ جو برے کام کرتے ہیں یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ یہ ہمارے قابو سے نکل جائیں گے۔ جو خیال یہ کرتے ہیں برا ہے (۴) جو شخص خدا کی ملاقات کی امید رکھتا ہو تو خدا کا (مقرر کیا ہوا) وقت ضرور آنے والا ہے۔ اور وہ سننے والا (اور) جاننے والا ہے (۵) اور جو شخص محنت کرتا ہے تو اپنے ہی فائدے کے لیے محنت کرتا ہے (اور) خدا تو سارے جہان سے بے پروا ہے (۶) اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ہم ان کے گناہوں کو ان سے دور کر دیں گے اور ان کو ان کے اعمال کا بہت اچھا بدلہ دیں گے (۷) اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا ہے (اے مخاطب) اگر تیرے

الْعٰلَمِيْنَ ۔ وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ ۔ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا سَبِيْلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطٰيٰكُمْ وَمَا هُمْ بِحٰمِلِيْنَ مِنْ خَطٰيٰهُمْ مِّنْ شَيْءٍ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۔ وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ وَلَيُسْئَلُنَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَمَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۔

ماں باپ تیرے درپے ہوں کہ تو میرے ساتھ کسی کو شریک بنائے جس کی حقیقت سے تجھے واقفیت نہیں تو ان کا کہنا نہ ماننا۔ تم (سب) کو میری طرف لوٹ کر آنا ہے۔ پھر جو کچھ تم کرتے تھے میں تم کو جتا دوں گا (۸) اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کو ہم نیک لوگوں میں داخل کریں گے (۹) اور بعض لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم خدا پر ایمان لائے۔ جب ان کو خدا (کے رستے) میں کوئی ایذا پہنچتی ہے تو لوگوں کی ایذا کو (یوں) سمجھتے ہیں جیسے خدا کا عذاب۔ اور اگر تمہارے پروردگار کی طرف سے مدد پہنچے تو کہتے ہیں کہ ہم تو تمہارے ساتھ تھے۔ کیا جو اہل عالم کے سینوں میں ہے خدا اس سے واقف نہیں؟ (۱۰) اور خدا ان کو ضرور معلوم کرے گا جو (سچے) مومن ہیں اور منافقوں کو بھی معلوم کر کے رہے گا (۱۱) اور جو کافر ہیں وہ مومنوں سے کہتے ہیں کہ ہمارے طریق کی پیروی کرو ہم تمہارے گناہ اٹھا لیں گے۔ حالانکہ وہ ان کے گناہوں کا کچھ بھی بوجھ اٹھانے والے نہیں۔ کچھ شک نہیں کہ یہ جھوٹے ہیں (۱۲) اور یہ اپنے بوجھ بھی اٹھائیں گے اور اپنے بوجھوں کے ساتھ اور (لوگوں کے) بوجھ بھی۔ اور جو بہتان یہ باندھتے رہے قیامت کے دن ان کی ان سے ضرور پرسش ہوگی (۱۳)

تفسیر سورۃ العنکبوت آیات (۱) تا (۱۳)

یہ پوری سورت مکی ہے، اس میں انہتر آیات اور نو سو اسی کلمات اور چار ہزار ایک سو پچیس حروف ہیں۔

(۱۔۲) اللہ تعالیٰ ہی سب سے زیادہ جاننے والا ہے کیا رسول اکرم ﷺ کے صحابہ کرامؓ نے یہ خیال کر رکھا ہے کہ آپ ﷺ کے بعد ان کی نجات اتنا کہنے پر ہو جائے گی کہ ہم ایمان لے آئے اور ان کو خواہشات اور بدعات اور جنگ عظیم کے ذریعے آزمایا نہ جائے گا۔

شان نزول: اَحَسِبَ النَّاسُ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ اور شعبیؒ سے روایت نقل کی گئی ہے کہ یہ آیت چند لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو کہ مکہ مکرمہ میں مقیم تھے اور انھوں نے اسلام کا اقرار کر لیا تھا تو ان کی طرف اصحاب رسول اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ سے لکھا کہ تم سے کچھ قبول نہیں کیا جائے گا جب تک کہ ہجرت نہ کرو چنانچہ یہ لوگ مدینہ منورہ کے ارادہ سے نکلے تو مشرکین نے ان کا تعاقب کیا اور پھر ان کو واپس لے گئے تو اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی صحابہ کرامؓ نے ان کو پھر لکھا کہ تمہارے بارے میں ایسا حکم نازل ہوا ہے تو ان لوگوں نے کہا کہ ہم ضرور ہجرت کے لیے نکلیں گے اگر ہمارا کوئی تعاقب کرے گا تو ہم اس سے لڑیں گے چنانچہ یہ لوگ مکہ مکرمہ سے نکلے، مشرکین مکہ نے ان کا پیچھا کیا انھوں نے ان سے قتال کیا بعض لوگ ان میں سے مارے گئے اور بعض بچ گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے بارے میں یہ آیت مبارکہ نازل

فرمائی۔ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا (الخ)۔

اور قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ الٓمّٓ۝ اَحَسِبَ النَّاسُ (الخ) کچھ لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو کہ مکہ مکرمہ میں مقیم تھے اور وہاں سے رسول اکرم ﷺ کے پاس آنے کے ارادہ سے چلے، مشرکین نے ان کا سامنا کیا تو یہ واپس ہو گئے۔ ان کے مسلمان بھائیوں نے جو ان کے بارے میں آیت نازل ہوئی تھی وہ ان کو لکھ بھیجی، چنانچہ یہ یہاں سے پھر چلے تو جن کے حق میں قتل ہونا لکھا ہوا تھا وہ قتل ہو گئے اور جن کو بچنا تھا وہ بچ گئے، اس پر قرآن حکیم کی یہ آیت نازل ہوئی وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا (الخ)۔ اور ابن سعد رضی اللہ عنہ نے بواسطہ عبداللہ بن عبید ابن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ الٓمّٓ۝ اَحَسِبَ النَّاسُ (الخ) یہ آیت حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی جب کہ وہ اللہ کی راہ میں تکالیف اٹھا رہے تھے۔

(۳) اور ہم تو انبیاء کرام کے بعد ان چیزوں کے ذریعے سے ان لوگوں کو بھی آزما چکے ہیں جو اصحاب محمد ﷺ سے پہلے گزرے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ممتاز کر دے جو اپنے دعوی ایمانی میں سچے ہیں کہ وہ خواہشات اور بدعات سے بچ رہے ہیں اور جھوٹوں کو بھی دکھلا دے جو ان چیزوں میں مبتلا ہو کر اپنے دعوائے ایمانی میں جھوٹے ہیں۔

(۴) اگلی آیت ابوجہل، ولید بن مغیرہ، عتبہ، شیبہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے یہ لوگ بدر کے دن حضرت علی، حضرت حمزہ اور حضرت عبیدہ بن الحارث کے مقابلے کے لیے نکلے تھے اور ایک دوسرے پر فخر کیا تھا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا جو لوگ کفر و شرک میں مست ہیں وہ کہیں ہمارے عذاب سے چھوٹ جائیں گے ان کا اپنے بارے میں یہ خیال اور اپنے متعلق ان کی یہ تجویز نہایت ہی بری ہے۔

(۵) جو شخص بعث بعد الموت سے ڈرتا ہے تو بعث بعد الموت ضرور ہو کر رہے گی وہ بدر کے دن کی ان دونوں جماعتوں کی سب باتوں کو سننے والا اور جو کچھ ان کو پیش آئے گا سب کو جاننے والا ہے۔

(۶) اب یہ آیت خاص حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے دونوں ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی کہ بدر کے دن جو اللہ کے رستہ میں جہاد کر رہا ہے اس کا ثواب اسی کو ملے گا اللہ تعالیٰ تمام جہان والوں کے جہاد سے غنی ہے۔

(۷) اور جو لوگ ایمان لائے یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی تو ہم ان کے چھوٹے گناہوں کو معاف کر دیں گے اور ہم ان کو ان کے جہاد سے اچھا بدلہ دیں گے۔

(۸) اور ہم نے انسان یعنی حضرت سعد بن ابی وقاص کو اپنے والدین یعنی مالک اور حمنہ بنت ابی سفیان کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا اور اگر وہ دونوں تجھ پر اس بات کا زور ڈالیں کہ تو ایسی چیز کو میرا شریک ٹھہرا کہ جس کے شریک ہونے کے بارے میں تیرے پاس کوئی دلیل نہیں اور تجھے معلوم ہے کہ میرا کوئی شریک نہیں تو اس شرک میں ان کا کہنا نہ ماننا اس لیے کہ والدین مشرک تھے۔ تم سب کو میرے پاس لوٹ کر آنا ہے میں تمہارے سب کام بتا دوں گا کفر و ایمان نیکی اور برائی۔

(۹) اور جو ایمان لائے ہوں گے اور نیک کام کیے ہوں گے ان کو جنت میں نیک بندوں کے ساتھ داخل کر دیں گے یعنی حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

شانِ نزول: وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ (الخ)

مسلم اور ترمذی نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت سعدؓ کی والدہ نے ان سے فرمایا کیا اللہ تعالیٰ نے والدین کے ساتھ بھلائی کا حکم نہیں دیا اللہ کی قسم میں نہ کوئی چیز کھاؤں گی اور نہ پیوں گی جب تک میں مر جاؤں یا تو کفر کرے اس پر یہ آیت نازل ہوئی یعنی ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا ہے۔

(۱۰) اور بعض آدمی ایسے بھی ہیں یعنی عیاش ابن ابی ربیعہ جو کہہ دیتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان لائے پھر جب ان کو اللہ کی راہ میں کوئی تکلیف پہنچائی جاتی ہے تو لوگوں کی اس تکلیف کو ایسا سمجھ لیتے ہیں جیسا کہ اللہ کا دوزخ میں ہمیشہ کے لیے عذاب نازل ہو گیا ہو اور پھر ایمان کو چھوڑ کر کفر اختیار کر لیتے ہیں۔

اور اگر مکہ کر مہ فتح ہونے لگتا ہے تو اس وقت یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم دین میں تمہارے ساتھ ہیں کیا اللہ تعالیٰ کو دنیا جہان والوں کے دلوں کا حال معلوم نہیں۔

شانِ نزول: وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ آمَنَّا (الخ)

اس آیت کا شانِ نزول سورہ نساء میں گزر چکا ہے۔

(۱۱) اس کے بعد حضرت عیاشؓ اور ان کے ساتھی مشرف باسلام ہو گئے اور ان کا اسلام بھی اچھا ہوا اور اللہ تعالیٰ بدر کے دن ایمان والوں کو بھی ظاہری و باطنی طور پر ممتاز کر کے رہے گا اور منافقین کو بھی۔

(۱۲) اور ابوجہل اور اس کے ساتھی حضرت علیؓ اور حضرت سلمانؓ سے کہتے ہیں کہ ہمارا دین اختیار کر لو قیامت کے دن تمہارے گناہوں کا بوجھ ہمارے ذمہ ہے حالانکہ یہ لوگ قیامت کے دن ان کے گناہوں میں سے ذرا بھی نہیں لے سکتے یہ بالکل جھوٹ بک رہے ہیں۔

(۱۳) اور یہ لوگ قیامت کے دن اپنے گناہوں کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہوں گے اور ان کے ساتھ ہی ان لوگوں کے گناہوں کا بوجھ بھی جن کو انھوں نے گمراہ کیا ہے اور قیامت کے دن ان سے یہ لوگ جو جھوٹی باتیں بناتے تھے اس کی باز پرس ہوگی۔

❁❁❁

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَلَبِثَ فِيهِمْ أَلْفَ سَنَةٍ إِلَّا خَمْسِينَ عَامًا فَأَخَذَهُمُ الطُّوفَانُ وَهُمْ ظَالِمُونَ ۝ فَأَنْجَيْنَاهُ وَأَصْحَابَ السَّفِينَةِ وَجَعَلْنَاهَا آيَةً لِلْعَالَمِينَ ۝ وَإِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاتَّقُوهُ ۖ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ إِنَّمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْثَانًا وَتَخْلُقُونَ إِفْكًا ۚ إِنَّ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَمْلِكُونَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوا عِنْدَ اللَّهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوهُ وَاشْكُرُوا لَهُ ۖ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝ وَإِنْ تُكَذِّبُوا فَقَدْ كَذَّبَ أُمَمٌ مِنْ قَبْلِكُمْ ۖ وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ۝ أَوَلَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللَّهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ ۚ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ۝ قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ بَدَأَ الْخَلْقَ ۚ ثُمَّ اللَّهُ يُنْشِئُ النَّشْأَةَ الْآخِرَةَ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ يُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ وَيَرْحَمُ مَنْ يَشَاءُ ۖ وَإِلَيْهِ تُقْلَبُونَ ۝ وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ ۖ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ۝

اور ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا تو وہ ان میں پچاس برس کم ہزار برس رہے۔ پھر ان کو طوفان (کے عذاب) نے آ پکڑا۔ اور وہ ظالم تھے (۱۴) پھر ہم نے نوح کو اور کشتی والوں کو نجات دی۔ اور کشتی کو اہل عالم کے لیے نشانی بنا دیا (۱۵) اور ابراہیم کو (یاد کرو) جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ خدا کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو اگر تم سمجھ رکھتے ہو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے (۱۶) تم تو خدا کو چھوڑ کر بتوں کو پوجتے اور طوفان باندھتے ہو تو جن لوگوں کو تم خدا کے سوا پوجتے ہو وہ تم کو رزق دینے کا اختیار نہیں رکھتے پس خدا ہی کے ہاں سے رزق طلب کرو اور اسی کی عبادت کرو اور اسی کا شکر کرو اسی کی طرف تم لوٹ کر جاؤ گے (۱۷) اور اگر تم (میری) تکذیب کرو تو تم سے پہلے بھی امتیں (اپنے پیغمبروں کی) تکذیب کر چکی ہیں۔ اور پیغمبر کے ذمے کھول کر سنا دینے کے سوا اور کچھ نہیں (۱۸) کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ خدا کس طرح خلقت کو پہلی بار پیدا کرتا پھر (کس طرح) اس کو بار بار پیدا کرتا رہتا ہے یہ خدا کو آسان ہے (۱۹) کہہ دو کہ زمین میں چلو پھرو اور دیکھو کہ اس نے کس طرح خلقت کو پہلی دفعہ پیدا کیا ہے پھر خدا ہی پچھلی پیدائش پیدا کرے گا بے شک خدا ہر چیز پر قادر ہے (۲۰) وہ جسے چاہے عذاب دے اور جس پر چاہے رحم کرے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے (۲۱) اور تم (اس کو) نہ زمین میں عاجز کر سکتے ہو اور نہ آسمان میں اور نہ خدا کے سوا تمہارا کوئی دوست ہے اور نہ مددگار (۲۲)

تفسیر سورة العنکبوت آیات (۱۴) تا (۲۲)

(۱۴) ہم نے حضرت نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا سو وہ اپنی قوم کو ساڑھے نو سو سال تک توحید کی طرف بلاتے رہے مگر اس کے باوجود بھی وہ لوگ ایمان نہیں لائے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو طوفان کے ذریعے سے ہلاک کر دیا وہ بڑے کافر تھے۔

(۱۵) اور ہم نے حضرت نوح علیہ السلام اور جو کشتی میں ان کے ساتھ اہل ایمان تھے ان سب کو بچا لیا اور ہم نے اس کشتی کے واقعہ کو تمام جہان والوں کے لیے موجب عبرت بنایا۔

(۱۶) اور ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی ان کی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا جب کہ انہوں نے اپنی قوم سے

فرمایا توحید خداوندی کا اقرار کرلو اور اسی سے ڈرو اور کفر و شرک اور بتوں کی پوجا سے توبہ کر کے اسی کی اطاعت کرو یہ توبہ اور توحید جس طریقہ پر تم قائم ہو اس سے بہتر ہے اگر تم اس کو سمجھتے ہو اور تصدیق کرتے ہو لیکن نہ تم سمجھتے ہو اور نہ ہی تصدیق کرتے ہو۔

(۱۷) تم اللہ کو چھوڑ کر بتوں کو پوجتے ہو اور ان کے متعلق جھوٹی باتیں بناتے ہو اور اللہ کے علاوہ جن کو پوجتے ہو ان کو خود اپنے ہاتھوں سے بناتے ہو جن بتوں کو تم پوجتے رہے ہو وہ تمہیں کچھ بھی رزق دینے کا اختیار نہیں رکھتے سو تم اللہ ہی کے پاس سے رزق تلاش کرو سو اسی کی عبادت کرو اور توحید کے ذریعے سے اسی کا شکر کرو مرنے کے بعد تم سب کو اسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے وہ تمہارے اعمال کا تمہیں بدلہ دے گا۔

(۱۸) اور اے جماعت قریش اگر تم رسول اکرم ﷺ کی رسالت کو جھٹلاتے ہو سو تم سے پہلے بہت سی امتیں اپنے رسولوں کو جھٹلا چکی ہیں ہم نے ان کو ہلاک کر دیا اور رسول کی ذمہ داری تو صاف زبان میں جس کو تم سمجھو احکام خداوندی کا پہنچا دینا ہے۔

(۱۹) کیا کفار مکہ کو بذریعہ قرآن کریم یہ بات معلوم نہیں ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کس طرح مخلوق کو پہلی بار نطفہ سے پیدا کرتا ہے پھر وہی قیامت کے دن اس کو دوبارہ پیدا کرے گا یہ پہلی بار اور دوبارہ پیدا کرنا اللہ تعالیٰ پر بہت آسان بات ہے۔

(۲۰) اے محمد ﷺ آپ ان سے فرمائیے کہ تم زمین پر چلو پھرو اور غور کرو کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پہلی بار نطفہ سے کس طرح پر پیدا کیا پھر اس کے بعد ان کو ہلاک کر دیا پھر اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بھی مخلوق کو دوبارہ پیدا کرے گا بے شک اللہ تعالیٰ پیدا کرنے اور پھر قیامت کے دن زندہ کرنے اور ایسے ہی موت و حیات سب پر قادر ہے۔

(۲۱) اللہ تعالیٰ جس کو چاہے کفر پر موت آنے کی وجہ سے عذاب دے گا اور جس پر چاہے گا ایمان پر انتقال کرنے کی بنا پر رحمت فرما دے گا اور پھر مرنے کے بعد تم سب اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے وہ تمہیں تمہارے اعمال کا بدلہ دے گا۔

(۲۲) اے مکہ والو! نہ تم زمین والوں میں سے کسی کو عذاب الٰہی سے بچا سکتے ہو اور نہ آسمان والوں میں سے اور عذاب الٰہی کے مقابلہ میں نہ تمہارا کوئی کارساز ہے جو تمہیں فائدہ پہنچائے اور نہ تمہارا کوئی مددگار ہے جو تم سے عذاب الٰہی کو روک سکے۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَلِقَآئِهٖٓ اُولٰٓئِكَ يَئِسُوْا مِنْ رَّحْمَتِيْ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا اقْتُلُوْهُ اَوْ حَرِّقُوْهُ فَاَنْجٰىهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ وَقَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا ۙ مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَّيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ۡ وَّمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝ فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ ۘ وَقَالَ اِنِّيْ مُهَاجِرٌ اِلٰى رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ وَاٰتَيْنٰهُ اَجْرَهٗ فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ ۡ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ ڏ وَتَاْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ ۭ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ عَلَي الْقَوْمِ الْمُفْسِدِيْنَ ۝

اور جن لوگوں نے خدا کی آیتوں سے اور اس کے ملنے سے انکار کیا وہ میری رحمت سے ناامید ہو گئے ہیں اور ان کو درد دینے والا عذاب ہوگا (۲۳) تو ان کی قوم کے لوگ جواب میں بولے تو یہ بولے کہ اسے مار ڈالو یا جلا دو۔ مگر خدا نے ان کو آگ (کی سوزش) سے بچا لیا۔ جو لوگ ایمان رکھتے ہیں ان کے لیے اس میں نشانیاں ہیں (۲۴) اور (ابراہیم نے) کہا کہ تم جو خدا کو چھوڑ کر بتوں کو لے بیٹھے ہو تو دنیا کی زندگی میں باہم دوستی کے لیے (مگر) پھر قیامت کے دن تم ایک دوسرے (کی دوستی) سے انکار کر دو گے اور ایک دوسرے پر لعنت بھیجو گے اور تمہارا ٹھکانا دوزخ ہوگا اور کوئی تمہارا مددگار نہ ہوگا (۲۵) پس ان پر (ایک) لوط ایمان لائے اور (ابراہیم) کہنے لگے کہ میں اپنے پروردگار کی طرف ہجرت کرنے والا ہوں بیشک وہ غالب حکمت والا ہے (۲۶) اور ہم نے ان کو اسحٰق اور یعقوب بخشے اور ان کی اولاد میں پیغمبری اور کتاب (مقرر) کر دی اور ان کو دنیا میں بھی ان کا صلہ عنایت کیا اور وہ آخرت میں بھی نیک لوگوں میں ہوں گے (۲۷) اور لوط (کو یاد کرو) جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ تم (عجب) بے حیائی کے مرتکب ہوتے ہو۔ تم سے پہلے اہل عالم میں سے کسی نے ایسا کام نہیں کیا (۲۸) تم کیوں (لذت کے ارادے سے) لونڈوں کی طرف مائل ہوتے اور (مسافروں کی) راہزنی کرتے ہو۔ اور اپنی مجلسوں میں ناپسندیدہ کام کرتے ہو تو ان کی قوم کے لوگ جواب میں بولے تو یہ بولے کہ اگر تم سچے ہو تو ہم پر خدا کا عذاب لے آؤ (۲۹) (لوط نے) کہا کہ اے میرے پروردگار ان مفسد لوگوں کے مقابلے میں مجھے نصرت عنایت فرما (۳۰)

تفسیر سورۃ العنکبوت آیات (۲۳) تا (۳۰)

(۲۳) اور جو لوگ یعنی یہود و نصاریٰ اور تمام مشرکین رسول اکرم ﷺ اور بعث بعد الموت کے منکر ہیں تو یہ لوگ میری جنت سے ناامید ہوں گے اور ان کو دردناک عذاب ہوگا۔

(۲۴) اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی توحید خداوندی کی دعوت کے بعد ان کی قوم کا بھی یہی جواب تھا کہ ان کو یا تو قتل کر ڈالو یا ان کو آگ میں جلا دو چنانچہ اللہ تعالیٰ نے صحیح و سالم ان کو اس آگ سے بچا لیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم کے ساتھ جو ہم نے معاملہ کیا اس میں ان حضرات کے لیے جو کہ رسول اکرم ﷺ

اور قرآن کریم پر ایمان رکھتے ہیں بڑی نشانیاں ہیں۔

(۲۵) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے یہ بھی فرمایا کہ یہ جو تم نے بتوں کو معبود بنا رکھا ہے یہ تو تمہارے آپس کے تعلقات کی بنا پر ہے جو باقی نہیں رہیں گے۔

اور پھر قیامت میں تم سب ایک دوسرے سے بیزار ہو جاؤ گے اور تم سب پجاریوں اور معبودوں کا ٹھکانا دوزخ ہوگا اور عذاب خداوندی کے مقابلہ میں تمہارا کوئی حمایتی نہ ہوگا۔

(۲۶) چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی صرف حضرت لوط علیہ السلام نے تصدیق کی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تو اپنے پروردگار کی اطاعت کے لیے علیحدہ چلا جاؤں گا چنانچہ وہ حران سے فلسطین کی طرف ہجرت کر گئے بے شک وہ ان کو سزا دینے میں زبردست ہے اور حکمت والا ہے کہ اس نے ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف دین کی حفاظت کی خاطر ہجرت کرنے کا حکم دیا۔

(۲۷) اور پھر ہم نے ان کو حضرت اسحاق (بیٹا) اور یعقوب علیہ السلام (پوتا) عنایت فرمایا اور ہم نے ان کی نسل کو نبوت و کتاب اور اولاد صالح کے ساتھ معزز فرمایا کہ ان کی نسل میں انبیاء کرام علیہم السلام بھی ہوئے اور کتابیں بھی نازل ہوئیں اور ہم نے ان کا صلہ دنیا میں بھی اس طریقہ پر دیا اور آخرت میں بھی وہ بڑے درجے کے انبیاء کرام کے ساتھ ہوں گے۔

(۲۸) اور ہم نے لوط علیہ السلام کو بھی ان کی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ تم ایسا ناپاک کام یعنی لواطت کرتے ہو کہ تم سے پہلے ایسا کام کسی نے دنیا جہان والوں میں نہیں کیا۔

(۲۹) تم مردوں سے ایسا فعل کرتے ہو اور نسل انسانی کو ختم کرتے ہو یا یہ کہ تم راستوں پر ڈاکے ڈالتے ہو اور بھری مجلس میں بری باتیں کرتے ہو اس قوم میں دس بری باتیں زیادہ مشہور تھیں جیسا کہ ٹھیکرے بازی اور اس قسم کی بے حیائی وغیرہ۔

تو لوط علیہ السلام کی قوم کا آخری جواب بس یہی تھا کہ اگر تم اپنی بات یعنی نزول عذاب میں سچے ہو تو ہم تم پر ایمان نہیں لاتے ہم پر عذاب الٰہی لے آؤ۔

(۳۰) لوط علیہ السلام نے دعا فرمائی اے میرے پروردگار ان مشرکین پر عذاب نازل کر کے میری مدد فرما۔

❁❁❁

وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مُهْلِكُوْٓا اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ ۚ اِنَّ اَهْلَهَا كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ۚ۝ قَالَ اِنَّ فِيْهَا لُوْطًا ۭ قَالُوْا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهَا ڭ لَنُنَجِّيَنَّهٗ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ڭ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ۝ وَلَمَّآ اَنْ جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِيْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالُوْا لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ ۣ اِنَّا مُنَجُّوْكَ وَاَهْلَكَ اِلَّا امْرَاَتَكَ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ۝ اِنَّا مُنْزِلُوْنَ عَلٰٓى اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝ وَلَقَدْ تَّرَكْنَا مِنْهَآ اٰيَةًۢ بَيِّنَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۙ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَارْجُوا الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَلَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۝ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝ وَعَادًا وَّثَمُوْدَا۟ وَقَدْ تَّبَيَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ ۣ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَكَانُوْا مُسْتَبْصِرِيْنَ ۝ وَقَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ ۣ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ فَاسْتَكْبَرُوْا فِى الْاَرْضِ وَمَا كَانُوْا سٰبِقِيْنَ ۝ فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝ مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ ۚ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا ۭ وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۚ وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ۝ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ ع

اور جب ہمارے فرشتے ابراہیم کے پاس خوشی کی خبر لے کر آئے تو کہنے لگے کہ ہم اس بستی کے لوگوں کو ہلاک کر دینے والے ہیں کہ یہاں کے رہنے والے نافرمان ہیں (۳۱) (ابراہیم نے) کہا کہ اس میں تو لوط بھی ہیں وہ کہنے لگے کہ جو لوگ یہاں (رہتے) ہیں ہمیں سب معلوم ہیں ہم ان کو اور انکے گھر والوں کو بچا لیں گے بجز ان کی بیوی کے کہ وہ پیچھے رہنے والوں میں ہوگی (۳۲) اور جب ہمارے فرشتے لوط کے پاس آئے تو وہ ان (کی وجہ سے) ناخوش اور تنگ دل ہوئے فرشتوں نے کہا کچھ خوف نہ کیجیے اور نہ رنج کیجیے ہم آپ کو اور آپ کے گھر والوں کو بچا لیں گے مگر آپ کی بیوی پیچھے رہنے والوں میں ہوگی (۳۳) ہم اس بستی کے رہنے والوں پر اس سبب سے کہ یہ بدکرداری کرتے رہے ہیں آسمان سے عذاب نازل کرنے والے ہیں (۳۴) اور ہم نے سمجھنے والے لوگوں کے لیے اس بستی سے ایک کھلی نشانی چھوڑ دی (۳۵) اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو (بھیجا) تو انہوں نے کہا اے بھائیو! خدا کی عبادت کرو اور پچھلے دن (کے آنے) کی امید رکھو اور ملک میں فساد نہ مچاؤ (۳۶) مگر انہوں نے ان کو جھوٹا سمجھا سو ان کو زلزلے (کے عذاب) نے آ پکڑا اور وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے (۳۷) اور عاد اور ثمود کو بھی (ہم نے ہلاک کر دیا) چنانچہ اُن کے (ویران) گھر تمہاری آنکھوں کے سامنے ہیں اور شیطان نے ان کے اعمال ان کو آراستہ کر دکھائے اور اُن کو (سیدھے) رستے سے روک دیا۔ حالانکہ وہ دیکھنے والے (لوگ) تھے (۳۸) اور قارون اور فرعون اور ہامان کو بھی (ہلاک کر دیا) اور اُن کے پاس موسیٰ کھلی نشانیاں لے کر آئے تو وہ ملک میں مغرور ہو گئے۔ اور وہ (ہمارے) قابو سے نکل جانے والے نہ تھے (۳۹) تو ہم نے سب کو ان کے گناہوں کے سبب پکڑ لیا۔ سو ان میں کچھ تو ایسے تھے جن پر ہم نے پتھروں کا مینہ برسایا اور کچھ ایسے تھے جن کو چنگھاڑ نے آ پکڑا اور کچھ ایسے تھے جن کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا اور کچھ ایسے تھے جن کو غرق کر دیا اور خدا ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرتا لیکن وہی اپنے آپ پر ظلم

کرتے تھے (۴۰) جن لوگوں نے خدا کے سوا (اوروں کو) کارساز بنا رکھا ہے ان کی مثال مکڑی کی سی ہے کہ وہ بھی ایک (طرح کا) گھر بناتی ہے اور کچھ شک نہیں کہ تمام گھروں سے کمزور مکڑی کا گھر ہے کاش یہ (اس بات کو) جانتے (۴۱) یہ جس چیز کو خدا کے سوا پکارتے ہیں (خواہ وہ کچھ ہی ہو) خدا اسے جانتا ہے اور وہ غالب (اور) حکمت والا ہے (۴۲) اور یہ مثالیں ہم لوگوں کے (سمجھانے کے) لیے بیان کرتے ہیں اور اسے تو اہلِ دانش ہی سمجھتے ہیں (۴۳) خدا نے آسمانوں اور زمین کو حکمت کے ساتھ پیدا کیا ہے کچھ شک نہیں کہ ایمان والوں کے لیے اس میں نشانی ہے (۴۴)

تفسیر سورۃ العنکبوت آیات (۳۱) تا (٤٤)

(۳۱) اور جب حضرت جبریل علیہ السلام اور ان کے ساتھ دوسرے فرشتے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس حضرت اسحاق علیہ السلام بیٹے کی خوشخبری لے کر آئے تو انھوں نے حضرت ابراہیم سے کہا کہ ہم تو سدوم کی بستی والوں کو ہلاک کرنے والے ہیں کیوں کہ وہاں کے باشندے مشرک ہیں اور انھوں نے بے حیائی کے کام کر کے اپنے اوپر عذاب کو واجب کر لیا۔

(۳۲) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا وہاں لوط بھی تو ہیں پھر وہاں والوں کو اے جبریل تم کیسے ہلاک کرو گے ان فرشتوں نے عرض کیا کہ ہمیں تو سب معلوم ہے ہم ان کو اور ان کے خاص متعلقین جن میں ان کی دونوں صاحبزادیاں زاعورا اور ریثا بھی ہیں بچا لیں گے سوائے ان کی واہلہ نامی منافقہ بیوی کے کہ وہ عذاب میں رہنے والوں میں سے ہوگی۔

(۳۳) چنانچہ جب ہمارے فرشتے لوط علیہ السلام کے پاس پہنچے وہ ان کے آنے کی اس وجہ سے مغموم اور افسردہ ہوئے۔ یہ دیکھ کر جبریل امین اور ان کے ساتھ جو فرشتے تھے وہ حضرت لوط علیہ السلام سے کہنے لگے کہ آپ ہمارے بارے میں کسی بات کا اندیشہ نہ کریں ورنہ آپ پریشان ہوں ہم آپ کو اور آپ کے خاص متعلقین کو بچا لیں گے سوائے آپ کی بیوی کے وہ عذاب میں رہ جانے والوں میں ہوگی۔

(۳۴) ہم اس بستی کے باشندوں پر پتھروں کا عذاب ان کی بدکاریوں اور کفر کی سزا میں نازل کرنے والے ہیں۔

(۳۵) اور ہم نے لوط علیہ السلام کی قوم کی بستیوں کے کچھ ظاہر نشان اب تک رہنے دیے ہیں ان لوگوں کی عبرت کے لیے جو اس چیز کو جانتے اور تصدیق کرتے ہیں کہ ان بدکاریوں کی وجہ سے ان لوگوں کا کیا انجام ہوا اور ایسے لوگوں کی وہ پیروی نہیں کرتے۔

(۳۶) اور ہم نے مدین والوں کے پاس شعیب علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا سو انھوں نے فرمایا توحید خداوندی کا اقرار کرو اور قیامت کے دن سے ڈرو اور سرزمین میں فساد اور بدکاریاں مت کرو۔

(۳۷) سو ان لوگوں نے شعیب علیہ السلام کو جھٹلایا نتیجہ یہ ہوا کہ زلزلے کے عذاب نے ان کو آ پکڑا اور وہ اپنے گھروں

میں اوندھے منہ گر کر رہ گئے۔

(۳۸) اور ہم نے قوم ہود اور قوم صالح کو بھی ہلاک کیا اور اے مکہ والو! ان کی یہ ہلاکت تمہیں کو ان کے ویران مکانات سے نظر آ رہی ہے اور شیطان نے ان کے شرک اور ان کی تنگی و فراخی کی حالت کو ان کی نظر میں مستحسن کر رکھا تھا اور اس وجہ سے ان کو راہ حق و ہدایت سے روک رکھا تھا اور وہ لوگ سمجھتے تھے کہ یہ چیز حق ہے مگر خود حق پر قائم نہ تھے۔

(۳۹) اور ہم نے قارون اور فرعون اور اس کے وزیر ہامان کو بھی ہلاک کیا اس صورت میں کہ موسیٰ ﷺ ان کے پاس اوامر و نواہی اور حق کی کھلی نشانیاں لے کر آئے تھے تو انھوں نے ایمان لانے سے انکار کیا اور ان واضح دلیلوں اور نشانیوں پر ایمان نہ لائے مگر وہ ہمارے عذاب سے بھاگ نہ سکے۔

(۴۰) چنانچہ ہم نے ہر ایک قوم کو اس کے شرک کے جرم میں پکڑ لیا سو ہم نے ان میں سے بعضوں پر تو پتھر برسا دیے اور وہ لوط ﷺ کی قوم ہے اور ان میں سے بعضوں کو سخت عذاب نے آ دبایا اور وہ شعیب و صالح علیہما السلام کی قومیں ہیں بعضوں کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا یعنی قارون اور بعضوں کو پانی میں ڈبو دیا یعنی فرعون و ہامان اور ان پر جو عذاب نازل ہوا تو اللہ تعالیٰ ایسا نہیں تھا کہ ان کو ہلاک کرتا لیکن یہی لوگ کفر و شرک اور انبیاء کرام کی تکذیب کر کے اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں۔

(۴۱) جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ بتوں وغیرہ میں سے اور کارساز تجویز کر رکھے ہیں ان لوگوں کی مثال مکڑی کی سی ہے جس نے ایک گھر بنایا اور کچھ شک نہیں کہ سب گھروں میں زیادہ کمزور اور بودا مکڑی کا گھر ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ نہ اس گھر میں گرمی کا بچاؤ ہو سکتا ہے اور نہ اس سے سردی کی حفاظت ہو سکتی ہے اسی طرح یہ جھوٹے معبود اپنے پجاریوں کو نہ دنیا ہی میں کچھ فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور نہ آخرت میں ان کے کام آ سکتے ہیں کاش وہ حقیقت جانتے لیکن نہ وہ حقیقت کو جانتے ہیں اور نہ اس کی تصدیق ہی کرتے ہیں۔

(۴۲) اللہ تعالیٰ ان تمام جھوٹے معبودوں کو جانتا ہے جن کی یہ اللہ کے علاوہ پرستش کر رہے ہیں کہ یہ معبود دنیا و آخرت میں ان کے کچھ کام نہیں آ سکتے اور وہ غیر اللہ کی پرستش کرنے والوں کو سزا دینے میں غالب اور حکمت والا ہے کہ اس بات کا حکم دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کسی کی پرستش نہ کی جائے۔

(۴۳) اور ہم ان مثالوں کو لوگوں کے سمجھانے کے لیے بیان کرتے ہیں لیکن ان قرآنی مثالوں کو علم والے اور توحید والے ہی سمجھتے ہیں۔

(۴۴) اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو مناسب طریقے پر بنایا اور ان مضامین میں اہل ایمان کے لیے بڑی دلیل ہے۔